



یہ کتاب برقی شکل میں نشر ہوئی ہے اور شبکہ الاماین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

تفسیر راہنما
قرآنی موضوعات اور مفاہیم کے بارے میں ایک جدید روش

پہلی جلد
مؤلف: آیت اللہ ہاشمی رفسنجانی
اور

مرکز فرہنگ و معارف قرآن کے محققین کی ایک جماعت

مترجم: معارف اسلام پبلشرز

ناشر: نور مطاف

جلد: اول

اشاعت: اول

تاریخ اشاعت: رجب ۱۴۲۳ھ - ق

Web : www.maaref-foundation.com

Email : info@maaref-foundation.com

جملہ حقوق طبع بحق معارف اسلام پبلشرز محفوظ ہیں۔

کتاب انزلناه اليك لتخرج الناس من الظلمات الى النور باذن رهم الى صراط العزيز الحميد (ابراہیم ۲)

ہم نے کتاب کو آپ کی طرف نازل کیا تاکہ آپ انسانوں کو ظلمتوں سے نور کی طرف نکال کے لے جائیں، ان کے پروردگار کے حکم سے، صاحب عزت و قابل تعریف پروردگار کے راستے کی طرف۔ اس صحیفے یا کتاب کے بارے میں جو سرور کائنات، الہی سفیروں میں سب سے اشرف و برترین شخصیت، خاتم الانبیاء ﷺ محمد مصطفیٰ (ص) کا عظیم ترین معجزہ ہے کیا تحریر کیا جاسکتا ہے؟ قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو زندگی کے تمام میدانوں میں بے مثل و بے نظیر ہے۔ اس کی عمل داری اور حکومت کی حدیں لامحدود ہیں۔ اس کی فصاحت و بلاغت کا کوئی مقابلہ نہیں اور نہ ہی اس کے معانی و معارف کے بے کراں سمندر کے لئے کسی خاتمے یا اتمام کا کوئی نقطہ متعین کیا جاسکتا ہے۔ اس کا مقابلے کی دعوت دینا

۔ "فاتوا بسورة من مثله و ادعوا من استطعتم من دون الله" (یونس ۳۸) (۱)

یہ دعوت بہت وسیع اور ہمہ گیر ہے جو زمان و مکان کی حدود سے ماوراء ہے۔ بتوں کے فریب کی دنیا کا رہنے والا بشر اور توہم پرست انسان اس کے مقابلے کی سکت نہیں رکھتا۔ جدید تہذیب کے علمی غرور کا فریفتہ شخص بھی اس کے مقابلے میں کمزور و ناتواں اور بے بس ہے۔

قرآن نے جس طرح زمانہ جاہلیت کے انسانوں کو دعوت دی اور اپنا مجذوب قرار دیا اسی طرح آج ستاروں پر کمندیں ڈالنے والے اور نیلگوں آسمان پر اپنی فتح کے جھنڈے گاڑنے والے انسان کو اپنی طرف تفکر و تدبر کی دعوت دے رہا ہے۔ اُس زمانے میں لوگ فوج در فوج آئے اور قرآن کے دلدادہ و گرویدہ ہو گئے۔ آج بھی محققین، دانشمندان اور صاحبان بصیرت کی ایک کثیر تعداد قرآن حکیم کے مطالعات اور اس میں غور و فکر سے اس کی عاشق و شیدائی ہوتی جا رہی ہے۔ اگر اس دور کے انسانوں نے قرآن کے لئے اپنی زندگیاں صرف کیں تو آج بھی منصف مزاج لوگ قرآنی معارف و حقائق کے سامنے سر تسلیم ہوئے جاتے ہیں۔ اگرچہ آج اسلام و قرآن کے خلاف پراپیگنڈے کا وسیع جال بچھایا گیا ہے۔ دھمکیاں، دھونس، دھاندلی، زر، زور اور مکہ و فریب کا بازار خوب گرم ہے لیکن اس کے باوجود پوری دنیا میں قرآنی معارف کے ادراک و معرفت کے لئے لوگوں کا ایک سیلاب ہے جو دینی اور علمی مراکز کی طرف عشق و شیفتگی کے ساتھ اڈا چلا آ رہا ہے۔ قرآن کریم کی بارگاہ میں یہ فریفتگی اور اظہار محبت در حقیقت امام صادق ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق ہے۔

(۱) پس اس کی ایک سورۃ کی ہی مثل لے آؤ اور جس جس کو اللہ کے علاوہ مدد کے لئے بلانا چاہتے ہو دعوت دو۔

"ان الله تبارك و تعالیٰ لم يجعله لزمان دون زمان و لناس دون ناس فهو في كل زمان جديد و عند كل قوم غض الى يوم القيامة" (کافی ج ۲/ ص ۱۸۰) (۱) اس صحیفہ الہی کی جاذبیت، دلربائی، استحکام، پائیداری اور بقا کی حقیقی دلیل و سبب کیا ہے؟ بالا جمال یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن وہ واحد کتاب ہے جو مطلق، لامحدود عصمت کی مالک ہے۔ وہ کتاب ہے جو ہر طرح کی تحریف اور انحراف سے محفوظ ہے۔ البتہ اس امر کی دلیل اس کتاب کا معجز نما کلام ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: "انا نحن نزلنا الذكر و انا له لحافظون" (حجر ۹) (۲) اگر تورات اور انجیل کا سرسری جائزہ لینے کے لئے ان کی ورق گردانی کی جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ بہت کم معارف اور حقائق ہیں جن میں تحریف نہیں کی گئی ورنہ اکثر موضوعات میں دست برد کمر کے انہیں آلودہ کر دیا گیا ہے۔ ان میں موجود بہت سارے سست، غیر صحیح، خلاف عقل اور خلاف فطرت مطالب آنکھوں کو حیرانی و پریشانی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح علمائے اہل کتاب کی طرف سے ہونے والی جرح و تنقید کو اگر ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تنقیدات اور کتاب مقدس کے متون کی عدم حیثیت پر دلالت کرنے والے مطالب اصل کتاب سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ اس کے برخلاف گزشتہ صدیوں میں کئی افراد اور مراکز ایسے رہے ہیں جنہوں نے قرآن کریم میں شک و تردید اور جرح و تنقید کی راہیں ہموار کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے باوجود آج تک کوئی ایک بات بھی قرآن میں خلاف عقل و فطرت تلاش نہیں کر سکے۔ یہی سبب ہے کہ قرآن حکیم اپنے قدیم و جدید مخاطبین کو ایک اعتماد بخشتا ہے۔ اس طرح ہر روز اس کے لفظی اور معنوی معجزات آشکار تر ہوتے جاتے ہیں۔ آج انسانی معاشروں کے لئے ایک چیز درد و رنج کا باعث ہے۔ اس کے باعث ہر روز بشر کی خفت و خواری اور حیرت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ چیز دنیا کے قانون ساز اداروں پر قائم دردناک اور پریشان کن حالت ہے۔ اسی طرح وہ دساتیر ہیں جو ان مراکز سے بن سنور کے نکلتے ہیں۔ یہ دساتیر نہ فقط انسان کے اضطراب کو کم نہیں کرتے بلکہ اغراض و خواہشات کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ کی ہتھکڑیاں اور پاؤں کی بیڑیاں بن چکے ہیں۔ انہوں نے کمرہ ارض کے باسیوں کو سختیوں اور اسارت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس امر کی زندہ دلیل یہ ہے کہ انسان کے بنائے ہوئے ایسے قوانین میں ترمیم و تغیر کے لئے روزانہ کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں۔

(۱) اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم کو نہ تو کسی خاص زمانے کے لئے قرار دیا ہے اور نہ ہی کسی خاص قوم کے لئے پس یہ قیامت تک کے لئے ہر زمانے میں جدید ہے اور ہر قوم کے نزدیک تر و تازہ رہے گا۔

(۲) یقیناً ہم ہی اس کتاب کو نازل کرنے والے ہیں اور ہم ہی یقیناً اس کے محافظ ہیں۔

انسان کے بنائے ہوئے آئین میں جو کمزوری و اضمحلال پایا جاتا ہے اسی بنا پر ان کو صرف آخر تصور نہیں کیا جاسکتا۔ انسانی کی بنیادی ضروریات کے عظیم خلا کو ایسے کارآمد اور جاوداں قوانین کا مجموعہ پرکھ سکتا ہے جو مادی اور معنوی ضروریات کی تکمیل اور نشوونما کر سکتا ہو۔ قرآن حکیم ایک کامل اور جامع صحیفہ ہونے کی وجہ سے بہت پر امید اور باطمینان لہجے میں ارشاد فرماتا ہے: "لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین" (انعام ۶) ^(۱) "وما فرطنا فی الكتاب من شیء" (انعام ۳۸) ^(۲) بالکل اسی تناظر میں رسول گرامی اسلام (ص) کا یہ ارشاد ہے: "فاذا التبت علیکم الفتن کقطع اللیل المظلم فلیکم بالقرآن فانہ شافع مشفع و ما حل مصدق و من جعلہ امامہ قاده الی الجنة و من جعلہ خلفہ ساقہ الی النار" (کافی ج ۲/ص ۵۹۹) ^(۳) پس کوئی راستہ ہی نہیں مگر یہ کہ قرآن کی پناہ لی جائے اور اسی کو تھام لیا جائے۔ پس اگر دنیا قرآن کا رخ کرے اور مسلمان اس کی طرف لوٹ آئیں تو اُس وقت بد نظمیوں میں انسجام پیدا ہو جائے گا اور پریشانیاں برطرف ہو جائیں گی۔ قرآن حکیم پر اس توجہ اور راہ باز گشت کی طرف امام علی علیہ السلام اس طرح اشارہ فرماتے ہیں۔ "ذلک القرآن فاستنطقوه" (کافی ج ۲/ص ۵۹۹) ^(۴) اس کا معنی یہ ہے کہ وہ ذمہ دار علماء جو استعداد رکھتے اور تحقیقی و تخلیقی صلاحیتوں کے مالک ہیں روزمرہ کی مشکلات، مسائل اور تقاضوں کی بنیاد پر قرآن حکیم کی تشریح و تفسیر بیان کریں۔ ان علماء کو چاہیئے کہ اس بحر بیکراں میں غوطہ زنی کریں اور اسلامی و انسانی معاشروں کے دردوں کا مداوا تلاش کریں۔ یہ امر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ علم تفسیر اور فقہی ابحاث میں اجتہاد ایک دائمی اور پرتحرر جدوجہد کی شکل اختیار کر جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو اس الہی دسترخوان کی عظیم، بھرپور اور لایزال نعمتوں کے ذریعے عصر حاضر کی مشکلات کا دانی و شافی حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ تفسیر راہنما کے عظیم مؤلف کی شخصیت اگرچہ محتاج تعریف و تعارف نہیں ہے تاہم مندرجہ ذیل دو عناوین کے تحت بعض اہم مطالب کا ذکر کیئے دیتے ہیں۔

الف: مؤلف

۱۔ تفسیر راہنما کے بزرگوار اور نکتہ شناس و نکتہ سنج مؤلف حضرت آیت اللہ ہاشمی رفسنجانی (دام ظلہ) ہیں۔

(۱) کوئی خشک و تر ایسا نہیں جس کا بیان کتاب مبین میں نہ ہو۔ (۲) ہم نے کوئی بھی چیز کتاب میں اٹھا نہیں رکھی۔

(۳) جب فتنے سیاہ راتوں کی مانند تم پر ٹوٹ پڑیں تو ضروری ہے قرآن کی پناہ لو کیونکہ اس کی شفاعت قبول کی جانے والی ہے اور اس کی شکایت تصدیق شدہ ہے جس نے اس کو اپنا امام قرار دیا تو اسے جنت کی طرف راہنمائی کرے گا اور جو (اسکا امام بنا یعنی) اسے پس پشت ڈال دے تو اسے جہنم کی طرف دھکیل دے گا۔

(۴) یہ قرآن ہے پس اس سے گفتگو کرو۔

آپ تقریباً گزشتہ ساٹھ سال سے اپنی اعلیٰ صلاحیتوں، روشن ذہنیت و دکاوت کے ہمراہ بلافاصلہ اسلامی و قرآنی علوم کی تحقیق و تالیف میں مشغول ہیں۔ آپ نے اپنے زمانے کی شہرہ آفاق شخصیات اور اساتذہ مثلاً آیت اللہ العظمیٰ بروجردی، حضرت امام خمینی، صاحب تفسیر المیزان علامہ طباطبائی و غیر ہم سے کسب فیض کیا۔ آپ کے دوستوں کی فہرست میں شہید مطہری، شہید بہشتی، شہید باہنر اور رہبر معظم حضرت آیت اللہ خامنہ ای (دام ظلہ العالی) جیسی باکمال شخصیات ہیں۔ ان دو خصوصیات کے علاوہ انتھک جدوجہد، اعلیٰ انتظامی صلاحیت، طاقت فرسا لیکن منظم و منہج کوششیں اور بالخصوص توفیقات پروردگار نے آپ کی شخصیت کو نابغہ روزگار ہستی میں تبدیل کر دیا ہے۔

۲۔ آپ کی ایک دوسری خصوصیت جو اس کتاب کی تالیف اور تدوین میں بہت مؤثر رہی وہ آپ کی مختلف عملی میدانوں میں اسلامی انقلاب سے پہلے اور بعد میں دنیا کے مختلف ممالک کے سفر ہیں۔ اسی طرح مملکت اسلامی کے مختلف اعلیٰ سیاسی، معاشرتی، ثقافتی اور اقتصادی عہدوں پر فائز ہونا ہے اس کا فائدہ اور نتیجہ یہ نکلا کہ آپ عالم اسلام بالخصوص ایران اسلامی کی مشکلات سے واقفیت حاصل کریں۔ دوسری اہم چیز یہ کہ آپ نے اسلام کی عملی صورت اور احکام قرآن کو نافذ کرنے کا عملی تجربہ حاصل کیا۔ اس طرح اس راہ میں حائل مشکلات کو نزدیک سے لمس کیا۔ ان تجربات نے کم کم کی کہ کس طرح عالم اسلام کی جدید اور موجود مشکلات کا حل قرآن حکیم سے تلاش کریں۔ پس یوں قرآن کریم کو فکری اور عملی میدان میں ظاہر کرنے کا موقع میسر آیا۔

ب: تفسیر راہنما

تفسیر راہنما پر ایک سرسری نظر اس بات کو واضح کرتی ہے کہ موتیوں بھرا یہ خزانہ مختلف امتیازات اور خوبیوں سے معمور ہے۔ البتہ یہاں ہم مختصر طور پر چند موارد کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

تفسیر ترتیبی موضوعی:

تفسیر ترتیبی کی قدیم الایام سے ایک مقبولیت اور مقام رہا ہے۔ علمائے اسلام نے زیادہ تر اسی روش اور انداز کو اپنایا۔ غالباً جب تفسیر کہا جائے تو فوری طور پر اسی روش کی تصویر ذہن میں ابھرتی ہے۔ البتہ گزشتہ چند عشروں سے تفسیر موضوعی علماء و محققین کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ اس کے ابھی تک بہت زیادہ ثمرات و نتائج سامنے آئے ہیں جو قابل تعریف ہیں۔ تفسیر راہنما پر پہلی نظر جو توجہ کا باعث بنتی ہے وہ یہ کہ مؤلف نے تفسیر ترتیبی کی روش کو اپنایا ہے

اور عملی طور پر اسی پہ کار بند نظر آتے ہیں لیکن یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے صرف اسی انداز پر اکتفا نہیں کیا اور نہ ہی تفسیر ترتیبی کو تفسیر موضوعی کی راہ میں رکاوٹ تصور کیا ہے۔ پس اس کتاب پر دوسری نظر دوڑائی جائے تو اسے تفسیر موضوعی بھی کہا جاسکتا ہے کیونکہ اس اعتبار سے بھی کوئی کمی نظر نہیں آتی۔

تفسیر ماثور عقلي:

تفسیر ماثور جس کی بنیاد سنت نبوی (ص) اور اہل بیت علیہ السلام کی احادیث ہیں یہ بھی اسلام کی ابتدائی صدیوں کا ایک قابل قدر ورثہ ہے۔ یہ سرمایہ اپنی جگہ عظیم المرتبت ہے۔ بعض محققین کا یہ نکتہ نظر رہا ہے کہ مصحف شریف کے اصلی مخاطبین سرکار دو جہاں پیامبر گرامی اسلام (ص) اور آئمہ معصومین (علیہم السلام) ہیں۔ پس ان محققین نے قرآن کریم کے ہم وزن کلمات یا احادیث سے آنکھیں نہ چرائیں بلکہ اپنا تمام تر ہم و غم اس طرح کی روایات کی تلاش کو قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرح کی تفاسیر قاریان قرآن کو اطمینان بخش لگتی ہیں۔ اس تفسیر کے وسیع النظر مفسر نے دوسرے علماء کی طرح روایات پر انحصار کے ساتھ ساتھ عقل سے استفادہ کو یہاں قابل اجتماع سمجھا ہے۔ پس روش نگارش کو یوں منظم کیا ہے کہ عقل و نقل دونوں کہیں عدم التفات کا شکار نہ ہو جائیں۔ اس تفسیر میں ایک اور تخلیقی نوعیت کا کام کیا گیا ہے وہ یہ کہ مفسر نے ہر آیت سے مطالب کو اخذ کرتے ہوئے ماقبل اور مابعد کی آیات بلکہ تمام آیات کے تمام پہلوؤں پر بھی گہری نظر رکھی ہے۔ پس جزوی مطالب کو اخذ کرتے ہوئے ان کو کلی مفاہیم کے ساتھ مرتبط کیا ہے۔ گویا قرآنی آیات کے جہاں باطن کی طرف نظر دوڑائی ہے وہاں ظاہر کو نظر انداز نہیں کیا۔

چند اہم نکات:

(۱) واضح رہے کہ آیات کا ترجمہ ہم نے حجۃ الاسلام والمسلمین جناب سید ذیشان حیدر جوادی صاحب کے قرآن حکیم کے ترجمہ سے انتخاب کیا ہے۔ لہذا اگر کہیں آیات کے تفسیری مطالب میں اختلاف رائے موجود ہو تو یہ تفاوت فطری نوعیت ہوگا۔

(۲) ہر آیت کے آخر میں اور کتاب کے آخر میں اشاریوں کا نظام اردو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔ مذکورہ انڈکسز میں عناوین دو طرح کے ہیں ایک اصلی عنوان اور پھر ہر اصلی عنوان کے ذیل میں فرعی عناوین ہیں۔ پوری کتاب میں فرعی عناوین کو البتہ حروف تہجی کی ترتیب سے تحریر نہیں کیا گیا۔

(۳) بعض تفسیری نکات ایسے بھی ہیں جن کی سند و دلیل آیات کے مذکورہ موارد میں نہیں ہے اور نہ ہی انہیں کلام کے لفظی مدلولات سے اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انہیں موضوعاتی ادبی نکات سے ماخوذ قرار دیا سکے۔ البتہ یہ نکات غیر لفظی عوامل جیسے خارجی و تاریخی قرات، عقلی قرائن، الغاء خصوصیت کا احتمال، آیات کے مابین ارتباط و غیرہ سے ماخوذ ہیں۔ پس ایسی صورت میں اس احتمالی نکتہ سے نہ تو چشم پوشی کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اسے قرآن کریم کی طرف واضح اور قاطع نسبت دے سکتے ہیں۔ لہذا ایسے احتمالی نکتہ کے سامنے (*) کی علامت لگادی گئی ہے جو آیت سمجھنے کے لئے زیادہ تعقل و تفکر کی زمین فراہم کرتا ہے۔

(۴) تفسیر راہنما کا اردو ترجمہ آپ قارئین کے پیش خدمت ہے۔ اس ترجمہ کو محققین اور عالم و فاضل افراد کے ایک گروہ نے انتہائی گہری نظر اور عمیق غور و تدبر سے انجام دیا ہے۔ محققین کی یہ ٹیم اردو زبان سے آشنائی رکھنے کے علاوہ عربی، فارسی پر بھی تسلط رکھتی ہے۔ علاوہ براین ان افراد نے پوری دیانت اور سعی و کوشش کے ساتھ کتاب کے مفہیم و مطالب کو اردو زبان کے قالب میں ڈھالا ہے۔ انشاء اللہ یہ کتاب امید ہے کہ شریعت مقدسہ اسلام کے پیروکاروں کے ہاں مقبول و منظور نظر واقع ہوگی۔ تاہم یہ ادارہ اہل فکر و نظر کی اصلاحی و تعمیری آراء کا خندہ پیشانی سے استقبال کرے گا۔ معارف اسلام پبلشرز کی جانب سے ابھی تک جو قلمی خدمات انجام دی گئی ہیں یہ اسلامی معارف کے علمی و ثقافتی مرکز سے مربوط ہیں۔ یہ مرکز حضرت آیت اللہ طاہری خرم آبادی (مدظلہ) کے زیر نظر کام کر رہا ہے۔ مذکورہ تفسیر کی اہمیت کے پیش نظر اسے ترجمہ کے لائق سمجھا گیا۔ لہذا ہم نے اسے اردو کے قالب میں ڈھالنے کی سعی کی ہے اور اس پر خدائے رحیم و متعال کی بارگاہ اقدس میں شکر گزار ہیں۔ آخر میں ہم "مرکز فرهنگ و معارف قرآن" کے محققین اور فاضل شخصیات کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اس تفسیر کی ترتیب و تنظیم اور تدوین میں بنیادی کام کیا۔ اسی طرح مترجمین اور مصححین کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے تہہ دل سے اس مسئلے میں ہماری معاونت فرمائی۔ خصوصاً جناب حجۃ الاسلام سید نجم الحسن نقوی جنہوں نے اس پہلی جلد کے ترجمہ و تصحیح کے امور انجام دیئے۔ یہاں سے ہم آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہیں گے تاکہ آپ اس تفسیر کے مفسر اور اس تالیف کے مراحل سے زیادہ آشنائی حاصل کریں۔ اس کے لئے اس "پیش لفظ" کی طرف رجوع کریں جو خود مؤلف محترم نے تحریر فرمایا ہے۔

الحمد لله أولاً و آخراً

معارف اسلام پبلشرز

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس پہلی جلد کی اشاعت کے ساتھ ہی جو قرآنی مفہیم تک پہنچنے کے لیے کلیدی کتاب تدوین کرنے کا راستہ ہموار کرے گی مجھے اپنی دیرینہ آرزوئیں پایہ تکمیل تک پہنچتی نظر آرہی ہیں یہ آرزوئیں عرصہ دراز (یعنی معارف اسلامی کے حصول و تحقیق کے زمانہ سے میرے افکار و روح میں سرایت کئے ہوئے تھیں۔

میں نے اسی زمانے میں محسوس کیا کہ قرآن کریم جو لوگوں کے لیے خدا کی تجلیات کا مقام، میزان قسط و عدالت اور ہدایت کا محور ہے معاشرے میں متروک و اجنبی ہے۔ امت مسلمہ کے انفرادی و معاشرتی دردوں کا مداوا کرنے کے لیے شفا بخش شہد کے متلاشی افراد، اسی طرح محققین کے لیے اس سے استفادہ کرنے میں مشکل و دشواری ہوتی ہے تو اس سے مجھے بہت دکھ پہنچتا اور میں اندر ہی اندر کڑھتا رہتا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ کسی ایک موضوع کے بارے میں قرآن کریم کی رائے معلوم کرنے کے لیے مجھے چار و ناچار تمام قرآن کا مطالعہ کرنا پڑتا پھر کسی اور موضوع پر تحقیق کرتے وقت یہی کام دوبارہ انجام دینے پر مجبور ہوتا۔ اس کے نتیجے میں ہر موضوع کے متعلق تحقیقی کام انتہائی طویل فرصت کا طالب ہوتا اور یوں تحقیق کی رفتار بہت سست پڑ جاتی۔

مجھے اس پر بہت افسوس تھا کہ بالآخر امت مسلمہ نے صدیاں گزر جانے کے باوجود کما حقہ اس کتاب کو جو لوگوں کے ساتھ خدا کا عہد اور انسانی معاشرے کے جسمانی و روحانی امراض کا حقیقی و بابرکت علاج ہے اس کی حکمت و عظمت کے مطابق ایک شائستہ اہمیت کیوں نہیں دی گئی؟ اس طولانی مدت کے دوران ایک قرآنی انسائیکلو پیڈیا تدوین کیوں نہیں ہوا تاکہ معرفت و حکمت کے متلاشی، نور و ہدایت کے طالب اس سے باآسانی استفادہ، روح کی تسکین، قلب کی شفا اور اطمینان خاطر پیدا کر سکیں۔ البتہ جو کچھ بیان کیا ہے اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اس دوران کوئی کام ہی نہیں ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ جو کچھ انجام پا چکا ہے اور تا بحال سامنے آیا ہے اور جو کچھ ہونا چاہیئے تھا اس میں بہت زیادہ فاصلہ ہے۔

ہر عصر کے مسلمان محققین اور دانشمندوں نے اسی زمانے کے علوم و معارف کی سطح کے مطابق جو تفاسیر تدوین کی ہیں ہمارے پاس موجود گمراہ بہا خزانہ ہیں۔ لیکن ان منابع سے استفادہ کے لیے بہت زیادہ وقت درکار ہوتا ہے اور طاقت فرسا کام۔ پھر محقق کے ذہن میں ہمیشہ یہ کھٹکا موجود رہتا ہے کہ وہ تمام پہلوؤں سے قرآن کے نظریہ تک نہیں پہنچ سکا۔

اسی طرح تفصیل الآیات، المعجم المفہرس اور الجامع لمواضع الآیات وغیرہ جیسی موضوعی تفسیریں اور الفاظ و معانی کی راہنمائی والی کتب محققین کی تمام ضرورتوں کو پورا نہیں کرتیں۔

احساس ذمہ داری:

اسی زمانے میں میرے ایک فاضل دوست جنہوں نے چند موضوعات پر قرآنی تحقیق انجام دی اور برسوں اس پر محنت کی تھی ایک سفر کے دوران تدوین شدہ تمام تحقیقی یادداشتیں گم کر بیٹھے۔ یہ چیز میرے اور باقی دوستوں کے لیے بہت رنج کا باعث بنی۔ اس طرح میں نے قرآن کریم میں تحقیق کی راہ ہموار کرنے، قرآن سے دریافت شدہ مطالب و مفاہیم اور نظریات میں مزید تیزی و استحکام پیدا کرنے اور ایک مذہبی و علمی ماحول یا سماج سے یہ کمی پورا کرنے کے لیے اقدام کرنا اپنے اوپر فرض سمجھا۔ یہ شدید ظلم و استبداد کا دور دورہ تھا۔ ہماری بہت ساری محنتیں اور وقت اس کے خلاف جدوجہد میں گزر جاتا لہذا اس مقدس احساس اور عظیم آرزو کو عملی جامہ پہنانے کا مناسب موقع نصیب نہیں ہوتا تھا۔ اس دوران جب بھی جیل میں ڈالا جاتا تو پوچھ گچھ اور تفتیش کی مدت گزارنے کے بعد ہمیشہ اس نہایت اہم کام کے انجام دینے کی فکر میں رہتا عام طور پر ہیجان، جوش و جذبہ اور اضطراب انسان سے غور و فکر اور تحقیق کا امکان چھین لیتا ہے اور میں تو اکثر قید تنہائی میں ہوتا جہاں تحقیق کے وسائل بالکل میسر نہ ہوتے تھے پس اس کم مدت کے دوران اتنی فرصت نہ ہوتی کہ یہ خواہش پایہ تکمیل تک پہنچا سکوں۔ میں نے چند مرتبہ تفتیش اور قید تنہائی کے دوران اپنے پاس موجود قرآن کریم سے استفادہ کرتے ہوئے مختلف موضوعات منجملہ اشرافہ، صبر اور جہاد پر تحقیقی کام کیا۔ ان دنوں میرا اکثر وقت قرآن حفظ کرنے میں صرف ہوتا۔ میں چار دفعہ گرفتار ہوا لیکن قید کی مدت کم تھی۔ بہر حال جتنی مدت (۱۶ مہینے) جیل میں رہا مجموعی طور پر ۲۵ پارے حفظ کئے۔ البتہ افسوس ہے کہ اب وہ منظم و مرتب صورت میں میرے ذہن میں محفوظ نہیں رہے۔ یہ یادداشتیں بیان کرنے کا مقصد قرآن سے اپنے عشق لگاؤ اور وہ احساس ذمہ داری تھی جو قرآن حکیم کی نسبت میرے وجود میں تھی۔ وہ کتاب جو تمام اہل قبلہ کی نظر میں اسلامی بلکہ انسانی معارف کا بنیادی قرین، غنی ترین اور معتبر ترین منبع ہے۔ جو کتاب عدل و انصاف، کتاب حکومت و نظم فیصلہ کرنے والی اور کتاب حکمت ہے۔

وہ کتاب کہ جس کے بارے میں ارشاد ہے "لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه تنزیل من حکیم حمید" حم السجدہ ۳۲ (۱) لیکن افسوس کہ اسلامی معاشروں میں اس قدر عزت و احترام کے باوجود یہ اجنبی و ناشناختہ ہے۔ بالآخر میری دعا قبول ہوئی اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے اور دیرینہ آرزو کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے بہترین موقع اور کافی فرصت نصیب ہوئی۔ ۱۳۵۳ھ۔ ش (ایرانی کیلنڈر کے مطابق) میں انقلابی جدوجہد کے دوران ایک سفر سے واپسی پر مجھے ساواک کے گماشتوں نے گرفتار کر لیا۔ پوچھ گچھ کے ابتدائی مراحل میں ہی اس وقت کے خاص حالات اور بعض دستاویزی ثبوت ایسے تھے جن کے پیش نظر مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس دفعہ قید کی مدت خاصی طولانی ہوگی۔ لہذا میں نے (کلید قرآن) کے عنوان سے تحقیق انجام دینے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اگرچہ شکنجوں کی وجہ سے میں بری طرح زخمی تھا اور میری بدنی قوت مضحک ہو چکی تھی۔ لیکن یہ کام شروع کرنے کے لیے میرا حوصلہ بلند اور کافی حد تک پُر نشاط تھا۔ میں نے "مشرکہ کمیٹی" میں ساواک کے کارندوں سے ایک قرآن مانگا لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ کیوں کہ انہیں علم تھا کہ قید تنہائی میں قرآن بہترین انیس و ساتھی ہے اور مختلف رنج و الم، مشکلات اور تنہائیوں کی تلافی کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

میرے اختیار میں قرآن کا نہ ہونا اس بابرکت عمل کو شروع کرنے کے لیے میرے ارادہ میں کسی قسم کی رکاوٹ کھڑی نہ کر سکا میں نے اپنی یادداشت سے مدد لی کیونکہ ان دنوں اکثر و بیشتر آیات لفظ و ترتیب کے ساتھ میرے ذہن میں محفوظ تھیں۔ توقیق الہی بھی شامل حال ہوئی اور اچھے نتائج حاصل ہوئے۔ اگرچہ میرے پاس لکھنے کا کوئی وسیلہ نہیں تھا تاہم میں نے اپنے ذہن کے صفحات پر قرآنی مطالب و مضامین کا اچھا خاصہ ذخیرہ منظم طریقے سے محفوظ کر لیا تھا۔ مورد نظر اہداف سے ہم آہنگ اس کام کا ایک کلی منصوبہ مکمل طور پر میرے ذہن میں نقش ہو چکا تھا۔ سپیشل پولیس کی حراست میں ایک ماہ تک یہ کام اسی طرح انجام پاتا رہا جبکہ میں ایک سطر بھی تحریر نہ کر سکا۔ بہر حال تفتیش کی مدت ختم ہوئی مجھے حوالات سے "اوین" جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں مجھے رکھا گیا وہاں جناب طالقانی، جناب منتظری، جناب مہدوی کنی، جناب لاہوتی، جناب انواری، جناب ربانی شیرازی، جیسے بہترین دوست اور انقلابی جدوجہد میں شریک افراد پہلے سے موجود تھے جبکہ چند دنوں بعد جناب کروبی، جناب موحدی ساوجی، جناب عراقی شہید، جناب عسکر اولادی اور کچھ دوسرے لوگ ہمارے ساتھ آن ملے۔

(۱) باطل اس کے نہ تو سامنے سے آسکتا ہے اور نہ ہی عقب سے (یہ کتاب) حکیم و حمید ذات کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

یہ انتہائی اہم شخصیات کا اکٹھا تھا۔ تفتیش کا زمانہ گزر چکا تھا لہذا ہمیں کسی قسم کا اضطراب یا پریشانی لاحق نہیں تھی۔ چند کتابیں اور لکھنے کے وسائل بھی کہیں نہ کہیں سے مل گئے۔ قید تنہائی کے مقابلے میں بیرق کا ماحول تحقیق اور غورو فکر کے لیے انتہائی مناسب تھا الغرض قرآن سے جس چیز کی تلاش میں تھا اسکی تکمیل کے لیے ہر چیز سیر تھی۔ خدا کی نعمت اور حجت مجھ پر تمام تھی اس کے مقابلے میں اس فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے میں نے خوب استفادہ کیا اور بہترین تحقیقی نتائج حاصل کیئے۔ میں نے اپنا بیشتر وقت اس کام کے لیے وقف کر دیا۔ میں قارئین کرام کے سامنے صحیح تصویر پیش نہیں کر سکتا ہوں کہ (خدا کی طرف سے) نصیب ہونے والی اس توفیق پر کس قدر خوش اور شکر گزار تھا۔ اس جیل میں تمام مشکلات کے باوجود جو انس و محبت اور وابستگی قرآن سے پیدا ہوئی اور میں اپنے وجود میں جو نشاط، جوش و جذبہ محسوس کرتا تھا اس پر دن میں کئی مرتبہ یہ الفاظ (این الملوک و ابناء الملوک) ترجمہ: (کہاں ہیں شہنشاہ اور ان کی آل اولاد) اپنے دل میں یا زبان پر دہراتا۔ کام کی ابتدا میں میرے پاس تفسیر کی کتب نہ تھیں تاہم کچھ عرصہ بعد یہ کتابیں بھی مل گئیں۔

کام کی روش

نماز صبح اول وقت ادا کرنے کے بعد شروع ہو جاتا تھا اور تقریباً ظہر تک یہی کام انجام دیتا البتہ صرف ناشتہ، صبح کی مختصر ورزش اور دیگر ضروری امور کی انجام دہی کے لیے اپنے کام سے جدا ہوتا۔ (تاہم جیل میں جن دنوں صفائی، برتن دھونا وغیرہ میرے ذمہ ہوتا تو وہ سارا وقت ہاتھ سے نکل جاتا جس کی بعد میں تلافی کرتا) سب جانتے تھے کہ ان اوقات میں مجھے کسی اور کام میں مشغول نہیں کرنا۔ کبھی کبھار کسی مطلب کو سمجھنے کی خاطر دوسروں سے بحث مباحثے کی ضرورت پیش آجاتی تو الحمد للہ اس لحاظ سے بھی جیل میں کوئی کمی نہ تھی۔ صرف آٹھویں پارے تک تفسیر مجمع البیان میرے پاس تھی اور سورہ انفال کے بعد تفسیر المیزان بھی مجھے مل گئی۔ قرآن و تفسیر کے علاوہ تحریری وسائل میں سے صرف ایک قلم اور / ۲۰۰ اوراق پر مشتمل کاپی تھی بالآخر انتہائی، مختصر اور ٹیلی گرافی صورت میں آمادہ کیئے گئے انڈکسز سے ایسی بائیس (۲۲) کاپیاں مکمل طور پر بھر گئیں۔ اگرچہ میرے پاس نہ فائل تھی اور نہ ہی کام کو سہل و آسان بنانے کے دیگر وسائل؛ البتہ جو کچھ تھا وہ بھی کافی ثابت ہوا۔ کم وقت اور جیل کے محدود وسائل سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے اور تحریر شدہ نوٹس کو آسانی کے ساتھ باہر منتقل کرنے کے لیے ان کا حجم کم تھا جس سے یہ انڈکس انتہائی چھوٹے، مختصر، ٹیلی گرافی صورت میں مرتب ہوتے تھے۔

مثلاً ایک آیت یا اس کے بعض حصے سے جو مطالب اخذ کرتا انہیں عنوانات کے ساتھ ایک جملہ میں لکھ لیتا۔ پہلے پہل تو کافی مشکل پیش آئی لیکن آہستہ آہستہ یہ عمل کافی آسان و رواں ہو گیا۔ کام کی روش مندرجہ ذیل تھی: انسان بتاریخ (گذشتہ تاریخ میں انسانی معاشرہ متحد اور ہر قسم کے اختلافات سے خالی تھا)

وحدت: کان الناس امة واحد.....

معاشرہ: اختلاف: یا مثال کے طور پر۔ انبیاء۔ تبلیغ

بشارت: (انبیاء کی تبلیغ میں جزا و سزا اور بشارت و ڈرانے کا کردار)

ڈرانا: فبعث الله مبشرين و منذرین.....

پاداش (جزا)

کیفر (سزا)

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ان دو تین سطروں میں گیارہ نکات لکھے گئے ہیں اور ایک جملہ جو کئی ایک عنوانات کے ساتھ مربوط ہے اسکے ساتھ ہی متعدد نکات بھی تیار ہو گئے یوں عام طور پر کاپی کے ہر صفحہ پر تقریباً بیس نکات سما جاتے تھے۔ چونکہ ہر ورق کے دونوں طرف لکھتا تھا لہذا ہر دو سو اوراق کی کاپی ہزاروں نکات پر مشتمل ہوتی تھی۔

البتہ یہ بات مسلم ہے کہ مضمون کے لئے آخری متن میں اصلاح شدہ، آسان فہم اور مناسب عبارتیں منتخب کی گئی ہیں۔ لہذا خدا کے کرم و احسانات اور قرآن کی نورانیت کی بدولت میرا ذہن و قلم ایسا ہو گیا تھا کہ ایک آیت کا مطالعہ کرتے ہی اس میں موجود مطالب و مضامین کا سائن بورڈ میرے ذہن میں روشن ہو جاتا اور میں فوراً انہیں کاپی میں درج کر لیتا۔ کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد آقا فکر بھی میرا ہاتھ بٹانے لگے۔ ہوا یوں کہ وہ ایک الگ کاپی میں آیات کے نکات اور حوالے فہرست وار لکھتے تھے لیکن افسوس کہ قید خانے سے گھر منتقل ہوتے وقت وہ کاپی اور کاغذات کہیں کھو گئے۔ رفقاء اور دوستوں سے توقع ہے کہ وہ اس کا کھوج لگا کے شائع کریں گے۔

عبا اور چادر:

ابتداء میں عدالت نے مجھے چھ سال کی قید سنائی۔ میں نے سوچا اس مرتبہ جیل میں اپنا کام مکمل کر لوں گا۔ لیکن جناب آیت اللہ خوانساری کی سفارش پر نظر ثانی کرتے ہوئے میری سزائیں تین سال کی تخفیف کردی گئی۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ میں اپنا کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکوں گا۔ لہذا میں نے ان کاپیوں کو جیل سے باہر منتقل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ہمیشہ اس بات کی پریشانی رہتی تھی کہ کہیں میری تمام محنت و زحمت کا ما حاصل سا و اکیوں کے ہتھے نہ چڑھ جائے اور وہ اسے ضبط نہ کر لیں۔ کیوں کہ اس طرح کی تکالیف، رکاوٹیں اور کمینگی ہم نے بہت دیکھی تھی دوست احباب بھی اس طرح کے خدشات کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ ادھر خدا نے بھی راہ نجات پیدا کردی جیل کی ملاقات کے دوران عام طور پر ہم شیشہ کے پیچھے سے انٹرکام پر بات کیا کرتے تھے۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ پابندیاں فرم پڑتی گئیں اور ہم خلاف معمول ملنے کے لئے آنے والوں کے ساتھ آمنے سامنے بیٹھ کر ملاقات کرنے لگے۔ میں ہر ملاقات میں پریشانی و اضطراب کے ساتھ اپنی عبا کے نیچے سے ایک آدھ یا چند ایک کاپیاں اپنی بیگم کے ہاتھ میں تھما دیتا وہ بھی اپنی مخصوص شجاعت کے ساتھ تمام خطرات مول لیتے ہوئے انہیں اپنی چادر میں چھپا لیتی۔ میری بیگم جانتی تھی کہ میرے کام کا ما حاصل میرے لئے اور ہمارے اسلامی معاشرے کے لئے کس قدر اہمیت رکھتا ہے لہذا وہ اسے جیل سے باہر لے جاتیں اور خدا کا شکر ہے کہ اس کے لطف و کرم سے کوئی خطرہ پیش نہ آیا۔

قید خانے سے باہر:

قید کے آخری سال اسلامی انقلاب کی تحریک اپنے عروج پر تھی انتہائی واضح طور پر نظر آ رہا تھا کہ پہلوی حکومت کا منحوس نظام اب نابود ہونے والا ہے قیدیوں کو معاف کیا جا رہا تھا۔ آخری دنوں میں بہت سارے قیدی ایسے بھی تھے جن کی مدت قید ختم ہو چکی تھی لیکن انہیں اس آمرانہ حکومت نے خلاف قانون زبردستی جیل میں روکا ہوا تھا۔ ایسے قیدیوں کو "ملت کے قاتل" کہا جاتا تھا۔ میری اس تین سالہ قید کے آخری دس دن معاف کر دیئے گئے۔ اس طرح انقلاب کی کامیابی سے پہلے ہی آزاد ہو گیا اب کوئی زیادہ باز پرس بھی نہیں تھی لہذا تمام تحریریں اپنے ساتھ گھر لے آیا۔ ارادہ تھا کہ گھر میں قرآن پر یہ کام

جاری رکھوں گا۔ شروع میں تو کچھ دن چند گھنٹے اس پر صرف کرتا رہا لیکن جلد ہی یہ احساس ہوا کہ ان امور کی نسبت انقلاب کے حوالے سے میری ذمہ داریاں اس سے کہیں زیادہ ہیں۔

انقلاب کی کامیابی کے بعد ریڈیو ٹیلی و ن کارپوریشن نے مجھ سے انقلاب کی مناسبت سے دینی اور سماجی عناوین پر کچھ مطالب کے لینے مدد مانگی اس زمانے میں ان کا اسٹاک روم اس طرح کے مطالب سے خالی تھا۔ جناب آقا معاذ خواہ نے مطالب کی جمع آوری میں میری مدد کی تھی اس مقصد کے لئے انہوں نے بعض علماء اور طالب علموں کو بھی ساتھ ملایا تھا یہ لوگ میرے کام سے آگاہ تھے انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ دینی و معاشرتی پروگراموں کے لینے یہ یادداشتیں ان کے حوالے کر دوں۔ میں نے بھی اسے قبول کرتے ہوئے ان سے اس چیز کی خواہش کی کہ ان مطالب کو جدا جدا ترتیب کے ساتھ جمع کریں۔ انہوں نے یہ کام بخوبی انجام دیا اس کے نتیجے میں الف، ب کی ترتیب سے مستقل بہت ساری فائلیں تیار ہو گئیں۔ اس فہرست کا ایک نسخہ انہوں نے مجھے بھی دیا تہران اور قم میں زمانہ گرفتاری سے پہلے آئمہ (علیہم السلام) کی زندگی کے بارے میں بعض دوستوں کی مدد سے تحقیقی کام انجام دیا تھا جس کے انتہائی قیمتی نوٹس جمع ہو چکے تھے وہ بھی ریڈیو ٹیلی و ن کو دے دیئے گئے غالباً یہ کام بھی دفتر تبلیغات کے توسط سے تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے۔ اس کے بعد کے مرحلے میں حزب جمہوری اسلامی کے ثقافتی شعبہ کے سربراہ جناب آقا دعاگو نے "کلید قرآن" کی تکمیل کا کام اپنے ذمے لے لیا اور کچھ پیشرفت بھی کی۔ لیکن افسوس کہ یہ کام نامکمل رہا اس مرحلے میں میری بڑی بیٹی فاطمہ ہاشمی نے بہت زیادہ مدد کی۔ اس دوران بعض اشاعتی ادارے اس کام کی تکمیل کے لینے میری طرف رجوع کرتے رہے ایک آدھ کاپی بھی لے جاتے لیکن عام طور پر کام کی وسعت اور اسکا بھاری بھر کم ہونا انہیں اس کے انجام دینے سے عاجز ہونے پر مجبور کر دیتا۔ لیکن اس تمام عرصے میں کام کو جاری رکھنے کے بارے میں میرے ارادہ میں کبھی لغزش نہیں آئی امت مسلمہ کی ضرورتوں کا مشاہدہ وہ بھی انقلاب کی کامیابی کے بعد جب کہ قرآن کی شناخت کے لینے مختلف تقاضوں کا ایک سیلاب اٹھ آیا تھا اس کام کو جاری رکھنے کے متعلق میرے ایمان میں اور زیادہ قوت پیدا کرتا تھا۔

دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم کا شعبہ ثقافت و معارف قرآن:

مختلف ضرورتوں اور احتیاجات نے دینی مدارس کو اسلامی تعلیمات و معارف کے مختلف پہلوؤں کے متعلق بیشتر تحقیق پر مجبور کیا۔ اس طرح کئی ایک تحقیقی گروہوں نے متعدد شعبوں میں از خود یا بعض اہم شخصیات کی راہنمائی میں کام شروع کر دیا۔

دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم نے اس کام کو جاری رکھنے اور اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے مجھ سے رابطہ کیا میں نے بڑی خوشی سے اسے قبول کر لیا کچھ عرصہ بعد اس دفتر سے مربوط علماء میرے کام کے ہدف و مقصد اور طریقہ کار سے آشنا ہو گئے۔ ایک طرف تو اس کام کی ضرورت بہت زیادہ تھی دوسری طرف عملی اور زودرس علمی کاموں کی زیادتی، جبکہ فاضل دانشمندوں کی تعداد کم تھی، اسی طرح ایسے پر ثمر تحقیقاتی کاموں کے لئے بہت حوصلے اور ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان حالات میں دفتر تبلیغات کے شعبہ ثقافت و معارف قرآن میں موجود بعض فاضل علماء اور ان کا اس مقدس ہدف کے حصول میں انتہائی شوق و اشتیاق کا مظاہرہ بڑی ہی غنیمت اور اللہ رب العزت کی مجھ پر غیبی امداد ہے۔ جب دیکھتا ہوں کہ حوزہ علمیہ قم کے بعض فاضل دوست اس کام کی اہمیت کو بھانپ گئے ہیں اور انتہائی لگن و قلبی لگاؤ کے ساتھ اپنا وقت و توانائی صرف کر رہے ہیں اور خود مجھ سے بہتر اس کام کو چلا رہے ہیں تو خدا کے حضور شکر و سپاس کی وہی حالت اور گہرائی اپنے اندر محسوس کرنے لگا جو اوائل میں میرے دل میں تھی۔ اب کام میں ٹھہراؤ سے پیدا ہونے والی مایوسی کو دور ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ یہاں پر یہ اعتراف کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مل جل کر، ایک دوسرے کی مشاورت اور حوزہ علمیہ قم کے فاضل علماء کی ہم آہنگی سے کام کی کیفیت میرے منصوبے اور عمل سے کہیں بہتر ہے۔ اس کی ظاہری شکل و شبہات زیادہ روشن و امید افزا ہو گئی ہے۔

ہدف اور مقصد:

جیسا کہ پہلے بھی اشارہ کیا ہے کہ قرآن سے اخذ شدہ ان مطالب کو منظم اور مدون کرنے کا مقصد ایسا مجموعہ تیار کرنا تھا جو قرآنی مفاہیم و معارف کی کلید شمار ہو۔ جب یہ کام دفتر تبلیغات اسلامی قم کے سپرد کیا گیا تو انہوں نے قرآنی معارف میں تحقیق کے میدان کو بہت زیادہ وسعت دی اور مذکورہ پروگرام کے علاوہ بعض اور مقاصد کو بھی اپنے مد نظر رکھا ان کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کی۔ کلی طور پر چار پروگرام سامنے آئے کہ "کلید قرآن" ان میں دوسرے نمبر پر تھا مذکورہ اہداف بالترتیب یوں ہیں:

۱۔ تفسیر ترتیبی موضوعی:

قرآن کریم سے حاصل شدہ تمام مفاہیم اور مرتب شدہ اشاریے سورتوں کی ترتیب کے لحاظ سے سورہ حمد سے آخر تک بالکل اسی طرح جیسے آپ اس جلد میں ملاحظہ فرمائیں گے آراستہ کیئے جائیں۔ یعنی ہر آیت کے ذیل میں

اس سے استفادہ کیئے گئے مطالب کو منطقی ترتیب اور منظم شکل میں ڈھالا جائے۔
اس روش کے چند ایک فوائد ہیں:

الف: آسان فہم و سادہ زبان میں غیر تفسیری مطالب کو چھوڑتے ہوئے اور غیر ضروری ابحاث سے اجتناب کرتے ہوئے ایک مکمل تفسیر سامنے آئے گی۔

ب: قرآنی آیات سے اخذ شدہ ان مرتب و منظم معانی و مفاہیم سے تعلیمی و تحقیقی مراکز میں استفادہ کیا جاسکے گا۔

ج: تحقیقی کاموں کے لیئے ایک آیت سے مربوط موضوعات پیش کرنا۔

د: قرآن حکیم کی موضوعاتی ابحاث کو وسعت، تکامل دینا اور ان پر بحث و مباحثہ کی راہ ہموار کرنا۔

۲۔ قرآن حکیم کی موضوعاتی لغت کی تیاری (کلید قرآن):

ترتیبی تفسیر تیار کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف عناوین اور مطالب کی حروف تہجی کے لحاظ سے ایک موضوعی فہرست مرتب کی جائے یہ عناوین کس سورہ یا آیت سے مربوط ہیں مثال کے طور پر جہاد سے مربوط وہ تمام آیات فہرست وار ذکر کی جائیں جن میں اس بارے میں کوئی مطلب بیان ہوا ہے۔

۳۔ قرآن کریم کے معارف سے متعلق معلومات کا منبع:

اس معلومات کے مجموعے میں قرآنی معارف کے تمام منابع، مآخذ اور اسناد و مدارک کا کھوج لگا کر انہیں جمع کیا جائے پھر ان میں موجود مطالب کو منطقی طریقہ پر منظم، آراستہ و پیوستہ اور ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی مانند درجہ بندی کی جائے۔ اس طرح جمع شدہ اسناد و معلومات، محققین اور تحقیقاتی مراکز کے لیئے بہت زیادہ قابل استفادہ ہونے کے علاوہ ایسا پر ثمر سرمایہ ہوں گے جو قرآن حکیم کی موضوعی تفسیر کی تدوین میں کار آمد ثابت ہوگا۔

۲۔ قرآن پاک کی موضوعاتی تفسیر:

قرآنی مفاہیم جمع کرنے، مختلف موضوعات کی تقسیم بندی اور قرآن کریم کے متعلق معلومات فراہم کرنے والا منبع آمادہ کرنے کے بعد آخری اور بنیادی ترین ہدف و مقصد "موضوعاتی تفسیر" تیار کرنا ہے۔

یہاں پر اس نکتہ کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے کہ ان تمام کوششوں کے ساتھ ساتھ جمع شدہ معارف و معلومات کمپیوٹر میں منتقل کی جائیں گی یہ عمل خود قرآن کے وسیع و عمیق معارف و مفاہیم کو سرعت کے ساتھ مرتب کرنے، ان

معارف کے ایک دوسرے کے ساتھ ربط و تعلق کو نمایاں کرنے میں انتہائی مؤثر و کلیدی کردار کا حامل ہے۔ اس طرح قرآنی معلومات و مفہیم پر سوچ بچار اور غور و فکر کرنے کا راستہ ہموار ہو گا۔ وہ بحر بے کراں کہ جس کے بارے میں ارشاد رب العزت ہے: 'لو ان ما فی الأرض من شجرة: اقلام و البحر یمدہ من بعدہ سبعة اجھر مانفدت کلمات اللہ' (سورہ لقمان آیت ۲۷) کمپیوٹر جیسی عظیم، حیرت انگیز ایجاد اور قرآن حکیم جیسی کتاب سے استفادہ نہ کرنا اسلامی معارف و تعلیمات پر بہت بڑا ظلم ہو گا۔ جبکہ انسانیت کو اسکی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دینی مدارس اس طرح کے نئے، ترقی یافتہ اور انتہائی مفید وسائل سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں گے تاکہ گذشتہ دور میں اسلامی تمدن و معارف پر ہونے والے ظلم کی تلافی کی جاسکے۔ مذکورہ اہداف کی تکمیل کے ساتھ قرآن اور اسلام کے غنی و بے نیاز تمدن پر تحقیقی کام کا خاتمہ نہیں ہو جائے گا بلکہ اس سے اور زیادہ بہتر و گہری تحقیقات کا راستہ ہموار ہو جائے گا اس میں ہمیشہ اضافہ ہی ہو گا مستقبل میں اس دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) کے ذریعہ انجام پانے والے علمی امور خود کتاب سے کئی درجہ بہتر، عمیق اور جامع ہونگے۔ میں نے اپنے کم مدت کام کے دوران اس بالیدگی کا بخوبی مشاہدہ کیا ہے۔ شروع سے آخر تک میں نے جو مطالب یادداشت کیئے تھے دیگر مصروف عمل، قابل احترام برادران کی طرف سے ان میں بھاری مقدار میں اضافہ کیے جانے والے اشاریوں کے درمیان تقابل کرنے سے اس دعویٰ کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ ابھی سے یہ بات واضح و روشن ہے کہ اگر اس کتاب میں موجود موضوعات کو کسی ماہر محقق کے سپرد کیا جائے تو وہ اس میں نئے نئے سوالات و جوابات کا اضافہ کر سکتا ہے۔ ہر علم و فن میں مہارت رکھنے والا دانشمند ایک آیت، جملہ یا حتیٰ ایک کلمہ پر اپنے خاص نکتہ نظر سے توجہ کرے تو وہ ایسے مطالب درک کرے گا جو کسی غیر ماہر شخص کے ذہن میں نہیں آسکتے۔ اس کا راز یہ ہے کہ قرآن حکیم کے مفہیم زندہ، جاوداں اور ہمیشہ رہنے والے ہیں جو وحی کے لازوال سرچشمے سے پھوٹے ہیں یہ تعبیر بالکل امیر المؤمنین حضرت علی (علیہ السلام) کے عظیم کلام کے مطابق ہے کہ: "نوراً لا تطفأ مصابیحہ و سراجاً لا یخبو توقدہ و بحرّاً لا یدرک قعرہ" (قرآن ایسا نور ہے جس کے چراغ کبھی خاموش نہیں ہوں گے اور ایک ایسا چراغ ہے جس کے شعلے کبھی نہ بجھیں گے اور ایک ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی کو چھوا نہیں جاسکتا۔

اکبر ہاشمی رفسنجانی

(۱) اگر روئے زمین کے درخت قلم بن جائیں اور سمندر کو سہارا دینے کے لئے سات مزید سمندر آجائیں تو بھی کلمات الہی تمام ہونے والے نہیں ہیں۔

(۲) نج البلاغہ صبحی صالحی، خطبہ ۱۹۸۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿١﴾

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے۔

۱۔ قرآن ایسی کتاب ہے جو اسم "اللہ" سے تحقق پذیر ہوئی یا وجود میں آئی۔ بسم اللہ قرآن کریم کے آغاز میں بسم اللہ کے ذکر کو دو اعتبار سے دیکھا جاسکتا ہے ۱۔ ایسا کلام جو پروردگار متعال نے انسانوں کے لئے بیان فرمایا ہے۔ اس اعتبار سے "بسم اللہ" لوگوں کے لئے ایک حکم ہے کہ کس طرح اپنے کاموں کا آغاز کرو ۲۔ اسکا متکلم خود خداوند متعال ہو۔ اس صورت میں قرآن کریم کے آغاز میں "بسم اللہ" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسم "اللہ" کے ساتھ قرآن کریم کو ظہور بخشا ہے گویا قرآن اسم "اللہ" کا مظہر ہے۔

۲۔ قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس کا آغاز اللہ کے نام اور بندگان خدا پر رحمت کے اعلان سے ہوا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۔ کاموں کا آغاز اللہ کے نام سے کرنا چاہیئے اور "بسم اللہ" کہنا ضروری ہے۔ بسم اللہ
۴۔ قرآن کریم چونکہ کتاب ہدایت ہے اور قرآن نے اپنی گفتگو کا آغاز "بسم اللہ" سے کیا ہے لہذا یہ نکتہ اپنے مخاطبوں کو القا فرماتا ہے کہ اپنے کاموں کا آغاز "بسم اللہ" سے کرو ۳۔ اللہ تعالیٰ رحمان (انتہائی وسیع رحمت کا مالک) اور رحیم (مہربان) ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

۵۔ تمام تر موجودات اور مخلوقات اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے بہرہ مند ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم "رحمان" صیغہ مبالغہ ہے جو رحمت کی شدت اور وسعت پر دلالت کرتا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ بسم اللہ... الرحیم رحمانیت اور رحیمیت کی صفت آگے پیچھے کیوں آئی ہیں جبکہ دونوں ہی اللہ کی رحمت ہیں؟ اس سوال کے جواب میں نکتہ نظریہ ہے۔ قرآن کریم کا دو صفات کا استعمال کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رحمانیت کی صفت تمام تر مخلوقات کے لئے ہے جبکہ رحیمیت کی صفت صرف انسان اور دیگر مکلف مخلوق کے لئے ہے۔

۷۔ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت و مہربانی اس بات کی دلیل ہے کہ سب کاموں کو اسکے نام سے انجام دینا چاہیئے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم

"اللہ" کی رحمان و رحیم سے توصیف و ثنا کرنا اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ تمام کام اللہ کے نام سے کئے جائیں بالفاظ دیگر اس حکم کی حکمت یہ ہے۔ یعنی چونکہ اللہ رحمان و رحیم ہے اسی لئے اسکے نام سے امور کا آغاز کرو۔

۸۔ امور کی انجام دہی اللہ کے نام سے کرنا اسکی رحمت کا باعث ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم امور کو اللہ کے نام سے انجام دینے کی نصیحت کرنا اور اسکی حکمت کے طور پر رحمانیت اور رحیمیت کا ذکر اس مطلب کا بیان ہے کہ کاموں میں اللہ کا نام رحمت الہی کا موجب ہوتا ہے جبکہ اس طرح کام پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔

۹۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اور رحیمیت کا ایک جلوہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم عمومی طور پر متکلم آغاز سخن میں اپنے پروگرام کے کلی اہداف بیان کرتا ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن کے آغاز میں ان دو صفات کا انتخاب درحقیقت اسلئے کیا گیا ہے کہ قرآن کریم بشریت کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک جلوہ ہے۔

۱۰۔ عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام سے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کا معنی پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "الباء بھاء اللہ و السین سناء اللہ و المیم مجد اللہ و روی بعضهم ملک اللہ و اللہ الہ کل شیء (و) الرحمن لجميع العالم و الرحیم بالمؤمنین خاصة" ^(۱) بسم اللہ کی باء سے مراد اللہ کا حسن و جمال اور خوبیاں ہیں سین سے مراد رفعت و بلندی ہے اور میم اللہ کی عظمت و بزرگی کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے روایت کی ہے کہ میم اللہ کے ملک و سلطنت کی طرف اشارہ ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا معبود ہے۔ رحمان کا مطلب یہ ہے کہ اس کی رحمت ساری کائنات کیلئے ہے۔ اور رحیم یعنی مومنین کے لئے اسکی خصوصی رحمت ہے۔

۱۱۔ اسماعیل بن مہران کہتے ہیں: امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ان بسم اللہ الرحمن الرحیم اقرب الی اسم اللہ الاعظم من سواد العین الی بیاضها ^(۲) آنکھ کی سیاہی سے اسکی سفیدی جتنی نزدیک ہے اس سے کہیں زیادہ بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے نزدیک ہے۔

۱۲۔ حسن بن فضال کہتے ہیں میں نے امام علی ابن موسی الرضا سے بسم اللہ کے بارے سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "معنی قول القائل "بسم اللہ" اسم علی نفسی سمة من سمات اللہ عزوجل و ہی العباد ^(۳) جب کوئی کہتا ہے بسم اللہ تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی بندگی و عبادت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اپنے لئے قرار دیتا ہوں۔

(۱) معانی الاخبار ص ۳ ج ۱، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۲ ج ۴۶ (۲) تفسیر عیاشی ج ۱ ص ۲۱ ج ۱۳، نور الثقلین ج ۱ ص ۸ ج ۲۳، ۲۵ (۳) معانی الاخبار ص ۳ ج ۱، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۱ ج ۴۱۔

۱۳۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: "قال عیسیٰ ﷺ ... "الرحمان" رحمان الدنيا و الآخرة و "الرحیم" رحیم الآخرة^(۱)

حضرت عیسیٰ ﷺ نے فرمایا رحمان اللہ تعالیٰ کی دنیا و آخرت کے لئے وسیع رحمت ہے۔ اور رحیم اللہ تعالیٰ کی آخرت میں خصوصی رحمت ہے۔

اسما و صفات: رحمان ۱۰، ۳؛ رحیم ۱۰، ۳

اللہ: اسم اللہ کی خصوصیات ۱

اللہ تعالیٰ: اسم اعظم ۱۱؛ اللہ کا حسن و جمال ۱۰؛ اللہ کے نام کی اہمیت ۸، ۷؛ اللہ کی رحمت کے اسباب ۸؛ اللہ کی رحمت کے مظاہر ۹؛ اللہ کی سلطنت ۱۰؛ اللہ کی عظمت و بزرگی ۱۰؛ اللہ کی بلندی ۱۰؛ اللہ کی رحمت کے نتائج ۷، ۵؛ اللہ کی رحمانیت ۱۳، ۱۰، ۹؛ اللہ کی رحیمیت ۱۳، ۱۰، ۹؛ اللہ کی عمومی رحمت ۵، ۷؛ اللہ کی مہربانی ۶؛ اللہ کا نام ۳، ۲، ۱۰؛ بسم اللہ: بسم اللہ کی اہمیت ۳؛ بسم اللہ کی بقاء ۱۰؛ بسم اللہ کی سین ۱۰، ۱۲؛ بسم اللہ کی فضیلت ۱۱؛ بسم اللہ کی مہم ۱۰؛ کاموں میں اسکے اثرات و نتائج ۸

بندگی: بندگی کی نشانیاں ۱۲

حدیث ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰

قرآن کریم: آغاز قرآن ۲؛ قرآن کی خصوصیات ۲، ۹؛ قرآن کا رحمت ہونا ۲؛ قرآن کا سرچشمہ ۱؛ کام: کام کے آداب ۳؛ کاموں میں بسم اللہ ۳؛ کاموں میں بسم اللہ کی حکمت یا فلسفہ ۷؛ مؤمنین: مؤمنین کے درجات ۱۰

(۱) الدر المنثور ج ۱/ ص ۲۳۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٢﴾

ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے۔

۱۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔

الحمد لله

"الحمد لله" میں "ال" جنس کے لئے ہے جو استغراق کا مفہوم دیتا ہے یعنی تمام حمد اللہ کے لئے ہے۔

۲۔ تمام تر کمالات رعنائیوں اور خوبیوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ الحمد لله اللہ تعالیٰ کی حمد حسن و جمال اور کمالات کے مقابلے میں ہے۔ "الحمد لله" کے مطابق ہر توصیف و تعریف اللہ کے لئے ہے پس ہر حسن و کمال اسکی ذات اقدس سے ہے۔

۳۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی لائق حمد و ثنا ہے اور اسی کی ستائش ہونی چاہئے۔

الحمد لله

۳۔ اللہ تعالیٰ جہان ہستی کے عالمین کا مالک اور تدبیر کرنے والا ہے۔ رب العالمین عالمین کا مفرد عالم ہے۔ موجودات کے ایک مجموعہ یا گروہ کو "عالم" کہتے ہیں۔ پس عالمین یعنی تمام تر موجودات کے گروہ۔

۵۔ جہان خلقت متعدد عالموں سے تشکیل پایا ہے۔ رب العالمین یہ مطلب "عالمین" کے جمع ہونے سے سمجھا جاتا ہے۔

۶۔ عالم ہستی تمام کا تمام خوبصورت اور اس میں موجود تدبیر و حکمت حسین و جمیل ہے۔

الحمد لله رب العالمین

"رب العالمین" الحمد لله کے لئے دلیل کے طور پر ہے یعنی چونکہ عالم ہستی کی تدبیر کرنے والا خداوند متعال ہے لہذا تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور تعریف و توصیف ہمیشہ کمال و جمال کے لئے ہوتی ہے پس اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سارے کا سارا جہاں ہستی خوبصورت اور اس میں موجود تدبیر حسین و جمیل ہے۔

۷۔ کائنات کی تدبیر و حکمت پروردگار عالم کے اختیار سے ہے اس کے انتظام و انصرام میں جبر یا اضطرار نہیں پایا جاتا۔

الحمد لله رب العالمین

فعل و صفت پر حمد و ثنا اس وقت صحیح ہے جب فعل و صفت حسین اور زیبا ہونے کے علاوہ اختیاری بھی ہوں یعنی اگر فعل یا صفت حسین و جمیل ہوں تو فاعل کی حمد و ثنا کی جاسکتی ہے کیونکہ اس نے اپنے اختیار سے اسکو انجام دیا ہے۔

۸۔ عالم ہستی کمال کی طرف گامزن ہے۔

"رب" کا معنی تربیت کرنا ہے۔ تربیت کا مفہوم پہلی حالت سے ایک نئی حالت پیدا کرنا ہے تاکہ کمال تک پہنچ جائے (مفردات راغب)۔ یہ معنی ایک تکاملی تحرک پر دلالت کرتا ہے۔ اس بات کی جانب اشارہ مناسب ہے کہ لفظ "رب" صفت اور مصدر کے درمیان مشترک لفظی ہے اور اس آیت میں اسکا وصفی معنی آیا ہے۔

۹۔ اس جہان ہستی کے عالمین کی تدبیر و حکمت کا پروردگار عالم کی طرف سے ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ تمام تر تعریفیں مخصوص ہیں اسکی ذات اقدس کے ساتھ۔ الحمد للہ رب العالمین

۱۰۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ : "الحمد للہ" قال: الشکر لله و فی قولہ "رب العالمین" قال: خالق المخلوقین...^(۱)

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "الحمد لله" یعنی شکر، خدا کی ذات سے مخصوص ہے اور "رب لعالمین" یعنی اللہ تمام عالمین و مخلوقات کا خالق ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے جو امور مختص ہیں ۱۰، ۹، ۳، ۲، ۱؛ اللہ تعالیٰ کا اختیار ۷؛ اللہ کا خالق ہونا ۱۰؛ اللہ کا مالک ہونا ۳؛ ربوبیت الہی ۳

حدیث: ۱۰

حسن و رعنائی: حسن و رعنائی کا سرچشمہ ۲

حمد: اللہ کی حمد ۱۰، ۳، ۱؛ حمد خدا کے دلائل ۹

کمال: کمال کا سرچشمہ ۲

کائنات (عالم ہستی): خلقت کے عوالم ۵؛ عالم ہستی کا تحرک ۸؛ عالم ہستی کا تکامل ۸؛ عالم ہستی کا حسن ۶؛ عوالم ہستی کا مالک ۳؛ عالمین کا انتظام و انصرام ۹، ۳؛ کائنات کی حکمت ۷، ۶

موجودات: موجودات کا خالق ۱۰

(۱) تفسیر قمی ج ۱/ ص ۲۸، نور الثقلین ج ۱/ ص ۱۵ ح ۶۰۔

الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿٣﴾

وہ عظیم اور دائمی رحمتوں والا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ رحمان (وسیع رحمت کا مالک) اور رحیم (مہربان) ہے۔ الرحمن الرحیم

۲۔ تمام تر موجودات خداوند متعال کی وسیع رحمت سے بہرہ مند ہیں۔ الرحمن

۳۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں پر مہربان ہے۔ الرحیم

۳۔ عالم ہستی کے انتظام اور انصرام کی بنیاد اللہ کی رحمت پر ہے۔ رب العالمین — الرحمن الرحیم

عالم ہستی کی تدبیر یا انتظام و انصرام کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اور رحیمیت کے ذکر سے یہ بات سامنے آتی ہے۔

۵۔ اللہ کی رحمانیت اور رحیمیت اس بات کی دلیل ہے کہ تمام تر تعریفیں اسکی ذات اقدس سے مختص ہیں۔

الحمد لله رب العالمین — الرحمن الرحیم

"الرحمن الرحیم"، "رب العالمین" کی طرح "الحمد لله" کے لئے دلیل کا درجہ رکھتی ہے۔ یعنی چونکہ خداوند متعال رحمان و

رحیم ہے اس لئے تمام تر تعریفیں اسکی ذات اقدس کے لئے سزاوار ہیں۔

۶۔ انتظام و انصرام اور تربیت کو مہربانی اور لطف و کرم کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیئے۔

رب العالمین — الرحمن الرحیم

اسماء و صفات: رحمان ۱؛ رحیم ۱

انتظام و انصرام: انتظام کی روش ۶؛ نظم و انتظام میں لطف و عنایت ۶

تربیت: تربیت کی روش ۶؛ تربیت میں مہربانی یا لطف و کرم ۶

حمد: اللہ تعالیٰ کی حمد کے دلائل ۵

خداوند متعال: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۳؛ اللہ کی رحمانیت ۵؛ اللہ کی رحمت کے نتائج و اثرات ۳؛ اللہ کی رحمت سے استفادہ

۲؛ خدا کی رحیمیت ۵؛ اللہ کی عمومی رحمت ۲، ۱؛ اللہ تعالیٰ سے مختص امور ۵؛ اللہ کا مہربان ہونا ۱، ۳

کائنات: کائنات کا انتظام و حکمت ۳

مہربان ہونا: مہربان ہونے کی اہمیت ۶

مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٤﴾

روز قیامت کا مالک و مختار ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت کا مالک اور فرمانروا ہے۔ مالکِ یوم الدین

"مالکِ یوم الدین" میں ملکیت حقیقی ہے یعنی وجودی وابستگی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے مالک ملکیت پر کامل اور ہر طرح کا تسلط رکھتا ہے۔ "یوم الدین" ممکن ہے مالک کے لئے مفعول ہو اور ممکن ہے ظرف ہو۔ اگر ظرف ہو تو اس صورت میں مفعول ممکن ہے لفظ "الامور" یا اسکی مثل کوئی اور لفظ ہو اس صورت میں جملے کی ترکیب یوں ہوگی "مالک الامور فی یوم الدین" بہر حال یہ مفہوم اس آیت مجیدہ سے نکل سکتا ہے۔

۲۔ قیامت کے دن حساب و کتاب اور جزا و سزا خداوند متعال کے اختیار میں ہے۔ مالکِ یوم الدین

۳۔ قیامت کا برپا کرنا اور اہل دنیا کے لئے روز جزا کا قرار دینا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک جلوہ ہے۔
الرحمن الرحیم — مالکِ یوم الدین

رحمت الہی کے بیان کے بعد قیامت کا ذکر کرنا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ قیامت کا برپا کرنا اللہ تعالیٰ کی جہان ہستی پر ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔ رب العالمین ... مالکِ یوم الدین
مذکورہ بالا مفہوم "مالکِ یوم الدین" کے "رب العالمین" کے ساتھ ارتباط سے استفادہ کیا گیا ہے۔
۵۔ قیامت کا دن جزا و سزا کا دن ہے۔

مالکِ یوم الدین

"دین" کا معنی یہاں جزا و سزا یا حساب و کتاب ہے یعنی ہر دو کی بازگشت ایک معنی کی طرف ہے۔

۶۔ روز جزا میں خداوند متعال کی مالکیت اور اس دن اسکی فرمانروائی اس بات کی دلیل ہے کہ تمام تر تعریفیں اسی کی ذات سے مختص ہیں۔

الحمد لله ... مالکِ یوم الدین

گذشتہ صفات کی طرح "مالکِ یوم الدین"، "الحمد لله" کے لئے دلیل ہے۔

اللہ: آخرت میں اللہ کی حاکمیت ۱؛ آخرت میں اللہ کی مالکیت ۲؛ اللہ تعالیٰ سے مختص امور ۶، ۲؛ اللہ کی حاکمیت ۶؛ اللہ کی ربوبیت کے مظاہر ۳؛ اللہ کی رحمت کے مظاہر ۳؛ اللہ کی طرف سے آخرت میں جزا ۲؛ اللہ کی طرف سے اخروی سزا ۲؛ اللہ کی طرف سے حساب و کتاب ۲؛ اللہ کی مالکیت ۶
حمد: اللہ کی حمد کے دلائل ۶

قیامت: قیامت کا برپا ہونا ۳، ۳؛ قیامت کا مالک ۶، ۱؛ قیامت کی خصوصیات ۶، ۵؛ قیامت میں جزا ۵؛ قیامت میں حاکم ۶، ۱؛ قیامت میں حساب کتاب ۳، ۲؛ قیامت میں سزا ۵

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾

پروردگار ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

۱۔ فقط اللہ کی ذات اقدس لائق عبادت و بندگی ہے۔

ایاک نعبد

"ایاک" مفعول ہے اور اسکا نعبد پر مقدم ہونا حصر پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ جہان ہستی پر اللہ کی ربوبیت، اسکی رحمانیت اور رحیمیت قیامت کے دن اسکا مالک ہونا یہ دلائل ہیں اس امر کے کہ صرف وہی لائق عبادت و بندگی ہے۔

رب العالمین — الرحمن الرحیم — مالک يوم الدين — ایاک نعبد

۳۔ اللہ کی ربوبیت کا یقین، اسکا رحمت نازل کرنا، روز جزا کا مالک ہونا یہ امور انسان کو اللہ کی پرستش کی ترغیب دلاتے ہیں۔

رب العالمین — الرحمن الرحیم — مالک يوم الدين — ایاک نعبد

۳۔ اللہ اور اسکی صفات کی معرفت توحید عبادی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ الحمد للہ رب العالمین ... ایاک نعبد

۵۔ انسانی افکار و عقائد اس کے اعمال و کردار کی بنیاد ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین — الرحمن الرحیم — مالک يوم م الدين — ایاک نعبد

۶۔ خدا کے حضور خود کو ناچیز تصور کرنا اسکی بندگی کے آداب میں سے ہیں۔ ایاك نعبد
 "میں" کی جگہ "ہم" کا استعمال بعض اوقات بڑائی کے اظہار کے لئے ہوتا ہے اور کبھی انانیت، تکبر و خودپرستی سے
 اجتناب کے لئے آتا ہے۔ گفتگو کے قرینے سے مراد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہاں بندگی و عبودیت کی مناسبت سے تکبر و
 انانیت سے اجتناب مراد ہے اس لئے "نعبد" جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

۷۔ اللہ اور اسکی صفات پر ایمان اس یقین کا باعث ہے کہ سب اسکی بارگاہ اور اس کے حضور میں ہیں۔
 الحمد للہ رب العالمین ... ایاك نعبد

سورہ حمد میں اسلوب کلام کو تبدیل کیا گیا ہے یعنی غائب سے خطاب کی طرف التفات ہوا ہے اور یہ امر بعض نکات کا
 حامل ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان جہاں ہستی پر اللہ کی ربوبیت جیسی صفات خدا جاننے سے قبل گویا احساس
 نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے لیکن جب وہ ربوبیت الہی اور دیگر صفات پر ایمان و یقین حاصل کر لیتا ہے
 تو خود کو اور دوسروں کو اللہ کے حضور پاتا ہے اسی طرح اللہ کو تمام تر حالات میں حاضر جانتا ہے۔

۸۔ خود کو خدا کے حضور تصور کرنا عبادت کے آداب میں سے ہے۔

ایاک نعبد

غائب سے خطاب کی التفات کے نکات میں سے ایک اور نکتہ سورہ حمد میں عبادت اور دعا کے آداب ہیں یعنی شائستہ یہی
 ہے انسان کے لئے کہ عبادت و دعا کے وقت احساس کرے کہ میں خدا کے حضور ہوں۔

۹۔ عبادت کی خاطر خدا کی حقیقی معرفت اور اسکی رحمتوں پر امید اللہ کی بندگی کے لئے ترغیبات ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم ... ایاك نعبد

اللہ کی ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، مالکیت روز جزا جیسی صفات کے بیان کے بعد اللہ کی عبادت کو بیان کرنا اسکی
 عبادت کی ترغیبات ہیں یعنی چونکہ اللہ رب ہے اس لئے لائق بندگی ہے۔ لوگ چونکہ اسکی رحمت کے محتاج ہیں اس لئے
 عبادت کریں اور اس لئے کہ عذاب آخرت سے خوف زدہ ہیں اسکی پرستش کریں۔

۱۰۔ عذاب آخرت کا خوف اور جہاں آخرت میں جزا کی امید انسان کے لئے خدا کی عبادت کے محرک ہیں۔

مالك يوم الدين۔ ایاك نعبد

۱۱۔ اللہ تعالیٰ اور اسکی صفات کی معرفت خود کو اسکی بارگاہ

میں ناچیز سمجھنے کا باعث ہے۔ الحمد للہ ... ایاک نعبد و ایاک نستعین

۱۲۔ توحید پرستوں کی آرزو ہے کہ سب لوگ یکتا پرست، خدا پرست ہو جائیں۔ ایاک نعبد

"اعبد۔ میں عبادت کرتا ہوں" کی جگہ "نعبد۔ ہم عبادت کرتے ہیں" کا استعمال ہو سکتا ہے اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ یہ ہر توحید پرست کی خواہش ہے۔ یعنی وہ اس جملہ "ہم عبادت کرتے ہیں" کے ذریعے اس خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ سب انسان ایسے ہی ہوں۔

۱۳۔ فقط وہ حقیقت یا ذات جس سے مدد طلب کی جاسکتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ و ایاک نستعین

۱۴۔ اللہ کی بندگی اور اس میں خلوص کے لئے انسان امداد الہی کا محتاج ہے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین "نستعین" کا متعلق تمام تر فرائض ہیں جو سورہ حمد سے استفادہ ہوتے ہیں ان میں ایک یکتا پرستی یا توحید پرستی کا واجب و ضروری ہونا ہے جو "ایاک نعبد" سے سمجھ میں آتا ہے یعنی "نستعینک علی عبادتک و خلوصہا"

۱۵۔ باوجود اس کے کہ انسان اللہ کی بندگی پر اختیار رکھتا ہے اللہ کی مدد کے بغیر عبادت کرنے کی توانائی نہیں رکھتا۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین

۱۶۔ اللہ کی حمد و ثنا اسکی امداد و نصرت سے ہی امکان پذیر ہے۔ الحمد للہ ... ایاک نستعین

جو فرائض سورہ حمد سے استفادہ ہوتے ہیں ان میں سے ایک اللہ کی توصیف و ثنا کا واجب و ضروری ہونا ہے۔ بنا بریں کہا جاسکتا ہے کہ یہ معنی بھی نستعین سے متعلق ہے یعنی "نستعینک علی ان نحمدک"

۱۷۔ تمام جہان ہستی پر اللہ کی ربوبیت کی معرفت، اس کی رحمانیت و رحیمیت کا یقین اور اس کا روز جزا کے مالک ہونے کا یقین یہ سب اللہ کی امداد سے ہی ممکن ہے۔ الحمد للہ رب العالمین ... ایاک نستعین

اللہ کی ربوبیت کی معرفت اور ... ان شرعی فرائض میں سے ہے جسے سورہ حمد سے استفادہ کیا جاسکتا ہے لہذا یہ بھی نستعین سے متعلق ہیں یعنی "نستعینک علی ان نعرف ربوبیتک و ..."

۱۸۔ انسان اپنے تمام امور میں اللہ کی مدد و نصرت کا محتاج ہے۔ ایاک نستعین

بعض کی رائے یہ ہے کہ نستعین کا متعلق یا استعانت کا مورد ذکر نہیں کیا گیا تاکہ تمام قرامور مراد ہوں یعنی "نستعینک علی امورنا کلہا"

۱۹۔ اللہ تعالیٰ بندوں کی تمام دعاؤں کو پورا کرنے کی مکمل توانائی رکھتا ہے۔ ایاک نستعین

اس مطلب کا لازمہ یہ ہے کہ استعانت سے مراد تمام امور ہوں۔

۲۰۔ اللہ تعالیٰ اور اسکی صفات (رب العالمین،...) کی معرفت انسان کو توحید افعالی کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

ایک نستعین

اس کی دلیل یہ ہے کہ "ایک نستعین" اللہ تعالیٰ کی "رب العالمین" کے ساتھ توصیف کے بعد آیا ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ ان صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت انسان کو اس مرحلے تک پہنچا دیتی ہے کہ وہ غیر اللہ کو ناتواں سمجھے اور نتیجتاً توحید افعالی تک پہنچ جائے۔

۲۱۔ توحید پرستوں کی آرزو ہے کہ سب انسان توحید افعالی کے قائل ہو جائیں۔ ایک نستعین

"استعین۔ میں مدد مانگتا ہوں" کی جگہ "نستعین۔ ہم مدد مانگتے ہیں" کا استعمال مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

۲۲۔ امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے: ایک نعبد رغبة و تقرب الی اللہ تعالیٰ ذکرہ و اخلاص لہ بالعمل دون غیرہ و "

ایک نستعین" استزادة من توفيقه و عبادته و استدامة لما انعم الله عليه ونصره...^(۱) "ایک نعبد" یعنی بندے کا خدا کی طرف رغبت کا اظہار اور تقرب کی تلاش اسی طرح اللہ کے لئے عمل میں خلوص جو کہ غیر خدا کے لئے نہ ہو۔ "ایک نستعین" اللہ کی بارگاہ میں بہت زیادہ توفیق اور عبادت کی درخواست اسی طرح خدا کی نعمتوں میں تسلسل اور اسکی مدد کی درخواست کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی امداد کے اثرات ۱۶، ۱۷؛ خدا شناسی کے نتائج و اثرات ۲۰، ۱۱، ۳؛ اللہ تعالیٰ سے مختص امور ۱۳، ۱؛

اللہ تعالیٰ کی امداد ۱۵؛ اللہ کی ربوبیت ۲، ۱۷؛ اللہ کی رحمانیت ۲، ۱۷؛ اللہ کی رحیمیت ۲، ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۱۹؛ آخرت

میں اللہ تعالیٰ کی مالکیت ۲، ۳؛ خدا کے حضور ۱۱، ۸، ۷، ۶؛ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ۲

امداد طلب کرنا: اللہ تعالیٰ سے طلب امداد ۱۳، ۲۲

امید: اخروی جزا کی امید ۱۰؛ اللہ کی رحمت کی امید ۹

انانیت: انانیت سے اجتناب ۶

انسان: انسانی خواہشات ۱۹؛ انسان کا عاجز ہونا ۱۵؛ انسان کی ضروریات ۱۳، ۱۸؛ انسان کے اختیارات ۱۵

(۱) من لایحضرہ الفقیر ج/ ۱ ص ۲۰۴ ح ۱۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۹ ح ۸۱۔

ایمان: اللہ پر ایمان ۱۷؛ اللہ پر ایمان کے نتائج و اثرات ۳، ۷؛ اللہ کی ربوبیت پر ایمان ۳؛ اللہ کی رحمت پر ایمان ۳؛ اللہ کی صفات پر ایمان ۷؛ اللہ کی مالکیت پر ایمان ۳؛ توحید پر ایمان ۲۱؛ ایمان سے متعلق امور ۳، ۷

ترغیبات: ترغیبات کے عوامل ۳، ۹، ۱۰

تزکیہ: تزکیہ کے اسباب ۱۱

تفکر: تفکر کے اثرات و نتائج ۵

تقرب: تقرب کے عوامل ۲۲

توحید: توحید افعالی ۲۱؛ توحید افعالی کی بنیاد ۲۰؛ توحید افعالی کی ترویج ۲۱؛ توحید عبادی کی بنیاد ۳؛ توحید کی ترویج ۱۲

توحید پرست: توحید پرستوں کی آرزو ۱۲، ۲۱

توفیقات: توفیق کی درخواست ۲۲؛ خدا شناسی کی توفیق ۱۷؛ عبادت کی توفیق ۱۵، ۱۳، ۲۲

جہان بینی (نظریہ کائنات): جہان بینی اور آئیڈیالوجی ۳، ۳، ۷، ۹، ۱۰، ۱۱

حدیث: ۲۲

حمد: حمد خدا کی بنیاد ۱۶

خوف: عذاب سے خوف کے نتائج و اثرات ۱۰؛ اخروی عذاب سے خوف ۱۰

ضروریات: اللہ تعالیٰ کی امداد کی ضرورت ۱۸، ۱۳

عالم ہستی (کائنات): عالم ہستی کا نظم و انتظام ۲، ۱۷

عبادت: اللہ کی بندگی کے دلائل ۲؛ بندگی کے محرکات ۳؛ خدا کی عبادت ۹، ۱۰؛ عبادت کے آداب ۸، ۶؛ عبادت کے اسباب

۹، ۱۰؛ عبادت میں اختیار ۱۵؛

عبادت میں خلوص ۱۳؛ عبادت میں حضور قلب ۸؛

عمل: عمل میں خلوص ۲۲

قیامت: قیامت کا مالک ۱۷، ۲

کردار: کردار و اعمال کی اساس ۵

نعمت: نعمتوں کی درخواست ۲۲

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿٦﴾

ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ۔

۱۔ صراطِ مستقیم کی ہدایت کی درخواست ایک عارف و سالک الی اللہ انسان کی اہم ترین درخواست و دعا ہے۔
الحمد لله ... اياك نستعين — اهدنا الصراط المستقيم

اگر "اهدنا الصراط المستقيم" کے "الحمد لله رب العالمين" کے ساتھ ربط کو ملاحظہ کیا جائے تو یہ پیغام ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بعد انسان کا ہدف صراطِ مستقیم پر گامزن رہنا ہے یعنی وہ راستہ جس کا انتہائے مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعا کرنے کا لازمی نتیجہ صراطِ مستقیم کا حصول ہے۔ اهدنا الصراط المستقيم

۳۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی بارگاہ میں بندگی کا اظہار دعا کے آداب میں سے ہے۔
الحمد لله رب العالمين ... اهدنا الصراط المستقيم

چونکہ خداوند قدوس کی حمد و ثنا اور اس کی عبودیت کے اظہار کے بعد اس کی بارگاہ میں دعا اور "اهدنا الصراط المستقيم" کی درخواست کی گئی ہے اس سے مذکورہ بالا مطلب نکلتا ہے۔

۳۔ انسان ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہدایت و راہنمائی کا محتاج ہے۔
اهدنا الصراط المستقيم

۵۔ صراطِ مستقیم کی ہدایت کی دعا کرنا پروردگار متعال سے مدد طلب کرنے کا انتہائی شائستہ اور زیبا مورد ہے۔
اياك نستعين — اهدنا الصراط المستقيم

اگر "اهدنا..." کو "اياك نستعين" سے مربوط کر کے دیکھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ صراطِ مستقیم کی ہدایت وہ اعلیٰ ترین مورد ہے جس کے حصول میں انسان خدائے متعال کی امداد کا محتاج ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے بغیر انسان صراطِ مستقیم کو نہیں پاسکتا۔ اهدنا الصراط المستقيم

۷۔ یکتا پرستی اور فقط خدا سے مدد طلب کرنا "صراطِ مستقیم" ہے۔ اياك نعبد و اياك نستعين — اهدنا الصراط المستقيم
لفظ الصراط میں الف لام عہد و کرمی ہو سکتا ہے اور یہ ان حقائق کی طرف اشارہ ہے جو گزشتہ آیت میں گزر چکے ہیں اور ان میں یکتا پرستی اور صرف خدا سے مدد طلب کرنا ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ پر اور اسکی صفات پر ایمان لانا "صراط مستقیم" ہے۔ الحمد للہ رب العالمین ... اهدنا الصراط المستقیم
"الصراط المستقیم" کا جن حقائق کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ اور اسکی ربوبیت پر ایمان لانا ان میں سے ہے۔ ان کی
طرف اشارہ "الحمد للہ" سے "مالک يوم الدين" تک کیا گیا ہے۔

۹۔ ایک توحید پرست انسان کی آرزو ہے کہ سب انسان صراط مستقیم کی ہدایت پالیں۔ اهدنا الصراط المستقیم
اس مطلب کی طرف راہنمائی اس طرح ہوتی ہے کہ " اهدنا ہمیں ہدایت فرما " استعمال ہوا ہے نہ کہ " اهدنی مجھے ہدایت فرما
"۔

۱۰۔ ہدایت کے بہت سارے درجات اور مراحل ہیں۔ اهدنا الصراط المستقیم
گذشتہ آیات کے بعد "اهدنا" کا استعمال اس امر کی طرف نشاندہی کر رہا ہے کہ یہ دعا کرنے والا انسان ہدایت یافتہ ہے۔
بنابریں یہ کہنا چاہیے کہ ہدایت کے بہت سارے مراحل ہیں اور یہ کہنا صحیح ہے: ہر وہ شخص جو ہدایت پا چکا ہے اسکو بھی
انتہائی سنجیدگی سے ہدایت کی دعا کرنی چاہیے۔

۱۱۔ ہدایت کے حصول کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کا بہت موثر کردار ہے۔ اهدنا الصراط المستقیم
۱۲۔ امام رضا ؑ سے روایت ہے: " اهدنا الصراط المستقیم استرشاد لدینہ واعتصام بحبلہ و استزادة فی المعرفة لربہ
عزوجل ... (۱)

" اهدنا الصراط مستقیم " اللہ کے دین کی طرف ہدایت، اسکی رسی کو مضبوطی سے تھامنے اور اللہ جل جلالہ کی معرفت
میں اضافے کی دعا ہے۔

۱۳۔ امام صادق ؑ سے روایت ہے کہ آپ ؑ نے فرمایا: " الصراط المستقیم " صراط الانبیاء و ہم الذین انعم اللہ
علیہم (۲) " صراط مستقیم " سے مراد انبیاء ؑ کا راستہ ہے یہی وہ ہستیاں ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں نازل فرمائیں

۱۳۔ عن رسول اللہ (ص) انه قال (فی قول اللہ عزوجل)۔ اهدنا الصراط المستقیم دین اللہ الذی نزل بہ جبرئیل
علیہ السلام علی محمد (ص) ... (۳)

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ ج/ ۱ ص ۲۰۴ ح ۱۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۲۰ ح ۸۵۔

(۲) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۲۲ ح ۱۷، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۲۰ ح ۸۶۔

(۳) تفسیر فرات کوفی ص ۵۱، بحار الانوار ج/ ۳۶ ص ۱۲۸ ح ۷۱۔

رسول اللہ (ص) سے روایت ہے کہ آپ (ص) نے اھدنا الصراط المستقیم کے بارے میں فرمایا اس سے مراد اللہ کا دین ہے جو جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے محمد (ص) پر نازل ہوا۔

۱۵۔ عن رسول اللہ (ص) وعن علی علیہ السلام فی معنی "الصراط المستقیم" انه کتاب اللہ (۱)

پیامبر اسلام (ص) اور حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ صراط مستقیم سے مراد اللہ کی کتاب ہے۔

۱۶۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "الصراط المستقیم امیر المومنین علی علیہ السلام" (۲) صراط مستقیم امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

اسلام: دین اسلام کی اہمیت ۱۳

اعتصام: اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ۱۲

امام علی علیہ السلام: امام علی علیہ السلام کا راستہ ۱۶

انبیاء علیہم السلام: انبیاء علیہم السلام کا راستہ ۱۳

انسان: انسان کی ادا دۃ: انسان کا عاجز ہونا ۶; انسانی ضروریات ۳; انسانوں کی ہدایت ۹

ایمان: اللہ پر ایمان ۸; اللہ کی صفات پر ایمان ۸; ایمان کا متعلق ۸

توحید: توحید عبادی ۷

توحید پرست: توحید پرستوں کی آرزو ۹; توحید پرستوں کی خواہشات ۱

توفیقات: ہدایت کی توفیق ۶

حدیث: ۱۶، ۱۵، ۱۳، ۱۳، ۱۲

حمد: اللہ کی حمد ۳

خدا تعالیٰ: اللہ کی ادا دۃ کے اثرات ۶; ہدایت الہی ۳

دعا: دعا کے اثرات ۱۱; دعا کے آداب ۳; دعا کی اہمیت ۱۱، ۲

(۱) مجمع البیان ج ۱ ص ۱۰۴، نور الثقلین ج ۱ ص ۲۰ ح ۸۷۔

(۲) معانی الاخبار ص ۳۲ ح ۲، نور الثقلین ج ۱ ص ۲۱ ح ۹۴۔

صراط مستقیم: صراط مستقیم سے کیا مراد ہے ۱۳، ۱۳، ۸، ۷، ۱۶، ۱۵

مدد طلب کرنا: اللہ سے مدد طلب کرنا ۷، ۵

ضروریات: ہدایت کی ضرورت ۳

عبودیت: عبودیت کا اظہار ۳

قرآن کریم: قرآن کی فضیلت ۱۵

نعمت: نعمتیں جن کے شامل حال ہیں ۱۳

ہدایت: صراط مستقیم کی ہدایت ۹، ۶، ۵، ۲، ۱؛ ہدایت کی اہمیت ۱۲؛ ہدایت کی درخواست ۱۲، ۵، ۱؛ ہدایت کے اسباب

۱۱، ۶؛ ہدایت کے درجات ۱۰؛

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿۷﴾

جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا جو بہکے ہوئے ہیں۔

۱۔ قرآن کریم میں انسانوں کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا گیا ہے ایک وہ ہیں جو ہدایت پر ثابت قدم ہیں اور دوسرے وہ جو گمراہ اور بارگاہ ایزدی میں غضب کا شکار ہیں۔

صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و لا الضالین

"انعمت علیہم" سے پہلے اور بعد والی آیات کے قرینے کی بنا پر انعمت سے مراد ہدایت کی نعمت ہے نہ کہ مادی نعمتیں۔ ان نعمات سے تمام مخلوقات حتیٰ کا فر بھی بہرہ مند ہیں۔

۲۔ بعض انسان اللہ تعالیٰ کی خصوصی ہدایت سے بہرہ

مند ہیں اور ہدایت کے اعلیٰ مراتب و مراحل کے حامل ہیں۔ صراط الذین انعمت علیہم
جیسا کہ بیان ہوا ہے "نعمت" سے مراد ہدایت کی نعمت ہے جبکہ ہدایت کی دعا مانگنے والے خود ہدایت یافتہ ہیں لہذا یہاں مراد
خاص ہدایت ہے۔

۳۔ صراط مستقیم کی ہدایت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے۔ صراط الذین انعمت علیہم
یہاں نعمت مطلق بیان ہوئی ہے پس اس سے ہدایت کی نعمت کا ارادہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مستکمل ہدایت کی
نعمت کے مقابل دیگر نعمتوں کو نعمت تصور نہیں کرتا اور یہ چیز حکایت کرتی ہے کہ ہدایت کی نعمت بہت ہی عظیم ہے۔
۳۔ بعض ہدایت یافتہ لوگ ہدایت پر ثابت قدم نہ رہے اور غضب شدہ اور گمراہ افراد میں سے قرار پائے۔
صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و لا الضالین

مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "غیر المغضوب"، "الذین انعمت" کے لئے ایک احترازی صفت ہے۔ بنا بریں جن کو نعمت
دی گئی یعنی ہدایت یافتہ افراد کے تین گروہ ہیں ۱۔ وہ ہدایت یافتہ افراد جو ہدایت سے ہاتھ دھو بیٹھے اور "مغضوبین" میں سے
قرار پائے ۲۔ وہ افراد جو وسط راہ سے گم ہو گئے اور "ضالین" میں سے قرار پائے ۳۔ وہ ہدایت یافتہ انسان جو صراط مستقیم
پر آخر تک ثابت قدم رہے۔

۵۔ ہدایت یافتہ افراد کے لئے یہ خطرہ موجود ہے کہ وہ بھی غضب شدہ اور گمراہ افراد کے زمرے میں آجائیں۔
صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و لا الضالین

۶۔ اللہ تعالیٰ کی یکتائی کے قائل خدا پرست انسان چاہتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ثابت قدم انسانوں میں سے ہوں۔
الحمد لله... اهدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم

۷۔ "صراط مستقیم" خدا کی طرف جانے والا راستہ ہے جس میں کجی اور انحراف ہرگز نہیں پایا جاتا۔
اهدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم

"غیر المغضوب... سے" "الذین..." کی صفت بیان کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ "صراط الذین..." ایسا راستہ ہے
جس میں انحراف اور کجی ہرگز نہیں ہو سکتی اور اسی راستے کو صراط مستقیم کہتے ہیں کیونکہ "صراط الذین"، "الصراط
المستقیم" کے لئے عطف بیان ہے۔

۸۔ ہدایت یافتہ انسانوں کے عملی نمونے صراط مستقیم کے حصول اور اس پر گامزن رہنے میں انتہائی اہم کردار کے حامل
ہیں۔ اهدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم

صراط مستقیم کو چونکہ ہدایت یافتہ انسانوں کی راہ سے تفسیر و تعبیر کیا گیا ہے اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ صراط مستقیم کے حصول کے لئے انسان عملی نمونوں کا محتاج ہے۔ پس ضرورت ہے کہ ان سالکان راہ کی تلاش کمرے اور ان کی پیروی کرے۔

۹۔ جن کو نعمات سے نوازا گیا ہے (ہدایت یافتہ انسان) وہ ایسے لوگ ہیں جن پر اللہ کا غضب نہیں ہوا اور نہ ہی وہ گمراہ ہوئے۔ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و لا الضالین یہ مطلب اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ اگر "غیر المغضوب"، "الذین" کے لئے تو ضیحی صفت ہو یا بدل اور یا عطف بیان ہو۔

۱۰۔ عن جعفر بن محمد علیہ السلام قال: قول الله عزوجل في الحمد "صراط الذین انعمت علیہم" یعنی محمداً وذریئہ صلوات اللہ علیہم^(۱) امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "صراط الذین انعمت علیہم" سے سورہ حمد میں مراد حضرت محمد (ص) اور آپ (ص) کی ذریت ﷺ ہیں۔

۱۱۔ امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ... غیر المغضوب علیہم استعاذہ من ان یکون من المعاندين الکافرين المستخفين به و بامرہ و نھیہ...^(۲) غیر المغضوب علیہم سے مراد اللہ کی پناہ طلب کرنا اس سے کہ انسان دشمنوں اور کافروں میں سے ہو جو اللہ کو اہمیت نہیں دیتے اور اللہ کے امر و نہی کو ہلکا سمجھتے ہیں۔

استعاذہ: اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا ۱۱؛ پناہ طلب کرنے کے موارد ۱۱
اللہ تعالیٰ: اللہ کی نعمتیں ۳؛ اللہ کے اوامر کو ہلکا سمجھنا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی خاص ہدایت ۲؛ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو سبک تصور کرنا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کے نواہی کو ہلکا سمجھنا ۱۱

انحراف: انحراف کی رکاوٹیں ۷

انسان: انسانوں کی قسمیں ۱

اہل بیت علیہم السلام: اہل بیت علیہم السلام کے فضائل ۱۰

پیامبر اسلام (ص): آپ (ص) کے فضائل ۱۰؛ جن پر خدا کا غضب نازل ہوا ۱، ۵، ۳

(۱) معانی الاخبار ص ۳۶ ج ۷، نور الثقلین ج ۱/ ص ۲۳ ح ۱۰۱۔

(۲) من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱/ ص ۲۰۴ ح ۱۲، نور الثقلین ج ۱/ ص ۲۴ ح ۱۰۸۔

توحید پرست: توحید پرستوں کی خواہشات ۶

حدیث: ۱۰، ۱۱

صراط مستقیم: صراط مستقیم سے کیا مراد ہے ۱۰؛ صراط مستقیم کی خصوصیات ۷

گمراہ افراد: ۱

معاشرتی طبقات: ۱، ۲

مغضوبان خدا: ۱، ۳، ۵

نعمت: ۱۰، ۹

ہدایت: صراط مستقیم کی ہدایت ۸، ۳؛ ہدایت میں ثابت قدم انسان ۱؛ ہدایت میں ثابت قدمی ۶؛ ہدایت میں نمونے کی پیروی کرنا ۸؛ ہدایت کی درخواست ۶؛ ہدایت کی نعمت ۳؛ ہدایت کے درجات ۲؛
ہدایت یافتہ انسان: ۲ ہدایت یافتہ انسانوں کی خصوصیات ۹؛ ہدایت یافتہ انسانوں کی گمراہی کا خطرہ ۵، ۳؛

الم ﴿١﴾

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے۔

۱۔ عن علی بن الحسین علیہ السلام فی دعاء له : الہی و سیدی ... قلت: ... "الم ذلک الکتاب لا ریب فیہ

... "ثبت بالکتاب مع القسم الذی ہو اسم من اختصصته لوحیک و استودعته سرّ غیبک...^(۱)

امام سجاد علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک دعا کے ضمن میں بارگاہ رب الارباب میں عرض کیا: اے میرے معبود، اے میرے آقا... تو نے فرمایا ہے... الم ذلک الکتاب... تو نے اپنی کتاب کی تعریف اس قسم کے ساتھ کی ہے جو نام ہے اسکا جسکو تو نے اپنی وحی کے ساتھ مخصوص کیا اور اسکو تو نے اپنے غیب کا راز ودیعت فرمایا...

(۱) بحار الانوار ج/ ۸۸ ص ۸، ۷، ۳، نور الثقلین ج/ ۲ ص ۲۹۱۔

۲۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: "الم" رمز و اشارۃ بینہ و بین حبیبہ محمد (ص) اِراد ان لا یطلع علیہ سواہما ... ^(۱) "الم" اللہ اور اسکے حبیب محمد (ص) کے درمیان رمز اور اشارہ ہے۔ اللہ نے چاہا کہ اس راز سے فقط وہ اور اسکا حبیب ہی آگاہ رہیں۔

۳۔ سفیان ثوری کہتے ہیں: "قلت لجعفر بن محمد علیہ السلام ... یابن رسول اللہ ما معنی قول اللہ عزوجل الم ... قال علیہ السلام اما "الم" فی اول البقرة فمعناه انا اللہ الملک ... ^(۲)

میں نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا اے فرزند رسول (ص) یہ فرمائیں کہ اللہ کے اس قول "الم" کا کیا معنی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا سورۃ بقرہ کے شروع میں "الم" کا معنی یہ ہے میں اللہ ہی بادشاہ۔

۳۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"الم" هو حرف من حروف اسم اللہ الاعظم المقطع فی القرآن الذی یؤلفہ النبی و الامام فاذا دعا بہ اجیب ^(۳) "الم" اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے حروف میں سے ایک ہے جو مقطع صورت میں قرآن میں آیا ہے۔ اس کو نبی (ص) اور امام علیہ السلام تالیف کرتے ہیں اور جب اسکے ذریعے دعا کرتے ہیں تو مستجاب ہوتی ہے۔

۵۔ آئمہ ہدی (علیہم السلام) سے روایت ہے۔ "ان الحروف المفتحة بها السور من المتشابهات التي استأثر الله تعالى بعلمها و لا يعلم تاويلها الا هو ^(۴) حروف (مقطعة) جن سے سورتوں کا آغاز ہوتا ہے متشابہات میں سے ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ مختص فرمایا ہے ان کی تاویل اسکے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ۳؛ اللہ تعالیٰ کی سلطنت ۳

پیامبر اسلام (ص): اللہ اور پیامبر خدا (ص) کے درمیان رموز ۱، ۲

حدیث: ۱، ۲، ۳، ۴، ۵

حروف مقطعة ۱: حروف مقطعة کا علم ۵؛ حروف مقطعة کا فلسفہ ۱، ۲، ۳

قرآن کریم: قرآن کے متشابہات ۵

(۱) بحار الانوار ج/ ۸۹ ص ۳۸۴ (۲) معانی الاخبار ص ۲۲ ح ۱، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۲۶ ح ۴ (۳) معانی الاخبار ص ۲۳ ح ۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۲۶ ح ۵۔

(۴) مجمع البیان ج/ ۱ ص ۱۱۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۳۰ ح ۸۔

ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٢﴾

یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ صاحبان تقویٰ اور پرہیزگار لوگوں کے لئے مجسم ہدایت ہے۔

۱۔ قرآن کریم کامل ترین اور با عظمت کتاب ہے۔ ذلک الكتاب

"ذلک" بتداء اور "الكتاب" خبر ہے۔ اس اعتبار سے "ال" صفات کے استغراق کے لئے آیا ہے اور کمال پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ آیات قرآن کی کتابت اور تدوین آنحضرت (ص) پر نزول کے بعد ہوئی۔ ذلک الكتاب

کتاب (لکھا ہوا یا تحریر شدہ) کا قرآن حکیم پر اطلاق، اسکی جہات مختلف ہو سکتی ہیں ۱۔ آیات نازل ہونے کے بعد لکھی جاتی تھیں ۲۔ پروردگار کی طرف سے تاکید ہو کہ انہیں تحریر کیا جائے ۳۔ تحریر شدہ صورت میں آنحضرت (ص) پر نازل ہوئیں۔ مذکورہ بالا مطلب پہلے اور دوسرے احتمال کی بنا پر ہے۔

۳۔ قرآن حکیم ایک انتہائی مستحکم کتاب ہے اور ہر اس چیز سے پاک و منزہ ہے جو اس کی حقانیت میں تردید اور شبہ پیدا کرے۔ لا ریب فیہ ریب کا معنی شک اور وہ چیز ہے جو شک کا باعث بنے۔ مذکورہ بالا مطلب اسکے دوسرے معنی سے ماخوذ ہے۔ پس "لا ریب فیہ" کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں کوئی ایک مسئلہ بھی ایسا نہیں کہ جو اس کی حقانیت میں شک و تردید کا سبب بنے۔

۴۔ قرآن حکیم متقی اور پرہیزگار انسانوں کی ہدایت و تربیت کی پوری صلاحیت رکھتا ہے یہی چیز قرآن کریم کے استحکام اور حقانیت کی دلیل ہے۔ لا ریب فیہ ہدی للمتقین

"ہدی للمتقین"، "لا ریب فیہ" کے لئے دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔

۵۔ قرآن حکیم اہل تقویٰ کو اعلیٰ ترین مدارج کی طرف ہدایت اور راہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔ ہدی للمتقین

۶۔ ہدایت کے مختلف درجات اور مراحل ہیں۔ ہدی للمتقین

بعد والی آیات میں جو صفات بیان ہوئی ہیں خصوصاً آیہ مبارکہ ۵ (اولئک علی ہدی)

میں اہل تقویٰ کی جو صفت بیان ہوئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں پس "ہدی للمتقین" میں ہدایت کا اعلیٰ ترین درجہ مراد ہے اور باتقویٰ انسان اس مرتبے پر فائز ہیں۔

۱۔ قرآن کی ہدایت میں کسی طرح کی بھی کمی و کجی نہیں پائی جاتی اور ذرہ برابر انحراف موجود نہیں ہے۔ ہدی للمتقین "ہدی" مصدر ہے اور یہاں اسم فاعل "ہادی" کا معنی دے رہا ہے۔ اسم فاعل کی جگہ مصدر کا استعمال اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن ہدایت محض ہے یعنی قرآن میں موجود راہنمائی میں کسی طرح کی بھی بے راہ روی، حیرانگی، پریشانی یا گمراہی نہیں پائی جاتی۔

قرآن کریم: عظمت قرآن ۱؛ قرآن اور متقین ۵، ۳؛ قرآن کا استحکام ۳؛ قرآن کریم کا تردید و شبہات سے پاک ہونا ۳؛ قرآن کا کامل ہونا ۱؛ قرآن کا کردار اور اہمیت ۵، ۳؛ قرآن کی تاریخ ۲؛ قرآن کا منہ ہونا ۳؛ قرآن کی تدوین ۲؛ قرآن کی حقانیت ۳؛ قرآن کی حقانیت کے دلائل ۳؛ قرآن کی خصوصیات ۳، ۱؛ قرآن کی کتابت ۲؛ قرآن کے محکم دلائل ۳؛ قرآنی ہدایت ۵، ۳؛ قرآنی ہدایت کی خصوصیات ۷

متقین: متقین کی تربیت ۳؛ متقین کی ہدایت ۵، ۳

ہدایت: ہدایت کے درجات ۶، ۵

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (۳)

جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ پابندی سے پورے اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں۔

۱۔ غیب (خدا اور...) پر ایمان، نماز قائم کرنا اور خرچ کرنا (راہ خدا میں) اہل تقویٰ کی صفات میں سے ہے۔

ہدی للمتقین — الذين يؤمنون ... ينفقون

"غیب" کا معنی مخفی اور چھپا ہوا ہے۔ اس پر ایمان کو دینی اقدار میں سے شمار کیا گیا ہے۔ غیب سے مراد ہر طرح کا مخفی یا پنہاں نہیں ہے بلکہ بعد کی آیات کی روشنی میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ، فرشتے اور ان جیسی کچھ دیگر مخلوقات ہیں۔

۲۔ غیب (خدا اور...) پر ایمان، نماز قائم کرنا اور خرچ کرنا (راہ خدا میں) بندگان خدا کے ضروری فرائض میں سے ہے۔

الذين يؤمنون بالغیب ... ينفقون

۳۔ عالم ہستی فقط محسوسات تک ہی محدود نہیں ہے۔ یہ قانون ادیان الہی میں سب سے بنیادی امر ہے۔
الذین يؤمنون بالغیب "اللہ" کی جگہ "الغیب" کا استعمال ممکن ہے اس نکتے کی طرف اشارہ ہو کہ سب سے پہلی بات جو انسانوں کو یاد کرانے والی ہے وہ یہ کہ جہان ہستی محسوسات تک محدود نہیں ہے۔

۳۔ دین کے عملی ارکان میں سے نماز اور انفاق کو سب فرائض پر ترجیح دینا ان کی خاص اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔
و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقناہم ینفقون

۵۔ انسان کے پاس موجود وسائل و امکانات اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا شدہ رزق ہے۔ و مما رزقناہم ینفقون

۶۔ اس بات پر ایمان رکھنا کہ تمام ترو سائل و امکانات اللہ کی طرف سے ہیں انسان میں انفاق (فی سبیل اللہ خرچ کرنا) کی راہ ہموار کرتا ہے۔ و مما رزقناہم ینفقون

انفاق کے ضروری ہونے کے بیان میں اس امر کی (کہ سب کچھ خدا کی طرف سے عطا کیا گیا ہے) یاد دہانی کا ہدف، انفاق کا آسانی ہونا اور انسان میں انفاق کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔

۷۔ انفاق خاص قسم کے وسائل یا امکانات میں محدود نہیں ہے۔ و مما رزقناہم ینفقون

یہ مطلب لفظ "ما" جو کچھ بھی" سے استفادہ ہوتا ہے جس کا معنی عموم ہے۔

۸۔ سب کچھ ہی انفاق کر دینے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ و مما رزقناہم ینفقون

"مما" (من ما) "میں موجود" من" جس کا معنی بعض ہے اس سے یہ مطلب اخذ ہوتا ہے۔ پس "مما رزقناہم ..." یعنی اہل تقویٰ اپنے مال کا کچھ حصہ انفاق کرتے ہیں۔

۹۔ نماز اور انفاق انسان کے لئے ایک دائمی، مستقل اور ہمیشہ کا پروگرام ہے نہ کہ وقتی سلسلہ۔

یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقناہم ینفقون فعل مضارع (یقیمون اور ینفقون) کا استعمال اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ فعل مضارع تجرید اور دوام پر دلالت کرتا ہے۔

۱۰۔ اگر زندگی کے پروگرام میں نماز شامل نہ ہو اور اس کو اہمیت نہ دی جائے تو انسان با تقویٰ نہیں بن سکتا۔

ہدی للمتقین ... الذین یقیمون الصلوٰۃ

۱۱۔ وقتی انفاق سے انسان متقین میں سے قرار نہیں دیا جائے گا۔

ہدی للمتقین ... و مما رزقناہم ینفقون

۱۲۔ ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرنا یہ سب کا فریضہ ہے اور تقویٰ کی نشانیوں میں سے ایک ہے
_ ہدی للمتقین ... و مما رزقناہم ینفقون

۱۳۔ اسلام میں انفرادی اور معاشرتی احکام موجود ہیں۔ یمون الصلوٰۃ و مما رزقناہم ینفقون
۱۴۔ ایمان بغیر عمل کے اور عمل بغیر ایمان کے اس سے انسان تقویٰ کو نہیں پاسکتا۔ ہدی للمتقین۔ الذین یؤمنون
... ینفقون

۱۵۔ انسانوں کی اس طرح تربیت کرنا کہ وہ غیب پر ایمان لائیں، نماز کے پابند ہوں اور انفاق کریں یہ سب امور قرآن
کریم کے اہداف میں سے ہیں۔ ذلک الکتاب ... ہدی للمتقین الذین یؤمنون ... و مما رزقناہم ینفقون
۱۶۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل "الذین یؤمنون بالغیب" قال: من اقر بقیام القائم انہ
حق^(۱) "الذین یؤمنون بالغیب" کے بارے امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد وہ لوگ
ہیں جو قائم علیہ السلام کے قیام کی حقانیت کا اقرار کرتے ہیں۔

۱۷۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام (فی قولہ) ... " و مما رزقناہم ینفقون" قال مما علمناہم ینبؤن و مما علمناہم من
القرآن یتلون^(۲) اللہ تعالیٰ کے اس کلام "و مما رزقناہم ینفقون" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ علیہ السلام
نے ارشاد فرمایا جو چیز ہم نے انہیں تعلیم دی ہے اسکو بتاتے ہیں (نشر کرتے ہیں) اور جو کچھ قرآن حکیم سے ہم نے
انہیں سکھایا ہے اسکی تلاوت کرتے ہیں۔

اسلام: اسلام کی انفرادی تعلیمات ۱۳؛ اسلام کی خصوصیات ۱۳؛ اسلام کی معاشرتی تعلیمات ۱۳
انسان: انسانوں کی ذمہ داری ۱۲، ۹؛ انسانوں کی روزی ۵
انفاق: انفاق کی اہمیت ۲، ۳؛ انفاق کا بنیاد ۶؛ انفاق کی حدود ۷، ۸، ۹؛ دائمی انفاق کے اثرات و نتائج ۱۱؛ انفاق کے دائمی
ہونے کی اہمیت ۹، ۱۱
انفاق کرنے والے: انفاق کرنے والوں کی تربیت ۱۵

(۱) کمال الدین ج/۲ ص ۳۴۰ ح ۱۹، نور الثقلین ج/۱ ص ۳۱ ح ۱۱۔

(۲) معانی الاخبار ص ۲۳ ح ۲، بحار الانوار ج/۲ ص ۱۷ ح ۳۸۔

ایمان: اللہ تعالیٰ پر ایمان؛ امام مہدی علیہ السلام کے قیام پر ایمان ۱۶؛ ایمان سے متعلق امور ۱، ۲، ۱۶؛ بغیر عمل کے ایمان ۱۳؛ غیب پر ایمان ۱، ۲، ۱۶؛ غیب پر ایمان کی اہمیت ۱۵
تقوا: تقوا کی بنیاد ۱۰، ۱۱؛ تقویٰ کی علامتیں ۱۲؛ تقویٰ کے اسباب ۱۳
جہان بینی (نظریہ کائنات): توحیدی جہان بینی ۳؛ جہان بینی اور آئیڈیالوجی ۶
حدیث: ۱۶، ۱۷

خدا تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی عنایات ۵، ۶؛ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۸؛
دنیاوی وسائل اور امکانات: دنیاوی وسائل کا سرچشمہ ۵، ۶
دین: دین کے ارکان ۳؛ دینی تعلیمات کی نشر و اشاعت ۱۷
ضرورت مند: ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنا ۱۲
عالم غیب: غیب کے موارد ۱۶

عمل: بغیر ایمان کے عمل ۱۳
قرآن کریم: قرآن کی تاثیر و کردار ۱۵؛ قرآن کی تلاوت ۱۷؛ قرآن کے اہداف ۱۵
کائنات: کائنات کا غیب ۳

متقین: متقین کا انفاق کرنا ۱؛ متقین کی صفات ۱؛ متقین کا ایمان ۱؛
مومنین: مومنین کی ذمہ داری ۲

نماز: نماز کا قائم کرنا ۱، ۲؛ نماز کی اہمیت ۳؛ نماز کے دائمی ہونے کے اثرات و نتائج ۱۰؛ نماز کے دائمی ہونے کی اہمیت ۹، ۱۰

نمازی: نمازیوں کی تربیت ۱۵

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿٤﴾

وہ ان تمام باتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جنہیں (اے رسول) ہم نے آپ پر نازل کیا ہے اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی ہیں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

۱۔ قرآن پر ایمان لانا اور پیامبر اسلام (ص) پر نازل شدہ معارف و احکام پر ایمان لانا متقین کی صفات میں سے ہے۔
هدى للمتقين... الذين يؤمنون بما انزل اليك

۲۔ اہل تقوا گذشتہ آسمانی ادیان کی کتابوں اور ان کے احکام و معارف پر ایمان رکھتے ہیں۔
والذين يؤمنون بما انزل اليك و ما انزل من قبلك

۳۔ ان تمام احکام و معارف پر جو پیامبر اسلام (ص) پر اور انبیاء علیہ السلام سابق پر نازل ہوئے ایمان لانا واجب و ضروری ہے۔
والذين يؤمنون بما انزل اليك و ما انزل من قبلك

۴۔ ادیان الہی ایک دوسرے سے تضاد و اختلاف اور ناہم آہنگی سے منزہ و پاک ہیں۔
والذين يؤمنون بما انزل اليك و ما انزل من قبلك

۵۔ عالم آخرت پر یقین اہل تقویٰ کی صفات میں سے ہے۔
و بالآخرة هم يوقنون

۶۔ عالم آخرت پر یقین رکھنا اور یقین حاصل کرنا ضروری ہے۔
و بالآخرة هم يوقنون

۷۔ غیب پر ایمان، انبیاء (علیہم السلام) کی رسالت پر ایمان اور آخرت پر ایمان قرآنی ہدایت کے حصول کی راہ ہموار کرتے ہیں۔

هدى للمتقين... الذين يؤمنون بما انزل اليك و ما انزل من قبلك و بالآخرة هم يوقنون

۸۔ اللہ اور انبیاء علیہ السلام کی رسالت پر ایمان اور آخرت پر یقین دینی عقائد کے ارکان ہیں۔

الذين يؤمنون بالغيب... و ما انزل من قبلك و بالآخرة هم يوقنون

۹۔ ہر انسان (اہل کتاب ہو یا غیر اہل کتاب) اگر دین اسلام کے عقیدتی اور عملی ارکان کا پابند ہو تو متقین میں سے ہیں۔
الذین يؤمنون بالغیب ... و ما انزل من قبلک

یہ واضح ہے کہ آیت نمبر ۳، ۳ میں جن صفات کا ذکر کیا گیا ہے وہ متقین کی خصوصیات ہیں۔ لہذا "الذین" کے تکرار سے مراد یہ نہیں کہ اہل تقویٰ کے دو گروہ ہیں بلکہ (جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے) الذین کے تکرار سے مراد یہ ہے ان صفات کے حامل اہل تقویٰ ہیں اب چاہے یہ لوگ اس سے پہلے آسمانی کتابوں پر ایمان رکھنے والے تھے جیسے یہود و نصاریٰ یا ایسے نہیں تھے جیسے عرب کے جاہل۔

آخرت: آخرت پر یقین کی اہمیت ۶؛ آخرت پر یقین ۵

ادیان: ادیان کا منہ ہونا ۲؛ ادیان کی ہم آہنگی ۳

ایمان: آخرت پر ایمان ۸، ۴؛ آخرت پر ایمان کی اہمیت ۶؛ آسمانی کتابوں پر ایمان ۲؛ ادیان پر ایمان ۳، ۲؛ اسلام پر ایمان ۹، ۱؛ انبیاء ﷺ پر ایمان ۸، ۴؛ انبیاء ﷺ کی تعلیمات پر ایمان ۳؛ اللہ پر ایمان ۸؛ ایمان بالغیب ۴؛ ایمان سے متعلق امور ۱، ۲، ۴، ۳، ۸، ۹؛ ایمان کے اثرات و نتائج ۴؛ پیامبر اسلام (ص) کی تعلیمات پر ایمان ۳؛ قرآن پر ایمان ۱؛

تقویٰ: تقویٰ کی شرائط ۹

دین: دین کے ارکان ۸

قرآن کریم: قرآن کریم کی ہدایت ۴

مستقین: ۹

مستقین کا ایمان ۲، ۱؛ مستقین کی صفات ۵، ۲، ۱

ہدایت: ہدایت کے حصول کی راہ ۴

أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾

یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت کے حامل ہیں اور فلاح یافتہ اور کامیاب ہیں۔

۱۔ فقط اہل تقویٰ ہدایت یافتہ انسان ہیں۔ ہدی للمتقین ... اولئک علی ہدی من ربهم

۲۔ فقط اہل تقویٰ نجات یافتہ اور سعادت مند ہیں۔ ہدی للمتقین ... و اولئک هم المفلحون

۳۔ غیب (اللہ اور...) پر ایمان لانے والے، رسالت کا عقیدہ رکھنے والے اور آخرت کا یقین کرنے والے ہدایت یافتہ

ہیں۔ الذین یؤمنون ... اولئک علی ہدی من ربهم

"اولئک" کا مشارالیه ممکن ہے اجمالی طور پر "المتقین" ہو یا پھر ممکن ہے اسکا تفصیلی پہلو مراد ہو یعنی "اولئک" سے متقین کی صفات کی طرف اشارہ ہو جن کا بیان ہو چکا ہے۔

۳۔ نماز قائم کرنے والے اور انفاق کرنے والے ہدایت یافتہ ہیں۔ یقیمون الصلوۃ ... اولئک علی ہدی من ربهم

۵۔ انسان کی نجات دین کے اعتقادی اصولوں پر ایمان اور اسکے عملی ارکان کی پابندی میں ہے۔

الذین یؤمنون ... و اولئک هم المفلحون

۶۔ اہل تقویٰ کو ہدایت مل جانا اللہ کی جانب سے ان پر عنایت ہے۔

اولئک علی ہدی من ربهم

۷۔ اہل تقویٰ کو ہدایت مل جانا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ایک پہلو ہے۔ اولئک علی ہدی من ربهم

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے مظاہر ۷؛ اللہ تعالیٰ کی عنایات ۶

آخرت: آخرت پر ایمان لانے والے ۳

انبیاء ﷺ : انبیاء ﷺ پر ایمان لانے والے ۳

انفاق کرنے والے: انفاق کرنیوالوں کی ہدایت ۳

ایمان: ایمان سے متعلق امور ۵; دین پر ایمان ۵; ایمان کے اثرات و نتائج ۵

توفیقات: تقویٰ کی توفیق ۶

دین: دین پر عمل ۵

عالم غیب: عالم غیب پر ایمان رکھنے والے ۳

متقین: متقین کا فلاح یافتہ ہونا ۲; متقین کی خصوصیات ۱، ۲; متقین کی ہدایت ۱، ۶، ۷

مومنین: اللہ پر ایمان لانے والے ۳; مومنین کی ہدایت ۳

نجات یافتہ لوگ: ۲

نجات یافتہ ہونا: نجات یافتہ ہونے کے عوامل ۵

نماز: نماز قائم کرنے والوں کی ہدایت ۳

ہدایت یافتہ انسان ۱، ۳; ہدایت یافتہ انسانوں کی صفات ۳

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَلْأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾

اے رسول جن لوگوں نے کفر اختیار کر لیا ہے ان کے لئے سب برابر ہے۔ آپ انھیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

۱۔ قرآن کریم کے منکروں اور کافروں کو پیامبر (ص) کا ڈرانا بے اثر تھا۔

ان الذين كفروا سواء عليهم ء انذرتهم ام لم تنذرهم

گذشتہ آیات کے قرینے کی روشنی میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "کفر" سے متعلق امر قرآن کریم ہے (کیونکہ گذشتہ آیات کا موضوع قرآن کریم ہے) یعنی مراد یہ ہے "ان الذين كفروا بالقرآن" ... "انذار" جو اَنذَرْتَ کا مصدر ہے اسکا معنی ایسی چیز کی خبر دینا اور مطلع کرنا (یا خبردار کرنا) ہے جس سے ڈرنا چاہیئے اور دوری اختیار کرنی چاہیئے۔

۲۔ قرآن کے منکر اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لائیں گے۔

ان الذين كفروا ... لا يؤمنون

"لا يؤمنون" کا متعلق آیت نمبر ۸ اور ماقبل آیات کی روشنی میں اللہ اور قیامت ہے یعنی مراد یہ ہے۔ لا يؤمنون بالله و لا باليوم الآخر

۳۔ اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان کے لئے قرآن کریم بہترین راہنما ہے۔

ان الذين كفروا سواء عليهم ء انذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون

یہاں "کفر" سے مراد قرآن کے بارے میں "کفر و انکار" ہے لہذا "سواء عليهم" اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اگر قرآن کسی انسان میں اثر نہیں رکھتا تو یہ کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ اس پر پیامبر (ص) کا کلام اثر کرے گا؟ یہ مطلب اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ قرآن کریم ہدایت کا بہترین ذریعہ اور "انذار" ڈرانے کا مؤثر ترین وسیلہ ہے۔

۳۔ پیامبر (ص) اسلام کی تبلیغی اور ہدایتی روشوں میں سے ایک انذار ہے۔

ء انذرتهم ام لم تنذرهم

۵۔ پیامبر اکرم (ص) کے زمانے میں بعض لوگ کفر کے ایسے مرحلے پر تھے کہ ان پر آنحضرت (ص) کا انذار اثر نہ کرتا

تھا۔ ان الذین کفروا سواء علیہم ء انذرتمہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون

بعض کا خیال ہے کہ "الذین کفروا" سے مراد کفار مکہ کا ایک گروہ ہے۔ یعنی آیہ مبارکہ کا ایک خارجی حقیقت کی طرف اشارہ ہے اور اس سے مراد یہ نہیں کہ کافروں میں ایمان کی راہ ہموار نہیں۔

۶۔ بعض کفار کفر کے ایسے مرحلے پر پہنچ جاتے ہیں کہ ایمان کی صلاحیت ہی ان میں ختم ہو جاتی ہے۔

ان الذین کفروا سواء علیہم ء انذرتمہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون

۷۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الکفر فی کتاب اللہ علی خمسة اوجه ... فمنها کفر الجحود والجحود علی وجهین ... فاما کفر الجحود فهو الجحود بالربوبیة و هو قول من يقول لا رب و لا جنة و لا نار ...

قال اللہ عزوجل: ... ان الذین کفروا سواء علیہم ء انذرہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون ...^(۱)

اللہ کی کتاب میں کفر پانچ معانی میں بیان ہوا ہے ... ان میں سے کفر جحود ہے جس کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں ایک قسم "ربوبیت" کا انکار ہے اور وہ اس شخص کا قول ہے جو یہ کہتا ہے: نہ اللہ ہے نہ بہشت ہے اور نہ جہنم ہے ... اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے: ان الذین کفروا سواء علیہم ء انذرتمہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون ...

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو جھٹلانا ۷

انذار (ڈرانا): انذار کا بے اثر ہونا ۵، ۱

ایمان: اللہ پر ایمان ۳؛ ایمان کی رکاوٹیں ۶؛ ایمان کے متعلقات ۳؛ قیامت پر ایمان ۳

پیامبر اسلام (ص): آنحضرت (ص) کا ہدایت کرنا ۳؛ پیامبر اسلام کا انذار ۵، ۳، ۱؛ پیامبر اسلام (ص) کی تبلیغی روش ۳

تبلیغ: تبلیغ میں انذار کی روش ۳

جنت: جنت کو جھٹلانا ۷

جہنم: جہنم کو جھٹلانا ۷

حدیث: ۷

قرآن کریم: قرآن کریم کو جھٹلانے والوں کا کفر ۲؛ قرآن کریم کو جھٹلانے والوں کی خصوصیات ۲؛ قرآن کریم کی تکذیب

کرنے والوں کا انذار ۱؛ قرآن کریم کی خصوصیات ۳؛ قرآن کریم کی ہدایت ۳

کفار: ۲ صدر اسلام کے کفار ۵؛ کفار کا ہدایت قبول نہ کرنا ۶، ۵؛ کفار کو انذار ۱
 کفر: اللہ کا انکار "کفر" ۲؛ قیامت کے بارے میں کفر و "انکار" ۲؛ کفر کا مفہوم ۴؛ کفر کے درجات ۶، ۵؛ کفر کے نتائج ۶؛
 ہدایت: ایمان کی ہدایت ۳؛ ہدایت کی روش ۳؛ ہدایت کے عوامل ۳

خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةً وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۷﴾

خدا نے ان کے دلوں اور کانوں پر گویا مہر لگادی ہے کہ نہ کچھ سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں اور آنکھوں پر بھی پردے پڑ گئے ہیں۔
 ان کے واسطے آخرت میں عذاب عظیم ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے منکروں کے دلوں کو دینی معارف کے سمجھنے اور ان کے کانوں کو دینی حقائق سننے سے روک دیا ہے۔

ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم

"ختم" کا معنی گیلی مٹی یا اسی طرح کی کسی چیز سے دروازے کو بند کر دینا ہے اور اصطلاح میں کسی چیز کو لاک لگا کر بند کرنا ہے۔ قلب کا بند ہونا درک نہ کرنے اور نہ سمجھنے کا کنایہ ہے۔ "علی سمعہم" ممکن ہے "علی قلوبہم" پر عطف ہو یا پھر "غشاوۃ" کی خبر بھی ہو سکتی ہے۔ مذکورہ بالا مطلب میں پہلے احتمال کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ قرآن کریم کے منکروں کے کانوں اور آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں جن کے باعث وہ دین کے حقائق سننے اور دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوۃ

"غشاوۃ" کا معنی پردہ اور اس طرح کی چیز ہے۔ مذکورہ مطلب میں "علی سمعہم"، "غشاوۃ" کی خبر کے طور پر ہے۔

۳۔ قلب (دل اور تفکر)، کان اور آنکھیں معرفت کے وسائل ہیں۔

ختم الله على قلوبهم و على سمعهم و على ابصارهم غشاوة

۳۔ پیامبر اکرم (ص) کا انذار قرآن کریم کے منکروں پر اس لئے غیر مؤثر ہے کیونکہ ان کے ادراک اور فہم کے وسائل بند ہو چکے ہیں۔ سواء علیہم ء انذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون ، ختم الله على قلوبهم

۵۔ انسان اپنی آنکھوں اور کانوں پر دیکھنے اور سننے کے حوالے سے خود پردے ڈالتا ہے۔

وعلى سمعهم و على ابصارهم غشاوة

آنکھوں اور کانوں پر "غشاوة" کا ظاہر ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف اسکی نسبت نہیں دی گئی برخلاف قلوب کے مسدود ہونے کے، اس تقابل سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ کفار اپنی آنکھوں اور کانوں پر خود "غشاوة" کے ظہور کا باعث بنتے ہیں۔

۶۔ الہی معارف کو درک نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی جانب سے دینی حقائق کو نہ سننے اور اہمیت نہ دینے کے مقابلے میں ایک سزا

ہے۔ ختم الله على قلوبهم و على سمعهم و على ابصارهم غشاوة

"و على سمعهم..." یہ جملہ حالیہ ہے اور قلوب کے مسدود ہونے کی علت بیان کر رہا ہے۔ یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ادراک کی صلاحیت سے اس لیے محروم کر دیا کیونکہ انہوں نے حقائق کو "ان سنا" کر دیا اور ان پر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

۷۔ کفر اختیار کرنے والوں کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ و لهم عذاب عظیم

آنکھیں: آنکھوں پر پردے کے عوامل ۵؛ آنکھوں کے فوائد ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۶

انذار: انذار کے غیر مؤثر ہونے کے اسباب ۳

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کا انذار ۳

حق: حق کو قبول نہ کرنے کی سزا ۶

دین: دین سے دوری اختیار کرنا ۶؛ دین فہمی کے موانع ۱، ۲

شناخت: شناخت کے وسائل ۳؛ معرفت کے موانع ۳

عذاب: اہل عذاب ۷؛ عذاب کے درجات ۷؛ عظیم عذاب ۷

قرآن کریم: قرآن کریم کی تکذیب کے اثرات و نتائج ۱، ۲؛ قرآن کریم کے جھٹلانے والوں کا بہرہ پن ۱، ۲؛ قرآن کریم کے جھٹلانے والوں کا ختم قلوب ۱، ۲، ۳؛ قرآن کریم کے جھٹلانے والوں کی خصوصیات ۲؛ قرآن کریم کے منکروں کا

اندھا پن ۲

قلب: ختم قلوب کے اثرات و نتائج ۱؛ قلب کے فوائد ۳

کان: کانوں پر پردے کے عوامل ۵؛ کانوں کے فوائد ۳

کفار: کفار کو عذاب ۷

کیفر یا سزا: کیفر کے اسباب ۶

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۸﴾

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا اور آخرت پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ صاحب ایمان نہیں ہیں۔

۱۔ قرآن کریم نے لوگوں کو تین طبقات میں تقسیم کیا ہے: متقین، کفار اور منافقین۔

ہدی للمتقین ... ان الذین کفروا ... و من الناس من یقول ء امنا

۲۔ کچھ انسان (منافقین) اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں۔

و من الناس من یقول ء امنا باللّٰہ و بالیوم الآخر و ما ہم بمومنین

۳۔ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان دین کے اعتقادی ارکان میں سے ہے۔

و من الناس من یقول ء امنا باللّٰہ و بالیوم الآخر

معمولاً وہ لوگ جو کسی گروہ یا قبیلے میں نفوذ کرنا چاہتے ہیں اس گروہ کے اہم ترین اور بنیادی اصولوں پر پابندی کا اظہار

کرتے ہیں لہذا سب لوگوں کی نظر میں اللہ پر اور قیامت پر ایمان اسلام کے بالکل بنیادی اعتقادی ارکان میں سے ہے اور

انسان ان پر ایمان کے اظہار سے مسلمان کہلاتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے رازوں اور افکار سے آگاہ

ہے۔

و من الناس من يقول ء امنا ... و ما هم بمؤمنين

اسلام: ارکان اسلام ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ کا علم غیب ۳

انسان: انسانوں کے راز ۳; انسانوں کے طبقات ۱

ایمان: اللہ پر ایمان ۳; ایمان کے جھوٹے دعویٰ دار ۲; ایمان کے متعلقات ۳; قیامت پر ایمان ۳

کفار: ۱

متقین: ۱

معاشرتی طبقات: ۱

منافقین: ۱ منافقین کا ایمان ۲; منافقین کا جھوٹ ۲

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾

یہ خدا اور صاحبان ایمان کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ اپنے ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں اور سمجھتے بھی نہیں ہیں۔

۱۔ منافقین مکار اور فریبی ہیں۔

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا

۲۔ منافقین کے اظہار ایمان کا ہدف اہل ایمان کو نقصان پہنچانا اور ان کے خلاف سازشیں کرنا ہے۔

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا

"خدع" کا معنی ہے کوئی ایک چیز چھپانا اور کسی دوسری شے کو ظاہر کرنا تاکہ نقصان پہنچایا جائے اور پریشانی پیدا کی جائے۔

۳۔ منافقین ایمان کے اظہار سے اللہ سے مکاری اور اہل ایمان کو فریب دینے کے درپے ہیں۔

و من الناس من يقول ء امنا ... يخادعون الله والذين آمنوا

یہ جملہ "و ما یخادعون الا انفسهم" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ منافقین نہ تو اللہ اور اہل ایمان سے مکاری کر سکتے ہیں اور نہ فریب دے سکتے ہیں۔ بنا بریں "یخادعون اللہ..." کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ فریب و مکاری کے درپے ہیں۔

۳۔ منافقین اللہ تعالیٰ کے وسیع، مطلق علم اور یہ کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے بھیدوں اور ان کے اندرون سے آگاہی رکھتا ہے اس پر یقین و ایمان نہیں رکھتے۔ یخادعون اللہ منافقین چونکہ اللہ تعالیٰ کو فریب دینے کے درپے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا خیال تھا اگر کسی بات کو مخفی رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ اور مومنین سے فریب و مکاری در حقیقت خود فریبی اور اپنے آپ سے مکاری و عیاری ہے۔
و ما یخادعون الا انفسهم

۶۔ منافقین اپنی خود فریبی اور اپنے آپ سے مکاری و عیاری سے نا آگاہ ہیں۔ و ما یخادعون الا انفسهم و ما یشعرون
۷۔ رسول اسلام (ص) سے روایت ہے کہ آپ (ص) نے ارشاد فرمایا:

"من یخادع اللہ یخدعه ... قیل له و کیف یخادع اللہ؟ قال یعمل بما امرہ اللہ عزوجل ثم یرید بہ غیرہ... (۱)
جو کوئی (اپنے خیال میں) خدا کو فریب دیتا ہے تو خدا اس کو فریب دیتا ہے... آپ (ص) سے پوچھا گیا کہ وہ کیسے خدا کو فریب دیتا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اس پر عمل کرتا ہے لیکن اس کی نیت میں غیر خدا ہوتا ہے۔

اسلامی معاشرہ: اسلامی معاشرے کے خلاف سازشیں ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۳; اللہ تعالیٰ کا مکر ۷

انسان: انسانوں کے راز ۳

حدیث: ۷

خود: خود سے مکر کرنا ۵، ۶

شرک: عملی شرک ۷

مکر: اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا ۷، ۵، ۳

(۱) تفسیر عیاشی ج ۱/ ص ۲۸۳ ح ۲۹۵، نور الثقلین ج ۱/ ص ۳۵ ح ۲۰۔

منافقین: منافقین اور علم خدا ۳; منافقین اور مومنین ۲; منافقین کا اظہار اسلام ۲, ۳; منافقین کا کفر ۳; منافقین کا مکر ۱, ۳
 ۶; منافقین کی جہالت ۶; منافقین کی جہان بینی ۳; منافقین کی سازشیں ۲; منافقین کی صفات ۱
 مومنین: مومنین کے خلاف سازشیں ۲; مومنین سے مکر ۵, ۳

﴿فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ﴾ (۱۰)

ان کے دلوں میں بیماری ہے اور خدا نے نفاق کی بنا پر اسے اور بھی بڑھا دیا ہے اب اس جھوٹ کے نتیجے میں انھیں دردناک عذاب ملے گا۔

۱۔ منافقین کے دل اور ذہن شدید بیماری میں مبتلا ہیں۔ فی قلوبہم مرض بیماری کی شدت کا مفہوم لفظ "مرض" کے نکرہ ہونے سے سمجھا جاتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ منافقین کے دل و جان کی بیماری میں اضافہ کر دیتا ہے۔ فزادہم اللہ مرضاً

۳۔ نفاق، مکاری اور جھوٹ ایسی رذیلہ صفات ہیں جو دل کی بیماری سے جنم لیتی ہیں۔ و من الناس من يقول ءا منا ... يخادعون الله ... فی قلوبہم مرض "فی قلوبہم مرض" یہ جملہ گزشتہ اور مابعد والی آیات میں موجود ان رذیلہ صفات کی جڑ کو بیان کر رہا ہے جو منافقین کے لئے بیان ہوئی ہیں۔

۳۔ منافقین اپنے لئے دل اور افکار کی بیماری کے وجود کا خود ہی باعث ہیں۔ فی قلوبہم مرض

مذکورہ بالا مطلب ان دو جملوں "فی قلوبہم مرض" منافقین کے دلوں میں مرض ہے "فزادہم اللہ مرضاً" پس اللہ نے ان کی بیماری میں اضافہ کر دیا ہے کے تقابل سے نکلتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے جملے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بیماری کو بڑھانے والا ہے جبکہ پہلے جملے میں منافقین کے دلوں کے بیمار ہونے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں دی گئی یعنی اس بیماری کے پیدا ہونے کا موجب خود منافقین ہیں۔

۵۔ دل اور فکر و ذہن کی بیماری انسان کے سارے وجود میں سرایت کر جاتی ہے۔ فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً

پہلا جملہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ منافقین کے دل اور ذہن بیمار ہیں اور بعد کا جملہ دلالت کرتا ہے کہ بیماری نے ان کے سارے وجود کو گھیر لیا ہے کیونکہ یوں نہیں فرمایا "فزادہم اللہ مرضاً" یہاں پر تعبیر کا اختلاف یا تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کی تمام تر حقیقت اس کا دل اور فکر ہے یا یہ حکایت کرتا ہے کہ دل کی بیماری سارے وجود میں سرایت کر جاتی ہے اور پھر انسان کی تمام حرکات و سکنات متاثر ہوتی ہیں۔

۶۔ منافقین بڑے دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ و لہم عذاب الیم

۷۔ جھوٹ اور جھوٹ بولنا منافقین کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ بما کانوا یکذبون "کان" فعل مضارع پر آجائے تو زمانہ ماضی میں تسلسل اور دوام پر دلالت کرتا ہے۔

۸۔ جھوٹ کے رفقاء کی مسلسل سزا دردناک عذاب ہے۔ و لہم عذاب الیم بما کانوا یکذبون

"بما کانوا" میں باء سبب کے لئے اور "ما" مصدر یہ ہے یعنی "و لہم عذاب الیم بسبب کذبهم المستمر"

۹۔ منافقین کی مسلسل دروغ گوئی اور کذب ان کے دل و جان میں بیماری کے اضافے کا باعث ہے۔ فزادہم اللہ مرضاً ... بما کانوا یکذبون یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "بما کانوا ... کا متعلق" لہم عذاب الیم" کے علاوہ "فزادہم ... " بھی ہو۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مختلف صورتیں اور اقسام ہیں۔ و لہم عذاب عظیم ... و لہم عذاب الیم

اخلاق: اخلاقی رذائل ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے افعال ۲؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱۰

بیمار دل افراد: ۱، ۲

جھوٹ: جھوٹ کے عوامل ۳؛ جھوٹ کے نتائج ۹

جھوٹے: جھوٹوں کی سزا ۸

عذاب: اہل عذاب ۸، ۶؛ دردناک عذاب ۶، ۸؛ عذاب کی اقسام ۱۰؛ عذاب کے درجے ۶، ۸

قلب: بیماری قلب کے عوامل ۳؛ بیماری قلب کے نتائج ۵، ۳؛ بیماری قلب کے بڑھنے کے عوامل ۹

مکرو فریب: مکر کے عوامل ۳

منافقین: منافقین پر عذاب ۶؛ منافقین کی خصوصیات ۱، ۷؛ منافقین کی دروغ گوئی ۹، ۷؛ منافقین کے قلب کی بیماری میں

اضافہ ۲؛ منافقین کے دل کی بیماری ۱، ۳، ۹

نفاق: منافقت کے عوامل ۳

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿١١﴾

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ برپا کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔

۱۔ منافقین معاشرے میں تباہی و بربادی لانے والے عناصر ہیں۔ و اذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض

"فی الارض" کا کلمہ اس بات کی وضاحت کر رہا ہے کہ منافقین جو تباہی و بد بختی پھیلاتے تھے وہ فقط ان کی اطراف تک محدود نہ تھی بلکہ پورے سماج میں سرایت کر جاتی تھی۔

۲۔ زمانہ بعثت نبوی (ص) کے منافقین کے ناپسندیدہ اور تباہ کن اعمال پر اس زمانے کے مسلمانوں نے اعتراض کیا۔ و اذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض

۳۔ تباہی پھیلانے والے منافقین اپنے بارے میں ذرہ برابر تباہی پھیلانے کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ قالوا انما نحن مصلحون

"انما" حصر پر دلالت کرتا ہے۔ اس جملے میں "موصوف کا صفت میں حصر" پایا جاتا ہے۔ لہذا اس جملے "انما نحن مصلحون" کا مفہوم یہ ہوا کہ ہم فقط صحیح امور انجام دیتے ہیں۔ ہمارے تمام تر افعال معاشرے کی بہتری کے لئے ہیں۔

۳۔ منافقین خود کو مصلح اور اصلاح طلب سمجھتے ہیں۔ قالوا انما نحن مصلحون

۵۔ منافقین اپنے بیمار دل اور بیمار ذہن کے باعث اپنے فساد و تباہی پھیلانے والے کاموں کو اصلاح تصور کرتے ہیں۔ فی قلوبهم مرض ... قالوا انما نحن مصلحون

۶۔ منافقین ایسے لوگ ہیں جن پر نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ و اذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض قالوا انما نحن مصلحون

۷۔ منافقین کا تباہی پھیلانا اور ان پر نصیحت کا اثر نہ ہونا ان کی قلبی بیماری کی وجہ سے ہے۔ فی قلوبهم مرض ... و اذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض

۸۔ دل اور ذہن و فکر کی بیماری کی واضح نشانی فساد پھیلانا اور نصیحت کا اثر نہ ہونا ہے۔ فی قلوبهم مرض ... و اذا قيل لهم لا تفسدوا

فی الارض قالوا انما نحن مصلحون

۹۔ منافقین کا فساد و تباہی پھیلانا اور نصیحت کا ان پر اثر نہ ہونا ان کے دردناک عذاب میں مبتلا ہونے کا باعث بنا۔

و لهم عذاب الیم بما کانوا ... و اذا قیل لهم لا تفسدوا فی الارض

یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "اذا قیل" یکذبون پر عطف ہو۔ اس اعتبار سے "اذا قیل..." کا مفہوم "یکذبون" کی طرح منافقین کے لئے دردناک عذاب کا سبب بیان کر رہا ہے۔

۱۰۔ منافقین کا فساد و تباہی پھیلانا ان کے لئے دل، ذہن و فکر کی بیماری میں اضافے کا موجب ہے۔

فزادهم الله مرضاً ... بما کانوا یکذبون ... و اذا قیل لهم لا تفسدوا

یہ مطلب دو چیزوں پر مبنی ہے: ۱۔ "اذا قیل..." "یکذبون" پر عطف ہو ۲۔ "بما کانوا یکذبون"، "و لهم عذاب الیم" سے متعلق ہونے کے علاوہ "فزادهم الله" سے بھی متعلق ہو اس لحاظ سے جملہ یوں ہو جائے گا "فزادهم الله مرضاً... بما کانوا اذا قیل لهم..."

عذاب: اہل عذاب ۹؛ دردناک عذاب ۹؛ عذاب کے اسباب ۹؛ عذاب کے درجے ۹

فساد و تباہی: فساد و تباہی کے عوامل ۸

فساد و تباہی پھیلانا: فساد و تباہی پھیلانے کی سزا ۹

قلب: قلبی بیماری میں اضافے کے اسباب و حالات ۱۰؛ قلب کی بیماری کے اثرات ۷؛ قلبی بیماری کی علامتیں ۸

مجرمین: ۱

مسلمان: صدر اسلام کے مسلمان اور منافقین ۲

معاشرہ: معاشرے کی ابتری کے عوامل ۱

منافقین: صدر اسلام کے منافقین ۲؛ منافقین پر اعتراض ۲؛ منافقین کا اثر نہ ہونا ۷، ۶؛ منافقین کا تباہی پھیلانا ۱

۲، ۳، ۵، ۷، ۹؛ منافقین کا ناپسندیدہ عمل ۲؛ منافقین کی اصلاح نہ ہونا ۹؛ منافقین کی تباہی پھیلانے کے اثرات ۱۰؛

منافقین کی قلبی بیماری ۱۰، ۷؛ منافقین کی قلبی بیماری کے اثرات ۵؛ منافقین کی خصوصیات ۳، ۶؛ منافقین کے جرائم

۱، ۹؛ منافقین کے دعوے ۵، ۳؛ منافقین اور اصلاح طلبی ۵، ۳

نصیحت و موعظہ: نصیحت کے اثر انداز نہ ہونے کے عوامل ۸

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٢﴾

حالانکہ یہ سب مفسد ہیں اور اپنے فساد کو سمجھتے بھی نہیں ہیں۔

۱۔ منافقین فساد اور تباہی پھیلانے والے لوگ ہیں۔ الا انهم هم المفسدون

۲۔ منافقین انسانی معاشروں میں فساد اور تباہی کا سرچشمہ ہیں۔ الا انهم هم المفسدون

قرآن کریم کی بعض آیات میں منافقین کے علاوہ بھی کچھ لوگوں کو فسادی کہا گیا ہے پس یہاں جملے "الا انهم... فقط منافقین فسادی ہیں" کا حصر ادعائی ہے اور اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ غیر منافقین کا فسادی ہونا منافقین کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں یا یہ کہ دوسروں کا فساد و تباہی بھی منافقت اور منافقین کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

۳۔ منافقین ایسے فسادی ہیں جو اصلاح کے دعویدار ہیں۔ انما نحن مصلحون۔ الا انهم هم المفسدون

۴۔ منافقین اپنے فساد و تباہی سے بے خبر ہیں۔ و لكن لا يشعرون

۵۔ منافقین کی دلی بیماری انکے فساد کو سمجھنے کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ فی قلوبهم مرض ... الا انهم هم المفسدون و لكن لا يشعرون

۶۔ اہل ایمان کو چاہئے کہ منافقین کو ہمیشہ فسادی سمجھیں۔ الا انهم هم المفسدون

منافقین کے تباہی و ویرانی پھیلانے کا ذکر جملہ اسمیہ سے کرنا جبکہ اس کے ساتھ حرف تنبیہ (الا۔ آگاہ رہو) اور حرف تاکید (ان۔ بیشک) کا استعمال ہوا ہے، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ منافقین نے جھوٹ بول بول کر مسلمانوں کو یہ باور کرا دیا تھا کہ وہ لوگ اصلاح پسند ہیں۔ لہذا کہا جاسکتا ہے کہ اس جملے کا ایک مقصد یہ ہے کہ مسلمان منافقین کے فساد و تباہی پھیلانے کے عمل میں ہرگز شک نہ کریں۔

۷۔ مومنین کو منافقین کے فساد و تباہی پھیلانے کے عمل و حرکات سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ الا انهم هم المفسدون

ادراک: ادراک کے موانع ۵

دینی معاشرہ: دینی معاشرے کی تباہی کے عوامل ۲

فسادی لوگ: ۱

قلب: قلبی بیماری کے اثرات و نتائج ۵

مجرمین: ۱، ۲

منافقین: منافقین اور اصلاح پسندی ۳; منافقین کا فساد و تباہی پھیلانا ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷; منافقین کی جہالت ۳;
منافقین کی حرکات کے مقابل ہوشیار رہنا ۷; منافقین کی صفات ۱، ۶; منافقین کی قلبی بیماری ۵; منافقین کے جرائم ۱، ۲،
۷; منافقین کے دعوے ۳

مومنین: مومنین اور منافقین ۶; مومنین کا ہوشیار رہنا ۷

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۳﴾
جب ان سے کہا جاتا ہے کہ دوسرے مومنین کی طرح ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ ہم بیوقوفوں کی طرح ایمان اختیار کر لیں
حالانکہ اصل میں یہی بیوقوف ہیں اور انھیں اس کی واقفیت بھی نہیں ہے۔

۱۔ پیامبر اسلام (ص) نے منافقین سے چاہا کہ وہ باقی لوگوں کی طرح ایمان لے آئیں۔ و اذا قيل لهم ء امنوا كما ء امن
الناس بعد والى آیت میں ہے کہ منافقین لوگوں کے سامنے ایمان کا اظہار کرتے تھے لہذا احتمال یہ ہے کہ پیامبر اسلام
(ص) اور منافقین کے مابین گفتگو ہوئی ہو جس میں انہوں نے اپنی بے ایمانی کا اظہار کیا۔

۲۔ عام لوگ پیامبر اسلام (ص) اور دین اسلام پر ایمان لانے میں سچے تھے۔ آمنوا كما آمن الناس

۳۔ سچے مومنین منافقین کی نظر میں بے وقوف اور احمق لوگ ہیں۔ قالوا ا نومن كما آمن السفهاء

۳۔ اہل نفاق نے بیمار دل ہونے کے باعث اہل ایمان پر حماقت کی تہمت لگائی۔ فی قلوبہم مرض ... انومن کما آمن السفهاء

۵۔ تکبر اور اپنی بڑائی بیان کرنا اور سچے مومنین کی تحقیر کرنا منافقین کی صفات میں سے ہے۔ انومن کما آمن السفهاء

۶۔ منافقین نے مومنین پر حماقت کی تہمت لگا کر دعوت ایمان کو قبول نہ کیا۔ قالوا انومن کما آمن السفهاء

۷۔ منافقین خود کو بڑے عاقل اور روشن فکر سمجھتے ہیں۔ انومن کما آمن السفهاء

۸۔ منافقین خود ہی بے عقل اور احمق ہیں۔ الا انهم هم السفهاء اس جملے "الا انهم ..." میں خبر پر موجود "ال" اور ضمیر

فصل حصر پر دلالت کرتے ہیں اصطلاح میں اسے حصر اضافی کہتے ہیں پس جملے کا معنی یہ بنتا ہے۔ منافقین ہی احمق ہیں نہ کہ سچے مومنین۔

۹۔ منافقین اپنی حماقت و کم عقلی سے بے خبر ہیں۔ الا انهم هم السفهاء و لكن لا يعلمون

۱۰۔ نیکوں کو برائی سمجھنا اور برائیوں کو نیکی تصور کرنا منافقین کی خصوصیات میں سے ہے۔ اذا قيل ... و اذا قيل لهم

آمنوا ... قالوا انومن کما آمن السفهاء یہ مطلب اس سے اخذ ہوتا ہے کہ منافقین فساد، خرابی اور تباہی کو اصلاح اور ایمان کو حماقت و بے عقلی تصور کرتے ہیں۔

ایمان: ایمان کے متعلقات ۲؛ ایمان میں صداقت ۲؛ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان ۲

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی دعوت ۱

قلب: بیماری قلب کے نتائج و اثرات ۳

منافقین: منافقین اور روشن فکری ۷؛ منافقین اور مومنین ۳، ۵، ۶؛ منافقین کا ایمان سے اجتناب ۶؛ منافقوں کا تکبر ۵؛

منافقوں کو ایمان کی دعوت ۱؛ منافقوں کی جہالت ۹؛ منافقین کی حماقت ۸، ۹؛ منافقین کی صفات ۵، ۸، ۱۰؛ منافقین کے

توہمات ۷؛ منافقین کے قلب کی بیماری ۳

منکر یا برائی: برائی کو نیکی (معروف) تصور کرنا ۱

مومنین: صدر اسلام کی مومنین کی صداقت ۲؛ مومنین پر حماقت و بے عقلی کی تہمت ۳، ۳؛ مومنین کے تحقیر ۵

نیکیاں یا معروف: نیکوں کو منکر (برائی) تصور کرنا ۱۰

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِؤُونَ ﴿١٤﴾

جب یہ صاحبان ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب اپنے شیاطین کی خلوتوں میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمھاری ہی پارٹی میں ہیں ہم تو صرف صاحبان ایمان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

۱۔ منافقین جب مومنین کے درمیان ہوتے ہیں تو ایمان کا اظہار کرتے اور اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔ و اذا لقوا الذين آمنوا قالوا آمنا

۲۔ بعثت النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانے کے منافقین دو گروہوں پر مشتمل تھے۔ ایک منافقوں کے سربراہ اور دوسرے ان کے پیروکار۔ و اذا لقوا الذين آمنوا قالوا آمنا و اذا خلوا الى شياطينهم

"شیاطینہم" سے مراد منافقوں کے سردار ہیں ان کو شیطان قرار دینا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سازشیں تیار کرنے اور لائحہ عمل دینے والے لوگ یہی تھے۔ یہاں قابل ذکر نکتہ یہ ہے کہ منافقین کے سرداروں کا بھی منافق ہونا احتمال کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

۳۔ صدر اسلام کے منافقین اپنے سرداروں، رہبروں کے ساتھ مخفی ملاقاتیں کرتے تاکہ اسلام و مسلمین کے خلاف سازشیں تیار کریں۔

و اذا خلوا الى شياطينهم

"خلا بہ والیہ" اسکا معنی یہ ہے کہ اس نے اس کے ساتھ خلوت (میں ملاقات) کی۔ بعض کا کہنا ہے کہ "خلا" جب "المی" کے ساتھ متعدی ہوتا ہے تو اس میں "جانے" کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے بنا برائیں "و اذا خلوا..." کا معنی یہ ہوا "و اذا ذہبوا الى شياطينهم خالین بھم" یعنی جب وہ اپنے سرداروں کی طرف جاتے تو ان کے ساتھ خلوت نشین ہوتے۔

۳۔ منافقین کے گرو یا سربراہ سازشیں تیار کرنے والے شریر اور شیاطین کی طرح ہیں۔ و اذا خلوا الى شياطينهم

۵۔ صدر اسلام کے منافقین جب اپنے سربراہوں کی محفل میں ہوتے تو اپنے ہم مذہب، ہم عقیدہ (یعنی اسلام کا انکار) ہونے پر تاکید کرتے۔ و اذا خلوا الى شياطينهم قالوا انا معکم

۶۔ منافقوں کے اظہار اسلام کا ہدف مسلمانوں اور ایمانی معاشرے کا مذاق اڑانا ہے۔ قالوا آمنا ... انما نحن مستهزؤون

۷۔ بعثت النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانے میں منافقت کی تحریک کے سربراہ اپنے پیروکاروں کے اسلام کی طرف رغبت سے پریشان تھے۔ قالوا انا معکم انما نحن مستهزؤون "انما..." میں حصر اضافی ہے اور "حصر قلب" کی ایک قسم ہے ایسے حصر کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں متکلم مخاطب کیلئے پیش آنے والے وہم کو دور کرنا چاہتا ہو۔ اس جملے "انما نحن..." میں (سرداروں کا) تو ہم (جو دور کیا جا رہا ہے) یہ ہے کہ وہ منافق جو پیروکار ہیں اسلام کی طرف راغب ہو گئے ہیں۔

۸۔ منافقوں کا ظاہری طور پر مسلمانوں والے اعمال انجام دینا ہرگز اس لیے نہیں ہوتا کہ منافقوں کو کچھ تھوڑی سی بھی دین سے رغبت ہے۔ قالوا انا معکم انما نحن مستهزؤون "انما نحن..." میں موجود حصر گویا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے یعنی ہم ایمان یا مومنین والے اعمال جو انجام دیتے ہیں انکا مقصد صرف مذاق اڑانا ہے۔

۹۔ روی عن ابی جعفر علیہ السلام " فی قوله شياطينهم " انهم کھاغم^(۱) امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آیہ مجیدہ میں شياطينہم سے مراد یہودی کاہن ہیں۔

اسلام: اسلام کے خلاف سازشیں ۳ / حدیث: ۹

دینی معاشرہ: دینی معاشرے کا مذاق اڑانا ۶

مسلمان: مسلمانوں کا مذاق اڑانا ۶؛ مسلمانوں کے خلاف سازشیں ۳

منافقین: پیروکار منافقین ۲؛ صدر اسلام کے منافقین ۲، ۳، ۵، ۷؛ منافقین اور مومنین ۱؛ منافقین کا اسلام ظاہر کرنا ۱، ۶، ۸؛ منافقین کا کفر ۵؛ منافقوں کا مذاق ۶؛ منافقوں کی تنظیم ۳؛ منافقین کی سازشیں ۳؛ منافقین کی منافقت ۱؛ منافقین کے جرائم ۳؛ منافقین کے رہبروں کی پریشانی ۷؛ منافقین کے رہبروں کی شیطنیت ۳؛ منافقین کے رہبروں کی شیطانی حرکات ۳؛ منافقین کے سردار ۲؛ منافقین کے سرداروں کی سازشیں ۳؛ منافقین کے شیاطین ۹؛ منافقین کے کاہن ۹

(۱) بیان شیخ طوسی ج ۱/ ص ۷۹، مجمع البیان ج ۱/ ص ۱۴۰

اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٥﴾

حالانکہ خدا خود ان کو مذاق بنائے ہوئے ہے اور انھیں سرکشی میں ڈھیل دیتے ہوئے ہے جو انھیں نظر بھی نہیں آرہی ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو ذلیل و خوار کر کے ان کا مذاق اڑایا۔

اللہ يستهزيء بهم

"استہزائی" کا معنی تمسخر اڑانا ہے۔ ہدف یہ ہے کہ جسکا تمسخر اڑایا گیا ہے اس کو ذلیل و خوار کیا جائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے منافقین کو "استہزائی" کرنا یہ اس عمل کی سزا تھی جو وہ اسلام اور ایمانی معاشرے کا مذاق اڑاتے تھے۔

انما نحن مستهزءون _ اللہ يستهزيء

اس آیت مجیدہ میں تمسخر کرنے والے منافقین کی سزا بیان کی گئی ہے۔

۳۔ منافقین گمراہی و سرکشی کی وادی میں متحیر و سرگرداں ہیں۔

يمدهم في طغيانهم يعمهون

"یعمہون" کا مصدر "عَمَّ" ہے جسکا معنی حیرت و سرگردانی ہے۔ "يمدهم" میں "ہم"

کے لئے یعمہون حال واقع ہوا ہے اور "فی طغیانہم" یمدہم سے متعلق ہونے کے علاوہ یعمہون سے بھی متعلق ہو سکتا ہے۔ پس جملے کا معنی یوں ہوگا منافقین در آں حالیکہ گمراہی و سرکشی میں سرگرداں ہیں اللہ تعالیٰ انکی سرکشی میں اضافہ کرتا ہے۔

۳۔ اہل نفاق کی سرکشی و سرگردانی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

يمدهم في طغيانهم يعمهون

"يمد" کا مصدر "مد" ہے جسکا معنی اضافہ کرنا یا مہلت دینے کے ہیں۔ مذکورہ مطلب پہلے معنی سے ماخوذ ہے۔

۵۔ اہل نفاق کی حیرت و سرکشی میں اضافہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے سزا کے طور پر ہے۔

يمدهم في طغيانهم يعمهون

۶۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے سزا گناہگاروں کے گناہ کے مطابق ہے۔ انما نحن مستهزؤون _ اللہ يستهزيء بهم

- ۷۔ منافقین، گمراہوں اور سرکشوں کو مہلت دینا اللہ تعالیٰ کی سنتوں (روشوں) میں سے ایک سنت ہے۔
و یمدھم فی طغیانھم یعمھون یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "مد" کا معنی مہلت دینا مراد لیا جائے لسان العرب میں آیا ہے "مدہ فی غیہ" یعنی امہلہ اسکو مہلت دی۔
- ۸۔ منافقین کو انکی سرکشی اور سرگردانی میں مہلت دینا اللہ تعالیٰ کی جانب سے انکا تمسخر ہے۔ اللہ یستھزیء بھم و یمدھم فی طغیانھم یعمھون یہ مطلب اس بنا پر ہے اگر جملہ "یمدھم..."، "اللہ یستھزیء بھم" کے لئے بیان اور تفسیر ہو۔
- ۹۔ صادق و سچے مومنین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت عزیز و محترم ہیں۔
- ۱۰۔ انما نحن مستهزؤن اللہ یستھزیء بھم اللہ تعالیٰ نے اپنے مومنین کا منافقین کی طرف سے تمسخر کا جواب دیا ہے اور اسکا دفاع فرمایا ہے جملے کا آغاز اپنے با عظمت و جلال اسم "اللہ" سے فرمایا ہے اور خود کو انکا تمسخر کرنے کا جواب دیا ہے۔ اس طرح کا برتاؤ کرنا اس میں بہت سارے نکات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مومن کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت عزت و منزلت ہے۔
- ۱۱۔ تمسخر کی سزا اگر تمسخر ہو تو ناپسندیدہ نہیں ہے۔ انما نحن مستهزؤن اللہ یستھزیء بھم
- ۱۲۔ امام رضا (علیہ السلام) سے روایت ہے۔
- "ان الله تبارك و تعالى ... لا یسخر و لا یستھزی ... ولکنه عزوجل یجازیهم جزاء السخریة و جزاء الاستھزائ... (۱) اللہ تعالیٰ کسی کا بھی تمسخر اور استہزاء نہیں کرتا بلکہ اسکی صاحب عزت و جلال ذات منافقین کو ان کے تمسخر اور استہزاء کی سزا دیتی ہے۔
- استہزاء: جائز استہزاء ۱۰؛ استہزاء کی سزا ۱۰
- اسلام: اسلام کے تمسخر اڑانے کی سزا ۲
- اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا تمسخر کرنا ۱، ۲، ۸، ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کا سزا دینا ۵، ۶؛ سنن الہی ۷
- پاداش: پاداش دینے کا نظام ۶؛ گناہ کا پاداش سے تناسب ۶
- حدیث: ۱۱

دینی معاشرہ: دینی معاشرے کے تمسخر اڑانے کی سزا ۲۱

سرکش: سرکشوں کو مہلت دینا ۷

سنن الہی: مہلت دینے کی الہی سنت ۷

گمراہ: گمراہوں کو مہلت دینا ۷

منافقین: منافقین کا تمسخر ۱، ۲، ۸؛ منافقین کو مہلت دینا ۷، ۸؛ منافقین کی تحقیر ۱؛ منافقین کی سرکشی ۳، ۸؛ منافقین کی سرکشی میں اضافہ ۵، ۳؛ منافقین کی سرگردانی ۸، ۳؛ منافقین کی سرگردانی میں اضافہ ۵، ۳؛ منافقین کی سزا ۵؛ منافقین کی گمراہی ۳؛ منافقین کے تمسخر کی سزا ۱۱۱، ۲

مومنین: مومنین کی عزت ۹؛ مومنین کی منزلت و درجات ۹

أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالََةَ بِالْهَدَىٰ فَمَا رَبَحَتِ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کو دے کر گمراہی خرید لی ہے جس تجارت سے نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ اس میں کسی طرح کی ہدایت ہے۔

۱۔ منافقین ہدایت کے کھوجانے اور ضائع کر دینے کے مقابل گمراہی کے خریدار ہیں۔ اُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالََةَ بِالْهَدَىٰ

۲۔ بعثت النبی (ص) کے زمانے میں منافقین کے ہدایت حاصل کرنے کے تمام امکانات موجود تھے۔ اشْتَرُوا الضَّلَالََةَ بِالْهَدَىٰ آیہ مجیدہ میں ہدایت کو انکا سرمایہ شمار کیا گیا ہے۔ درآں حالیکہ منافقین نے ہدایت نہ پائی پس آیہ مبارکہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ہدایت کے تمام تر امکانات اور خارجی اسباب گویا ان کے اختیار میں تھے۔

۳۔ منافقین کی تجارت (ہدایت کے مقابلے میں گمراہی خریدنا) ایسی تجارت ہے جس میں کوئی سود و منفعت نہیں ہے۔ فَمَا رَبَحَتِ تِجَارَتُهُمْ

۳۔ منافقین اپنے حقیقی سود و زیاں سے آگاہی نہیں رکھتے۔ و ما کانوا مهتدين

ما قبل جملوں کی روشنی میں "مہتدین" سے مراد حقیقی سود و زیاں ہے گویا آیت کا مفہوم یہ ہے: و ما کانوا مهتدين الى منافعهم و مضارهم

۵۔ اہل نفاق کا گمراہی اختیار کرنے اور ہدایت کو کھودینے کا سبب اپنے حقیقی سود و زیاں سے عدم آگاہی ہے۔ اولئك الذين اشتروا الضلالة ... و ما کانوا مهتدين

"ما کانوا مهتدين" کا جملہ "اشتروا الضلالة بالهدی" پر عطف ہے گویا اسکی دلیل کے طور پر ہے۔ یعنی یوں ہے: چونکہ اپنے حقیقی سود و زیاں سے آگاہ نہیں ہیں اس لئے انہوں نے ایسی تجارت کی ہے۔

۶۔ انسان کا حقیقی نقصان و زیاں اس میں ہے کہ وہ گمراہی اختیار کرے اور ہدایت کو کھودے۔ اشتروا الضلالة بالهدی فما رجحت تجارتهم

۷۔ منافقین اسلام کے فقط اظہار سے اپنے مقاصد (مفادات کا حصول اور اسلام کو نقصان پہنچانا) میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ و ما کانوا مهتدين

یہ مطلب اس صورت میں ہے کہ "مہتدین" کا متعلق منافقوں کے مقاصد ہوں یعنی مراد یہ ہو: و ما کانوا مهتدين الى مقاصدهم۔ بعد والی آیات اس مطلب کی تائید بھی کرتی ہیں۔

گمراہی: گمراہی کا زیاں ۶

منافقین: صدر اسلام کے منافقین ۲؛ منافقوں کا اظہار اسلام ۷؛ منافقوں کا نقصان ۳؛ منافقوں کی تجارت ۳؛ منافقین کی جہالت ۳؛ منافقین کی جہالت کے اثرات و نتائج ۵؛ منافقوں کی سازشیں ۷؛ منافقوں کی شکست ۷؛ منافقین کی گمراہی ۱، ۳؛

منافقین کی گمراہی کے عوامل ۵؛ منافقین کی ہدایت ۲؛ منافقین کی ہدایت فروشی ۱، ۳، ۵

نقصان و زیاں: نقصان کے عوامل ۶

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾

ان کی مثال اس شخص کی ہے جس نے روشنی کے لئے آگ بھڑکائی اور جب ہر طرف روشنی پھیل گئی تو خدا نے اس نور کو سلب کر لیا اور اب اسے اندھیرے میں کچھ سو جھتا بھی نہیں ہے۔

۱۔ منافقین کا اظہار ایمان کرنا ایسے شخص کی مانند ہے جو تاریکی سے نجات کے لئے بہت جلد بجھنے والی آگ روشن کرے۔

مثلهم كمثل الذی استوقد ناراً فلما اضاءت ما حوله ذهب الله بنورهم

"استوقد" کا مصدر استیقاد ہے جس کا معنی آتش روشن کرنا ہے "لما" حرف شرط ہے جبکہ اس کا جواب محذوف ہے اور یہ جملہ "ذهب الله..." اس کے جواب کی طرف اشارہ ہے گویا مطلب یوں ہوا: جیسے ہی آگ نے اس کے اطراف میں روشنی پھیلانی تو بجھ گئی اور وہ تاریکی میں رہ گیا۔

۲۔ منافقین ایمان کا مظاہرہ کر کے اپنے مفادات کا حصول اور معاشرتی مشکلات سے چھٹکارا چاہتے ہیں۔

مثلهم كمثل الذی استوقد ناراً ... ذهب الله بنورهم

منافقین کو ایسے آدمی سے تشبیہ دی گئی ہے جو تاریکی میں بہت جلد بجھنے والی آگ جلاتا ہے۔

اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کافر ایمانی معاشرے میں سماجی مشکلات سے دوچار ہے لہذا مجبوراً ایمان کا اظہار کرتا ہے تاکہ ان مشکلات سے نجات حاصل کر سکے لیکن اللہ تعالیٰ بہت جلد ہی اسکو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔

۳۔ منافقین کو ایمان کا مظاہرہ کرنے سے بہت ہی کم اور ناپائیدار مفادات حاصل ہوتے ہیں۔ فلما اضاءت ما حوله ذهب الله بنورهم

۴۔ منافقین اپنے ایمان کے مظاہرے سے سوء استفادہ کر پائیں اللہ تعالیٰ اس فرصت کو بہت محدود فرمادیتا ہے۔ ذهب الله بنورهم

۵۔ ایمان کے مظاہرے سے کچھ فائدے حاصل ہوتے ہیں اگرچہ یہ فوائد ناپائیدار اور زودگذر ہوتے ہیں۔ فلما اضاءت ما حوله ذهب الله بنورهم

۶۔ کچھ لوگ اگرچہ ان کا ایمان صادق ہوتا ہے لیکن

اس کے باوجود منافقت کی طرف مائل اور منافقین میں سے ہو جاتے ہیں۔ ذہب اللہ بنورہم اس جملے "ذہب اللہ بنورہم" میں ان کی تعریف کی گئی ہے کہ جو نور رکھتے تھے اس اعتبار سے مذکورہ بالا مفہوم اخذ کیا جاسکتا ہے گویا آیہ مبارکہ بیان فرما رہی ہے کہ منافقین کا ایک گروہ ایسا ہے جو شروع میں حقیقی ایمان لے آیا لیکن بعض عوامل و اسباب کی بنا پر منافق ہو گیا۔ اس بات کی تائید بعد والی آیت کا یہ جملہ ہے "فہم لا يرجعون"

۷۔ اللہ تعالیٰ منافقوں کو نور ایمان سے محروم کر کے انتہائی سخت تاریکیوں میں مبتلا کرتا ہے۔ ذہب اللہ بنورہم و ترکہم فی ظلمات لا یبصرون "ظلمات" نکرہ استعمال ہوا ہے اس سے تاریکی کی شدت و سختی مراد ہے۔

۸۔ گمراہی کے مختلف شعبے اور اسکے مختلف چہرے ہیں۔ و ترکہم فی ظلمات لا یبصرون یہ مطلب "ظلمات" تاریکیاں اور گمراہیاں کے جمع استعمال ہونے سے ماخوذ ہے۔

۹۔ منافقین سے نور ایمان سلب ہونے کے بعد ہدایت کی کوئی راہ باقی نہیں رہی۔ و ترکہم فی ظلمات لا یبصرون جملہ "ترکہم فی ظلمات" یہ بیان کرتا ہے کہ منافقین کو تاریکیوں نے مکمل طور پر گھیر رکھا ہے لہذا نجات کی کوئی راہ نہیں ہے جملہ "لا یبصرون" وہ نہیں دیکھتے" حکایت کرتا ہے کہ دیکھنے اور ہدایت ہونے کے وسائل و امکانات نابود ہو چکے ہیں بالفاظ دیگر نہ صرف یہ کہ ہدایت کی راہ میں رکاوٹیں ایجاد ہو چکی ہیں بلکہ ان میں ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت ہی ختم ہو چکی ہے۔

۱۰۔ منافقین کو بہت کم مدت روشنی کے بعد تاریکی و گمراہی میں رہنے دینا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کا استہزاء (تمسخر) تھا۔ اللہ یستہزیء بہم ... فلما اضاءت ما حوله ذہب اللہ بنورہم ممکن ہے اس جملے "اللہ یستہزیء بہم و یمدہم" کے لئے تو ضیحی جملہ مثال کی صورت میں یہ جملہ ہو "فلما اضاءت ما حوله ..."

۱۱۔ ابراہیم بن ابی محمود کہتے ہیں: "سألت ابا الحسن الرضا عليه السلام عن قول الله تعالى "و ترکہم فی ظلمات لا یبصرون" فقال ... منعهم المعاونة و اللطف و خلی بینہم و بین اختیارہم ...^(۱) میں نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا اللہ تعالیٰ کے اس قول "و ترکہم فی ظلمات لا یبصرون" کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ... یعنی ان کو اپنی مدد اور لطف و کرم سے محروم کرتا ہے اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا استہزاء (تمسخر) کرنا ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۷؛ امداد الہی سے محروم ہونا ۱۱

ایمان: اظہار ایمان کے اثرات و نتائج ۵؛ ایمان سے محروم لوگ ۷؛ نور ایمان ۷، ۹
تاریکی: تاریکی کے درجات ۷

تشبیہات: آگ جلانے والے سے تشبیہ ۱

حدیث: ۱۱

قرآن کریم: قرآن کریم کی مثالیں ۱

گمراہی: گمراہی کی اقسام ۸

منافقت: منافقت کی طرف مائل ہونے والے ۶

منافقین: ۶ منافقین تاریکی میں ۷، ۱۰؛ منافقین کا استہزاء کرنا ۱۰؛ منافقین کا اظہار اسلام ۳، ۲، ۱؛ منافقین کو مہلت دینا ۳؛ منافقین کی گمراہی ۱۰، ۹؛ منافقین کی محرومیت ۷؛ منافقین کی مفادپرستی ۲؛ منافقین کی ہدایت ۹

صَمُّ بَعْكُمْ عَمِّي فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿۱۸﴾

یہ سب بہرے، گونگے اور اندھے ہو گئے ہیں اور اب پلٹ کر آنے والے نہیں ہیں۔

۱۔ ظلمت و گمراہی میں رہنے والے منافقین بہرے، گونگے اور نابینا افراد کی طرح ہیں۔

ترکھم فی ظلمات لا یبصرون۔ صم بکم عمی صم بکم، عمی بالترتیب اصم (بہرہ) ابکم (گونگا) اور اعمی (اندھا) کی جمع ہے۔ یہ کلمات بتدائے محذوف کی خبر ہیں جو "ہم" ہے اور ماقبل آیت میں ان لوگوں (ظلمتوں میں گھرے ہوئے منافقین) کا ذکر ہوا ہے۔

۲۔ منافقین حق سننے، حق دیکھنے اور حق بولنے کی توانائی نہیں رکھتے۔ صم بکم عمی

۳۔ منافقین معارف الہی اور دینی حقائق کے ادراک و تشخیص سے ناتواں ہیں۔ صم بکم عمی

۳۔ حقائق کے سننے، دیکھنے اور کہنے سے عاجزی و ناتوانی وہ ظلمتیں ہیں جن سے منافقین دوچار ہیں۔ و ترکھم فی ظلمات لا

یبصرون۔ صم بکم عمی یہ آیہ مبارکہ ممکن ہے "ظلمات" اور "لا یبصرون" کے لئے تفسیر ہو۔

۵۔ گمراہیوں کی ظلمت میں گھرے ہوئے منافقین کے پاس راہ نجات نہیں ہے اور یہ لوگ حقیقی ایمان کی طرف نہیں

لوٹ سکتے۔ صم بکم عمی فہم لا یرجعون

تشبیہات: اندھے سے تشبیہ ۱؛ بہرے سے تشبیہ ۱؛ گونگے سے تشبیہ ۱

ظلمت: ظلمت کے موارد ۵، ۳

قرآن کریم: قرآن کریم کی تشبیہات ۱

گمراہی: گمراہی کی ظلمت ۵

منافقین: منافقین اور حق بینی ۲; منافقین اور حق گوئی ۲; منافقین کا اندھا پن ۱; منافقین کا برا ادراک ۳، ۳; منافقین کا بہرہ پن ۱; منافقین کا حق نہ سننا ۲، ۳; منافقین کا عجز ۳، ۳; منافقین کا گونگا پن ۱; منافقین کا ہدایت قبول نہ کرنا ۵; منافقین ظلمت میں ۱، ۳، ۵; منافقین کی گمراہی ۱، ۵; منافقین کے پاس ادراک کی صلاحیت نہ ہونا ۳، ۳

أَوْ كَصَيْبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾

ان کی دوسری مثال آسمان کی اس بارش کی ہے جس میں تاریکی اور گرج چمک سب کچھ ہو کہ موت کے خوف سے کڑک دیکھ کر کانوں میں انگلیاں رکھ لیں حالانکہ خدا کافروں کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور یہ بچ کر نہیں جاسکتے ہیں۔

۱۔ اسلام اور قرآن انسانی حیات کا سرمایہ اور رشد و تکامل کا باعث ہیں۔ او کصیب

۲۔ قرآن کریم منافقین کے لئے ایسی بارش کی مانند ہے جو تاریک و خوفناک رات میں بجلی اور گرج چمک کے ساتھ ہو۔ او کصیب من السماء فيه ظلمات و رعد و برق

۳۔ قرآن کریم اہل نفاق کے لئے ظلمت و وحشت آفرین ہے اور بعض اوقات روشنی بخش (بعض زودگذر مفادات کا ذریعہ) بھی ہے۔ فیہ ظلمات و رعد و برق

۴۔ منافقین قرآنی معاشرے میں اور اسلام کے مقابل خود کو نابودی و زوال میں تصور کرتے تھے۔ يجعلون اصابعهم في آذانهم من الصواعق حذر الموت

۵۔ کفار ہر طرف سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و سلطنت میں گھرے ہوئے ہیں۔ واللہ محیط بالکافرین

۶۔ منافقین کفار کے زمرے میں ہیں۔ واللہ محیط بالکافرین

۷۔ شکست، ناکامی اور زوال منافقین کا انجام ہے۔ واللہ محیط بالکافرین

۸۔ منافقین قرآن کریم کی عظمت و شہرت اور اسلام کے پھیلاؤ کے مقابل اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رکھتے مگر یہ کہ یہ اظہار کریں انہیں تو سنائی ہی نہیں دے رہا۔ يجعلون اصابعهم في آذانهم من الصواعق حذر الموت

اسلام: اسلام کی اہمیت و کردار ۱; اسلام کی خصوصیات ۱

اسماء و صفات: محیط ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا احاطہ ۵

تشبیہات: تاریکی میں بارش سے تشبیہ ۲; تاریکی میں بجلی سے تشبیہ ۲; تاریکی میں بجلی کڑکنے سے تشبیہ ۲

حیات: حیات کے عوامل ۱

رشد و تکامل: رشد و تکامل کے عوامل ۱

قرآن کریم: قرآن کریم اور منافقین ۲، ۳; قرآن کریم کی اہمیت و کردار ۱; قرآن کریم کی تشبیہات ۲; قرآن کریم کی

خصوصیات ۱

کفار: ۶ کفار اللہ تعالیٰ کے گھیرے میں ۵

منافقین: منافقین اور اسلام ۸; منافقین اور قرآن ۸; منافقین دینی معاشرے میں ۳; منافقین کا انجام ۴; منافقین کا حق نہ

سننا ۸; منافقین کا کفر ۶; منافقین کی شکست ۴; منافقین کی ہلاکت ۴

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ

وَأَبْصَارَهُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾

قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو چکا چوند کر دے کہ جب وہ چمک جائے تو چل پڑیں اور جب اندھیرا ہو جائے تو ٹھہر جائیں خدا چاہے تو ان کی سماعت و بصارت کو بھی ختم کر سکتا ہے کہ وہ ہر شے پر قدرت و اختیار رکھنے والا ہے۔

۱۔ منافقین اسلام کی سر بلندی اور پیشرفت کے مقابلے میں خود کو درماندہ اور بندگلی میں دیکھتے ہیں۔ یکاڈ البرق یخطف

ابصارہم ان آیات میں اسلام کے مقابلے میں منافقین کی حالت کو چند تشبیہات سے بیان کیا گیا ہے۔ مفسرین کا کہنا ہے

اس جملے "یکاڈ البرق..." میں اسلام اور اس کی برکت سے ملنے والے وسائل و امکانات کو "برق" بجلی سے تشبیہ دی گئی

ہے اسکے ساتھ ہی ان نعمتوں سے مفاہ پرست اور موقع پرست منافقین کے فائدہ اٹھانے کو ایک اور تشبیہ سے بیان کیا گیا

ہے۔

۲۔ منافقین باوجود اس کے کہ اسلام کے مقابلے میں درماندہ و زبوں حال ہیں پھر بھی اپنی موقع پرستی کے ذریعے اسلام کی

نعمتوں سے استفادہ کرنے کے درپے ہیں۔ کلما اضاء لهم مشوا فیہ

۳۔ اسلامی معاشرے کی سہولتوں اور فوائد سے استفادہ کرنا لیکن مشکلات اور سختیوں کے وقت علیحدہ رہنا منافقین کی خصوصیات میں سے ہے۔ و اذا اظلم علیہم قاموا

۴۔ اللہ تعالیٰ نے بعض منافقین کے ادراک و فہم کی صلاحیت سلب فرما کر انہیں ایسا بنا دیا ہے کہ وہ حق قبول نہیں کر سکتے اور بعض کو ہدایت قبول کرنے کی مہلت عنایت فرمائی ہے۔ و لو شاء اللہ لذهب بسمعہم و ابصارہم

۵۔ منافقین اس بات کے سزاوار ہیں کہ انہیں معارف الہی کی شناخت سے محروم کر دیا جائے۔ و لو شاء اللہ لذهب بسمعہم و ابصارہم

۶۔ اللہ تعالیٰ ہر کام انجام دینے پر قادر ہے۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر

۷۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "قلیل لأمیر المؤمنین علیہ السلام هل یقدر ربك ان یدخل الدنیا فی بیضة من غیر ان تصغر الدنیا و تکبر البیضة؟ قال ان اللہ تبارک و تعالیٰ لا ینسب الی العجز والذی سألتنی لا یكون" (۱)

امیر المؤمنین علیہ السلام سے سوال کیا گیا: کیا اللہ تعالیٰ دنیا کو مرغی کے انڈے میں قرار دے سکتا ہے بغیر اس کے کہ دنیا چھوٹی ہو جائے اور انڈا بڑا ہو جائے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اقدس کو عاجزی کی نسبت نہیں دی جا سکتی لیکن جو تو نے پوچھا ہے وہ ہو ہی نہیں سکتا۔

اسلامی معاشرہ: اسلامی معاشرے سے استفادہ کرنا ۳

اسماء و صفات: قدیر ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی قدرت ۶؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا دائرہ ۷

حدیث: ۷

دین: دین فہمی سے محروم لوگ ۵

منافقین: منافقین اور اسلام ۱، ۲؛ منافقین اور دینی تعلیمات ۵؛ منافقین کا حق قبول نہ کرنا ۳؛ منافقین کا عجز ۲، ۵؛ منافقین کا مشکلات سے فرار ۳؛ منافقین کی جہالت ۵؛ منافقین کی خصوصیات ۳؛ منافقین کی شکست ۱؛ منافقین کی محرومیت ۵؛ منافقین کی موقع پرستی ۳، ۲؛ منافقین کے ادراک کی صلاحیت سلب ہونا ۵، ۳؛ منافقین کے لئے مہلت ۳؛

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾

اے انسانو پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور تم سے پہلے والوں کو بھی خلق کیا ہے۔ شاید کہ تم اسی طرح متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔

۱۔ لوگوں کے لئے اللہ کی عبادت و پرستش ایک لازم و ضروری فریضہ ہے۔ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم

۲۔ اللہ تعالیٰ سب انسانوں کا پروردگار ہے۔ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم

۳۔ اللہ تعالیٰ تمام موجودہ اور گزرے ہوئے انسانوں کا خالق ہے۔ اعبدوا ربکم الذی خلقکم و الذین من قبلکم

۴۔ انسانوں کا خالق ہونا وہ واحد حقیقت ہے جو اس بات کی شائستگی رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پرستش کی جائے۔ اعبدوا

ربکم الذی خلقکم و الذین من قبلکم عبادت و بندگی کے ضروری ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کا "خالقیت" سے موصوف

ہونا گویا عبادت کے ضروری ہونے کی دلیل بیان فرما رہا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی انسانوں پر ربوبیت اسکی پرستش و عبادت کی شائستگی کی دلیل ہے۔ اعبدوا ربکم "اعبدوا ربکم" میں اللہ کی

بجائے رب کا استعمال عبادت کے ضروری ہونے کی دلیل کی طرف اشارہ ہے یعنی چونکہ ذات اقدس الہ العالمین "رب"

ہے اس لئے پرستش کے لائق ہے پس اسکی عبادت ہونی چاہیئے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی خالقیت و ربوبیت پر یقین انسان کیلئے اسکی بندگی کی طرف تمایل کا سبب ہے۔ اعبدوا ربکم الذی

خلقکم

۷۔ انسانی اعمال و کردار کی بنیاد انسان کا نظریہ کائنات یا جہاں بینی ہے۔ اعبدوا ربکم الذی خلقکم

۸۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی تقویٰ اختیار کرنے کی زمین ہموار کرتی ہے۔

اعبدوا ربکم ... لعلکم تتقون

۹۔ تقویٰ کا حصول تمام انسانوں کے لئے ایک نہایت لازم فریضہ ہے۔ لعلکم تتقون چونکہ عبادت کے ضروری ہونے کا ہدف تقویٰ تک پہنچنا ہے پس تقویٰ کا حصول بھی لازم ہے۔

۱۰۔ انسانوں کی خلقت کا ہدف تقویٰ کے مراتب کا حصول ہے۔ خلقکم ... لعلکم تتقون یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ اگر "لعلکم..."، "اعبدوا" کے علاوہ "خلقکم" سے بھی متعلق ہو۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی انسان کو کفر و نفاق کے گرداب میں گھرنے اور انکے نتائج سے محفوظ رکھتی ہے۔ اعبدوا ربکم... لعلکم تتقون کفر و نفاق کے شوم نتائج کا بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف دعوت ایک راہنمائی ہے تاکہ انسان خود کو کفر و نفاق کی طرف تمایل سے بچائے۔ اس بنا پر "تقون" اپنے لغوی معنی میں ہوگا اور اسکا متعلق کفر و نفاق ہوگا یعنی مفہوم آیت یوں ہوگا "اعبدوا ربکم لعلکم تتقون الکفر و النفاق"

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کے احکام وہ پروگرام ہیں جو انسان کو اس کے معین اہداف تک پہنچاتے ہیں۔ "لعلکم تتقون" سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ انسانوں کا متعین شدہ ہدف تقویٰ کا حصول ہے۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر اللہ تعالیٰ نے عبادت کو واجب فرمایا ہے۔ پس احکام الہی انسان کو اس کے اہداف تک پہنچانے کے لئے بیان ہوئے ہیں۔

۱۳۔ امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ "فان قال (قائل) فلم تعبدهم؟ قيل لئلا يكونوا ناسين لذكره و لا تاركين لادبه و لا لاهين عن امره و نهيہ^(۱)"

اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ نے انسانوں کے لئے عبادت کیوں ضروری قرار دی ہے؟ تو کہا جائے گا اس لئے کہ اس کی یاد سے غافل نہ ہوں؟ اس کے ادب کو ترک نہ کریں اور اس کے امر و نہی سے بی اعتنائی نہ برتیں۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے مختص امور ۳؛ اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۳؛ اوامر الہی پر عمل ۱۳؛ ربوبیت الہی ۵، ۲

انسان: انسان کا خالق ۳، ۳؛ انسان کی خلقت کا فلسفہ ۱۰؛ انسانوں کی ذمہ داری ۱، ۹

ایمان: اللہ تعالیٰ کی خالقیت پر ایمان ۶؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان ۶؛ ایمان کے نتائج ۶؛ ایمان کے متعلقات ۶

(۱) عیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۱۰۳ ح ۱ باب ۳۴، نور الثقلین ج ۱ ص ۳۹ ح ۳۹۔

بندگی و عبودیت: عبودیت کی بنیاد یا جڑ ۶

تقویٰ: تقویٰ کی اہمیت ۱۰، ۹؛ تقویٰ کی بنیاد ۸

جہاں بینی: جہاں بینی اور آئیڈیالوجی ۴، ۶؛ جہاں بینی کی اہمیت ۷

حدیث: ۱۳

حقیقی معبود: حقیقی معبود کی خالقیت ۳

دین: فلسفہ دین ۱۲

ذکر: اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت ۱۳

ذمہ داری: ذمہ داری کا عمومی ہونا ۱، ۹

عبادت: اللہ کی عبادت ۱؛ عبادت کا فلسفہ ۱۳؛ عبادت کی اہمیت ۱؛ عبادت کی دلیل ۵؛ عبادت کے اثرات و نتائج ۸، ۱۱

کردار: کردار کی بنیادیں ۷

کفر: کفر کے موانع ۱۱

معبودیت: معبودیت کے معیارات ۵، ۳

نفاق: منافقت کے موانع ۱۱

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا
لِلَّهِ أُنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾

اس پروردگار نے تمہارے لئے زمین کا فرش اور آسمان کا شامیانہ بنایا ہے اور پھر آسمان سے پانی برسا کر تمہاری روزی کے لئے زمین سے پھل نکالے ہیں لہذا اس کے لئے جان بوجھ کر کسی کو ہمسر اور مثل نہ بناؤ۔

۱۔ انسانوں کی زندگی کے لئے زمین بہت ہی موزوں اور وسیع بستر ہے۔ جعل لکم الارض فراشا "جعل" کا معنی "صیر" تبدیل کیا ہو سکتا ہے اور "خلق"۔ خلق کیا بھی ہو سکتا ہے۔ "فراشا" کا معنی وسیع بستر ہے اسکا زمین پر اطلاق تشبیہ کے طور پر ہے یعنی مراد یہ ہے "جعل الارض کالفراش"

۲۔ زمین کو انسانی زندگی کے لئے نہایت موزوں و مناسب خلق کرنا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا پرتو ہے۔ اعبدوا ربکم ... الذی جعل لکم الارض فراشا "الذی جعل ... " ما قبل آیت میں "ربکم" کے لئے دوسری صفت ہے۔

۳۔ زمین اپنی خلقت کے ابتدائی دور میں انسان کی سکونت و رہائش کے قابل نہ تھی۔ الذی جعل لکم الارض فراشا یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "جعل" کا معنی "صیر" ہو یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کو اس قابل بنایا کہ سکونت اور زندگی کرنے کے قابل ہو سکے۔ اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ زمین اپنی خلقت کے ابتدائی زمانے میں ایسی نہ تھی۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فطری نعمات سے استفادہ کرنا تمام انسانوں کا حق ہے۔ فأخرج به من الثمرات رزقا لکم

۵۔ زمین کی وسعتوں میں تمام انسانوں کو حق تصرف حاصل ہے۔ الذی جعل لکم الارض فراشا

۶۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو انسانوں کے منافع اور فوائد کے لئے بلند فرمایا۔ الذی جعل لکم ... السماء بناء

"بنائ" کا لفظ عرب لغت میں عمارت، خیمہ وغیرہ کا معنی رکھتا ہے۔ آسمان کو بناء کہنا تشبیہ کے طور پر ہے یعنی مفہوم یہ ہوگا۔ جعل لکم السماء کالبناء۔

۷۔ اللہ تعالیٰ ہے جو بادلوں سے بارش نازل فرماتا ہے۔ و انزل من السماء ماء ہر چیز جو اوپر ہو اسکو "سمائی" کہتے ہیں۔
"السمائی" کا تکرار اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر جگہ اس سے خاص مصداق مراد ہے۔ پہلے جملے میں چونکہ "ارض" کے مقابل استعمال ہوا ہے اس لئے آسمان کے معنی میں ہے جبکہ دوسرے جملے میں "مائی" کے قرینے سے اس سے بادل مراد ہو سکتا ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ ہے جو رزق کا پیدا کرنے والا اور انسانوں کی زندگی کے اسباب مہیا فرمانے والا ہے۔ فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم

۹۔ بادلوں سے نازل ہونے والا پانی انسانوں کے لئے رزق کے مہیا ہونے کا بنیادی سبب ہے۔ فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم

۱۰۔ آسمان سے نازل ہونے والے پانی کے ذریعے اللہ تعالیٰ درختوں کو پرثمر بناتا ہے۔ و انزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم ثمرات کا مفرد "ثمرة" ہے جو درختوں کے پھلوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ "من الثمرات" میں "من" کا معنی بعض ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں "من الثمرات"، "اخرج" کے لئے مفعول ہوگا یعنی "فاخرج به بعض الثمرات لیكون رزقاً لکم"، "من" بیانیہ بھی ہو سکتا ہے پس اس صورت میں "اخرج" کا مفعول "رزقاً" ہوگا یعنی: اخرج به رزقاً لکم وہی الثمرات

۱۱۔ درختوں کے پھل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہیں اور انسانوں کے لئے رزق و روزی بھی ہے۔ فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم

۱۲۔ آسمان کی خلقت، بارش کا نزول، پھلوں کا پکنا اور انسانوں کے لئے رزق کا تیار ہونا یہ سب اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے جلوے ہیں۔ اعبدوا ربکم... الذی جعل لکم... رزقاً لکم

۱۳۔ نعمتوں کا اللہ کی جانب سے ہونے کا یقین انسان کیلئے پروردگار کی بندگی کا محرک بنتا ہے۔ اعبدوا ربکم الذی... انزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات یہ مطلب یوں استفادہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں بندگی و عبادت کی روح زندہ کرنے کے لئے اپنی نعمتوں کی طرف لوگوں کی توجہ دلائی ہے۔

۱۴۔ عالم طبیعات میں اللہ تعالیٰ کے افعال طبیعی اسباب اور عوامل کے ماتحت انجام پاتے ہیں۔ فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم

۱۵۔ طبیعی عوامل و اسباب پر خداوند متعال کی مطلق حاکمیت قائم ہے۔ انزل من السماء ماء فاخرج به

۱۶۔ خداوند قدوس کا کوئی مثل و ہمسر نہیں۔ فلا تجعلوا لله انداداً "انداد" کا مفرد "ند" ہے جس کا معنی مثل و ہمسر ہے۔

۱۷۔ پروردگار عالم کے مثل و نظیر کے بارے میں تو ہم سے اجتناب کی ضرورت ہے۔ فلا تجعلوا لله انداداً

۱۸۔ اللہ تعالیٰ کے خلق کرنے کے اور عالم طبیعات کی نعمات کی خلقت میں غور و فکر انسان کو عقیدہ توحید کی طرف لے جاتا ہے۔ الذی خلقکم ... الذی جعل لکم الارض ... فلا تجعلوا لله انداداً جملہ "لا تجعلوا..." کو "فای" کے ساتھ بیان کرنا اس آیت اور ماقبل آیت کے حقائق کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ ان امور کی طرف توجہ انسان کو توحید ربوبی کی طرف لے جاتی ہے گویا یہ کہ جب یہ علم ہو گیا کہ خداوند متعال ہی تمہارا خالق ہے وہی زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور... تو اب یہ معقول نہیں کہ تم اس کے لئے مثل و نظیر فرض کرو۔

۱۹۔ کائنات کی خلقت میں باقاعدہ ہدف اور منصوبہ بندی موجود ہے۔ الذی جعل ... فاخرج به من الثمرات رزقا لکم اس آیہ مجیدہ میں زمین، بارش اور دیگر عوامل کو ایک خاص ہدف کے پورا کرنے کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ جب بعض امور کو کسی خاص ہدف کی تکمیل کے لئے بیان کیا جائے تو اصطلاح میں اسے منصوبہ بندی کہا جاتا ہے یعنی ان امور میں ہدف کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

۲۰۔ لوگوں کو عالم طبیعات اور خلقت کے مطالعے اور مشاہدے کی طرف ترغیب دلانا ایک راہ ہے جس سے انہیں توحید کی طرف راغب کیا جائے۔ الذی جعل لکم الارض فراشاً ... فلا تجعلوا لله انداداً

۲۱۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مثل و ہمسر تصور کرنا درست علم و تفکر سے سازگار نہیں ہے۔ فلا تجعلوا لله انداداً و انتم تعلمون

۲۲۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مثل و ہمسر تصور کرنا جہالت و نادانی کی بنا پر ہے۔ فلا تجعلوا لله انداداً و انتم تعلمون

آسمان: آسمان کی خلقت ۶، ۱۲؛ آسمان کے فوائد ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے مظاہر ۱۲، ۲؛ اللہ تعالیٰ کی عنایات ۱۱، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی

وحدانیت ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۱۳، ۱۰، ۸، ۷، ۶؛ خدا شناسی کی روشیں ۲۰

انسان: انسانوں کا رزق ۹، ۱۱، ۱۲؛ انسانوں کے حقوق ۵، ۳

ایمان: توحید پر ایمان کی بنیاد ۱۸

بادل: بادلوں کے فوائد ۹، ۷

بارش: بارش کا برسنا ۱۲، ۷؛ بارش کا منبع و سرچشمہ ۷؛ بارش کے فوائد ۹، ۱۰
تفکر: اللہ تعالیٰ کی خالقیت میں تفکر ۱۸؛ تفکر کے اثرات و نتائج ۲۱؛ عالم طبیعت میں تفکر ۱۸

توحید: توحید ذاتی کی اہمیت ۱۷

جہالت: جہالت کے اثرات و نتائج ۲۲

جہان بینی: جہان بینی اور آئیڈیالوجی ۱۳

حقوق: استفادہ کا حق ۵، ۳

خلقت: نظام خلقت ۱۹؛ خلقت کا ہدف رکھنا ۱۹

درخت: درختوں کا پھل دینا ۱۲؛ درختوں کے پھل ۱۱؛ پھلوں کے وجود کا سرچشمہ ۱۰

ذکر: نعمتوں کا ذکر ۱۳

روزی: روزی کا سرچشمہ ۸

زمین: زمین پر سکونت ۳؛ زمین سے استفادہ ۵؛ زمین کا بستر ہونا ۱؛ زمین کی تاریخ ۳؛ زمین کی خلقت ۲؛ زمین کے فوائد ۲، ۱

شرک: شرک سے اجتناب ۱۷؛ شرک کا ناقابل قبول ہونا ۲۱، ۱۶؛ شرک کے عوائل ۲۲

طبیعی اسباب: طبیعی اسباب کا عمل ۱۵؛ طبیعی اسباب کی اہمیت و کردار ۱۳

عبادت: عبادت کی بنیاد ۱۳

محرم: محرم کے عوائل ۱۳

مطالعہ: کائنات کے مطالعہ کے اثرات و نتائج ۲۰

معاش: معاش کی کفالت کا سرچشمہ ۸

نعمت: نعمت سے استفادہ ۳؛ نعمت کا سرچشمہ ۱۳

وسائل و امکانات: امکانات کے وجود میں آنے کے عوائل ۹

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

﴿۲۳﴾

اگر تمہیں اس کلام کے بارے میں کوئی شک ہے جسے ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس کا جیسا ایک ہی سورہ لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جتنے تمہارے مددگار ہیں سب کو بلا لو اگر تم اپنے دعوے اور خیال میں سچے ہو۔

۱۔ قرآن وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ص) پر نازل فرمائی۔ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا

۲۔ پیامبر اسلام (ص) اللہ کے بندے اور بندگی میں ایک والا اور اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا

۳۔ عبد اور اللہ کا بندہ ہونا اعلیٰ انسانی اقدار میں سے ہے۔ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا پیامبر اکرم (ص) کی "بندگی خدا" کے ذریعے توصیف کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد خدا ہونا اعلیٰ انسانی اقدار میں سے ہے۔

۳۔ قرآن کریم اور اسکی ہر ایک سورۃ معجزہ ہے۔ فَاتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ

۵۔ قرآن کریم پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کے اثبات کیلئے بنیادی سند ہے۔ وَ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ ... إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

۶۔ رسالت کے مخالفین قرآن کریم کے آسمانی ہونے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے غزول کے بارے میں شک کا اظہار کرتے ہیں۔ وَ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا

۷۔ قرآن کریم اس امر سے منزہ و مبرا ہے کہ اس کے آسمانی ہونے کے بارے میں شک و تردید کی جائے۔ وَ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا

کفار قرآن کریم کے آسمانی ہونے کے بارے میں نہ فقط شک و تردید کا اظہار کرتے بلکہ منکر قرآن تھے اسکے باوجود اللہ تعالیٰ نے آیہ مجیدہ میں جملہ شرطیہ (اگر تم شک میں ہو) کا استعمال فرمایا ہے جو اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم میں شک و تردید فقط قابل فرض ہے نہ کہ حقیقت رکھتی ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے منکروں کو مقابلے کی دعوت دی ہے اور اس قرآن کی ایک سورہ کی مثل لانے کو کہا ہے۔ فَاتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ "مثله" کی ضمیر "مِمَّا نَزَّلْنَا" کی "ما" کی طرف لوٹتی ہے۔

۹۔ قرآن کریم آنحضرت (ص) کے زمانے میں ہی "سورۃ" کے عنوان سے مختلف حصوں میں تقسیم شدہ تھا۔ فَاتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ

۱۰۔ قرآن کریم کے ہر حصے کو "سورۃ" قرار دینا اور اس طرح تقسیم بندی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ * فاتوا بسورۃ من مثله

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے منکروں سے کہا ہے کہ وہ قرآن مجید کی ایک سورۃ کی مثل لانے کے لئے اپنے تمام نابغہ افراد کو دعوت دیں۔ وادعوا شہداء کم من دون اللہ

شہید کی جمع شہداء ہے جس کا معنی "گواہ" ہے البتہ مطلع اور آگاہ افراد کے لئے بھی بولا جاتا ہے "ادعوا" کا مصدر "دعا" ہے اس کا معنی ہے بلانا اور دعوت دینا۔ اس جملہ "وادعوا شہداء کم" کا معنی یہ ہو سکتا ہے۔ شاہدوں کو دعوت دو تا کہ جو چیز تم لائے ہو اور اسکو قرآن کی مثال قرار دیتے ہو اس پر گواہی اور اپنی رائے دیں۔ اس مفہوم کی بنا پر "شہدائ" سے مراد گواہ ہیں۔ جبکہ یہ معنی بھی مراد ہو سکتا ہے: اپنے شاہدوں کو دعوت دو تا کہ قرآن کی مثل لانے میں تمہاری مدد کریں اس صورت میں "شہدائ" کا معنی مطلع اور آگاہ افراد ہوگا۔

۱۲۔ فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے جو قرآن کریم کی مثل لانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وادعوا شہداء کم من دون اللہ کہا گیا ہے کہ "من دون اللہ" (اللہ کے علاوہ) "شہداء کم" کے عموم اور اطلاق کی تاکید کے لئے بیان ہوا ہے یعنی یہ کہ جس کسی کو بھی جو بھی علم، فن یا دانش رکھتا ہو اس سے مدد لو تو پھر بھی قرآن کی مثل نہیں لاسکتے ہو۔ قرآن کی مثل لانا فقط خداوند متعال کے لئے ممکن ہے۔

۱۳۔ قرآن کے منکر قرآن کریم کی حقانیت اور اسکے آسمانی ہونے کے بارے میں جو شک و تردید کرتے ہیں وہ کذب و جھوٹ ہے۔ و ان کنتم فی ریب ... فاتوا بسورۃ ... ان کنتم صادقین

"ان کنتم فی ریب" کے قرینے سے "صادقین" کا متعلق مشرکوں کا قرآن کریم کے آسمانی ہونے کے بارے میں شک و تردید ہے۔ گویا مفہوم یوں ہے: ان کنتم صادقین فی انکم مرتابون ... اگر اپنے شک و تردید کے اظہار میں سچے ہو تو یوں کرو۔ یہ معنی اس بات کی طرف کنایہ ہے کہ وہ لوگ اپنے شک و تردید کے اظہار میں جھوٹے ہیں۔

۱۴۔ قرآن کریم کا آسمانی ہونا حتی رسالت کے مخالفین کی نظر میں بھی ایک واضح امر تھا۔

ان کنتم صادقین

۱۵۔ قرآن کریم کے مخالفین کوئی بھی شاہد نہ پاسکیں گے جو کسی کلام کے قرآن کی مثل ہونے کی گواہی دے۔ و ادعوا شہداء کم من دون اللہ

"شہدائی" کا معنی اگر گواہ ہو تو "من دون اللہ" کا ماقبل جملے سے استثنا ایک عمومی محاورہ کی جانب اشارہ ہے۔ وہ یہ کہ جب انسانوں کے پاس اپنے مدعا پر کوئی گواہ نہیں ہوتا تو یوں کہتے ہیں یعنی: گواہوں کو بلاؤ تا کہ اپنی رائے دیں اور اگر گواہ نہ ملیں تو یہ نہ کہنا: خدا گواہ ہے کہ یہ "کلام" قرآن کی مثل ہے۔

اقدار: اقدار کے معیارات ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی قدرت ۱۲; اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱۲

عبودیت: عبودیت کی قدر و منزلت ۳

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی نبوت کے دلائل ۵; پیامبر اسلام (ص) کی کتاب ۱; پیامبر اسلام (ص) کے درجات ۲

قرآن کریم: قرآن کی تاریخ ۹; قرآن کا مقابلے کیلئے دعوت دینا ۸، ۱۱; قرآن کا تردیدناپذیر ہونا ۴; قرآن کا منزه ہونا ۴; قرآن کا منظم ہونا ۱۰، ۹; قرآن کی حقانیت ۱۳، ۴; قرآن کی تکذیب کرنے والوں کا جھوٹ ۱۳; قرآن کا سورتوں میں تقسیم ہونا ۱۰، ۹; قرآن میں شک ۱۳، ۶; قرآن آسمانی کتابوں میں سے ہے ۱۳; قرآن کی سورتوں کا معجزہ ہونا ۳; قرآن کا معجزہ ہونا ۳; قرآن کی تکذیب کرنے والے ۱۵; قرآن کے وحی ہونے کی تکذیب کرنیوالے ۶; نزول قرآن ۱; قرآن کا کردار و اہمیت ۵; قرآن کا وحی ہونا ۱، ۱۳; قرآن کی خصوصیات ۵، ۳; قرآن کی مثل لانا ۸، ۱۱، ۱۵، ۱۲

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿٢٢﴾

اور اگر تم ایسا نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور جسے کافرین کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔

۱۔ تمام ادوار اور زمانوں کے انسان حتیٰ قرآن کی ایک سورہ کی بھی مثل نہیں لاسکتے۔ فاتوا بسورة... فان لم تفعلوا و لن تفعلوا ہمیشہ ہمیشہ کی نفی کیلئے صرف "لن" استعمال ہوتا ہے۔ پس "لن تفعلوا ہرگز قرآن کی مثل نہیں لاسکتے" یعنی کسی زمانے کا بشر قرآن کی مثل نہیں لاسکتا۔

۲۔ قرآن کی مثل لانے کی ناتوانی قرآن کریم کی پیشین گوئیوں میں سے ہے۔ و لن تفعلوا

۳۔ قرآن کریم کی مثل کلام لانے کے بارے میں انسانوں کی ناتوانی قرآن کریم کے آسمانی ہونے اور پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کی حقیقت کی دلیل ہے۔ فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار

اگر قرآن کریم کی مثل کلام لانے پر ناتوانی اسکے آسمانی ہونے پر دلیل نہ ہوتی تو مخالفین پر اتمام حجت نہ ہوتا اور "اتقوا النار" اس پر صحیح نہ ہوتا۔

۳۔ قرآن کریم اپنی حقیقت کی دلیل اور نبوت پیامبر اسلام (ص) کی صداقت کی سند ہے۔ فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار

۵۔ خداوند متعال منکرین قرآن سے چاہتا ہے کہ جب وہ قرآن کی مثل و نظیر لانے سے عاجز آجائیں تو قرآن کریم پر اور پیامبر اسلام (ص) کی رسالت پر ایمان لے آئیں۔ فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار آتش جہنم سے دوری ضروری ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جو چیزیں آگ (میں داخل ہونے) کا موجب ہیں ان سے اجتناب کیا جائے اور یہ امور آیت کے قرینے سے قرآن اور پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کا انکار ہے۔ بنا برائیں "فاتقوا النار" کا مفہوم یہ ہوگا۔ فاتقوا الکفر بالقرآن والرسول لتتقوا النار

۶۔ دین کے منکروں کے بارے میں اتمام حجت کیلئے بغیر وہ لوگ جہنم کی آگ میں مبتلا نہیں ہونگے۔ فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار جملہ "فان لم تفعلوا" کا جواب شرط محذوف

ہے اور اسکی جگہ جملہ "فاتقوا..." اسکا قائم مقام ہے۔ پس اگر تقدیری مفہوم کو نظر میں رکھیں تو معنی یہ ہوگا: فان لم تفعلوا تمت علیکم الحجة و ثبت لديکم ان القرآن منزل من عند الله فاتقوا...

۷۔ آتش جہنم سے نجات قرآن کریم پر ایمان اور پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کی تصدیق سے میسر ہے۔ فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار یہ مطلب گذشتہ تشریح کی روشنی میں ہے۔

۸۔ آتش جہنم کو کفار کے لئے آمادہ کیا گیا ہے۔ اعدت للكافرين "اعدت" کا مصدر اعداد ہے جسکا معنی تیار کرنا اور آمادہ کرنا ہے۔

۹۔ آتش جہنم اسوقت آمادہ، تیار اور موجود ہے۔ اعدت للكافرين یہ مطلب اس لئے ہے کیونکہ "اعدت" فعل ماضی ہے۔

۱۰۔ منکرین قرآن اور جہنم کے پتھر آتش جہنم کے لئے چھوٹی لکڑیاں اور ایندھن ہیں۔ فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة "وقود" کا معنی ایندھن یا وہ چیز جس سے آگ لگائی جاتی ہے۔

۱۱۔ روز قیامت کفار کو اس آگ سے عذاب دیا جائے گا جو انہوں نے خود جلائی ہے۔ فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرين

۱۲۔ انس کہتے ہیں: تلا رسول الله (ص) هذه الآية "وقودها الناس والحجارة" فقال: اوقد عليها الف عام حتى احمرت و الف عام حتى ابيضت و الف عام حتى اسودت فهي سوداء مظلمة لا يطفأ لہبها^(۱)

پیامبر اسلام (ص) نے یہ آیت "وقودها الناس والحجارة" کی تلاوت فرمائی اور فرمایا آتش جہنم کو ہزار سال روشن رکھا گیا یہاں تک کہ سرخ ہو گئی اور ہزار سال شعلہ ور رکھا گیا یہاں تک کہ سفید ہو گئی اور پھر ہزار سال اسکے شعلے بھڑکتے رہے یہاں تک کہ یہ آگ سیاہ ہو گئی اب یہ آگ سیاہ و تاریک ہے اور اسکے شعلے کبھی نہیں بجھیں گے۔

اتمام حجت: اتمام حجت کی اہمیت و کردار

انسان: انسان کی عاجزی و ناتوانی ۱، ۲

اہل جہنم: ۸، ۱۰

ایمان: قرآن پر ایمان کے اثرات و نتائج ۷؛ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان کے اثرات و نتائج ۷؛ ایمان کی اہمیت ۷؛ قرآن پر ایمان ۵؛ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان ۵؛ ایمان کی دعوت ۵؛ ایمان کے متعلقات ۵
پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی نبوت کے دلائل ۳، ۴
جہنم: آتش جہنم ۶، ۷، ۹؛ ایندھن ۱۰، ۱۲؛ جہنم کے پتھر ۱۰؛ آتش کے شعلے ۱۲؛ جہنم کا موجود ہونا ۹؛ جہنم کے لئے رکاوٹیں ۷؛ جو امور جہنم کا موجب بنتے ہیں ۸؛

حدیث: ۱۲

دین: دین کو جھٹلانے والوں کی سزا ۶

سزا: سزا کا نظام ۶

عذاب: اہل عذاب ۸، ۱۱؛ عذاب بیان کے بغیر نہیں ۶ عذاب کے موجبات ۱۱
قرآن کریم: قرآن کریم کا اعجاز ۱، ۲، ۳؛ قرآن کی پیشین گوئی ۲؛ قرآن کی حقانیت کے دلائل ۳؛ قرآن کے وحی ہونے کے دلائل ۳؛ قرآن کے جھٹلانے والے اہل جہنم ہیں ۱۰؛ قرآن کی اہمیت و کردار ۳؛ قرآن کی مثل لانا ۱، ۲، ۳، ۵؛
کفار: کفار کے لئے آخرت کا عذاب ۱۱؛ کفار کا انجام ۱۱؛ کفار جہنم میں ۸
کفر: کفر کے نتائج ۸

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٥﴾

پیغمبر آپ ایمان اور عمل صالح والوں کو بشارت دے دیں کہ ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ انھیں جب بھی وہاں کوئی پھل دیا جائے گا تو وہ یہی کہیں گے کہ یہ تو ہمیں پہلے مل چکا ہے۔ حالانکہ وہ صرف اس کے مشابہ ہوگا اور ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں بھی ہوں گی اور انھیں اس میں ہمیشہ رہنا بھی ہے۔

۱۔ پیامبر اسلام (ص) کے تبلیغی فرائض میں سے ہے کہ اہل ایمان کو بہشت کی صفات اور اسکی نعمات کے بیان سے خوشخبری دیں۔ و بشر الذين امنوا ... و هم فيها خالدون " ان لهم ... پر "بائ" داخل ہوئی ہے جو تقدیر میں ہے اور یہ متعلق ہے "بشر" کے یعنی مفہوم یوں ہے "بشر الذين آمنوا بان لهم ..."

۲۔ دھمکی دینا یا ڈرانا اور ترغیب و تشویق دلانا انسانوں کی ہدایت کے لئے قرآن کریم کی روشوں میں سے ایک ہے۔ فاتقوا النار... و بشر الذين آمنوا ۳۔ بہشت اور اسکی نعمتیں ان لوگوں کی جزا ہے جو قرآن مجید اور پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لائیں اور نیک اعمال بجالائیں۔ و بشر الذين آمنوا ... ان لهم جنات تجرى من تحتها الانهار ما قبل آيات کی روشنی میں "امنوا" کا متعلق قرآن مجید اور پیامبر اسلام (ص) ہیں۔

۳۔ ایمان بغیر نیک اعمال کے اور نیک اعمال بغیر ایمان کے انسان کو جنت میں نہیں لے جائیں گے۔ و بشر الذين امنوا و عملوا الصالحات ان لهم جنات

"عملوا... کو" آمنوا" پر "الذين" کے تکرار کے بغیر عطف قرار دینا اس معنی میں ظاہر ہے کہ جنت کا ملنا دونوں صفات (ایمان اور عمل) کے اکٹھے ہونے پر موقوف ہے۔

۵۔ جنت میں بہت سارے باغات ہیں۔ ان لہم جنات مذکورہ مطلب لفظ "جنات" کے جمع ہونے کی وجہ سے ہے۔

۶۔ بہشت میں مختلف نہریں ہیں جو ہمیشہ جاری ہیں۔ تجری من تحتھا الانهار "الانهار" چونکہ جمع ہے اسلئے متعدد نہریں مراد ہیں اور "تجری" فعل مضارع ہے جو نہروں کے دائمی طور پر جاری رہنے کی دلیل ہے۔ "تحتھا" کی ضمیر "جنات" کی طرف لوٹتی ہے لہذا اس سے مراد جنت کے درخت اور عمارتیں ہو سکتی ہیں۔

۷۔ جنت میں بہت زیادہ پھل دار درخت ہیں۔ ان لہم جنات ... کلما رزقوا منها من ثمرۃ "ثمرۃ" سے مراد درختوں کے پھل ہیں بہشت اور باغ کو اسلئے جنت کہتے ہیں کیونکہ درختوں کے جنڈیا درختوں کی فراوانی سے چھپی ہوئی ہے۔

۸۔ اہل بہشت کی روزی جنت کے درختوں کے پھل ہیں۔ کلما رزقوا منها من ثمرۃ رزقا "رزقا" کا معنی روزی ہے اور "رزقوا" کا مفعول دوم ہے "منہا" کی ضمیر "جنات" کی طرف پلٹتی ہے اور "من ثمرۃ"، "منہا" کے لئے گویا کہ بیان ہے۔

۹۔ اہل بہشت کا رزق و روزی ان کے صحیح عقائد اور نیک اعمال کا تجسم اور نتیجہ ہے۔ کلما رزقوا منها من ثمرۃ رزقا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "من قبل" سے مراد دنیا ہو بنا برائیں جملہ "هذا الذی..." اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بہشت کی روزی وہی ہے جو اہل ایمان کو دنیا میں عنایت کی گئی تھی اس بات کی (کہ بہشت کا رزق وہی دنیا والی روزی ہے)۔ توجیہ کے سلسلے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسکا مقصود یہ ہے: بہشت کی نعمتیں دنیا میں اہل ایمان کے وہی عقائد و اعمال کا مجسم ہونا ہے۔ اس مطلب کی روشنی میں "الذی رزقنا" سے مراد ایمان اور عمل صالح ہے۔

۱۰۔ جنت کے پھل اور رزق ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ کلما رزقوا منها من ثمرۃ رزقا ... و اتوا بہ متشابھا "بہ" کی ضمیر "رزقا" کی طرف لوٹتی ہے اور "متشابھا" کا مطلب ایک جیسا ہونا ہے اور یہ اس ضمیر کے لئے حال واقع ہوا ہے تو مطلب یہ ہوا: بہشت کا رزق مومنین کے پاس لایا جائے گا در آن حالیکہ یہ رزق ایک دوسرے کے مشابہ ہوگا البتہ یہ مفہوم اس بنا پر ہے اگر جملہ "اتوا بہ..." مستأنفہ بیانیہ ہو۔

۱۱۔ بہشت کے درختوں سے جیسے ہی پھل توڑا جاتا ہے تو اسکی جگہ ویسا ہی پھل دوبارہ اُبھر آتا ہے۔ کلما رزقوا من ثمرۃ رزقا قالوا ... و اتوا بہ متشابھا

یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ جملہ "اتوا بہ..."، "قالوا..." پر عطف ہو اس طرح "اتوا بہ

...، "کلما رزقوا..." کے لئے جواب شرط ہوگا۔

۱۲۔ اہل بہشت کو جنت کے پھلوں اور رزق سے استفادہ کے لئے بالکل بھی محنت و مشقت نہیں کرنی پڑے گی۔
کلما رزقوا منها... و اتوا بہ متشابھا "رزقوا" اور "اتوا" کو مجہول لانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بہشت میں خدمت کرنے والے نوکر چاکر ہوں گے جو اہل بہشت کی خدمت میں رزق اور پھل حاضر کریں گے۔

۱۳۔ بہشت میں اہل بہشت کے لئے پاک و مطہر بیویاں ہوں گی۔ و لهم فيها ازواج مطهرة

۱۴۔ بہشت ایک لازوال مقام ہے اور اہل بہشت اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ و هم فيها خالدون

۱۵۔ بہشت میں زمان و مکان کا پہلو موجود ہے۔ ان لهم جنات تجری من تحتها الانهار کلما رزقوا منها "کلما" کا معنی ہے جب کبھی بھی اور یہ چیز زمان (وقت) پر دلالت کرتی ہے۔ "تحتها" کا لفظ مکان (جگہ) کی طرف اشارہ ہے۔

۱۶۔ سلیم کہتے ہیں: قلت "لعلی بن ابی طالب علیہ السلام" ... فمن لقی الله عارفاً بامامہ مطیعاً له من اهل الجنة هو؟

قال: نعم اذا لقی الله و هو مومن من الذين قال الله عزوجل: "الذين آمنوا وعملوا الصالحات"...

میں نے حضرت علی ؑ سے عرض کیا اگر کوئی شخص اس حالت میں خداوند متعال سے ملاقات کرے کہ اپنے امام کی معرفت رکھتا ہو اور اسکی اطاعت میں رہا ہو تو کیا وہ اہل بہشت میں سے ہے؟ آپ ؑ نے فرمایا ہاں جب کوئی شخص خداوند قدوس سے ملاقات کرے گا اور مومن ہو تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "وہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال انجام دیئے"۔

۱۷۔ سئل الصادق علیہ السلام عن قوله الله عزوجل "لهم فيها ازواج مطهرة" قال: الا ازواج المطهرة اللاتی لا یحضن

و لا یحدثن" (۲) امام صادق ؑ سے اللہ کے اس کلام "مومنین کے لئے بہشت میں پاک و مطہر بیویاں ہیں" کے بارے

پوچھا گیا تو آپ ؑ نے ارشاد فرمایا مراد بہشتی بیویوں میں حیض اور حدث نہ ہوگا۔

امامت: امامت کی اہمیت ۱۶

(۱) سلیم بن قیس ہلالی، اسرار آل محمد ص ۵۵، بحار الانوار ج ۲۸ ص ۱۶، ح ۲۲۔

(۲) من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵۰ ح ۴، الدر المنثور ج ۱ ص ۹۷۔

ایمان: ایمان نیک اعمال کے بغیر ۳ قرآن پر ایمان کا اجر ۳: پیامبر اسلام (ص) پر ایمان کا اجر ۳;

اہل بہشت: ۳، ۱۶ اہل بہشت کی ہمیشگی و دوام ۱۳; اہل بہشت کی روزی ۹، ۸

بہشت: بہشت کے پہلو ۱۵; بہشت کے پھلوں سے استفادہ ۱۲; بہشت کی نعمتوں سے استفادہ ۱۲; بہشت کے باغات ۵;

بہشت کی بشارت ۱; بہشت میں زمان کا پہلو ۱۵; بہشت میں مکان کا پہلو ۱۵; بہشتی بیویوں کی پاکیزگی ۱۳; بہشت کا دائمی

ہونا ۱۳; بہشتی درخت ۷; بہشتی بیویوں کی طہارت ۱۳، ۱۴; جو چیزیں بہشت کا موجب ہیں ۳، ۳; بہشتی میوہ جات ۸، ۷;

بہشتی نعمتیں ۱۳، ۷، ۶، ۵، ۳، ۱; بہشتی نہریں ۶; بہشتی پھلوں کی خصوصیات ۱۰، ۱۱; بہشتی نعمتوں کی خصوصیات ۱۰;

بہشتی پھلوں کا ایک جیسا ہونا ۱۰، ۱۱; بہشتی نعمتوں کا ایک جیسا ہونا ۱۰

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی تبلیغ ۱: پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داری ۱

حدیث: ۱۶، ۱۷

رہبری: رہبری و قیادت کی اہمیت ۱۶

عقیدہ: صحیح عقیدہ کا مجسم ہونا ۹

عمل صالح: عمل صالح کے نتائج ۹; عمل صالح کا اجر ۳; عمل صالح کا مجسم ہونا ۹; عمل صالح بغیر ایمان کے ۳

مومنین: مومنین کو خوشخبری ۱; مومنین کا اجر ۳; عمل کرنیوالے مومنین ۱۶

ہدایت: ہدایت کرنے میں ڈرانا "انذار" ۲; ہدایت کے لئے تشویق ۲; ہدایت کی روش ۲

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾

اللہ اس بات میں کوئی شرم نہیں محسوس کرتا کہ وہ مجھریا اس سے بھی کمتر کی مثال بیان کرے۔ اب جو صاحبان ایمان ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ سب پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے وہ یہی کہتے ہیں کہ آخر ان مثالوں سے خدا کا مقصد کیا ہے۔ خدا اسی طرح بہت سے لوگوں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دے دے تا ہے اور گمراہی صرف انہیں کا حصہ ہے جو فاسق ہیں۔

۱۔ لوگوں کی ہدایت کے لئے مثالوں کا استعمال قرآن کی روشوں میں سے ہے۔ ان اللہ لا يستحي ان يضرب مثلاً... یهدی بہ کثیراً

۲۔ اللہ تعالیٰ نے بعض حقائق کی وضاحت کے لئے قرآن مجید میں مجھریا اس سے بڑے حشرات الارض کی مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ ان اللہ لا يستحي ان يضرب مثلاً ما بعوضة فما فوقها جملہ "ان اللہ..." اس بات کی حکایت کر رہا ہے: قرآن مجید میں (بعوضہ مجھریا) اور اس سے بڑے حشرات کا ذکر ہے۔ گویا یہ ان آیات کی طرف اشارہ ہے "لن يخلقوا ذباباً سورة حج آیت ۷۳" اور "كمثل العنكبوت" سورة عنكبوت آیت ۳۱ "لسان العرب میں آیا ہے کہ بعوض مکھیوں کی فیملی سے ہیں جسکی مفرد بعوضہ ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ حقیقت کے بیان کی خاطر مجھریا جیسے حشرہ کی مثال دینے سے نہیں شرماتا۔

ان اللہ لا يستحي ان يضرب مثلاً ما بعوضه فما فوقها "استحياء" حیا سے ہے جسکا معنی جھجکنا یا شرمانا ہے۔ بعوضہ کا معنی مجھریا ہے۔

۳۔ شرم و حیا اس بات کا باعث نہیں ہونی چاہیئے کہ انسان دینی حقائق ہی بیان نہ کرے۔ ان اللہ لا يستحي ان يضرب مثلاً ما بعوضه خداوند متعال کے افعال اسکے علم و حکمت کے لایزال منبع سے صادر ہوتے ہیں۔ پروردگار متعال کے جو افعال قرآن حکیم میں بیان ہوئے ہیں ہمیں ان کی پیروی کرنی چاہیئے (سوائے ان افعال کے جو ہمارے لئے ممکن نہیں ہیں جیسے خلق کرنا) لہذا اس جملہ "لا يستحي" سے یہ درس ملتا ہے کہ حقائق بیان کرنے میں ہمیں شرم نہیں کرنی چاہیئے۔

۵۔ قرآن حکیم کی مثالیں حق (حقیقت بیان کرنے والی) اور سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ فیعلمون انہ الحق من ربهم

۶۔ قرآن مجید کی مثالیں مومنین کے لئے تربیت و رشد کا باعث ہیں۔ فیعلمون انہ الحق من ربهم
۷۔ اہل ایمان قرآنی مثالوں کی حقانیت اور ان کے آسمانی ہونے کا ادراک رکھتے اور اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ فاما الذین آمنوا فیعلمون انہ الحق من ربهم

۸۔ مچھریا اس طرح کی مثال کو کفار نامعقول اور اللہ تعالیٰ کی شان سے ماوراء خیال کرتے ہیں۔ و اما الذین کفروا فیقولون ما ذا اراد اللہ بهذا مثلاً چونکہ کفار قرآن مجید کے منکر تھے لہذا اس جملہ "ما ذا اراد اللہ بهذا مثلاً" سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پروردگار عالم کا ان مثالوں سے ہدف کیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کفار ان مثالوں پر یقین رکھتے تھے کہ یہ "من جانب اللہ" ہیں لیکن ان کی توجیہ و تاویل نہیں کر سکتے بلکہ انکا مقصود یہ تھا کہ ایسی مثالیں ناپسندیدہ، بے ہدف اور غیر معقول ہیں لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہو سکتیں۔

۹۔ قرآن کریم کی مثل و نظیر لانے کی ناتوانی کفار کے قرآنی مثالوں پر اعتراضات کا سرچشمہ تھی۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا ... ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلاً ما ... و اما الذین کفروا فیقولون ما ذا اراد اللہ بهذا مثلاً

قرآن کریم کا مقابلے کی دعوت دینا (فاتوا بسورة) اور کفار کا اسکی مثل لانے کے بارے میں ناتوانی (ولن تفعلوا) کے بعد ان کا قرآنی مثالوں پر اعتراض کرنا کفار کی بہانہ تراشی کی طرف اشارہ ہے: یعنی چونکہ قرآن کریم کی مثل لانے سے عاجز ہیں اس لئے بہانے اور اعتراض کے پیچھے ہیں (ما ذا اراد اللہ بهذا مثلاً)

۱۰۔ اللہ تعالیٰ قرآنی مثالوں سے بہت ساروں کی ہدایت اور بہت ساروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یضل بہ کثیرا و یهدی بہ کثیرا "یضل" اور "یهدی" کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے اور "بہ" کی ضمیر "مثلاً" کی طرف پلٹتی ہے۔

۱۱۔ فقط فاسقین قرآنی مثالوں کے سبب گمراہی کی طرف کھچے چلے جاتے ہیں۔ و ما یضل بہ الا الفاسقین
 ۱۲۔ انسان کے فسق اور تباہ کاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا گمراہ کرنے کا ارادہ ہے۔ و ما یضل بہ الا الفاسقین
 "بہ" میں "بائی" سببیت یا استعانت کے لئے ہے۔ "یضل" کا فاعل ضمیر ہے جو اللہ، کی طرف لوٹتی ہے اور اس کا مفعول
 "الفاسقین" ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے یا انسانوں کو ہدایت کرنے کا ارادہ ان حالات و عوامل کے ساتھ مشروط ہے جو انسان خود
 فراہم کرتا ہے۔ یضل بہ کثیراً و یهدی بہ کثیراً و ما یضل بہ الا الفاسقین "وما یضل..." یعنی اللہ تعالیٰ قرآنی مثالوں
 سے فقط فاسقوں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ مطلب اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا گمراہ کرنا بے ہودہ و بے معنی
 نہیں بلکہ اس کی جڑ خود انسان کے اختیاری اعمال ہیں۔ درحقیقت یہ گمراہی انسان کے فسق و فجور کا نتیجہ اور اس کی تباہ
 کاری کی سزا ہے۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کے افعال اسباب و عوامل کے ذریعے وجود میں آتے ہیں۔ یضل بہ کثیراً و یهدی بہ کثیراً
 ۱۵۔ انسانوں کی ہدایت اور گمراہی خداوند قدوس کے اختیار میں ہے۔ یضل بہ کثیراً و یهدی بہ کثیراً

۱۶۔ امام صادق علیہ السلام سے ایک روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "أَمَّا ضَرْبُ اللَّهِ الْمَثَلُ بِالْبَعُوضَةِ لِأَنَّ الْبَعُوضَةَ عَلَى
 صَغَرِ حَجْمِهَا خَلَقَ اللَّهُ فِيهَا جَمِيعَ مَا خَلَقَ فِي الْفِيلِ مَعَ كِبَرِهِ وَزِيَادَةِ عَضْوِينَ آخِرِينَ" (۱) اللہ تعالیٰ نے مچھر کی مثال
 بیان فرمائی ہے کیونکہ باوجود اس کے کہ اس کا جسم نہایت چھوٹا ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں وہ سب کچھ خلق فرمایا جو ہاتھی
 میں اتنا بڑا وجود رکھتے ہوئے ہے بلکہ مچھر میں دو اعضاء زیادہ ہیں۔

۱۷۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اِنَّ هَذَا الْقَوْلَ مِنَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ (اِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي...) رد علی من زعم انَّ اللَّهَ
 تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَضِلُّ الْعِبَادَ ثُمَّ يَعْزِبُهُمْ عَلَى ضَلَالَتِهِمْ فَقَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ : اِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي... (۲) اللہ عزوجل کا یہ کلام
 (غالباً آیت کا آخری جملہ مراد ہے) ان لوگوں کے لئے جواب ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو گمراہ کرتا
 ہے اور پھر اس گمراہی پر عذاب کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي..."

(۱) مجمع البیان ج ۱/ ص ۱۶۵، بحار الانوار ج ۹/ ص ۶۴۔

(۲) تفسیر قمی ج ۱/ ص ۳۴، نور الثقلین ج ۱/ ص ۴۵ ح ۶۳۔

اللہ تعالیٰ: اللہ کے اختیارات ۱۵; ارادۃ الہی ۱۳; اللہ تعالیٰ کا گمراہ کرنا ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۷; اللہ تعالیٰ کے افعال ۱۰; اللہ تعالیٰ اور شرم ۳; اللہ تعالیٰ کے افعال کی کیفیت ۱۳; مشیت الہی ۱۵; ہدایت الہی ۱، ۱۳، ۱۵
تربیت: تربیت میں مؤثر عوامل ۶

حدیث: ۱۶، ۱۷

حقائق: حقائق کے بیان کرنے میں شرم ۳; حقائق بیان کرنے کی روش ۲، ۳
رشد: رشد کے عوامل ۶

فاسقین: فاسقین کی گمراہی کے عوامل ۱۱; فاسقین اور قرآنی مثالیں ۱۱
فسق: فسق کے اثرات و نتائج ۱۲

قرآن مجید: قرآنی مثالوں کا گمراہ کرنا ۱۱، ۱۰; قرآنی مثالوں کی حقانیت ۵، ۷; قرآنی مثالوں کا فلسفہ ۵، ۶; قرآنی مثالوں کے فوائد ۱; قرآنی مثالوں کا فہم ۷; قرآنی مثالیں ۱۶، ۲; قرآن مجید پر اعتراضات کا سرچشمہ ۹; قرآنی مثالوں کا سرچشمہ ۵; قرآنی مثالوں کا وحی ہونا ۷; قرآنی مثالوں کا ہدایت کرنا ۱۰; قرآن کی مثل و نظیر گھڑنا ۹

کفار: کفار کا عجز و ناتوانی ۹; کفار اور قرآنی مثالیں ۸

گمراہی: گمراہی کی جڑ ۱۲، ۱۳; گمراہی کا منبع ۱۵

مثالیں: مجبھ کی مثال ۲، ۳، ۸، ۱۶

مؤمنین: مؤمنین کی تربیت ۶; مؤمنین کا رشد ۶; مؤمنین اور قرآنی مثالیں ۷

نفسیات: تربیتی نفسیات ۱

ہدایت: ہدایت کی روش ۱ ہدایت کی جڑیں ۱۳; ہدایت کا سرچشمہ ۱۵

الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ

الْخَاسِرُونَ ﴿٢٧﴾

جو خدا کے ساتھ مضبوط عہد کرنے کے بعد بھی اسے توڑ دیتے ہیں اور جسے خدا نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹ دیتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو حقیقتاً خسارہ والے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے عہد و پیمان کی وفا ضروری و لازم قرار دی ہے۔ الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ "عہد" کا معنی معاہدہ، عہد و پیمان ہے اور عہد اللہ سے مراد ممکن ہے وہ فرائض اور الہی تکالیف ہوں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کے کندھوں پر ڈالی گئی ہیں۔ البتہ اس سے مراد وہ معاہدے بھی ہو سکتے ہیں جن کو وفا کرنا انسان نے اپنے لئے ضروری قرار دیا ہے اور ان معاہدوں کو انسان نے اللہ تعالیٰ سے مربوط کر رکھا ہے جس طرح "اللہ کی قسم ہے" مذکورہ بالا مفہوم پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

۲۔ ان معاہدوں کی پابندی ضروری ہے جو خداوند متعال نے انسانوں کے لئے لازمی قرار دیئے ہیں۔ الذین ینقضون عہد اللہ

۳۔ ان معاہدوں کو وفا کرنا ضروری ہے جو انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ باندھتا ہے۔ الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "عہد اللہ" سے مراد وہ معاہدے ہوں جن کو وفا کرنا انسان اپنے لئے قسم وغیرہ کے ذریعے لازم قرار دیتا ہے "میثاق" مصدر ہے اور اس کا معنی ہے استحکام عطا کرنا۔ "میثاقہ" کی ضمیر "عہد" کی طرف لوٹتی ہے یعنی یہ کہ جب انہوں نے اپنے معاہدے کو مستحکم کر لیا تو اب اسکی وفا پر تاکید کرتے ہیں۔

۳۔ معاہدے کو توڑنا خصوصاً اس پر تاکید کے بعد ایک ناپسندیدہ اور قابل نفرت عمل ہے۔ الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ

۵۔ ان رشتوں یا معاہدوں کو توڑنا جن کو برقرار رکھنے اور وفا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے فرمان دیا ہے ایک ناگوار اور حرام عمل ہے۔ و یقطعون ما أمر اللہ به أن یوصل

"ان" مصدریہ ہے اور "ان یوصل"، "بہ" کی ضمیر کے لئے بدل اور "ما امر اللہ"، ضمیر کا مرجع ہے۔ پس مطلب یوں ہوا: الذی امر اللہ بوصلہ۔ "ما امر اللہ" سے مراد اس طرح کے رشتے ناٹے ہیں: صلہ رحم، اہل ایمان کے درمیان سرپرستی کا رشتہ، برحق رہبروں اور امت اسلامی کے مابین سرپرستی کا تعلق۔

۶۔ زمین پر فساد پھیلانا اللہ تعالیٰ کے محرمات میں سے ہے۔ و یفسدون فی الارض

۷۔ وہ لوگ جو الہی معاہدوں کی پابندی نہیں کرتے یا ان رشتوں ناٹوں کو اہمیت نہیں دیتے جن کی برقراری کا پروردگار نے حکم دیا ہے تو وہ لوگ فاسق ہیں۔ الا الفاسقین۔ الذین ... و یقطعون ما أمر اللہ بہ أن یوصل "الذین"، "الفاسقین" کی تو ضیحی صفت ہے۔

۸۔ زمین پر فساد پھیلانے والے فاسق ہیں۔ الا الفاسقین الذین ... یفسدون فی الارض

۹۔ قرآن حکیم اس طرح کے لوگوں کو گمراہی کی طرف لے جاتا ہے جو الہی معاہدوں کو توڑتے ہیں، ان رشتوں ناٹوں کو توڑتے ہیں جن کی برقراری کا خدا نے حکم دیا ہے اور زمین پر فساد پھیلاتے ہیں۔ و ما یضل بہ الا الفاسقین۔ الذین ... یفسدون فی الارض

۱۰۔ فاسقین خسارے میں ہیں۔ اولئک ہم الخاسرون

۱۱۔ الہی معاہدوں کو توڑنا، ان رشتوں ناٹوں کو توڑنا جن کی برقراری کا پروردگار نے حکم دیا ہے اور زمین پر فساد پھیلانا یہ امور انسان کے لئے حقیقی خسارے کا باعث ہیں۔ الذین ینقضون عہد اللہ ... اولئک ہم الخاسرون

۱۲۔ امام باقر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: "قال لی ابی علی ابن الحسین علیہ السلام ... ایتاک ومصاحبة القاطع لرحمه ... قال اللہ عزوجل "الذین ... یقطعون ما أمر اللہ بہ ان یوصل ... اولئک ہم الخاسرون" (۱)

میرے والد امام سجاد (علیہ السلام) نے مجھے فرمایا ... جو قطع رحم کرتا ہے اسکی ہم نشینی سے پرہیز کرو ... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ... وہ لوگ ... جو اسکو قطع کرتے ہیں جس کے وصل کرنے (ملانے) کا اللہ نے حکم دیا ہے ... یہی لوگ ہیں جو خسارے میں ہیں۔

احکام: ۵، ۶

اللہ تعالیٰ: عہد الہی ۱،۲

انسان: اللہ تعالیٰ کا انسانوں سے عہد ۱،۲

اہل خسارہ: ۱۰، ۱۲

اہل فساد: اہل فساد کا فسق ۸

حدیث: ۱۲

خسارہ: خسارے کے عو امل ۱۱

صلہ رحم: صلہ رحم کی اہمیت ۱۲; صلہ رحم قطع کرنے کا خسارہ ۱۲

عمل: ناپسندیدہ عمل ۳

عہد: وفائے عہد کی اہمیت ۲،۳; اللہ تعالیٰ سے عہد ۳

عہد شکنی: عہد شکنی کے نتائج و اثرات ۹، ۱۱; عہد شکنی کی سرزنش ۳; عہد شکنی کا ناپسندیدہ ہونا ۳

فاسقین: ۸، ۷ فاسقین کا خسارے میں ہونا ۱۰

فساد پھیلانا: فساد پھیلانے کے نتائج و اثرات ۹، ۱۱; زمین پر فساد پھیلانا ۸، ۹; زمین پر فساد پھیلانا حرام ہے ۶

فسق: فسق کے موارد ۸، ۷

قرآن مجید: قرآن مجید کا گمراہ کرنا ۹; قرآن مجید اور عہد شکن لوگ ۹; قرآن کریم اور فساد پھیلانے والے ۹

محرمات: ۵، ۶

ہم نشینی: ناپسندیدہ ہم نشینی ۱۲

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٨﴾

آخر تم لوگ کس طرح کفر اختیار کرتے ہو جب کہ تم بیجان تھے اور خدا نے تمہیں زندگی دی ہے اور پھر موت بھی دے گا اور پھر زندہ بھی کرے گا اور پھر اس کی بارگاہ میں پلٹا کر لے جائے گا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو زندگی عطا فرماتا ہے اور مارتا ہے۔ کنتم امواتاً فاحی کم ثم یمیتکم ثم یحییکم

۲۔ مردہ یا معدوم وجود کا زندہ وجود میں تبدیل ہونا اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔ کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً فاحی کم

۳۔ انسان کا اپنی موت و حیات میں غور و فکر اس کو خدائے واحد پر ایمان اور یقین کی طرف لے جاتا ہے۔ کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً فاحی کم

۳۔ واضح دلائل کے ہوتے ہوئے خدائے متعال کی وحدانیت اور اسکی ذات اقدس کا انکار ایک غیر منطقی اور تعجب آور بات ہے۔ کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً فاحی کم جملہ "کیف تکفرون باللہ" کا استفہام تعجب کے لئے ہے اور جملہ "و کنتم امواتاً فاحی کم" حالیہ ہے جو تعجب کی علت کو بیان کر رہا ہے۔

۵۔ انسان اپنی دنیاوی زندگی سے قبل ایک مردہ اور فاقد حیات وجود تھا۔ کنتم امواتاً فاحی کم

۶۔ انسان کی زندگی دو طرح کی ہے دنیاوی زندگی اور اخروی زندگی فاحی کم ثم یمیتکم ثم یحییکم

بعض مفسرین کے نزدیک "ثم یحییکم" یعنی تمہیں مارنے کے بعد پھر زندہ کرے گا "برزخ کی زندگی کی طرف اشارہ ہے۔ جبکہ بعض مفسرین کے نزدیک اس سے مراد قیامت کے موقع پر مردوں کے زندہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

۷۔ انسانوں کے تکامل معنوی کی انتہا و انجام خداوند متعال کی ذات اقدس ہے اور سب لوگ فقط اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ ثم الیہ ترجعون

۸۔ انسانوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف بازگشت اخروی زندگی میں زندہ ہونے کے بعد ہوگی۔ یحییکم ثم الیہ ترجعون

۹۔ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے

انما اراد اللہ جل ذکرہ بالموت اعزاز نفسہ واذلال خلقہ و قرأ " وكنتم امواتاً فاحی كم ثم يميتكم ثم يحييكم..."^(۱)

اسے جل جلالہ نے انسان کے لئے موت کو قرار دے کر اپنی عزت اور اپنی مخلوق کی ذلت کے اظہار کا ارادہ فرمایا ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "وكنتم امواتاً فاحی كم ثم يميتكم ثم يحييكم..."

اللہ تعالیٰ: خدا کے افعال ۱؛ خدا شناسی کے دلائل ۲؛ عزت خداوندی ۹

اللہ تعالیٰ کی طرف بازگشت: ۸، ۷

انسان: انسان خلقت سے پہلے ۵؛ انسان کی اخروی حیات ۶؛ انسان کی دنیوی زندگی ۶؛ انسان کا انجام ۷؛ انسانی زندگی کا

حقیقی سرچشمہ ۱؛ انسان کی مرگ کا حقیقی منبع ۱

ایمان: توحید پر ایمان ۳؛ ایمان کے عوامل ۳؛ ایمان سے متعلق امور ۳

تفکر: حیات میں تفکر کے اثرات و نتائج ۳؛ موت میں تفکر کے اثرات و نتائج ۳

حدیث: ۹

حیات: اخروی حیات ۸؛ حیات کا سرچشمہ ۲

کفر: کفر کا بے منطق ہونا ۳؛ خداوند متعال کے بارے میں کفر ۳

مختلف امور: تعجب آور امور ۳

موت: فلسفہء موت ۹

(۱) بحار الانوار ج ۳۲/ ص ۳۵۵ ح ۳۳۷۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

﴿٢٩﴾

وہ خدا وہ ہے جس نے زمین کے تمام ذخیروں کو تم ہی لوگوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس نے آسمان کا رخ کیا تو سات مستحکم آسمان بنا دیئے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

۱۔ زمین میں موجود تمام تر نعمتوں کا خالق پروردگار عالم ہے۔ ہو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً جمیعاً کا معنی کل ہے اور یہ "ما" موصولہ کا بدل وقع ہوا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کی نعمتوں کو انسانوں کے استفادے کے لئے خلق فرمایا ہے۔ ہو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً یہ مطلب "لکم" میں موجود لام انتفاع سے استفادہ ہوتا ہے۔

۳۔ انسان زمین کے تمام موجودات سے افضل و اشرف ہے۔ الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً

۳۔ زمین کی نعمتوں سے استفادے کا حق تمام انسانوں کیلئے مساوی ہے۔ ہو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً

۵۔ زمین کی تمام نعمتوں سے استفادہ کرنا حلال ہے۔ ہو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً

۶۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کی نعمات خلق فرمانے کے بعد آسمان کو متعادل و متوازن رکھنے کا سامان فراہم فرمایا۔ ثم استوی الی

السماء فسواهن "استوی" کا مصدر "استوای" ہے۔ اگر "الی" کے ساتھ متعدی ہو تو ارادہ کرنا، متوجہ ہونا کے معانی دیتا

ہے۔ یہ جملہ "فسویٰ هن" پس اللہ نے آسمانوں کو توازن و اعتدال میں قرار دیا "متوجہ ہونے کے ہدف کو بیان کرتا ہے۔

یعنی مطلب یوں ہوگا: استوی الی السماء لتسویتهن، اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی طرف توجہ فرمائی (یا ارادہ فرمایا) کہ

آسمانوں کو اعتدال و توازن میں رکھے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے عالم خلقت میں سات آسمان قرار دیے۔ فسواھن سبع سماوات "سوی" کا مصدر تسویہ ہے جس کا معنی ہے اعتدال کو وجود میں لانا۔ آیہ کریمہ میں یہ فعل دو مفعول کے ساتھ آیا ہے ایک "ھن" اور دوسرا "سبع سماوات" اس اعتبار سے اس کا معنی تصویر (ہونا) بنتا ہے جس میں تبدیل کا مفہوم بھی موجود ہے تو پس معنی یہ بنا: اللہ تعالیٰ نے آسمان کو اعتدال میں قرار دیا اور (پھر) اس کو سات آسمانوں میں تبدیل کر دیا۔

۸۔ اس عالم کے سات آسمانوں میں مکمل اعتدال پایا جاتا ہے اور ان میں ذرہ برابر انحراف یا ناہم آہنگی نہیں ہے۔ فسواھن سبع سماوات

۹۔ آسمانوں کی تخلیق دو مرحلوں میں ہوئی: ایک مرحلہ غیر متوازن، ناشناختہ اور مخلوط جبکہ دوسرا مرحلہ بالکل مشخص، ممتاز اور متوازن تھا۔ اس جملہ "ثم استوی الی السماء" میں لفظ السماء مفرد استعمال ہوا جبکہ جملہ "فسواھن" میں جمع کی ضمیر اس کی طرف لوٹی ہے یہ مطلب ممکن ہے اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ آسمان سات عدد ہونے سے پہلے ایک نامشخص اور مخلوط حالت میں تھے پس اس لفظ "السمائی" کا اطلاق آسمان (مفرد) اور آسمانوں (جمع) دونوں پر ہوتا ہے۔

۱۰۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے وسیع علم کے دائرے میں ہے۔ وھو بکل شیء علیم "علیم" صیغہ مبالغہ ہے اور علم کی بہت زیادہ وسعت پر دلالت کرتا ہے۔

۱۱۔ سات آسمانوں اور زمین کی نعمتوں کی خلقت ایک عالمانہ آفرینش ہے۔ ھو الذی خلق لکم ... و ھو بکل شیء علیم

۱۲۔ زمین اور سات آسمانوں کی موجودات کی تخلیق اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنے کی قوت و طاقت رکھتا ہے۔ ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ ھو الذی خلق لکم ... فسواھن سبع سماوات یہ جملہ "ھو الذی ..." ممکن ہے ماقبل آیت کے ذیل سے مربوط ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا ارتباط آیہ مبارکہ کے ابتدائیہ سے ہو۔ مذکورہ بالا مفہوم پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے مطلق علم اور انتہائی وسیع قدرت و اقتدار پر ایمان قیامت اور مردوں کے زندہ ہونے کے بارے میں ہر طرح کے شک و شبہ کو زائل کر دیتا ہے۔ ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ ھو الذی خلق ... و ھو بکل شیء علیم یہ جملہ "ھو الذی ... سبع سموت: اللہ تعالیٰ کی بے انتہا قدرت کی طرف اشارہ ہے اور

جملہ "وہو بکل شیء: علیم" اللہ تعالیٰ کے لامحدود علم کی طرف اشارہ ہے۔ قیامت اور مردوں کو زندہ کرنے کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرت و علم کا بیان ہر شک و شبہ کو زائل کر دیتا ہے۔

۱۳۔ نعمتوں کے عطا کرنے والے اور ضرورتوں کے پورا کرنے والے پروردگار کا انکار ایک تعجب آور اور غیر منطقی امر ہے۔ کیف تکفرون باللہ ... ہو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ اگر یہ آیت ماقبل آیت کے ابتدائیہ سے مربوط ہو۔

۱۵۔ لامحدود قدرتوں اور علم کے مالک پروردگار کا انکار کرنا ایک تعجب آور اور غیر معقول بات ہے۔ کیف تکفرون باللہ ... ہو الذی خلق لکم ... و ہو بکل شیء علیم

آسمان: سات آسمان ۷؛ آسمانوں کا ایک دوسرے میں مخلوط ہونا ۹؛ آسمانوں کا متوازن ہونا ۶، ۸، ۹؛ آسمان کا متعدد ہونا ۷، ۸؛ آسمانوں کی ایک دوسرے سے جدائی اور امتیاز ۹؛ آسمان کی تخلیق ۱۱، ۱۲؛ آسمانوں کی عالمانہ خلقت ۱۱؛ آسمانوں کی تخلیق کے مراحل ۹

احکام: ۵

اسماء اور صفات: علیم ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا دائرہ علمی ۱۰؛ افعال خداوندی ۷، ۶؛ اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۶، ۲، ۱؛ اللہ تعالیٰ کی عنایات ۱، ۲، ۳، ۵، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کا لامحدود علم ۱۰، ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرت ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ۱۲

امور: تعجب آور امور ۱۵، ۱۳؛ غیر معقول امور ۱۵

انسان: انسان کی دیگر موجودات پر برتری ۳؛ انسانوں کے حقوق ۳؛ انسانوں کی فضیلتیں ۲، ۳

ایمان: ایمان کے اثرات و نتائج ۱۳؛ خدا کے علم پر ایمان ۱۳؛ قدرت خدا پر ایمان ۱۳؛ ایمان کے متعلقات ۱۳

جہان بینی: جہان بینی توحیدی ۱

حقوق: استفادے کا حق ۳

حلال ہونے کا قانون: ۵

شبہات: قیامت کے بارے میں شبہ دور ہونے کے اسباب ۱۳

کفر: کفر کا بے منطق ہونا ۱۵، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کفر ۱۵، ۱۳

مردے: مردوں کا زندہ ہونا ۱۳، ۱۲

موجودات: موجودات کی تخلیق ۱۲

نعمت: نعمت سے استفادہ ۵، ۳؛ دنیاوی نعمتوں کا خالق ۱؛ نعمتوں کی تخلیق ۱۱؛ نعمت کی خلقت کا فلسفہ ۲؛ نعمتوں کا سرچشمہ ۶

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۳۰﴾

اے رسول۔ اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں اور انھوں نے کہا کہ کیا اسے بنائے گا جو زمین میں فساد برپا کرے اور خونریزی کرے گا جب کہ ہم تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں تو ارشاد ہوا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔

۱۔ آسمانوں اور زمین کی نعمت کی خلقت کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلق فرمایا تاکہ اسے منصب خلافت تک پہنچائے۔
خلق لكم ما فى الارض ... و اذ قال ربك للملائكة انى جاعل فى الارض خليفه

آیت نمبر ۳۳ اور دیگر آیات جو حضرت آدم ﷺ کی خلقت کے بارے میں ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ فرشتوں سے اللہ تعالیٰ کی گفتگو حضرت آدم ﷺ کے بارے میں، حضرت آدم ﷺ کی خلقت سے پہلے تھی۔ بنا برائیں یہ جملہ "اننى جاعل فى الارض خليفه" حضرت آدم ﷺ کی خلافت کے علاوہ خلقت پر بھی دلالت کرتا ہے گویا کہ مفہوم یوں ہے: میں چاہتا ہوں ایک "موجود" کو خلق کروں اور اسے خلیفہ قرار دوں۔

۲۔ عالم خلقت کے فلسفہ میں انسان ایک والا مقام رکھتا ہے۔ هو الذى خلق لكم ... ثم استوى الى السماء ... و اذ قال ربك

۳۔ حضرت آدم ﷺ کی خلقت و خلافت سے پہلے فرشتے خلق ہو چکے تھے۔ و اذ قال ربك للملائكة اني جاعل في الارض خليفة

۳۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے مابین انسان کی خلقت و خلافت کے بارے میں بحث ہوئی۔ و اذ قال ربك للملائكة ... قالوا اتجعل فيها من يفسد ... قال اني اعلم ما لا تعلمون

۵۔ خداوند متعال نے انسان کی خلقت و خلافت کے بارے میں اپنی مشیت و ارادے کو فرشتوں سے بیان فرمایا۔ و اذ قال ربك للملائكة اني جاعل في الارض خليفة

۶۔ زمین پر انسان کی خلافت کا فرشتوں سے ایک طرح کا ارتباط ہے۔ و اذ قال ربك للملائكة اني جاعل في الارض خليفة۔ جو انسان کی خلقت و خلافت کا مسئلہ فرشتوں کے سامنے پیش کیا گیا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زمین پر انسان کے وجود کا فرشتوں سے گہرا ارتباط ہے۔

۷۔ انسان کی خلقت سے قبل فرشتوں کو انسان کے فساد و خون ریزی کا یقین تھا۔ قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها و يسفك الدماء "یسفک" کا مصدر "سفک" ہے جس کا معنی گرانا ہے۔ یہ جملہ "من ... يسفك الدماء" وہ ... جو خون گرائے گا" اس طرف کنایہ ہے کہ بہت زیادہ قتل و غارت گری ہوگی۔

۸۔ انسان کے فساد پھیلانے کی پیشن گوئی کی بنا پر فرشتے انسان کو خلافت کا حقدار نہیں سمجھتے تھے۔ قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها و يسفك الدماء

۹۔ قتل اور خونریزی نہایت عظیم گناہ اور فساد گری کا بہت واضح مصداق ہے۔ اتجعل فيها من يفسد فيها و يسفك الدماء فساد گری میں خون ریزی بھی شامل ہے پس "یسفک الدماء" کا "یفسد فیہا" پر عطف، عطف خاص علی العام ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خونریزی اور قتل کا گناہ فساد گری کی دیگر صورتوں سے کہیں زیادہ بڑا ہے جبکہ اس کی تباہی بھی زیادہ ہے۔

۱۰۔ فرشتے خداوند متعال کی تسبیح کرنے والے اور اسکی حمد و ثنا کرنے والے ہیں۔ و نحن نسبح بحمدك و نقدر لك

۱۱۔ فرشتے ادراک اور آگاہی رکھتے ہیں، اپنی رائے کے اظہار کی صلاحیت رکھتے ہیں اور واقعات کی تحلیل و تجزیہ بھی کر سکتے ہیں۔ قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها و يسفك الدماء

۱۲۔ فرشتے خداوند متعال کی تسبیح و ثنا کرنے میں خالص ہیں۔ و نحن نسبح بحمدك و نقدر لك

"لک" تقدس کے علاوہ تسبیح سے بھی متعلق ہے۔ "لک" کے لام سے خلوص کا معنی نکلتا ہے یعنی: تقدس لك لا لغيرك۔
 ۱۳۔ تسبیح پروردگار کے ساتھ اسکی حمد و ثنا بجا لانا ایک اچھی روش ہے۔ و نحن نسبح بحمدك "بحمدك" میں باء کا معنی مصاحبت ہے اور استعانت بھی ہو سکتا ہے۔ مذکورہ بالا معنی پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف و ستائش کرتے ہوئے ایسا کلام یا معانی کا استعمال کرنا چاہئے جس میں ذرہ برابر بھی نقص یا عیب نہ ہو۔ و نحن نسبح بحمدك یہ معنی اسطرح ہے کہ اگر "بائی" کا معنی استعانت ہو پس "تسبیح بحمدك" کا مفہوم یہ ہوگا: حمد و ستائش کے وسیلے سے ہم تیری تسبیح کرتے ہیں اور تجھے منزہ سمجھتے ہیں۔ واضح ہے کہ خداوند متعال کی حمد و ستائش میں تسبیح و تنزیہ کا مفہوم اس وقت ہوگا جب منتخب شدہ الفاظ یا معانی میں کسی طرح عیب یا نقص نہ پایا جاتا ہو۔

۱۵۔ عالم ہستی میں فرشتوں کا اپنے وجود کی جانب متوجہ ہونا اور خود کو خلافت کے لائق جاننا یہ چیز باعث بنی کہ وہ انسان کی تخلیق اور خلافت کا فلسفہ سمجھ نہ پائیں۔ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا... و نحن نسبح بحمدك یہ جملہ "و نحن نسبح بحمدك" حالیہ ہے جو اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ فرشتے علاوہ برائیں کہ انسان کو فتنہ و فساد کے باعث خلافت کا اہل نہ سمجھتے تھے خود کو اس مقام کا لائق جانتے تھے اور زمین کو انسان کی خلافت سے بے نیاز سمجھتے تھے۔

۱۶۔ انسان میں موجود صلاحیتیں اور استعداد تھی جو اس کے خلعت خلقت و خلافت کی شائستگی رکھتی تھیں۔ انی اعلم ما لا تعلمون "ما لا تعلمون" ممکن ہے انسان کی پوشیدہ صلاحیتوں کی طرف اشارہ ہو یا ممکن ہے اس سے مراد وہ علوم اور حقائق ہوں جو فرشتوں سے مخفی یا اوجھل تھے جبکہ فرشتے ان علوم کے حصول و ادراک کی صلاحیت نہ رکھتے تھے۔ مذکورہ بالا مفہوم پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

۱۷۔ انسان میں موجود کمالات اور اعلیٰ اقدار اس کی فتنہ گری و فساد کی تلافی کرنے والے ہیں۔ اتجعل فیہا من یفسد فیہا... قال انی اعلم ما لا تعلمون انسان کے فتنہ و فساد کی پیشین گوئی کو اللہ تعالیٰ نے رد نہیں فرمایا لیکن انسان میں موجود خاص استعداد کی بنا پر اس کو خلافت کا مستحق سمجھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صلاحیت و استعداد انسان کی منفی خصوصیات کی تلافی کرنے والی ہے۔

۱۸۔ فرشتوں کے پاس محدود معلومات اور آگاہی ہے۔ انی اعلم ما لا تعلمون

۱۹۔ فرشتے انسانی کمالات اور اس کی اعلیٰ اقدار سے

نا آگاہ تھے۔ اِنی اعلم ما لا تعلمون

۲۰۔ اعلیٰ انسانی اقدار سے فرشتوں کی نا آگاہی اس بات کا باعث بنی کہ انسان کا فتنہ و فساد ان کے سامنے جلوہ گر ہو اور وہ

انسان کی خلقت و خلافت پر اعتراض کریں۔ اُتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يَفْسِدُ فِيهَا ... قَالَ اِنِيْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

۲۱۔ عالم ہستی کے تمام تر موجودات میں راز و رمپائے جاتے ہیں۔ ان پر اعتراض کرنا ان کے وجود کی حکمت سے عدم

آگاہی اور جہالت کی دلیل ہے۔ اُتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يَفْسِدُ فِيهَا ... قَالَ اِنِيْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

۲۲۔ انسان ایسے علوم اور غیبی حقائق کو سیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے کہ جن کے سیکھنے کی استعداد فرشتے نہیں رکھتے۔

اِنِيْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ یہ مطلب اس بنا پر ہے اگر "ما لا تعلمون" سے مراد آدم علیہ السلام میں چھپی ہوئی صلاحیتیں نہ

ہوں بلکہ مقصود اللہ تعالیٰ کے ہاں موجود علوم اور حقائق ہوں پس آدم علیہ السلام کی خلقت و خلافت کے سلسلے میں "اِنِيْ

اعلم ما لا تعلمون" سے مراد یہ ہے: اللہ تعالیٰ کے ہاں موجود حقائق سے آگاہی ایک اور موجود حاصل کر سکتا ہے جبکہ فرشتے

اس بار کو نہیں اٹھا سکتے اور نہ ہی آئندہ اس کی صلاحیت رکھیں گے۔ صرف انسان ہے جو ان حقائق کو درک کرنے کی

استعداد رکھتا ہے اور ان کا مظہر ہو سکتا ہے اس معنی کی تائید آیت ۳۳ کا یہ جملہ ہے۔ "الم اقل"

۲۳۔ حضرت آدم ﷺ اور ان کی نسل ان انسانوں کی قائم مقام ہے جو ان سے پہلے زمین پر رہتے تھے۔ اِنِيْ جَاعِلٌ فِي

الارض خَلِيْفَةً "خلیفہ" کا معنی جانشین ہونا یا جاگزین ہونا ہے۔ یہ معنی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ انسان جس کا

خلیفہ بن رہا ہے وہ موجود رہا ہو جبکہ آیہ مجیدہ میں بیان نہیں ہوا کہ وہ کون ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس بارے میں مختلف آراء

بیان ہوئی ہیں ان میں سے ایک نظریہ یہ ہے کہ حضرت آدم ﷺ اور ان کی نسل سے قبل زمین پر انسان رہتے تھے، یہ جو

فرشتوں کو یقین ہے کہ انسان فتنہ و فساد پھیلانے گا اس احتمال کی تائید کرتا ہے۔

۲۳۔ حضرت آدم ﷺ سے پہلے زمین کے رہنے والے فسادی اور خونریزی کرنے والے تھے۔ اِنِيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً

قالوا اُتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يَفْسِدُ فِيهَا آیت کا ظاہری مطلب یہ ہے فرشتوں کو خلیفہ بننے والے انسان کے بارے میں یقین تھا

کہ یہ فسادی و فتنہ پرور ہوگا۔ یہ حقیقت ہو سکتا ہے ان دو مطلب کی طرف اشارہ ہو:

- i حضرت آدم ﷺ اور ان کی نسل ماقبل انسانوں کے جانشین ہوں۔

- ii پہلے انسان فسادی اور فتنہ پرور تھے۔

۲۵۔ انسان اس امر کا لائق ہے، شائستگی رکھتا ہے کہ خلیفہ الہی بنے۔

إني جاعل في الارض خليفة بعد والى آيات میں حضرت آدم (ص) کو ایک نمونہ انسان کے طور پر یاد کیا گیا ہے ایک ایسا انسان جو فرشتوں سے برتر ہے، جسے تمام اسماء کا علم عطا کیا گیا اور جس کو حقائق (زمین و آسمان کے غیب) کا علم دیا گیا ہو یہ سب اس بات کا قرینہ ہیں کہ خلافت سے مراد خلافت الہی ہے چونکہ انسان کا ایک ایسی مخلوق کے طور پر تعارف کرایا گیا ہے جو علم الہی کا مظہر ہے۔

۲۶۔ حضرت آدم (ص) کی خلقت و خلافت اور خداوند قدوس کا فرشتوں سے گفتگو کرنا نہایت سبق آموز واقعہ ہے جس میں گہرے نکات ہیں۔ و إذ قال ربك للملائكة... إني أعلم ما لا تعلمون یہاں "اذ" فعل مقدر "اذکر" کا مفعول ہے۔

۲۷۔ حسین بن بشار عن ابی الحسن علی بن موسی الرضا (ص) قال : سألتہ أیعلم الله الشی الذی لم یکن أن لو کان کیف کان یكون او لا یعلم الا ما یكون فقال انّ الله تعالى هو العالم بالاشیاء قبل کون الاشیاء قال الله عزوجل "... إني أعلم ما لا تعلمون" فلم یزل الله عزوجل علمه سابقاً للأشیاء قديماً قبل ان یخلقها^(۱)

حسین بن بشار کہتے ہیں میں نے امام رضا (ص) سے سوال کیا خداوند عالم جانتا ہے کہ جو چیزیں وجود میں نہیں آئیں وہ کیسی ہوں گی یا یہ کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس چیز کے وجود میں آنے کے بعد اسے جانتا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا خداوند عالم اشیاء کے وجود میں آنے سے قبل ان کے بارے میں علم رکھتا ہے۔ اسے عزوجل فرماتا ہے "إني أعلم ما لا تعلمون" میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے" پس اسے تعالیٰ کا علم ہمیشہ اشیاء کی خلقت اور وجود سے ماقبل ہے۔

۲۸۔ پیامبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "دحیت الارض من مكة... وہی الارض التي قال الله "إني جاعل في الارض خليفة..."^(۲) زمین کا پھیلاؤ مکہ سے شروع ہوا اور مکہ وہی سرزمین ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "میں بے شک زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں..."

۲۹۔ عن ابی جعفر محمد بن علی علیہ السلام انه قال فی قول الله عزوجل: و إذ قال ربك للملائكة إني جاعل في الارض خليفة قالوا اتجعل فيها من یفسد فیها و... قال... وإنما قال ذلك بعض الملائكة لما عرفوا من حال من کان فی الارض من الجن قبل آدم...^(۳) اللہ تعالیٰ کے اس کلام "اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کیا (اے رب) تو زمین پر

(۱) توحید صدوق ص ۱۳۶ ج ۸ باب ۱۰، نور الثقلین ج ۱ ص ۵۳ ح ۸۴ (۲) الدر المنثور ج ۱ ص ۱۱۳، بحار الانوار ج ۵۴ ص ۲۰۶ ح ۱۵۶۔

(۳) دعائم الاسلام ج ۱ ص ۲۹۱، بحار الانوار ج ۹۶ ص ۴۷ ح ۳۶۔

ایسے کو خلیفہ قرار دے گا جو فتنہ و فساد برپا کرے گا" کے بارے میں امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض ملائکہ نے ایسا کہا تھا کیونکہ وہ حضرت آدم (ص) کی خلقت سے پہلے زمین پر جنات کا فتنہ و فساد دیکھ چکے تھے۔

۳۰۔ امیر المومنین فرماتے ہیں "...قالت الملائكة سبحانك " أتعجل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك " ... فاجعله منا فانا لا نفسد في الارض ولا نسفك الدماء قال جلّ جلاله ... "إني اعلم ما لا تعلمون" انی ارید ان اخلق خلقا بیدی اجعل ذریته انبیاء مرسلین وعباداً صالحین و آئمة مهتدین اجعلهم خلفائی فی ارضی ..."^(۱) ملائکہ نے عرض کیا پروردگار تو پاک و منزہ ہے کیا تو زمین پر ایسے کو قرار دے گا جو اس میں فتنہ و فساد برپا کرے گا اور خون ریزی کرے گا جبکہ ہم تیری حمد و ثنا سے تیری تسبیح بجا لاتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں... پس ہم میں سے خلیفہ قرار دے کیونکہ نہ تو ہم زمین پر فساد برپا کریں گے اور نہ ہی خون ریزی کریں گے تو اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے میں چاہتا ہوں کہ ایسی مخلوق کو خلق کروں جس کی نسل سے انبیاء مرسل علیہم السلام ، صالح بندے اور ہدایت یافتہ آئمہ وجود میں آئیں اور (پھر) انہی کو زمین پر اپنا خلیفہ قرار دوں۔

۳۱۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ (ص) نے فرمایا: "إن الملائكة ... قالوا نحن نقدسك و نطيعك و لا نعصيك كغيرنا قال فلما اجیبو بما ذکر فی القرآن علموا انهم تجاوزوا ما لهم فلاذوا بالعرش استغفاراً..."^(۲)

ملائکہ نے کہا ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں، تیری اطاعت کرتے ہیں اور نہ ہی تیری نافرمانی کرتے ہیں جیسے دوسرے کرتے ہیں۔ امام (ص) فرماتے ہیں جیسا کہ قرآن میں آیا ہے فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کا جواب سنا تو سمجھ گئے کہ انہوں نے اپنی حد سے تجاوز کیا ہے پس انہوں نے طلب مغفرت کے لئے عرش الہی کی پناہ لے لی۔

۳۲۔ امام علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: "او کل علم یحتمله عالم؟ إنّ الله تعالى قال لملائكته "إني جاعل في الارض خليفة قالوا أتعجل فيها من يفسد فيها ... " فهل رأيت الملائكة احتملوا العلم؟ ..."^(۳) کیا ہر علم عالم کے لئے قابل تحمل ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں سے فرمایا: میں زمین پر خلیفہ بنا رہا ہوں تو انہوں نے کہا کیا تو ایسے کو قرار دے گا جو زمین پر فتنہ و فساد برپا کرے گا... کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ علم فرشتوں کے لئے قابل تحمل تھا؟...

(۱) علل الشرائع ج/۱ ص ۱۰۵، باب ۹۶، نور الثقلین ج/۱ ص ۵۱ ح ۸۰ (۲) تفسیر تیان ج/۱ ص ۱۳۶، نور الثقلین ج/۱ ص ۵۴ ح ۸۶۔

(۳) بحار الانوار ج/۲ ص ۲۱۱ ح ۱۰۶، نور الثقلین ج/۱ ص ۵۱ ح ۷۹۔

آسمان: آسمانوں کی خلقت ۱

اللہ تعالیٰ: افعال الہی ۱؛ اللہ کی تقدیس و پاکیزگی کا بیان ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۱؛ اللہ تعالیٰ کو معدوم اشیاء کا علم ہونا ۲۷؛
اللہ تعالیٰ کا علم ۲۷؛ مشیت و مقدرات الہی ۵

اللہ تعالیٰ کا خلیفہ: ۲۵، ۳۰

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کے فضائل ۳۰

انسان: انسانی کمال کے اثرات و نتائج ۱۷؛ انسانی صلاحیتیں اور استعداد ۲۲، ۱۷، ۱۶، ۲۵؛ انسان کا فساد برپا کرنا ۷، ۸،
۱۷، ۲۳؛ حضرت آدم ﷺ سے پہلے کے انسان ۲۳، ۲۳؛ انسان کی ملائکہ پر برتری ۲۲؛ انسان کی تاریخ ۲۳؛ انسان کی خلافت
۱، ۳، ۵، ۶، ۸، ۱۶، ۲۰، ۲۳، ۲۵؛ انسان کی خلقت ۳، ۵، ۱۶، ۲۰؛ انسانی خونریزی ۷، ۲۳؛ انسان کے فضائل ۱۶، ۱۷،
۱۹، ۲۰؛ انسان کی خلقت کا فلسفہ ۱، ۳۰؛ انسان کا کمال ۱۹؛ انسان کے درجات ۲، ۲۵؛ انسان کی خصوصیات ۲۲

تاریخ: تاریخ سے عبرت لینا ۲۶؛ تاریخ کے فوائد ۲۶

تسبیح: اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے آداب ۱۳؛ تسبیح خداوندی ۱۰، ۱۲

جنات: جنات کا فساد برپا کرنا ۲۹؛ جنات کی تاریخ ۲۹

جہالت: جہالت کے اثرات و نتائج ۲۱

جہان بینی یا (نظریہء کائنات): توحیدی جہان بینی ۱

حضرت آدم ﷺ: آدم (ص) کی تاریخ خلقت ۳؛ حضرت آدم (ص) کے واقعہ کی تعلیمات ۲۶؛ حضرت آدم (ص) کی

خلافت ۳، ۲۳، ۲۶؛ حضرت آدم ﷺ کی خلقت ۲۶

حمد: حمد الہی کے آداب ۱۳؛ خدا تعالیٰ کی حمد ۱۰، ۱۲، ۱۳

روایت: ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲

زمین: زمین کا نقطہ آغاز ۲۸؛ زمین کی تاریخ ۲۸؛ زمین کا پھیلاؤ ۲۸

صالحین: صالحین کے فضائل ۳۰

عبرت: عبرت کے عوامل ۲۶

علم: پسندیدہ علم ۳۲

فساد برپا کرنا: فساد برپا کرنے کے موارد ۹

قتل: قتل کا گناہ ۹

گناہان کبیرہ: ۹

مکہ معظمہ: مکہ معظمہ کے فضائل ۲۸

ملائکہ: ملائکہ کی جہالت کے اثرات و نتائج ۲۰; ملائکہ کا اخلاص ۱۲; ملائکہ کا ادراک ۱۱; ملائکہ کا پناہ طلب کرنا ۳۱; ملائکہ کی صلاحیت ۲۲; ملائکہ کا استغفار کرنا ۳۱; ملائکہ کی بصیرت ۱۵; ملائکہ کی پیشین گوئی ۸; ملائکہ کی خلقت کی تاریخ ۳; ملائکہ کی تسبیح ۱۰، ۱۲; ملائکہ کا نا آگاہ ہونا ۱۹; ملائکہ کو علم غیب ہونا ۴; ملائکہ کا علم ۱۱; ملائکہ کی اسد سے گفتگو ۳، ۵، ۲۶; ملائکہ کے علم کا دائرہ کار ۱۸; ملائکہ اور انسان کی خلقت ۱۵، ۲۰; ملائکہ اور انسان کی خلافت ۲۰، ۱۵، ۸، ۶

موجودات: موجودات کا راز ۲۱; موجودات کی خلقت کا فلسفہ ۲۱; حضرت ادم علیہ السلام سے پہلے کی موجودات ۲۹

نعمت: نعمت کا سرچشمہ ۱

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۱﴾

اور خدا نے آدم کو تمام اسماء کی تعلیم دی اور پھر ان سب کو ملائکہ کے سامنے پیش کر کے فرمایا کہ ذرا تم ان سب کے نام تو بتاؤ اگر تم اپنے خیال استحقاق میں سچے ہو۔

۱۔ اسد تعالیٰ نے حضرت ادم علیہ السلام کو مخصوص علوم کے حصول کی وسیع استعداد عطا فرمائی اور ان کے تمام حقائق اور اسماء تعلیم فرمائے۔ وعلم ادم الا اسماء کلہا جملہ "علم ادم" ایک مقدر جملے پر عطف ہے جو انتہائی واضح ہونے کی بنا پر کلام میں نہیں آیا۔ یہ جملہ "انّی جاعل..." کے قرینے سے یہ ہو سکتا ہے: فخلق ادم جدیداً للخلافة و...

۲۔ انسان کی افرینش کی حکمت اور زمین پر اس کی خلافت کی لیاقت اس میں ہے کہ وہ عالم ہستی کے حقائق سیکھنے کی توانائی رکھتا ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ... وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّہَا

۳۔ انسان کا سب سے پہلا استاد خداوند قدوس ہے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّہَا

۳۔ علوم اور معارف کے سیکھنے میں اشیاء کی علامتیں یا ان کے نام بہت بنیادی کردار رکھتے ہیں۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّہَا "الاسماء" سے مراد عالم ہستی کے حقائق ہیں نہ فقط ان کے نام اور علامتیں۔ پس عالم ہستی کے حقائق کو ناموں اور علامتوں سے تعبیر کرنا اس بات کی علامت ہے کہ چیزوں کے نام، علوم و معارف کی دنیا میں بہت اہم کردار کے حامل ہیں

۵۔ حضرت ادم ﷺ کو جو حقائق تعلیم دیئے گئے ہیں وہ ذی شعور اور عاقل مخلوقات کے بارے میں تھے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّہَا ثُمَّ عَرَضَہُمْ عَلٰی الْمَلٰٓئِکَۃِ "ہم" کی ضمیر معمولاً با شعور اور عاقل موجودات کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ بنا بریں مذکورہ بالا مفہوم اس بنا پر ہے کہ "ہم" کی ضمیر "الاسماء" کی طرف لوٹتی ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے موجودات عالم ہستی کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور ان سے چاہا کہ ان کے نام بیان کرے۔ ثُمَّ عَرَضَہُمْ عَلٰی الْمَلٰٓئِکَۃِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ ہٰٓؤُلَآءِ "اَنْبِئُوْا" فعل امر ہے اور اس کا مصدر "انباى" ہے جس کا معنی ہے خبر دینا۔

۷۔ فرشتوں کا دعویٰ تھا کہ وہ حضرت ادم ﷺ سے برتر ہیں۔ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ ہٰٓؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔ فرشتوں کا حضرت ادم ﷺ کی خلقت و خلافت پر اعتراض کرنے کے بعد یہ کہنا "وَنَحْنُ نَسْجِدُ..." اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ "صادقین" سے متعلق چیز فرشتوں کی ادم ﷺ پر برتری تھی۔ گویا مفہوم یہ ہوگا: اگر سچ کہتے ہو کہ تم ادم سے برتر اور مقام خلافت کے زیادہ لائق ہو تو...

۸۔ عالم ہستی کے حقائق کا علم اعلیٰ اقدار میں سے ہے۔ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّہَا

۹۔ حضرت ادم ﷺ کی بہت زیادہ آگاہی فرشتوں پر برتری کا راز تھا۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّہَا... اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ

۱۰۔ عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ عَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَالَتْہُ عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّہَا" مَاذَا عَلَّمْہُ؟ قَالَ الْاَرْضِیْنَ وَالْجِبَالَ وَالشَّعَابَ وَالْاَوْدِیَہُ ثُمَّ نَظَرَ اِلٰی بَسَاطٍ تَحْتِہُ فَقَالَ وَہٰذَا الْبَسَاطُ مِمَّا عَلَّمْہُ^(۱)

ابو العباس کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام "اور اللہ نے ادم کو تمام کے تمام اسماء سکھائے" کے بارے میں میں نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ خداوند متعال نے حضرت ادم علیہ السلام کو کیا سکھایا؟ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: زمین پہاڑ، درے، وادیاں پھر آپ علیہ السلام نے اپنے نیچے بچھی ہوئی بساط (دری) کی طرف نگاہ کی اور فرمایا یہ بساط بھی ان میں سے ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ نے حضرت ادم علیہ السلام کو دیا۔

۱۱۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: **إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَّمَ آدَمَ أَسْمَاءَ حُجَجِ اللَّهِ كُلِّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ وَهُمْ أَرْوَاحٌ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ "أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ"** بَأَنْكُمْ أَحَقُّ بِالْخِلَافَةِ فِي الْأَرْضِ لِتَسْبِيحِكُمْ وَتَقْدِيسِكُمْ مِنْ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَام ^(۱) خداوند متعال نے اپنی تمام حجتوں کا علم حضرت ادم علیہ السلام کو عنایت فرمایا پھر ان کی ارواح کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور پھر فرمایا "مجھے وہ اسماء بتاؤ اگر تم سچے ہو" کہ تم ہی ادم سے زیادہ خلافت کے حق دار ہو اپنی تسبیح و تقدیس کی وجہ سے؟

اقدار: ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حجتیں ۱۱؛ خداوند قدوس کی اہمیت ۳

انسان: انسان کا ادراک ۲؛ انسان کی صلاحیتیں ۲؛ انسان کی خلافت کا فلسفہ ۲؛ خلقت انسان کا فلسفہ ۲؛ انسان کا معلم ۳؛ انسان کی خصوصیات ۲؛ تعلیم: تعلیم کا سرچشمہ ۳

حضرت ادم علیہ السلام: حضرت آدم علیہ السلام کی صلاحیتیں ۱؛ حضرت ادم علیہ السلام کو تعلیم دیئے گئے اسماء ۵؛ حضرت ادم علیہ السلام کی ملائکہ پر برتری ۹؛ حضرت ادم علیہ السلام کو اسماء کی تعلیم دیا جانا ۱، ۱۱، ۱۰، ۵؛ حضرت ادم علیہ السلام کی تخلیق ۱؛ موجودات کا حضرت ادم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا جانا ۱۰؛ حضرت ادم علیہ السلام کا علم ۹؛ حضرت ادم علیہ السلام کی برتری کا فلسفہ ۹؛ حضرت ادم علیہ السلام کا واقعہ ۱؛ حضرت ادم علیہ السلام کی خصوصیات ۱

حقائق: حقائق کے علم کی قدر و قیمت ۸

روایت: ۱۰، ۱۱؛ علم: علم کی اہمیت ۳؛ معلم: سب سے پہلا معلم ۳

ملائکہ: ملائکہ کے دعوے ۷؛ ملائکہ کی بڑائی ۷؛ موجودات کا ملائکہ کے سامنے پیش کیا جانا ۶

موجودات: موجودات کے ناموں کی اہمیت ۳

قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٣٢﴾

ملائکہ نے عرض کی کہ ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے بتایا ہے کہ تو صاحب علم بھی ہے اور صاحب حکمت بھی۔
۱۔ فرشتوں کے سامنے جو حقائق پیش کیئے گئے ان سے وہ نا اگاہ تھے اور اسماء کے بیان کرنے سے عاجز رہے۔
ثم عرضهم على الملائكة ... قالوا سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا

۲۔ خداوند متعال کی ذات اقدس ہر نقص اور عیب سے پاک و منزہ ہے۔ قالوا سبحانك

۳۔ پروردگار عالم کی ذات اقدس منزہ ہے اس امر سے کہ موجودات کے اسرار اور ان کی مخفی گاہ سے اگاہ نہ ہو۔ اُنْثَوْنِي
بِأَسْمَاءِ هُوَ لَا يَأْتِي... قالوا سبحانك لفظ "سبحانك" کا استعمال ایسے موارد میں ہوتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے بارے میں
متکلم کا کلام نقص یا عیب کا وہم و گمان کرے۔ فرشتے چونکہ مقام جواب میں ہیں اس لیے ان کے کلام سے وہم پیدا ہوتا
ہے کہ گویا خداوند متعال ان کے جواب کی پہلے سے اگاہی نہیں رکھتا لہذا "سبحانك" کہنے کا ہدف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس
طرح کے وہم و گمان سے پاک و منزہ ہے۔

۳۔ فرشتوں کا علم و بصیرت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ لا علم لنا الا ما علمتنا

۵۔ خدائے بزرگ و برتر کی ذات اقدس علیم (انتہائی زیادہ جاننے والا) اور حکیم (ایسا زیرک و داناجو امور کو مستحکم
واستوار بنائے) ہے۔ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

"حکیم" کے معانی ہیں قاضی، صاحب حکمت اور امور کو استحکام بخشنے والا۔ اس آیت میں بیان شدہ حقائق سے دوسرا اور
تیسرا معنی زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

۶۔ ذات باری تعالیٰ وہ واحد حقیقت ہے جو لا محدود (مطلق) علم و حکمت کی مالک ہے۔ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

خبر (العلیم الحکیم) پر "ال" کا انا اور جملے

میں ضمیر فصل "انت" کا ہونا حصر پر دلالت کرتا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور دوسروں کی دانش اللہ کی جانب سے عطا اور عنایت ہے۔ لا علم لنا إلا ما علمتنا إنك أنت العليم الحكيم یہ جملہ "انك انت..." اس مطلب کے بعد بیان ہوا ہے کہ فرشتوں کا علم ذاتی نہیں بلکہ وہی ہے پس یہ اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے۔

۸۔ حضرت ادم ﷺ فرشتوں سے برتر اور ان سے زیادہ عالم تھے۔ وعلم ادم الا سماء كلها ... قالوا سبحانك لا علم لنا إلا ما علمتنا

۹۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا (حقائق کے اسماء بیان کرنے کیلئے) حکم دینا افعال الہی کے حکیمانہ اور عالمانہ ہونے کی یاد اوری اور انہیں حضرت ادم ﷺ کی علمی برتری سے آگاہ کرنا تھا۔ أُنَبِّئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ ... قالوا سبحانك إنك أنت العليم الحكيم

۱۰۔ فرشتوں کا اعتراف کرنا کہ انسان کی خلقت عالمانہ اور حکیمانہ تھی اسی طرح اس کا خلافت کیلئے انتخاب درست تھا۔ إنك أنت العليم الحكيم

انسان کی خلافت کیلئے لیاقت میں شک و تردید کے بعد فرشتوں کا خداوند متعال کو علیم و حکیم کہہ کر توصیف و ثنا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ انہوں نے انسان کی عظمت کا اقرار کیا اور اس کی عالمانہ اور حکیمانہ خلقت کا اعتراف کیا۔ اسماء اور صفات : حکیم ۵؛ جلالی صفات ۲، ۳؛ علیم ۵

اللہ تعالیٰ : اللہ تعالیٰ کے مختصات ۶؛ اللہ تعالیٰ کے فعال ۹؛ اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا ۲، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی حکمت ۶، ۹؛ اللہ تعالیٰ اور عدم آگاہی ۳؛ اللہ تعالیٰ کی عنایات ۷؛ علم الہی ۶، ۹؛ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ۷ انسان : انسان کی خلافت ۱۰؛ انسان کی خلقت ۱۰

حضرت ادم ﷺ : حضرت ادم ﷺ کی ملائکہ پر برتری ۸، ۹؛ حضرت ادم ﷺ کا علم ۸، ۹ علم : علم کا سرچشمہ ۷

ملائکہ : ملائکہ کا اقرار ۱۰؛ ملائکہ کا متنبہ ہونا ۹؛ ملائکہ کی نا آگاہی ۱؛ ملائکہ کا عجز ۱؛ ملائکہ کے سامنے موجودات کو پیش کیا جانا ۱، ۹؛ ملائکہ اور انسان کی خلافت ۱۰؛ ملائکہ اور انسان کی خلقت ۱۰؛ ملائکہ کے علم کا سرچشمہ ۳

قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ الْغَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٣٣﴾

ارشاد ہوا کہ آدم اب تم انھیں باخبر کر دو۔ تو جب آدم نے باخبر کر دیا تو خدا نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمان وزمین کے غیب کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو یا چھپاتے ہو سب کو جانتا ہوں۔
۱۔ اللہ تعالیٰ نے ادم ﷺ کو حکم دیا کہ حقائق ہستی میں سے ہر ایک کا نام فرشتوں کے لئے بیان کرے۔ قال یا ادم انبئہم با سماء ہم

۲۔ حضرت ادم ﷺ نے حقائق ہستی کے اسماء فرشتوں کے لئے بیان کیئے۔ فلما انبأہم بأسماء ہم

۳۔ حقائق ہستی کے نام جان لینے کے بعد فرشتوں کو علم ہو گیا کہ اسمان اور زمین غیب رکھتے ہیں۔ فلما انبأہم... قال ألم اقل لكم إني أعلم غيب السماوات والارض

۳۔ حضرت ادم ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور فرشتوں کے لئے فیض الہی کا واسطہ و ذریعہ ہیں۔ یا ادم انبئہم بأسماء ہم فلما انبأہم با سماء ہم

۵۔ حضرت ادم ﷺ فرشتوں کے معلم و استاد۔ قال یا ادم انبئہم با سماء ہم فلما انبأہم با سماء ہم

۶۔ جہان افریش کے متعدد اسمان ہیں۔ انی اعلم غیب السماوات

۷۔ اسمانوں اور زمین (ہستی) میں غیب ہے جو فرشتوں سے مخفی تھا۔ إني أعلم ما لا تعلمون... ألم اقل لكم إني اعلم غيب السماوات والارض

۸۔ اللہ تعالیٰ اسمانوں اور زمین کے غیب سے آگاہ ہے۔ انی اعلم غیب السماوات والارض

۹۔ اللہ تعالیٰ نے ادم کو جو اسماء و حقائق تعلیم فرمائے ان

کا تعلق ہستی کے غیب سے تھا۔ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ... اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ غِیْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ "اَلَمْ اَقُلْ... کیا میں نے تمہیں نہ کہا تھا کہ زمین و اسمانوں کے غیب سے میں واقف ہوں" ظاہراً یہ جملہ اس جملے "اِنِّیْ اَعْلَمُ" کی تفصیل ہے جو ایت ۳۰ کے ذیل میں آیا ہے پس "اَلَمْ تَعْلَمُوْنَ" سے مراد اسمانوں اور زمین کا غیب ہے اور "اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ" کے بعد "وَعَلَّمَ اٰدَمَ..." کا انا اس طرف اشارہ ہے کہ جو نام حضرت ادم علیہ السلام کو تعلیم دینے گئے وہ "اَلَمْ تَعْلَمُوْنَ" کا مصداق ہیں اس گفتگو کی روشنی میں "الاسماء" سے مراد اسمانوں اور زمین کا غیب ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت ادم ﷺ کو (فرشتوں کو اسماء کی تعلیم کا) حکم دینے کا مقصد ادم ﷺ کی فرشتوں پر برتری ثابت کرنا اور ادم ﷺ کی ان پر فضیلت کو سمجھانا تھا۔ قال یا ادم انبئهم باسمائهم بعد والی ایت کے قرینے سے اس بات کو سمجھا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضرت ادم ﷺ کو (فرشتوں کو اسماء کی تعلیم کا) حکم دینے کا مقصد ادم ﷺ کی فرشتوں پر برتری اور فضیلت ثابت کرنا تھا۔

۱۱۔ حضرت ادم ﷺ کی خلقت و خلافت کے وقت فرشتوں کے دل یا ضمیر میں کوئی چیز مخفی تھی جس کو بیان کرنے سے اجتناب کر رہے تھے۔ واعلم ما تبدون وما كنتم تكتمون

۱۲۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے اشکار اور مخفی امور سے آگاہ ہے۔ اَعْلَمُ مَا تَبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ

۱۳۔ فرشتے اپنے امور کو دیگر فرشتوں سے مخفی رکھنے پر قادر ہیں۔ اَعْلَمُ مَا تَبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ

۱۴۔ امام صادق ﷺ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی عَلَّمَ اٰدَمَ اَسْمَاءَ حُجَجِ اللّٰهِ كُلِّهَا فَقَالَ... "اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَاءِ هُمْ فَلَمَّا اَنْبَا هُمْ بِاَسْمَائِهِمْ" وَقَفُوا عَلَى عَظِيْمٍ مِنْزَلَتِهِمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَعَلِمُوا اِنْهُمْ اَحَقُّ بِاَنْ يَكُوْنُوْا خُلَفَاءَ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهِ وَحُجَجِهِ عَلَى بَرِيَّتِهِ وَقَالَ لَهُمْ "اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ غِیْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ اَعْلَمُ مَا تَبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ"... (۱) اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام حجتوں کے اسماء حضرت ادم ﷺ کو تعلیم فرمائے پس فرمایا "ملائکہ کو ان ناموں سے آگاہ کرو پس جب ملائکہ کو ان کے ناموں سے آگاہ کیا" تو ملائکہ ان کی اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم منزلت و مقام سے آگاہ ہو گئے اور یہ جان لیا کہ یہی ہستیاں زیادہ حق رکھتی ہیں کہ اللہ کی زمین پر اس کے خلیفہ ہوں اور اس کی مخلوق پر حجت ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا: "کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ بیشک میں اسمانوں اور زمین کے غیب کو زیادہ جانتا ہوں اور جو کچھ تم اشکار کرتے ہو یا پنہاں کرتے ہو اس سے میں آگاہی رکھتا ہوں"

۱۵_ عن ابی جعفر علیہ السلام اِنَّہ قال فی قول اللہ ... "واعلم ما تبدون وما کنتم تکتُمون" یعنی ما ا بدوہ بقولہم "ا تجعل فیہا من یفسد فیہا و یسفک الدماء ... " و ما کتموہ فقالوا فی انفسہم ما ظننا ان اللہ یخلق خلقاً اکرم علیہ منا (۱) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "اور میں جو کچھ تم اشکار کرتے ہو یا تم چھپاتے ہو بہتر اگاہ ہوں" کے بارے میں فرمایا یعنی (مراد) یہ ہے کہ جو چیز انھوں نے اپنے قول یا کلام سے ظاہر کی وہ یہ تھی "کیا تو ایسے کو زمین میں قرار دے گا جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا" اور جو چیز انھوں نے پنہاں رکھی وہ یہ تھی کہ انھوں نے دل ہی دل میں کہا کی ہمارا گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے کو خلق فرمائے گا جو ہماری نسبت زیادہ اس کے ہاں صاحب عزت و شرف ہوگا۔

اسمان: آسمان کا متعدد ہونا ۶؛ اسمانوں کے غیب ۸، ۳، ۷

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی ۱؛ اللہ تعالیٰ کی حجتیں ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۱۵، ۱۳، ۲، ۸؛ اللہ کے اوامر کا فلسفہ ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے علم کا دائرہ ۱۲، ۸؛ فیض الہی کا ذریعہ ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ۱۳، ۳

حدیث: ۱۵، ۱۳

حضرت ادم ﷺ: حضرت ادم ﷺ کے اشار و جودی ۳؛ حضرت ادم ﷺ اور ملائکہ ۵، ۳، ۲؛ حضرت ادم ﷺ کو تعلیم اسمائی ۹؛ حضرت ادم ﷺ کی ملائکہ پر برتری ۱۰، ۵؛ حضرت ادم ﷺ کو تعلیم دیئے گئے اسماء ۱۳، ۱؛ حضرت ادم ﷺ کی خلافت ۱۱، ۳؛ خلقت ادم ﷺ ۱۱؛ حضرت ادم ﷺ کا علم ۲، ۱؛ حضرت ادم ﷺ کے فضائل ۱۰، ۵؛ حضرت ادم ﷺ کا واقعہ ۵، ۲، ۱؛ حضرت ادم ﷺ کے درجات ۳؛

زمین: زمین کا غیب ۸، ۷، ۳

کائنات (عالم ہستی): کائنات کا غیب ۹

ملائکہ: ملائکہ کو اسماء کی تعلیم ۱۰؛ ملائکہ کا راز ۱۲؛ ملائکہ کا علم ۳؛ ملائکہ کی قدرت و توانائی ۱۳؛ ملائکہ کا دائرہ علم ۷؛ ملائکہ کا معلم ۵؛ ملائکہ اور حقائق کا مخفی کرنا ۱۳، ۱۱؛ ملائکہ پر فیض کا ذریعہ ۳

موجودات: موجودات کے نام ۳، ۲، ۱

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٣٤﴾

اور یاد کرو وہ موقع جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کر لیا۔ اس نے انکار اور غرور سے کام لیا اور کافرین میں ہو گیا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ﷺ کو حقائق ہستی کی تعلیم دینے اور خلافت کے لئے ان کی لیاقت و شائستگی کے ثابت کرنے کے بعد فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم ﷺ کو سجدہ کریں۔ و علّم ادم الاسماء کلھا ... واذقلنا للملائكة اسجدوا لادم

۲۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بعد سب فرشتوں نے حضرت آدم ﷺ کو سجدہ کیا۔ واذقلنا للملائكة اسجدوا لادم فسجدوا

۳۔ ابلیس کو بھی باقی فرشتوں کی طرح حضرت آدم ﷺ کو سجدہ کرنے کا حکم تھا۔ فسجدوا إلا ابليس ابی ...

۳۔ ابلیس نے خداوند متعال کے حکم کی نافرمانی کی اور حضرت آدم ﷺ کو سجدہ نہ کیا۔ واذقلنا للملائكة اسجدوا لادم

فسجدوا إلا ابليس "ابی" کا مصدر "ابائی" ہے جس کا معنی ہے انکار کرنا یا امتناع کرنا۔

۵۔ حضرت آدم ﷺ کا مقام و منزلت فرشتوں سے بالاتر ہے۔ و اذقلنا للملائكة اسجدوا لادم یہ جو فرشتوں کو حکم ہوا

کہ آدم ﷺ کو سجدہ کریں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم ﷺ فرشتوں پر فضیلت و برتری کے حامل تھے۔

۶۔ حضرت آدم ﷺ کی خلافت کا مسئلہ فرشتوں کے سامنے پیش کرنا اور ان کی فضیلت و برتری کو ثابت کرنا اس لئے تھا

تاکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم (حضرت آدم ﷺ کو سجدہ کرنے) کے لئے آمادہ ہوں۔ إذ قال ربك للملائكة إني جاعل في

الارض خليفه ... و اذقلنا للملائكة اسجدوا لادم

۷۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہلے ابلیس فرشتوں کے برابر اور ان کے مقام پر فائز تھا۔ و اذقلنا للملائكة اسجدوا لادم

فسجدوا إلا ابليس

اسے تعالیٰ کا یہ فرمان (قلنا للملائكة اسجدوا) ابلیس کیلئے بھی تھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابلیس فرشتوں کے مقام و منزلت پر فائز تھا اس طرح کہ یا تو فرشتوں کے زمرے میں تھا یا پھر واقعا خود بھی فرشتہ تھا مذکورہ بالا مفہوم پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

۸۔ ابلیس فرشتوں کے زمرے میں تھا۔ * اذ قلنا للملائكة اسجدوا لادم فسجدوا إلا ابلیس

۹۔ ابلیس کا تکبر اور اپنی بڑائی کا تصور حضرت ادم ﷺ کو سجدہ سے انکار کا باعث ہوئے۔ فسجدوا إلا ابلیس ابی واستکبر

۱۰۔ ابلیس اپنی بڑائی کے تصور اور اسے تعالیٰ کی نافرمانی کے ذریعہ کافروں میں سے ہو گیا۔ ابی واستکبر وکان من الکافرین

۱۱۔ تکبر اور اپنی بڑائی کے خیال سے اسے تعالیٰ کی نافرمانی کرنا کفر کا موجب ہے۔ ابی واستکبر وکان من الکافرین

۱۲۔ ابلیس کو تکویناً اختیار حاصل تھا کہ اس کی اطاعت کرے یا اس کی معصیت کا انتخاب کرے۔ فسجدوا إلا ابلیس ابی واستکبر

۱۳۔ جس وقت ابلیس نے خداوند متعال کی نافرمانی کی اس وقت ابلیس کے علاوہ بھی کفار موجود تھے۔ * وکان من الکافرین

۱۴۔ سجدہ خود سے، فی نفسہ مسجود کی پرستش پہ دلالت نہیں کرتا۔ واذ قلنا للملائكة اسجدوا لادم

یہ بہت واضح ہے کہ خداوند قدوس نے ہرگز کسی کی یا کسی چیز کی (اپنے علاوہ) عبادت کا نہ حکم دیا ہے اور نہ دے گا بنا بریں فرشتوں کا حضرت ادم ﷺ کو سجدہ کرنا ادم ﷺ کی پرستش و عبادت نہ تھا۔ پس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سجدہ کرنا بذات خود بندگی و عبادت شمار نہیں ہوتا بلکہ وہ سجدہ پرستش اور عبادت شمار ہوتا ہے جس میں مسجود کو اپنا رب تصور کیا جائے۔

۱۵۔ اپنی بڑائی کا تصور اور تکبر ناپسندیدہ اور شیطانی خصلتوں میں سے ہے۔ ابی واستکبر

۱۶۔ حضرت ادم ﷺ کو فرشتوں کا سجدہ کرنا اور ابلیس کا انکار کرنا ایک سبق آموز اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یاد رکھنے والا واقعہ ہے۔ وإذ قلنا للملائكة... وکان من الکافرین "اذکر" سیکھو اور ہمیشہ یاد رکھو "اس کا مفعول "اذ" ہے۔

۱۷۔ امام صادق ﷺ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "ان الله تبارك و تعالیٰ امر الملائكة بالسجود لادم... فقيل له فكيف وقع الامر على ابليس و انما امر الله الملائكة بالسجود لادم؟ فقال كان ابليس منهم بالولاء ولم

یکن من جنس الملائكة... (۱) اسے تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ ادم ﷺ کو سجدہ کریں... آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یہ حکم ابلیس کو کیسے شامل ہوا جبکہ اسے تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمان دیا تھا؟ امام ﷺ نے فرمایا ابلیس فرشتوں میں سے نہیں تھا بلکہ "بالولائی" ان میں سے شمار ہوتا تھا۔

۱۸۔ موسیٰ بن ابی بکر واسطی کہتے ہیں: "سألت أبا الحسن موسى عليه السلام عن الكفر والشرك ايهما اقدم ... فقال لي: الكفر اقدم وهو الجحود قال لابلوس" أبي واستكبر وكان من الكافرين" (۲) امام کاظم ؑ سے میں نے سوال کیا کفر قدیمی تر ہے یا شرک تو امام ؑ نے ارشاد فرمایا کفر زیادہ قدیمی ہے اور اس کا معنی انکار ہے اللہ تعالیٰ نے ابلوس کے بارے میں فرمایا "اس نے انکار کیا (نافرمانی کی) اور تکبر اختیار کیا اور کافروں میں سے ہو گیا"

۱۹۔ امام سجاد ؑ سے روایت ہے "...فاول ما عصى الله به الكبر وهى معصية ابليس حين أبى واستكبر وكان من الكافرين ... " (۳) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا اولین سبب تکبر تھا اور یہ نافرمانی ابلوس کی تھی جب اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا ...

۲۰۔ عن على ابن الحسين عليه السلام فى قوله "إسجدوا لادم فسجدوا" ... إنها كانت عصابة من الملائكة و هم الذين كانوا حول العرش ... و هم الذين امروا بالسجود... (۴) امام سجاد علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "اسجدوا لادم فسجدوا" کے بارے میں روایت ہے کہ آپ ؑ نے فرمایا: وہ (جن کو سجدے کا حکم دیا گیا) ملائکہ کے کچھ گروہ تھے جو عرش الہی کے اطراف میں تھے ... یہی وہ فرشتے تھے جن کو سجدہ کا حکم دیا گیا۔

۲۱۔ امیر المومنین ؑ نے فرمایا: "اول بقعة عبد الله عليها ظهر الكوفة لما امر الله الملائكة ان يسجدوا لادم فسجدوا على ظهر الكوفة" (۵) سب سے پہلی مقدس جگہ جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوئی وہ سرزمین کوفہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ ادم ؑ کو سجدہ کریں تو انھوں نے ادم کو سرزمین کوفہ پر سجدہ کیا۔

۲۲۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "...ان الله تبارك و تعالى خلق ادم فأودعنا صلبه و امر الملائكة بالسجود له تعظيماً لنا و اكراماً وكان سجودهم لله عزوجل عبودية ولادم اكراماً و طاعة لكوننا فى صلبه" (۶)

(۱) تفسیر قمی ج ۱/ ص ۳۵، نور الثقلین ج ۱/ ص ۵۵/ ح ۹۳- (۲) تفسیر عیاشی ج ۱/ ص ۳۴/ ح ۱۹، نور الثقلین ج ۱/ ص ۵۷/ ح ۹۹۔

(۳) کافی ج ۲/ ص ۱۳۰/ ح ۱۱، نور الثقلین ج ۱/ ص ۶۰/ ح ۱۱۱- (۴) تفسیر عیاشی ج ۱/ ص ۳۰/ ح ۷، تفسیر برہان ج ۱/ ص ۷۴/ ح ۶۔

(۵) تفسیر عیاشی ج ۱/ ص ۳۴/ ح ۱۸، تفسیر برہان ج ۱/ ص ۷۹/ ح ۱۶۔

(۶) عیوان الاخبار الرضا ؑ ج ۱/ ص ۲۶۳/ ح ۲۶ باب ۲۶، نور الثقلین ج ۱/ ص ۵۸/ ح ۱۰۱۔

خداوند متعال نے حضرت ادم ؑ کو خلق فرمایا پھر ہمیں حضرت ادم ؑ کی صلب میں قرار دیا پھر ملائکہ کو امر فرمایا کہ ہماری تعظیم اور اکرام کی خاطر سجدہ کریں اور ان کا سجدہ اللہ عزوجل کی عبادت کے لئے اور حضرت ادم ؑ کی اطاعت و اکرام کے لئے تھا کیوں کہ ہم ان کی صلب میں تھے۔

ابلیس: ابلیس کے تکبر کے اثرات و نتائج ۱۰، ۹؛ ابلیس کی معصیت کے اثرات و نتائج ۱۰؛ ابلیس کافروں میں سے ۱۰؛ ابلیس ملائکہ میں سے ۸؛ ابلیس معصیت سے پہلے ۷؛ ابلیس اور حضرت ادم ؑ کو سجدہ ۳، ۳، ۹؛ ابلیس کا اختیار ۱۲؛ ابلیس کا تکبر کرنا ۱۸، ۱۹؛ ابلیس کی اطاعت ۱۲؛ ابلیس کی جنس ۱۷؛ ابلیس کی معصیت ۱۳، ۱۲، ۳، ۱۸، ۱۶، ۱۹؛ ابلیس کی معصیت کے اسباب ۹؛ ابلیس کے کفر کے عوامل ۱۰؛ ابلیس کا کفر ۱۸، ۱۳، ۱۹؛ ابلیس کی ذمہ داری ۳؛ ابلیس کے گزشتہ درجات ۷

اخلاق: اخلاقی رذائل ۱۵؛ شیطانی صفات ۱۵

اطاعت: اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی بنیاد ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے اوامر ۱

اہل بیت ؑ: اہل بیت ؑ کی عزت و تکریم ۲۲؛ اہل بیت ؑ کے فضائل ۲۲

تاریخ: تاریخ سے عبرت لینا ۱۶؛ تاریخ کے فوائد ۱۶

ترغیب: ترغیب کے عوامل ۶ (استکبار) تکبر: تکبر کے اثرات و نتائج ۱۱؛ تکبر کی سرزنش ۱۵

حدیث: ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷

حضرت ادم ؑ: حضرت ادم ؑ کی صلاحیتیں ۱؛ حضرت ادم ؑ کے واقعہ کی اہمیت ۱۶؛ حضرت ادم ؑ کی ملائکہ پر

برتری ۵، ۶؛ حضرت ادم ؑ کے واقعہ میں موجود سبق اور تعلیمات ۱۶؛ حضرت ادم ؑ کو اسماء کی تعلیم ۱؛ خلافت ادم ؑ

۱، ۶؛ حضرت ادم ؑ کو سجدہ کرنے کا پس منظر ۶؛ فرشتوں کا حضرت ادم ؑ کو سجدہ کرنا ۶، ۲، ۱، ۱۶، ۲۰،

۲۱، ۲۲؛ حضرت ادم ؑ کا واقعہ ۳، ۲، ۱؛ حضرت ادم ؑ کے درجات ۵، ۱

ذکر: تاریخی واقعات کا ذکر ۱۶

سجدہ: سجدے کی حقیقت ۱۳

سرزمین: کوفہ کی سرزمین ۲۱

عبرت: عبرت کے عوالم ۱۶

کفار: ۱۰، ۱۸، ۱۹ حضرت ادم ؑ کے زمانے کے کفار ۱۳

کفر: کفر کے اسباب ۱۱

معصیت: معصیت کے نتائج ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی معصیت ۱۱، ۱۳

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ

﴿۳۵﴾

اور ہم نے کہا کہ اے آدم اب تم اپنی زوجہ کے ساتھ جنت میں ساکن ہو جاؤ اور جہاں چاہو آرام سے کھاؤ صرف اس درخت کے قریب نہ جانا کہ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

۱۔ خداوند متعال نے حضرت ادم ؑ اور ان کی زوجہ کو حکم دیا کہ جنت میں سکونت اختیار کریں۔ وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

۲۔ حضرت ادم ؑ اور ان کی زوجہ کی بہشت میں سکونت فرشتوں کے حضرت ادم ؑ کو سجدہ کرنے کے بعد تھی۔
وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ ... وَ قُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ

۳۔ حضرت ادم ؑ کی بہشت میں سکونت سے قبل حضرت حوا ؑ کی تخلیق ہو چکی تھی۔ اسکن أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ
۳۔ حضرت ادم ؑ و حضرت حوا ؑ کی بہشت میں سکونت سے قبل شادی ہو چکی تھی۔ يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

۵۔ بہشت کی تمام تر چیزوں سے استفادہ حضرت ادم ؑ اور اپ ؑ کی زوجہ کے لئے مباح تھا۔ وَكَلَامُنَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا

۶۔ جس بہشت میں حضرت ادم ؑ اور حضرت حوا ؑ نے قیام کیا انتہائی آرام دہ اور نعمتوں سے معمور تھی۔
وَكَلَامُنَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا "رغد" کا معنی ہے خیر و برکت سے پُر، پاک اور جس میں آرام و آسائش ہو۔ یہ لفظ "رغدًا" ضمیر "منہا" کے لئے حال واقع ہوا ہے یعنی بہشت سے استفادہ کرو اور اس حالیکہ یہ بہشت خیر و برکت، آرام و آسائش اور ... سے پُر ہے۔

۷۔ بہشت میں ہر کہیں انا جانا حضرت ادم ؑ و حوا ؑ کے لئے ازاد تھا۔ حیث شئما

۸۔ خداوند متعال نے حضرت ادم ؑ و حوا ؑ کو ایک مخصوص درخت سے کھانے سے منع فرمایا۔ ولا تقربا هذه الشجرة

۹۔ ادم ؑ و حوا ؑ ممنوعہ شجر کے نزدیک ہونے سے نہی الہی کے مرتکب قرار پائے۔ ولا تقربا هذه الشجرة
اگر "ولا تقربا۔ نزدیک نہ جاؤ" سے مراد کھانے سے منع کرنا ہو تو "لا تاكلوا۔ نہ کھاؤ،" کی جگہ "لا تقربا" کا استعمال اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ ادم ؑ و حوا ؑ نے شجرہ، ممنوعہ کے نزدیک جانے سے نہی الہی کے ارتکاب کا خطرہ مول لیا۔

۱۰۔ حضرت ادم ؑ و حوا ؑ کی بہشت میں شجرہ ممنوعہ ایک خاص کش رکھتا تھا۔* ولا تقربا هذه الشجرة
یہ جو ادم ؑ و حوا ؑ ممنوعہ درخت کے قریب جانے سے نہی الہی کے مرتکب ہوئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کا پھل اتنا پرکشش تھا کہ اس کے نزدیک جانا ہی اس میں پوری رغبت و تمایل اور اس سے استفادہ کا باعث تھا۔
۱۱۔ جب انسان کو کسی گناہ کے ارتکاب کا خطرہ ہو تو اس گناہ کی حدود اور دائرہ سے بھی دور رہنا چاہئے۔ ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين

۱۲۔ ممنوعہ درخت سے ہر طرح کا استفادہ ادم ؑ و حوا ؑ کے لئے ممنوع تھا۔* ولا تقربا هذه الشجرة
یہ مفہوم اس احتمال کی بنا پر ہے کہ جملہ "ولا تقربا" سے مراد تمام تصرفات اور استعمالات حرام ہوں نہ فقط کھانا جب کہ یہ جملہ اس احتمال سے مانع بھی نہیں بلکہ ایک اچھی توجیہ ہے اس سوال کے مقابلے میں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں نہیں ارشاد فرمایا "ولا تاكلا من هذه الشجرة"

۱۳۔ اللہ تعالیٰ نے ادم ؑ و حوا ؑ کو متنبہ کیا تھا کہ اگر انھوں نے شجرہ ممنوعہ سے کچھ تناول کیا تو ظالموں میں سے شمار ہوں گے۔ ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين

۱۴۔ جس بہشت میں حضرت ادم ؑ و حضرت حوا ؑ تھے وہ

شرعی ذمہ داریوں (تکلیف شرعی) کا گھر تھا۔ اسکن انت و زوجك الجنة ولا تقربا هذه الشجرة

۱۵۔ سکونت کی جگہ، بیوی اور خوراک انسان کی ضروری احتیاجات ہیں۔ اسکن أنت و زوجك الجنة وکلا منها

حضرت ادم علیہ السلام کی خلقت کا سارا ماجرا انسان کی شخصیت، اس کی ضروریات، نفسیات، اور افکار وغیرہ کی ایک کلی تصویر ہے حضرت ادم علیہ السلام وحوّا کا واقعہ محض ایک داستان ہی نہیں بالفاظ دیگر اگر حضرت ادم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام کے بارے میں ان کی جائے سکونت، زوجہ، خوراک کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے تو یہ بطور کلی سب انسانوں کی ضرورت ہے اسی طرح اگر شریعت اور ہدایت کی بات ہوئی ہے تو یہ بھی سب انسانوں کی ضرورت ہے۔

۱۶۔ عورت اور مرد دونوں یہ لیاقت اور شائستگی رکھتے ہیں کہ ان کے ذمے الہی تکالیف (ذمہ داریاں) ہوں اور یہ دونوں خداوند قدوس کی بارگاہ میں جواب دہ ہوں۔ ولا تقربا هذه الشجرة

۱۷۔ انسان ایک ایسا موجود ہے جو قانون کا محتاج اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے شرعی ہدایات کا نیاز مند ہے۔ ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين

۱۸۔ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نافرمانی میں صاحب اختیار ہے۔ ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين

۱۹۔ اللہ تعالیٰ کے فرامین کی نافرمانی کرنا ظلم ہے۔ ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين

۲۰۔ الہی ذمہ داریاں انسان کی مصلحتوں اور مفادات کو پورا کرتی ہیں۔ ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين

۲۱۔ حسین بن میسر کہتے ہیں: سألت أبا عبد الله عن جنة آدم فقال جنة من جنات الدنيا تطلع فيها الشمس والقمر ولو كانت من جنات الآخرة ما خرج منها أبداً^(۱) میں نے امام صادق (علیہ السلام) سے حضرت ادم علیہ السلام کی بہشت کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا دنیا کے باغات میں سے ایک باغ تھا جس میں سورج اور چاند طلوع کرتے تھے اگر یہ آخرت کی بہشت ہوتی تو اس سے ہرگز نہ نکلتے۔

۲۲۔ عن أبي جعفر عليه السلام في قوله "ولا تقربا هذه الشجرة" يعني لا تاكلا منها^(۲) اللہ تعالیٰ کے اس کلام "و لا تقربا هذه الشجرة" کے بارے میں امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے یعنی "اس درخت سے مت کھاؤ"

(۱) کافی ج ۳/ص ۲۴۷/ج ۲، نور الثقلین ج ۱/ص ۶۲/ج ۱۱۸، ۱۱۷۔

(۲) تفسیر عیاشی ج ۱/ص ۳۵/ج ۲۰، مجمع البیان ج ۱/ص ۱۹۴۔

۲۳_ اختلفت فی الشجرة التي نهى عنها ادم عليه السلام ... وقيل هي شجرة الكافور يروى عن علي عليه السلام ...^(۱)
جس شجر سے حضرت ادم ؑ کو منع کیا گیا تھا اس میں اختلاف رائے ہے۔ ... امام علی ؑ سے ایک روایت ہے کہ وہ
کافور کا درخت تھا۔

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی ۱؛ اللہ تعالیٰ کے نواہی ۹؛ اللہ تعالیٰ کی تشریعی ہدایت ۱۴؛ اللہ تعالیٰ کی تنبیہات ۱۳
انسان: انسان کا اختیار ۱۸؛ انسانی مصلحتوں کی تکمیل ۲۰؛ انسانی ضروریات ۱۵، ۱۴
جبر: جبر اور اختیار ۱۸

حدیث: ۲۱، ۲۲، ۲۳

حضرت ادم ؑ: حضرت ادم ؑ بہشت میں ۳؛ حضرت ادم ؑ اور شجرہ ممنوعہ ۸، ۹، ۱۲، ۱۳؛ حضرت ادم ؑ اور
حضرت حوا ؑ کی شادی ۳؛ بہشت میں حضرت ادم کی تکلیف (شرعی ذمہ داری) ۸، ۵، ۱۲؛ حضرت ادم ؑ کی بہشت
میں کھانے والی اشیاء ۵؛ حضرت ادم ؑ کی بہشت میں اسائش ۶؛ حضرت ادم کو ملائکہ کا سجدہ ۲؛ حضرت ادم ؑ کی
بہشت میں سکونت اختیار کرنا ۱، ۲؛ حضرت ادم ؑ کا واقعہ ۱، ۲، ۳، ۹؛ حضرت ادم ؑ کی بہشت میں محرمات ۸؛
حضرت ادم ؑ کی بہشت کا مقام ۲۱؛ حضرت ادم ؑ کی بہشت کی نعمتیں ۶؛ حضرت ادم ؑ کی بہشت کی
خصوصیات ۱۳، ۴، ۶؛ حضرت ادم ؑ کو تنبیہ ۱۳

حضرت حوا ؑ: حضرت حوا ؑ کی بہشت میں تکلیف (شرعی ذمہ داری) ۸، ۵، ۱۲؛ حضرت حوا ؑ اور شجرہ ممنوعہ
۸، ۹، ۱۲، ۱۳؛ حضرت حوا ؑ کی تخلیق ۳؛ حضرت حوا ؑ کا بہشت میں قیام ۱، ۲؛ حضرت حوا ؑ کا واقعہ
۱، ۲، ۳، ۳، ۹؛ حضرت حوا ؑ کو تنبیہ ۱۳ دین: دین کا فلسفہ ۲۰

شجرہ ممنوعہ: شجرہ ممنوعہ سے اجتناب ۲۲؛ شجرہ ممنوعہ سے استفادہ ۱۲؛ شجرہ ممنوعہ سے مراد کیا ہے ۲۳؛ شجرہ ممنوعہ کی
خصوصیات ۱۰

ضروریات: غذا کی ضرورت ۱۵؛ دین کی ضرورت ۱۴؛ جائے سکونت کی ضرورت ۱۵؛ ہدایت کی ضرورت ۱۴ زوجہ کی
ضرورت ۱۵

ظالمین: ۱۳ ظلم: ظلم کے موارد ۱۹، ۱۳

عورت: عورت کی شرعی ذمہ داری ۱۶؛ عورت کی ذمہ داری ۱۶

کافور: کافور کا درخت ۲۳

گناہ: سے اجتناب ۱۱؛ گناہ کے ارتکاب کا خطرہ ۱۱

مرد: مرد کی شرعی ذمہ داری ۱۶؛ مرد کی ذمہ داری ۱۶

معصیت: معصیت الہی ۱۹

فَازَلَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ

إِلَىٰ حِينٍ ﴿۳۶﴾

تب شیطان نے انہیں فریب دینے کی کوشش کی اور انہیں ان نعمتوں سے باہر نکال لیا اور ہم نے کہا کہ اب تم سب زمین پر اتر جاؤ وہاں ایک دوسرے کی دشمنی ہوگی اور وہیں تمہارا مرکز ہوگا اور ایک خاص وقت تک کے لئے عیش زندگانی رہے گا۔

۱۔ شیطان نے حضرت ادم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کو شجرہ ممنوعہ سے استفادہ کی ترغیب دلائی اور اس طرح انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف کھینچ کر لے گیا۔ فازلہما الشیطان عنہا "ازل" کا مصدر "ازلال" ہے جس کا معنی لغزش، تزلزل پیدا کرنا اور گناہ کی ترغیب دلانا ہے۔ عنہا کی ضمیر ممکن ہے "الجنة" کی طرف لوٹتی ہو یعنی شیطان نے ادم و حوا کو گناہ کی طرف ترغیب دلا کر جنت سے دور کر دیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ "عنہا" کی ضمیر "الشجرة" کی گناہ طرف لوٹتی ہو پس مفہوم یہ ہوگا کہ شیطان نے ادم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کو ایسے گناہ کی طرف ترغیب دلائی جس کا منبع شجرہ ممنوعہ تھا مذکورہ بالا مطلب دوسرے احتمال کی بنا پر ہے۔

۲۔ حضرت ادم علیہ السلام و حوا نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جنت میں قیام کی لیاقت کھو دی۔ فاخر جہما مما کانا فیہ

۳۔ شیطان اور اس کا ورغلانا حضرت ادم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کے جنت سے نکلنے کا سبب بنے۔ فاخرجہما مما کانا فیہ

۳۔ حضرت ادم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کے جنت میں قیام و سکونت کی شائستگی و لیاقت سلب ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے نکل کر زمین پر آنے کا حکم فرمایا۔ وَقُلْنَا اهْبِطُوا "اهبطوا" کا مصدر "هبوط" ہے جس کا معنی ہے نیچے انا بعد کے جملے کی روشنی میں "اهبطوا" کا مفعول "الارض" بنتا ہے۔

۵۔ حضرت ادم ؑ و حوا ؑ کی جنت میں سکونت اور ان کی لغزش کے مابین وقت نسبتاً بہت مختصر تھا۔
وقلنا يادم اسكن أنت و زوجك الجنة ... فأزلهما الشيطان عنها "ازلہما" کا ماقبل جملے پر "فا" کے ذریعہ عطف ممکن ہے
اس مطلب کی طرف اشارہ ہو۔

۶۔ شیطان ایک ورغلانے والا عنصر ہے اور انسان فریب کے دام میں آنے والا موجود ہے۔ فأزلهما الشيطان عنها

۷۔ حضرت ادم ؑ و حوا ؑ کی بہشت میں شیطان بھی تھا۔ فأزلهما الشيطان عنها

۸۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ وہ بہشت سے نکل کر زمین پر چلا جائے۔ وقلنا اهبطوا "اهبطوا" جمع کا صیغہ ہے جو اس
بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ خطاب حضرت ادم ؑ و حوا ؑ کے علاوہ دیگر کسی فرد یا افراد کو بھی ہے بعض کا خیال ہے
کہ یہ خطاب شیطان کو بھی تھا۔

۹۔ زمین شیطاں کی جائے سکونت اور قیام گاہ ہے۔ اهبطوا ... ولكم في الارض مستقر یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ اگر
"اهبطوا" کا حکم شیطان کو بھی شامل ہو۔

۱۰۔ دنیاوی زندگی میں انسان اور شیطان ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ اهبطوا بعضکم لبعض عدو اگر "اهبطوا" کا
خطاب حضرت ادم ؑ، حوا ؑ اور شیطان کو ہو تو "بعضکم لبعض عدو" سے مراد یہ ہے کہ شیطان اور انسان ایک
دوسرے کے دشمن ہوں گے۔

۱۱۔ زمین میں انسانوں کی زندگی ہمیشہ ایک دوسرے سے دشمنی سے پُر ہے۔ اهبطوا بعضکم لبعض عدو یہ مفہوم اس بنا پر
ہے کہ اگر "اهبطوا" اور اسی طرح دیگر خطابات سے مراد حضرت ادم ؑ، حوا ؑ اور ان کی نسل ہوں اس
طرح "بعضکم لبعض عدو" سے مراد انسانوں کی آپس میں دشمنی ہے۔

۱۲۔ حضرت ادم ؑ و حوا ؑ کے بہبوط کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل کی آپس میں دشمنی کے بارے میں
بتایا۔ وقلنا اهبطوا بعضکم لبعض عدو

۱۳۔ حضرت ادم ؑ و حوا ؑ کے شجرہ ممنوعہ کا پھل کھانے سے ان کی نسل کی، ابتدائی بہشت میں قیام و سکونت کی
لیاقت و شائستگی سلب ہو گئی * قلنا اهبطوا حضرت ادم ؑ و حوا ؑ کو بہشت سے نکال کر زمین میں قیام کے خطاب
میں اللہ تعالیٰ نے گفتگو کے طبعی تقاضے کے برخلاف حضرت ادم ؑ و حوا ؑ کی نسل کو بھی خطاب فرمایا ہے

اس طرح اس نکتے کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ادم ؑ و حوا ؑ کے شجرہ ممنوعہ سے پھل کھانے کا اثر ان کی نسل پر بھی ہوا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی نسل زمین پر زندگی کرے۔

۱۳۔ شجرہ ممنوعہ سے ادم ؑ و حوا ؑ کا تناول کرنا اس بات کی کی راہ ہموار ہوئی کہ انسانوں کے درمیان دشمنی کے جذبات پیدا ہو گئے۔ * فَأَزَلَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا ... وَقَلْنَا اهْبُطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

۱۵۔ زمین انسانوں کے لیئے ایک وقتی جائے سکونت اور قرار گاہ ہے۔ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ "الحی حین" ایک وقت تک "یہ" متاع "کے علاوہ" مستقر "سے بھی متعلق ہے۔

۱۶۔ زمین پر انسانوں کے سکونت اور قرار کی مدت ان کے لئے نامعلوم ہے۔ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ "حین" کا نکرہ انا اس بات کی علامت ہے کہ انسانوں کیلئے ان کے زمین پر قیام کی مدت نامعلوم ہو اور یہ کہ اس کو نہ جان سکیں گے۔

۱۷۔ زمین انسانوں کے لئے ایک خاص وقت اور نامعلوم مدت تک زندگی کرنے کا ذریعہ ہے۔ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ "متاع" اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کوئی منفعت ہو۔

۱۸۔ جس بہشت میں حضرت ادم ؑ و حوا ؑ تھے وہ جگہ زمین سے برتر اور بالا تر تھی۔ قُلْنَا اهْبُطُوا... وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ يَهْجُرُ "وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ" اس بات پر دلالت کرتا ہے جس بہشت میں حضرت ادم ؑ و حوا ؑ قیام پذیر تھے وہ زمین پر نہ تھی جبکہ "اهبطوا" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ جگہ زمین سے برتر اور بالا تر تھی۔

۱۹۔ رسول اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ (ص) نے ارشاد فرمایا: "إِنَّمَا كَانَ لَبِثَ آدَمُ وَحْوَا فِي الْجَنَّةِ حَتَّىٰ خَرَجَا مِنْهَا سَبْعَ سَاعَاتٍ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا..."^(۱) حضرت ادم ؑ و حوا ؑ کا بہشت میں قیام دنیا کے ایک دن کے سات گھنٹے تھے۔

۲۰۔ رسول خدا (ص) سے روایت ہے کہ آپ (ص) نے ارشاد فرمایا: "يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيَدُ الْأَيَّامِ ... خَلَقَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ وَاهْبَطَ فِيهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ"^(۲) جمعہ کا دن سید الايام (دنوں کا سردار) ہے... اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ادم ؑ کو خلق فرمایا اور اسی دن حضرت ادم ؑ زمین کی طرف بھیجے گئے۔

(۱) تفسیر عیاشی ج ۱/ص ۳۵/ح ۲۱، نور الثقلین ج ۱/ص ۶۴/ح ۱۲۹-۲) خصال صدوق ج ۱/ص ۳۱۶/ح ۹۷، نور الثقلین ج ۱/ص ۶۴/ح ۱۲۸۔

۲۱۔ "عن الصادق عليه السلام... في قوله تعالى ولكم في الارض مستقر ومتاع الى حين قال الى يوم القيامة" (۱) امام صادق عليه السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "ولکم فی الارض مستقر ومتاع الى حين" کے بارے میں روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد قیامت تک زمین پر قیام اور اس سے استفادہ کرنا ہے۔

۲۲۔ امام رضا ﷺ سے روایت ہے "فتسلط عليه (ادم) الشيطان... وتسلط على حوا عليه السلام... فاخرجهما الله عزوجل عن جنته فاهبطهما عن جواره الى الارض... (۲) پس شیطان ادم ﷺ اور حوا ﷺ پر مسلط ہو گیا پس اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی جنت اور اپنے جوار سے نکال کر زمین کی طرف بھیجا۔

۲۳۔ انحضرت (ص) سے روایت ہے کہ آپ (ص) نے ارشاد فرمایا "فاوحى الله تعالى الى جبرائيل ان اهبطهما الى البلدة المباركة مكة فهبط بهما جبرائيل فالقى ادم على الصفا والقى حواء على المروة" (۳) پس اللہ تعالیٰ نے جبرائیل ﷺ کو وحی فرمائی کہ ادم ﷺ و حوا ﷺ کو مکہ کی مبارک سرزمین کی طرف لے جائے پس جبرائیل ﷺ نے حضرت ادم ﷺ کو کوہ صفا پر اور حضرت حوا ﷺ کو کوہ مروہ پر اتارا۔

۲۴۔ رسول گرامی قدر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا "حين امر ادم عليه السلام ان يهبط... هبط ادم وزوجته و هبط ابليس ولا زوجة له... (۴) جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ادم ﷺ کو نیچے اترنے کا حکم فرمایا... ادم ﷺ اور ان کی زوجہ ﷺ نیچے اترائے اور ابلیس بھی اتر لیکن اس کی زوجہ نہ تھی...

۲۵۔ "عن امير المؤمنين في حديث طويل وفيه سأل عن اكرم واد على وجه الارض فقال واد يقال له "سرانديب" ، "سقط فيه ادم من السماء" (۵) امیر المومنین ﷺ سے ایک طویل حدیث میں سوال کیا گیا کہ روئے زمین پر سب سے زیادہ صاحب شرف مقام کون سا ہے؟ حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ جگہ "سرانديب" ہے (لغت نامہ دہخدا کے مطابق یہ جگہ سری لنکا میں ہے) یہاں حضرت ادم ﷺ آسمان سے نازل ہوئے۔

ابلیس: ابلیس کا بہبوط (اترنا) ۲۲

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی ۸، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی تنبیہات ۱۲

(۱) تفسیر قمی ج ۱/ ص ۴۳، نور الثقلین ج ۱/ ص ۶۳/ ۱۲۳... (۲) عیون اخبار الرضا ج ۱/ ص ۳۰۶/ ۶۷، نور الثقلین ج ۱/ ص ۶۰/ ۱۱۲۔

(۳) تفسیر عیاشی ج ۱/ ص ۳۶/ ۲۱، تفسیر بہان ج ۱/ ص ۸۴/ ۱۵- (۴) علل الشرائع ص ۵۴۷/ ۲ باب ۳۴۰، نور الثقلین ج ۱/ ص ۶۶/ ۱۳۷۔

(۵) نور الثقلین ج ۱/ ص ۶۴/ ۱۲۶۔

انسان: زمین پر انسانوں کا استقرار "قیام" ۱۵، ۱۶، ۲۱ انسان کا فریب کھانا ۶؛ انسانوں کے دشمن ۱۰؛ انسانوں کی دشمنی ۱۱؛ انسانوں کی دشمنی کے اسباب ۱۳؛ انسانوں کا مسکن ۱۵
 جمعہ: جمعہ کی فضیلت ۲۰

حدیث: ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۱۹، ۲۰

حضرت ادم ؑ: حضرت ادم ؑ اور ممنوعہ درخت ۱؛ حضرت ادم ؑ کا بہشت سے نکلنا ۲۲، ۳، ۳؛ حضرت ادم ؑ کی اولاد کی دشمنی ۱۲؛ حضرت ادم ؑ کا بہشت میں قیام ۱۹، ۵؛ حضرت آدم ؑ کی نافرمانی ۲؛ حضرت ادم ؑ کی نافرمانی کے عوامل ۱؛ حضرت ادم ؑ کے بہوت کے اسباب ۳، ۳؛ حضرت ادم ؑ کی بہشت کے فضائل ۱۸؛ حضرت ادم ؑ کا واقعہ ۵، ۳، ۱، ۳، ۱۱۲، ۱۹؛ حضرت ادم ؑ کی لغزش ۱، ۵؛ حضرت ادم ؑ کا بہشت سے محروم ہونا ۱۳؛ حضرت ادم ؑ کی نسل کا محروم ہونا ۱۳؛ حضرت ادم ؑ کی بہشت کا مقام ۱۸؛ حضرت ادم ؑ کے اترنے کی جگہ ۲۳، ۲۵؛ حضرت ادم ؑ کی خلقت کا وقت ۲۰؛ حضرت ادم ؑ کا اترنا ۱۲، ۲۲، ۲۳

حضرت حوا ؑ: حضرت حوا ؑ کا بہشت سے نکالا جانا ۲۲، ۳، ۳؛ حضرت حوا ؑ اور شجرہ ممنوعہ ۱؛ حضرت حوا ؑ کا جنت میں قیام ۱۹، ۵؛ حضرت حوا ؑ کی نافرمانی ۲؛ حضرت حوا ؑ کے عوامل ۱؛ حضرت حوا ؑ کے اترنے کے عوامل ۳، ۳؛ حضرت حوا ؑ کا واقعہ ۳، ۳، ۱، ۱۲، ۵، ۱۹، ۱۳؛ حضرت حوا ؑ کی لغزش ۵، ۱؛ حضرت حوا ؑ کے اترنے کی جگہ ۲۳؛ حضرت حوا ؑ کا اترنا ۱۲، ۲۲، ۲۳

زمین: زمین کے فوائد ۱۷

زندگی: دنیاوی زندگی ۱۷

سرزمینیں: سرزمین سراندیب ۲۵؛ سرزمین سری لٹکا ۲۵

شجرہ ممنوعہ: شجرہ ممنوعہ سے استفادہ ۱۳، ۱۳

شیاطین: شیاطین زمین پر ۹؛ شیاطین کا مسکن ۹

شیطان: شیطان کے ورغلانے کے نتائج ۳؛ شیطان کا بہشت سے نکالا جانا ۸؛ شیطان کا فریب دینا ۶، ۱؛ شیطان کے

دشمن ۱۰؛ شیطان کا تسلط ۲۲؛ شیطان، حضرت ادم ؑ کی بہشت میں ۷؛ شیطان کا کردار ۶، ۳، ۱؛ شیطان کا اترنا ۸

کوہ صفا: ۲۳ کوہ مروہ: ۲۳ نافرمانی کے نتائج ۲؛ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ۲، ۱

فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٣٧﴾

پھر آدم نے پروردگار سے کلمات کی تعلیم حاصل کی اور ان کی برکت سے خدا نے ان کی توبہ قبولی کر لی کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

۱۔ حضرت ادم علیہ السلام اپنے کینے پر پشیمان ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کے لئے رجوع کیا۔ من ربہ کلمات
۲۔ اللہ تعالیٰ نے انتہائی قدر و قیمت والے کلمات حضرت ادم علیہ السلام کو تعلیم و تلقین فرمائے تاکہ ان کے واسطے سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کریں۔ فتلقى ادم من ربہ کلمات "تلقى" کا مصدر "تلقى" ہے جس کا معنی ہے لے لینا۔ لہذا اس جملے "فتلقى... کا معنی یوں بنتا ہے حضرت ادم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کلمات لے لیتے۔ کلمات کو نکرہ لانا ان کی عظمت و بلندی پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔ حضرت ادم علیہ السلام کی توبہ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے کلمات حاصل کرنا حضرت ادم علیہ السلام کے زمین پر قیام پذیر ہونے کے بعد ہوا۔ *ولکم فی الارض مستقر... فتلقى ادم من ربہ کلمات یہ مفہوم "فتلقى" کی "فاء" سے استفادہ ہوتا ہے جو ترتیب کے معانی دیتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادم علیہ السلام کی توبہ قبول کی، انکا گناہ معاف فرمادیا اور آپ علیہ السلام پر اپنی رحمت نازل فرمائی۔
فتاب علیہ انہ هو التواب الرحیم

۵۔ اللہ تعالیٰ تواب (انتہائی زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے) اور رحیم (مہربان) ہے۔ انہ هو التواب الرحیم
۶۔ اللہ انسان تعالیٰ کی طرف سے گناہ کاروں کی توبہ قبول کرنا اس کی رحمت کا پرتو ہے۔ فتاب علیہ انہ هو التواب الرحیم اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اس کے تواب ہونے کے ساتھ ساتھ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے توبہ قبول کرنے کا سرچشمہ اسکی رحمت ہے یا یہ رحمت اس اعتبار سے ہے کہ حضرت ادم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کلمات تعلیم فرمائے مذکورہ بالا مفہوم پہلے اعتبار کے مطابق ہے۔

۷۔ حضرت ادم علیہ السلام کو کلمات کی تلقین و تعلیم (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس طرح توبہ کی جائے اور اس کی بارگاہ اقدس میں نیاز حاصل کیا جائے) خداوند

قدوس کی رحمت کا حضرت ادم ﷺ پر ایک جلوہ تھا۔ فتلقى ادم من ربه كلمات ... انه هو التواب الرحيم
یہاں "الرحیم" کا جملہ "فتلقى..." کے ساتھ ارتباط کے عنوان سے معنی بیان ہوا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی
رحمت اس بات کا موجب بنی کہ حضرت ادم ﷺ کو کلمات کی تعلیم دی جائے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ اور اس سے گناہوں کی معافی طلب کرنا ضروری ہے۔ فتلقى ادم من ربه كلمات ... انه هو
التواب الرحيم اولین انسان ہونے کے ناطے حضرت ادم ﷺ کی توبہ کا مسئلہ پیش کرنا گویا اس کا مقصد یہ تھا کہ انسان
جب لغزش یا گناہ میں مبتلا ہو تو اس کا فریضہ بیان کیا جائے۔

۹۔ توبہ کیسے کی جائے اور اس کے لئے لازم و ضروری واسطے کیسے تلاش کئے جائیں، یہ واسطے کیسے ہوں یہ سب کچھ دین سے
سیکھنا چاہئے۔ فتلقى ادم من ربه كلمات فتاب عليه مذکورہ بالا مفہوم اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت ادم ﷺ کی
توبہ کی قبولیت (تاب علیہ) کو فاء تفریع کے ساتھ اللہ کی جانب سے کلمات سیکھنے کے بعد استعمال کیا گیا ہے۔

۱۰۔ توبہ کی قبولیت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا یقین گناہگار انسان کو توبہ اور طلب مغفرت کی طرف راغب کرتا ہے۔
فتاب عليه انه هو التواب الرحيم توبہ کی قبولیت کے لئے حرف تاکید "ان" کے استعمال، ضمیر فصل "هو" اور صیغہ مبالغہ
"تواب" کے استعمال سے یہ مطلب اخذ ہوتا ہے کہ گناہگاروں کو طلب مغفرت کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

۱۱۔ ابن عباس کہتے ہیں: "سألت رسول الله عن الكلمات التي تلقىها آدم من ربه فتاب عليه قال سأل بحق
محمد وعلي و فاطمة و الحسن والحسين الا ثبت علي فتاب عليه" (۱) میں نے رسول اللہ (ص) سے ان کلمات کے
بارے میں سوال کیا جو حضرت آدم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے حاصل کئے اور اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی حضرت (ص)
نے ارشاد فرمایا حضرت آدم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو محمد (ص)، علی ﷺ، فاطمہ ﷺ، حسن ﷺ، حسین ﷺ کے واسطے
سے پکارا اور عرض کیا یا اللہ میری توبہ قبول فرما تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ﷺ کی توبہ قبول کی۔

۱۲۔ امام باقر ﷺ سے روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "الكلمات التي تلقىها آدم من ربه فتاب عليه و هدى
قال سبحانه اللهم و بحمدك انى عملت سوءاً و ظلمت نفسى فاغفر لى انك خير الغافرين ... انك انت الغفور
الرحيم" (۲)

(۱) الدر المنثور ج/ ۱ ص ۱۴۷، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۶۷ ح ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۴۷ (۲) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۴۱ ح ۲۵، تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۸۷ ح ۸۔

وہ کلمات جو حضرت آدم ؑ نے اللہ تعالیٰ سے حاصل کیئے پس اللہ نے حضرت آدم ؑ کی توبہ قبول فرمائی اور حضرت آدم ؑ کی ہدایت فرمائی (وہ کلمات یہ تھے) کہا اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور تیری حمد بجا لاتا ہوں بے شک میں نے برا عمل انجام دیا اور اپنے اوپر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے بے شک تو بہترین بخشنے والا ہے... بتحقیق تو بخشنے والا اور رحیم ہے۔

۱۳۔ امام صادق ؑ سے روایت ہے "ان الله تبارك و تعالى لما اراد ان يتوب على آدم ارسل اليه جبرئيل فقال له ... ان الله تبارك و تعالى بعثني اليك لا علمك المناسك التي يريد ان يتوب عليك بها ... ففعل ذلك آدم عليه السلام ... فقال له جبرئيل ان الله تبارك و تعالى قد غفرلك و قبل توبتك ...^(۱) جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ آدم ؑ کی توبہ قبول فرمائے تو حضرت جبرئیل ؑ کو آپ ؑ کی طرف بھیجا جبرائیل ؑ نے آپ ؑ سے کہا... اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ ؑ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ ؑ کو مناسک (جج) کی تعلیم دوں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مناسک کی وجہ سے آپ ؑ کی توبہ کو قبول فرمائے... پس حضرت آدم ؑ نے مناسک کو انجام دیا... پس جبرائیل ؑ نے آپ ؑ سے کہا کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ؑ کو بخش دیا ہے اور آپ ؑ کی توبہ قبول فرمائی ہے۔

استغفار (طلب مغفرت): طلب مغفرت کی اہمیت ۸؛ طلب مغفرت کی بنیاد ۱۰

اسماء اور صفات: تو اب ۵؛ رحیم ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخشش ۳؛ اللہ تعالیٰ کی توبہ ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت ۱۰، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مظاہر ۶، ۷

اہل بیت ؑ: اہل بیت ؑ کے فضائل ۱۱

ایمان: رحمت خدا پر ایمان کے اثرات و نتائج ۱۰

بخشش: بخشش کی درخواست ۸

ترغیب: ترغیب کے عوامل ۱۰

توبہ: توبہ کے آداب ۹، ۷، ۲؛ توبہ کی اہمیت ۸؛ توبہ میں توسل ۲؛ توبہ کا سرچشمہ ۱۰؛ توبہ کی قبولیت ۶

جہان بینی (نظریہ کائنات): جہان بینی اور آئیڈیالوجی ۱۰

حضرت آدم ؑ : حضرت آدم ؑ کی بخشش ۱۳، ۳؛ حضرت آدم ؑ کا طلب مغفرت کرنا ۱۲؛ آدم ؑ کا زمین پر قیام و سکونت ۳؛ حضرت آدم ؑ کو کلمات القاء کرنا ۲، ۳، ۱۱، ۱۲، ۱۳؛ حضرت آدم ؑ کی پشیمانی ۱؛ حضرت آدم ؑ کو توبہ کی تعلیم دینا ۲، ۳، ۴؛ حضرت آدم ؑ کی توبہ ۱۱، ۱۲، ۲، ۱؛ آدم ؑ کی نافرمانی ۱؛ حضرت آدم ؑ کی توبہ قبول ہونا ۳، ۱۳؛ حضرت آدم ؑ کا واقعہ ۱۱، ۳، ۲، ۱؛ حضرت آدم ؑ کی توبہ کی جگہ ۳

دین: دین کی اہمیت و کردار ۹

رحمت الہی: رحمت الہی جن لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے ۴، ۵

روایت: ۱۱، ۱۳، ۱۲

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبَعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۸﴾

اور ہم نے یہ بھی کہا کہ یہاں سے اتر پڑو پھر اگر ہماری طرف سے ہدایت آجائے تو جو بھی اس کا اتباع کر لے گا اس کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا نہ حزن۔

۱۔ حضرت آدم ؑ و حوا ؑ کی نافرمانی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سے چاہا کہ بہشت سے نکل جائیں۔ قلنا اهبطوا منها قلنا اهبطوا" کے آیت ۳۶ اور ۳۸ میں تکرار کے بارے میں چند آراء کا ذکر ہوا ہے۔ اس آیت میں "واو" یا کوئی اور حرف عطف موجود نہیں ہے پس اس امر سے اس بات کی تقویت ہوتی ہے کہ اس آیت میں "قلنا اهبطوا" آیت ۳۶ میں "قلنا اهبطوا" کے لئے تاکید ہے۔

۲۔ شجرہ ممنوعہ سے حضرت آدم ؑ و حوا ؑ کے تناول کرنے سے ان کی نسل بھی ابتدائی بہشت سے محروم ہو گئی۔ قلنا اهبطوا منها جميعاً "اہبطوا" جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت آدم ؑ و حوا ؑ کے علاوہ بھی کوئی ایک یا زیادہ افراد مورد خطاب ہیں اس بارے میں چند آراء کا اظہار ہوا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ دوسرے مخاطبین آدم ؑ و حوا ؑ کی نسل ہے۔ مذکورہ بالا مفہوم

اسی رائے کے مطابق ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو بھی بہشت سے نکال باہر کیا۔ * قلنا اهبطوا منها جميعاً

یہ مفہوم اس احتمال کی بنا پر ہے کہ اگر "اہبطوا" کا حکم حضرت آدم ﷺ و حوا ﷺ کے علاوہ شیطان کو بھی شامل ہو۔

۴۔ حضرت آدم ﷺ و حوا ﷺ اور انکی نسل کو بہشت سے نکلنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی جانب سے ہدایت اور راہنمائی سے بہرہ مند ہونے کی بشارت دی۔ فاما یاتینکم منی ہدی لفظ "انا" ان شرطیہ اور مازاندہ سے ترکیب پایا ہے۔ جملے میں ایک طرف ان شرطیہ اور دوسری طرف مازاندہ اور یاتین میں نون تاکید سے اس کی تاکید کرنا اس امر کا مقتضی ہے کہ جملے کا معنی یہ ہو "اگر میری طرف سے ہدایت ملے کہ جو یقیناً آئے گی..."

۵۔ انسان کو سعادت کے حصول کی خاطر ہدایت اور الہی راہنمائی کی ضرورت ہے۔ فاما یاتینکم منی ہدی

۶۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایات و راہنمائی کی اتباع کرنے والوں کو قیامت کے روز کوئی خوف و خطر نہ ہوگا۔ فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم و لا ہم یحزنون "خوف" نکرہ استعمال ہوا ہے اور حرف نفی کے بعد واقع ہوا ہے جو معنی میں عمومیت پر دلالت کرتا ہے گویا مطلب یوں ہے کسی قسم کا کوئی بھی خوف نہ ہوگا اسی طرح جب فعل منفی ہو تو تمام قر مصداق کے نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے پس "ولا ہم یحزنون" سے مراد یہ ہے کہ کسی طرح کا بھی غم و اندوہ نہ ہوگا۔

۷۔ سرائے آخرت ادیان کے پیروکاروں کے لئے ایک ایسی سرائے ہے جو خوف و پریشانی کے عوامل سے دور اور ہر طرح کے حزن و ملال اور واقعات سے امان میں ہے۔ فلا خوف علیہم و لا ہم یحزنون

بعد والی آیت جس میں کفار کے لئے آخرت میں پاداش کا ذکر ہوا ہے اس کے قرینے سے کہا جاسکتا ہے کہ اس آیت میں اہل ہدایت کی آخرت میں جزا کا ذکر کیا گیا ہے بنا بریں "فلا خوف..." کا تعلق عالم آخرت سے ہے۔

۸۔ گناہ کے وضعی نتائج اللہ تعالیٰ کی جانب سے توبہ کی قبولیت کے باوجود رہتے ہیں۔ فتاب علیہ ... قلنا اهبطوا منها جميعاً فاما یاتینکم منی ہدی حضرت آدم ﷺ کی توبہ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسکی قبولیت کے بعد بھی حضرت آدم ﷺ کو ہبوط کا تاکید سے حکم دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت آدم ﷺ کی توبہ قبول ہونے کے باوجود انکو بہشت میں دوبارہ ان کا مقام نہ مل سکا یہ چیز حکایت کرتی ہے کہ گناہ کی معافی کا لازمہ اسکے وضعی نتائج کا خاتمہ نہیں ہے۔

ادیان: ادیان کے پیروکاروں کی آخرت میں انیت ۷؛ ادیان کے پیروکار قیامت میں ۷؛ ادیان کے پیروکاروں کا اضروی سرور ۷

اللہ تعالیٰ: افعال الہی ۱، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی بشارتیں ۳؛ ہدایت الہی ۵، ۳

انسان: انسان کی معنوی ضروریات ۵

توبہ: توبہ کے نتائج ۸

حضرت آدم ﷺ: آدم ﷺ کی نافرمانی کے نتائج ۲؛ حضرت آدم ﷺ کا بہشت سے اخراج ۱، ۳؛ نسل آدم ﷺ کو بشارت ۳؛ حضرت آدم ﷺ کی نافرمانی ۱؛ حضرت آدم ﷺ کا واقعہ ۳؛ حضرت آدم ﷺ کا بہشت سے محروم ہونا ۲؛ نسل آدم ﷺ کا محروم ہونا ۲؛ حضرت آدم ﷺ کا بہبوط ۱

حضرت حوا ﷺ: حوا ﷺ کی نافرمانی کے نتائج ۲؛ حوا ﷺ کا بہشت سے اخراج ۱، ۳؛ حضرت حوا ﷺ کی نافرمانی ۱؛ حضرت حوا ﷺ کا واقعہ ۳؛ حضرت حوا ﷺ کا بہبوط ۱

سعادت: سعادت کے عوامل ۵

شیطان: شیطان کا بہشت سے اخراج ۳؛ شیطان کا بہبوط ۳

ضروریات: ہدایت کی ضرورت ۵

گناہ: گناہ کے وضعی نتائج ۸

نافرمانی: نافرمانی کے نتائج ۱

ہدایت یافتہ افراد: اہل ہدایت کا آخرت میں امن و امان ۶؛ اہل ہدایت کا اضروی سرور ۶؛ ہدایت یافتہ انسان قیامت میں ۶

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٩﴾

جو لوگ کافر ہو گئے اور انھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ وہیں پڑے رہیں گے۔

۱۔ آیات الہی کا انکار اور تکذیب کرنے والوں کی سزا اور کیفر آتش جہنم ہے۔ والذین کفروا و کذبوا بایاتنا اولئک اصحاب النار "کذبوا" کا مصدر تکذیب ہے جس کا معنی ہے جھوٹی نسبت دینا ہے "بایاتنا" کذبوا کے علاوہ کفروا سے بھی متعلق ہے۔ جملہ "الذین کفروا ... " جملہ "من تبع ... " پر عطف ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت و راہنمائی کو قبول کرنے والے نہیں۔

۲۔ آیات الہی کا کفر اختیار کرنے والے اور جھٹلانے والے ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے۔ اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون

۳۔ دوزخ اور اسکی آگ دائمی اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ ہم فیہا خالدون

۳۔ اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت و راہنمائی کو لوگوں کی طرف ایسے بھیجتا ہے کہ اس ہدایت کے خدائی ہونے کی نشانی و علامت اسکے ہمراہ ہوتی ہے۔ فاما یاتینکم منی ہدی ... الذین کفروا و کذبوا بایاتنا

"آیات" جمع استعمال ہوا ہے اور اسکا معنی ہے نشانیاں اور علامات۔ لفظ "ہدی" اور ما قبل آیہ میں لفظ "ہدای" دلیل ہے کہ آیات سے مراد اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور راہنمائی ہے۔ ہدایت کو آیت سے تعبیر کرنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت کو اس انداز سے پیش فرماتا ہے کہ جس سے اسکی حقانیت آشکار ہو اور اسکا خدائی ہونا ثابت ہو۔

آیات الہی: آیات الہی کو جھٹلانے والوں کی سزا ۱؛ آیات الہی کو جھٹلانے والے جہنم میں ۲

اللہ تعالیٰ: ہدایت الہی کی خصوصیات ۳

اہل جہنم: ۲ جہنم: آتش جہنم ۱؛ آتش جہنم کا ہمیشہ رہنا ۳؛ جہنم کا دائمی ہونا ۳؛ جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہنا ۲
 سزا: سزا کی وجوہات ۱، ۲
 عذاب: اہل عذاب ۱، ۲
 کفار: کفار جہنم میں ۲

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٤٠﴾

اے بنی اسرائیل ہماری نعمتوں کو یاد کرو جو ہم نے تم پر نازل کی ہیں اور ہمارے عہد کو پورا کرو ہم تمہارے عہد کو پورا کریں گے اور ہم سے ڈرتے رہو۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو گراں قدر نعمتوں سے بہرہ مند فرمایا: یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی الی أنعمت علیکم "نعمت" مفرد آیا ہے اس سے مراد خاص نعمت ہو سکتی ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت اور ممکن ہے نعمت کی جنس یا صنف مراد ہو جس میں متعدد نعمتیں شامل ہیں جن کا آیت ۳۷ کے بعد والی آیات میں ذکر ہوا ہے۔ نعمت کی "یائی" متکلم کی طرف اضافت اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نعمت یا نعمتیں بہت عظیم و باشرافت ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے چاہا کہ اسکی نعمتوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یاد رکھیں۔ یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی الی أنعمت علیکم

۳۔ بنی اسرائیل قرآن کریم کے مخاطب قرار پائے اور ان کا فریضہ قرار دیا گیا کہ قرآن حکیم کی پیروی کریں۔
 یا بنی اسرائیل اذکروا

۳۔ نزول قرآن کے زمانے تک بنی اسرائیل ایک قوم و

قبیلے کی شکل میں تھے۔ یا بنی اسرائیل اذکروا حضرت اسحاق ﷺ کے فرزند اور حضرت ابراہیم ﷺ کے پوتے حضرت یعقوب ﷺ کا ایک اور نام اسرائیل تھا یہ جو بنی اسرائیل (فرزندان یعقوب ﷺ) کے عنوان سے ایک گروہ یا جماعت کی شکل میں معروف تھے اور آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی اسی نام سے جانے پہچانے جاتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے زمانہ آغاز سے اس زمانے تک اپنی قومیت کو محفوظ کر رکھا تھا اور قوم قبیلے کی صورت میں رہتے تھے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ اور بنی اسرائیل کے مابین متقابل عہد و پیمان کا وجود۔ اوفوا بعہدی اوف بعہدکم "عہدی" یعنی وہ عہد و پیمان جو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ذمے قرار دیا ہے۔ "عہدکم" سے مراد وہ وعدے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دیئے ہیں اور ان کی انجام دہی کو اپنے لینے ضروری قرار دیا ہے۔

۶۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کے احکام و فرامین میں سے ایک حکم یہ تھا کہ الہی وعدوں کو وفا کریں۔ و اوفوا بعہدی
۷۔ پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے بنی اسرائیل الہی عہد و پیمان سے آگاہ تھے۔ اوفوا بعہدی اوف بعہدکم

۸۔ اللہ تعالیٰ کا وفائے عہد کرنا اس شرط کے ساتھ تھا کہ بنی اسرائیل الہی عہد و پیمان کی پابندی کریں۔ اوفوا بعہدی اوف بعہدکم

۹۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی نصیحتوں میں سے ایک نصیحت یہ تھی کہ فقط خدا سے ڈریں اور اسکے غیر سے خوف زدہ نہ ہوں۔ و ایای فارہبون "رہبہ" کا معنی ڈرنا ہے۔ "ارہبون" میں فعل امر "ارہبوا" اور نون وقایہ مکسور ہے جو اس بات کی حکایت کرتی ہے کہ یہاں "یای متکلم" محذوف ہے یعنی جملہ یوں ہے "و ایای فارہبونی"

۱۰۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو نعمت عطا کرنا والا ہے۔ نعمتی الی انعمت علیکم

۱۱۔ الہی نعمتوں کو یاد رکھنے کی ضرورت۔ اذکروا نعمتی الی انعمت علیکم

۱۲۔ نعمتوں کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کا ہدف اللہ کی یاد میں رہنا اور نعمتوں کو اس کی جانب سے سمجھنا ہے۔

اذکروا نعمتی الی انعمت علیکم "نعمت" کی تو صیف یوں کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا ہے "انعمت علیکم" یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ نعمت کو یاد کرنا نعمت دینے والے کی یاد کا ذریعہ ہونا چاہیئے یعنی نعمت کو یاد کرنے کا لازمہ یہ ہو کہ ہر نعمت میں خدا کو دیکھا جائے۔

۱۳۔ انسانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے معاہدوں کی پابندی ضروری ہے۔ اوفوا بعہدی

۱۴۔ انسانوں کے اس عہد کی وفا کرنا جو خداوند متعال کے ہاں ہے اس سے مشروط ہے کہ انسان الہی عہد و پیمان کو نبھائیں۔ و اوفوا بعہدی اوف بعہدکم

۱۵۔ خداوند متعال ہی اس مقام و عظمت کا مالک ہے جو شائستگی رکھتا ہے کہ اسکی ہی ذات اقدس سے ڈرا جائے۔
و ایای فارہبون

۱۶۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کے غیر سے خوف نہ کھانا اس امر کا موجب بنتا ہے کہ عہد الہی کی پابندی کی جائے۔
اوفوا بعہدی ... و ایای فارہبون

۱۷۔ تاریخ سے آگاہی و واقفیت انسان کے لئے بہت کمردار ساز ہو سکتی ہے۔ یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی الی انعمت علیکم گذشتہ نعمتوں کو یاد کرنا ایک طرح کی تاریخ سے واقفیت ہے جسکی پروردگار عالم نے نصیحت فرمائی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں اور احکامات انسان کی تعمیر ذات اور ہدایت کے لئے ہوتے ہیں اس اعتبار سے مذکورہ بالا مفہوم اخذ کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے مختص امور ۱۵؛ اوامر الہی ۲؛ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۶، ۹؛ عہد خدا کی وفا کی شرائط ۱۳، ۸؛ عنایات الہی ۱۰؛ عہد الہی ۵، ۱۳، ۸، ۷، ۱۳؛ نعمات الہی ۱، ۱۰

انسان: انسانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کا عہد ۱۳، ۱۳؛ انسانوں کی ذمہ داری ۱۵

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کی آگاہی ۲؛ صدر اسلام کے بنی اسرائیل ۷؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱، ۳؛ بنی اسرائیل کی معاشرتی شکل ۳؛ بنی اسرائیل کا اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان ۵، ۸؛ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل سے عہد ۵، ۸، ۷؛ بنی اسرائیل کی ذمہ داری ۶، ۹، ۳، ۲؛ بنی اسرائیل کی نعمتیں ۱، ۲

تاریخ: تاریخ سے آگاہی کے نتائج ۱۷؛ تاریخ کے فوائد ۱۷

تکلیف (شرعی ذمہ داری): تکلیف پر عمل کے عوامل ۱۶

خوف: خوف خدا کے آثار و نتائج ۱۶؛ خوف خدا ۱۵، ۹؛ غیر خدا کا خوف ۱۶

ذکر: نعمت کے ذکر کی اہمیت ۱۱؛ ذکر خدا ۱۲؛ نعمت کا ذکر ۲، ۱۲

رشد: رشد کے عوامل ۱۴

عہد: وفائے عہد کے آثار و نتائج ۱۳؛ وفائے عہد کی

اہمیت ۱۳؛ وفائے عہد کے موجبات یا بنیادیں ۱۶؛ وفائے عہد ۶

قرآن حکیم: قرآن کی اتباع ۳؛ قرآن حکیم اور بنی اسرائیل ۳؛ قرآن کریم کے مخاطبین ۳

نعمت: نعمت کا سرچشمہ ۱۰، ۱۲

وَأَمِنُوا بِمَا أُنزِلَتْ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ﴿٤١﴾

ہم نے جو قرآن تمہاری تورات کی تصدیق کے لئے بھیجا ہے اس پر ایمان لے آؤ اور سب سے پہلے کافر نہ بن جاؤ ہماری آیتوں کو معمولی قیمت پر نہ بیچو اور ہم سے ڈرتے رہو۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو قرآن کی تصدیق اور اس پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ یا بنی اسرائیل... و آمنوا بما انزلت

۲۔ قرآن کریم کا نازل کرنے والا پروردگار عالم ہے۔ و آمنوا بما انزلت

"بما انزلت" میں ما موصولہ سے مراد قرآن حکیم ہے۔

۳۔ قرآن پر ایمان لانا اور اس کا انکار نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے بنی اسرائیل سے عہد و پیمان میں سے تھا۔ اوفوا بعہدی ... و آمنوا بما انزلت

۳۔ قرآن حکیم بنی اسرائیل پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں (تورات، انجیل...) کی حقانیت کی تصدیق کرنے والا ہے۔ آمنوا بما انزلت مصدقا لما معکم

"لما معکم" میں ما نے موصولہ سے مراد بنی اسرائیل پر نازل ہونے والی آسمانی کتابیں ہیں جن کا واضح ترین مصداق تورات و انجیل ہیں۔ "مصدقا" کا مصدر تصدیق ہے جس کا معنی ہے کسی شخص یا چیز کی طرف راستی و درستگی کی نسبت دینا۔ پس "مصدقا لما معکم" کا معنی یہ بنتا ہے قرآن تمہاری آسمانی کتابوں کو صحیح و درست جانتا ہے اور ان کی حقانیت کی تصدیق کرتا ہے۔

۵۔ قرآن کریم کا خداوند متعال کی جانب سے نازل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ سب کو اس پر ایمان لانا چاہیئے۔
آمنوا بما انزلت قرآن کی بجائے مانے موصولہ کو استعمال کرنا اور اسکی تشریح جملہ "انزلت" کے ساتھ کرنے کا ہدف اس حکم (قرآن پر ایمان لانے) کی دلیل بیان کرنا ہے گویا قرآن چونکہ خداوند متعال کی جانب سے نازل ہوا ہے پس اس پر ایمان لے آؤ۔

۶۔ قرآن حکیم تورات و انجیل کی حقانیت کی دلیل ہے۔ * قرآن کریم کا آسمانی کتابوں کی تائید کرنے کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے قرآن کریم کا نازل ہونا اس بات کا موجب ہوا کہ ان کتابوں میں قرآن کے آنے کے بارے میں جو پیشین گوئیاں ہوئی تھیں وہ پوری ہو چکی ہیں۔ بنا بریں نزول قرآن ان کتابوں کی راستی و درستگی کو پایہ ثبوت تک پہنچاتا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل (یہود و نصاری) کو قرآن کریم کا انکار اور کفر کرنے سے متنبہ فرمایا۔ ولا تکنوا اول کافر بہ " کی ضمیر ممکن ہے "ما انزلت" کی طرف لوٹتی ہو یا پھر "ما معکم" کی طرف، مذکورہ مفہوم پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔
۸۔ قرآن کریم کے کفر و انکار کی صورت میں بنی اسرائیل اللہ کی بارگاہ میں انتہائی ناپسندیدہ اور منفور کفار ہوں گے۔
و لا تکنوا اول کافر بہ یہ مفہوم مندرجہ ذیل دو واضح امور کی بنا پر ہے۔

۱۔ جملہ "ولا تکنوا..." میں لفظ اول رتبہ اور درجے کے اعتبار سے ہے نہ کہ زمانے کے اعتبار سے۔
۲۔ "اول" قید تو ضیحی ہے نہ کہ احترازی پس "ولا تکنوا..." کا مفہوم یہ ہوگا قرآن کا کفر اختیار نہ کرو ورنہ اس صورت میں یہ کفر اولین درجے کا ہوگا۔

۹۔ قرآن کے انکار سے بنی اسرائیل اپنی آسمانی کتابوں کے کفر میں بھی بڑھے ہوئے ہوں گے۔ و لا تکنوا اول کافر بہ یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "بہ" کی ضمیر "ما معکم" کی طرف لوٹتی ہو۔ بنا بریں جملہ "ولا تکنوا..." کا جملہ "امنوا بما انزلت" سے ارتباط ہونے کی صورت میں معنی یہ بنتا ہے۔ اے بنی اسرائیل قرآن پر ایمان لے آؤ اور ان اولین افراد میں سے نہ بنو جنہوں نے اپنی آسمانی کتابوں کے بارے میں کفر اختیار کیا گویا تم نے قرآن کے انکار سے اپنی آسمانی کتابوں کا بھی انکار کر دیا ہے۔

۱۰۔ قرآن کریم کے انکار اور تورات و انجیل کے حقائق کے کفر سے یہود و نصاریٰ کا ہدف متاع دنیا کا حصول تھا۔
 و لا تشتروا بآیاتہ ثمنًا قليلًا "آیاتی" کا لفظ قرآن کے علاوہ تورات و انجیل میں موجود حقائق کو بھی شامل ہے۔ گویا "بہ" ضمیر کی جگہ اسم ظاہر "آیاتی" اسی مقصد کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ قابل توجہ بات یہ ہے چونکہ قرآن کریم پر ایمان کے بارے میں گفتگو ہے تو "آیاتی" کا مورد نظر مصداق تورات و انجیل کے حقائق ہیں جو قرآن کریم کی حقانیت کی دلیل ہیں۔
 ۱۱۔ قرآن کریم کے کفر و انکار کی طرف رجحان کے عوامل میں سے ایک دنیاوی مفادات کا حصول ہے۔ و لا تشتروا بآیاتہ ثمنًا قليلًا

۱۲۔ پروردگار عالمین کی عظمت و منزلت ہی اس لائق ہیں کہ اس کی ذات اقدس سے ڈرا جائے اور اسی امر کا خیال رکھا جائے۔ و ایای فائقون بہت واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خوف کھانا اور اس کا خیال رکھنا اس کے عذاب اور سزا کے اعتبار سے ہے جسے اس نے خطاکاروں اور گناہ گاروں کے لئے مقرر فرمایا ہے۔
 ۱۳۔ قرآن کریم پر ایمان اور دیگر آسمانی کتابوں کے حقائق سے وابستہ رہنا اس بات کا سبب ہے کہ الہی عذاب سے محفوظ رہا جاسکے۔ و ایای فائقون "اتقوا" کا مصدر "اتقائی" ہے یعنی ایسے وسیلے یا ذریعے کو اختیار کرنا کہ اس سے انسان ان حوادث و مشکلات سے بچ سکے جن کے درپیش آنے کا خوف و خطر ہے۔ پس "فائقون" یعنی الہی عذاب سے بچنے کی خاطر کسی وسیلے کا اختیار کرنا۔ ماقبل عبارت کی روشنی میں یہ وسیلہ قرآن پر ایمان اور آسمانی کتابوں کے حقائق سے وابستگی ہے۔

۱۴۔ دین فروشی عذاب و عقاب الہی میں گرفتاری کا سبب ہے۔ و لا تشتروا بآیاتہ ... و ایای فائقون
 ۱۵۔ تورات و انجیل کے حقائق سے وابستگی اور قرآن پر ایمان کے نتائج میں سے ایک بلا خوف و خطر ہونا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بنی اسرائیل کو کی گئی نصیحتوں میں سے ایک تھی۔ و لا تشتروا بآیاتہ ... و ایای فائقون
 ایمان کو ضروری قرار دینے اور دین فرشی سے بچنے کے بعد جملہ "ایای فائقون" میں موجود حصر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ممکن ہے قرآن پر ایمان اور تورات و انجیل کے حقائق سے وابستگی کی صورت میں تمہیں اے یہود و نصاریٰ ممکن ہے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو پس ان سے خوف زدہ نہ ہونا بلکہ فقط عذاب الہی سے ڈرنا۔
 ۱۶۔ دین فروشی کے مقابل جو بھی قیمت و اجرت، جتنی

بھی زیادہ حاصل ہو حقیر و ناچیز ہے۔ ولا تشتروا بآياتي ثمنا قليلاً "ثمننا" کے لئے تو ضیحی قید ہے یعنی مراد یہ ہے کہ آیات الہی کو کھودینے کے مقابل جو قیمت بھی حاصل ہو بظاہر جتنی بھی زیادہ یا فراواں ہو بہت ناچیز ہے۔

۱۷۔ خداوند متعال کو نظر میں رکھنا اور اسکے غیر سے خوف نہ کھانا قرآن پر ایمان اور دین فروشی سے اجتناب کا باعث بنتا ہے۔ آمنوا بما انزلت ... و لا تشتروا بآياتي ثمنا قليلاً و ایای فاتقون

۱۸۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے: "... کان حی بن اخطب و کعب بن الاشرف و آخرون من اليهود لهم ماکلة على اليهود في كل سنة فکروها بطلانها بامر النبي (ص) فحرفوا لذلك آيات من التوراة فيها صفتہ و ذکرہ فذلك الثمن الذی ارید فی الآية ^(۱) حی بن اخطب، کعب بن اشرف اور بعض دیگر افراد یہودیوں سے کچھ سالانہ مالیات (ٹیکس) وصول کرتے تھے۔ پیامبر اسلام (ص) کی بعثت کے بعد یہ لوگ نہیں چاہتے تھے کہ اس ٹیکس سے محروم ہو جائیں لہذا انہوں نے تورات کی وہ آیات جن میں رسول اسلام (ص) کا ذکر تھا ان میں تحریف کر دی یہ وہی قیمت ہے جس کا آیات میں ذکر ہوا ہے۔

آسمانی کتابیں: کتب سماوی کی حقانیت ۳؛ آسمانی کتب کے جھٹلائے جانے کا فلسفہ ۱۰
 اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے مختص امور ۱۲؛ افعال خداوندی ۲؛ اوامر الہی ۱؛ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱۳، ۱۴؛ عہد الہی ۳؛ اللہ تعالیٰ کے نواہی ۷
 انجیل: انجیل کی حقانیت کے دلائل ۶

ایمان: انجیل پر ایمان کے نتائج ۱۵؛ تورات پر ایمان کے نتائج ۱۵؛ قرآن پر ایمان کے نتائج ۱۵، ۱۳؛ آسمانی کتابوں پر ایمان کے آثار و نتائج ۱۳؛ قرآن کریم پر ایمان ۳، ۱، ۵؛ قرآن پر ایمان کے عوامل ۱۷؛ ایمان کے متعلقات ۱، ۵، ۳
 بنی اسرائیل: بنی اسرائیل اور قرآن ۹، ۴، ۱، ۳؛ بنی اسرائیل اور آسمانی کتابیں ۹؛ بنی اسرائیل کی سرزنش ۸؛ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل سے عہد ۳؛ بنی اسرائیل کا کفر ۹؛ بنی اسرائیل کی ذمہ داری ۱، ۱۵، ۷

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) تورات میں ۱۸

تقوی: تقوی کے آثار و نتائج ۱۷

تورات: تورات کی تحریف ۱۸ تورات کی حقانیت کے دلائل ۶

خوف: خوف خدا ۱۲؛ غیر خدا کا خوف ۱۷؛ پسندیدہ خوف ۱۲؛ ممنوع خوف ۱۵

دنیا طلبی: دنیا طلبی کے نتائج ۱۱

دین: دین کی آسیب شناسی ۱۱

دین فروشی: دین فروشی کے نتائج ۱۳؛ دین فروشی کی قیمت ۱۶؛ دین فروشی کے عوامل سے اجتناب ۱۷

روایت: ۱۸

عذاب: عذاب سے بچاؤ کے عوامل ۱۳؛ موجبات عذاب ۱۳

عیسائی: عیسائیوں کی دنیا طلبی ۱۰؛ عیسائیوں کی ذمہ داری ۷؛ عیسائی اور انجیل ۱۰؛ عیسائی اور تورات ۱۰؛ عیسائی اور قرآن

۱۰، ۷

قرآن حکیم: قرآن اور انجیل ۳، ۶؛ قرآن اور تورات ۳، ۶؛ قرآن اور آسمانی کتابیں ۳؛ قرآن کے فزول کا سرچشمہ ۵، ۲؛ قرآن

کی اہمیت و کردار ۶

کفار: بدترین کفار ۸

کفر: قرآن کے انکار (کفر) کے نتائج ۸؛ قرآن کے کفر سے اجتناب ۷؛ قرآن کے کفر کا فلسفہ ۱۱؛ قرآن کا کفر ۹؛ آسمانی

کتابوں کا کفر ۹

یہودی: یہودیوں کی دنیا طلبی ۱۰؛ یہودیوں کی ذمہ داری ۷؛ یہودی اور انجیل ۱۰؛ یہودی اور تورات ۱۰؛ یہودی اور قرآن کریم

۷، ۱۰

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤٢﴾

حق کو باطل سے مخلوط نہ کرو اور جان بوجھ کر حق کی پردہ پوشی نہ کرو۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے چاہا کہ حق و باطل کو ایک دوسرے سے نہ ملائیں اور لوگوں کو باطل کی نشاندہی سے ان پر حق کو مشتبہ نہ کریں۔ و لا تلبسوا الحق بالباطل "لا تلبسوا" کا مصدر "لبس" ہے جس کا معنی ہے ملانا اور مشتبہ کرنا۔ پہلے معنی کی بنیاد پر "بالباطل" کی باء تعدیہ کیلئے اور دوسرے معنی کی بنا پر استعانت کے لئے ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نصیحت فرمائی کہ حقائق پر پردہ نہ ڈالیں۔ و لا تلبسوا الحق ... و تکتُموا الحق "تکتُموا" کا مصدر کتمان ہے جس کا معنی ہے مخفی کرنا۔ "تکتُموا"، "تلبسوا" پر عطف ہے یعنی "ولا تکتُموا" ہے۔

۳۔ حق و باطل کو ملانے اور گڈمڈ کرنے سے یہود و نصاریٰ کا مقصد حقیقت کی پردہ پوشی تھا۔ لا تلبسوا الحق بالباطل و تکتُموا الحق "تکتُموا" پر لائے نہی کا تکرار نہ کرنے کا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ حق و باطل کو آپس میں ملانے سے یہود و نصاریٰ کا ہدف یہ تھا کہ حق کو مخفی رکھا جائے۔

۴۔ دینی حقائق کی پردہ پوشی اور معارف الہی کے ناشناختہ رہنے کے لئے عوامل و اسباب پیدا کرنا ایک ناپسندیدہ اور حرام فعل ہے۔ و لا تلبسوا الحق بالباطل و تکتُموا الحق

۵۔ علمائے دین کی طرف سے دینی حقائق کی پردہ پوشی بہت زیادہ مکروہ و منفور عمل ہے۔

و لا تلبسوا الحق بالباطل و تکتُموا الحق و انتم تعلمون

"تعلمون" ہو سکتا ہے فعل لازم ہو جس کے لئے مفعول کی ضرورت نہیں بنا بریں "و انتم تعلمون" کا معنی یہ بنتا ہے درآں حالیکہ تم اہل علم و دانش ہو جبکہ حق کی پردہ پوشی سب کے نزدیک ناپسندیدہ فعل ہے پس یہ جملہ حالیہ دلالت کرتا ہے کہ حق کی پردہ پوشی علماء کی جانب سے

انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔

۶۔ عصر بعثت النبی (ص) کے بنی اسرائیل قرآن کی حقانیت سے بخوبی آگاہ تھے اور اسکی پردہ پوشی کی حرمت سے واقف تھے۔

و لا تلبسوا الحق بالباطل و تکتبوا الحق و انتم تعلمون

ممکن ہے تعلمون فعل متعدی ہو پس اسکا مفعول وہ مطالب ہیں جو آیہ مجیدہ میں ذکر ہوئے ہیں ان میں ایک حق کی پردہ پوشی ہے اور دوسرے یہ کہ حق کیا ہے اور باطل کیا چیز ہے۔ قابل ذکر ہے کہ ماقبل آیت کے قرینے سے "الحق" کے مورد نظر مصادیق میں سے ایک "قرآن کی حقانیت" ہے۔

۷۔ بنی اسرائیل کی سماوی کتابوں میں فزول قرآن کی بشارت اور اسکی حقانیت کی نشانیاں موجود تھیں۔ ولا تلبسوا الحق بالباطل و تکتبوا الحق

۸۔ بعثت پیامبر اسلام (ص) کے زمانے کے بنی اسرائیل اپنی سماوی کتب میں تحریف کے ذریعے قرآن کے بارے میں بشارتوں اور اسکی حقانیت کی نشانیوں پر پردے ڈالنے کے درپے تھے۔ ولا تلبسوا الحق بالباطل و تکتبوا الحق بعض کا نظریہ یہ ہے کہ "الباطل" سے مراد لفظی یا معنوی تحریفات ہیں جو علمائے بنی اسرائیل اپنی سماوی کتب میں انجام دیتے تھے تاکہ ان سے قرآن و اسلام کی حقانیت کی نشانیاں واضح نہ ہو پائیں۔
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۱، ۲؛ عہد الہی ۱

بنی اسرائیل: صدر اسلام کے بنی اسرائیل ۶، ۸؛ بنی اسرائیل اور قرآن ۶؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۶، ۸؛ بنی اسرائیل کی تحریفات ۸؛ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل سے عہد ۱۱؛ بنی اسرائیل کی کتب سماوی ۷؛ بنی اسرائیل کی ذمہ داری ۱، ۲
حق: حق کی پردہ پوشی سے اجتناب ۲؛ حق کی پردہ پوشی کی حرمت ۳؛ حق کی پردہ پوشی کی سرزنش ۵، ۳؛ حق کی پردہ پوشی کے عوادل ۳

دین: دین کی پردہ پوشی کے عوادل ۳؛ دین کی پردہ پوشی ۵

شبہات: شبہہ کے عوادل ۱۱

علماء: علمائے دین اور حق کی پردہ پوشی ۵

عیسائی: عیسائی اور حق کی پردہ پوشی ۳

قرآن کریم: قرآن کی پردہ پوشی کی حرمت ۶؛ قرآن کی

حقانیت ۷، ۶: قرآن کتب سماوی میں ۸، ۷: حقانیت قرآن کی پردہ پوشی ۸
 کتب سماوی: کتب سماوی کی تحریف ۸: کتب سماوی کی تعلیمات ۷
 گڈڈ کرنا یا ملانا: گڈڈ کرنے کے نتائج ۳: گڈڈ کرنے سے اجتناب ۱

محرمات: ۳

یہود: یہود اور حقائق کی پردہ پوشی ۳

﴿۴۳﴾ وَأَقِمْوُا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ

نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا۔ یا بنی اسرائیل اذکروا ... و اقيموا الصلوة و آتوا الزکوة

۲۔ مسلمانوں کے ہمراہ جماعت کے ساتھ نماز قائم کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دیا۔ واركعوا مع الراکعین رکوع کرنے سے مراد نماز کا قیام ہے اور "راکعین" سے مراد مسلمان نماز گزار ہیں کیونکہ اہل کتاب کو ایمان اور اسلام کی دعوت دینے کے بعد اس احتمال کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ نماز سے مراد ان کی اپنی شریعت کی نماز ہے۔

۳۔ نماز اور زکوٰۃ اسلام کے دینی واجبات اور عملی ارکان میں سے ہیں۔ و اقيموا الصلوة و آتوا الزکوة اہل کتاب کو ایمان کی دعوت دینے کے بعد نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دینا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسلام کی ساری عملی ذمہ داریوں میں سے نماز اور زکوٰۃ کی خاص اہمیت ہے۔

۳۔ نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی ضرورت و اہمیت۔ واركعوا مع الراكعين نمازگزاروں کے ساتھ نماز کی ادائیگی نماز با جماعت کے قیام کا کنایہ ہے۔

۵۔ افعال نماز میں نمازیوں کی ہمراہی نماز با جماعت کے احکام و آداب میں سے ہے۔ واركعوا مع الراكعين یہ جو نماز با جماعت کا حکم دیتے ہوئے یوں نہیں کہا گیا "ارکعوا جماعۃ" بلکہ لفظ "مع" کا استعمال ہوا ہے اس سے ہمراہی کا معنی نکلتا ہے۔ یہ مفہوم اسی اعتبار سے ہے۔

۶۔ نماز با جماعت کے دوران نماز کے بنیادی ارکان میں سے رکوع ہے۔ واركعوا مع الراكعين یہ جو نماز با جماعت کو رکوع کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے اور نمازیوں کے لئے راکعین استعمال ہوا ہے اس سے نماز با جماعت میں رکوع کی انتہائی زیادہ اہمیت واضح ہوتی ہے۔

۷۔ اسحاق بن مبارک کہتے ہیں: "سألت ابا ابراهيم عليه السلام عن صدقة الفطرة - أهي مما قال الله تعالى "اقیموا الصلوة و آتوا الزكاة" فقال نعم ... (۱) امام کاظم (علیہ السلام) سے میں نے سوال کیا کہ کیا زکوٰۃ فطرۃ ان موارد میں سے ہے کہ جس بارے میں خداوند متعال کا ارشاد ہے "واقیموا الصلوة و آتوا الزكاة" تو حضرت (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا ہاں ...

احکام: ۳، ۵، ۶

اسلام: ارکان اسلام ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ کی نصیحتیں اور احکام ۱، ۲

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کی شرعی ذمہ داریاں ۱، ۲؛ بنی اسرائیل کو دعوت ۱

روایت: ۷

زکاۃ: زکاۃ کے احکام ۳؛ ادائیگی زکاۃ کی اہمیت ۱؛ زکاۃ فطرۃ ۷؛ زکاۃ کا وجوب ۳

نماز: با جماعت نماز کے آداب ۵؛ احکام نماز ۳؛ با جماعت نماز کے احکام ۵، ۶؛ ارکان نماز ۶؛ نماز کے قیام کی اہمیت ۱؛

نماز با جماعت کی اہمیت ۳، ۲؛ نماز میں رکوع ۶؛ نماز کا وجوب ۳؛ نماز با جماعت میں ہم آہنگی ۵

واجبات: ۳

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٢٤﴾

کیا تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے کو بھول جاتے ہو جب کہ کتاب خدا کی تلاوت بھی کرتے ہو۔ کیا تمہارے پاس عقل نہیں ہے۔

۱۔ علمائے بنی اسرائیل لوگوں کو نیکی کی دعوت کرتے تھے۔ اٹامرون الناس بالبر "اٹامرون" کے مخاطبین چونکہ "الناس" کے علاوہ ہیں پس "وانتم تتلون الكتاب" کے قرینے سے یہ لوگ علمائے دین ہیں اور "الناس" عوام ہیں۔

۲۔ علمائے بنی اسرائیل جس چیز کی لوگوں کو دعوت دیتے تھے خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ اٹامرون الناس بالبر وتنسون أنفسکم

۳۔ چونکہ علمائے بنی اسرائیل جس چیز کی لوگوں کو دعوت دیتے تھے اس پر خود عمل نہیں کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے انکی سرزنش کی۔ اٹامرون الناس بالبر و تنسون أنفسکم "اٹامرون" میں استفہام انکار تو نیچی ہے۔

۴۔ وہ علماء جو آسمانی کتابوں کے عالم اور ان کی تلاوت کرتے ہیں ان کی زیادہ ذمہ داری ہے کہ نیک اعمال و کردار کو اپنائیں (نیک اعمال یعنی آسمانی کتابوں کے احکامات) و تنسون أنفسکم و انتم تتلون الكتاب یہ بڑی واضح سی بات ہے کہ جو شخص دوسروں کو نیکی کا حکم دے اور خود اس پر عمل نہ کرے تو سرزنش کا سزاوار ہے یہ شخص عالم ہو یا غیر عالم۔ البتہ یہاں جملہ حالیہ "وانتم تتلون الكتاب" علماء کے بارے میں تاکید ہے جو آسمانی کتابوں کے عالم اور ان کی تلاوت کرنیوالے ہیں۔

۵۔ امر بمعروف اور دین کی تبلیغ کرنے والوں کو چاہیئے کہ جس چیز کی دعوت دیں اس پر خود بھی عمل کریں۔ اٹامرون الناس بالبر و تنسون أنفسکم

۶۔ بنی اسرائیل کی سماوی کتب میں بے عمل مبلغوں اور ہادیوں کی توبیخ و سرزنش کی گئی تھی۔ اٹامرون الناس ... و انتم تتلون الكتاب جملہ حالیہ "و انتم تتلون الكتاب در آں حالیکہ تم کتاب تورات یا انجیل کی تلاوت کرتے ہو" یہ جملہ بے عمل ہدایت کرنے والوں کی مذمت کے طور پر آیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی آسمانی کتابوں میں ایسے عمل کی ناپسندیدگی پر تاکید کی گئی ہے۔

۷۔ وہ لوگ جو دوسروں کو تونیکی کی دعوت دیتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے سزاوار ہیں کہ ان کی توبیخ و سرزنش کی جائے۔ اٹامرون الناس بالبر و تنسون أنفسکم

۸۔ تورات و انجیل کے پیروکاروں کو یہ حکم تھا کہ اسلام قبول کریں اور قرآن پر ایمان لے آئیں۔ اٹامرون الناس بالبر و تنسون أنفسکم و انتم تتلون الكتاب گذشتہ آیت جس میں ایمان کی دعوت تھی اس کے قرینے سے ممکن ہے "و تنسون أنفسکم" سے مراد قرآن پر ایمان ہو پس آیت کا اشارہ اس مطلب کی طرف ہے کہ تم علمائے اہل کتاب لوگوں کو تونیکی کی دعوت دیتے ہو لیکن اپنے فریضے (قرآن پر ایمان) کو فراموش کر چکے ہو۔ اس کے بعد اس جملہ "و انتم تتلون الكتاب" سے یہ بیان فرماتا ہے کہ یہ لوگ اپنے اس فریضے سے آگاہ تھے گویا یہ حقیقت آسمانی کتابوں میں موجود تھی۔

۹۔ ایسے علماء جو لوگوں کو تونیکی کی دعوت دیتے ہیں لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے فہم، ادراک اور شعور نہیں رکھتے۔ اٹامرون الناس بالبر ... افلا تعقلون

۱۰۔ معارف الہی اور دینی حقائق پر یقین صحیح فہم و ادراک کی دلیل ہے۔ افلا تعقلون

۱۱۔ امام صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں: "من لم یسلخ عن ہوا جسہ و لم یتخلص من آفات نفسہ و شہواتہا و لم یدخل فی کنف اللہ و امان عصمتہ لا یصلح لہ الامر بالمعروف و النہی عن المنکر... قال تعالیٰ "اٹامرون الناس بالبر و تنسون أنفسکم" (۱) جو کوئی نفسانی خواہشات اور القاءات سے دوری اختیار نہیں کرتا، نفس کی آفتوں اور شہوتوں سے خلاصی اختیار نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت، امان و حفاظت میں داخل نہیں ہوتا، صلاحیت نہیں رکھتا کہ امر بمعروف اور نہی عن المنکر بجالائے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "کیا تم لوگوں کو نیکی کی دعوت دیتے ہو اور خود کو فراموش کر دیتے ہو"۔

امر بہ معروف کرنیوالے: امر بہ معروف کرنیوالوں کی ذمہ داری ۵، ۷

ادراک: ادراک سے فاقد افراد ۹؛ صحیح ادراک کی علامتیں ۱۰

امر بہ معروف: امر بہ معروف کی شرائط ۱۱

انجیل: انجیل اور قرآن ۸؛ انجیل کی تعلیمات ۸

ایمان: دین پر ایمان کے نتائج ۱۰؛ اسلام پر ایمان ۸؛ قرآن پر ایمان ۸؛ ایمان کے متعلقات ۸

بنی اسرائیل: علمائے بنی اسرائیل کی تبلیغ ۱، ۲، ۳؛ علمائے بنی اسرائیل کی سرزنش ۳؛ علمائے بنی اسرائیل کا عمل ۲، ۳؛ بنی

اسرائیل کی آسمانی کتب ۶

تورات: تورات کی تعلیمات ۸؛ تورات اور قرآن ۸

روایت: ۱۱

علماء: بے عمل علماء کی سرزنش ۷؛ بے عمل علماء ۲، ۳، ۹؛ علماء کی ذمہ داری ۳

قرآن کریم: انجیل میں قرآن کریم ۸؛ تورات میں قرآن کریم ۸

کتب سماوی: آسمانی کتابوں کی تعلیمات ۳، ۶؛ کتب سماوی کی تلاوت ۳؛ کتب سماوی پر عمل ۳

مبلغین: بے عمل مبلغین کی سرزنش ۶؛ مبلغین کی ذمہ داری ۵، ۷

نہی از منکر: نہی از منکر کی شرائط ۱۱

نیکی: نیکی کی دعوت ۱

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ﴿٤٥﴾

صبر اور نماز کے ذریعے مدد مانگو، نماز بہت مشکل کام ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو خشوع و خضوع والے ہیں۔

۱۔ صبر اختیار کرنا اور نماز قائم کرنا اللہ تعالیٰ کے فرامین اور نصیحتوں میں سے ہیں۔ واستعينوا بالصبر والصلاة

۲۔ بنی اسرائیل اگر قرآن پر ایمان لاتے اور جدید شریعت کو قبول کرتے تو شدید مسائل و مشکلات کا شکار ہوتے۔

یا بنی اسرائیل اذکروا ... و آمنوا ... و استعينوا بالصبر والصلاة اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو ایمان کی دعوت دینے کے

بعد صبر اور نماز کے قیام کا فرمان دینا یا نصیحت کرنا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ اگر وہ اسلام کو قبول کرتے اور

سابقہ شریعت کو ترک کر دیتے تو انہیں انتہائی زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔

۳۔ مشکلات و مسائل پر قابو پانے اور کامیاب ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ صبر کیا جائے اور نماز قائم کی جائے۔ واستعينوا

بالصبر والصلاة

۴۔ الہی احکام (قرآن پہ ایمان، الہی عہد و پیمان کی وفا...) کی انجام دہی میں کامیابی کے لئے صبر اور نماز بہت کارساز

وسائل و ذرائع ہیں۔ اوفوا بعہدی ... واستعينوا بالصبر والصلاة ما قبل آیات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ "استعينوا"

کے متعلق وہ فرامین ہیں جو گزشتہ آیات میں بیان ہوئے ہیں گویا مطلب یوں ہے: واستعينوا علی ما امرتکم بہ و نھینتکم

عنه بالصبر والصلاة

۵۔ محرّمات الہی (قرآن کا کفر، دین فروشی، حق پر پردہ ڈالنا...) سے اجتناب میں کامیابی کے لئے صبر اور نماز انتہائی کارآمد

اسباب ہیں۔ و لا تكونوا اول کافر به ... واستعينوا بالصبر والصلاة

۶۔ نماز کا قیام انتہائی مشکل اور دشوار کام ہے لیکن خاشع

اور خاضع انسانوں کے لئے ایسا نہیں۔ و انھا لکبيرة الا على الخاشعين "انہا" کی ضمیر ممکن ہے "الصلاة" کی طرف لوٹتی ہو اور ممکن ہے "استعانت" کی طرف جو "استعينوا" سے سمجھی جاتی ہے۔ مذکورہ مفہوم پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔ قابل ذکر ہے کہ نماز کا مشکل ہونا اس معنی میں ہے کہ اس کا قیام دشوار ہے۔

۷۔ نماز کو مشکل اور سختی سے قائم کرنا تکبر کے ہونے اور خشوع و خضوع کے نہ ہونے کی دلیل ہے۔ و انھا لکبيرة الا على الخاشعين

۸۔ کامیابی کے لئے صبر اور نماز سے مدد طلب کرنا ایک مشکل و دشوار عمل ہے لیکن خاشعین کے لئے ایسا نہیں۔ واستعينوا بالصبر والصلوة و انھا لکبيرة الا على الخاشعين یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "انہا" کی ضمیر استعانت کی طرف لوٹتی ہو۔

۹۔ نماز کے ذریعے مشکلات کے آسان ہونے پر یقین ایک ایسی حقیقت ہے جس پر خاشعین کا ایمان ہے۔ و استعينوا بالصبر والصلوة و انھا لکبيرة الا على الخاشعين نماز سے مدد طلب کرنے میں دشواری اس معنی میں ہے کہ نماز کے کارساز و کارآمد ہونے پر یقین و ایمان نہ ہو اور یہ مفہوم اس صورت میں ہے کہ جب "انہا" کی ضمیر "استعانت" کی طرف لوٹتی ہو۔

۱۰۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل "واستعينوا بالصبر والصلوة" قال الصبر الصوم اذا نزلت بالرجل النازلة و الشديدة فليصم فان اللہ عزوجل يقول استعينوا بالصبر یعنی الصيام^(۱)

امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "استعينوا بالصبر والصلوة" کے بارے میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا صبر سے مراد روزہ ہے جب کبھی کسی شخص پر کوئی سختی یا شدید مشکلات آن پڑیں تو روزہ رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "صبر سے مدد طلب کرو" یعنی روزے سے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ کی نصیحتیں اور فرامین ۱؛ عہد الہی ۳

ایمان: قرآن حکیم پر ایمان کے نتائج ۲

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کی مشکلات ۲

تکبر: تکبر کی علامتیں ۷

حق: حق کی پر پردہ ڈالنے سے اجتناب ۵

خاشعین: خاشعین کا ایمان ۹; خاشعین کی خصوصیات ۶، ۸، ۹

دین فروشی: دین فروشی سے اجتناب ۵

روایت: ۱۰

روزہ: روزے کی اہمیت ۱۰

سختی: سختیوں کو آسان بنانے کی روش ۳، ۹

شرعی ذمہ داری: شرعی ذمہ داری پر عمل کی بنیاد ۳

صبر: صبر کے نتائج ۵، ۳، ۳; صبر کی اہمیت ۱، ۵

عہد: وفائے عہد ۳

کامیابی: کامیابی کے عوامل ۳

کفر: قرآن کے بارے میں کفر ۵; کفر کی رکاوٹیں ۵

محرمات: محرمات سے اجتناب ۵

مدد طلب کرنا: روزے سے مدد طلب کرنا ۱; صبر سے مدد طلب کرنا ۸، ۱۰; نماز سے مدد طلب کرنا ۸

نماز: نماز قائم کرنے کے نتائج ۹، ۵، ۳، ۳; قیام نماز کی اہمیت ۱; نماز کی اہمیت ۹، ۶، ۵، ۳، ۳; قیام نماز کی سختی ۶، ۷

الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿٤٦﴾

اور جنہیں یہ خیال ہے کہ انہیں اللہ سے ملاقات کرنا ہے اور اس کی بارگاہ میں واپس جانا ہے۔

۱۔ تمام انسان اللہ کی ملاقات کو جائیں گے اور ان کی بازگشت صرف اسی کی طرف ہوگی۔ اُنہم ملقوا ربہم و اُنہم الیہ راجعون

۲۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا یقین رکھتے ہیں وہ اپنی بڑائی کی خصلت سے رہا ہو جاتے اور خشوع و خضوع جیسی نیکی اور خوبی سے آراستہ ہو جاتے ہیں۔ الاعلیٰ الخاشعین۔ الذین یظنون اُنہم ملقوا ربہم

۳۔ جو لوگ لقائے الہی اور اسکی طرف بازگشت پر یقین رکھتے ہیں ان کے لئے نماز کا قیام ایک سہل اور آسان امر ہے۔ و اِنھا لکبیرۃ اِلا علی الخاشعین۔ الذین یظنون اُنہم ملقوا ربہم

۵۔ لقائے الہی اور اسی کی طرف بازگشت پر گمان رکھنا خشوع و خضوع اور فروتنی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے کافی ہے۔ الذین یظنون اُنہم ملقوا ربہم و اُنہم الیہ راجعون جملہ "یظنون" گمان کرتے ہیں "کا یہاں استعمال جب خداوند متعال کے بارے میں ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت اور خداوند متعال کے بارے میں حتیٰ گمان بھی کافی ہے کہ بڑائی کے جذبہ یا احساس برتری کو زائل کر دے اور انسان میں خشوع و خضوع پیدا کر دے۔ البتہ قطع نظر اس کے کہ مسلمان پر واجب ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں عزم و جزم اور یقین کامل رکھتا ہو۔

۶۔ خاشعین خود کو ہمیشہ خدا کے حضور اور اسی کی طرف بازگشت کی حالت میں محسوس کرتے ہیں۔ الذین یظنون اُنہم ملقوا ربہم و اُنہم الیہ راجعون یہ مفہوم اس احتمال کی بنا پر ہے کہ "ملقوا ربہم" اور "الیہ راجعون" کا زمانہ حال ہونہ کہ مستقبل۔

انسان : انسان کا انجام ۱

ایمان : لقائے الہی پر ایمان کے آثار و نتائج ۲، ۳

تکبر : تکبر سے نجات ۲، ۳

جہان بینی : جہان بینی اور آئیڈیالوجی ۲، ۵

خاشعین : ۳ خاشعین کا ایمان ۶؛ خاشعین کی خصوصیات ۶

خدا تعالیٰ کی طرف بازگشت : ۱، ۳، ۵، ۶

خشوع : خشوع و خضوع کی بنیاد ۲، ۵

شرعی ذمہ داری : شرعی ذمہ داری پر عمل کی بنیاد ۳

لقائے الہی : لقائے الہی کا حتمی ہونا ۱؛ لقائے الہی کا گمان ۵

مومنین : مومنین کی خصوصیات ۳

نماز : نماز کا قیام ۳

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَلَيْ فُضِّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٧﴾

اے بنی اسرائیل ہماری ان نعمتوں کو یاد کرو جو ہم نے تمہیں عنایت کی ہیں اور ہم نے تمہیں عالمین سے بہتر بنایا ہے۔

۱۔ بنی اسرائیل عظیم نعمتوں سے بہرہ مند تھے۔ یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی

۲۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمتوں سے نوازنے والا ہے۔ نعمتی الی انعمت علیکم

۳۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے چاہا کہ اس کی نعمتوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یاد رکھیں۔ یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی

۳۔ زمانہ نزول قرآن تک بنی اسرائیل ایک قوم و قبیلے کی شکل میں تھے۔ یا بنی اسرائیل

۵۔ بنی اسرائیل قرآن کے مخاطبین میں سے تھے اور ان کی ذمہ داری تھی کہ قرآن کا اتباع کریں۔ یا بنی اسرائیل اذکروا

۶۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنے کا ہدف یا خدا ہے اور اسکی نعمتوں کو اسکی جانب سے سمجھنا ہے۔ اذکروا نعمتی الی انعمت علیکم "نعمت" کو یوں بیان کرنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے انعام ہے "انعمت علیکم" یہ اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ نعمت کو یاد کرنا نعمت عطا کرنے والے کی یاد کا ذریعہ ہونا چاہیئے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے زمانے کے تمام انسانوں پر برتری عنایت فرمائی۔ و انی فضلکم علی العالمین لفظ "عالمین" کا اطلاق بعض اوقات تمام عالم ہستی پر اور بعض اوقات عالم موجودات میں صاحب شعور مخلوقات پر ہوتا ہے جبکہ بعض اوقات اسکا استعمال انسانوں کے لئے ہوتا ہے۔ اس آیہ مجیدہ میں حکم اور موضوع کی مناسبت کے اعتبار سے غالباً "العالمین" سے مراد انسان ہیں۔

۸۔ بنی اسرائیل کی تمام دیگر لوگوں پر برتری ان پر عظیم الہی نعمتوں میں سے تھی۔ و انی فضلکم علی العالمین یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "انی فضلکم" کا "نعمتی" پر عطف خاص علی العام ہوا عطف تفسیری ہو۔

۹۔ بنی اسرائیل کی تمام لوگوں پر برتری کی نعمت کو یاد رکھنے کی نصیحت اور فرمان اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دیا۔ اذکروا نعمتی ... انی فضلکم علی العالمین "انی فضلکم" کا نعمتی پر عطف اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ "انی فضلکم" بھی "اذکروا" کے لئے مفعول ہو گویا عبارت یوں ہے۔ اذکروا... انی فضلکم

۱۰۔ تاریخ سے آگاہی کا انسانوں کی ہدایت میں بہت بنیادی اور سودمند کردار ہے۔ اذکروا نعمتی الی انعمت علیکم و انی فضلکم

اللہ تعالیٰ : اوامر الہی ۳؛ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۹؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۲، ۳، ۶، ۸

بنی اسرائیل : بنی اسرائیل کی برتری ۹، ۸، ۷؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۳، ۷؛ بنی اسرائیل کی معاشرتی شکل ۳؛ بنی اسرائیل کی

فضیلتیں ۹، ۸، ۷؛ بنی اسرائیل کی قوم ۳؛ بنی اسرائیل کی ذمہ داری ۳، ۹، ۵؛ بنی اسرائیل کی نعمتیں ۹، ۳، ۱

تاریخ : تاریخ کا علم ہونے کے نتائج ۱۰

ذکر (یاد): ذکر خدا ۶؛ ذکر نعمت ۳، ۹؛ ذکر نعمت کا فلسفہ ۶

قرآن کریم: قرآن کا اتباع ۵؛ قرآن اور بنی اسرائیل ۵؛ قرآن کے مخاطبین ۵

نعمت: نعمت کا سرچشمہ ۶، ۲

ہدایت: ہدایت کی بنیاد ۱۰

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٨﴾

اس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کا بدل نہ بن سکے گا اور کسی کی سفارش قبول نہ ہوگی۔ نہ کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ کسی کی مدد کی جائے گی۔

۱۔ انسان کو مستقبل میں ایک نہایت عظیم دن (قیامت) کا سامنا ہوگا۔ واتقوا یوماً "یوماً" سے مراد قیامت کا دن ہے اور نکرہ دلالت کرتا ہے کہ یہ دن بہت با عظمت ہے۔

۲۔ قیامت کا دن بہت ہولناک ہوگا اس سے بچنے کے لئے بہت ہی کارآمد وسیلہ تلاش کرنا چاہیئے۔ واتقوا یوماً

"اتقائی" یعنی پر خطر اور ہولناک چیز سے حفاظت کے لئے کسی وسیلے کی تلاش کرنا بنا بریں واتقوا

یوماً دلالت کرتا ہے کہ قیامت کے دن ہولناک خطرات کا سامنا ہوگا اور انسان کو اس سے محفوظ رہنے کے لئے وقایہ (محافظ) کا تدارک کرنا چاہیئے۔

۳۔ قرآن چرایمان، اللہ تعالیٰ کے فرامین کا اتباع اور محرمات سے پرہیز، روز محشر کی ہولناکیوں اور مختلف طرح کے عذاب سے حفاظت کا ذریعہ ہیں۔ آمنوا بما انزلت ... و اتقوا یوماً

ایمان کی دعوت (آمنوا بما انزلت) اور شرعی تکالیف کا حکم دینے کے بعد وقایہ (حفاظت کا وسیلہ) کے حصول کا فرمان دینا اس مطلب کی

طرف اشارہ کرتا ہے کہ روز قیامت انسان کے لئے وقایہ وہی قرآن پر ایمان اور... ہوگا۔

۳۔ مختلف طرح کے عذاب اور قیامت کی ہولناکیوں سے بچنے کے لئے کارآمد اور مفید اسباب نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی اور نماز باجماعت میں شرکت ہے۔ واقیموا الصلوٰۃ ... و اتقوا یوماً

۵۔ قیامت کے دن کوئی شخص بھی کسی دوسرے کا ذرہ برابر عذاب اپنے ذمے نہیں لے گا اور نہ اسکا متحمل ہو سکے گا۔
واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئاً

۶۔ قیامت کے دن کسی کی کسی اور کے بارے میں شفاعت قبول نہ کی جائے گی۔ و لا یقبل منها شفاعۃ
"منہا" کی ضمیر ممکن ہے دوسرے "نفس" کی طرف لوٹتی ہو یعنی مورد مواخذہ شخص اگر شفیع لائے تو اس کی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔ ہو سکتا ہے یہ ضمیر پہلے "نفس" کی طرف لوٹتی ہو اور اس سے مراد دوست، عزیز، رشتہ دار وغیرہ ہیں یعنی یہ کہ دوست اپنے دوستوں کا عذاب اپنے ذمہ نہ لیں گے اگر شفاعت بھی کریں تو قبول نہیں کی جائے گی۔
۷۔ قیامت کے دن کسی سے کوئی عوض جس سے وہ فرد خود کو اسیری و عذاب سے نجات دلا سکے قبول نہیں کیا جائے گا۔
و لا یؤخذ منها عدل لفظ "عدل" کا معنی فدیہ اور عوض ہے جسکو کوئی اپنی یا کسی اور کی آزادی کے لئے ادا کرے تاکہ اسارت سے آزاد ہو جائے۔

۸۔ قیامت کے دن کوئی کسی کا دفاع نہیں کرے گا اور نہ کسی کی کوئی مدد کرے گا۔ و لا ہم ینصرون

۹۔ روز قیامت قرآن کے کافروں کے لئے کوئی راہ نجات نہ ہوگی۔ آمنوا بما انزلت ... و اتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس قیامت کی اس طرح تعریف کرنا کہ اس دن کسی سے کوئی فدیہ یا عوض قبول نہیں کیا جائے گا... اسکا مقصد عذاب کے مستحقین کو مایوس کرنا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ ایمان اور... کے علاوہ اپنے لئے کوئی اور راہ نجات کی امید لگائے بیٹھے ہوں یا کسی خیال سے خوش فہمی میں مبتلا ہوں۔

۱۰۔ قیامت کے دن وہ لوگ جو احکامات الہی (نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا) کی مخالفت کرتے ہیں اور محرّمات (دین فروشی، حق پر پردہ ڈالنا اور...) کا ارتکاب کرتے ہیں ان کے لئے کوئی راہ نجات نہ ہوگی۔ لا تشتروا بآیاتہ ... و اقیموا الصلوٰۃ ... و اتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس

۱۱۔ یہ تو ہم کہ قیامت کے روز انسان کو اس کے دوست عذاب قیامت سے نجات دلائیں گے یا اسکے گناہ اپنے ذمہ لے لیں گے بنی اسرائیل کے باطل

خیالات تھے۔ واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئاً ... و لا هم ینصرون

۱۲۔ اس خیال سے گناہ کرنا کہ شفاعت ہو جائے گی یا یہ کہ عذاب قیامت سے رہائی کے لئے عوض یا ہدیہ قبول کر لیا جائے

گابنی اسرائیل کا وہم و گمان اور باطل خیال تھا۔ واتقوا یوماً ... و لا یقبل منها شفاعۃ و لا یؤخذ منها عدل

اطاعت: اللہ کی اطاعت کے نتائج ۳

انسان: قیامت کے روز انسان ۱؛ انسان کا انجام ۱

ایمان: قرآن پر ایمان کے نتائج ۳

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کا عقیدہ ۱۱، ۱۲

حق: قیامت کے دن حق کی پردہ پوشی کرنے والے ۱۰

دین فروش: قیامت کے دن دین فروش ۱۰

زکوٰۃ: زکوٰۃ کے اثرات و نتائج ۳

سزا: سزا کا نظام ۵، ۷، ۸

سزائیں: سزاؤں کا انفرادی ہونا ۵؛ سزاؤں کی خصوصیات ۵

عذاب: اخروی عذاب سے نجات کے عوامل ۳، ۳؛ اخروی عذاب سے نجات ۱۱، ۱۲

عقیدہ: باطل عقیدہ ۱۱، ۱۲

قرآن حکیم: قرآن کے کافر ۹

قیامت: قیامت کے روز اعداد ۸؛ قیامت کی ہولناکیاں ۲، ۳، ۳؛ قیامت میں شفاعت ۱۱، ۱۱، ۶؛ قیامت میں ہدیہ و فدیہ

۱۲، ۷؛ قیامت میں سزا کا نظام ۵، ۶، ۷، ۸؛ قیامت کی خصوصیات ۲، ۷، ۸

کفار: کفار کے لئے حتمی عذاب ۹؛ کفار قیامت میں ۹

محرمات: محرمات سے اجتناب کے نتائج ۳؛ محرمات کا ارتکاب کرنے والوں کیلئے حتمی عذاب ۱۰

نافرمان: نافرمانوں کے لئے حتمی عذاب ۱۰؛ نافرمان قیامت میں ۱۰

نماز: نماز قائم کرنے کے نتائج و نتائج ۳؛ باجماعت نماز کے نتائج ۳؛ قیامت کے دن نماز ترک کر نیوالے ۱۰

وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُدَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٤٩﴾

اور جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے بچا لیا جو تمہیں بدترین دکھ دے رہے تھے، تمہارے بچوں کو قتل کر رہے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے لئے بہت بڑا امتحان تھا۔

۱۔ بنی اسرائیل مدتوں سے مسلسل خاندان اور لشکر فرعون کے سخت شکنجوں میں گرفتار رہے۔ واذ نجینکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب "یسومون" کا مصدر "سوم" ہے جس کا معنی ہے تکلیف میں ڈالنا یا ذلیل کرنا۔ "سوی" کا "العذاب" کی طرف اضافہ صفت کا موصوف کی طرف اضافہ ہے یعنی "العذاب السوی"۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے ذریعے بنی اسرائیل کو فرعونوں کے شدید شکنجوں اور تسلط سے نجات دلائی۔ واذ نجینکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب ان جملوں "انعمت علیکم" اور "انی فضلتکم" میں نعمت عطا کرنے اور برقراری عنایت کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف دی گئی ہے جبکہ "نجیناکم" ہم نے تمہیں نجات دی "میں نجات کو ضمیر" نا۔ ہم "کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ یہاں سے یہ مطلب سمجھا جاسکتا ہے کہ نجات دینے میں خداوند متعال کی نظر اسباب پر بھی ہے جن کا قرینہ بعد کی آیات میں موجود ہے لہذا کہا جاسکتا ہے کہ وہ سبب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت تھی۔

۳۔ فرعونوں کے شکنجوں اور سختیوں کے چنگل سے نجات ایک ایسا اہم واقعہ تھا جو اس قابل تھا کہ بنی اسرائیل اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یاد رکھتے * واذ نجینکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب "اذ نجینکم"، "نعمتی" (آیت ۳۸) پر عطف ہے جبکہ درحقیقت "اذکروا" کے لئے مفعول ہے۔

۳۔ لشکر فرعون بنی اسرائیل کے بیٹوں کا سر کاٹنا اور ان کی

عورتوں کو زندہ رہنے دیتا۔ یذبجون ابناء کم و یستحیون نساء کم "ذبح" کا معنی سر کاٹنا ہے اور "یذبجون" کا مصدر تذبح ہے جو سر کاٹنے کے معاملے میں کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ "یستحیون" کا مصدر "استحیائی" ہے جس کا معنی ہے زندگی پر باقی رکھنا۔

۵۔ بنی اسرائیل کے بیٹوں کا وسیع سطح پر کشت و کشتار اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دینا فرعونوں کی طرف سے شدید ترین شکنجے تھے۔ یسومونکم سوء العذاب یذبجون ابناء کم و یستحیون نساء کم جملہ "یذبجون..." ممکن ہے ماقبل جملے کی تفسیر ہو یعنی "سوء العذاب" سے مراد بنی اسرائیل کے فرزندوں کے سر کاٹنا اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دینا تا ہم یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا واضح مصداق ہو گویا فراعنہ بنی اسرائیل پر جو ظلم و ستم روا رکھتے تھے ان میں سے ایک ان کے فرزندوں کے سر کاٹنا تھا۔ بنا بریں یہ جو مخصوص عذاب کا بالخصوص ذکر کیا گیا ہے یہ غالباً شدت کی خاطر ہے۔

۶۔ فراعنہ کے تسلط اور زمانہ حکمرانی میں بنی اسرائیل کی خواتین بھی انتہائی سختیوں، شکنجوں اور موت کے منہ میں مبتلا تھیں۔ یسومونکم سوء العذاب یذبجون ابناء کم و یستحیون نساء کم

۷۔ بنی اسرائیل کی عورتیں اپنے بچوں کے فراعنہ کے ہاتھوں بے تحاشا قتل کی بنا پر لذت حیات کھو چکی تھیں اس طرح ان کا خود زندہ رہنا بھی عذاب تھا۔ یسومونکم سوء العذاب یذبجون ابناء کم و یستحیون نساء کم عورتوں کا زندہ رہنا بنی اسرائیل کے لئے ایک عذاب کے طور پر بیان ہوا ہے۔ جبکہ قتل نہ کرنا تو عذاب نہیں ہوتا۔ پس جملہ "یستحیون نساء کم" چونکہ جملہ "یذبجون ابناء کم" کے بعد ذکر ہوا ہے کہا جاسکتا ہے کہ عورتیں اپنے بچوں کے انتہائی فحیح قتل اور اپنے زندہ رہنے سے انتہائی شدید عذاب کی حالت میں تھیں۔ اس مطلب کی اس نکتہ سے تائید ہوتی ہے کہ بیٹوں کے مقابل لڑکیوں کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ عورتوں کا ذکر ہوا ہے۔

۸۔ یہ جو فراعنہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اس کا ہدف عورتوں سے استفادہ کرنا تھا* یسومونکم سوء العذاب ... و یستحیون نساء کم عورتوں کو زندہ چھوڑنا ایک عذاب کے طور پر کیوں بیان ہوا ہے؟ اسکی ایک اور توجیہ عورتوں سے استفادہ کرنا ہے۔

۹۔ اگر اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو فراعنہ کے تسلط سے نجات عنایت نہ فرماتا تو ان کے شکنجوں اور فرزندوں کے کشت و کشتار میں تسلسل رہتا۔ یسومونکم سوء العذاب یذبجون ابناء کم و یستحیون نساء کم یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "یسومون"،

"یذبحون"، "یستحیون" سب کے سب فعل مضارع استعمال ہوئے ہیں۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فراعنہ کے مختلف طرح کے شدید عذاب سے ایک بہت بڑی آزمائش میں مبتلا کیا۔
و فی ذلکم بلاء من ربکم عظیم لغت میں "بلائی" کا معنی آزمائش اور نعمت دونوں آیا ہے۔ "ذلکم" کا مشار الیہ "عذاب" ہے یا پھر عذاب سے نجات "نجیناکم" ہے۔ مذکورہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ بلاء کا معنی آزمائش اور "ذلکم" کا اشارہ عذاب کی طرف ہو۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فراعنہ کے شدید شکنجوں سے نجات عنایت کر کے انہیں ایک بہت بڑی آزمائش میں مبتلا فرمایا۔ و فی ذلکم بلاء من ربکم عظیم یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ بلاء کا معنی آزمائش ہو اور ذلکم کا اشارہ عذاب سے نجات اور رہائی "نجیناکم" کی طرف ہو۔

۱۲۔ فراعنہ کے شکنجوں سے نجات بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے تھا۔ و فی ذلکم بلاء من ربکم عظیم اس مفہوم میں "بلائی" کا معنی نعمت ہے اور "ذلکم" عذاب سے رہائی کی طرف اشارہ ہے۔

۱۳۔ انسان سختیوں، نعمتوں اور اللہ تعالیٰ کی عنایات سے الہی آزمائش و امتحان میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ و فی ذلکم بلاء من ربکم عظیم

۱۴۔ انسانوں کی سختیوں نیز نعمتوں اور آسائشوں سے آزمائش اللہ تعالیٰ کے مقام ربوبیت سے ہے اور انسانوں کی تربیت اور رشد و ہدایت کی خاطر ہے۔ و فی ذلکم بلاء من ربکم عظیم یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "رب" کا معنی مربی، مدیر و مدبر ہو۔

۱۵۔ اللہ تعالیٰ تاریخ اور اس کے واقعات پر حاکم ہے۔ و اذ نجیناکم ... و فی ذلکم بلاء من ربکم عظیم

۱۶۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے: "... اما مولد موسیٰ علیہ السلام فان فرعون لما وقف علی ان زوال ملکہ علی یدہ ... فلم یزل یأمر اصحابہ بشق بطون الحوامل من نساء بنی اسرائیل حتی قتل فی طلبہ نیف و عشرون الف مولود...^(۱) لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا واقعہ پس جب فرعون کو پتہ چلا کہ اسکی سلطنت کا زوال موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگا... پس مسلسل اپنے اطرافیوں کو حکم دیتا کہ بنی اسرائیل کی حاملہ عورتوں کے شکم پارہ کر دو۔ یہاں تک کہ بیس ہزار سے زیادہ بچے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں قتل کر دیئے گئے۔

آل فرعون: آل فرعون اور بنی اسرائیل ۱؛ آل فرعون کے جرائم ۱؛ آل فرعون کے شکنجے ۱

اللہ تعالیٰ: الہی امتحانات ۱۳؛ حاکمیت الہی ۱۵؛ ربوبیت الہی ۱۳؛ الہی نعمتیں ۱۲

امتحان: امتحان کے ذرائع ۱۳؛ سختیوں کے ساتھ امتحان ۱۳، ۱۳؛ نعمتوں کے ساتھ امتحان ۱۳، ۱۳؛ امتحان کا فلسفہ ۱۳

انسان: انسان کا امتحان ۱۳

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کی آزمائش ۱۰؛ عورتوں سے استفادہ ۸؛ بنی اسرائیل کی عورتوں کو زندہ چھوڑنا ۵، ۳، ۸؛ بنی

اسرائیل کا امتحان ۱۰، ۱۱؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۳، ۱؛ بنی اسرائیل کو شکنجے ۵، ۱، ۹، ۱۰، ۱۱؛ بنی اسرائیل

کی عورتوں کو شکنجے ۴، ۶؛ بنی اسرائیل کے فرزندوں کا قتل ۹، ۴، ۵، ۱۶؛ بنی اسرائیل کی نجات ۱۲، ۱۱، ۹، ۲؛ بنی اسرائیل

کی نعمتیں ۱۲

تاریخ: تاریخ کے تغیرات و تحولات کا سرچشمہ ۱۵

تربیت: تربیت میں مؤثر عوامل ۱۳

حضرت موسیٰ ﷺ: حضرت موسیٰ ﷺ کی بعثت کے نتائج ۲

ذکر: بنی اسرائیل کی نجات کا ذکر ۳

رشد و تکامل: رشد و تکامل کے عوامل ۱۳

روایت: ۱۶

فراعنہ: فراعنہ کے جرائم ۱۲، ۱۱، ۹، ۴، ۵، ۳؛ فراعنہ کے شکنجے ۱۱، ۱۰، ۶، ۱۲؛ فراعنہ اور بنی اسرائیل ۹، ۵، ۳، ۲؛ فراعنہ

اور بنی اسرائیل کی عورتیں ۶؛ فراعنہ کے قتل ۹، ۵، ۳؛ فراعنہ کے اجتماعی قتل ۴

فرعون: فرعون کی خون ریزی ۱۶

وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿٥٠﴾

ہمارا یہ احسان بھی یاد کرو کہ ہم نے دریا کو شگافتہ کمر کے تمھیں بچا لیا اور فرعون والوں کو تمھاری نگاہوں کے سامنے ڈبو دیا۔

۱۔ بنی اسرائیل دریاے نیل کے کنارے فرعون فوج کے محاصرے میں تھے۔ و اذ فرقنا بکم البحر "البحر" میں الف لام عہد ذکر ہے جو دریائے مذکور کی طرف اشارہ ہے بہت سے مفسرین کے مطابق یہ دریائے نیل ہے۔ بنی اسرائیل کی نجات اور دریا کے پھٹ جانے کے باعث فرعونوں کے غرق ہونے کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ فرعون لشکر دریا کے کنارے بنی اسرائیل پر حملہ کرنے کے درپے تھا۔

۲۔ دریائے نیل کو پار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے دریا کو پاٹ دیا۔ و اذ فرقنا بکم البحر "فرقنا" کا مصدر "فرق" ہے جس کا معنی ہے شگاف ڈالنا اور فاصلہ پیدا کرنا۔

۳۔ بنی اسرائیل دریا کو عبور کمر کے نجات پا گئے اور فرعون اپنی فوج سمیت دریا میں غرق ہو گیا۔ فانجیناکم و اغرقنا آل فرعون

۴۔ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو نجات بخشنے والا اور فرعونوں کو ہلاک کرنے والا ہے۔ فانجیناکم و اغرقنا آل فرعون

۵۔ دریا کا پھٹنا فرعون اور اسکی فوج کے غرق ہونے اور ہلاک ہونے کا باعث بنا۔ و اذ فرقنا بکم البحر فانجیناکم و اغرقنا آل فرعون "انجیناکم" کی صرف "فای" کے ذریعے "فرقنا" پر تفریع اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دریا کا شگافتہ ہونا بنی اسرائیل کی نجات کا وسیلہ بنا اور اس لئے کہ "اغرقنا"، "انجیناکم" پر عطف ہے پس دریا کا یہی شگافتہ ہونا فرعون اور اسکی فوج کے غرق ہونے کا ذریعہ قرار پایا۔ فرعون اور اسکی فوج نے دریا میں عبور کمرے رستے کو دیکھتے ہوئے بنی اسرائیل کا تعاقب کیا تو دریا کا شگاف برابر ہو گیا اور یہ لوگ ہلاک ہو گئے۔

۶۔ عالم طبیعیات کے اسباب پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ہے۔ و اذ فرقنا بکم البحر

۷۔ دریا کے پھٹ جانے میں بنی اسرائیل کا کردار اہم تھا۔ و اذ فرقنا بکم البحر یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "بکم" کی باء سببیت کے لئے ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کی آزمائش کے دور ان بنی اسرائیل کا سختیاں اور مشکلات برداشت کرنا اور ان میں کامیاب ہونا ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور نجات کا سبب بنا۔ یسومونکم سوء العذاب ... و فی ذلکم بلاء من ربکم عظیم و اذ فرقنا بکم البحر اس سے ماقبل آیہ مجیدہ میں بنی اسرائیل کی الہی آزمائش کا بیان تھا جس میں انہوں نے سختیوں اور مشکلات کو برداشت کیا یہی چیز سبب بنی کہ بنی اسرائیل کے لئے دریا پھٹ گیا گویا کہ بنی اسرائیل نے چونکہ اس طرح عمل کیا کہ جو ان کی اس لیاقت کا باعث بنا اور اللہ تعالیٰ نے دریا کو شگافتہ کمر کے بنی اسرائیل کو نجات عطا فرمائی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔

۹۔ انسان کا عمل اللہ تعالیٰ کے تدبیر امور کی کیفیت کو معین کرنے میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یسومونکم سوء العذاب ... فی ذلکم بلاء ... و اذ فرقنا بکم البحر

۱۰۔ بنی اسرائیل نے فرعون اور اسکی فوج کے غرق ہونے اور ہلاکت کے منظر کا نظارہ کیا۔ "نظر" کا معنی ہے دیکھنا اور نظارہ کرنا ماقبل جملے کے قرینے سے تنظرون کا مفعول فرعون اور اسکی فوج کی ہلاکت ہے۔

۱۱۔ فرعون اور اسکی فوج کی نابودی کا نظارہ کرنا بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک تھا۔ و اذ فرقنا بکم البحر ... و اغرقنا آل فرعون و انتم تنظرون ان آیات میں چونکہ ان نعمتوں کا ذکر ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو عنایت فرمائیں۔ اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ "و انتم تنظرون" کو بھی نعمت کے طور پر بیان فرمایا گیا ہے۔

۱۲۔ ظالموں اور ستم گروں سے مظلوموں کے سامنے انتقام ایک پسندیدہ اور اچھا عمل ہے۔ و اغرقنا آل فرعون و انتم تنظرون

۱۳۔ دریا کے شگافتہ ہونے سے بنی اسرائیل کی نجات اور فرعون اور اسکی لشکر و خاندان کی نابودی ایک عبرت آموز اور یاد رکھنے والا واقعہ ہے۔ و اذ فرقنا بکم البحر ... و انتم تنظرون "اذ فرقنا" نعمتی (آیت ۳۷) پر عطف ہے پس "اذ فرقنا" ، "اذکروا" کے لئے مفعول ہے۔

اللہ تعالیٰ: افعال الہی ۲، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ۲، ۳؛ تدبیر الہی ۹؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ۶؛ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے
عوامل ۸؛ اللہ تعالیٰ کا نجات عطا کرنا ۳

انتقام: پسندیدہ انتقام ۱۲؛ مظلوموں کی موجودگی میں انتقام ۱۲

انسان: انسان کی تقدیر یا سرنوشت ۹؛ انسان کے تدبیر امور کا سرچشمہ ۹

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کی کامیابی کے نتائج ۸؛ بنی اسرائیل کا امتحان ۸؛ بنی اسرائیل کی ادا د ۸؛ بنی اسرائیل دریائے نیل
میں ۲؛ بنی اسرائیل اور دریا کا پھٹنا ۷؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱، ۱۰، ۳، ۲، ۱۳؛ بنی اسرائیل کا دریا عبور کرنا ۳؛ بنی اسرائیل کی
نجات کے اسباب ۸؛ بنی اسرائیل کا امتحان میں کامیاب ہونا ۸؛ بنی اسرائیل کا محاصرہ ۱؛ بنی اسرائیل کی نجات ۱۳، ۳، ۳؛
بنی اسرائیل کی نعمتیں ۱۱

تاریخ: تاریخ سے عبرت ۱۳

تقدیر: تقدیر میں مؤثر عوامل ۹

دریا: دریائے نیل ۱؛ دریا کے پانی میں شگاف ۵، ۲

ذکر: تاریخ کا ذکر ۱۳

ظالمین: ظالمین سے انتقام ۱۲

عالم طبیعات کے عوامل: طبعی عوامل کا عمل ۶

عبرت: عبرت کے عوامل ۱۳

عمل: عمل کے نتائج ۹

لشکر فرعون: لشکر فرعون کی ہلاکت کے اسباب ۵؛ لشکر فرعون کا غرق ہونا ۳، ۵، ۱۰، ۱۳؛ لشکر فرعون اور بنی اسرائیل ۱؛

لشکر فرعون کی ہلاکت ۳، ۱۱، ۱۳

وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿٥١﴾

اور ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ لیا تو تم نے ان کے بعد گوسالہ تیار کر لیا کہ تم بڑے ظالم ہو۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون اور اسکے لشکر کے تسلط سے نجات دلانے کے بعد حضرت موسیٰ ﷺ کو عبادت اور خاص مناجات کے لئے دعوت دی۔ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ "لیلۃ" کا معمولاً استعمال شب و روز کے لئے اور "یوم" کا استعمال دن کے لئے ہوتا ہے۔ یہاں "لیلۃ" کا استعمال اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ ﷺ سے وعدہ عبادت اور مناجات کے لئے تھا۔ یہ جو حضرت موسیٰ ﷺ بنی اسرائیل کے درمیان عبادت انجام دیتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو خاص عبادت و مناجات کے لئے دعوت دی گئی۔

۲۔ حضرت موسیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم مقام و منزلت رکھتے ہیں۔ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ

۳۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی خاص عبادت اور مناجات کے لئے چالیس (۴۰) شب کا تعین ہوا۔ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ

۴۔ الہی رہبروں اور قائدین کا معاشرے سے کچھ محدود مدت تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے کنارہ کشی کرنا ایک پسندیدہ اور اچھا عمل ہے۔ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ

۵۔ رات کی عبادت و مناجات کی ایک خاص اہمیت ہے۔ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ

۶۔ چالیس رات لوگوں سے دور ہو کر عبادت و مناجات کرنے کا ایک خاص اثر ہے۔ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ

۷۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا کرنا شروع کر دی۔

ثم اتخذتم العجل من بعده

"من بعده" یعنی حضرت موسیٰ ﷺ کے دور چلے جانے کے بعد۔ "اتخذتم" ان افعال میں سے ہے جو "تصییر" کا مفہوم رکھتے ہیں اسکا پہلا مفعول "العجل" ہے اور دوسرا مفعول "الہا" ہے جو بہت واضح ہونے کی بنا پر کلام میں ذکر نہیں ہوا۔ گویا مطلب یوں ہے "ثم جعلتم العجل الهاً لکم"

۸۔ تاریخی اور معاشرتی واقعات میں شخصیات کا نقش اور کردار اہم ہوتا ہے۔ ثم اتخذتم العجل من بعده

"من بعده" جس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی ہے اس کا استعمال اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے درمیان تھے تو انہوں نے شرک کی طرف تمایل اختیار نہیں کیا۔ پس تاریخ کے اہم واقعات میں شخصیات بھی اہمیت کی حامل ہیں۔

۹۔ انبیاء علیہم السلام اور الہی قائدین کی عدم موجودگی سے امتوں میں انحراف کا خطرہ رہتا ہے۔ ثم اتخذتم العجل من بعده و انتم ظالمون

۱۰۔ بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا کی طرف رغبت دریا سے عبور اور فرعون کی لشکر سے نجات کے بعد اختیار کی۔
و اذ فرقنا بکم البحر ... و اذ واعدنا ... ثم اتخذتم العجل من بعده

۱۱۔ بنی اسرائیل کے پاس گوسالہ پرستی کی طرف رغبت و تمایل کا کوئی بہانہ یا عذر نہ تھا۔ ثم اتخذتم العجل من بعده و انتم ظالمون "انتم ظالمون" در آں حالیکہ تم ظالم تھے" یہ جملہ حالیہ اس معنی میں ظہور رکھتا ہے کہ ظالم ہونا ایک ایسی حالت تھی جو گوسالہ پرستی کے ہمراہ تھی یعنی یہ کہ بنی اسرائیل کی شرک کی طرف رغبت ظلم کی وجہ سے تھی جبکہ جہالت یا اس طرح کا کوئی اور عذر یا بہانہ درمیان میں نہ تھا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابل بنی اسرائیل انتہائی ناشکری قوم ہے۔ فانجیناکم و اغرقنا آل فرعون ... ثم اتخذتم العجل من بعده و انتم ظالمون بنی اسرائیل پر عظیم الہی نعمتوں کے ذکر کے بعد ان کے غیر خدا کی پرستش کی طرف رجحان کا بیان کرنا اس بات کی نشاندہی ہے کہ یہ قوم انتہائی ناشکری ہے۔

۱۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم سے دور چلے جانے اور اس قوم کا گوسالہ پرستی اختیار کر لینا انتہائی عبرت ناک، سبق آموز اور یاد رکھنے کے قابل واقعہ ہے۔ و اذ واعدنا موسیٰ اربعین ليلة ثم اتخذتم العجل من بعده

۱۴۔ ظلم و ستم کرنا بنی اسرائیل کی عادت اور راہ و روش ہے۔ و انتم ظالمون

یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "و انتم ظالمون" جملہ معترضہ ہونہ کہ حالیہ یعنی تم لوگ ستمگر ہو جس کا ایک پہلو گوسالہ پرستی ہے

۱۵۔ بچھڑے کی پوجا بنی اسرائیل کی ستم کاریوں میں سے

ایک تھی۔ ثم اتخذتم العجل من بعده و انتم ظالمون

۱۶۔ غیر خدا کی پرستش ظلم ہے۔ ثم اتخذتم العجل من بعده و انتم ظالمون

۱۷۔ عن ابی جعفر علیہ السلام فی قوله "واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة" قال کان فی العلم و التقدیر ثلاثین لیلة ثم بدأ للہ فزاد عشرًا فتم میقات ربہ للاول والآخر اربعین لیلة^(۱) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة" کے بارے میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ علم و تقدیر الہی میں تیس راتیں تھیں پھر اللہ تعالیٰ کے لئے بدا حاصل ہوا تو دس دنوں کا اضافہ کر دیا گیا پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے میقات کو اول و آخر چالیس شب میں پورا کیا اعداد: چالیس کا عدد ۳، ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے لئے بداء ۱۷ اللہ تعالیٰ کی دعوتیں ۱

امتیں: امتوں کے انحراف کی بنیاد ۹

انبیاء علیہم السلام: انبیاء علیہم السلام کی عدم موجودگی کے نتائج ۹

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں ۷; بنی اسرائیل کی تاریخ ۱۲، ۱۰، ۷; بنی اسرائیل کا ظلم ۱۵، ۱۳; بنی اسرائیل کا دریا سے عبور کرنا ۱۰; بنی اسرائیل کا کفران ۱۲; بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی ۱۵، ۱۳، ۱۱، ۱۰، ۷; بنی اسرائیل کی نجات ۱۰، ۱

تاریخ: تاریخ سے عبرت ۱۳; تاریخی تغیرات اور تحولات کے عوامل ۸; تاریخ کا محرک ۸; شخصیات کا تاریخ میں کردار و اہمیت ۸

چلہ نشینی: چلہ نشینی کے آثار و نتائج ۶

حضرت موسیٰ علیہ السلام: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چلہ نشینی ۱۷، ۳; حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دعوت ۱; حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عبادت ۱; بنی اسرائیل کے درمیان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیبت ۱۳; حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ۳، ۱; حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عبادت کی مدت ۳; حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات کی

(۱) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۴۴ ح ۴۶، تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۹۸ ح ۲۔

دت ۳: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درجات و مقامات ۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات ۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا میقات
(یعنی خدا کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ جس کیلئے دت معین کی گئی) ۱۴
دینی رہبر: دینی قائدین کی عدم موجودگی کے نتائج ۹ دینی رہبروں کی پسندیدہ کنارہ کشی ۳
ذکر: تاریخ کے ذکر کی اہمیت ۱۳

روایت: ۱۴

شرک: عبادتی شرک کا ظلم ۱۶

ظالمین: ۱۳

ظلم: ظلم کے موارد ۱۵، ۱۶

عبادت: غیر خدا کی عبارت ۱۶

عمل: پسندیدہ عمل ۳

قدریں: ۵

کفران: کفران نعمت ۱۲

کنارہ کشی: پسندیدہ کنارہ کشی ۳

معاشرتی تبدیلیاں: معاشرتی تبدیلیوں کے عوامل ۸

مقربین: ۲

نماز تہجد: نماز تہجد کی اہمیت ۵

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٢﴾

پھر ہم نے تمہیں معاف کر دیا کہ شاید شکر گزار بن جاؤ۔

۱۔ بنی اسرائیل کا بچھڑے کی پوجا والا گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا۔ ثم عفونا عنکم من بعد ذلك

۲۔ انسانوں کے گناہوں کی بخشش و آمرزش اللہ تعالیٰ کے دست قدرت اور اختیار میں ہے۔ ثم عفونا عنکم

۳۔ مرتد ہونے کا گناہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل عفو و بخشش ہے۔ ثم اتخذتم العجل ... ثم عفونا عنکم

۳۔ بنی اسرائیل کے ارتداد اور گوسالہ پرستی کے گناہ کی بخشش اللہ تعالیٰ کی جانب سے بنی اسرائیل پر عظیم نعمتوں میں سے تھی۔ ثم عفونا عنکم من بعد ذلك اس حصے کی آیات مبارکہ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں کو بیان کر رہی ہیں اس لئے "عفونا عنکم" سے بھی مراد نعمت کا ذکر ہے جبکہ یہ مطلب "ثم" کے ساتھ دوسری نعمتوں پر عطف ہوا ہے یہ اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ معافی اور بخشش کی نعمت دوسری نعمتوں سے بالاتر اور والاتر ہے۔

۵۔ گوسالہ پرستی کے گناہ کی معافی سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر احسان فرمایا۔ ثم عفونا عنکم من بعد ذلك

واضح ہے کہ معافی گناہ کے ارتکاب کے بعد ہوتی ہے بنا بریں "من بعد ذلك" معافی کے وقت و زمان کو بیان نہیں کر رہا ہے بلکہ اس مفہوم کی طرف اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل بخشش کا استحقاق تو نہ رکھتے تھے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل و کرم کیا اور ان کا گناہ بخش دیا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر و سپاس گزاری کرنا لازم و ضروری ہے۔ لعلکم تشکرون

۷۔ بنی اسرائیل ناشکری قوم تھی۔ ثم عفونا عنکم من بعد ذلك لعلکم تشکرون

۸۔ بنی اسرائیل میں شکر و سپاس گزاری کی زمین کو ہموار کرنا ان کے مرتد ہونے کے گناہ کو معاف کرنے کے اہداف میں سے تھا۔ ثم عفونا عنکم من بعد ذلک لعلکم تشکرون

۹۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں سپاس و شکر گزاری اور شاکرین کے مقام تک پہنچنے کی راہ میں گناہان کبیرہ رکاوٹ بنتے ہیں۔ ثم عفونا عنکم من بعد ذلک لعلکم تشکرون

۱۰۔ گناہ کا معاف ہونا ایک ایسی نعمت ہے جس کا شکر ادا کیا جانا چاہیئے۔ ثم عفونا عنکم ... لعلکم تشکرون
ارتداد (مرتد ہونا): ارتداد کی معافی ۳؛ ارتداد کا گناہ ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخشش ۲؛ اللہ تعالیٰ سے مختص امور ۲؛ اللہ تعالیٰ کا احسان ۵؛ اللہ تعالیٰ کی معافی ۱، ۳
بخشش: بخشش کی نعمت ۳، ۱۰

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کا ارتداد ۸، ۳؛ بنی اسرائیل کے شکر کی زمین ہموار ہونا ۸؛ بنی اسرائیل کی بخشش ۵، ۳، ۱؛ بنی اسرائیل کی بخشش کا فلسفہ ۸؛ بنی اسرائیل کا کفران ۴؛ بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی ۵، ۳، ۱؛ بنی اسرائیل پر احسان ۵؛ بنی اسرائیل کی نعمتیں ۳

شاکرین: شاکرین کے درجات و مقامات ۹

شکر: شکر خدا کی اہمیت ۶؛ بخشش کی نعمت ۱۰؛ شکر کے موانع ۹

گناہ: گناہان کبیرہ کے نتائج ۹؛ گناہ کی معافی ۱۰؛ گناہ کی بخشش کا سرچشمہ ۲

وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿٥٣﴾

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب اور حق و باطل کو جدا کرنے والا قانون دیا کہ شاید تم ہدایت یافتہ بن جاؤ۔

۱۔ حضرت موسیٰ ﷺ صاحب کتاب و شریعت انبیاء ﷺ میں سے تھے۔ و اذ آتینا موسیٰ الكتاب

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ﷺ کو تورات عطا فرمائی۔ و اذ آتینا موسیٰ الكتاب "الکتاب" میں الف لام عہد ذہنی ہے جو تورات کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے تورات کے علاوہ بھی حقائق عنایت فرمائے جو حق و باطل کے مابین امتیاز کا وسیلہ ہیں۔ و اذ آتینا موسیٰ الكتاب والفرقان "الفرقان" کا "الکتاب" پر عطف ممکن ہے صفت کا صفت پر عطف ہو اور ہر ایک تورات کے پہلوؤں میں سے ایک پہلو ہو۔ یعنی یہ کہ ہم نے موسیٰ ﷺ کو ایک ایسی چیز عطا کی جو کتاب بھی ہے اور فرقان بھی یہ بھی ممکن ہے کہ کتاب اور فرقان دو مختلف چیزیں ہوں یعنی ہم نے موسیٰ کو کتاب (تورات) دی اور فرقان بھی عطا کیا۔ اس اعتبار سے فرقان سے مراد معجزات، دلائل و براہین یا اس طرح کے امور ہو سکتے ہیں۔ (تفسیر الکشاف سے اقتباس)۔

۴۔ تورات حق و باطل کے مابین تشخیص کا بہترین وسیلہ ہے۔ و اذ آتینا موسیٰ الكتاب والفرقان

"فرقان" یعنی تشخیص و امتیاز کا ذریعہ اور اس سے یہاں مراد احکام و معارف الہی کی حدود میں رہتے ہوئے حق کو باطل سے تمیز دینا ہے۔

۵۔ حضرت موسیٰ ﷺ کو جو تورات عطا کی گئی وہ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک تھی۔ اذ آتینا موسیٰ الكتاب والفرقان

آیت نمبر ۴۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ آیات کا یہ حصہ اللہ تعالیٰ کی بنی اسرائیل پر عظیم اور گراں قدر نعمات کو بیان کر رہا ہے پس اس آیت مبارکہ میں تورات اور فرقان بھی عظیم نعمت کے طور پر بیان ہوئے ہیں۔

۶۔ کتب سماوی اور انسانوں کی ہدایت کے اسباب بنی

اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمات میں سے تھے۔ واذ آتینا موسیٰ الكتاب و الفرقان لعلکم تھتدون

۷۔ تورات کے نزول کا ہدف بنی اسرائیل کا ہدایت پانا ہے۔ واذ آتینا موسیٰ الكتاب و الفرقان لعلکم تھتدون

۸۔ سماوی کتابوں کے نزول کا ہدف انسانوں کا ہدایت پانا ہے۔ واذ آتینا موسیٰ الكتاب و الفرقان لعلکم تھتدون

۹۔ ہدایت اور گمراہی کے قبول کرنے کا اختیار، انسان تکوینی طور پر رکھتا ہے۔ لعلکم تھتدون

۱۰۔ تورات کے حقائق کو بنی اسرائیل تک پہنچانا حضرت موسیٰ ﷺ کے بنیادی فرائض میں سے تھا۔ واذ آتینا موسیٰ

الكتاب و الفرقان لعلکم تھتدون حضرت موسیٰ ﷺ کو کتاب عطا اور بنی اسرائیل کی ہدایت کے درمیان رابطے (آیتنا

موسیٰ لعلکم تھتدون) کا مطلب یہ ہے کہ یہ جملہ تقدیر میں ہو "ہم نے ان کو حکم دیا کہ کتاب کو تمہارے لئے تلاوت کرے

اور احکام و معارف کی تمہیں تعلیم دے" یہ معنی بہت واضح ہونے کے باعث اور اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان

نہیں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی عنایات ۵، ۳، ۲؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۶

انبیاء ﷺ: اولو العزم انبیاء ﷺ ۱

انسان: انسان کا تکوینی اختیار ۹؛ انسانوں کی ہدایت ۸

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کی ہدایت کا سرچشمہ ۷؛ بنی اسرائیل کی نعمات ۵

تورات: تورات کی تبلیغ ۱۰؛ تورات اور حق کی تشخیص ۳، ۲؛ تورات کے فزول کا فلسفہ ۷؛ تورات کی نعمت ۵؛ تورات کی

اہمیت و کردار ۷، ۳

حضرت موسیٰ ﷺ: حضرت موسیٰ ﷺ کی تبلیغ ۱۰؛ حضرت موسیٰ ﷺ کی تورات ۲؛ حضرت موسیٰ ﷺ کی شریعت ۱؛

حضرت موسیٰ ﷺ کا فرقان ۳؛ حضرت موسیٰ ﷺ کی کتاب ۱؛ حضرت موسیٰ ﷺ کی ذمہ داری ۱۰؛ حضرت موسیٰ ﷺ

کی نبوت ۱

حق: حق کی تشخیص کے وسائل ۳، ۲؛ حق اور باطل ۳

کتب سماوی: کتب سماوی کے نزول کا فلسفہ ۸؛ کتب سماوی کی نعمت ۶؛ کتب سماوی کی اہمیت و کردار ۸
گمراہی: گمراہی کا اختیار ۹

ہدایت: ہدایت کا اختیار ۹؛ ہدایت کے اسباب ۶، ۸

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَلِكَمُ
خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۵۴﴾

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم نے گوسالہ بنا کر اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ اب تم خالق کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اپنے نفسوں کو قتل کر ڈالو کہ یہی تمہارے حق میں خیر ہے۔ پھر خدا نے تمہاری توبہ قبول کر لی کہ وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

۱۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم نے بچھڑے کی پوجا کمر کے خود پر ظلم کیا اور سزا کے مستحق قرار پائے۔ یا قوم انکم ظلمتم أنفسکم باتخاذکم العجل

۲۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کی ستمگری کے بیان کے ساتھ ہی ان کو فرمان دیا کہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔
وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ ... فَتُوبُوا إِلَى بَارِئِكُمْ

۳۔ انسان شرک اختیار کرنے اور غیر خدا کی عبادت کرنے سے خود پر ظلم اور ستم کا ارتکاب کرتا ہے۔ انکم ظلمتم أنفسکم باتخاذکم العجل

۳۔ شرک اختیار کرنے اور غیر خدا کی پرستش کرنے سے خداوند متعال کو کوئی ضرر یا نقصان نہیں ہوتا۔
انکم ظلمتم أنفسکم باتخاذکم العجل

۵۔ گناہ انسان کی اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب بنتا ہے۔
فتوبوا الى بارئکم

"توبوا" کا مصدر توب اور توبہ ہے جس کا معنی ہے رجوع کرنا اور لوٹنا۔ اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ گناہ کے سبب انسان اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے اور فاصلہ پیدا کر لیتا ہے۔

۶۔ گناہگاروں کی ضروری اور اہم ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کے ذریعے بازگشت کریں۔ انکم ظلمتم أنفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم

۷۔ بنی اسرائیل کے گوسالہ پرستوں کی توبہ ایک دوسرے کو قتل کرنا معین کی گئی۔ فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا أنفسکم "فاقتلوا" میں "فای" تفسیر یہ ہے یعنی "فاقتلوا أنفسکم" اور یہ "توبوا..." کی تفسیر ہے۔ اس جملہ "فاقتلوا أنفسکم" کے بارے میں دو طرح کی تفسیر بیان ہوئی ہے ۱۔ فاقتلوا بعضکم بعضاً۔ ایک دوسرے کو قتل کرو ۲۔ ہر کوئی خود کو قتل کرے۔

۸۔ گناہوں سے توبہ کا طریقہ کار اس گناہ کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ انکم ظلمتم أنفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا أنفسکم

۹۔ بنی اسرائیل کے مرتدوں کی فکری و نفسیاتی آمادگی کے بعد حضرت موسیٰ ﷺ نے انہیں امر الہی (ایک دوسرے کو قتل کرنے) کے اجراء اور قبولیت پر آمادہ کیا۔ یا قوم انکم ظلمتم أنفسکم یہ جو حضرت موسیٰ ﷺ نے قوم کو اپنے ساتھ نسبت دی (اے میری قوم) یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ نے قوم کو توبہ کی دعوت سوز دل کے ساتھ دی اور ان سے چاہا کہ حکم الہی کے سامنے گردن جھکا دیں۔ یہ جو صراحت کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی کے ذریعے خود پر ستم کیا ہے یہ بھی اسی معنی کے اعتبار سے ہے۔

۱۰۔ گناہگاروں میں حدود الہی کی قبولیت کے لئے روحی اور فکری آمادگی پیدا کرنا ایک اچھا اور بہتر عمل ہے۔ یا قوم انکم ظلمتم أنفسکم ... فتوبوا الی بارئکم

۱۱۔ تنقید اور نصیحت سے پہلے مہربانی اور محبت سے پیش آنا ایک اچھا اور بہت بہتر عمل ہے۔ یا قوم انکم ظلمتم أنفسکم

۱۲۔ الہ یا معبود ہونے کی لیاقت و استعداد فقط خالق انسان میں ہے۔ انکم ظلمتم أنفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم

"بارء" اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں سے ہے جس کا معنی خالق ہے۔ جملہ "توبوا الی بارئکم" میں حضرت موسیٰ ﷺ کا اس اسم اور صفت کا انتخاب کرنا جبکہ آپ ﷺ کے مخاطبین وہ لوگ تھے جو غیر خدا کی پرستش اختیار کر چکے تھے یہ مطلب اس طرف اشارہ ہے کہ انسان کا خالق ہی

معبود بننے کی صلاحیت رکھتا ہے لہذا تم نے غیر کی طرف کیوں رجوع اور رجحان پیدا کیا؟ پس توبہ کرو۔

۱۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں مرتدوں کو قتل کرنا سزاؤں کے قوانین میں سے تھا۔ * فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا أنفسکم

۱۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے مرتدوں کی خیر و سعادت کو انکی توبہ اور ایک دوسرے کے قتل میں جانا۔
فاقتلوا أنفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم

۱۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مرتدوں کو اللہ تعالیٰ کی خالقیت کی طرف متوجہ کرنے کے ساتھ ان کے قتل کی سزا کو انکے لئے ایک مفید امر سمجھا۔ ذلکم خیر لکم عند بارئکم حکم قتل کے اجراء کے وقت "بارء" کا انتخاب اس مفہوم کی طرف اشارہ ہے اگرچہ قتل ہونا ظاہراً ختم ہونا اور نابود ہونا ہے لیکن درحقیقت دوبارہ زندگی پانا اور خلق ہونا ہے۔ "بارئکم" کا جملہ "توبوا الی بارئکم" اور "ذلکم خیر لکم عند بارئکم" میں تکرار قابل توجہ ہے گویا ایک خاص ہدف کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔

۱۶۔ اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کا خالق ہے۔ فتوبوا الی بارئکم ... ذلکم خیر لکم عند بارئکم

۱۷۔ ادیان الہی میں سزاؤں کے احکام و قوانین، اگرچہ وہ سزا قتل ہونے کی ہو، یہ سب گناہگاروں اور خطاکاروں کے لئے فلاح و سعادت کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔ فاقتلوا أنفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم

۱۸۔ ادیان الہی کے احکام و فراین کی بنیاد انسانوں کی مصلحت ہے۔ ذلکم خیر لکم

۱۹۔ بنی اسرائیل کے مرتدوں (گوسالہ پرستوں) نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمان کے بعد ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کیا۔ فاقتلوا أنفسکم ... فتاب علیکم جملہ "تاب علیکم" ایک مقدر جملہ پر عطف ہے یعنی "نفعلتکم ما امرتم بہ فتاب علیکم پس تم نے جسکا حکم دیا گیا تھا اس پر عمل کر دکھایا تو خداوند عالم نے تمہاری توبہ کو قبول فرمالیا" قابل توجہ ہے کہ "تاب" کی ضمیر مابعد جملے کے قرینہ سے "بارئکم" تمہارا خالق کی طرف لوٹتی ہے۔

۲۰۔ بنی اسرائیل کے گوسالہ پرستوں کی توبہ کی قبولیت اللہ تعالیٰ کی ان پر نعمتوں میں سے ایک تھی۔ و اذ قال موسیٰ ... فتاب علیکم اس سورہ مبارکہ جیسا کہ آغاز میں آیا ہے "یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی ... اس سے پتہ چلتا ہے کہ آیات کے اس حصے میں ان نعمتوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو عنایت فرمائی تھیں۔

۲۱۔ بنی اسرائیل کے مرتدوں کی توبہ کا واقعہ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا اجراء کہ ایک دوسرے کو قتل کریں ایک بہت ہی سبق آموز اور یاد رکھنے والا واقعہ ہے۔ و اذ قال موسیٰ لقومه ... فتاب علیکم "اذقال"۔ آیت ۳۷ میں نعمتی پر عطف ہے یعنی "اذکروا اذقال"۔

۲۲۔ فقط خداوند عالم تواب (بہت زیادہ بخشنے والا) اور رحیم (مہربان) ہے۔ انہ ہوا لتواب الرحیم

احکام: سزاؤں کے احکام کا خیر ہونا ۱۷؛ فلسفہ احکام ۱۸

ادیان: ادیان کی تعلیمات ۱۳

اسماء و صفات: تواب ۲۲؛ رحیم ۲۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۱۶؛ اللہ تعالیٰ اور ضرر و نقصان ۳؛ خدائی سزاؤں کا مفید اور بہتر ہونا ۱۵؛ اللہ تعالیٰ سے

دوری کے اسباب ۵؛ الہی نعمتیں ۲۰

الوہیت: الوہیت کے معیارات ۱۲

انسان: انسان کا خالق ۱۶؛ انسانی مصلحتیں ۱۸

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل اور ایک دوسرے کا قتل ۱۳، ۹، ۷، ۱۹، ۲۱؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۲۱، ۱۹، ۸، ۷، ۲؛ بنی اسرائیل کی توبہ ۲، ۷، ۱۳؛ بچھڑے کی پوجا کرنے والوں کی توبہ ۲۰، ۷؛ بنی اسرائیل کی خودکشی ۹، ۷، ۱۳، ۲۱، ۱۹؛ بنی اسرائیل کی سعادت مندی کی شرائط ۱۳؛ بنی اسرائیل کا ظلم ۲، ۱؛ بنی اسرائیل کی توبہ کی قبولیت ۲۰؛ بنی اسرائیل کی سزا ۱۱؛ گوسالہ پرستوں کی سزا ۱۵؛ بنی اسرائیل کے گوسالہ پرست ۱۹؛ بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی ۷، ۱؛ بنی اسرائیل کے مرتد ۱۹، ۹، ۲۱؛ بنی اسرائیل کی نعمتیں ۲۰

تاریخ: تاریخ سے عبرت ۲۱

تقرب: تقرب کے موانع ۵

توبہ: توبہ کی اہمیت ۱۳، ۶؛ توبہ کی مناسبت گناہ کے ساتھ ۸؛ گناہ سے توبہ ۶؛ توبہ کی کیفیت ۸

حدود الہی: حدود الہی کی قبولیت کی زمین ہموار کرنا ۱۰

حضرت موسیٰ ﷺ: حضرت موسیٰ کے اوامر ۲؛ حضرت موسیٰ ﷺ کی

شریعت کی تعلیمات ۱۳؛ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خیر خواہی ۱۱۳؛ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ۲، ۹، ۱۵

حقیقی معبود: معبود حقیقی کی خالقیت ۱۲

خدا کی طرف بازگشت: ۶

خود: خود پر ظلم ۱، ۳

دین: دین کا فلسفہ ۱۸

ذکر: تاریخ کے ذکر کی اہمیت ۲۱؛ اللہ تعالیٰ کی خالقیت کا ذکر ۱۵

سزا: سزاؤں کے قوانین کے اجراء کے نتائج ۱۷؛ سزاؤں کے قوانین کا فلسفہ ۱۷؛ سزاؤں کے موجبات ۱

سعادت: سعادت کے اسباب ۱۳، ۱۷

شرک: شرک کا نقصان ۳؛ شرک کا ظلم ۳

شرعی ذمہ داری: شرعی ذمہ داری کے اجراء کی زمین ہموار کرنا ۹

ظلم: ظلم کے موارد ۱، ۳

عبادت: غیر خدا کی عبادت ۳، ۳

عبرت: عبرت کے عوامل ۲۱

عمل: پسندیدہ عمل ۱۰، ۱۱

گناہ: گناہ کے نتائج ۵

گناہگار: گناہگاروں کی سعادت کی شرائط ۱۷؛ گناہگاروں کی ذمہ داری ۶

مرتد: ادیان میں مرتد کا قتل ۱۳

معبودیت: معبودیت کے معیارات ۱۲

وعظ و نصیحت: وعظ و نصیحت کی شرائط ۱۱؛ وعظ و نصیحت میں مہربانی ۱۱

یہودیت: یہودیت میں ارتداد کی سزا ۱۳

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿٥٥﴾

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا کہ ہم اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک اللہ کو علانیہ نہ دیکھ لیں جس کے بعد بجلی نے تم کو لے ڈالا اور تم دیکھتے ہی رہ گئے۔

۱۔ حضرت موسیٰ ؑ کی قوم نے آپ ؑ کی رسالت کی تصدیق کرنے سے انکار کیا اور آپ ؑ پر ایمان نہ لانے پر تاکید کی۔ و اذ قلتم یا موسیٰ لن نؤمن لك "لن نؤمن لك" ہم تیری ہرگز تصدیق نہیں کریں گے "آمن" لام کے ساتھ استعمال ہو (آمن لہ) یا حرف باء کے ساتھ (آمن بہ) ایک ہی معنی رکھتا ہے۔

۲۔ حضرت موسیٰ ؑ کے زمانے کے بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی خواہش کی۔ لن نؤمن لك حتی نری اللہ جہرۃ

۳۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ ؑ کی رسالت کی تصدیق کے لئے یہ شرط رکھی کہ اللہ تعالیٰ کو واضح طور پر دیکھیں گے (تب ایمان لائیں گے)۔ لن نؤمن لك حتی نری اللہ جہرۃ

۳۔ بنی اسرائیل محسوسات کے رجحانات رکھتے تھے۔ حتی نری اللہ جہرۃ

۵۔ حضرت موسیٰ ؑ کی قوم آپ ؑ کا انکار کرنے اور ایک بے جا مطالبہ (اللہ کو دیکھنا) کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئی۔ لن نؤمن لك ... فاخذتكم الصاعقة "اخذت" کا مصدر "اخذ" ہے جس کا معنی ہے پکڑنا، لے لینا اور ما بعد کی آیت کے قرینے سے یہ قتل سے کنایہ ہے۔

۶۔ آسمانی بجلی حضرت موسیٰ ؑ کی قوم کی ہلاکت کا موجب بنی۔ فاخذتكم الصاعقة صاعقه وہ آسمانی آگ ہے جو شدید گرج و چمک کے وقت نمودار ہوتی ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھنا ممکن نہیں ہے۔ حتی نری اللہ جہرۃ فاخذتكم الصاعقة

باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مختلف طرح کے معجزات دکھائے، ان کو مخصوص نعمات سے نوازا اور ان کے مختلف مطالبات پورے کئے لیکن ان کے اللہ کو دیکھنے کی خواہش کو پورا نہ فرمایا بلکہ یہ خواہش انکی سزا کا باعث بنی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خواہش بے جا تھی۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی خواہش ایک بے جا مطالبہ ہے۔ حتیٰ نری اللہ جہرۃ فاخذتکم الصاعقة

۹۔ خداوند متعال کو دیکھنے کی خواہش کا نتیجہ سزائے الہی ہے۔ حتیٰ نری اللہ جہرۃ فاخذتکم الصاعقة

۱۰۔ انبیائے الہی کی رسالت کی تصدیق نہ کرنا گناہ اور سزائے الہی کا موجب ہے۔ لن تؤمن لك ... فاخذتکم الصاعقة
یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "اخذتکم..." کا ارتباط "نری اللہ جہرۃ" کے علاوہ "لن تؤمن لك" سے بھی ہو۔

۱۱۔ گناہ کا عذاب و عقاب دنیا میں مستحق ہونے کا احتمال پایا جاتا ہے۔ فاخذتکم الصاعقة

۱۲۔ گناہگار دنیاوی عقاب میں مبتلا ہونے سے امن و امان میں نہیں ہیں اور نہ ہی انہیں اس امان کا احساس کرنا چاہئے۔
فاخذتکم الصاعقة

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے مطالبے سے حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم پر بجلی (صاعقہ) گری۔ فاخذتکم الصاعقة و انتم تنظرون "تنظرون" دیکھتے تھے "کا مفعول بجلی کا گرنا ہے۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ کرنا، بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰ ﷺ کی باتوں پر یقین کا اظہار نہ کرنا اور ان پر بجلی کا گرنا یہ نہایت سبق آموز اور یاد رکھنے کے قابل واقعہ ہے۔ اذ قلتُم یا موسیٰ لن تؤمن لك ... وانتم تنظرون "اذ قلتُم" آیت نمبر ۳۷ میں نعمتی پر عطف ہے یعنی مطلب یوں ہے "اذکروا اذ قلتُم..."

۱۵۔ امام رضا ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ان کلیم اللہ موسیٰ بن عمران ... لما کلّمہ اللہ عزوجل ... رجع الی قومہ ... فقالوا لن تؤمن لك حتیٰ نسمع کلامہ ... ثم اختار منهم سبعین رجلاً ... فکلّمہ اللہ تعالیٰ ذکرہ و سمعوا کلامہ ... فقالوا لن تؤمن لك بان هذا الذی سمعناہ کلام اللہ حتیٰ نری اللہ جہرۃ..." (۱) جناب موسیٰ ابن عمران ﷺ سے جب اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ... وہ اپنی قوم کی طرف پلٹ کے گئے ... قوم نے کہا ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں

(۱) عیون اخبار الرضا ﷺ ج ۱/ ص ۲۰۰ ح ۱/ باب ۱۵ تفسیر بہان ج ۱/ ص ۲۰۰ ح ۲۔

گے مگر یہ کہ اللہ کا کلام سنیں... اس کے بعد حضرت موسیٰ ﷺ نے اپنی قوم سے ستر ۷۰ افراد کا انتخاب فرمایا (اور کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے)... وہاں حضرت موسیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو انہوں نے اس کلام کو سنا... اور کہنے لگے ہم ہرگز اس بات پر ایمان نہ لائیں گے کہ یہ کلام جو ہم نے سنا ہے اللہ کا ہے مگر یہ کہ ہم اسے آشکارا دیکھیں۔
 اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا دیدار محال ہے ۷؛ اللہ تعالیٰ کا تکلم ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی درخواست ۱۵، ۸، ۲؛ اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کی خواہش کی سزا ۹؛ اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۱۰، ۹

انبیاء ﷺ: انبیاء کو جھٹلانے کے نتائج ۱۰؛ انبیاء ﷺ کو جھٹلانے کی سزا ۱۰؛ انبیاء ﷺ کو جھٹلانے کا گناہ ۱۰
 بنی اسرائیل: حضرت موسیٰ ﷺ کے زمانے کے بنی اسرائیل ۲؛ بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ ﷺ کی تصدیق ۳؛ بنی اسرائیل اور اللہ تعالیٰ کا دیدار ۱۳، ۱۳، ۵، ۳؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱، ۱۳، ۶، ۵، ۲؛ بنی اسرائیل کا محسوسات کی طرف رجحان ۳؛ بنی اسرائیل کی خواہشات ۱۳، ۵، ۳، ۲؛ بنی اسرائیل پر عذاب ۱۳؛ بنی اسرائیل پر دنیاوی عذاب ۱۳؛ بنی اسرائیل کا کفر ۵، ۱؛ بنی اسرائیل کی ہلاکت ۶، ۵
 بے جا توقعات: ۸

حضرت موسیٰ ﷺ: حضرت موسیٰ کی تکذیب ۱۲؛ حضرت موسیٰ ﷺ کا واقعہ ۱۵؛ حضرت موسیٰ ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے کلام ۱۵

ذکر: تاریخ کا ذکر ۱۳

روایت: ۱۵

سزا: سزا کے موجبات ۱۰، ۹

عذاب: بجلی کا عذاب ۱۳، ۱۳، ۶؛ دنیاوی عذاب ۱۱

کفر: حضرت موسیٰ ﷺ کا کفر ۵، ۱

گناہ: گناہ کی دنیاوی سزا ۱۱؛ گناہ کے موارد ۱۰

گناہ گار: گناہ گاروں کی دنیاوی سزا ۱۲؛ گناہ گاروں کو تنبیہ ۱۲

ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٦﴾

پھر ہم نے تمہیں موت کے بعد زندہ کر دیا کہ شاید اب شکر گزار بن جاؤ۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کو بجلی کے ذریعے ہلاک کرنے کے بعد دوبارہ حیات بخشی۔ ثم بعثناکم من بعد موتکم

۲۔ دنیا میں مردوں کے زندہ ہونے کا امکان ہے اور دنیاوی زندگی کی طرف دوبارہ رجعت ممکن ہے۔ ثم بعثناکم من بعد موتکم

۳۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کا بجلی سے ہلاک ہونے کے بعد زندہ ہونا ان پر اللہ تعالیٰ کی نعمت میں سے ایک نعمت تھی۔ اذکروا نعمتی الی انعمت ... ثم بعثناکم من بعد موتکم

۳۔ شاکرین کے مقام و درجے پر پہنچنا انسان کے بنیادی فرائض اور اسکی خلقت کے اہداف میں سے ہے۔
ثم بعثناکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون شکر و سپاس گزاری کو جو "بعثناکم" کے ہدف کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔
ظاہراً یہ دوبارہ زندگی ملنے سے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ خود زندگی کے ہدف کے طور پر بیان ہوا ہے یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو بجلی سے ہلاک ہو گئے تھے دوبارہ جو حیات بخشی تو اس لئے تھی کہ دنیاوی زندگی میں شکر گزار بنیں اور شاکرین کے درجے تک پہنچیں۔

۵۔ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابل ناشکری قوم تھی۔ لعلکم تشکرون

۶۔ بنی اسرائیل کا ہلاک ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ان میں شکر و سپاس گزاری کی روح پیدا کرنے اور شاکرین کے مقام تک پہنچنے کیلئے راہ ہموار کرنے کا باعث بنا۔ ثم بعثناکم ... لعلکم تشکرون

"لعلکم تشکرون" ہو سکتا ہے تم شکر گزار بن جاؤ" اس جملے میں "لعل" بنی اسرائیل کے بجلی زدہ افراد کو زندہ کرنے کے ہدف کو بیان کرنے کے علاوہ اس معنی پر بھی دلالت کرتا ہے کہ دوبارہ زندہ ہونا ان کی شکر گزاری کا موجب نہیں تھا بلکہ اس امر نے ان میں شکر و سپاس گزاری کی زمین فراہم کی۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۳

انسان: انسان کی تخلیق کا فلسفہ ۳; انسان کی ذمہ داری ۳

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کا دوبارہ زندہ ہونا ۶، ۳، ۱; بنی اسرائیل کی تاریخ ۱; بنی اسرائیل کے شکر کی زمین فراہم ہونا ۶; بنی

اسرائیل کا کفران نعمت ۵; بنی اسرائیل کی نعمتیں ۳; بنی اسرائیل کی ہلاکت ۱، ۳

رجعت: رجعت کا امکان ۲

شاکرین: شاکرین کے درجات ۳

شکر: شکر کی زمین فراہم ہونا ۶

عذاب: بجلی کا عذاب ۱، ۳

کفران: کفران نعمت ۵

مردے: دنیا میں مردوں کا زندہ ہونا ۱، ۲

وَزَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَىٰ كُلُّوْا مِّن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ

يَظْلِمُونَ ﴿٥٧﴾

اور ہم نے تمہارے سروں پر ابر کا سایہ کیا۔ تم پر من و سلویٰ نازل کیا کہ پاکیزہ رزق اطمینان سے کھاؤ۔ ان لوگوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ خود اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔

۱۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم فرعون اور اسکے لشکر سے نجات پیدا کرنے اور دریا سے گزرنے کے بعد بیابانوں میں سورج کی شدید گرمی میں مبتلا ہو گئی۔ و ظللنا علیکم الغمام

"ظللنا" کا مصدر "تظلیل" ہے جس کا معنی ہے سایہ کرنا یہ اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم نے دریا عبور کرنے کے بعد کسی چھت والی یا سایہ دار جگہ پر قیام نہ کیا پس بیابانوں کا مفہوم یہاں موجود ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم پر بادلوں کے ذریعے وسیع سطح پر سایہ کمر کے انہیں سورج کی جلاوینے والی شعاؤں سے بچایا۔ و ظللنا علیکم الغمام "غمامہ" کا معنی ہے بادل اور اسکی جمع "غمام" ہے (لسان العرب) بعض اہل لغت کے نزدیک غمامہ کا معنی سفید بادل ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کو صحرا عبور کرتے ہوئے ان کی غذا کے لئے 'من و سلوی' نازل فرمایا۔ و أنزلنا علیکم المن والسلوی لغت میں "من" کے معانی میں سے ایک معنی میٹھا شربت یا ایک طرح کا میٹھا گوند ہے۔ سلوی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد بیڑیا سفید رنگ کا ایک پرندہ ہے۔

۳۔ عالم طبیعات اور جہان ہستی کا اختیار اور اسکے تغیرات و تحولات کا اختیار خداوند قدوس کے دست قدرت میں ہے۔ و ظللنا علیکم الغمام و أنزلنا علیکم المن و السلوی

۵۔ بجلی گرنے اور دوبارہ زندہ کئے جانے کے واقعہ کے بعد بنی اسرائیل پر "من" و "سلوی" نازل ہوا اور انہیں سورج کی گرمی کی حدت و شدت سے بادلوں کے وسیع سایہ کے ذریعے نجات دی گئی۔ ثم بعثناکم ... و ظللنا علیکم الغمام جملہ "ظللنا..." کا جملہ "بعثناکم..." پر عطف اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ بادلوں کے سایہ کیئے جانے اور "من و سلوی" کا واقعہ بجلی گرنے کے واقعہ کے بعد ہوا۔

۶۔ بادلوں کا وسیع سایہ اور من و سلوی کا نازل کرنا حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کو دکھائے گئے معجزات میں سے تھا۔ و ظللنا علیکم الغمام و أنزلنا علیکم المن والسلوی

۷۔ "من" اور "سلوی" حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کو عطا کی گئی دو پاکیزہ غذائیں تھیں۔ و أنزلنا علیکم المن والسلوی کلوا من طیبات ما رزقناکم

۸۔ "من اور سلوی" اور پاکیزہ و حلال غذاؤں سے استفادہ کرنے کی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نصیحت فرمائی۔ کلوا من طیبات ما رزقناکم یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "کلوا" فعل امر ہے

۹۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو روزی عنایت کرنے والا ہے۔ ما رزقناکم

۱۰۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کو دریا عبور کرتے ہوئے اور صحرا انوردی کرتے وقت پاکیزہ اور ناپاک (حلال اور حرام) غذائیں میسر تھیں۔ کلوا من طیبات ما رزقناکم یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ لفظ طیبات استعمال ہوا اور اس کو "ما رزقناکم" کی طرف اضافت دی گئی ہے۔

۱۱۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم نے ناپاک اور حرام غذاؤں کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی۔

کلوا من طيبات ما رزقناکم و ما ظلمونا و لكن کانوا أنفسهم يظلمون حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم کو ظالم کہنا اس جملہ "کلوا من طيبات..." کے اعتبار سے ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں یہاں ظلم سے مراد ناپاک اور حرام غذاؤں سے استفادہ ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے ان کو ظالم کہنا ان تمام نعمتوں کے اعتبار سے ہو جن کا ذکر اس آیت اور ماقبل کی آیات میں ہوا ہے۔ پس اس بنا پر ان کے ظلم سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابل ان کی ناسپاسی اور ناشکری ہے۔ مذکورہ بالا مفہوم پہلے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

۱۲۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم نے "من و سلوی" سے حرام اور ناجائز فائدہ اٹھا کر گناہ کا ارتکاب کیا اور خود پر ظلم کیا۔ * کلوا من طيبات ما رزقناکم و ما ظلمونا و لكن کانوا أنفسهم يظلمون یہ جملہ "و لكن کانوا..." اس معنی پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم نے حرام خوری کا ارتکاب کیا۔ یہ جملہ چونکہ "من و سلوی" کے نزول کے بیان کے بعد ذکر ہوا ہے لہذا یہ اس امر پر قرینہ ہے کہ ان کی حرام خوری کا ایک مصداق "من و سلوی" سے ناجائز فائدہ اٹھانا ہو سکتا ہے جیسے مثلاً دوسروں کے حصے پر تجاوز کرنا۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابل حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم ناشکری تھی۔ ما ظلمونا و لكن کانوا أنفسهم يظلمون یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ اگر جملہ "ما ظلمونا و لكن..." کا ارتباط آیات میں بیان شدہ نعمات الہی سے ہو۔ ۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کو نصیحت ہے کہ حلال و پاکیزہ نعمتوں اور غذاؤں سے استفادہ کریں۔ کلوا من طيبات ما رزقناکم

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا بندوں کے ذمے ایک اہم فریضہ ہے۔ و ما ظلمونا و لكن کانوا أنفسهم يظلمون ۱۶۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم کی ناشکری اور احکام الہی کی نافرمانی بارگاہ اقدس الہی میں کسی طرح کا کوئی بھی ضرر و نقصان نہ پہنچا سکی۔ و ما ظلمونا

۱۷۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم کی ناشکری اور فرامین الہی کی نافرمانی ایک ایسا ظلم تھا جو انہوں نے خود پر روا رکھا۔ و ما ظلمونا و لكن کانوا أنفسهم يظلمون

۱۸۔ نافرمانی کے نقصان کی بازگشت گناہ گار کی طرف ہے نہ کہ بارگاہ مقدس رب الارباب کی طرف۔ و ما ظلمونا و لكن کانوا أنفسهم يظلمون

۱۹۔ اللہ تعالیٰ کے فرامین کی مخالفت اور اسکی نعمتوں کی ناشکری و ناسپاسی ایک ایسا ظلم ہے جو انسان خود اپنے اوپر کرتا
و لکن کانوا أنفسم یظلمون

۲۰۔ ناپاک غذاؤں سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ کلاوا من طیبات ... و ما ظلمونا و لکن کانوا أنفسم یظلمون
۲۱۔ "عن امیر المومنین علیہ السلام ... قد اخبر اللہ فی کتابہ حیث یقول و ظللنا علیکم الغمام و أنزلنا علیکم المن
والسلوی " فہذا بعد الموت اذ بعثہم ^(۱) اس آیہ مجیدہ 'وظللنا علیکم الغمام و أنزلنا علیکم المن والسلوی' کے بارے
میں امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ نعمتیں اسوقت تھیں جب اللہ تعالیٰ نے ان کے مرنے کے بعد ان کو دوبارہ
زندہ کیا۔

۲۲۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے "کان یُنزل المن علی بنی اسرائیل من بعد الفجر الی طلوع الشمس... ^(۲) بنی
اسرائیل پر "من" طلوع فجر سے لے کر طلوع خورشید تک نازل ہوتا تھا۔
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے مختص امور ۳؛ اللہ تعالیٰ کو نقصان
پہنچانا ۱۸، ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۱۳، ۸؛ اللہ تعالیٰ کی رزاقیت ۹؛ اللہ تعالیٰ کی عنایات ۷
انسان: انسان کی ذمہ داری ۱۵
بادل: بادلوں کا سایہ ۲

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کا گرمی میں مبتلا ہونا ۱؛ بنی اسرائیل کا زندہ ہونا ۵، ۲۱؛ بنی اسرائیل صحرا میں ۳، ۱۰؛ بنی اسرائیل
اور سلوی کا کھانا ۱۲؛ بنی اسرائیل اور من کا کھانا ۱۲؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۵، ۳، ۲، ۱، ۱۲، ۱۰، ۸؛ بنی اسرائیل کی حرام
خوری ۱۱، ۱۲؛ بنی اسرائیل کی غذائیں ۳؛ بنی اسرائیل کا رزق ۷؛ بنی اسرائیل پر سایہ ۶، ۵، ۲؛ بنی اسرائیل پر بجلی کا گرنا ۵؛
بنی اسرائیل کا طعام ۱۰؛ بنی اسرائیل کا ظلم ۱۲، ۱۷؛ بنی اسرائیل کی نافرمانی ۱۴، ۱۶، ۱۲، ۱۱؛ بنی اسرائیل کا کفران
۱۷، ۱۶، ۱۳؛ بنی اسرائیل کی نجات ۵، ۲، ۱؛ بنی اسرائیل پر بیڑوں کا غرول ۳؛ بنی اسرائیل پر میٹھے شربت کا غرول ۳؛ بنی
اسرائیل پر سلوی کا نزول ۶، ۵، ۳؛ بنی اسرائیل پر "من" کا نزول ۳، ۲۲، ۶، ۵؛ بنی اسرائیل کی نعمتیں ۲۲، ۲۱، ۱۰، ۳
حضرت موسیٰ علیہ السلام: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ۶

خود: خود پر ظلم ۱۹، ۱۷، ۱۲

رزق: پاکیزہ رزق سے استفادہ ۸؛ حلال رزق سے استفادہ ۱۳؛ رزق کا سرچشمہ ۹

روایت: ۲۱، ۲۲

شکر: نعمت کے شکر کی اہمیت ۱۵

طببات: طببات سے استفادہ ۸، ۱۳

عالم آفریش: عالم آفریش کے تغیرات کا منبع ۳

غذائیں: حرام غذاؤں سے اجتناب ۲۰

کفران: کفران نعمت کے نتائج ۱۹؛ کفران نعمت ۱۳

گناہ: گناہ کے نتائج ۱۹؛ گناہ کا نقصان ۱۸

محرمات: محرمات سے استفادہ ۱۱

نعمت: نعمت سے استفادہ ۱۳

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَاَدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةً نَّغْفِرْ لَكُمْ

خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے کہا کہ اس قریہ میں داخل ہو جاؤ اور جہاں چاہو اطمینان سے کھاؤ اور دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے اور حطہ کہتے ہوئے داخل ہو کہ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور ہم نیک عمل والوں کی جزا میں اضافہ بھی کر دیتے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ بیت المقدس کو آباد کرنے کے لئے وہاں داخل ہو جائیں۔ وِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ

لغت میں "قریہ" کا معنی دیہات اور شہر بھی آیا ہے قرآن کریم میں بھی دونوں معانی میں استعمال ہوا ہے۔ اب چونکہ کوئی قرینہ نہیں ہے کہ کس معنی میں استعمال ہوا ہے لہذا "آبادی" کا مفہوم لیا گیا ہے اور "القریہ" میں الف لام عہد حضوری ہے لہذا ایک خاص خطے کی طرف اشارہ ہے۔ بہت سے مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد بیت المقدس ہے۔

۲۔ بنی اسرائیل کی صحرائی زندگی کے بعد انہیں بیت المقدس کو اپنے تصرف میں لانے کا حکم دیا گیا۔ و ظللنا علیکم الغمام ... و اذ قلنا ادخلوا هذه القرية

۳۔ جب بنی اسرائیل کو بیت المقدس پر تصرف کا حکم دیا گیا تو وہ اس کے نزدیک کسی مقام پر تھے۔ و اذ قلنا ادخلوا هذه القرية یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ اسم اشارہ "ہذہ" نزدیک کے لئے آتا ہے۔

۴۔ حضرت موسیٰ ﷺ کے زمانے میں بیت المقدس ایک آباد، نعمتوں سے پُر اور غذاؤں سے بھرپور سرزمین تھی۔ فکلوا منها حیث شئتم رغداً رغداً پاک، آسائش سے بھرپور اور خیر و برکت سے معمور" یہ لفظ منہا کی ضمیر کے لئے حال وقع ہوا ہے اسکی دلیل "کلوا" ہے کہ اس سے مراد نعمتوں اور غذاؤں کی فراوانی ہے۔

۵۔ بیت المقدس کے تمام نقاط سے غذاؤں کا آمادہ کرنا بنی اسرائیل کے لئے حلال اور مباح تھا۔ فکلوا منها حیث شئتم "جیٹ۔ جہاں سے چاہو" یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نعمتوں سے استفادہ کے لئے بیت المقدس کے کسی خاص مقام کو معین نہیں کیا گیا۔

۶۔ بیت المقدس کے تصرف اور قبضے کے لئے اسکا دروازہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے معین کیا گیا راستہ تھا۔ ادخلوا هذه القرية ... و ادخلوا الباب

۷۔ بیت المقدس پر قبضے کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور خشوع و خضوع کا اظہار بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کے فرامین میں سے تھا۔ و ادخلوا الباب سجداً "ساجد" کی جمع "سجداً" ہے اور "ادخلوا" کے فاعل کے لئے حال ہے۔ داخل ہوتے ہوئے سجدہ کی حالت میں ہونا یہ اصطلاحی معنی (خاک پر پیشانی رکھنا) سے مناسبت نہیں رکھتا پس کہا جاسکتا ہے کہ یہاں اس سے مراد اسکا لغوی معنی ہے یعنی خشوع و خضوع۔

۸۔ بیت المقدس کو تصرف میں لانے وقت گناہوں سے توبہ کرنا بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم تھا۔ ادخلوا ... و قولوا حطة

"حطہ" بتدائے محذوف مثلاً "مسألتنا" کی خبر ہے یہ اسم مصدر ہے اور اسکا معنی ہے رکھنا یا نیچے اتارنا۔ جملہ "نغفر لکم ... کے قرینے سے اس سے مراد گناہوں کا اٹھنا یا بخشش ہے۔ بنا بریں "قولوا حطہ" یعنی کہو اے اللہ ہماری درخواست ہمارے گناہوں کی معافی ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کو ان کے گناہوں کی بخشش کی خوشخبری دی اس صورت میں کہ وہ بیت المقدس میں آداب کا خیال رکھتے ہوئے داخل ہوں۔ ادخلوا هذه القرية ... و قولوا حطة نغفر لكم خطاياکم ظاہراً ایسا ہے کہ "نغفر لكم" آیہ مجیدہ میں پیش ہونے والے سارے امور کا جواب ہے۔ پس اسکی تقدیریوں بنتی ہے "ان تدخلوا و تاكلوا و تدخلوا الباب سجداً و تقولوا حطة نغفر لكم"

۱۰۔ بیت المقدس میں داخل ہونے سے پہلے بنی اسرائیل پر بہت سارے گناہوں کا بوجھ تھا۔ نغفر لكم خطاياکم یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "خطاياکم" جمع استعمال ہوا ہے۔

۱۱۔ انسان کے گناہوں کی بخشش کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ نغفر لكم خطاياکم

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار گناہوں کی بخشش کا موجب بنتی ہے۔ و قولوا حطة نغفر لكم خطاياکم

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے فرامین کا اجراء گناہوں کی بخشش کی زمین فراہم کرتا ہے۔ و ادخلوا الباب سجداً ... نغفر لكم خطاياکم

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کے لئے ضروری ہے کہ پروردگار کی جانب سے دیئے گئے احکام و آداب پر عمل کیا جائے۔ و قولوا حطة نغفر لكم خطاياکم

۱۵۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم میں پاک دامن اور اچھے کردار کے لوگ موجود تھے۔ و سنزید المحسنين "المحسنين۔ نیک لوگ"، ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ بنی اسرائیل کے دوسرے گروہ کے بارے میں ہو اور یہ مطلب جملہ "نغفر لكم خطاياکم" سے سمجھ میں آتا ہے یعنی یہ کہ بنی اسرائیل کے دو گروہ تھے ایک گروہ گناہگاروں کا تھا جس کی طرف "نغفر لكم خطاياکم" کے ذریعے اشارہ کیا گیا ہے اور دوسرا گروہ پاک دامن افراد کا تھا اور "المحسنين" اسی کو بیان کر رہا ہے۔

۱۶۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے پاک دامن اور نیک افراد کو اگر انہوں نے بیت المقدس میں داخل ہونے کے آداب کا خیال رکھا تو ایک عظیم اجر عنایت کرنے کی خوشخبری دی ہے۔ قولوا حطة نغفر لكم خطاياکم و سنزید المحسنين

۱۷۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت کرنے والے لوگ اگر نیک ہوئے تو انہیں دوسروں کی نسبت زیادہ اجر ملے گا۔ و سنزید المحسنين

۱۸۔ حضرت موسیٰ ﷺ کے زمانے کے بنی اسرائیل کا بیت

المقدس میں وارد ہونے والا واقعہ سبق آموز اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا ... و سنزید المحسنين
 جملہ "اذ قلنا..."، نعمتی (آیت ۳۷) پر عطف ہے یعنی "اذ کرو اِذ قلنا..." اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے حکم دیا..."
 ۱۹۔ عن الباقر عليه السلام قال في قوله تعالى " و ادخلوا الباب سجّدا " ان ذلك حين فصل موسى من أرض التّيه
 فدخلوا العمران ... (۱) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان " و ادخلوا کے بارے میں امام باقر ؑ سے روایت ہے کہ یہ حکم اس
 وقت ہوا جب حضرت موسیٰ ؑ نے سرزمین "تیه" سے نجات حاصل کی اور ایک آباد سرزمین میں وارد ہوئے۔

اجر: اجر کے زیادہ ہونے کی شرائط ۱۶، ۱۷

استغفار: استغفار کے نتائج ۱۲؛ استغفار کے آداب ۱۳؛ استغفار کی اہمیت ۸

اطاعت گزار لوگ: اطاعت گزاروں کا اجر ۱۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخشش ۱۱؛ اللہ تعالیٰ سے مختص امور ۱۱؛ اوامر الہی ۱، ۲، ۷، ۸؛ الہی بشارتیں ۹

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کو بشارت ۹؛ بنی اسرائیل بیابان میں ۲؛ بنی اسرائیل اور بیت المقدس کا تصرف
 ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰،

خشوع: خشوع کی اہمیت ۷

ذکر: تاریخ کا ذکر ۱۸

روایت: ۱۹

عمل: اوامر الہی پر عمل ۱۳، ۱۴، ۱۵

گناہ: گناہ کی معافی کی زمین ہموار ہونا ۱۳؛ گناہ کی بخشش کے عوامل ۱۲؛ گناہ کی بخشش کا سرچشمہ ۱۱

محسنین (نیک لوگ): محسنین کا اجر ۱۶؛ محسنین کے درجات ۱۷

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۵۹﴾

مگر ظالموں نے جو بات ان سے کہی گئی تھی اسے بدل دیا تو ہم نے ان ظالموں پر ان کی نافرمانی کی بنا پر آسمان سے عذاب نازل کر دیا۔

۱۔ بیت المقدس میں داخل ہونے سے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بعض لوگ ظالم اور گناہ سے آلودہ تھے۔

فبدل الذين ظلموا قولاً غير الذي قيل لهم

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے حرام خوروں نے بیت المقدس میں داخل ہوتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے

اور "حطہ" کہنے کی بجائے کچھ اور کہنا شروع کیا۔ فبدل الذين ظلموا قولاً غير الذي قيل لهم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "الذين

ظلموا" سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو آیت ۵۷ میں ان کی ناشکری اور ناپاک غذاؤں سے استفادہ کی وجہ سے ظالم کہا گیا ہے۔

۳۔ حرام خوری اللہ تعالیٰ کے فرامین سے بغاوت اور دیگر گناہوں کے ارتکاب کی زمین فراہم کرتی ہے۔ فبدل الذين ظلموا

قولاً غير الذي قيل لهم

۳۔ ستم گری اللہ تعالیٰ کے احکامات سے انحراف کی بنیاد

فراہم کرتی ہے۔ فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لهم

۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے منحرف اور ستم گر افراد آسمانی عذاب میں مبتلا ہوئے۔ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الذِّينِ ظَلَمُوا رَجْزًا مِنَ السَّمَاءِ

۶۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر کو تبدیل و تغیر کرنا ظلم ہے اور عذاب کا باعث ہے۔ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الذِّينِ ظَلَمُوا رَجْزًا مِنَ السَّمَاءِ یہاں "الذین ظلموا" سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے "حطہ" خدایا تجھ سے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں کی جگہ کچھ اور اپنی زبانوں پر جاری کیا۔

۷۔ بنی اسرائیل کے گناہگاروں پر آسمانی عذاب کا نازل ہونا ان کے پرانے فسق و فجور اور فرمان الہی کو تبدیل کرنے کے گناہ کی وجہ سے تھا۔ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الذِّينِ ظَلَمُوا رَجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ "بما كانوا يفسقون" میں باء سببیت اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آسمانی عذاب کے نزول کا سبب بنی اسرائیل کا دیرینہ فسق تھا۔ ان کو ظالم، ستمگر "الذین ظلموا" کہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عذاب ان کے ظلم کی وجہ سے ہوا اور یہ ظلم فرمان الہی کی تبدیلی تھا بنا بریں کہا جاسکتا ہے کہ بنی اسرائیل کے ظلم و ستمگری کے ساتھ ساتھ ان کا پرانا فسق ان پر عذاب کا باعث بنا۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین شدہ اذکار اور متون کو تبدیل کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لهم

۹۔ فسق کا گناہ کرنے والوں کے لئے دنیاوی عذابوں میں مبتلا ہونے کا خطرہ موجود ہے۔ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الذِّينِ ظَلَمُوا رَجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ

۱۰۔ الہی فرامین سے بغاوت اور انحراف ظلم ہے۔ فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لهم

۱۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے کچھ لوگ بڑے عرصے سے فاسق اور فسادی افراد تھے۔ بما كانوا يفسقون "بما كانوا..." میں باء سببیت کی ہے اور "ما" مصدریہ ہے۔ فعل مضارع پر جب "کان" آجائے تو زمانہ ماضی میں استمرار پر دلالت کرتا ہے۔

۱۲۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے "و اما الذین ظلموا" فرعموا حنطة حمراء فبدلوا... (۱) اور وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا "انہوں نے جان بوجھ کر لفظ "حطہ" کو "حنطہ حمراء سرخ گندم" میں تبدیل کر دیا۔

ادکار: ادکار میں تحریف سے اجتناب ۸

استغفار: استغفار کی اہمیت ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے عذاب ۶

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کی تاریخ ۵، ۲؛ بنی اسرائیل کی تحریف ۷؛ بنی اسرائیل کے حرام خور ۲؛ بنی اسرائیل کو استغفار کا حکم ۲؛ بنی اسرائیل کے ظالم ۱۲، ۱؛ بنی اسرائیل کے فاسقین ۱۱؛ بنی اسرائیل کا فسق ۱۱، ۷؛ بنی اسرائیل کا انجام "سزا" ۷؛ بنی اسرائیل کے ظالموں کا انجام ۵؛ بنی اسرائیل کے معصیت کاروں کا انجام ۵؛ بنی اسرائیل کے گناہ گار ۷، ۱؛ بنی

اسرائیل کا بیت المقدس میں داخل ہونا ۲

تحریف: تحریف سے اجتناب ۸؛ اوامر الہی کی تحریف ۶؛ تحریف کا ظلم ۶؛ تحریف کی سزا ۷، ۶

حرام خوری: حرام خوری کے نتائج ۳

روایت: ۱۲

ظلم: ظلم کے نتائج ۳؛ ظلم کے موارد ۱۰، ۶

عذاب: آسمانی عذاب ۷، ۵؛ دنیاوی عذاب ۹، ۵؛ عذاب کے موجبات ۶

فاسقین: فاسقین کو دنیاوی عذاب ۹

فسق: فسق کی سزا ۷

گناہ: گناہ کی بنیاد ۳

گناہ گار لوگ: گناہ گاروں کو دنیاوی عذاب ۹؛ گناہ گاروں کو تنبیہ ۹

نافرمان لوگ: ۵

نافرمانی: نافرمانی کی بنیاد ۳، ۳؛ نافرمانی کا ظلم ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ۱۰، ۳، ۳

وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٦٠﴾

اور اس موقع کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی کا مطالبہ کیا تو ہم نے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو جس کے نتیجہ میں بارہ چشمے جاری ہو گئے اور سب نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا اب ہم نے کہا کہ من و سلویٰ کھاؤ اور چشمہ کا پانی پیو اور روئے زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔

۱۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم فرعون کے تسلط سے نجات پیدا کرنے اور دریا سے عبور کرنے کے بعد ایسی سرزمین میں گھومتی پھرتی رہی جس میں پانی کی شدید قلت تھی۔ واذ استسقی موسیٰ لقومه

۲۔ حضرت موسیٰ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ ان کی قوم کو پانی کی قلت سے نجات دلائے۔ واذ استسقی موسیٰ لقومه لغت میں "استسقای" کا معنی ہے پانی طلب کرنا اور شرعی اصطلاح میں ایک خاص انداز سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بارش کے لئے دعا کرنا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کے حصول کے لئے حضرت موسیٰ ﷺ کو حکم دیا کہ اپنا عصا پتھر پر ماریں۔ فقلنا اضرب بعصاك الحجر "الحجر" میں الف لام ممکن ہے جنس کے لئے ہو پس اس سے مراد دیگر اشیاء کے مقابل پتھر ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ الف لام عہد حضوری یا عہد ذہنی کا ہو۔ اس صورت میں اس سے مراد خاص پتھر ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ﷺ کی پانی کی درخواست کو بہت جلد قبول فرمایا۔ فقلنا اضرب بعصاك الحجر

"فقلنا" کی "فای" اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ کی دعا اور اسکی قبولیت میں زمانی فاصلہ نہ تھا۔

۵۔ حضرت موسیٰ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بعد

بلافاصلہ پانی کی دستیابی کے لئے اپنا عصا پتھر پر دے مارا۔ فقلنا اضرب بعصاك الحجر فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا
 "فانفجرت" کی فاء فصیحہ ہے یعنی ایک مقدر معطوف علیہ کو بیان کر رہی ہے۔ پس جملے کی تقدیر یوں بنتی ہے۔ "فضرِب
 بعصاه الحجر فانفجرت" اس جملے کا حذف ہونا گویا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ فرمان الہی وہی مارنا ہے۔

۶۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا عصا پتھر پر پڑنے سے بارہ (۱۲) چشمے پانی کے پھوٹ پڑے۔ فانفجرت منه اثنتا عشرة عیناً
 ۷۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے زمانے میں بنی اسرائیل کے بارہ (۱۲) قبائل تھے۔ فانفجرت منه اثنتا عشرة عیناً قد علم کل
 اناس مشربہم انس کی جمع "اناس" ہے اور اس سے مراد بنی اسرائیل کے قبائل ہیں "اثنتا عشرة عیناً" کے قرینہ سے معلوم
 ہوتا ہے کہ یہ قبائل بارہ تھے۔

۸۔ پتھر سے پھوٹنے والے بارہ چشموں میں سے ہر ایک بنی اسرائیل کے ایک مخصوص قبیلے کے لئے تھا قد علم کل اناس
 مشربہم "مشرب" پانی پینے نیز اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جہاں سے پانی لیا جائے۔ البتہ آیہء مجیدہ میں اس سے مراد پتھر سے
 پھوٹنے والے چشمے ہیں۔

۹۔ بنی اسرائیل کا ہر قبیلہ اپنے مخصوص چشمہ سے آگاہ تھا۔ قد علم کل اناس مشربہم
 ۱۰۔ پتھر سے پھوٹنے والے بارہ چشموں میں سے ہر ایک پر ایک خاص علامت تھی جس سے ہر چشمہ بنی اسرائیل کے ایک
 خاص قبیلے سے مربوط تھا۔ قد علم کل اناس مشربہم اگر خود چشموں پر علامت نہ ہوتی بلکہ چشمہ پھوٹنے کے بعد علامت
 لگائی جاتی تا کہ ہر ایک چشمہ ایک خاص قبیلے سے مخصوص ہو جائے تو پھر "قد علم کل اناس مشربہم" ہر قبیلہ نے اپنا چشمہ
 پہچان لیا "اسکی جگہ جملہ یوں ہوتا" علم... بتایا گیا کہ..."

۱۱۔ قلت کی صورت میں رزق کی تقسیم اور کوٹہ سسٹم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ فانفجرت منه اثنتا عشرة عینا قد
 علم کل اناس مشربہم

۱۲۔ معاشرتی اختلافات کی بنیادوں کو جڑ سے اکھاڑنے کی ضرورت ہے* قد علم کل اناس مشربہم ظاہراً ایسا معلوم
 ہوتا ہے کہ پانی کی تقسیم کرنا اور ہر چشمہ کو بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ سے مخصوص کرنا اس لئے تھا تا کہ اختلافات اور
 تنازعات کو روکا جاسکے۔

۱۳۔ پتھر سے متعدد چشموں کا پھوٹنا اور ان کی خاص

خصوصیات حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کے لئے پیش کیئے گئے معجزات میں سے تھے۔ فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا قد علم كل اناس مشربهم

۱۳۔ پانی کی قلت کو دور کرنے کے لئے خداوند قدوس کی بارگاہ میں دعا و مناجات کرنا ایک اچھا اور لائق تحسین عمل ہے اور دینی قائدین کی ذمہ داری بھی ہے۔ و إذ استسقى موسى لقومه

۱۵۔ حضرت موسیٰ ﷺ کے استسقاء اور پتھر سے چشموں کے پھوٹنے کا واقعہ سبق آموز اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔
و اذا استسقى موسى لقومه ... قد علم كل اناس مشربهم "اذا استسقى" آیہ مجیدہ ۴۷ میں "نعمتی" پر عطف ہے یعنی "اذکروا
إذ استسقى موسى لقومه"

۱۶۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق و روزی سے کھانا پینا حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کو اللہ تعالیٰ کی نصیحت تھی۔
كلوا و اشربوا من رزق الله

۱۷۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اس زمین کی تمام تر وسعتوں میں فساد و بربادی پھیلانے سے منع فرمایا۔ و لا تعثوا في الأرض مفسدين "لا تعثوا" کا مصدر "عثوا" ہے جس کا معنی ہے فساد پھیلانا۔

۱۸۔ زمین میں فساد و تباہی پھیلانا ان محرمات میں سے ہے جن پر بہت تاکید کی گئی ہے۔ و لا تعثوا في الأرض مفسدين
"مفسدين"، "لا تعثوا" کے فاعل کے لئے حال ہے "لا تعثوا" چونکہ خود فساد و تباہی کی حرمت پر دلالت کر رہا ہے اس لئے
"مفسدين" مؤکد حال ہوگا اور اس تکلیف شرعی کی تاکید پر دلالت کرتا ہے۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ہر قبیلہ کو دوسرے قبیلہ کے کھانے اور پینے والی اشیاء کی طرف تجاوز سے منع فرمایا۔
قد علم كل اناس مشربهم كلوا واشربوا ... و لا تعثوا في الأرض مفسدين

ہر چشمے کو بنی اسرائیل کے ایک قبیلے کے ساتھ مخصوص کرنا اور پھر انہیں فساد و تباہی پھیلانے سے منع کرنا اس مطلب کی
طرف اشارہ ہے کہ ہر قبیلہ کا دوسرے قبیلے کے حقوق پر تجاوز فساد و تباہی پھیلانا ہے پس بنی اسرائیل اس سے اجتناب
کریں۔

۲۰۔ دوسروں کے حقوق پر ڈاکے ڈالنا اور تجاوز کرنا فساد و تباہی کے مصادیق میں سے ہے۔ كلوا واشربوا ... و لا تعثوا
في الأرض مفسدين

۲۱۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کو رزق و روزی عنایت

کرنے والا ہے۔ کلاوا اشربوا من رزق اللہ

۲۲۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے استفادہ اس وقت تک مباح اور حلال ہے جب تک زمین پر فساد و بربادی کا باعث نہ بنے۔
کلاوا اشربوا من رزق اللہ و لاتعتوا فی الأرض مفسدین کھانے پینے کی اشیاء سے استفادہ کی نصیحت کے بعد فسادگری سے منع کرنا گویا اس نصیحت کو مقید کرنا ہے۔

۲۳۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "نزلت ثلاثة احجار من الجنة ... و حجر بنی اسرائیل ... بہشت سے تین پتھر نازل ہوئے ... ان میں سے ایک بنی اسرائیل کے پاس تھا۔ (ضرورت کے وقت اس سے پانی حاصل کرتے تھے)

اتحاد: اتحاد کی اہمیت ۱۲

احکام: ۱۸، ۲۲

اختلاف: معاشرتی اختلاف سے نبرد آزمائی ۱۲

(۱) مجمع البیان ج ۱ / ص ۳۸۳، نور الثقلین ج ۱ / ص ۸۳ ح ۲۱۷۔

اعداد: بارہ کا عدد ۶، ۷، ۱۰، ۱۰۰

اقتصاد: اقتصادی توازن کی اہمیت ۱۱

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی ۵، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی رزاقیت ۲۱؛ اللہ تعالیٰ کی روزی ۱۶؛ اللہ کے نواہی ۱۹، ۱۷، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱؛ انسان: انسانوں کے حقوق پر تجاوز ۲۰

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کا قلت میں مبتلا ہونا ۱؛ بنی اسرائیل کا فساد و تباہی پھیلانا ۱۷؛ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے بنی اسرائیل ۷؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶؛ بنی اسرائیل کو نصیحت ۱۶؛ بنی اسرائیل کے چشمے ۶، ۹، ۸، ۱۳، ۱۰، ۱۵؛ بنی اسرائیل کی کھانے والی اشیاء ۱۹؛ بنی اسرائیل کے قبائل ۷، ۸، ۱۹، ۱۰، ۹؛ بنی اسرائیل کے لئے پانی کی قلت ۱؛ بنی اسرائیل کی نجات ۱؛ بنی اسرائیل کو متنبہ کرنا ۱۷

پانی: پانی کا پتھر سے پھوٹنا ۱۵، ۸، ۶؛ پانی کی قلت ۱؛ پانی کی قلت سے نجات ۱۳، ۳، ۲

پتھر: بہشت سے نازل ہونے والے پتھر ۲۳

جائز امور (مباحات): جائز امور سے استفادہ ۲۲

چشمہ: پتھر کا چشمہ ۱۵، ۱۰، ۸، ۶

حضرت موسیٰ ؑ: حضرت موسیٰ ؑ کی دعا کی قبولیت ۳; حضرت موسیٰ ؑ کا پانی طلب کرنے کی دعا ۳، ۲، ۳، ۵، ۱۵;
حضرت موسیٰ ؑ کی دعا ۲; حضرت موسیٰ ؑ کا عصا ۶، ۵، ۳; حضرت موسیٰ کا واقعہ ۳، ۳، ۲، ۵، ۶، ۱۵; حضرت موسیٰ
ؑ کا معجزہ ۱۳

دعا: پانی کی قلت کے لئے دعا ۱۳

دینی قائدین: دینی قائدین کی ذمہ داری ۱۳

ذکر: تاریخ کا ذکر ۱۵

رزق کے لئے کوٹہ سسٹم: کوٹہ سسٹم کی اہمیت ۱۱

روایت: ۲۳

روزی: روزی سے استفادہ ۱۶; روزی کا سرچشمہ ۲۱

عمل: پسندیدہ عمل ۱۳

فساد و تباہی پھیلانا: زمین میں فساد و تباہی پھیلانا ۲۲، ۱۸; فساد و تباہی پھیلانے کی حرمت ۱۸; فساد و تباہی پھیلانے کے
موارد ۲۰; فساد و تباہی پھیلانے سے نہی ۱۷

محرمات: ۱۸

معجزہ: پتھر کے چشمے کا معجزہ ۱۳

نعمت: نعمت سے استفادہ کا دائرہ ۲۲

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مِمَّا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلِيلَةُ وَالْمَسْكَנَةُ وَبَاؤُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٦١﴾

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا کہ ہم ایک قسم کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے۔ آپ پروردگار سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے زمین سے سبزی، لکڑی، لہسن، مسور اور پیاز وغیرہ پیدا کرے۔ موسیٰ نے تمہیں سمجھایا کہ کیا بہترین نعمتوں کے بدلے معمولی نعمت لینا چاہتے ہو تو جاؤ کسی شہر میں اتر پڑو وہاں یہ سب کچھ مل جائے گا۔ اب ان پر ذلت اور محتاجی کی مار پڑ گئی اور وہ غضب الہی میں گرفتار ہو گئے۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ یہ لوگ آیات الہی کا انکار کرتے تھے اور ناحق انبیاء خدا کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ یہ سب نافرمان تھے اور ظلم کیا کرتے تھے۔

۱۔ بنی اسرائیل فقط "من" اور "سلوی" پر اکتفا کرنے پر ناخوش تھے اور اس پر انہوں نے بے صبری کا مظاہرہ کیا۔
لن نصبر علی طعام واحد آیہ ۵۷ کی روشنی میں "طعام واحد" سے مراد "من و سلوی" ہے۔

۲۔ بنی اسرائیل نے اپنی غذا کے ایک طرح کے ہونے پر حضرت موسیٰ ﷺ سے شکایت کی۔ واذ قلتم یا موسیٰ لن نصبر علی طعام واحد

۳۔ انسان تنوع چاہتا ہے اور ایک ہی رنگ و ڈھنگ پر بے صبری کرتا ہے۔

لن نصبر علی طعام واحد

۳۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ ﷺ سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک ہی طرح کی غذا کے خاتمے اور ان کے لئے متنوع غذاؤں کی دعا کریں۔ لن نصبر علی طعام واحد فادع لنا ربك "لن نصبر" کے قرینہ سے دعا کا مورد غذا کے ایک طرح کے ہونے کا خاتمہ اور "یخرج لنا..." کی بنا پر سبزیوں کا حصول ہے۔ پس بنی اسرائیل کی خواہش دو طرح کی تھی ۱۔ ایک طرح کی غذا ختم ہو جائے ۲۔ سبزیاں مل جائیں۔

۵۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ ﷺ سے چاہا کہ سبزیاں حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں۔ فادع لنا ربك یشخرج لنا مما تنبت الأرض

۶۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم نے سبزیوں اور زمین سے اگی ہوئی چیزوں کی خواہش کی۔ یشخرج لنا مما تنبت الأرض من بقلها و... بصلها "مما تنبت الأرض" وہ جو زمین اگاتی ہے "یہ عبارت دلالت کرتی ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم ایسی غذاؤں کو چاہتی تھی جو سبزیاں اور زمین سے اگی ہوئی ہوں۔ بقل اور بصل کا ضمیر "ہا" کی طرف اضافہ جس کا مرجع "الأرض" ہے (زمین کی سبزیاں اور... زمین کی پیاز) یہ اضافہ طلب کی گئی غذاؤں کے زمینی ہونے پر تاکید ہے۔

۷۔ زمانہ بعثت پیامبر اسلام (ص) کے بنی اسرائیل خصوصیات میں اپنے اسلاف کی طرح تھے۔ إذ قلتم یا موسیٰ لن نصبر علی طعام واحد زمانہ بعثت کے بنی اسرائیل کو ان کے اسلاف کے کردار و گفتار سے نسبت دینا اور "اذ قالوا" کی بجائے "اذ قلتم" کہنا گویا ایسا ہے کہ بعد کے زمانوں کے بنی اسرائیل سماجی معاملات یا نفسیاتی و فکری مسائل میں اپنے اسلاف کی طرح تھے۔

۸۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کو آپ ﷺ کی دعا کی قبولیت کا یقین تھا۔ فادع لنا ربك یشخرج لنا "یشخرج" مجزوم ہے جو دلالت کرتا ہے کہ اس کی شرط مقدر ہے یعنی "ادع لنا ربك ان تدع یشخرج..." دعا کرو اگر دعا کرو گے تو خداوند متعال نکال دے گا۔ یہ کلام دلالت کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کو دعا کی قبولیت کا اطمینان حاصل تھا۔

۹۔ انسان کا زمین سے استفادہ کرنا ایک فطری رغبت و رجحان ہے۔ فادع لنا ربك یشخرج لنا مما تنبت الأرض بنی اسرائیل کو غذا میں تنوع نہ ہونے کی شکایت تھی انہوں نے غذاؤں کا جو تقاضا کیا تو ان میں زمین سے اگنے والی غذاؤں کی انواع و اقسام شامل تھیں۔ یہ امر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ انسان زمین سے استفادہ کرنا چاہتا ہے اور اسکی طرف تمایل رکھتا ہے۔

۱۰۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم صحرائے سینا میں زمین سے اگنے والی غذاؤں سے بہرہ مند نہ تھی۔ فادع لنا ربك یرج لنا
مما تنبت الأرض

۱۱۔ زمین سے پودوں کے اگنے کا عمل خداوند متعال کے اختیار میں ہے۔ فادع لنا ربك یرج لنا مما تنبت الأرض

۱۲۔ عالم طبعیات کے عوامل و اسباب پر اللہ تعالیٰ حاکم ہے۔ یرج لنا مما تنبت الأرض

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور عالم طبعیات پر اس کی حاکمیت پر حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم اعتقاد رکھتی تھی۔ فادع لنا
ربك یرج لنا مما تنبت الأرض

۱۴۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم نے جن غذاؤں کو طلب کیا وہ یہ تھیں۔ سبزی جات، کھیرے، گندم، مسور، پیاز۔
یرج لنا مما تنبت الأرض من بقلها ... و بصلها

"قوم" کا معنی لہسن ہے نیز اس کا معنی گندم بھی کیا گیا ہے یا ایسی چیزیں جن سے روٹی تیار ہوتی ہے۔

۱۵۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم جن چیزوں کے حاصل کرنے کے درپے تھی ان کے مقابل "من و سلوی" بہتر غذا تھی
۔ قال ألتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر "ادنی"، "دنیو" سے ہے جس کا معنی ہے نزدیک ترین البتہ "خیر" کے قرینہ
سے اس سے مراد پست ترین ہے۔ بعض کے نزدیک "ادنی" "دناۃ" پست "سے ماخوذ ہے۔ بنا بریں "ادنی" کا حقیقی معنی
پست ترین ہوگا۔

۱۶۔ حضرت موسیٰ ﷺ نے اپنی قوم کے بہتر غذا کے مقابل پست تر غذا مانگنے پر ان کی سرزنش کی۔ قال ألتستبدلون
الذی هو ادنی بالذی هو خیر "التستبدلون" میں استفہام، انکار تو نیچی ہے۔ قال کی ضمیر ممکن ہے "ربک" کی طرف پلٹی
ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ کی طرف لوٹتی ہو۔ مذکورہ بالا مفہوم دوسرے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

۱۷۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم اپنے غذائی انتخاب کی مصلحت سے نا آگاہ تھی۔ قال ألتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو
خیر

۱۸۔ بنی اسرائیل اپنی من پسند غذاؤں (سبزی جات وغیرہ) کے حصول کی صورت میں "من و سلوی" سے محروم ہو
جاتے۔ ألتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر اگرچہ بنی اسرائیل کے کلام میں یہ معنی موجود نہ تھا کہ ہمیں "من و
سلوی" نہیں چاہیے لیکن اللہ تعالیٰ یا حضرت موسیٰ ﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا "التستبدلون" تم کیوں تبدیل کرنا
چاہتے ہو؟ یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ ان غذاؤں کے حصول سے تم "من و سلوی" سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔

۱۹۔ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی انتہائی عظیم نعمتوں (من)

و سلوی) کے مقابل ناشکری قوم تھی۔ لن نصبر علی طعام واحد ... قال ألتستبدلون الذی هو ادنیٰ ۲۰۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تقدیر میں رکھا ہے اسی پر راضی اور صابر رہنا انسان کی حقیقی خیر، مصلحت اور سعادت کی

ضمانت فراہم کرتا ہے۔ لن نصبر علی طعام واحد ... قال ألتستبدلون الذی هو ادنیٰ بالذی ہو خیر
۲۱۔ حضرت موسیٰ ﷺ نے اپنی قوم کے تقاضے (زمین کی اگی ہوئی غذاؤں کی خواہش) کے بعد ان سے چاہا کہ کسی ایک شہر میں آجائیں اور شہری زندگی اختیار کریں۔ قال ألتستبدلون ... اہبطوا مصرًا فان لکم ما سألتکم اگر "قال کی ضمیر"، "ربک" کی طرف لوٹتی ہو تو "اہبطوا..." اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اگر حضرت موسیٰ ﷺ کی طرف پلٹتی ہو تو یہ جملہ حضرت موسیٰ ﷺ کا ہوگا مذکورہ بالا مفہوم دوسرے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

۲۲۔ حضرت موسیٰ ﷺ کا اپنی قوم کو شہروں کی سکونت سے دور رکھنا اس لئے تھا کہ آپ ﷺ کی نظر میں اسکے انتہائی عظیم اہداف تھے۔ اہبطوا مصرًا فان لکم ما سألتکم "اہبطوا مصرًا" کسی ایک شہر میں آجاؤ تو جو چاہو گے مل جائے گا" یہ جملہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کا بیابانوں سے شہروں کی طرف منتقل ہونا نہایت سہل اور آسان کام تھا صحرا انوردی ناگزیر نہ تھی پس صحرا انوردی کو حضرت موسیٰ ﷺ نے اپنی قوم کے لئے خود انتخاب فرمایا تھا۔ اس سے یہ مطلب بہت واضح ہو جاتا ہے کہ انبیاء ﷺ اگر اپنی قوم کے لئے کسی معاملے کا انتخاب کریں خصوصاً جبکہ اس میں مشکلات کا سامنا ہو تو درحقیقت یہ انتخاب بہت عظیم اہداف تک پہنچانے کے لئے ہوتا ہے۔

۲۳۔ بنی اسرائیل کے متجاوز افراد کی تقدیر میں خواری، فقر و بیچارگی کو اٹل قرار دے دیا گیا۔ و ضربت علیہم الذلۃ و المسکنۃ "مسکنۃ" کا معنی فقر و درماندگی ہے۔ "ذلۃ" اور "مسکنۃ" کی تشبیہ "قبۃ" گنبد" وغیرہ سے دی گئی ہے پس "ضربت لکھی گئی یا لگادی گئی" کا استعمال اسی لئے ہوا ہے یعنی ذلت و خواری اور درماندگی نے قبۃ کی طرح انکا احاطہ کیا ہوا ہے اور ان پر خیمہ زن ہے۔

۲۴۔ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب میں مبتلا ہو گئے۔ و باء و بغضب من اللہ "باء و" کا معنی لوٹنا ہے وہ لوٹ گئے۔ بغضب کی "بائی" ملا بست یا مصاجتہ کے لئے ہے۔ یعنی وہ لوٹ گئے اس حالت کے ساتھ کہ غیظ و غضب الہی نے انہیں گھیرا ہوا تھا۔

۲۵۔ بنی اسرائیل نے آیات الہی کا انکار کیا اور کفر اختیار کیا۔ کانوا یکفرون بآیات اللہ

۲۶۔ بنی اسرائیل کے لئے بہت سے انبیاء ﷺ مبعوث ہوئے۔ و یقتلون النبیین بغیر الحق "النبیین" میں الف و لام استغراق کا ہے یہاں اس سے مراد کثرت ہے۔

۲۷۔ بنی اسرائیل نے بہت سے انبیاء ﷺ کو قتل کیا۔ و یقتلون النبیین بغیر الحق

۲۸۔ انبیاء ﷺ کو قتل کرنے کا بنی اسرائیل کے پاس کوئی عذریہ نہ تھا۔ و یقتلون النبیین بغیر الحق

انبیاء ﷺ کا قتل چونکہ ہر گز حق نہیں ہے اس لئے "بغیر الحق" تو ضیحی قید ہے تاکہ اس مفہوم کی طرف اشارہ کیا جائے کہ بنی اسرائیل کے پاس کوئی بھی بہانہ نہ تھا مثلاً یہ کہ انبیاء ﷺ کی نبوت کے بارے میں جہالت یا خطا وغیرہ گویا انبیاء ﷺ کے قتل کو حق ظاہر کرنے کے لئے کوئی بھی عذر نہ رکھتے تھے۔

۲۹۔ آیات الہی کا انکار اور انبیاء ﷺ کا قتل بنی اسرائیل کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خواری و درماندگی کا باعث بنے۔ ذلک باہم کانوا یکفرون بآیات اللہ و یقتلون النبیین

"ذلک" اشارہ ہے ذلت، مسکنت اور غضب الہی کی طرف اور باہم میں "باہی" سببیت کے لئے ہے۔

۳۰۔ بنی اسرائیل آیات الہی کا کفر اختیار کرنے اور انبیاء ﷺ کے قتل کرنے سے غضب خداوندی کا شکار ہوئے۔ ذلک باہم کانوا یکفرون بآیات اللہ و یقتلون النبیین

۳۱۔ بنی اسرائیل ہمیشہ سے گناہگار اور متجاوز تھے۔ ذلک بما عصوا و کانوا یعتدون

۳۲۔ بنی اسرائیل کا کفر کی طرف تمایل و رجحان اور ان کی انبیاء ﷺ کے قتل پر جرات ان کی نافرمانی اور تجاوزگری کی بنیاد تھی۔ یکفرون بآیات اللہ ... ذلک بما عصوا و کانوا یعتدون "ذلک بما عصوا" میں ذلک کا مشار الیہ آیات الہی کا کفر اور انبیاء ﷺ کا قتل ہے۔ البتہ بعض مفسرین نے "ذلک" کا مشار الیہ "ذلت ... کو سمجھا ہے۔ نتیجہ یہ کہ نافرمانی اور تجاوزگری کو "ذلت ... کی دلیل تصور کیا ہے۔

۳۳۔ آیات الہی کا انکار اور ان کا کفر اختیار کرنا انسان کی ذلت و خواری و درماندگی کا باعث ہوتا ہے۔ و ضربت علیہم الذلۃ ... ذلک باہم کانوا یکفرون بآیات اللہ

۳۴۔ آیات الہی کا انکار اور ان کا کفر اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کا ذریعہ بنتا ہے۔ و باء وا بغضب من اللہ ذلک باہم کانوا یکفرون بآیات اللہ

۳۵۔ الہی قائدین کا قتل ذلت و بے چارگی اور غضب الہی کا باعث بنتا ہے۔

ضربت عليهم الذلة ... ذلك باهم ... يقتلون النبيين

۳۶۔ تجاوز گرمی اور گناہوں کا ارتکاب انسان کو کفر کی ترغیب اور الہی قائدین کے قتل پر آمادہ و لاپرواہ بنا دیتے ہیں۔

يكفرون بآيات الله ... ذلك بما عصوا و كانوا يعتدون

۳۷۔ بنی اسرائیل کی شہر نشینی اور رفاہ و آسائش کا ملنا ان کی نافرمانی، تجاوز، انبیاء ﷺ کے قتل اور کفر کا باعث بنے۔

لن نصبر على طعام واحد ... اهبطوا مصرًا ... و ضربت عليهم الذلة یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ آیت کا دوسرا حصہ "ضربت عليهم الذلة" آیت کے پہلے حصے کے ساتھ مربوط ہو۔

۳۸۔ بنی اسرائیل کی "من و سلوی" پر ناشکری، شہر نشینی کا انتخاب اور کفر و تجاوز کی طرف رجحان کا واقعہ سبق آموز اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔ إذ قلتُم یا موسیٰ لن نصبر ... و ضربت عليهم الذلة ... و كانوا يعتدون "اذ قلتُم"، "اذکروا" کے لئے مفعول ہے۔

۳۹۔ عن ابی عبد اللہ و تلا هذه الآية۔ ذلك باهم كانوا يكفرون بآيات الله و يقتلون النبيين بغير الحق ذلك بما عصوا و كانوا يعتدون قال: والله ما قتلوهم بايديهم ولا ضربوهم باسيافهم و لكنهم سمعوا احاديثهم فاذا عوها فاخذوا عليها فقتلوا فصار قتلاً و اعتداء و معصية^(۱) امام صادق ﷺ نے مذکورہ آیہ مبارکہ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا خدا کی قسم بنی اسرائیل اپنے ہاتھوں سے انبیاء ﷺ کو قتل نہ کرتے تھے نہ ہی اپنی تلواروں سے انہیں قتل کرتے تھے لیکن ان کی احادیث کو سنتے اور ان کے راز فاش کرتے نتیجتاً انبیاء ﷺ گرفتار ہوتے اور قتل کر دیئے جاتے تھے اس اعتبار سے راز فاش کرنے کو ہی قتل، تجاوز اور معصیت کہا گیا ہے۔

آیات الہی: آیات الہی کو جھٹلانے کے نتائج ۲۹، ۳۳، ۳۴؛ آیات الہی کو جھٹلانے والے ۲۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے مخصوص امور ۱۱؛ افعال خداوندی ۱۱؛ حاکمیت الہی ۱۳، ۱۲؛ ربوبیت خداوندی ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدرات پر راضی رہنا ۲۰؛ غضب الہی ۲۳؛ غضب الہی کے موجبات ۳۵، ۳۳، ۳۰

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کو جھٹلانے کے نتائج ۳۰؛ انبیاء ﷺ کو قتل کرنے کے نتائج ۲۹، ۳۰، انبیاء ﷺ کے قاتل ۲۷

انسان: انسان کی بے صبری ۳؛ انسانی مصلحتوں کی تکمیل (۲۰) انسان کا تنوع طلب ہونا ۳؛ انسانی رجحانات ۹

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کے تجاوز کے نتائج ۳۲؛ بنی اسرائیل کی آسائش ورفاہ کے نتائج ۳۴؛ بنی اسرائیل کی شہر نشینی کے نتائج ۳۴؛ بنی اسرائیل کی نافرمانی کے نتائج ۳۲؛ بنی اسرائیل کے قتلوں کے نتائج ۲۹؛ بنی اسرائیل کے انبیاء ﷺ ۲۶؛ بنی اسرائیل صحرائے سینا میں ۱۰؛ صدر اسلام کے بنی اسرائیل ۴؛ بنی اسرائیل اور انبیاء ﷺ کے راز فاش کرنا ۳۹؛ بنی اسرائیل اور سلوی کی غذا ۱۸، ۱۹؛ بنی اسرائیل اور سبزیوں کی غذا ۱۰؛ بنی اسرائیل اور "من" کی غذا ۱۸، ۱۹؛ بنی اسرائیل اور پیاز کی خواہش ۱۳؛ بنی اسرائیل اور سبزی جات کی خواہش ۱۳؛ بنی اسرائیل اور مسور کی خواہش ۱۳؛ بنی اسرائیل اور گندم کی خواہش ۱۳؛ بنی اسرائیل اور دعا ۵؛ بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ ﷺ کی دعا ۸؛ بنی اسرائیل اور انبیاء ﷺ کا قتل ۲۴، ۲۸، ۳۲، ۳۴، ۳۹؛ بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ ﷺ ۳؛ بنی اسرائیل کی بے صبری ۱؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱، ۲، ۵، ۳، ۳۸، ۲۴، ۲۱، ۱۶، ۱۳، ۱۰؛ بنی اسرائیل کی تجاوز گری ۳۸، ۳۱؛ بنی اسرائیل کی تنوع طلبی ۲، ۳؛ بنی اسرائیل کے جرائم ۲۴؛ بنی اسرائیل کی جہالت ۱۴؛ بنی اسرائیل کی خواہشات ۵، ۳، ۶، ۱۳، ۲۱، ۱۵؛ بنی اسرائیل کی پودوں کی شکل میں غذائیں ۱۳؛ بنی اسرائیل کی غذائیں ۱۴، ۱۵، ۲، ۳؛ بنی اسرائیل کی ذلت ۲۹، ۲۳؛ بنی اسرائیل کی تجاوز گری کا سرچشمہ ۳۴؛ بنی اسرائیل کی نافرمانی کا سرچشمہ ۳۴؛ بنی اسرائیل کے کفر کا سرچشمہ ۳۴؛ بنی اسرائیل کی سرزنش ۱۶؛ بنی اسرائیل کا شکوہ ۲؛ بنی اسرائیل کی شہر نشینی ۳۸، ۲۱؛ بنی اسرائیل کی صفات ۴؛ بنی اسرائیل کا عقیدہ ۲۳؛ بنی اسرائیل کے مغضوب ہونے کے اسباب ۳۰؛ بنی اسرائیل کے متجاوزین کا انجام ۲۳؛ بنی اسرائیل کے متجاوزین کا فقر ۱۳؛ بنی اسرائیل میں قتل کی داستان ۲۴، ۳۲، ۳۰؛ بنی اسرائیل کا کفران ۳۸، ۱۹؛ بنی اسرائیل کا کفر ۲۵، ۳۰، ۳۸؛ بنی اسرائیل کا گناہ ۳۱؛ بنی اسرائیل کی مصلحتیں ۱۴؛ بنی اسرائیل کا مغضوب ہونا ۲۳؛ بنی اسرائیل کی شہر نشینی سے ممانعت ۲۲؛ بنی اسرائیل کے کفر کا منبع ۳۲؛ بنی اسرائیل کی ناراضگی ۱

پودے: پودوں کے اگنے کا حقیقی سبب ۱۱

تجاوز: تجاوز کے نتائج ۳۶

جرائم: جرائم کے نتائج ۳۵، ۳۰، ۲۹؛ جرائم کے اسباب ۳۶، ۳۲

حضرت موسیٰ ؑ: حضرت موسیٰ ؑ کی دعا کی قبولیت ۸; حضرت موسیٰ ؑ کے اہداف ۲۲; حضرت موسیٰ ؑ کی سرزنشیں ۱۶; حضرت موسیٰ ؑ کا واقعہ ۱۶، ۲۱; حضرت موسیٰ ؑ اور بنی اسرائیل ۱۶، ۲۱، ۲۲
دینی قائدین: دینی قائدین کے قتل کے نتائج ۳۵; دینی قائدین کے قتل کی زمین ہموار ہونا ۳۶
ذکر: ذکر نتائج ۳۸

ذلت: ذلت کے عوامل ۲۹، ۳۳، ۳۵

روایت: ۳۹

زمین: زمین سے استفادہ ۹

طبیعیاتی اسباب: طبیعیاتی اسباب کا عمل ۱۲

ظلم: ظلم کے نتائج ۳۲

غذائیں: پودوں کی شکل میں غذاؤں کی درخواست ۵، ۶

فقر: فقر کے اسباب ۳۵

کفر: آیات الہی کے کفر کے نتائج ۳۰، ۳۳، ۳۴; کفر کی زمین ہموار ہونا ۳۶; آیات الہی کا کفر ۲۵

کفران: کفران نعمت ۱۹

گناہ: گناہ کے نتائج ۳۶

گناہ گار لوگ: ۳۱ متجاوزین ۳۱ اللہ کے ہاں مغضوب لوگ ۲۳، ۳۰

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾

جو لوگ بظاہر ایمان لائے یا یہودی، نصاریٰ اور ستارہ پرست ہیں ان میں سے جو واقعی اللہ اور آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اس کے لئے پروردگار کے ہاں اجر و ثواب ہے اور کوئی حزن و خوف نہیں ہے۔

۱۔ مسلمان، یہود، نصرانی اور صابئین اگر اللہ تعالیٰ پر حقیقی اور سچا ایمان رکھیں، قیامت کا یقین کریں اور نیک اعمال انجام دیں تو انہیں بہت عظیم اجر ملے گا۔ ان الذین آمنوا ... فلهم أجرهم عند ربهم "الذین آمنوا" سے مراد مسلمان ہیں۔ صابئین کے مذہب کے بارے میں مختلف آراء موجود ہیں۔ علامہ طباطبائی مختلف اقوال کا ذکر کرنے کے بعد بیان فرماتے ہیں کہ صابئین کا مذہب یہودیت، مجوسیت اور حرانیت سے ملا جلا تھا۔

۲۔ مسلمانوں، یہودیوں نصاریٰ اور صابئین کے ہر طرح کے خوف و اندوہ سے دور رہنے کی شرط اللہ تعالیٰ پر حقیقی ایمان، قیامت کا یقین اور صالح اعمال کا انجام دینا ہے۔ ان الذین آمنوا ... و لا خوف علیہم و لا هم یحزنون "ان الذین آمنوا" اور "من آمن" میں ایمان کا تکرار اس امر کی حکایت کرتا ہے کہ "من آمن" میں حقیقی اور سچا ایمان مراد ہے نہ کہ لفظی اور ظاہری

۳۔ خود کو ادیان الہی کی جانب بغیر حقیقی ایمان اور نیک اعمال کے نسبت دینا سعادت کا باعث نہیں ہے۔ ان الذین آمنوا ... من آمن بالله و اليوم الآخر و عمل صالحاً فلهم أجرهم "من آمن..." میں کوئی ضمیر نہیں جو "الذین آمنوا..." کی طرف لوٹتی ہو پس "من آمن..." سے مراد مسلمان، یہودی، ... یا کون مراد ہے؟ مشخص نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے جو قوم بھی اللہ تعالیٰ اور قیامت پر حقیقی اور سچا ایمان رکھے اور صالح اعمال انجام دے تو سعادت مند ہوگی۔ بنا بریں ان عناوین کو لانا مختلف نکات کی طرف اشارہ ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمان ہونا، یہودی ہونا یا ... کافی نہیں ہے بلکہ حقیقی ایمان اور صالح عمل ہی کا راسخ ہے۔

۳۔ مسلمان، یہودی، مسیحی اور صابئین وہ لائق ترین امتیں ہیں جو سچے ایمان سے بہرہ مند ہوں اور نیک اعمال انجام دیں۔ ان الذین آمنوا ... من آمن بالله والیوم الآخر و عمل صالحاً یہ گزر چکا ہے کہ سچا ایمان ہر فرد و قوم سے قبول کیا جائے گا لیکن اسکے باوجود مختلف مذاہب کے ماننے والوں کا ذکر کرنا ہو سکتا ہے اس مطلب کی طرف اشارہ ہو کہ مذکورہ مذاہب کے ماننے والوں میں ایمان کی زمین زیادہ ہموار ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان اور انبیاء ﷺ کی رسالت کی تصدیق و تائید ادیان الہی و آسمانی کے مشترکہ اصول ہیں۔ ان الذین آمنوا والذین ہادوا ... من آمن بالله والیوم الآخر "من آمن" سے اللہ اور قیامت پر ایمان کا مفہوم نکلتا ہے اور آیہ مبارکہ کے عناوین (مسلمان، یہودی...) سے انبیاء ﷺ پر ایمان کا معنی معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ لوگ انبیاء ﷺ کی رسالت پہ اعتقاد رکھتے ہیں۔

۶۔ یہود و نصاریٰ اور صابئین کا مذہب الہی و آسمانی ادیان میں سے تھا۔ ان الذین آمنوا ... والصابئین

۷۔ صالح اعمال کا انجام دینا تمام ادیان الہی کا تقاضا و طلب تھی۔ ان الذین آمنوا والذین ہادوا ... و عمل صالحاً

۸۔ قرآن حکیم میں یہود و نصاریٰ اور صابئین کے مذاہب رسمی اور شناختہ شدہ تھے۔ ان الذین آمنوا والذین ہادوا و النصاری والصابئین یہ جو مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے عناوین کا ذکر ہوا ہے ممکن ہے یہ اس لئے ہو کہ گویا ان کے مذاہب رسمی اور شناختہ شدہ تھے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عظیم جزا کا پانا، ایمان با اللہ، قیامت پر ایمان اور نیک اعمال کے انجام دینے سے ممکن ہے۔ من آمن بالله ... فلهم اجرهم عند ربهم اجر کے ساتھ یہ قید لگانا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ اجر بہت عظیم ہے۔

۱۰۔ ایمان بغیر عمل صالح کے اور عمل صالح بغیر ایمان کے نہ تو کار آمد ہے اور نہ ہی انسانی سعادت کا باعث ہے۔ من آمن بالله والیوم الآخر و عمل صالحاً

۱۱۔ اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھنے والے اور نیک اعمال بجالانے والے انسانوں کو قیامت کے دن کوئی خوف اور حزن و اندوہ نہ ہوگا۔ من آمن بالله والیوم الآخر و عمل صالحاً ... و لا خوف علیہم و لا هم یحزنون "فلهم اجرهم عند ربهم" کے قرینہ سے کہا جاسکتا کہ "لا خوف علیہم..." کا ظرف قیامت ہے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کا کفر، قیامت کا انکار اور نیک اعمال کا انجام نہ دینا انسان پر خوف اور غم و اندوہ کے طاری ہونے کا باعث ہے۔ من آمن بالله واليوم الآخر و عمل صالحاً ... و لا خوف عليهم و لا هم يحزنون "من آمن" کا مفہوم گویا یہی ہے۔

۱۳۔ یہودیوں کا ذلت و خواری اور درماندگی سے نجات پانا اور ان سے غضب الہی کا دور ہونا ان کے اللہ تعالیٰ اور قیامت پر حقیقی ایمان اور اعمال صالح کی بجا آوری سے ممکن ہے۔ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنة ... من آمن بالله واليوم الآخر و عمل صالحاً فلهم اجرهم ما قبل آیت میں بیان ہوا ہے کہ یہود کفر اور گناہوں کی وجہ سے خواری، ذلت اور غضب کا شکار ہوئے اس آیت میں یہ جو خصوصاً یہودیوں کا نام لیا گیا ہے (والذین ہادوا) یہ ممکن ہے اس طرف اشارہ ہو کہ یہودیوں کی بد قسمتی سے نجات، کی راہ ایمان اور عمل صالح ہے۔

اجر: غیر مسلموں کا اجر ۱؛ اجر کے موجبات ۹، ۱

ادیان: ۶ قرآن میں ادیان ۸؛ ادیان کی طرف نسبت ۳؛ ادیان کی تعلیمات ۴؛ ادیان کے مشترکات ۵؛ ادیان میں ہم آہنگی ۵، ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی جزائیں ۹؛ اللہ تعالیٰ کے غضب سے نجات کے اسباب ۱۳

امتیں: مومن امتیں ۳؛ بہترین امتیں ۳

ایمان: ایمان کے اضروی نتائج ۱۱؛ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے نتائج ۱، ۱۳، ۹، ۲؛ قیامت پر ایمان کے نتائج ۱۳، ۹، ۲، ۱؛ ایمان کی اہمیت ۳؛ انبیاء ﷺ پر ایمان ۵؛ اللہ تعالیٰ پر ایمان ۵؛ قیامت پر ایمان ۵؛ بغیر ایمان کے نیک عمل ۱۰؛ ایمان سے متعلق امور ۵

خوف: خوف کے اسباب ۱۲؛ خوف کی رکاوٹیں ۲

ذلت: ذلت سے نجات کے اسباب ۱۳

راہ و روش: راہ و روش کی بنیادیں ۱۲

سعادت: سعادت کے عوامل ۱۰، ۳

صابین: صابین کے ایمان کے نتائج ۲؛ مومن صابین کا اجر ۱؛ صابین کا دین ۶؛ صابین کے دین کا شناختہ

شدہ ہونا ۸؛ صالحین کی ذمہ داری ۳

صالحین: صالحین قیامت میں ۱۱

عمل صالح: عمل صالح کے آخرت میں نتائج ۱۱؛ عمل صالح کو ترک کرنے کے نتائج ۱۲؛ عمل صالح کے نتائج ۱، ۲،

۹، ۱۳؛ عمل صالح کی اہمیت ۳، ۴؛ عمل صالح بغیر ایمان کے ۱۰

عیسائی: عیسائیوں کے ایمان کے نتائج ۲؛ مومن عیسائیوں کا اجر ۱؛ عیسائیوں کا دین ۶؛ عیسائیوں کی ذمہ داری ۳

عیسائیت: عیسائیت کا رسمی یا شناختہ شدہ ہونا ۸

غم و اندوہ: غم و اندوہ کے عوامل ۱۲؛ غم و اندوہ کی رکاوٹیں ۲

قیامت: قیامت کو جھٹلانے کے نتائج ۱۲

کفر: اللہ تعالیٰ کے کفر کے نتائج ۱۲

مسلمان: مسلمانوں کی ذمہ داری ۳

مغضوبان خدا: ۱۳

مومنین: مومنین کا اجر ۱؛ مومنین قیامت میں ۱۱؛ مومنین اور غم و اندوہ ۱۱؛ مومنین اور خوف ۱۱

یہود: یہودیوں کے ایمان کے نتائج ۲؛ مومن یہودیوں کا اجر ۱؛ یہودیوں کا دین ۶؛ یہودیوں کی نجات کے اسباب ۱۳؛

یہودیوں کی ذمہ داری ۳

یہودیت: یہودیت کا رسمی یا شناختہ شدہ ہونا ۸

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾

اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تم سے توریت پر عمل کرنے کا عہد لیا اور تمہارے سروں پر کوہ طور کو لٹکا دیا کہ اب توریت کو مضبوطی سے پکڑو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو شاید اس طرح پرہیزگار بن جاؤ۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ وہ تورات کو سیکھیں گے اور اسکے احکامات پر عمل پیرا ہوں گے۔
و إِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ ... خذوا ما آتيناكم

"مِثَاق" کا معنی تاکید یا عہد و پیمان ہے جملہ "خذوا..." پیمان کے مورد کو بیان کر رہا ہے۔ آسمانی کتابوں کو اخذ کرنا یا لے لینا (خذوا ما آتيناكم) اس معنی میں ہے کہ ان کو قبول کیا جائے اور ان کے احکام پر عمل کیا جائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور کو بنی اسرائیل کے سروں پر قرار دیا۔ و رفعنا فوقكم الطور

"الطور" ایک پہاڑ کا نام ہے (مفردات راغب)۔ جیسا کہ جناب ابن عباس سے منقول ہے کہ "الطور" وہی پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات کیا کرتے تھے (مجمع البیان)۔ یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ ہر پہاڑ کو بھی طور کہتے ہیں۔

۳۔ کوہ طور کو بنی اسرائیل کے سروں پر قرار دینے کا ہدف یہ تھا کہ وہ عہد و پیمان الہی کو قبول کریں۔
و إِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ

۴۔ تورات اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والی اور بنی اسرائیل کو عطا کی جانے والی کتاب تھی۔
خذوا ما آتيناكم

"ما آتيناكم" کی "ما" موصولہ ہے۔

۵۔ بنی اسرائیل نے تورات کو قبول کرنے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا۔
رفعنا فوقكم الطور خذوا ما آتيناكم

یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ڈرا دھمکا کر چاہا کہ تورات کو قبول کریں اور عہد و پیمان پر عمل پیرا ہوں۔

۶۔ تورات کو پوری سنجیدگی سے قبول کرنا اور کردار و افکار

کو اسکے مطابق ڈھالنا اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو حکم تھا۔ خذوا ما آتیناکم بقوة

۷۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تورات کے احکام اور معارف سیکھنے کی خاطر اسکو ہمیشہ یاد کرنے کی دعوت دی۔
و اذکروا ما فیہ

"ذکر" ایسے علم یا دانش کو کہتے ہیں جسے انسان زبانی یاد کرے اور فراموش نہ کرے۔ پس "اذکروا ما فیہ" یعنی تورات کے مفہیم کو زبانی یاد کرو اور کبھی فراموش نہ کرو۔

۸۔ بنی اسرائیل کے تورات کو قبول کرنے کا ہدف تقویٰ حاصل کرنا اور برے اعمال سے دوری اختیار کرنا تھا۔
خذوا ما آتیناکم بقوة و اذکروا ما فیہ لعلکم تتقون

۹۔ بنی اسرائیل کے سروں پر کوہ طور کا قرار دیا جانا ایک معجزہ اور یاد رکھنے کے لائق واقعہ تھا۔ و إذ أخذنا میثاقکم و رفعنا فوقکم الطور آیت ۳۷ میں "اذکروا" کے لئے "اذ" مفعول ہے۔

۱۰۔ انسانوں کا تقویٰ حاصل کرنا، غیر صحیح عقائد اور برے اعمال سے اجتناب کرنا آسمانی کتابوں کے فزول کے اہداف میں سے ہے۔ خذوا ما آتیناکم بقوة و اذکروا ما فیہ لعلکم تتقون

۱۱۔ آسمانی کتابوں کے معارف اور مفہیم کو زندہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ خذوا ما آتیناکم بقوة و اذکروا ما فیہ

۱۲۔ دین داری میں انسان کی سنجیدگی اور استحکام تقویٰ کے مرحلہ تک پہنچنے کی بنیادی شرط ہے۔ خذوا ما آتیناکم "بقوة" ... لعلکم تتقون یہ مفہوم "بقوة" کی قید سے سمجھ میں آتا ہے۔

۱۳۔ آسمانی کتاب کا سیکھنا اور اسکے مطابق عقائد و اعمال کو منظم کرنا اہل ایمان کے ذمے ایک اہم فریضہ ہے۔
خذوا ما آتیناکم بقوة و اذکروا ما فیہ

۱۴۔ تبلیغ دین کے لئے الہی احکام و قوانین کی تشریح کرنا ایک بہترین روش عمل ہے۔ خذوا ما آتیناکم بقوة و اذکروا ما فیہ لعلکم تتقون اللہ تعالیٰ نے تورات کو سیکھنے اور اسکے معارف کے مطابق عمل کرنے کا ہدف تقویٰ کا حصول بیان فرمایا۔ یہ چیز تمام مبلغان دین کے لئے جو الہی قوانین و احکام کی تشریح کرتے ہیں ایک درس ہے۔

۱۵۔ اسحاق بن عمار و یونس قالا "سالنا ابا عبد اللہ علیہ السلام عن قول اللہ تعالیٰ "خذوا ما آتیناکم بقوة" أ قوة فی الأبدان او قوة فی

القلب ؟ قال فيهما جميعاً^(۱) اسحاق بن عمار اور یونس نے امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "خذوا ما آتيناكم بقوة" کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے مراد بدن کی قوت ہے یا قلب کی قوت ؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ہر دو مراد ہیں۔

۱۶۔ عبید اللہ حلبی کہتے ہیں "قال ، أذكروا ما فيه" _ واذكروا ما في تركه من العقوبة^(۲) کہ امام صادق علیہ السلام نے "اذكروا ما فيه" کے بارے میں فرمایا اس (تورات) کے ترک کرنے میں جو عقوبت ہے اس کو یاد کرو۔
آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں کو زندہ رکھنے کی اہمیت ۱۱؛ آسمانی کتابوں کی حفاظت ۱۱؛ آسمانی کتابوں کی تعلیم ۱۳؛ آسمانی کتابوں کے نزول کا فلسفہ ۱۰؛ آسمانی کتابوں کی اہمیت ۱۰، ۱۳
احکام: احکام کے بیان کرنے کا فلسفہ ۱۳

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی ۷، ۶؛ اللہ تعالیٰ کی عنایات ۳؛ عہد الہی ۱؛ عہد الہی کا قبول کرنا ۳
بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کو تورات کا عطا کیا جانا ۳؛ بنی اسرائیل اور تورات ۷، ۶، ۵، ۱؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۵، ۲، ۹، ۶؛
اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کے ساتھ عہد ۳، ۱؛ بنی اسرائیل کی کتب سماوی ۳؛ بنی اسرائیل کی ضد ۵؛ بنی اسرائیل کی ذمہ داری ۷، ۶

تبلیغ: روش تبلیغ ۱۳

تقویٰ: تقویٰ کی اہمیت ۸؛ تقویٰ کی شرائط ۱۲؛ تقویٰ کے عوامل ۱۰
تورات: تورات کی تعلیمات کی اہمیت ۷، ۱؛ تورات پر عمل کی اہمیت ۱؛ تورات آسمانی کتابوں میں سے ہے ۳؛ تورات سے منہ موڑنے کی سزا ۱۶؛ تورات کی اہمیت و کردار ۸، ۶
دین: دین کا فلسفہ ۱۳، ۱۰، ۸، ۶

دین داری: دین داری میں ثابت قدمی ۱۲
ذکر: تاریخ کا ذکر ۹؛ تورات کا ذکر ۱۶، ۷؛ معجزہ کا ذکر ۹

(۱) محاسن برقی ج/۱ ص ۲۶۱ ح ۳۱۹، نور الثقلین ج/۱ ص ۸۵ ح ۲۲۷۔

(۲) تفسیر عیاشی ج/۱ ص ۴۵ ح ۵۳، مجمع البیان ج/۱ ص ۱۶۲۔

راہ و روش: راہ و روش کے ستون ۶؛ راہ و روش کے صحیح ہونے کے معیارات ۶، ۸، ۱۰، ۱۳

روایت: ۱۵، ۱۶

عقیدہ: باطل عقیدے سے اجتناب ۱۰

عمل: ناپسندیدہ عمل سے اجتناب ۸، ۱۰

فکر: صحیح فکر کے معیارات ۶، ۱۰، ۱۳

قوت: بدنی قوت ۱۵؛ قلبی قوت ۱۵

کوکھ طور: کوکھ طور کا اوپر جانا ۲، ۳، ۹

معجزہ: کوکھ طور کا معجزہ ۹

مومنین: مومنین کی ذمہ داری ۱۳

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾

پھر تم لوگوں نے انحراف کیا کہ اگر فضل خدا اور رحمت الہی شامل حال نہ ہوتی تو تم خسارہ والوں میں سے ہو جاتے۔

۱۔ بنی اسرائیل نے تورات کے احکامات سے منہ موڑ لیا اور عہد الہی کو توڑ دیا۔ اُخذنا میثاقکم ... ثم تولیتم من بعد ذلك "تو لیتم" کا مصدر تَوَلَّى ہے جس کا معنی ہے منہ پھیر لینا یا قبل آیت کے قرینے سے اس کا متعلق بنی اسرائیل کا عہد تھا جس کے مطابق انہیں چاہیئے تھا کہ تورات کو قبول کریں اور اس کے احکام پر عمل کریں۔

۲۔ پہاڑ کے سروں پر قرار دیئے جانے والے معجزہ کے

مشاہدہ کے باوجود بنی اسرائیل کی عہد شکنی ایک نہایت سخت، تعجب آور اور غیر متوقع معاملہ تھا۔

اُخذنا میثاقکم و رفعنا فوقکم الطور ... ثم تولیتم من بعد ذلك

"ثم تولیتم" میں "ثم" ترتیب رتبی کی حکایت کر رہا ہے جبکہ "من بعد ذلك" ترتیب زمانی کا مفہوم دے رہا ہے "ثم" کا ترتیب رتبی کے لئے آنا بعد کے جملے میں موجود مفہوم کی عظمت، تعجب ... وغیرہ پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان جو انسانوں کے ساتھ ہیں انکی پابندی ضروری ہے۔ ثم تولیتم من بعد ذلك

۴۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی عہد شکنی کا گناہ معاف فرمادیا۔ فلولا فضل اللہ علیکم و رحمته

خطا و گناہ کے بعد فضل و رحمت کا ذکر کرنا یہ عفو و بخشش کی طرف کنایہ ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی عہد شکنی اور تورات کے فرامین سے منہ پھیرنے کے باوجود ان پر اپنا فضل و رحمت

نازل فرمایا۔ فلو لا فضل اللہ علیکم و رحمته لکنتم من الخاسرین

۶۔ عہد و پیمان الہی کو توڑنے کی وجہ سے بنی اسرائیل اپنے خسارے اور اپنی ہستی کی تباہی کے گڑھے پر آکھڑے ہوئے

۔ فلولا فضل اللہ علیکم و رحمته لکنتم من الخاسرین

۷۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت بنی اسرائیل کو نقصان اور خسارے سے نجات دلانے کا باعث بنا۔ فلو لا فضل اللہ علیکم

و رحمته لکنتم من الخاسرین

۸۔ عہد و پیمان الہی کو توڑنا انسان کے لئے زیاں کار بننے اور اس کی ہستی کی تباہی کا باعث ہوتا ہے۔ ثم تولیتم من بعد

ذلك فلو لا فضل اللہ ... لکنتم من الخاسرین "ذکر" پیمان الہی، آسمانی کتاب کی قبولیت اور عقائد و معارف کو اس

کے مطابق ڈھالنے کی طرف اشارہ ہے۔

۹۔ آسمانی کتابوں کے معارف اور احکام سے منہ موڑنا انسان کے لئے خسارے اور اس کی ہستی کی نابودی کا باعث

بتا ہے۔ خذوا ما آتیناکم بقوة ... ثم تولیتم من بعد ذلك فلو لا ... لکنتم من الخاسرین

۱۰۔ گناہگاروں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے ناامید نہیں ہونا چاہیئے۔ ثم تولیتم ... فلو لا فضل اللہ علیکم و

رحمته

۱۱۔ زمانہ بعثت کے بنی اسرائیل آسمانی کتابوں اور دینی احکام کے معاملے میں اپنے اسلاف اور گذشتگان کی طرح تھے۔

ثم تولیتم بنی اسرائیل کے اسلاف کے کردار کو زمانہ بعثت میں موجود افراد سے اور مابعد کے زمانوں کے افراد سے نسبت

دینا (ثم تولیتم) یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ خصلتوں اور خصوصیات میں اپنے اسلاف سے متحد و مشترک

تھے۔

۱۲۔ بنی اسرائیل کو تورات حاصل کرنے اور اسکے مطابق

عمل کرنے سے اقتدار اور حکومت میسر آئے * ثم تولیتم من بعد ذلك

"تولی" کے معانی میں سے ایک ولایت ملنا اور حکومت حاصل کرنا ہے۔ مذکورہ مفہوم اسی بنا پر ہے۔ اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت وہی تورات کا عطا کیا جانا اور اسکے احکام پر عمل کی توفیق ہے اور "لکنتم من الخاسرین" میں خسران سے مراد کافر اور ظالم حکومت کے زیر تسلط آنا ہے۔

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں سے منہ پھیرنے کے نتائج ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نتائج ۷; اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتائج ۷; اللہ تعالیٰ کی بخشش ۳

اللہ تعالیٰ کا فضل: جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا ۵

امور: تعجب آور امور ۲

انخطا: انخطا کے عوامل ۸، ۹

انسان: اللہ تعالیٰ کا انسانوں کے ساتھ عہد ۳

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کی عہد شکنی کے نتائج ۶; بنی اسرائیل کی بخشش ۳; بنی اسرائیل کا تورات سے منہ موڑنا ۵، ۱;

صدر اسلام کے بنی اسرائیل ۱۱; بنی اسرائیل اور تورات ۱۲; بنی اسرائیل اور دین ۱۱; بنی اسرائیل اور آسمانی کتابیں ۱۱;

بنی اسرائیل کی تاریخ ۱۲، ۱۱، ۱; اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل پر فضل ۵، ۷; بنی اسرائیل کی حکومت ۱۲; بنی اسرائیل کی زیاں

کاری ۷، ۶; بنی اسرائیل کی نجات کے اسباب ۷; اللہ تعالیٰ کا عہد بنی اسرائیل کے ساتھ ۶; بنی اسرائیل کی عہد شکنی

۱، ۲، ۳، ۵; بنی اسرائیل کا اقتدار ۱۲; بنی اسرائیل کی ضد و ہٹ دھرمی ۲

تورات: تورات پر عمل کے نتائج ۱۲; تورات پر عمل کی اہمیت ۱۲

رحمت: جن پر رحمت نازل ہوئی ۵

عہد: وفائے عہد کی اہمیت ۳

عہد شکنی: اللہ تعالیٰ سے عہد شکنی کے نتائج ۸ عہد شکنی کا گناہ ۳

کوح طور: کوح طور کا اوپر جانا ۲

گناہگار: گناہگار اور اللہ کی رحمت ۱۰: گناہگار اور فضل خدا ۱۰

معجزہ: کوہ طور کا معجزہ ۲

ناامیدی: ناامیدی سے اجتناب ۱۰: اللہ کی رحمت سے

ناامیدی ۱۰

نقصان: نقصان کے عوامل ۶، ۸، ۹

ہلاکت: ہلاکت کے اسباب ۶

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿۶۵﴾

تم ان لوگوں کو بھی جانتے ہو جنہوں نے شنبہ کے معاملہ میں زیادتی سے کام لیا تو ہم نے حکم دے دیا کہ اب ذلت کے ساتھ بند رہیں۔

۱۔ بنی اسرائیل کے لئے ہفتہ (شنبہ) والے دن کام، کاروبار کرنا حرام تھا۔ و لقد علمتم الذين اعتدوا منكم في السبت "سبت" کا معنی ہے کام روکنا یا سکون و استراحت اسکو تعطیل یا چھٹی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ "اعتدوا" کا مصدر ہے "اعتدای" اسکا معنی ہے تجاوز یا خلاف ورزی کرنا۔

۲۔ بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اعتنائ نہ کی اور ہفتہ (شنبہ) کی چھٹی کی خلاف ورزی کی۔ و لقد علمتم الذين اعتدوا منكم في السبت

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اصحاب سبت (ہفتہ کے دن کی خلاف ورزی کرنے والے) کو راندے ہوئے بندروں میں تبدیل کر دیا۔ فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين

"قردة" کا مفرد "قرد" ہے جسکا معنی ہے بندر "خاسی" کا معنی ہے راندہ ہوا نیز حقیر اور ذلیل کے معنی میں بھی آتا ہے۔ خاسئين"، "کونوا" کی دوسری خبر ہے۔

۳۔ بنی اسرائیل اصحاب سبت کی بری داستان اور اس کے علل و اسباب سے آگاہ تھے۔ لقد علمتم الذين اعتدوا منكم في السبت فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين

۵۔ بنی اسرائیل قرآن حکیم پر ایمان نہ لانے اور اعمال صالح انجام نہ دینے کی صورت میں مختلف طرح کے دنیاوی عذاب (ذلیل ہونا، راندہ درگاہ ہونا وغیرہ) میں مبتلا ہوئے۔ و لقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لهم کونوا قردة خاسئین گذشتہ آیات ۳۱ تا ۳۵ اور ۶۲) میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو قرآن حکیم پر ایمان، اس کی تصدیق اور نیک اعمال بجالانے کی دعوت دی۔ اس آیہ مجیدہ میں بنی اسرائیل کو اصحاب سبت کی بری سرگذشت کی یاد دلانی گئی تاکہ ان کے لئے تنبیہ کا باعث ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کی دعوت اور اس کے فرامین کی خلاف ورزی کریں تو اصحاب سبت کی طرح مبتلا ہو جائیں۔

۶۔ بنی اسرائیل کے بندر بننے والے لوگ زیاں کار اور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہیں۔ لکنتم من الخاسرین۔ و لقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت آیہ مجیدہ میں خسارہ اور زیاں (نقصان) کی نوع کا ذکر کیا گیا ہے اس کا ماقبل آیت کے ذیل میں ذکر ہوا ہے یعنی وہ خسارہ یا نقصان جو گناہ اور تجاوز کے نتیجے میں ہوتا ہے جیسا کہ اصحاب سبت کا خسارہ۔

۷۔ احکام الہی سے انحراف کرنے والوں کے لئے مختلف طرح کے دنیاوی عذاب (ذلیل ہونا اور راندہ جانا) میں مبتلا ہونے کا خطرہ موجود ہے۔ الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لهم کونوا قردة خاسئین

۸۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلق (لا محدود) ہے اور عالم آفرینش پر نافذ ہے۔ قلنا لهم کونوا قردة آیہ مجیدہ میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ بنی اسرائیل کے متجاوزین بندر بن گئے "کونوا قردة" کے حکم میں اس کی عملی صورت کی تصریح نہ کرنا جبکہ منظور نظر یہی ہے۔ یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ فرامین و احکام الہی حتمی اور اجتناب ناپذیر ہیں ان کے راستے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہو سکتی۔ فرمان، یعنی اس کا ہو جانا۔

۹۔ عالم طبیعات میں ایک موجود کا دوسرے موجود میں تبدیل ہونا ممکن ہے۔ قلنا لهم کونوا قردة خاسئین

۱۰۔ امام سجاد علیہ السلام سے روایت ہے: ... اما القردة فكانوا قوماً من بنی اسرائیل ... اعتدوا فی السبت فصادوا الحیتان فمسخهم الله قردة ... ^(۱) بندر بنی اسرائیل کا ایک گروہ تھا جنہوں نے ہفتے کے دن اللہ تعالیٰ کے فرمان کی خلاف ورزی کی اور مچھلی کا شکار کیا پس اللہ نے ان کی صورت کو مسخ کر کے بندر بنا دیا۔

۱۱_ عبد اللہ بن الفضل الهاشمی قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ... " و لقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لهم کونوا قرۃ خاسئین " قال ان اولئک مسخوا ثلاثۃ ایام ثم ماتوا و لم یناسلوا و ان القرۃ الیوم مثل اولئک... (۱)
عبد اللہ بن فضل ہاشمی نے امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام " و لقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لهم کونوا قرۃ خاسئین " کے بارے میں سوال کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ (یہودی) مسخ شدہ حالت میں تین دن رہے اور اسکے بعد مر گئے جبکہ ان کی نسل بھی باقی نہ رہی۔ موجودہ بندر ان بندروں کی طرح ہیں (گویا ان کے مشابہ ہیں نہ کہ ان کی نسل ہیں)۔

اصحاب سبت : اصحاب سبت کا راندہ جانا ۳؛ اصحاب سبت کا انجام ۳؛ اصحاب سبت کا مسخ ہونا ۱۱، ۳
اللہ تعالیٰ : اللہ کی حاکمیت ۸

انجام : برا انجام ۳ انواع کا تبدیل ہونا : ۹، ۳

بنی اسرائیل : بنی اسرائیل کی تجاوزگری کے نتائج ۳؛ بنی اسرائیل کی آگاہی ۳؛ بنی اسرائیل اور اصحاب سبت ۳؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۶، ۳، ۲؛ بنی اسرائیل میں تعطیل ۲، ۱؛ بنی اسرائیل کی ذلت ۵؛ بنی اسرائیل کے زیاں کار ۶؛ بنی اسرائیل میں ہفتہ ۳، ۱؛ بنی اسرائیل کا راندہ جانا ۵؛ بنی اسرائیل کے لئے دنیاوی عذاب ۵؛ بنی اسرائیل کی نافرمانی ۲؛ بنی اسرائیل کے محرمات ۱؛ بنی اسرائیل کا مسخ ہونا ۱۰؛ بنی اسرائیل کے مسخ شدہ افراد ۶؛ بنی اسرائیل کو تنبیہ ۵
ذلت : ذلت کے عوامل ۷

روایت : ۱۰، ۱۱

زیاں کار : ۶

عالم ہستی : عالم ہستی کا حاکم ۸

عذاب : دنیاوی عذاب کے موجبات ۷، ۵

کفر : قرآن کے کفر کے نتائج ۵

مسح ہونا: مسح ہونے کا امکان ۹؛ بندریں مسح ہونا ۱۱، ۱۰، ۶، ۳

نافرمان لوگ: نافرمانوں کی تذلیل ۷؛ نافرمانوں کا راندہ جانا ۷؛ نافرمانوں کے لیے دنیاوی عذاب ۷

نافرمانی: نافرمانی کے نتائج ۷؛ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ۷، ۲

نیک عمل: نیک عمل ترک کرنے کے نتائج ۵

ہفتہ: ہفتہ کی چھٹی ۲، ۱؛ ہفتہ کے دن کام، کاروبار کی حرمت ۱؛ ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار ۱۰

یہود: متجاوز یہود ۳

فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾

اور ہم نے اس جنسی تبدیلی کو دیکھنے والوں اور بعد والوں کے لئے عبرت اور صاحبان تقویٰ کے لئے نصیحت بنا دیا (۶۶)

۱۔ اصحاب سبت کا عذاب و عقوبت ان کے ہم عصر افراد اور مابعد کے انسانوں کے لئے درس عبرت ہے۔

فجعلناها نکالا لما بین یدئہا و ما خلفہا "فجعلناها" کی ضمیر سے مراد اصحاب سبت کا عذاب و عقوبت ہے اور یہ

مطلب "فقلنا لهم کونوا قردة" سے سمجھ میں آتا ہے۔ "یدئہا" اور "خلفہا" کی ضمیر "الذین اعتدوا" کی طرف لوٹتی ہے اس کو

مؤنث اسی لئے استعمال کیا ہے کہ مراد "امت" یا "طائفہ" ہے "ما بین یدئہا" جو تمہارے سامنے ہے "گویا اصحاب

سبت کے ہم عصر لوگ مراد ہیں۔ "ما خلفہا" جو ان کے بعد ہے "گویا آنے والے انسان مراد ہیں۔

۲۔ مسح ہونا اصحاب سبت اور ان امتوں کی سزا ہے جو احکام الہی کی خلاف ورزی کرتی ہیں۔

فجعلناها نکالا لما بین یدئہا و ما خلفہا

۳۔ اصحاب سبت کا انجام اہل تقویٰ کے لئے وعظ و نصیحت ہے۔ فجعلناها ... موعظة للمتقين

۳۔ گناہگار اور فرمان الہی سے انحراف کرنے والی امتوں کے دنیاوی عذاب اور برے انجام میں مبتلا ہونے کا خطرہ

موجود ہے۔ فجعلناها نکالا لما بین یدئہا و ما خلفہا

۵۔ اصحاب سبت کے برے انجام پر توجہ کرنا گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی زمین فراہم کرتا ہے۔ فجعلناھا نکالا لما بین یدیھا و ما خلفھا "کال" کا معنی عبرت ہے نیز باز رکھنے والی، عقوبت اور خوفناک انجام کے معنی میں بھی آیا ہے۔

۶۔ واقعات اور حوادث کا عبرت آموز ہونا خداوند متعال کے دست قدرت میں ہے۔ فجعلناھا نکالا جملہ "فجعلناھا... (ہم نے اس عقوبت کو عبرت قرار دیا) میں "جعل" کی نسبت خداوند متعال کی طرف دینا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ کوئی ایک بھی واقعہ یا حادثہ اگر عبرت کی نشانی بننا چاہے تو یہ فقط خداوند متعال کے دست قدرت میں ہے۔
۷۔ گذشتہ امتوں کی سرگذشت سے نصیحت حاصل کرنا اس بات کی نشانی ہے کہ انسان میں روح تقویٰ موجود ہے۔ فجعلناھا... و موعظة للمتقين

۸۔ امتوں کی تاریخ یا سرگذشت موعظہ، عبرت اور سبق آموزی کا سرچشمہ ہے۔ فجعلناھا نکالا لما بین یدیھا و ما خلفھا و موعظة

۹۔ "فجعلناھا" الضمیر يعود الى الامة التي مسخت و هم اهل ايلہ قریة على شاطئ البحر و هو المروى عن ابی جعفر علیہ السلام... (۱) امام باقر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہر ایلہ (ساحل سمند پر واقع تھا) کے رہنے والوں کو مسخ کیا۔

اصحاب سبت: اصحاب سبت سے عبرت ۵، ۳، ۱؛ اصحاب سبت کا عذاب ۱؛ اصحاب سبت کا انجام ۵؛ اصحاب سبت کو سزا ۲، ۳؛ اصحاب سبت کا مسخ ہونا ۲

اللہ تعالیٰ: مشیت الہی ۶

انجام: برا انجام ۳

اہل ایلہ: اہل ایلہ کا مسخ ہونا ۹

تاریخ: تاریخ سے عبرت ۸، ۷، ۶، ۱؛ تاریخ کے فوائد ۸، ۱

(۱) مجمع البیان ج ۱/ ص ۲۶۵، نور الثقلین ج ۱/ ص ۸۷ ح ۲۳۷۔

تقویٰ: تقویٰ کی نشانیاں ۷

ذکر: ذکر تاریخ کے نتائج و اثرات ۵

روایت: ۹

عبرت: عبرت کے عوامل ۱، ۳، ۸

عذاب: دنیاوی عذاب کے موجبات ۳

گناہ: گناہ سے اجتناب کی زمین آمادہ ہونا ۵

گناہگار: گناہگاروں کا انجام ۳؛ گناہگاروں کی دنیاوی سزا ۳

متقین: متقین کی عبرت ۳؛ متقین کے لئے موعظہ ۳

موعظہ: موعظہ کے اسباب ۸

نافرمان لوگ: نافرمانوں کا انجام ۳؛ نافرمانوں کی دنیاوی سزا ۳؛ نافرمانوں کا مسخ ہونا ۲

نافرمانی: نافرمانی سے اجتناب کی زمین فراہم ہونا ۵

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقْرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ

﴿۶۷﴾

اور وہ موقع بھی یاد کرو جب موسیٰ نے قوم سے کہا کہ حکم ہے کہ ایک گائے ذبح کرو تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہمیں

مذاقبنارہے ہیں۔ فرمایا پناہ بخدا کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں (۶۷)

۱۔ خداوند متعال نے حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کو مادہ گائے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ ان اللہ یا مرمکم ان تذبحوا بقرة

مادہ گائے کے حکم ذبح کا استفادہ بعد والی آیت میں لفظ "بکر" سے ہوتا ہے۔

۲۔ حضرت موسیٰ ﷺ اپنی قوم کو فرمان الہی (گائے ذبح کرنا) پہنچانے والے تھے۔ إذ قال موسیٰ لقومه ان اللہ یا مرمکم

ان تذبحوا بقرة

۳۔ حضرت موسیٰ ﷺ کا گائے ذبح کرنے کے حکم پر تاکید کرنا اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھا نہ کہ حضرت موسیٰ ﷺ کی

رائے۔ إذ قال موسیٰ لقومه ان اللہ یا مرمکم

۳۔ بنی اسرائیل کا گائے کے حکم ذبح کو بازیچہ قرار دینا اور اپنے ساتھ تمسخر کئے جانے کے برابر قرار دینا، یہ انکا تحلیل و تجزیہ اور باطل گمان تھا۔ اتخذنا هزواً "ہزواً" یعنی کھیل تماشا سمجھنا اور تمسخر اڑانا۔ آیت ۷۲، ۷۳ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ حکم اس قتل کے بارے میں تھا جو بنی اسرائیل کے درمیان ہوا۔ ہر قبیلہ اسکا ذمہ دار دوسرے کو جانتا تھا۔ یہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم ذبح گائے کے فرمان اور واردات قتل میں کوئی ربط محسوس نہ کرتی تھی۔ اس فرمان کا یوں تحلیل و تجزیہ کرتے ہوئے اسے اپنے ساتھ تمسخر کیا جانا سمجھتے تھے۔

۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا گمان یہ تھا کہ گائے ذبح کرنے کا فرمان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھا نہ کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے۔ اتخذنا هزواً "اتخذنا هزواً" کیا ہمارا تمسخر اڑاتے ہو" یہ جملہ بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبح گائے کے حکم کو خداوند متعال کی طرف سے نہیں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے تصور کرتے تھے۔

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ ان کی قوم گائے ذبح کرنے کے فرمان کی مخالفت کرے گی اور ڈٹ جائے گی۔ ان الله يامرکم ان تذبحوا بقرة حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم الہی کو جملہ اسمیہ "ان الله..." سے بیان کیا جو صرف تاکید کے ساتھ آیا ہے۔ معمولاً کلام کے ساتھ تاکید اس لئے استعمال کی جاتی ہے کہ مخاطب اسکو قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتا یا یہ کہ اس میں شک کا اظہار کرتا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان پر دروغ گوئی کی تہمت لگائی۔ ان الله يامرکم ... قالوا اتخذنا هزواً

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس جملہ "ان الله..." کے ذریعے صراحت سے بیان فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے لیکن بنی اسرائیل اس جملہ "اتخذنا" کے ذریعے یہی سمجھتے ہیں کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا حکم ہے۔ گویا ان کا گمان تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے اسکو اللہ کی طرف نسبت دی ہے۔

۸۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے اپنی قوم کا تمسخر اڑایا ہے۔ اتخذنا هزواً

۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں معاشرے میں عقیدہ و رائے کے اظہار کی آزادی حاصل تھی۔ اتخذنا هزواً

۱۰۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس امر سے کہ ان کا شمار جاہلوں میں ہو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی۔ اعوذ بالله ان اکون من

الجاهلین

۱۱۔ حضرت موسیٰ ﷺ نے لوگوں کا مذاق اڑانے کو جاہلانہ اقدام قرار دیا اس طرح انہوں نے اپنی قوم کے گمان و خیال کو اپنے بارے میں نادرست قرار دیا۔ قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین

۱۲۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم ان پر راسخ ایمان نہ رکھتی تھی۔ اتخذنا ہزواً

۱۳۔ خود کو ناروا اور بے جا الزامات سے بری ثابت کرنے کی کوشش کرنا ایک اچھا اور قابل تعریف عمل ہے۔ قالوا اتخذنا ہزواً قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین

۱۴۔ انبیاء ﷺ لوگوں کے تمسخر اڑانے اور انہیں کھیل تماشا تصور کرنے سے پاک و منزہ ہیں۔ قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین

۱۵۔ انبیاء ﷺ جاہلانہ کردار سے پاک و منزہ ہیں۔ قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین

۱۶۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم انبیاء ﷺ کی ضروری معرفت نہ رکھتی تھی۔ اتخذنا ہزواً قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین

۱۷۔ حضرت موسیٰ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اس چیز سے تھا کہ حضرت موسیٰ ﷺ کسی بھی چیز کو خداوند متعال کی طرف جھوٹ منسوب کریں۔ اتخذنا ہزواً قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین یہ جملہ "اعوذ باللہ..." ان الزمات پر ناظر ہے جو اس جملہ "اتخذنا ہزواً" میں ہیں اس جملہ میں دو باطل خیال اور بے جا الزام موجود ہیں ۱۔ حضرت موسیٰ ﷺ نے لوگوں کو بازیچہ سمجھا ہے ۲۔ گائے ذبح کرنے کا حکم حضرت موسیٰ ﷺ کی طرف سے ہے نہ کہ خداوند متعال کی جانب سے۔

۱۸۔ انبیاء ﷺ ہر گمز خداوند متعال کی طرف کسی جھوٹے حکم کی نسبت نہیں دیتے۔ اتخذنا ہزواً قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین

۱۹۔ الہی احکام کے بیان اور ان کو لوگوں تک پہنچانے میں انبیاء ﷺ معصوم ہیں۔ اتخذنا ہزواً قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین

۲۰۔ لوگوں کا تمسخر اڑانا جاہلانہ کردار ہے۔ اتخذنا ہزواً قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین

۲۱۔ جاہلانہ کردار اور وہ لغزشیں جن کی بنیاد جہالت پر مبنی ہو ان سے دور رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ اور اس کی نصرت طلب کرنا ضروری ہے۔ قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین

۲۲۔ جہالت اور نادانی خطرات کو جنم دیتی ہے اور لغزشوں کا سرچشمہ ہے۔ اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین

"اعوذ" کا مصدر "عیاذ" ہے جس کا معنی ہے پناہ لینا اور یہ اس وقت ہوتا جب انسان کسی چیز کے شر سے خوف زدہ ہو۔
 ۲۳۔ لوگوں کا مذاق اڑانا اور تمسخر کرنا، اس کی بنیاد جہالت و نادانی ہے۔ اتخذنا هزواً قال اعوذ بالله ان اکون من
 الجاهلین

۲۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف کسی امر یا حکم کی جھوٹی نسبت دینے کا منبع اور دلیل جہالت و نادانی ہے۔ اتخذنا هزواً قال اعوذ
 بالله ان اکون من الجاهلین۔

حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کا یہ الزام کہ گائے ذبح کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے بلکہ موسیٰ ﷺ نے اسے
 خدا کی طرف نسبت دی ہے اس پر حضرت موسیٰ ﷺ نے فرمایا "میں جاہلانہ امور سے دور ہوں" یعنی یہ امر جہالت پر مبنی
 ہے۔

۲۵۔ امام صادق ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ان رجلاً من خيار بني اسرائيل وعلماء هم خطب امرأة منهم فانعمت له
 وخطبها ابن عم لذلك الرجل وكان فاسقاً ردياً فلم ينعموا له فحسد ابن عمه الذي انعموا له فقعد له فقتله غيلة ثم
 حمله الى موسي عليه السلام فقال يا نبي الله هذا ابن عمي قد قتل قال موسي عليه السلام من قتله؟ قال لا ادري ...
 فعظم ذلك على موسي عليه السلام فاجتمع اليه بنو اسرائيل فقالوا ما ترى يا نبي الله" قال لهم موسي عليه السلام "
 ان الله يامرکم ان تذبحوا بقرة" (۱) بنی اسرائیل کے علماء و بزرگان میں سے ایک فرد نے ایک خاتون سے شادی کی
 درخواست کی تو اس نے قبول کر لی اسی خاتون کا رشتہ اس عالم دین کے چچا زاد نے بھی مانگا جو نہایت پست اور فاسق و
 فاجر شخص تھا پس انہوں نے اس کو رد کر دیا (ثبت جواب نہ دیا) پس اس چچا زاد نے اس عالم دین سے حسد کیا اور اس
 کی تاک میں بیٹھ گیا اور اس کو دھوکے سے قتل کر دیا پھر اس کا جنازہ حضرت موسیٰ ﷺ کے پاس لے گیا۔ کہنے لگا اے
 اللہ کے نبی یہ میرا چچا زاد ہے اس کو کسی نے قتل کر دیا ہے حضرت موسیٰ ﷺ نے پوچھا کس نے قتل کیا ہے کہنے لگا مجھے
 نہیں معلوم ... یہ واقعہ حضرت موسیٰ ﷺ پر بڑا گراں گذرا۔ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے اور کہنے
 لگے اے اللہ کے نبی آپ ﷺ کا حکم کیا ہے؟ ... تو حضرت موسیٰ ﷺ نے فرمایا "بے شک اللہ تمہیں حکم کرتا ہے کہ
 گائے ذبح کرو..."

آزادی: حضرت موسیٰ ﷺ کے زمانے میں آزادی ۹

استعاذہ: (پناہ طلب کرنا) اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کی اہمیت ۲۱

اظہار رائے کی آزادی: اظہار رائے کی آزادی کی تاریخ ۹

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی ۱، ۳

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ اور لوگوں کا تمسخر اڑانا ۱۳; انبیاء ﷺ اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ۱۸; انبیاء ﷺ اور جاہلانہ عمل ۱۵; انبیاء ﷺ کی تبلیغ ۱۹; انبیاء ﷺ کا پاک و منزہ ہونا ۱۵، ۱۳; انبیاء ﷺ کی صفات ۱۲، ۱۵; انبیاء ﷺ کی عصمت ۱۹

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کے تمسخر ۱۱، ۳; بنی اسرائیل اور انبیاء ﷺ ۱۶; بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ ﷺ; ۱۲، ۸، ۴; بنی اسرائیل کی حضرت موسیٰ ﷺ پر بے اعتقادی ۱۲; بنی اسرائیل کے گمان و توہمات ۵; بنی اسرائیل کی تاریخ ۵، ۳، ۱، ۸، ۴; بنی اسرائیل کی جہالت ۱۶، ۱۱; بنی اسرائیل کا گائے کو ذبح کرنا ۵، ۳، ۱; بنی اسرائیل کا خدا کے بارے میں عقیدہ ۱۱; بنی اسرائیل کی گائے کا واقعہ ۲۵; بنی اسرائیل کی گائے ۳، ۴، ۶

جہالت: جہالت کے نتائج ۲۱، ۲۳، ۲۲

جھوٹ باندھنا: اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی بنیاد ۲۳

حضرت موسیٰ ﷺ: حضرت موسیٰ ﷺ کا پناہ طلب کرنا ۱۴، ۱۰; حضرت موسیٰ ﷺ کا قبل از وقت متوجہ ہونا ۶; حضرت موسیٰ ﷺ کی تبلیغ ۲; حضرت موسیٰ ﷺ پر تمسخر اڑانے کی تہمت ۸; حضرت موسیٰ ﷺ پر دروغ گوئی کی تہمت ۴; حضرت موسیٰ کا واقعہ ۱۱، ۱۰، ۸، ۴، ۶; حضرت موسیٰ ﷺ کی ذمہ داری ۲; حضرت موسیٰ ﷺ اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کی نسبت ۱۴; حضرت موسیٰ ﷺ اور عقیدہ کی تصحیح ۱۱; حضرت موسیٰ ﷺ اور جہلاء ۱۰

خود: خود کو تہمت سے بری کرنا ۱۳

روایت: ۲۵

عقیدہ: آزادی عقیدہ کی تاریخ ۹

عمل: جاہلانہ عمل سے اجتناب ۲۱; پسندیدہ عمل ۱۳; جاہلانہ عمل ۲۰

عوام: عوام کا تمسخر ۲۰

گائے: ۱ لغزش: لغزش کے اسباب ۲۲، ۲۱ مدد طلب کرنا: اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کی اہمیت ۲۱

مذاق اڑانا: مذاق اڑانے کی بنیاد ۲۳

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بُكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَلِكَ فافعلوا مَا تُمَرُونَ

﴿٦٨﴾

ان لوگوں نے کہا کہ اچھا خدا سے دعا کیجئے کہ ہمیں اسکی حقیقت بتائے۔ انھوں نے کہا کہ ایسی گائے چاہئے جو نہ بوڑھی ہو نہ بچہ۔ درمیانی قسم کی ہو اب حکم خدا پر عمل کرو (٦٨)

۱۔ بنی اسرائیل اپنے پہلے انکار کے بعد مطمئن ہو گئے کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ قالوا اتخذنا هزواً ... قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ماهي گائے کی خصوصیات اور مشخصات کو بیان کرنے کا تقاضا اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو ان کے اس کلام "اعوذ بالله..." سے یقین ہو گیا کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی ہے۔
۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو قتل کا معمہ حل کرنے کے لئے ہر طرح کی گائے کافی ہوگی، اس پر یقین نہ تھا۔
قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ماهي

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے چاہا کہ وہ گائے جو ذبح ہونی چاہیئے اسکی خصوصیات ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے سوال کریں۔ قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ماهي

۴۔ گائے کا درمیانی عمر کا ہونا (نہ نوجوان نہ بچھڑا ہو اور نہ ہی بوڑھی گائے ہو) ان معین کی کئی خصوصیات میں سے تھا جو گائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم ذبح کرنے پر مامور کی گئی۔ انھا بقرة لا فارض و لا بکر عوان بين ذلك "فارض" کا معنی ہے بوڑھی "بقرة بکر" ایسی جو اس سال گائے کو کہتے ہیں جو حاملہ نہ ہوئی ہو (لسان العرب) "عوان" کا معنی درمیانی عمر ہے۔

۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو جس پر مامور تھی (جو اس سال گائے ذبح کرنا) اسکا حکم دیا۔ فافعلوا ما تُمَرُونَ
۶۔ دیگر خصوصیات کے سوال کرنے سے پہلے گائے کا جو اس سال ہونا ہی ضروری و لازم تھا جس کے ذبح کرنے پر بنی اسرائیل مامور تھے۔ عوان بين ذلك فافعلوا ما تُمَرُونَ "فافعلوا ما تُمَرُونَ" جس پر مامور ہو عمل

کرو" یہ جملہ بیان کر رہا ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کی تکلیف شرعی یا انکا "مامور بہ" صرف جو اس سال گائے تھی جس میں دیگر خصوصیات کا بیان نہ تھا۔

۷۔ حضرت موسیٰ ﷺ نے لوگوں سے چاہا کہ جس گائے کے ذبح کرنے پر مامور ہیں اسکے بارے میں مزید سوالات کمر کے خود کو مشکلات سے دوچار نہ کریں۔ فافعلوا ما تؤمرون

۸۔ امام صادق ﷺ سے اس آیت "قال انه يقول انها بقرة لما فارض ولما بكر" کے بارے میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: والفأرض التي قد ضربها الفحل و لم تحمل والبكر التي لم يضربها الفحل ...^(۱)

"فأرض" ایسی گائے کو کہتے ہیں جسکا جوڑا تو بنا ہو لیکن حاملہ نہ ہوئی ہو اور "بکر" ایسی گائے کو کہتے ہیں جسکا جوڑا نہ بنا ہو۔
بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کے سوالات ۷؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱، ۶، ۳، ۲؛ بنی اسرائیل کی خواہشات ۳؛ بنی اسرائیل کا گائے ذبح کرنا ۶، ۵، ۲، ۱؛ بنی اسرائیل کا شک ۲؛ بنی اسرائیل کی گائے کی خصوصیات ۳، ۳، ۸، ۶؛ بنی اسرائیل کی ذمہ داری ۵، ۶

تکلیف شرعی: تکلیف شرعی کے سخت ہونے کے اسباب ۷

حضرت موسیٰ ﷺ : حضرت موسیٰ ﷺ کا واقعہ ۷، ۵، ۳؛ حضرت موسیٰ ﷺ اور بنی اسرائیل ۵
روایت: ۸

سوال: بے جا سوال ۷

قتل: ذبح شدہ گائے سے قتل کا منکشف ہونا ۲

گائے: ۶

(۱) تفسیر قمی ج ۱ / ص ۴۹، نور الثقلین ج ۱ / ص ۸۸ ح ۲۴۰۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْهَا قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوُهَا تَسُرُّ النََّاظِرِينَ ﴿٦٩﴾

ان لوگوں نے کہا یہ بھی پوچھئے کہ رنگ کیا ہوگا۔ کہا کہ حکم خدا ہے کہ زرد بھرک دار رنگ کی ہو جو دیکھنے میں بھی معلوم ہو (۶۹)

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم تکلیف شرعی کے مشخص ہونے اور ہدف (قتل کا معمر حل کرنا) تک پہنچنے کی خاطر گائے کے جواں سال ہونے کو کافی نہ سمجھتی تھی۔ فافعلوا ما تؤمرون۔ قالوا ادع لنا ربك يبين لنا مالوها

جملہ "فافعلوا ما تؤمرون" سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ تمہاری ذمہ داری اس سے زیادہ نہیں کہ جواں سال گائے ذبح کرو اس کے باوجود انہوں نے گائے کا رنگ اور دیگر خصوصیات کے بارے میں سوال کیا جو اس معنی کی طرف اشارہ ہے: اس طرح کی گائے (صرف جواں سال ہونا) ذبح کرنا قتل کے معمر کو حل نہیں کر سکتا۔

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے آپ علیہ السلام سے تقاضا کیا کہ جو گائے ذبح ہونی چاہیئے اس کا رنگ اللہ تعالیٰ سے پوچھ کے بتائیں۔ قالوا ادع لنا ربك يبين لنا مالوها

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم جس گائے کو ذبح کرنے پر مامور ہوئی اس کا رنگ گہرا پیلا اور فرحت بخش ہونا چاہیئے تھا۔ انھا بقرة صفراء فاقع لونها تسر الناظرين "فاقع" کا معنی گہرا، خالص اور روشن ہے "تسر" مسرت بخش ہو۔ اسکی ضمیر "بقرة" کی طرف لوٹتی ہے گویا گائے ایسی ہونی چاہیئے کہ دیکھنے والوں کے لئے خوشی و مسرت کا باعث ہو۔ "صفراء" سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ مسرت بخش ہونے میں رنگ بھی دخیل ہے۔ یعنی مراد یہ ہے "تسر بلونها الناظرين" پس گائے بھی خوبصورت ہو اور اس کا رنگ بھی۔

۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس امر پر تاکید فرمائی کہ ذبح ہونے والی گائے کی خصوصیات اللہ تعالیٰ کی جانب سے معین کی گئی ہیں نہ کہ آپ علیہ السلام کی طرف سے۔ قال انه يقول

۵۔ گہرے پیلے رنگ والی گائے لوگوں کے لئے جاذب نظر ہوگی اور مسرت بخش ہوگی۔ * انھا بقرة صفراء فاقع لونها تسر الناظرين یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ جملہ "تسر الناظرين"

قید تو ضیحی ہونہ کہ احترازی۔

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ ﷺ: ۲; بنی اسرائیل کی تاریخ ۱، ۲; بنی اسرائیل کے مطالبات ۲; بنی اسرائیل کی گائے کا رنگ ۲، ۳; بنی اسرائیل کی گائے کی خصوصیات ۱، ۳

ترغیب: ترغیب کے اسباب ۵

حضرت موسیٰ ﷺ: حضرت موسیٰ ﷺ کا واقعہ ۲

رنگ: پیلا رنگ ۳، ۵

سرور: سرور کے اسباب ۵

قتل: ذبح شدہ گائے سے قتل کا منکشف ہونا ۱

گائے: پیلے رنگ کی گائے ۵

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهُ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿٧٠﴾

ان لوگوں نے کہا کہ ایسی تو بہت سی گائیں ہیں اب کونسی ذبح کریں اسے بیان کیا جائے ہم انشاء اللہ تلاش کر لیں گے (۷۰)

۱۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم نے مذکورہ گائے کے رنگ اور عمر کی خصوصیات کو کافی نہ سمجھتے ہوئے اسکی مزید خصوصیات کی توضیح مانگی۔ قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما هي

۲۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کو یہ یقین تھا کہ ذبح اور معمر قتل کے حل والی گائے کی خصوصیات بے نظیر ہونی چاہئیں۔ ان البقر تشابه علينا "تشابہ" یعنی مثل یا مشابہ ہونا۔ چونکہ "علی" کے ساتھ متعدی ہوا ہے اس لئے اس میں اشتباہ و التباس کا معنی پایا جاتا ہے۔ بنا بریں "ان البقر..." کا معنی یہ ہوا کہ جس گائے کی خصوصیات پیلا ہونا اور جواں سال ہونا بیان ہوئی ہے اسکے مصادیق بہت سے ہیں اور یہ امر اس بات کا موجب ہے کہ ہم کون سی گائے کا انتخاب کریں۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کا یہ جملہ حکایت کرتا ہے کہ ان کا خیال تھا کہ ذبح کے لئے مورد نظر گائے کی اس طرح تعریف و تشریح ہو کہ اس جیسی گائے بس ایک ہی ہو۔

۳۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم نے ذبح ہونے والی گائے کے انتخاب میں حیرت و پریشانی کو اپنے سوالات کے تکرار اور زیادہ توضیح و تشریح کی دلیل قرار دیا۔ قال ادع لنا ربك ... ان البقر تشابه علينا جملة "ان البقر..." ما قبل جملة کی تعلیل ہے اس میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم یہ بتانے کے درپے تھی کہ ان کے بار بار کے سوالات اس لئے ہیں کہ معاملہ ان کے لئے مشتبہ ہو گیا ہے اور وہ لوگ حیرت و پریشانی سے نکلنا چاہتے ہیں نہ یہ کہ بہانے بنا رہے ہیں اور ذمہ داری سے فرار کرنا چاہتے ہیں۔

۳۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم آخری سوال سے گائے کے معین ہونے اور حیرت و پریشانی سے نکلنے کے لئے پر امید تھے۔ انا ان شاء الله لمهتدون "مہتدون"، "اہتدائی" سے اسم فاعل ہے اور اس کا معنی ہے ہدایت یافتہ اس کا متعلق وہی گائے ہے جسے ذبح کرنا ہے۔

۵۔ ذبح ہونے والی گائے ملنے کیلئے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم کا اعتماد مشیت الہی پر تھا۔ و انا ان شاء الله لمهتدون
۶۔ انسانوں کا ہدایت پانا اور حیرت و سرگردانی سے نکلنا اللہ تعالیٰ کے اختیار اور اس کی مشیت سے ممکن ہے۔
و انا ان شاء الله لمهتدون

۷۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم کو اس پر یقین تھا کہ انسان کی ہدایت مشیت الہی اور خداوند متعال کے چاہنے سے وابستہ ہے۔ و انا ان شاء الله لمهتدون

۸۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم کو بارگاہ رب العزت سے آپ (علیہ السلام) کی دعاؤں کی قبولیت اور اپنے مطالبوں کے پورا ہونے کا اطمینان تھا۔ قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما هي ... ادع لنا ربك يبين لنا مالونها ... ادع لنا ربك يبين لنا ما هي "یبین" اس آیت میں اور ما قبل آیات میں شرط مقدر سے مجزوم ہے۔ کلام کی تقدیریوں ہے "ادع لنا ربك یبین لنا ان تدع الله یبین" خدا سے چاہو کہ ہمارے لئے بیان کرے اگر تم خدا سے چاہو گے تو بیان فرمائے گا "مذکورہ بالا مفہوم اس معنی (اگر تم خدا سے چاہو گے تو بیان فرمائے گا) کی بنا پر ہے۔

۹۔ پیامبر گرامی اسلام (ص) سے روایت ہے "انهم امروا بادنئ بقرة و لكنهم لما شدوا على أنفسهم شدد الله عليهم و ایم الله لو لم

يَسْتَنْوَا مَا بَيْنَتْ لَهُم اِلَى آخِرِ الْاَبَد... (۱)

بنی اسرائیل کو کمترین گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن انہوں نے خود اپنے لئے سختی کا انتخاب کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی شدت اختیار فرمائی اور خدا کی قسم اگر وہ لوگ "انشاء اللہ" نہ کہتے تو ان کے لئے گائے کی خصوصیات قیامت تک بیان نہ ہو پاتیں۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے مختص امور ۶؛ مشیت الہی ۵، ۶، ۷

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کا اعتماد ۵؛ بنی اسرائیل اور مشیت الہی ۵؛ بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ ﷺ ۸؛ بنی اسرائیل کا نکتہ نظر ۲؛ بنی اسرائیل کے سوالات ۳؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱، ۳، ۳؛ بنی اسرائیل کی حیرت ۳، ۳؛ بنی اسرائیل کے مطالبات ۱؛ بنی اسرائیل کی گائے کی خصوصیات ۹، ۲، ۱؛ بنی اسرائیل کا عقیدہ ۸، ۷، ۵؛ بنی اسرائیل کے سوالات کا فلسفہ ۳؛ بنی اسرائیل کی گائے کا واقعہ ۹؛ بنی اسرائیل کی گائے ۵، ۳، ۳

حضرت موسیٰ ﷺ: حضرت موسیٰ ﷺ کی دعا کا مستجاب ہونا ۸

حیرت و سرگردانی: حیرت سے نجات ۶

روایت: ۹ قاتل: قاتل کی ہویت منکشف ہونے کی کیفیت ۲

قتل: ذبح شدہ گائے سے قتل کا منکشف ہونا ۲

ہدایت: ہدایت کا سرچشمہ ۷، ۶

(۱) مجمع البیان ج/ ۱ ص ۲۷۴، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۸۹ ح ۲۴۳۔

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولَ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِئَةَ فِيهَا قَالُوا آلَانِ جِئْتَ بِالْحَقِّ
فَذَبْحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧١﴾

حکم ہوا کہ ایسی گائے جو کاروباری نہ ہو نہ زمین جو تے نہ کھیٹنے کی ایسی صاف ستھری کہ اس میں کوئی دھبہ بھی نہ ہو ان لوگوں نے کہا کہ اب آپ نے ٹھیک بیان کیا ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے ذبح کر دیا حالانکہ وہ ایسا کمرنے والے نہیں تھے (۷۱)

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو جو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا اس کی خصوصیات میں سے تھا کہ اسے ہل چلانے کے لئے رام نہ کیا گیا ہو اور نہ ہی اس سے آبیاری کا کام لیا گیا ہو۔ قال انه يقول انها بقرة لا ذلول تثير الارض و لا تسقى الحرث

"ذلول" کا معنی ہے مطیع یا رام کرنا۔ تھیر کا مصدر "اثارة" ہے جس کا معنی ہے تہہ و بالا کرنا اور اس سے مراد زمین پر گائے کے ذریعے ہل چلا کر اس کو تہہ و بالا کرنا۔

۲۔ جس گائے کے ذبح کرنے کا حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو دیا گیا وہ سالم، بے عیب، اس کی جلد میں کسی طرح کا کوئی نقطہ نہ ہو اور اس کے رنگ اور بدن پر کوئی لکیر وغیرہ نہیں ہونی چاہئے تھی۔ مُسَلَّمَةٌ لَا شِئَةَ فِيهَا "مسلمۃ" یعنی سالم اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر طرح کے عیب سے پاک ہو۔ "شیتہ" ہر اس رنگ کو کہتے ہیں جو عمومی رنگ سے مختلف ہو پس "لا شیتہ فیہا" یعنی گائے کے رنگ میں کوئی اور رنگ نہ ہو۔ "شیتہ" کا مصدر "وشي" ہے اور اس کے آخر کی "ہائی" واو محذوف کے عوض آئی ہے۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے آخری علامتوں (اس سے ہل نہ چلایا گیا ہو وغیرہ) کو یقین آور اور ذہنی اضطراب کی برطرفی کا ذریعہ سمجھا۔ قالوا آلان جئت بالحق اس جملہ میں "حق" کا معنی ثابت و استوار ہے اسکے مقابلے میں غیر مشخص اور تردید پذیر امر ہے۔ "الحق" میں الف لام استغراق کے لئے ہے یعنی کامل اور پورا حق۔

۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم گائے سے ہل چلانے کا اور آبیاری کا کام لیتی تھی۔ لا ذلول تثير الارض و لا تسقى الحرث

۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے گائے کو تمام خصوصیات کے ساتھ تلاش کر کے ذبح کیا۔ فذبحوها "ہا" کی ضمیر بقرة (مشخص کی گئی گائے) کی طرف لوٹتی ہے۔

۶۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم نے ذبح ہونے والی گائے کی بیان شدہ ابتدائی خصوصیات کو ناکافی جان کر حضرت موسیٰ ﷺ پر اور حقیقت بیان نہ کرنے کا الزام لگایا۔ قالوا الان جئت بالحق حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کا مفہوم کلام یہی ہے (تم نے اب ساری حقیقت بیان کی ہے) بالفاظ دیگر گویا حضرت موسیٰ ﷺ نے پہلے جو خصوصیات بیان کیں اس میں حق کو کامل طور پر بیان نہ کیا۔

۷۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم منظور نظر گائے کی تلاش کے بعد اس کو ذبح کرنے پر تیار نہ تھی۔ و ما کادوا يفعلون "کاد" کا معنی ہے "قرب تھا۔ کہ یہ فعل جب منفی ہوتا ہے تو بعض اوقات کام کے نہ ہونے کی تاکید پر دلالت کرتا ہے اور بعض اوقات انجام پانے پر حکایت کرتا ہے البتہ بے رغبتی اور عدم تمایل کے ساتھ۔ "فذبحوها" کے قرینہ سے "وما کادوا يفعلون" میں دوسرا معنی مراد ہے گویا انہوں نے یہ کام انجام تو دیا لیکن بہت ہی بے رغبتی کے ساتھ۔

۸۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم نے تکلیف شرعی (معمر قتل کو حل کرنے کے لئے گائے ذبح کرنا) کو خواہ مخواہ کے سوالات اور تجسس سے اپنے لئے دشوار و مشکل کر لیا۔ فذبحوها و ما کادوا يفعلون یہ جملہ "وما کادوا يفعلون" قریب تھا کہ انجام نہ دیں "ممکن ہے کام کے دشوار ہونے کی طرف اشارہ ہو اس کا گواہ یہ جملہ "فافعلوا ما تؤمرون" آیت ۶۸ اور دیگر قرائن ہیں۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کے خواہ مخواہ کے سوالات مشکل آفریں بنے اور تکلیف کو انہوں نے اپنے لئے دشوار کر لیا۔

۹۔ احکام اور تکالیف شرعی کے بارے میں وارد ہونے والے اطلاقات اور عموماً حجت ہیں۔ فافعلوا ما تؤمرون ... قالوا الان جئت بالحق جملہ "فافعلوا ما تؤمرون" اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم اگر جو اس سال گائے ذبح کر دیتی اگرچہ اس کا رنگ پیلا نہ ہوتا اور اس طرح دیگر خصوصیات بھی نہ ہوتیں تو تکلیف الہی انجام پا جاتی۔ پس اگر شارع مقدس تکلیف کو مطلق یا عام بیان فرمائے اور قید و شرط بیان نہ فرمائے تو انسانوں کو چاہیئے کہ انہی اطلاقات اور عموماً پر عمل کریں۔

۱۰۔ انسان شارع مقدس کے بیان کردہ حکم سے زیادہ کے مکلف نہیں ہیں۔ فافعلوا ما تؤمرون ... قالوا الان جئت بالحق فذبحوها و ما کادوا يفعلون

۱۱۔ امام صادق ﷺ کا ارشاد ہے۔ "و کان فی بنی اسرائیل رجل له بقرة و کان له ابن باڑ و کان عند ابنه سلعة فجاء قوم يطلبون سلعته و کان مفتاح بيته تحت راس ابيه و کان نائماً ...

فلما انتبه ابوه قال له يا بني ما صنعت في سلعتك قال هي قائمة لم ابعها لان المفتاح كان تحت راسك فكرهت ان انبهك و انغص عليك نومك قال له ابوه قد جعلت هذه البقرة عوضاً عما فاتك من ربح سلعتك و شكر الله لابنه ما فعل بابيه و امر بني اسرائيل ان تذبحوا تلك بقرة قال لهم موسى ان الله يامرکم ان تذبحوا بقرة هي بقره فلان فذهبوا ليشتروها فقال لا ابيعها الا بملء جلدھا ذهباً فذبحوها^(۱)... بنی اسرائیل کے مابین ایک شخص کے پاس گائے تھی اسکا ایک نیک خصلت بیٹا تھا۔ اس بیٹے کے پاس ایک جنس تھی جس کو خریدنے کے لیے کچھ افراد آئے تو چابی اس کے والد کے سرہانے تلے تھی جو سو رہا تھا... والد جب اٹھا تو اس نے بیٹے سے پوچھا تو نے جنس کا کیا کیا؟ تو بیٹے نے جواب دیا کہ جنس ویسے ہی ہے میں نے اسے نہیں بیچا کیونکہ چابی آپ کے سر کے نیچے تھی اور میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کو بیدار کروں اور آپ کی نیند خراب کروں۔ والد نے اس سے کہا وہ منافع جو تو نے ضائع کر دیا ہے اسکے بدلے میں یہ گائے تجھے بخشتا ہوں۔ بیٹے کے والد سے اس نیک سلوک پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ گائے کو ذبح کریں حضرت موسیٰ ﷺ نے ان سے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو"۔... یہ اسی نیک آدمی کی گائے تھی۔ یہ گائے خریدنے کے لئے لوگ اس کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ جب تک اس کی جلد کو سونے سے نہ بھرو اس کو ہرگز نہیں بیچوں گا۔ پس بنی اسرائیل حضرت موسیٰ ﷺ کے پاس آئے تو حضرت موسیٰ ﷺ نے فرمایا کہ اسی گائے کو ذبح کرو اگر چہ اس کی جلد کو سونے سے بھرنا پڑے تو اس طرح بنی اسرائیل اسی گائے کو ذبح کرنے پر مجبور ہوئے..."

۱۲۔ امام رضا ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "...ان الذين امروا قوم موسي عليه السلام بعبادة العجل كانوا خمسة انفس و كانوا اهل بيت ياكلون على خوان واحد ... و هم الذين ذبحوا بقرة التي امر الله عز وجل بذبحها^(۲) جن لوگوں نے حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کو گوسالہ پرستی کی دعوت دی پانچ افراد تھے جو ایک ہی خاندان سے اور ایک دسترخوان پر بیٹھتے تھے... یہ وہی لوگ تھے جن کو خداوند عالم کی طرف سے گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا۔

۱۳۔ یونس بن یعقوب کہتے ہیں "قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ان اهل مکہ یذبحون البقره فی اللبب فما تری فی اکل لحومها ؟ قال فسکت هنیهة ثم قال: قال الله "فذبحوها و ما کادوا یفعلون لا تاكل الا ما ذبحوا من مذبحه"^(۳)

(۱) تفسیر قمی ج/ ۱ ص ۴۹، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۸۸ ح ۲۴۰ (۲) خصال ج/ ۱ ص ۲۹۲ ح ۵۵، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۸۸ ح ۲۳۹ (۳) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۴۷ ح ۶۱ تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۱۱۲ ح ۶۔

میں نے امام صادق ؑ سے عرض کیا اہل مکہ گائے کو اونٹ کی طرح ذبح کرتے ہیں (نحر کرتے ہیں) پس اس کے گوشت کا کیا حکم ہے؟ امام ؑ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انہوں نے گائے کو ذبح کیا اور قریب تھا کہ اس ذمہ داری کو انجام نہ دیں" پس کوئی گوشت نہ کھاؤ مگر یہ کہ شرعی طریقے سے ذبح ہوا ہو۔

آبیاری: گائے سے آبیاری ۳؛ آبیاری کا ذریعہ ۳

احکام: احکام کے اطلاقات کا حجت ہونا ۹؛ احکام کے عمومات کا حجت ہونا ۹

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل میں آبیاری ۳؛ بنی اسرائیل کی بصیرت ۶؛ بنی اسرائیل کے سوالات ۸؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹؛ بنی اسرائیل کا گائے ذبح کرنا ۲، ۵، ۸، ۹؛ بنی اسرائیل کی حیرانگی دور ہونا ۳؛ بنی اسرائیل کی

گائے کی خصوصیات ۱، ۲، ۳، ۶؛ بنی اسرائیل کی گائے کا واقعہ ۱۱، ۱۲، ۱۳؛ بنی اسرائیل کی زراعت ۳؛ بنی اسرائیل کا بچھڑے کی پوجا کرنا ۱۲

تکلیف شرعی: تکلیف شرعی کے سخت و دشوار ہونے کے اسباب ۸؛ تکلیف شرعی کا دائرہ کار ۱۰؛ تکلیف شرعی کا منبع ۱۰

حضرت موسیٰ ؑ: حضرت موسیٰ ؑ پر تہمت ۶؛ حضرت موسیٰ ؑ کا واقعہ ۶

روایت: ۱۱، ۱۲، ۱۳

زراعت: زراعت کے آلات ۳

سوال: بے جا سوالات ۸

گائے: ۸

ہل چلانا: گائے سے ہل چلانا ۳

وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٧٢﴾

اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا اور اس کے قاتل کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے جب کہ خدا اس راز کا واضح کرنے والا ہے جسے تم چھپا رہے تھے (۷۲)

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا ایک فرد قتل ہو گیا تو ہر قبیلہ ایک دوسرے پر الزام دھرنے لگا اس طرح ان میں اختلاف و نزاع پھا ہو گیا۔ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا "ادارء تم" کا معنی ہے تم نے اختلاف و جھگڑا کیا۔ یہ لفظ باب تفاعل میں "تدارء تم" تھا۔ "ادارء تم فیہا" مقتول میں فزع و اختلاف کا معنی یہ ہے کہ ایک دوسرے پر قتل کا الزام لگانا اور اسی مسئلہ پر ایک دوسرے سے جھگڑنا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو قاتل کی پہچان کی خوش خبری دی اور قاتلوں کی ماہیت کو افشا کرنے کی دھمکی دی۔ واللہ مخرج ما كنتم تكتمون "ما كنتم تكتمون" تم نے جو کچھ چھپایا ہے ماقبل جملہ کے قرینہ سے اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ قاتل کو جاننے کے باوجود انہوں نے نہیں بتایا "مخرج" کا مصدر "اخراج" ہے اور تکتمون کے قرینہ سے اس سے مراد آشکارا کرنا ہے۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بعض افراد قاتل کو جانتے

تھے۔ لیکن اس کی ماہیت کو ظاہر کرنے سے انہوں نے پرہیز کیا۔ واللہ مخرج ما كنتم تكتمون

اگرچہ قاتل کو چھپانے کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ساری قوم کو دی گئی ہے لیکن "فادارء تم" کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ قاتل کو پہچانتے تھے لیکن انہوں نے بتانے سے اجتناب کیا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے رازوں سے آگاہ ہے اور ان کو ظاہر کرنے پر قدرت و توانائی رکھتا ہے۔ واللہ مخرج ما كنتم تكتمون

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی دھمکیاں ۲؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۳؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۳

انسان: انسانوں کے راز ۳

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل میں قتل کی بنیاد رکھنے والے کو آشکار کرنا ۲؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۳، ۱؛ بنی اسرائیل کو دھمکی ۲؛ بنی اسرائیل میں قتل کا واقعہ ۱؛ بنی اسرائیل میں قاتل کو چھپایا جانا ۳؛ بنی اسرائیل کا جھگڑا ۱

راز: راز کا افشا ہونا ۳

قاتل: قاتل کی ماہیت کا افشا ہونا ۲، ۳

فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٧٣﴾

تو ہم نے کہا کہ مقتول کو گائے کے ٹکڑے سے مس کر دو خدا اسی طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے کہ شاید تمہیں عقل آجائے (۷۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو حکم دیا کہ ذبح شدہ گائے کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم پر ماریں۔

فقلنا اضربوه ببعضها "اضربوه" کی مفعولی ضمیر "نفساً" کی طرف لوٹتی ہے اور بعضہا کی ضمیر "بقرة" کی طرف پلٹتی ہے۔

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا مقتول، ذبح شدہ گائے کا ایک ٹکڑا لگنے سے زندہ ہو گیا۔ فقلنا اضربوه ببعضها کذلک یحیی اللہ الموتی "کذلک یحیی اللہ الموتی" اسے اسی طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے "یہ عبارت اس جملہ "فقلنا..." کے بعد آنا اس پر دلالت کرتی ہے کہ مقتول زندہ ہو گیا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا فعل علل و اسباب پیدا ہونے سے متحقق یا وقوع پذیر ہوتا ہے۔ فقلنا اضربوه ببعضها

۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے مقتول نے زندہ ہونے کے بعد اپنے قاتل کا تعارف کرایا۔ واللہ مخرج ما کنتم تکتُمون۔ فقلنا اضربوه ببعضها کذلک یحیی اللہ الموتی اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے بعد کہ وہ قاتل کی ماہیت و شخصیت کو افشا کرے گا بنی اسرائیل کے مقتول کے زندہ ہونے کا ذکر ایک محذوف جملہ پر دلالت کرتا ہے یعنی فضربوه بها فصار حیاً و قال ان فلانا قتلنا۔

۵۔ بنی اسرائیل کے مقتول کو زندگی عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل تھا۔ فقلنا اضربوه ببعضها کذلک یحیی اللہ الموتی

بنی اسرائیل کے مقتول کے گائے کا ایک عضو مارنے سے زندہ ہو جانے کے بعد اس حقیقت کا بیان کرنا "اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرتا ہے" اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ مقتول کو زندگی عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے نہ کہ ذبح شدہ گائے کے عضو کا اثر۔

۶۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کا مقتول مذکر تھا۔ فقلنا اضربوه ببعضها یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "اضربوه" میں ضمیر "ہ" مذکر ہے جو "نفسا" کی طرف لوٹتی ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ تمام مردوں کو دوبارہ زندگی عنایت فرمائے گا۔ کذلک یحیی اللہ الموتی

۸۔ مردوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے سہل اور آسان امر ہے۔ کذلک یحیی اللہ الموتی

بنی اسرائیل کے مقتول کو زندہ کرنے میں اور تمام مردوں کو زندہ کرنے میں غالباً جو وجہ شبہاست پائی جاتی ہے وہ سہولت اور آسانی ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس مردے کو آسانی سے زندہ فرمایا باقی سارے مردوں کو بھی زندہ کرے گا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مردوں کے حاضر ہونے کے لئے ان کو اسباب کے ذریعے زندہ فرمائے گا۔ * فقلنا اضربوه

ببعضها کذلک یحیی اللہ الموتی یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ بنی اسرائیل کے مقتول کے زندہ ہونے میں اور باقی مردوں کے قیامت کے روز زندہ ہونے میں وجہ شبہاست پائی جاتی ہو اور وہ اسباب کا استعمال ہے۔

۱۰۔ دنیا میں مردوں کے زندہ ہونے کا امکان پایا جاتا ہے۔ فقلنا اضربوه ببعضها کذلک یحیی اللہ الموتی

۱۱۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم میں سے ایک شخص کا قتل ہونا اور اس کا دوبارہ زندہ ہونا ایک معجزہ ہے اور ایک ایسا واقعہ ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ إذ قتلتم نفسا ... فقلنا اضربوه ببعضها کذلک یحیی اللہ الموتی "اذ" فعل مقدر "اذکروا" کا مفعول ہے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے اپنی قدرت کی نشانیوں کو ہمیشہ اور واضح کر کے بیان فرماتا ہے۔ و یریکم آیاتہ

آیات کا معنی نشانیاں ہیں۔ مردوں کے زندہ کرنے کے ذکر کی مناسبت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مافوق آیت میں آیات سے مراد قیامت یا قدرت خدا کے دلائل و نشانیاں مراد ہیں۔

۱۳۔ انسانوں کو آیات کا مشاہدہ کرانے کے اہداف میں سے ایک یہ ہے کہ انسانوں کو یہ ادراک اور شعور دیا جائے کہ ان آیات پر قدرت و توانائی اور اقتدار و

صلاحیت خداوند متعال کو حاصل ہے۔ یریکم آیاتہ لعلکم تعقلون

۱۳۔ سوچنا اور غور و فکر کرنا اعلیٰ ترین اقدار میں سے ہے۔ یریکم آیاتہ لعلکم تعقلون

یہ جو آیات کو اس ہدف کے لئے پیش کیا گیا ہے کہ بشر میں سوچنے اور غور و فکر کرنے کی زمین ہموار کی جائے اس سے غور و فکر اور تدبیر کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

۱۵۔ بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہونا اور اپنے قاتل کی پہچان کرنا اللہ تعالیٰ کی آیات اور اسکی قدرت و اقتدار کی نشانیوں میں سے ہے۔ فقلنا اضربوه ببعضها كذلك ... یریکم آیاتہ لعلکم تعقلون "آیاتہ" کے مصداق میں سے بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہونا ہے جبکہ آیت کا منظور نظر بھی یہی ہے۔

۱۶۔ قرآن کریم میں واقعات یا داستانوں کے نقل کرنے کا ہدف یہ ہے کہ انسانوں میں تدبیر اور ادراک کی زمین فراہم کی جائے۔ و یریکم آیاتہ لعلکم تعقلون "آیاتہ" سے بعض اوقات مراد خارجی واقعات اور حقائق ہیں جبکہ بعض اوقات منظور نظر ان حقائق کا بیان اور نقل کرنا ہے۔ مذکورہ مفہوم دوسرے احتمال کی بنیاد پر ہے۔ اس احتمال کی بنیاد پر "آیاتہ" کے مصداق میں سے بنی اسرائیل کی گائے کا واقعہ اور ان کے مقتول کے زندہ ہونے کا واقعہ ہے۔

۱۷۔ بزنتی نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ "ان رجلاً من بنی اسرائیل قتل قرابة له ... فقالوا لموسیٰ علیه السلام ان سبط آل فلان قتلوا فلاناً فاخبرنا من قتله؟ قال ایتونی ببقرة ... فاشتروها و اجاؤا بها فامر بذبحها ثم امر ان يضرب الميت بذنبها فلما فعلوا ذلك حی المقتول و قال یا رسول الله ابن عمی قتلنی دون من یدعی علیه قتلی فاعلموا بذلك قاتله..." ^(۱) بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنے قریبیوں میں سے ایک فرد کو قتل کر دیا... بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ فلاں قبیلے کے ایک فرد نے کسی کو قتل کر دیا ہے تو آپ علیہ السلام ہمیں قاتل کی خبر دیں کون ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ایک گائے میرے پاس لاؤ... وہ لوگ گائے خرید کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس گائے کو ذبح کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا گائے کی دم مقتول کو مارو جب انہوں نے یوں کیا تو مردہ زندہ ہو گیا اور عرض کی یا رسول اللہ میرے چچا زاد نے مجھے قتل کیا ہے نہ کہ اس شخص نے جس پر میرے قتل کا الزام لگایا گیا ہے پس اس طرح انہوں نے قاتل کو پہچان لیا۔

آیات الہی: ۱۵ آیات الہی کا پیش کرنا ۱۲; آیات الہی کو بیان کرنا ۱۲; آیات الہی کو پیش کرنے کا فلسفہ ۱۳

ادراک: ادراک کی قدر و قیمت ۱۳؛ ادراک کی زمین فراہم کرنا ۱۶ اقدار: ۱۳

اللہ تعالیٰ: افعال الہی ۱۲، ۹، ۸، ۷، ۵؛ اوامر الہی ۱؛ افعال الہی کا وجود میں آنا ۳؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ۱۵، ۱۳، ۱۲
بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہونا ۱۱، ۵، ۳، ۲، ۱۵؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۲، ۱، ۳، ۱۱، ۱۷؛ بنی اسرائیل کی
گائے کا ذبح ہونا ۱۷؛ بنی اسرائیل میں قتل کا واقعہ ۱۱؛ بنی اسرائیل کی گائے کا واقعہ ۱۷؛ بنی اسرائیل کے مقتول کا ذکر ہونا
۶

تعقل: تعقل کی قدر و قیمت ۱۳؛ تعقل کی زمین فراہم ہونا ۱۶

جرائم: جرائم کے انکشاف کی کیفیت ۱، ۲، ۳

حضرت موسیٰ (ع): حضرت موسیٰ ﷺ کا واقعہ ۱۷

ذکر: تاریخ کا ذکر ۱۱

رجعت (دوبارہ زندہ ہونا): رجعت کا امکان ۱۰

روایت: ۱۷

زندگی: زندگی کا دوبارہ لوٹنا ۷؛ زندگی کا سرچشمہ ۷، ۵

سببیت: سببیت کا نظام ۳

طبعی و فطری عوامل: طبعی و فطری عوامل کی اہمیت ۳

قاتل: قاتل کی شخصیت و ماہیت کے انکشاف کی کیفیت ۱، ۲

قتل: ذبح شدہ گائے سے قتل کا انکشاف ۱

قرآن حکیم: قرآنی قصوں کا فلسفہ ۱۶

قیامت: قیامت میں حشر و نشر یا حاضری ۹

مردے: مردوں کا دنیا میں زندہ کرنا ۱۰؛ مردوں کا زندہ کرنا ۷؛ مردوں کو زندہ کرنے کے اسباب ۹؛ مردوں کا زندہ کرنا سہل اور

آسان ہے ۸

معجزہ: مردوں کے زندہ کرنے کا معجزہ ۱۱

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٧٤﴾

پھر تمہارے دل سخت ہو گئے جیسے پتھریا اس سے بھی کچھ زیادہ سخت کہ پتھروں میں سے تو بعض سے نہریں بھی جاری ہو جاتی ہیں اور بعض شگافتہ ہو جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلاتا ہے اور بعض خوف خدا سے گر پڑتے ہیں۔ لیکن اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے (۷۴)

۱۔ آیات الہی اور بہت سارے معجزات دیکھنے کے باوجود بنی اسرائیل کے دل سخت ہو گئے اور آیات و معارف الہی کے فہم و ادراک سے عاجز ہو گئے۔ لعلکم تعلقون۔ ثم قست قلوبکم من بعد ذلك "قست" کا مصدر "قساوة" ہے اسکا معنی ہے گاڑھا اور سخت ہونا۔ جملہ "لعلکم تعلقون" کا مفہوم یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے دلوں کا سخت ہونا آیات و معارف الہی کے فہم و ادراک کے مقابلے میں ہے۔ "ذلك" ان نعمات اور معجزات کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو پیش کئے اور ان کا ذکر گزشتہ آیات میں ہو چکا ہے۔

۲۔ بنی اسرائیل کے دل سختی اور نفوذناپذیری میں پتھر کی طرح بلکہ اس سے بھی سخت تر ہو گئے۔ فہی کالحجارة او اشد قسوة "حجارة" حجر کی جمع ہے جسکا معنی ہے پتھریا سنگ ریزہ۔

۳۔ بنی اسرائیل کی قساوت قلبی ان کی ضد، ہٹ دھرمی، بہانہ تراشیوں اور نافرمانیوں کا نتیجہ تھی۔ قالوا اتخذنا هزواً... ثم قست قلوبکم

۳۔ بنی اسرائیل کے دل سخت ہونے کی وجہ سے ذرہ برابر معرفت سے بھی محروم و ناتواں ہو گئے۔ ثم قست قلوبکم... فہی کالحجارة او اشد قسوة و ان من الحجارة جملہ "ثم قست..." کا جملہ "یریکم آیاتہ لعلکم تعلقون" سے ارتباط کا تقاضا یہ ہے کہ سختی دل کا مفہوم یہ ہو معارف الہی کے القا کو قبول

نہ کرنا۔ جبکہ اس جملہ "ان من الحجارة..." میں سختی کا مطلب یہ ہو کہ دل میں معارف و حقائق القا نہیں ہو سکتے یعنی قسی القلب پر نہ خارج سے اثر ہوتا ہے اور نہ ہی اندر کوئی چیز القا ہو سکتی ہے۔

۵۔ بعض پتھروں سے پانی کے چشموں کا جاری ہونا دلیل ہے کہ بنی اسرائیل کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہیں۔

او اشد قسوة و ان من الحجارة لما يتفجر منه الانهار "تفجر" کا مصدر "تفجر" ہے جس کا معنی ہے باہر آنا اور جاری ہونا (مجمع البیان) جملہ "ان من الحجارة"، "اشد قسوة" کے لئے دلیل کے طور پر ہے۔ "لما" لام تاکید اور "ما" موصولہ سے مرکب ہے اور اس سے مراد پتھر ہے پس مفہوم یوں ہے "ان من الحجارة لما... بعض پتھروں میں سے یقیناً پتھر ہے کہ جو..."

۶۔ بعض پتھروں میں شگاف پیدا ہونا اور ان سے پانی کا جاری ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ بنی اسرائیل کے دل پتھروں سے زیادہ سخت ہیں۔ و ان منها لما يشقق فيخرج منه الماء "يشقق، يشقق" کا مصدر تشقق ہے جس کا معنی ہے شگاف پیدا ہونا۔ بعض اہل لغت کی رائے ہے کہ "شق" ایسے چھوٹے شگاف کو کہتے ہیں جو زیادہ واضح نہ ہو۔

۷۔ پتھروں کا خوف و خشیت الہی سے گرنا اس بات کی دلیل ہے کہ بنی اسرائیل کے دل پتھروں سے زیادہ سخت ہیں۔ و ان منها لما يهبط من خشية الله "من خشية الله" میں "من" تعلیلیہ ہے۔ "يهبط" کا مصدر ہبوط ہے جس کا معنی ہے گرنا سقوط کرنا۔ بنا بریں جملہ "ان منها..." سے مراد ہے کہ بعض پتھروں میں ایسے پتھر ہیں جو خوف خدا سے گر جاتے ہیں۔

۸۔ عالم مادہ یا جہان طبیعات شعور رکھتا ہے۔ و ان منها لما يهبط من خشية الله

۹۔ عالم طبیعات یا جہان مادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے اور اس کے مقام الوہیت سے آگاہ ہے۔ و ان منها لما يهبط من خشية الله

۱۰۔ عالم طبیعات کا خداوند عالم سے خوف، اس کے عمل اور رد عمل کا سبب ہے۔ و ان منها لما يهبط من خشية الله

۱۱۔ جمادات سے پست تر مرحلے میں انسان کے سقوط اور زوال کا خطرہ موجود ہے۔ و ان من الحجارة لما يتفجر ... و ان منها لما يهبط من خشية الله

۱۲۔ دینی حقائق اور معارف الہی کو درک نہ کرنا اور قبول نہ کرنا قساوت قلبی یا دلوں کے سخت ہونے کی دلیل ہے۔ یریکم آیاتہ لعلکم تعقلون۔ ثم قست قلوبکم من بعد ذلك

۱۳۔ قساوت قلبی یا سخت دلی کے مختلف درجات اور مراحل ہیں۔ فہی كالحجارة او اشد قسوة مذکورہ بالا جملے میں "او" ممکن ہے مختلف اقسام اور انواع کے لئے استعمال ہوا ہو۔ بنابریں یہ جملہ "فہی كالحجارة..." دلالت کرتا ہے کہ کچھ دل تو پتھر کی طرح سخت ہیں اور کچھ پتھر سے بھی سخت تر ہیں۔

۱۴۔ انسان کے دل اور قلب کو خوف و خشیت الہی سے لرزاں بر اندام ہونا چاہیئے اور اسی کی راہ میں چلنا چاہیئے۔
و ان منها لما يهبط من خشية الله

۱۵۔ انسانی قلب کو الہی حقائق و معارف کے ظہور کا ذریعہ اور علم و حکمت کا مقام ہونا چاہیئے۔ ان من الحجارة لما يتفجر منه الانهار و ان منها لما يشقق فيخرج منه الماء

۱۶۔ قلب اگر خیر و برکت کے ظہور کا مرکز اور علم و حکمت کا سرچشمہ ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قلب قساوت و سختی اور کینہ و کدورت سے پاک ہے۔ ثم قست قلوبكم ... فہی كالحجارة او اشد ... و ان من الحجارة لما يتفجر منه الانهار

۱۷۔ اللہ تعالیٰ کے حضور خشوع و خضوع، قلب کی قساوت و کدورت سے سلامتی و پاکیزگی کی دلیل ہے۔ ثم قست قلوبكم ... فہی كالحجارة او اشد ... و ان منها لما يهبط من خشية الله

۱۸۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے تمام تر اعمال و افعال سے آگاہ ہے۔ و ما الله بغافل عما تعملون

۱۹۔ بنی اسرائیل گناہگار اور برے اعمال کے مالک تھے ان کو خداوند متعال کی جانب سے سزاؤں کی دھمکی دی گئی۔
و ما الله بغافل عما تعملون اللہ تعالیٰ گناہگاروں کے اعمال سے آگاہ ہے اس کے بیان کرنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ گناہگاروں کو سزا کی دھمکی دی گئی ہے۔

۲۰۔ گناہگار لوگ اور برے اعمال کے مالک افراد کا اللہ تعالیٰ کی سزاؤں میں مبتلا ہونے کا خطرہ موجود ہے۔
و ما الله بغافل عما تعملون

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی دھمکیاں ۱۹؛ اللہ تعالیٰ کا علم ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۱۹، ۲۰

انسان: انسان کا عمل ۱۸؛ انسان کے زوال کے درجات ۱۱

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کو آیات کا مشاہدہ کرانا؛ بنی

اسرائیل گناہگار ہیں ۱۹؛ بنی اسرائیل کی بہانہ تراشیاں ۳؛ بنی اسرائیل کو دھمکی ۱۹؛ بنی اسرائیل کی نافرمانی ۳؛ بنی اسرائیل کی
قساوت قلبی ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷؛ بنی اسرائیل کی ضد اور ہٹ دھرمی ۳

بہانہ تراشی: بہانہ تراشی کے نتائج ۳

پانی: پانی کا پتھر سے جاری ہونا ۵، ۶

پتھر: پتھروں کا زوال و سقوط ۷؛ پتھروں کا شگافہ ہونا ۶

تشبیہات: پتھر سے تشبیہ ۲

حکمت: حکمت کے نتائج ۱۶؛ حکمت کا مقام ۱۵

خشیت: خشیت کے آثار و نتائج ۱۷؛ خشیت خدا ۱۳، ۱۰، ۷

دین: دین سے منہ موڑنا ۱۲؛ دین کا مقام ۱۵

سزا: سزا کے موجبات ۲۰

شناخت: شناخت کی رکاوٹیں ۳

ضد: ضد کے نتائج ۳

عالم طبیعات: عالم طبیعات کی خدا شناسی ۹؛ عالم طبیعات کی خشیت و خوف ۱۰؛ عالم طبیعات کا شعور ۸، ۹؛ عالم طبیعات

میں تحولات و تغیرات کا سرچشمہ ۱۰

علم: علم کے نتائج ۱۶؛ علم کا مقام ۱۵

عمل: ناپسندیدہ عمل کی سزا و انجام ۲۰

قرآن حکیم: قرآن حکیم کی تشبیہات ۲

قلب: قساوت قلبی کے نتائج ۳؛ خشیت قلب ۱۳؛ قساوت قلبی کے اسباب ۳؛ قساوت قلبی کے درجات ۱۳؛ قساوت

قلب کی نشانیاں ۱۲؛ قلب سلیم کی علامتیں ۱۶، ۱۷؛ قلب کی اہمیت و کردار ۱۵؛

گناہگار: گناہگاروں کی سزا ۱۹، ۲۰؛ گناہگاروں کو تنبیہ ۲۰

نافرمانی: نافرمانی کے نتائج ۳

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

﴿٧٥﴾

مسلمانو! کیا تمہیں امید ہے کہ یہودی تمہاری طرح ایمان لے آئیں گے جب کہان کے اسلاف کا ایک گروہ کلام خدا کو سنکر تحریف کر دیتا تھا حالانکہ سب سمجھتے بھی تھے اور جانتے بھی تھے (۷۵)

۱۔ زمانہ بعثت کے مسلمانوں کو اس دور کے یہودیوں سے توقع اور امید تھی کہ وہ پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کی حقانیت اور ان کے پیروکاروں کی تائید کریں گے۔ اَفَتَطْمَعُونَ ان یومنوا لکم طمع کا معنی ایسی چیز کی طرف نفس کا کشش کرنا ہے جسکو دل چاہے (مفردات راغب) طمع کا معنی امید و رغبت ہے (لسان العرب) "ان یومنوا" میں "لکم" کے قرینہ سے ایمان کے معنی تصدیق و تائید کرنا ہے۔ پس "اَفَتَطْمَعُونَ..." یعنی کیا تمہیں امید ہے کہ جس راہ کا تم نے انتخاب کیا ہے اس کی تائید کریں؟

۲۔ صدر اسلام کے مسلمانوں کی دلہستگی اور امید بنی اسرائیل کے ایمان لانے پر تھی۔ اَفَتَطْمَعُونَ ان یومنوا لکم یہ مفہوم "ان یومنوا لکم" کا لازمہ ہے کیونکہ کسی مکتب کے پیروکاروں کی تصدیق و تائید درحقیقت اس مکتب کی حقانیت کی تصدیق ہے اور بالآخر اس پر ایمان لانا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بنی اسرائیل اور یہودیوں کے ایمان نہ لانے سے آگاہ فرمایا۔ اَفَتَطْمَعُونَ ان یومنوا لکم "اَفَتَطْمَعُونَ" میں ہمزہ استفہام انکار تو نیخی یا تعجبی کے لئے ہے۔ دونوں صورتوں میں اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہودی معاشرہ اور بنی اسرائیل اسلام و قرآن پر ایمان نہ لائیں گے۔

۴۔ بنی اسرائیل اور یہودی معاشرے کی سخت دلی اور قساوت قلبی، ان میں اسلام کی طرف رجحان اور ایمان کو جڑ سے اکھاڑنے والی تھی۔ ثم قست قلوبکم ... اَفَتَطْمَعُونَ ان یومنوا لکم

"اَفَتَطْمَعُونَ" میں حرف "فای" بنی اسرائیل سے ایمان کی امید منقطع ہونے کو انکی قساوت قلبی کا نتیجہ قرار دیتا ہے جیسا کہ اسکا بیان ماقبل آیت میں ہوا ہے یعنی بنی اسرائیل میں قساوت قلبی کے پیدا ہونے سے ان میں ایمان لانے کی امیدیں منقطع ہو گئی ہیں۔

۵۔ کچھ لوگوں نے بنی اسرائیل سے کلام الہی (تورات) سننے اور سمجھنے کے بعد اس میں تحریف کردی۔ و قد کان فریق

منہم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونه من بعد ما عقلوه

آیہ مجیدہ میں "کلام اللہ" سے مراد تورات ہو سکتی ہے اور قرآن کریم بھی ہو سکتا ہے۔ مذکورہ مفہوم پہلے احتمال کی بنا پر ہے

۶۔ بعض بنی اسرائیل نے پیامبر ﷺ خدا کے واسطے کے بغیر کلام الہی کو سنا۔ * و قد کان فریق منهم یسمعون کلام اللہ بعض مفسرین کی رائے کے مطابق "فریق منہم" سے مراد وہ ستر (۷۰) افراد ہیں جن کو حضرت موسیٰ ﷺ نے انتخاب فرمایا تاکہ خود کلام الہی کو سن لیں۔ انہی افراد نے اسی کلام میں تحریف کی۔

۷۔ علمائے یہود نے تورات میں معنوی تحریف کی۔ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ علماء اور ان کے مقابل کا گروہ "امیون" ہے جیسا کہ آیت ۷۸ میں بیان ہوا ہے ان لوگوں کا مذکورہ مسائل سے ربط و مناسبت اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ "فریق منہم" سے مراد بنی اسرائیل کے علماء اور یہودی ہیں "من بعد ما عقلوہ"۔ بعد اس کے کہ کلام خدا کو سمجھ گئے اس میں تحریف کر دی "اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ تحریف سے مراد معنوی تحریف ہے۔

۸۔ علمائے یہود آگاہی و توجہ سے اور جان بوجھ کر کلام الہی میں تحریف کرتے تھے۔ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ و ہم یعلمون یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "یعلمون" کا مفعول کلام خدا میں تحریف ہو یعنی "و ہم یعلمون انہم یحرفونہ" اس میں بعض اور احتمالات بھی بیان کیئے گئے ہیں جن کا ذکر ہوگا۔

۹۔ علمائے یہود کی طرف سے کلام الہی میں تحریف، ان میں فقدان ایمان کی زمین فراہم ہونے کی دلیل ہے۔

أفتطمعون ان یومنوا لکم و قد کان فریق منهم ... من بعد ما عقلوہ جملہ حالیہ "و قد کان ... اس علت کو بیان کر رہا ہے کہ یہودیوں میں ایمان لانے کی امید منفی و منقطع ہے۔

۱۰۔ قرآن کریم میں بنی اسرائیل اور یہودی معاشرے کی داستان کی تشریح کے اہداف میں سے ایک ان کے اسلام پر ایمان نہ لانے کے اسباب و علل کا بیان ہے۔ أفتطمعون ان یومنوا لکم

آیہ مجیدہ جو زیر بحث ہے یہ بنی اسرائیل خصوصاً یہودیوں سے مربوط تاریخی حقائق کا نتیجہ ہے۔ یعنی انہوں نے بہت زیادہ معجزات دیکھنے اور فراواں نعمات حاصل کرنے کے بعد کفر اختیار کیا، پچھڑے کی پوجا کی طرف رغبت اور رجحان اختیار کیا اور حضرت موسیٰ ﷺ کو جہالت اور مذاق اڑانے کی طرف نسبت دی بنا بریں ان سے قرآن پر ایمان لانے کی امید رکھنا ایک بے جا امید ہے۔

۱۱۔ حقائق کی تحریف کرنے والے علماء سے ایمان کی امید رکھنا ایک بے مورد اور بے جا امید ہے۔

أفتطمعون ان يؤمنوا لكم و قد كان ... من بعد ما عقلوه

۱۲۔ کچھ یہودی قرآن (کلام الہی) کو سنتے اور اس کو اچھی طرح سمجھ لیتے تھے پھر اسکے معانی اور مفاہیم میں تحریف کرتے تھے۔ و قد کان فریق منهم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونه من بعد ما عقلوه یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ کلام اللہ سے مراد قرآن ہو

۱۳۔ زمانہ پیامبر اسلام (ص) کے علمائے یہود قرآن کریم کے الہی ہونے کی مکمل آگاہی رکھتے تھے۔ و ہم یعلمون یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "یسمعون کلام اللہ" کے قرینہ سے "یعلمون" کا مفعول ان کے لئے قراءت کیا جانے والا کلام الہی ہو۔ یعنی "وہم یعلمون ان الذی یسمعونہ کلام اللہ"

۱۴۔ یہودی علماء کا اپنے عوام کو اسلام اور پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لانے سے روکنے میں نہایت اہم کردار تھا۔ أفتطمعون ان يؤمنوا لكم و قد کان فریق منهم یہ جملہ "وقد کان..." ممکن ہے علماء یہود کے ایمان کی امید منقطع ہونے کی دلیل ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہود عوام کے ایمان کی امید منقطع ہونے کی دلیل ہو۔ مذکورہ مفہوم دوسرے احتمال کی بنیاد پر ہے یعنی یہودی ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ ان کے علماء حقائق کی تحریف کرنے کے باعث اجازت نہیں دیں گے کہ حقائق جیسے ہیں ویسے ہی عوام تک پہنچ جائیں اور ان میں ایمان کی راہ ہموار ہو۔

۱۵۔ ہر معاشرے کے علمائے، نابغہ اور اہم شخصیات عوامی رجحانات میں بہت اہم کردار کے حامل ہوتے ہیں۔ أفتطمعون ان يؤمنوا لكم و قد کان فریق منهم

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۲

ایمان: اسلام پر ایمان میں رکاوٹ ۱۴؛ ایمان کی راہ میں رکاوٹیں ۳

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کا اسلام سے منہ موڑنا ۳؛ بنی اسرائیل اور کلام الہی کا سننا ۶؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۵؛ بنی اسرائیل کے تحریف کرنے والے ۵؛ اسلام سے بنی اسرائیل کے منہ موڑنے کے دلائل ۱۰؛ بنی اسرائیل کی تاریخ بیان کرنے کا فلسفہ ۱۰؛ بنی اسرائیل کی قساوت قلبی ۳

بے جا توقعات: ۱۱

تحریف: کلام الہی کی تحریف ۸، ۹، ۱۲

تورات: تورات کی تحریف ۵، ۷

ثقافت: ثقافت و تمدن کے بنیادی عوامل ۱۵

رجحانات: اسلام کی طرف رجحان میں رکاوٹیں ۳

علماء: تحریف کرنے والے علماء ۱۱؛ علماء کی اہمیت و کردار ۱۵

علمائے یہود: علمائے یہود کی آگاہی ۱۳؛ علمائے یہود کا تحریف کرنا ۷، ۸، ۹؛ علمائے یہود اور اسلام ۱۳؛ علمائے یہود اور قرآن

۱۳؛ علمائے یہود اور عوام ۱۳؛ علمائے یہود کا کردار ۱۳

قرآن کریم: قرآن کی معنوی تحریف ۱۲؛ قرآن کی تحریف

کرنے والے ۱۲؛ قرآن کریم کا وحی ہونا ۱۳

قلب: قساوت قلبی کے نتائج ۳

مسلمان: صدر اسلام کے مسلمانوں کی آگاہی ۳؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی توقعات ۱؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی

امیدیں ۲؛ صدر اسلام کے مسلمان اور بنی اسرائیل ۲؛ مسلمان اور یہودی ۱

نابغہ افراد یا اہم شخصیات: نابغہ افراد کی معاشرتی اہمیت ۱۵

وحی: عوام اور وحی کا غور سے سننا ۶

یہود: یہودیوں کا اسلام سے منہ موڑنا ۳؛ یہودیوں کی تحریف کا عمل ۱۲؛ یہودیوں کے اسلام سے منہ موڑنے کے دلائل

۱۰؛ یہودیوں کی تاریخ بیان کرنے کا فلسفہ ۱۰؛ یہودیوں کی قساوت قلبی ۳؛ یہود اور قرآن ۱۲

إِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بِعَضُّهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٧٦﴾

یہ یہودی ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے اور آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا تم مسلمانوں کو توریت کے مطالب بتا دو گے کہ وہ اپنے نبی کے اوصاف سے تمہارے اوپر استدلال کریں کیا تمہیں عقل نہیں ہے کہ ایسی حماقت کرو گے (۷۶)

۱۔ یہودی عوام مسلمانوں کے سامنے پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت اور پیامبر (ص) موعود کی آپ (ص) پر تطبیق کا اعتراف کرتے تھے۔ و اذا لقوا الذين آمنوا قالوا آمنا ... قالوا اتحدثونهم بما فتح الله عليكم "اتحدثونهم ... وہ حقائق جو اللہ نے تمہارے اختیار میں دیئے ہیں مسلمانوں کے سامنے کیوں بیان کرتے ہو؟" یہ جملہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ "آمنّا" سے مراد تورات میں پیامبر موعود کی خصوصیات کا بیان اور انکی مطابقت رسول اسلام (ص) کے ساتھ ہے۔ پس "آمنّا" یعنی ہم تصدیق کرتے ہیں کہ محمد (ص) ہی پیامبر موعود ہیں اور بیان شدہ خصوصیات کی تطبیق آپ ﷺ پر ہی ہوتی ہے۔

۲۔ زمانہ بعثت کے یہودی پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کی حقانیت کا اطمینان رکھتے تھے اور پیامبر موعود کی علامتوں کے آپ ﷺ پر انطباق کے قائل تھے۔ و اذا لقوا الذين آمنوا قالوا آمنا ... قالوا اتحدثونهم بما فتح الله "لیحاجوکم بہ ... تاکہ ان حقائق سے خدا کی بارگاہ میں تمہارے خلاف دلائل پیش کریں" یہ عبارت اس مفہوم کو پہنچاتی ہے کہ "ما فتح الله" کا مصداق اسلام اور پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت ہے جو تورات میں بیان ہوئی ہے بنا بریں تمام یہودیوں کو، علماء و عوام ہر دو کو پیامبر اسلام (ص) کی رسالت پر اطمینان تھا۔

۳۔ تورات میں پیامبر اسلام (ص) کی بعثت اور آنحضرت (ص) کی صفات بیان کی گئی تھیں۔ قالوا اتحدثونهم بما فتح الله عليكم

"فتح" کے معانی میں سے مطلع کرنا اور تعلیم دینا بھی ہے پس "ما فتح الله علیکم" یعنی وہ حقائق جن سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں مطلع کیا ہے اور تمہارے اختیار میں قرار دیا ہے۔ تورات چونکہ یہودیوں کے لئے اس طرح کی اطلاعات کا واحد منبع ہے لہذا اس مفہوم کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ زمانہ بعثت کے یہود اسلام کے خلاف سازشیں کرنے کے لئے مخفی نشستیں کرتے تھے۔ و اذا خلا بعضهم الى بعض

۵۔ یہودیوں کے علماء اور قاندین اپنی عوام کو پیامبر موعود کی صفات بیان کرنے اور ان صفات کا پیامبر اسلام (ص) پر انطباق بتانے سے منع کرتے تھے۔ قالوا اتحدثونهم بما فتح الله عليكم "اتحدثونهم" میں استفہام انکار تو نیچی ہے۔

۶۔ علماء یہود نے اپنی عوام کو پیامبر موعود کی صفات بیان کرنے اور ان کی تشہیر کرنے سے روکنے کی توجیہ یہ کی کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہودیوں کے خلاف دلیل نہیں لاسکتے۔ اتحدثونهم بما فتح الله عليكم ليحاجوكم به عند ربكم

۷۔ زمانہ بعثت کے یہود اسلام اور پیامبر اکرم (ص) کی رسالت کی حقانیت کو چھپانے کے درپے تھے۔

اتحدثونهم بما فتح الله عليكم

۸۔ یہودی قاندین پیامبر موعود کی صفات کو بیان کرنے اور ان کی حقانیت کے اعتراف کو بے عقلی اور حماقت جانتے تھے۔ اتحدثونهم ... افلا تعقلون

۹۔ زمانہ بعثت کے یہودی علماء اور قاندین ہٹ دھرم اور حق کو قبول کرنے والے نہ تھے۔ اتحدثونهم بما فتح الله عليكم ... افلا تعقلون

۱۰۔ یہودی علماء و قاندین کی ضد اور حق ناپذیری اس بات کی دلیل تھی کہ مسلمانوں نے جو ان کے ایمان لانے کی امیدیں باندھ رکھی تھیں وہ بے جا تھیں۔ أفتطمعون ان يؤمنوا لكم ... قالوا اتحدثونهم بما فتح الله عليكم

یہ آیہ مجیدہ جملہ حالیہ "وقد كان..." پر عطف ہے یا پھر جملہ "يسمعون..." پر عطف ہے دونوں صورتوں میں "أفتطمعون" کے لئے ایک اور دلیل ہے۔

۱۱۔ یہودی قوم اور معاشرے کے مفادات کا تحفظ ان کے علماء اور قاندین کی نظر میں دینی اعتقادات کے اعتراف و یقین سے زیادہ اہم و برتر مسئلہ تھا۔ قالوا اتحدثونهم بما فتح الله عليكم ... افلا تعقلون

۱۲۔ یہودی علماء اور قاندین دینی حقائق اور الہی معارف کا اعتراف اس صورت میں کہ ان کے قومی مفادات کے لئے ضرر رساں ہو بے جا تصور کرتے اور اسکو حماقت جانتے تھے۔ اتحدثونهم بما فتح الله عليكم ... افلا تعقلون

۱۳۔ یہود قیامت پر، اس دن محاکمہ کئے برقرار ہونے پر اور اس روز انسانوں کے ایک دوسرے کے خلاف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دلیل لانے پر عقیدہ رکھتے تھے۔ اتحدثونہم ... لیحاجوکم بہ عند ربکم

۱۴۔ یہودیوں کا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان رکھنا۔ اتحدثونہم بما فتح اللہ علیکم لیحاجوکم بہ عند ربکم

۱۵۔ یہودیوں کے باطل گمان اور عقائد میں سے تھا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے اسرار اور بھیدوں سے آگاہ نہیں ہے۔ اتحدثونہم بما فتح اللہ علیکم لیحاجوکم بہ عند ربکم

جملہ "اتحدثونہم..." سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ یہودیوں کا خیال تھا اگر انہوں نے اپنے حقائق اور معلومات کو آشکارا کر دیا تو ان کے خلاف دلیل لائی جاسکتی ہے اور اگر ایسا نہ کریں تو ان کے خلاف دلیل نہیں لائی جاسکتی اور نہ ہی انکا مؤاخذہ ہو سکتا ہے۔ مذکورہ بالا مفہوم اسی گمان باطل کی بنا پر ہے۔

۱۶۔ علماء یہود کا اپنے عوام کے کمزور دینی عقائد اور بصیرت سے سوء استفادہ کرنا۔ اتحدثونہم بما فتح اللہ علیکم لیحاجوکم بہ عند ربکم

۱۷۔ امام باقر (ص) سے روایت ہے "انہ قال کان قوم من الیہود لیسوا من المعاندين المتواطئین اذا لقوا المسلمین حدثوہم بما فی التوراة من صفہ محمد (ص) فنہا ہم کبرائئہم عن ذلک و قالوا لا تخبروہم بما فی التوراة من صفہ محمد (ص) فیحاجوکم بہ عند ربکم فنزلت ہذہ الآیۃ" (۱)

یہودیوں کا ایک گروہ جو مسلمانوں سے کینہ و عناد نہ رکھتا تھا جب مسلمانوں سے انکا سامنا ہوتا تو رسول خدا (ص) کی تورات میں بیان شدہ صفات ان کے لئے بیان کرتے۔ اس امر سے یہودیوں کے بڑے باخبر ہوئے تو انہوں نے ان کو منع کیا اور کہا تورات میں محمد (ص) کی جو صفات بیان ہوئیں ہیں ان سے مسلمانوں کو مطلع نہ کرو ورنہ اس ذریعے سے پروردگار کی بارگاہ میں وہ لوگ تمہارے خلاف دلیل لائیں گے پس یہ آیت نازل ہوئی۔

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۸، ۷، ۶، ۳، ۱؛ اسلام کے خلاف سازش ۳

اقرار: پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت کا اقرار ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور جہالت ۱۵

پیامبر اسلام (ص):

پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت ۲ پیامبر اسلام (ص) تورات میں ۳، ۱۷

تورات: تورات کی تعلیمات ۳، ۱۷

روایت: ۱۷

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر عقیدہ ۱۳؛ قیامت پر عقیدہ ۱۳

علمائے یہود: یہودی علماء کی بصیرت ۱۲، ۱۱، ۸، ۶؛ علمائے یہود کا توجیہ کرنا ۶؛ علمائے یہود کی حق ناپذیری ۱۰، ۹؛ علمائے یہود کی توجیہ کرنے کا عمل اور اسکی بنیاد ۶؛ علمائے یہود کا سوء استفادہ ۱۶؛ علمائے یہود اور حماقت ۸، ۱۲؛ علمائے یہود اور حق پر پردہ ڈالنا ۱۲؛ علمائے یہود اور پیامبر اسلام (ص) ۵، ۶، ۸؛ علمائے

یہود اور مسلمان ۶؛ علمائے یہود اور یہودی ۵، ۱۶؛ علمائے یہود کی ہٹ دھرمی ۱۰، ۹؛ علمائے یہود کی نسل پرستی ۱۱

عوام: عوام کی کمزوری سے سوء استفادہ ۱۶

قیامت: قیامت کے دن دلیل و حجت قائم کرنا ۱۳؛ قیامت کے دن مؤاخذہ ۱۳

مسلمان: مسلمان اور علمائے یہود ۱۰

یہود: یہودی عوام کا اقرار ۱؛ یہودیوں کی سازش ۳؛ صدر اسلام کے یہودیوں کی مخفی نشستیں ۳؛ یہودیوں کا عقیدہ ۱۳، ۱۳؛

یہودیوں کا باطل عقیدہ ۱۵؛ یہودی عوام اور پیامبر موعود ۱

أَوَّلًا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿۷۷﴾

کیا تمہیں تہیں معلوم کہ خدا سب کچھ جانتا ہے جس کا یہاں ظہار کر رہے ہیں اور جس کی یہ پردہ پوشیکر رہے ہیں (۷۷)

۱۔ انسان جو کچھ بھی چھپاتا ہے یا ظاہر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ ہے۔ ان اللہ يعلم ما یسرون و ما یعلنون

۲۔ یہود اللہ تعالیٰ کو انسان کے پنہاں امور سے آگاہ و عالم نہ سمجھتے تھے۔ او لا یعلمون ان اللہ یعلم ما یسرون و ما

"اولا یعلمون..." میں استہمام انکار تو نیخی ہے۔ کئے اسلام لانے سے مایوسی ۱۰؛ صدر اسلام کے یہود اور اسلام ۷؛ صدر اسلام کے یہود اور پیامبر موعود ۲؛ صدر اسلام کے یہود اور حق کا چھپانا ۷؛ صدر اسلام کے یہود اور پیامبر اسلام (ص) ۷، ۱۷، ۲؛ یہود اور قومی مفادات کا تحفظ ۱۱، ۱۲؛ یہود اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۱۳؛ یہود اور اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۱۵؛ یہود اور حق کا چھپانا ۱۷

۳۔ اللہ تعالیٰ کا یہودیوں کو توبیخ و سرزنش کرنا اسلئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم کو محدود خیال کرتے تھے۔
او لا یعلمون ان اللہ یعلم ما یسرون و ما یعلنون

۳۔ آشکارا اور محسوس امور کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے علم کو محدود جاننا ایک باطل خیال ہے اور اس کا عقیدہ رکھنے والے توبیخ و سرزنش کے سزاوار ہیں۔ او لا یعلمون ان اللہ یعلم ما یسرون و ما یعلنون
۵۔ یہود اللہ تعالیٰ اور اسکی صفات کی ضروری و لازمی معرفت و شناخت نہ رکھتے تھے۔ او لا یعلمون ان اللہ یعلم ما یسرون و ما یعلنون

۶۔ اللہ تعالیٰ کے لامحدود علم اور انسان کے آشکار اور پنہاں امور کے بارے میں اس کی آگاہی پر یقین رکھنا خطاؤں اور لغزشوں سے بچاتا ہے۔ او لا یعلمون ان اللہ یعلم ما یسرون و ما یعلنون
یہ جملہ "اتحدثوہم... لیحاجوکم" اس مفہوم کی طرف اشارہ ہے کہ یہودیوں کا باطل خیال (اللہ تعالیٰ کے بارے میں محدود علم کا عقیدہ) ان کو مخفی گناہوں اور لغزشوں کے بارے میں لاپرواہ کر دیتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ کے مطلق (لامحدود) علم کا ذکر کرنا اس باطل خیال کو رد کرنا ہے اس طرح کہ: خطاؤں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی تمام پہلوؤں سے آگاہی کے یقین اور توجہ سے انسان لغزشوں سے باز آجائیں، وہ مخفی ہوں یا آشکارا۔

انسان: انسان کا راز ۱

ایمان: ایمان کے نتائج ۶؛ اللہ تعالیٰ کے علم پر ایمان ۶؛ ایمان کے متعلقات ۶

جہان بینی (نظریہ کائنات): جہان بینی اور آئیڈیالوجی ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور جہالت ۳؛ اللہ تعالیٰ کی سرزنشیں ۳، ۳؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۱

خطا: خطا کی رکاوٹیں ۶

عقیدہ: باطل عقیدہ ۳
لغزش: لغزش کے موانع ۶

وَمِنْهُمْ أُمِّيُونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٧٨﴾

ان یہودیوں میں کچھ ایسے جاہل بھی ہیں جو توریت کو یاد کئے ہوئے ہیں اور اس کے بارے میں سوائے امیدوں کے کچھ نہیں جانتے ہیں حالانکہ یہ ان کا فقط خیال خام ہے (۷۸)

۱۔ زمانہ بعثت کا یہودی معاشرہ، عنادر کھنے والے علماء اور جاہل عوام پر مشتمل تھا۔ و قد کان فریق منهم ... و منهم امیون لا یعلمون الكتاب الا امانی

آیت نمبر ۷۵ میں گزر گیا ہے کہ "فریق منهم" سے مراد (جیسا کہ ان کی صفات بیان کی گئی ہیں) یہودی علماء ہیں۔

۲۔ یہودی عوام ان پڑھ تھے یعنی نہ پڑھنا جانتے تھے اور نہ ہی انہوں نے لکھنا سیکھا تھا۔ و منهم امیون

"امی" کی جمع "امیون" ہے امی اسکو کہتے ہیں

یہود: یہودیوں کی ناقص خدا شناسی ۵؛ یہودیوں کی سرزنش ۳؛ یہودیوں کا عقیدہ ۵، ۳، ۲؛ یہود اور خدا کا علم ۳؛ یہود اور اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۲ جو لکھنا نہ جانتا ہوتا ہم بعض اہل لغت نے نہ پڑھنے کی قید بھی اسکے معنی میں لگائی ہے۔

۳۔ یہودی عوام اپنی آسمانی کتاب کے نفس کلام اور مفہوم سے نا آگاہ تھے۔ لا یعلمون الكتاب

۴۔ یہودی عوام توہمات اور تورات کی طرف نسبت دینے لگے (جھوٹے) امور کو آسمانی کتاب کے طور پر اور احکام الہی

کی حیثیت سے قبول کر چکے تھے۔ لا یعلمون الكتاب الا امانی

"انیہ" کی جمع "امانی" ہے جسکا معنی ہے باطل خیال اور گھڑا ہوا جھوٹ۔ جملے میں استثنا "استثنائے منقطع" ہے۔ بنا بریں "لا یعلمون..." یعنی یہودی عوام تورات کی حقیقت اور نفس کلام سے آگاہی نہ رکھتے تھے بلکہ باطل خیالات، توہمات اور جھوٹے مطالب کو آسمانی کتاب سمجھتے تھے۔

۵۔ یہودی عوام کے دینی افکار کی بنیاد حدسیات اور گمان تھے۔ ان ہم الا یظنون

۶۔ یہودی عوام کی ناخواندگی اور تورات سے عدم آگاہی ان دلائل میں سے تھے کہ جن کی بنا پر ان سے ایمان کی توقع بے جا تھی۔ اَفْتَطْمَعُونَ اِنْ یُؤْمِنُوا لَکُمْ ... و مِنْهُمْ اَمِیُونَ لَا یَعْلَمُونَ الْکِتَابَ الْاِمْاَنِی جملہ "منہم امیون" آیت ۷۵ کے اس جملہ "قد کان فریق..." پر عطف ہے۔ بنا بریں مورد بحث آیت بھی "اَفْتَطْمَعُونَ..." کے لئے علت ہے۔

۷۔ باطل خیالات کو آسمانی کتاب کے حقیقی مفاہیم کی جگہ قبول کرنا اور دینی عقائد و افکار میں حدسیات اور گمان کو بنیاد قرار دینا ان دلائل میں سے تھے کہ جن کی بنا پر ان سے ایمان کی توقع رکھنا بے جا تھا۔ اَفْتَطْمَعُونَ اِنْ یُؤْمِنُوا لَکُمْ ... و مِنْهُمْ اَمِیُونَ ... ان ہم الا یظنون

۸۔ آسمانی کتابوں کے نفس کلام اور حقیقی مفاہیم کا حصول سب انسانوں کی ذمہ داری ہے۔ منہم امیون لا یعلمون الْکِتَابَ آیہ مجیدہ کالب و لہجہ گویا ان لوگوں کی سرزنش ہے جو آسمانی کتاب کے حقیقی مفاہیم سے مطلع نہیں ہیں۔

۹۔ آسمانی کتابوں کے مفاہیم کی شناخت کے لئے حدسیات اور گمان کو بنیاد قرار دینا بے جا اور بے اعتبار روش ہے۔ لَا یَعْلَمُونَ الْکِتَابَ الْاِمْاَنِی و ان ہم الا یظنون

۱۰۔ آسمانی کتابوں کے معارف اور نفس کلام باطل و خام خیالات سے خالی ہیں۔ لَا یَعْلَمُونَ الْکِتَابَ الْاِمْاَنِی

۱۱۔ آسمانی کتابوں کی تفسیر حدسیات اور گمان کے ذریعے کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ لَا یَعْلَمُونَ الْکِتَابَ الْاِمْاَنِی و ان ہم الا یظنون

۱۲۔ عامۃ الناس میں حقیقی ایمان کی زمین فراہم کرنے کی بنیادی شرط دینی مسائل کے بارے میں خیالات و توہمات کو دور پھینکنا ہے۔ اَفْتَطْمَعُونَ اِنْ یُؤْمِنُوا لَکُمْ ... و مِنْهُمْ اَمِیُونَ لَا یَعْلَمُونَ الْکِتَابَ الْاِمْاَنِی

مذکورہ بالا جملے (اَفْتَطْمَعُونَ...) یہ معنی و مفہوم رکھتے ہیں کہ جب تک لوگ باطل خیالات کو ہی دینی مسائل سمجھتے رہیں اور اسی پر مست رہیں تو ان سے ایمان کی توقع کرنا بے جا ہے۔ پس ان آیات میں یہ مفہوم اور نکتہ موجود ہے کہ اسلام و قرآن کی دعوت دینے والوں کو کوشش کرنی چاہیئے

کہ عوام سے باطل خیالات کو اکھاڑ پھینکیں تاکہ ان میں ایمان کی راہیں فراہم ہو سکے۔

۱۳۔ دینی حقائق تک پہنچنے کے لئے لوگوں کو حدسیات اور گمان سے روکنا ان میں ایمان کا راستہ ہموار کرنے کی بنیادی

شرط ہے۔ اَفْتَطْمَعُونَ اِنْ يُّؤْمِنُوا لَكُمْ ... اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّونَ

یہ جملہ "ان ہم الا یظنون" بھی ماقبل جملوں کی طرح یہودیوں کے ایمان نہ لانے کے علل و اسباب بیان کر رہا ہے۔ پس یہ جملہ اس مفہوم کو پہنچا رہا ہے کہ جب تک لوگ دینی حقائق تک پہنچنے کے لئے حدسیات اور گمان پر عمل پیرا رہیں گے ان سے ایمان کی توقع کرنا بے جا ہے۔ یہ دعوت دینے والوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کو اس روش سے باز رکھیں تاکہ ان میں حقیقی ایمان کی بنیادیں فراہم ہو جائیں۔

انسان: انسانوں کی ذمہ داری ۸

ایمان: ایمان کی راہیں ہموار کرنا ۱۲، ۱۳

بے جا توقعات: ۷، ۶

تفسیر بالرائے: تفسیر بالرائے سے اجتناب ۱۱

تورات: تورات پر جھوٹ باندھنا ۳؛ تورات کی تعلیمات سے جہالت ۳

دین: دین سے شبہات دور کرنے کی اہمیت ۱۲؛ دین کی حفاظت ۱۲

شناخت: شناخت میں گمان اور ظن ۹

عقیدہ: عقیدہ میں گمان ۱۳، ۷

علمائے یہود: علمائے یہود کی دشمنی ۱

کتب سماوی: کتب سماوی کی تعلیمات ۱۰؛ کتب سماوی کی تفسیر ۱۱؛ کتب سماوی کا پاک و مبرا ہونا ۱۰؛ کتب سماوی

کے فہم و ادراک کی روش ۹؛ کتب سماوی کا فہم و ادراک ۸

یہود: یہودی عوام کی ناخواندگی ۶، ۲؛ یہودی عوام کی جہالت ۶، ۳؛ یہودی عوام کا خیال پرداز ہونا ۵، ۷؛ یہودی معاشرے

کے طبقات ۱؛ یہودی عوام کا عقیدہ ۷، ۶، ۵، ۳؛ یہودی عوام اور تورات ۶، ۳، ۳؛ یہودی عوام اور آسمانی

کتابیں ۳؛ صدر اسلام کے یہود ۱

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ
أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ﴿٧٩﴾

وائے ہوان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھ کر یہ کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اسے تھوڑے دام میں بیچ لیں۔ ان کے لئے اس تحریر پر بھی عذاب ہے اور اس کی کمائی پر بھی (۷۹)

۱۔ مختلف افکار و نظریات کو اللہ کی کتاب اور دینی قوانین کا عنوان دے کر لکھنا جرم، گناہ کبیرہ اور عذاب الہی کا باعث ہے۔ فویل للذین یکتبون ... فویل لہم مما کتبت ایدیہم

"ویل" وہ لفظ ہے کہ انسان جب عذاب میں مبتلا ہوتا ہے تو زبان پر جاری کرتا ہے۔ بنا بریں "فویل للذین..." سے مراد بدعت ایجاد کرنے والوں کا عذاب میں مبتلا ہونا ہے۔

۲۔ مختلف افکار و نظریات کو آسمانی کتاب یا فرامین الہی کا عنوان دے کر نشر و اشاعت کرنا حرام، گناہ کبیرہ اور عذاب الہی کا موجب ہے۔ فویل للذین ... ثم یقولون هذا من عند الله

۳۔ اپنے ذاتی نظریات اور افکار کو آسمانی کتاب کا عنوان دے کر نشر و اشاعت کرنا تحریر کرنے کی نسبت شدید طور پر حرام ہے۔ ثم یقولون هذا من عند الله یہ جملہ "فویل للذین..." اپنی خیال بافیوں کو آسمانی کتاب کا عنوان دے کر لکھنے کی حرمت کو بیان کر رہا ہے جبکہ جملہ "یقولون..." اس کی نشر و اشاعت کی حرمت کو بیان کر رہا ہے۔ دوسرا جملہ جو "ثم" کے ساتھ بیان ہوا ہے یہاں تراخی رتبہ کے لئے ہے نہ کہ تراخی زمانی کے لئے اور یہ اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ ان امور کی نشر و اشاعت لکھنے کی نسبت زیادہ شدید طور پر حرام ہے۔

۳۔ عامۃ الناس کا دین اور آسمانی کتابوں کے بارے میں خیال بافیوں کا شکار ہونا علمائے سوء کے کردار اور تحریف کے عمل کا نتیجہ ہے۔ و منهم امیون ... فویل للذین یکتبون الكتاب بایدیہم

ما قبل آیت جو لوگوں کی آسمانی کتاب کے بارے میں جہالت کے عنوان سے تھی اس پر جملہ "فویل للذین..." کی تفریع گویا یہ معنی دے رہی ہے کہ بد کردار اور تحریف کرنے والے علماء کا عوام کی جہالت اور خرافات کی طرف رجحانات

میں بہت اہم کردار ہے۔

۵۔ کچھ یہودی علماء عوام کے سامنے اپنی خیال بافیوں اور خرافات کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنے والے حقائق (معارف اور احکام وغیرہ) کے طور پر پیش کرتے تھے۔ فویل للذین یکتبون الكتاب بایدیہم ثم یقولون هذا من عند اللہ "باید ہم۔ اپنے ہاتھوں سے" سے یہ جملہ اس بات پر تاکید ہے کہ علمائے یہود کتاب الہی کے عنوان سے جو کچھ لکھتے تھے وہ ان کی اپنی انشاء پر دازیاں ہوتی تھیں۔ ان جملوں کی طرح "یقولون بافواہم" اور "نظر تہ بعینی" وغیرہ وغیرہ...
۶۔ علمائے یہود کا اپنے خود ساختہ افکار و نظریات کو آسمانی کتاب کے طور پر پیش کرنے کا مقصد دنیاوی متاع (مال، ریاست، جاہ و جلال وغیرہ) کا حصول تھا۔ لیشتروا بہ ثمنًا قلیلًا

۷۔ یہودی عوام اپنے علماء کی تحریفات اور بدعتوں کے خریدار تھے۔ لیشتروا بہ ثمنًا قلیلًا

۸۔ بعض یہودی علماء دین بنانے والے اور بدعت ایجاد کرنے والے افراد تھے۔ فویل للذین یکتبون الكتاب بایدیہم
۹۔ دین ساز اور بدعت ایجاد کرنے والے یہودی علماء عذاب الہی سے دوچار ہوں گے۔ فویل للذین یکتبون الكتاب
... فویل لہم مما کتبت ایدیہم

۱۰۔ تحریف کرنے والے اور بدعت ایجاد کرنے والے یہودی علماء اپنے عوام کی گمراہی کی راہیں ہموار کرنے والے تھے۔ ثم یقولون هذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنًا قلیلًا

۱۱۔ دین سازی اور بدعتوں سے حاصل ہونے والی درآمد صرام اور عذاب الہی کا موجب ہے۔ وویل لہم مما یکسبون "مما یکسبون" میں موجود "ما" موصولہ ممکن ہے اس درآمد کی طرف اشارہ ہو جس کا ذکر اس عبارت میں ہے "لیشتروا بہ ثمنًا قلیلًا" اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مطلقاً ناپسندیدہ اعمال و کردار مراد ہو، مذکورہ بالا مفہوم پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

۱۲۔ بدعتیں ایجاد کر کے یا دین سازی کے عمل سے جتنی بھی کمائی حاصل کی جائے اور جس قدر بھی زیادہ ہو انتہائی ناچیز اور بے قیمت ہے۔ لیشتروا بہ ثمنًا قلیلًا ظاہر یہ ہے کہ "قلیلًا"، "ثمنًا" کے لئے تو ضیحی صفت ہے پس ثمنًا قلیلًا کا معنی یہ ہے کہ یہ قیمت جو دین سازی کے مقابل حاصل کی جائے ناچیز ہے اگرچہ ظاہراً یہ قیمت بہت زیادہ ہی ہو۔

۱۳۔ بدعت ایجاد کرنے والوں اور دین ساز افراد کے لئے محرک اور ترغیب، مادی اور دنیاوی مفادات کی

کشش ہے۔ لیشتروا به ثمنًا قليلاً

۱۳۔ حرام کاموں کے مقابل حاصل ہونے والی کمائی یا اموال حرام ہیں۔ و ویل لهم مما یکسبون

۱۵۔ زمانہ بعثت میں کتاب اور کتابت کا فن موجود تھا۔ یکتبون الكتاب بایديهم

۱۶۔ و قيل کتابتہم بایديہم انہم عمدوا الی التوراة و حرفوا صفة النبی (ص) لیوقعوا الشک بذلك للمستضعفين من اليهود و هو المروى عن ابی جعفر علیہ السلام... (۱) امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ "علمائے یہود نے اپنے ہاتھوں سے جان بوجھ کر تورات میں پیامبر (ص) کی لکھی ہوئی صفات کو بدل ڈالا تاکہ اس طرح یہودیوں میں سے (جو فکری طور پر) مستضعف تھے ان افراد کو شک میں ڈال دیں۔

۱۷۔ پیامبر اسلام (ص) سے "فویل لهم مما کتبت ایدیہم" کے بارے میں روایت ہے آپ (ص) نے ارشاد فرمایا "الویل جبل فی النار وهو الذی انزل فی اليهود لانہم حرفوا التوراة زادوا فیہا ما احبوا و محوا منها ما یکرہون و محوا اسم محمد (ص) من التوراة" (۲) "ویل" جہنم میں ایک پہاڑ ہے جو (قرآن کی آیتوں میں) یہودیوں کے لئے نازل ہوا ہے کیونکہ انہوں نے تورات میں ایسے تحریف کی کہ جو چاہا اضافہ کیا اور جس کو ناپسند کیا اس کو مٹا دیا اور انہوں نے تورات میں سے محمد (ص) کے نام کو مٹا دیا۔

احکام: ۱۳، ۱۱، ۳، ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱، ۲، ۹

بدعت: بدعت کے نتائج ۱، ۲؛ بدعت کا جرم ۱؛ بدعت کا حرام ہونا ۲، ۳؛ بدعت کا عذاب ۱، ۲؛ بدعت کا گناہ ۱، ۲

بدعت ایجاد کرنے والے: بدعت ایجاد کرنے والوں کی دنیا طلبی ۱۳

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) تورات میں ۱۵، ۱۶

تحریف: تحریف کے نتائج ۳

تورات: تورات میں تحریف ۱۵؛ تورات کی تعلیمات ۱۶

(۱) مجمع البیان ج/ ۱ ص ۲۹۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۹۳ ح ۲۵۶۔

(۲) الدر المنثور ج/ ۱ ص ۲۰۱۔

جہنم: جہنم کا ویل ۱۷

دنیا طلبی: دنیا طلبی کے نتائج ۶، ۱۳

دین: دین کو پہنچنے والے آسیب کی شناخت ۳; دین کے بارے میں لوگوں کی خیال بافیاں ۳

دین ساز افراد: ۵، ۶، ۸، ۹

دین سازی: دین سازی کا جرم ۱; دین سازی کا حرام ہونا ۳; دین سازی کا گناہ ۲

روایت: ۱۶، ۱۷

عذاب: اہل عذاب ۹; عذاب کے موجبات ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۳

علماء: برے اور بدکار علماء کا بنیادی کردار ۳

کتاب: کتاب کی تاریخ ۱۵

کتابت: صدر اسلام میں کتابت ۱۵

کسب (کمائی): بدعت کے ذریعے کسب کرنا ۱۱، ۱۲; دین سازی کے ذریعے کسب کرنا ۱۱، ۱۲; محرمات کے ذریعے کسب

کرنا ۱۳; بے قیمت کسب ۱۲; حرام کسب ۱۱، ۱۳

گناہان کبیرہ: ۱، ۲

محرمات: ۱۱، ۱۲، ۱۳; محرمات کے مختلف مراحل و درجے ۳

یہودی: یہودی عوام کی بصیرت ۷; یہودیوں کی گمراہی کی زمین فراہم ہونا ۱۰; یہودیوں میں بدعت ایجاد کرنے والوں کی سزا

اور انجام ۹

یہودی علماء: علمائے یہود کا بدعت ایجاد کرنا ۱۰، ۸، ۷، ۶، ۵; علمائے یہود کی بصیرت ۵; علمائے یہود کی تحریف کا عمل

۱۰، ۷، ۵; علمائے یہود کی دنیا طلبی ۶; علمائے یہود کی دین سازی ۶، ۵، ۹، ۸; علماء یہود کی جاہ طلبی ۶; علمائے یہود کی شبہات

ایجاد کرنا ۱۶; علمائے یہود اور پیامبر اسلام (ص) ۱۶; علمائے یہود کا کردار ۱۰

وَقَالُوا لَنْ تَمْسَنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٠﴾

یہ کہتے ہیں کہ ہمیں آتش جہنم چند دن کے علاوہ چھو بھی نہیں سکتی۔ ان سے پوچھئے کہ کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے جس کی وہ مخالفت نہیں کر سکتا یا اسکے خلاف جہالت کی باتیں کر رہے ہو (۸۰)۔

۱۔ یہودیوں کے دینی عقائد میں سے تھا کہ گناہگار یہود آتش جہنم میں سوائے چند محدود ایام کے مبتلا نہ ہوں گے۔
و قالوا لن تمسنا النار الا اياما معدودة

"معدودہ" کا معنی ہے "گنا گیا" اور یہنا چیز یا کم ہونے کا کنایہ ہے۔ واضح ہے کہ یہ (باطل) گمان گناہگار یہودیوں کے بارے میں ہے۔ اس مطلب کی مابعد والی آیت تائید کرتی ہے (بلی من کسب...) اسی لئے مذکورہ مطلب میں "گناہگار" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

۲۔ عذاب قیامت کے بارے میں یہودیوں کا نظریہ (یہودیوں کو فقط چند روز کا عذاب ہوگا) یہ علمائے یہود کی بدعتوں میں سے تھا۔ فویل للذین یکتبون الکتاب ... و قالوا لن تمسنا النار الا اياماً معدودة

جملہ "و قالوا..." علاوہ بر اس کے کہ "وقد کان فریق" آیت ۷۵ پر عطف ہے آیت ۷۸ کے "امانی" کا بھی مصداق ہے اسی طرح آیت ۷۹ میں "الکتاب" کا بھی مصداق ہے۔ مذکورہ بالا مفہوم آخری مطلب کی بنا پر ہے۔

۳۔ گناہگار یہودیوں کو قیامت میں فقط تھوڑا سا عذاب ہونا یہ یہودی عوام کے باطل اور خام خیالات میں سے ہے۔ لا یعلمون الکتاب الا امانی ... و قالوا لن تمسنا النار الا اياما معدودة اس مفہوم میں جملہ "قالوا..." آیت ۷۸ میں "امانی" کا مصداق ہے۔

۴۔ یہودی عوام خود خواہ، مغرور اور احساس برتری کا شکار ہیں۔ و قالوا لن تمسنا النار الا اياماً معدودة

۵۔ یہود قیامت پر اعتقاد رکھتے ہیں اور اس بات پر کہ گناہگار آتش جہنم میں مبتلا ہوں گے۔ و قالوا لن تمسنا النار الا اياماً معدودة

۶۔ یہودیوں کا باطل نظریہ (یہودیوں کو فقط چند دن عذاب ہوگا) ان کو اسلام پر ایمان لانے سے روکنے والا ہے۔

أَفَتَطْمَعُونَ اَنْ یُّؤْمِنُوا لَکُمْ ... و قالوا لن تمسنا النار الا اياما معدودة جملہ "و قالوا..." آیت ۷۵ کے اس جملہ "وقد کان فریق..." پر عطف ہے جو اس امر کی حکایت کر رہا ہے کہ اس طرح کا باطل گمان یہودیوں کے ایمان لانے میں رکاوٹ ہے۔

۷۔ قیامت کے بارے میں یہودیوں کے نادرست عقیدہ (یہودیوں کو فقط چند روز عذاب ہوگا) پر توجہ ان کے ایمان لانے کی امید کے منقطع ہونے کا سبب ہے۔ اَفْتَطْمَعُونَ اِنْ يَوْمُنَا لَكُمْ ... و قالوا لن تمسنا النار الا اياماً معدودة

۸۔ لوگوں میں ایمان کی زمین ہموار کرنے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ قیامت کے بارے میں باطل خیالات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ اَفْتَطْمَعُونَ اِنْ يَوْمُنَا لَكُمْ ... و قالوا لن تمسنا النار الا اياماً معدودة

۹۔ اللہ تعالیٰ نے ہرگز یہودیوں کو کم عذاب دینے کی ضمانت نہیں دی اور نہ ہی اس بارے میں کوئی عہد و پیمان باندھا ہے۔ اتخذتم عند الله عهداً "اتخذتم" میں ہمزہء استفہام انکار ابطالی کیلئے ہے یعنی اس طرح کا عہد و پیمان تم خدا کے ہاں نہیں رکھتے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ اپنے عہد و پیمان کو ہرگز نہیں توڑے گا۔ فلن يخلف الله عهدہ اس جملہ میں "فای" فصیحہ ہے جو ایک شرط مقدر کی حکایت کر رہی ہے گویا مطلب یوں ہے "اتخذتم عند الله عهداً فلن يخلف الله عهدہ"

۱۱۔ اللہ تعالیٰ جو پیامبر اکرم (ص) کو تعلیم دینے والا ہے بتا رہا ہے کہ باطل دعوؤں کا جواب کیسے دو اور اس کے لئے دلیل کیسے لاؤ۔ قل اتخذتم عند الله عهداً ... ام تقولون على الله ما لا تعلمون یہ مفہوم "قل" سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۲۔ یہودیوں کی اللہ تعالیٰ کو دی گئی جھوٹی نسبتوں میں سے ایک یہ تھی کہ قیامت کے دن یہودیوں کو چند دن سے زیادہ عذاب نہ ہوگا۔ و قالوا لن تمسنا النار الا اياماً معدودة ... ام تقولون على الله ما لا تعلمون

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف کسی بھی چیز (حکم، کلام وغیرہ) کی نسبت دینے سے اجتناب کرنا چاہیئے اس صورت میں جب اس نسبت کا علم اور یقین نہ ہو۔ ام تقولون على الله ما لا تعلمون

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دینے کا واحد طریق اللہ تعالیٰ کے حکم یا کلام کا علم و یقین ہونا ہے۔ ام تقولون على الله ما لا تعلمون

۱۵۔ کسی حکم یا کلام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف دینا جبکہ اسے پروردگار نے نہ فرمایا ہو تو یہ نسبت جھوٹی اور ایک بے جا عمل ہے۔

اتخذتم عند الله عهداً ... ام تقولون على الله ما لا تعلمون مذکورہ مفہوم ان دو جملوں "اتخذتم عند الله عهداً" اور "ام تقولون على الله..." کے باہم ارتباط سے نکلتا ہے یعنی یہ کہ جس کلام یا حکم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف دیتے ہو یہ اس صورت میں درست ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہو ورنہ جھوٹی نسبت ہے۔

۱۶۔ مکتب الہی سے فقط منسوب ہو جانا ہی آتش جہنم سے بچنے کے لئے کافی نہیں ہوگا۔

و قالوا لن تمسنا النار الا اياماً معدودة قل اتخذتم عند الله عهداً

استدلال کرنا: استدلال قائم کرنے کی روش کی تعلیم ۱۱

اللہ تعالیٰ: کسی حکم کی نسبت اللہ تعالیٰ کو دینا ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی طرف کسی حکم کی نسبت دینے کی شرائط ۱۳؛ عہد الہی کی

وفا ۱۰

ایمان: ایمان اجاگر کرنے کے لئے راہ ہموار کرنا ۸

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کا معلم ۱۱

جہنم: آتش جہنم ۱۶، ۵، ۱؛ جہنم سے بچاؤ ۱۶

جھوٹ: اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے سے اجتناب ۱۳

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ۱۵، ۱۲

دین داری: دین داری کی شرائط ۱۶

شبہات: شبہات کے جوابات دینے کی روش ۱۱

عقیدہ: باطل عقیدہ کے نتائج ۶؛ باطل عقیدہ ۷

باطل عقیدہ سے نبرد آزما ۸

علماء یہود: علماء یہود کا بدعت ایجاد کرنا ۲

عمل: ناپسندیدہ عمل ۱۵

یہود: یہودیوں کی افترا پردازیاں ۱۲؛ یہودیوں کا تکبر ۳؛ یہودیوں کی صفات ۳؛ یہودیوں کے لئے اضروی

عذاب ۱۲، ۷، ۶، ۳، ۲، ۱؛ یہودیوں کے لئے عذاب ۹؛ یہودیوں کا باطل عقیدہ ۷؛ یہودی عوام کا عقیدہ ۳؛ یہودیوں کا عقیدہ

۱، ۲؛ یہودیوں کا جہنم پر عقیدہ ۵؛ یہودیوں کا قیامت پر عقیدہ ۵؛ آخرت کے عذاب پر یہودیوں کا عقیدہ ۵؛ یہودی عوام اور

آخرت کا عذاب ۳؛ اللہ تعالیٰ کا یہودیوں سے عہد ۹؛ یہودیوں کے اسلام قبول کرنے میں رکاوٹیں ۷، ۶؛ یہودیوں کے ایمان

لانے میں رکاوٹیں ۶؛ یہودیوں کے اسلام لانے پر مایوسی ۷

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨١﴾

یقیناً جس نے کوئی برائی حاصل کی اور اسکی غلطی نے اسے گھیر لیا وہ لوگ اہل جہنمیں اور وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں (۸۱)
۱۔ یہودی گناہگار لوگ باقی گناہگاروں کی طرح اپنے استحقاق اور اندازے کے مطابق آتش جہنم میں مبتلا ہوں گے۔
لن تمسنا النار الا ایاما معدودة ... بلی

"بلی۔ ہاں یوں نہیں ہے" یہ صرف جواب ہے جو ایک دعویٰ کی رد کے طور پر آیا ہے یہ "لن تمسنا النار الا ایاما معدودة" کے دعویٰ کی رد کے طور پر آیا ہے۔

۲۔ انسانوں کی مختلف نسلیں اور قبائل اپنے گناہوں کی سزا کے مقابل ایک دوسرے پر کوئی امتیاز نہیں رکھتے۔
لن تمسنا النار الا ایاما معدودة ... بلی

۳۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو کم عذاب دینے کی ہرگز ضمانت نہیں دی بلکہ اس صورت میں کہ گناہ نے ان کا احاطہ کر لیا ہو ان کو ہمیشہ کے لئے آتش جہنم میں ڈالے گا۔

اتخذتم عند الله عهداً ... بلی من کسب سیئة ... هم فیہا خالدون

۳۔ ایسے گناہگار جن کے تمام وجود کو گناہوں نے گھیر رکھا ہے ہمیشہ کے لئے آتش جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔
من کسب سیئة و احاطت به خطيئته فاولئك اصحاب النار هم فیہا خالدون

"سیئۃ" اور "خطیئۃ" دونوں کا معنی برائی اور گناہ ہے۔

۵۔ گناہ پر مصر رہنا اس بات کا موجب ہوتا ہے کہ گناہ انسان کے سارے وجود کو گھیر لیتے ہیں۔
من کسب سیئة و احاطت به خطيئته

اگر فقط گناہ کا ارتکاب انسان پر خطیئۃ (گناہ) کے احاطہ کا باعث ہوتا تو یہ جملہ "احاطت..." استعمال نہ کیا جاتا۔ پس یہ احتمال قوی ہو جاتا ہے کہ گناہوں کا احاطہ اس وقت ہوتا ہے جب گناہوں میں اصرار و تکرار ہو۔

۶۔ پیامبر اسلام (ص) اور اسلام کے بارے میں کفر (انکار) انسان کے دوزخ میں گمرنے اور وہاں ہمیشہ رہنے کا باعث ہوگا۔
أفتطمعون ان يؤمنوا لكم ... من کسب سیئة ... هم فیہا خالدون

مورد بحث آیہ مجیدہ (من کسب...)، گزشتہ آیات کے لئے قضیہ کلی یا کبریٰ ہے جبکہ گزشتہ آیات اس قضیہ کا قضیہ صغریٰ ہیں۔ پس پیامبر اسلام (ص) اور اسلام کا کفر جو اس جملہ "أفتطمعون ان يؤمنوا لكم" (آیت ۷۵) سے سمجھ میں آتا ہے، یہ کفر "سینۃ" کے مصادیق میں سے ہے اور اس پر اصرار و تکرار "احاطہ خطیۃ" کا مصداق ہوگا۔

۷۔ پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کے انکار کی صورت میں یہود ہمیشہ کے لئے آتش جہنم میں جائیں گے۔
أفتطمعون ان يؤمنوا لكم ... من کسب سیئۃ ... ہم فیہا خالدون

۸۔ بدعت ایجاد کرنا اور دین سازی، ان سینات میں سے ہیں کہ جو توبہ نہ کرنے کی صورت میں جہنم میں ہمیشہ کے عذاب کا باعث ہوں گے۔ فویل للذین یکتبون الکتاب ... من کسب سیئۃ ... ہم فیہا خالدون
"فویل للذین..." کی دلیل سے "سینۃ" کے مورد نظر مصادیق میں سے ایک بدعت کا ایجاد کرنا ہے اور اس کا اصرار اور تکرار بدعت ایجاد کرنے والے پر خطیۃ کے احاطہ کا موجب بنتا ہے۔

۹۔ دوزخ ایک ابدی مقام ہے۔ ہم فیہا خالدون

۱۰۔ ابن ابی عمیر کہتے ہیں میں نے امام کاظم علیہ السلام سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا "لا یخلد اللہ فی النار الا اهل الکفر والجحود و اهل الضلال والشک" (۱) اللہ تعالیٰ کفار، معاندین، گمراہوں اور مشرکوں کے علاوہ کسی اور کو ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں ڈالے گا۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے عذاب ۳

بدعت: بدعت کی اخروی سزا ۸؛ بدعت کا گناہ ۸

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کو جھٹلانے کے نتائج ۷

جرائم: جرائم کی سزاؤں کے ساتھ نسبت ۱

جہنم: آتش جہنم ۷، ۶، ۳، ۱؛ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ۱۰؛ جہنم کی ہمیشگی ۹؛ جہنم میں ہمیشگی کے اسباب ۳، ۱۸، ۷، ۶، ۳؛

جہنم کے موجبات ۶

خطیۃ (گناہ): خطیۃ سے مراد ۱۰

روایت: ۱۰

سزائیں: سزاؤں کا نظام ۲

سینۃ: سینۃ سے مراد ۱۰؛ سینۃ کے موارد ۸

عذاب: اہل عذاب ۱، ۳؛ عذاب کے موجبات ۳، ۴، ۱، ۸، ۶

کفر: پیامبر اسلام (ص) کے بارے میں کفر اختیار کرنے کی سزا و انجام

گناہ: گناہ پر اصرار و تکرار کے نتائج ۵؛ گناہ کے نتائج ۳، ۳؛ گناہ کا انسان پر احاطہ ۵، ۳، ۳

گناہگار: گناہگاروں کا اخروی عذاب ۱؛ گناہگاروں کا انجام و سزا ۲

یہود: یہودیوں کا اخروی عذاب ۱، ۳؛ یہودی گناہگاروں کی سزا ۱، ۳؛ یہودی کافروں کی سزا ۴

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۸۲﴾

اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے وہ اہل جنت ہیں اور وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

۱۔ وہ لوگ جو پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لائے اور انہوں نے اعمالِ صالح انجام دیئے وہ اہل بہشت ہیں اور اس میں

ہمیشہ رہیں گے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

آیت ۷۵ (أَفْطَمْعُونَ اِنْ يَوْمَئِذٍ لَكُمْ) کے قرینہ سے یہاں ایمان سے مراد پیامبر اسلام (ص) پر ایمان ہے۔

۲۔ ایمان عملِ صالح کے بغیر اور عملِ صالح بغیر ایمان کے اسکا اجر (بہشت میں ہمیشہ رہنا) نہیں ملے گا۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ... فِيهَا خَالِدُونَ

۳۔ بہشت ایک ابدی اور ہمیشہ رہنے والا مقام ہے۔ ہم فیہا خالدون

ایمان: ایمان عمل صالح کے بغیر ۲

بہشت: بہشت کی ابدیت "ہمیشگی" ۳: بہشت میں ہمیشگی کے اسباب ۱، ۲

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کے پیروکاروں کا اجر ۱

عمل صالح: عمل صالح کے نتائج ۱: عمل صالح بغیر ایمان کے ۲

مؤمنین: مؤمنین کا اجر ۱

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا

لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنتُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٨٣﴾

اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ خبردار خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ، قریبندوں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ لوگوں سے اچھی باتیں کرنا۔ ناز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ لیکن اس کے بعد تم میں سے چند کے علاوہ سب منحرف ہو گئے اور تم لوگ تو بس اعراض کرنے والے ہی ہو (۸۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کے ذمے کچھ عہد و پیمان تھے۔ وِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ

۲۔ خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت اور اس کے غیر کی پوجا سے پرہیز کرنا بنی اسرائیل کے ساتھ خدا کے عہد و پیمان میں

سے تھا۔ وِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ

۳۔ خداوند متعال کے بنی اسرائیل کے ساتھ عہد و پیمان میں سے ایک یہ تھا کہ والدین، قریبیوں، یتیموں اور مسکینوں

کے ساتھ احسان کریں۔ وِ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ

"احساناً" فعل محذوف "تحسنون" یا "احسنوا" کے لئے مفعول مطلق ہے۔ جبکہ یہ کلمات "ذی القربى و..." والوالدین پر

عطف ہیں۔

۳۔ خدائے متعال کے بنی اسرائیل کے ساتھ عہد و پیمان میں سے ایک یہ تھا کہ لوگوں سے اچھا کلام کریں اور ان سے حسن سلوک کریں۔ و قولوا للناس حسنا

"حسنًا" مصدر ہے جو صفت (حَسَنًا۔ اچھا) کے معنی میں ہے۔ یہ لفظ ممکن ہے مفعول مطلق کے لئے صفت واقع ہوا ہو اور اسکا قائم مقام ہو یعنی جملہ یوں ہو "قولوا للناس قولاً حسناً" لوگوں سے اچھا اور بہترین کلام کرو۔ المیزان میں ہے کہ یہ جملہ لوگوں سے حسن سلوک کے لئے کنایہ ہے۔

۵۔ عوام کے لئے نیک امور (امر بہ معروف، نیکوں کی طرف ہدایت وغیرہ) کو بیان کرنا خداوند متعال کے بنی اسرائیل کے ساتھ معاہدوں میں سے ایک تھا۔ و إذ أخذنا ميثاق بني اسرائيل ... قولوا للناس حسنا

یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "حسنًا"، "قولوا" کے لئے مفعول بہ ہو۔ پس معنی یہ بنتا ہے لوگوں کے لئے نیکوں کو بیان کرو۔
۶۔ خدائے متعال کے بنی اسرائیل کے ساتھ عہد و پیمان میں سے ایک یہ تھا کہ مختلف اقوام اور ملتوں کے ساتھ اچھا کلام اور حسن سلوک کریں۔ و قولوا للناس حسناً "الناس" سے مراد ممکن ہے یہودی عوام ہوں اور ممکن ہے دوسری اقوام اور ملتیں ہوں۔ مذکورہ مفہوم دوسرے احتمال کی بنا پر ہے۔

۷۔ نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ کی ادائیگی خداوند متعال کے بنی اسرائیل کے ساتھ کئے گئے معاہدوں میں سے تھا۔
و إذ أخذنا ميثاق بني اسرائيل ... و اقيموا الصلوة و آتوا الزكاة

۸۔ بنی اسرائیل کا مکتب مختلف اعتقادی، معاشرتی، عبادتی اور اقتصادی پہلو رکھتا تھا۔ لا تعبدون الا الله و بالوالدين احسانا ... و آتوا الزكاة

۹۔ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل سے عہد و پیمان لینے کا واقعہ ایک اچھا واقعہ اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔ و إذ أخذنا ميثاق بني اسرائيل "اذ" فعل "اذکروا" یاد کرو" کے لئے مفعول ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یاد کرنے کا حکم دینا اس بات کی علامت ہے کہ یہ موضوع ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کہ جسے یاد رکھنا چاہیئے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی واجب اور اسکے غیر کی پوجا سے اجتناب واجب ہے۔ لا تعبدون الا الله
جملہ "لا تعبدون الا الله" تم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے "نہی ہے جو نفی کی صورت میں آیا ہے بالفاظ دیگر خبر ہے جو انشاء کے مقام پر

ہے گویا یہ کہ عبادت نہ کرو...

۱۱۔ یکتا پرستی اور توحید عبادی ادیان الہی کے اہم ترین اصولوں میں سے ہے۔

و اِذْ اخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَآئِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ

"لا تعبدون الا الله" کو دوسرے معاہدوں اور عہد و پیمان پر مقدم کرنا اس عہد و پیمان کی خاص اہمیت کی خاطر ہے۔

۱۲۔ انسانوں کا غیر خدا کی پرستش کرنا ایک تعجب آور اور ایسا امر ہے جو متوقع نہیں ہے۔ لا تعبدون الا الله

جملہ انشائی "غیر خدا کی ہرگز عبادت نہ کرو" کی جگہ اللہ تعالیٰ نے جو جملہ خبریہ استعمال فرمایا کہ "تم غیر خدا کی عبادت نہیں کرتے" یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ خدا کی پرستش اور غیر خدا کی پوجا سے اجتناب ایک ایسا انتہائی واضح فریضہ اور فطرت انسانی کے ساتھ گندھا ہوا ہے کہ اس سے نہی کرنے کی ضرورت نہیں اور اسکے برخلاف کی توقع ہی نہیں ہے۔

۱۳۔ والدین، یتیموں اور مساکین سے نیکی کرنا اہل ایمان کے اہم اور ضروری فرائض میں سے ہے۔

و بالوالدین احساناً و ذی القربی و الیتامی و المساکین

آیہ مجیدہ میں موجود فرامین اگرچہ خداوند متعال کے بنی اسرائیل کے ساتھ عہد و پیمان کے طور پر بیان ہوئے ہیں لیکن قرآن حکیم میں ان کا بیان اس بات کی دلیل ہے کہ ان فرامین پر عمل کرنا تمام اہل ایمان کی ذمہ داری ہے۔

۱۴۔ اہل ایمان کی اہم ترین معاشرتی تکالیف (ذمہ داریوں) میں سے والدین کے ساتھ نیکی و احسان کرنا ہے۔

لا تعبدون الا الله و بالوالدین احساناً

یہ جو اللہ تعالیٰ کی بندگی کے بعد والدین کے ساتھ نیکی کا ذکر ہوا ہے اس سے اسکی خاص اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

۱۵۔ دوسروں پر نیکی و احسان کی نسبت والدین سے نیکی و احسان کہیں زیادہ اہم و برتر ہے۔ و بالوالدین احساناً

یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "والدین" کو "ذی القربی و..." پر مقدم کیا گیا ہے اور "احساناً" کو آخری معطوف "مساکین" کے بعد لانے کی بجائے "والدین" کے بعد رکھا گیا ہے۔

۱۶۔ اہل ایمان کے فرائض میں سے ہے کہ دوسروں حتیٰ کافروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کریں۔ و قولوا للناس

حسناً ممکن ہے "الناس" سے مراد اسی قوم و ملت کے افراد ہوں جو "قولوا" میں مخاطب ہیں اور ممکن ہے دیگر اقوام و

ملل کے افراد ہوں۔ مذکورہ مفہوم

دوسرے احتمال کی بنا پر ہے۔

۱۷۔ توحید پرستی اور والدین، قرابتداروں، یتیموں، مساکین اور درماندہ افراد سے نیکی کرنا اچھے اعمال کے مصادیق میں سے ہے۔ و عملوا الصالحات ... لا تعبدون الا الله وبالوالدین احساناً ... و المساکین یہ آیہ مجیدہ در حقیقت ماقبل آیت میں موجود "الصالحات" کی تفسیر اور اسکے بعض مصادیق کا ذکر ہے۔

۱۸۔ لوگوں سے حسن سلوک، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ کی ادائیگی اچھے اعمال کے مصادیق میں سے ہے۔
عملوا الصالحات ... و قولوا للناس حسناً و اقيموا الصلوة و آتوا الزکوة

۱۹۔ دینی تکالیف (فرائض) اللہ تعالیٰ کے انسانوں کے ساتھ عہد و پیمان ہیں۔ و إذ أخذنا ميثاق بني اسرائيل ... و آتوا الزکوة

۲۰۔ بنی اسرائیل کی اکثریت نے دینی تکالیف سے منہ موڑ کر الہی عہد و پیمان توڑ دیئے۔ ثم توليتم الا قليلاً منكم و انتم معرضون "تولی" اور "اعراض" کا معنی ہے روگردان ہونا، منہ موڑنا اور اس سے مراد مخالفت و انحراف ہے۔ جملہ "و انتم معرضون"، "تولیتم" کے فاعل کے لئے حال ہے اور چونکہ اعراض اور تولی کا معنی ایک ہی ہے اس لئے حال مؤکد ہے جو بنی اسرائیل کی سخت مخالفت، نافرمانی اور انحراف کی حکایت کر رہا ہے۔

۲۱۔ بنی اسرائیل میں سے بہت کم افراد نے الہی عہد و پیمان کی وفا کی اور دینی تکالیف پر عمل کیا۔
ثم توليتم الا قليلاً منكم

۲۲۔ بنی اسرائیل میں سے کچھ افراد غیر خدا کی پرستش کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے والدین، قرابتداروں، یتیموں اور مسکینوں کے حقوق ضائع کر دیئے۔ لا تعبدون الا الله و بالوالدین احساناً ... ثم توليتم الا قليلاً منكم

۲۳۔ بنی اسرائیل میں سے سوائے کچھ افراد کے باقی سب نے لوگوں سے حسن سلوک نہ کیا، نماز قائم نہ کی اور زکوٰۃ ادا نہ کی۔ و قولوا للناس حسناً و اقيموا الصلوة و آتوا الزکوة ثم توليتم الا قليلاً منكم

۲۴۔ الہی عہد و پیمان کو توڑنا اور الہی فرامین کی مخالفت بنی اسرائیل کی عادت و روش تھی۔ و انتم معرضون بعض مفسرین کے نزدیک جملہ "و انتم معرضون" تم (عہد و پیمان سے) منہ موڑے ہوئے ہو "معرضہ" ہے اور اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل نے نہ صرف مذکورہ عہد و پیمان توڑے بلکہ عہد

وپیمان توڑنا انکی عادت اور روش تھی۔

۲۵۔ عن جعفر بن محمد (ص) ... قال الله "وقولوا للناس حسناً" نزلت في اهل الذمه ... (۱)

امام صادق ؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "قولوا للناس حسناً" کے بارے میں روایت ہے کہ یہ اہل ذمہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۲۶۔ جابر نے امام باقر ؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "قولوا للناس حسناً" کے بارے میں روایت کی ہے کہ آپ ؑ نے فرمایا "قولوا للناس احسن ما تحبون ان يقال لكم ... (۲)

جس طرح تم چاہتے ہو کہ تم سے گفتگو کی جائے اس سے بہتر لوگوں سے کلام کرو۔

۲۷۔ سیر صیر فی کہتے ہیں: قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام اطعم سائلاً لا اعرفہ مسلماً؟ فقال نعم اعط من لا تعرفہ بولاية و لا عداوة للحق ان الله عزوجل يقول وقولوا للناس حسناً و لا تطعم من نصب لشی من الحق او دعا الی شی من الباطل (۳) امام صادق ؑ سے میں نے عرض کیا جس سائل کو میں نہیں جانتا کہ مسلمان ہے یا نہیں تو کیا میں اسکو کھانا کھلاؤں؟ تو امام ؑ نے فرمایا ہاں جس کے بارے میں تم نہیں جانتے کہ اہل ولایت ہے یا دشمن حق ہے تو اسکو کھانا کھلاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے " و قولوا للناس حسناً" اور وہ جو حق کا دشمن ہے اور باطل کی دعوت دیتا ہے تو اسکو کھانا مت کھلاؤ۔

۲۸۔ ابی ولاد حنط کہتے ہیں: سألت ابا عبد الله عن قول الله عزوجل " و بالوالدين احساناً" ما هذا الاحسان ؟ فقال الاحسان ان تحسن صحبتهما و ان لا تكلفهما ان يسألاك شيئاً مما يحتاجان اليه و ان كانا مستغنین ... (۴)

میں نے امام صادق ؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "و بالوالدين احساناً" کے بارے میں سوال کیا کہ یہ احسان کیا ہے؟ تو آپ ؑ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو اور ان کو مجبور نہ کرو کہ وہ تم سے ایسی چیز مانگیں جس کی ان کو ضرورت ہے اگرچہ وہ بے نیاز ہوں۔

احکام: ۱۰

(۱) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۴۸ ح ۶۶، تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۱۲۱ ح ۱۱ (۲) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۴۸ ح ۶۳، تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۱۲۱ ح ۸۔

(۳) کافی ج/ ۴ ص ۱۳ ح ۱، تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۱۲۰ ح ۵ (۴) کافی ج/ ۲ ص ۱۵۷ ح ۱، نور الثقلین ج/ ۳ ص ۱۴۸ ح ۱۲۹۔

ادیان: ادیان کا اہم ترین رکن ۱۱

امر بہ معروف: امر بہ معروف کی اہمیت ۵

امور: تعجب آور امور ۱۲

انسان: انسانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کا عہد و پیمان ۱۹

اہل ذمہ: اہل ذمہ سے میل جول کی روش ۲۵

بنی اسرائیل: دین بنی اسرائیل کے پہلو ۱۸؛ بنی اسرائیل کا دین سے منہ موڑنا ۲۰؛ بنی اسرائیل کی اقلیت ۲۳، ۲۲، ۲۱؛ بنی اسرائیل کی اکثریت ۲۳، ۲۰؛ بنی اسرائیل میں امر بہ معروف ۵؛ بنی اسرائیل کا برا سلوک ۲۳؛ بنی اسرائیل اور والدین کے حقوق ۲۲؛ بنی اسرائیل اور زکوٰۃ ۲۳؛ بنی اسرائیل اور مساکین ۲۲؛ بنی اسرائیل اور نماز ۲۳؛ بنی اسرائیل اور یتیم ۲۲؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۲۳، ۲۱؛ بنی اسرائیل کی شرعی ذمہ داریاں ۶، ۷؛ بنی اسرائیل کی اکثریت کا شرک کرنا ۲۲؛ بنی اسرائیل کی صفات ۲۳؛ بنی اسرائیل کی نافرمانی ۲۳؛ بنی اسرائیل سے اللہ تعالیٰ کا عہد و پیمان ۳، ۲، ۱، ۵، ۲۱، ۹، ۷، ۶؛ بنی اسرائیل کی وعدہ شکنی ۲۰، ۲۳؛ بنی اسرائیل کا وفائے عہد ۲۱

توحید: توحید عبادی کی اہمیت ۱۱، ۱۰؛ ادیان میں توحید ۱۱؛ توحید عبادی ۱۴، ۲

دین: دینی تعلیمات ۱۹

ذکر: عہد الہی کا ذکر ۹

روایت: ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸

زکاۃ: زکاۃ کی ادائیگی ۱۸، ۷؛ زکوٰۃ کے ترک کرنے والے ۲۳

سانلین: سانلین کو کھانا کھلانا ۲۷

شرک: عبادی شرک سے اجتناب ۱۰، ۲؛ شرک عبادی کا تعجب آور ہونا ۱۲

عبادت: عبادت کا وجوب ۱۰

عمل صالح: عمل صالح کے موارد ۱۸، ۱۷

قرابت دار:

قرابت داروں پر احسان ۳، ۱۷

کلام: کلام کرنے کے آداب ۲۶؛ پسندیدہ کلام ۳، ۶

کفار: کفار سے حسن سلوک ۱۶

کھانا کھلانا: کھانا کھلانے کے احکام ۲۷

لوگ: لوگوں سے حسن سلوک ۳، ۶، ۱۶، ۱۸

مسکین: مسکینوں پر احسان ۳، ۱۳، ۱۷؛ مسکینوں کے حقوق ضائع کرنا ۲۲

مشرکین: ۲۲

مؤمنین: مؤمنین کی معاشرتی ذمہ داری ۱۳؛ مؤمنین کی ذمہ داری ۱۳، ۱۶

میل جول: میل جول کے آداب ۳، ۶، ۱۶، ۱۸

نافرمانی: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (۲۳)

نماز: نماز کا قیام ۴، ۱۸؛ تارکین صلوٰۃ ۲۳

نیکی: نیکی کی دعوت ۵

واجبات: ۱۰

والدین: والدین پر احسان ۳، ۱۳، ۱۴، ۱۷، ۲۸؛ والدین کی اہمیت ۱۵؛ والدین کے حقوق ضائع کرنا ۲۲؛ والدین

کے حقوق ۲۸؛ والدین سے حسن سلوک ۲۸

وعدہ شکن لوگ: ۲۰

یتیم: یتیم پر احسان ۳، ۱۳، ۱۷؛ یتیم کے حقوق ضائع کرنا ۲۲

یہودیت: یہودیت کا معاشرتی پہلو ۸؛ یہودیت کا اقتصادی پہلو ۸؛ یہودیت کا عبادتی پہلو ۸؛ یہودیت کا عقیدتی پہلو ۸؛ یہودیت کی

تعلیمات ۳، ۳، ۵

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿٨٤﴾

اور ہم نے تم سے عہد لیا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور کسی کو اپنے وطن سے نکال باہر نہ کرنا اور تم نے اس کا اقرار کیا اور تم خود ہی اس کے گواہ بھی ہو (۸۴)

۱۔ بنی اسرائیل کے ذمے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عہد و پیمان تھے۔ و اذا أخذنا ميثاقكم

۲۔ ایک دوسرے کے قتل اور خون ریزی کرنے سے پرہیز کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے بنی اسرائیل کے ساتھ عہد و پیمان میں سے تھا۔ و اذا أخذنا ميثاقكم لا تسفكون دماءكم "لا تسفكون دماءكم" تم ایک دوسرے کا خون نہیں کرتے "جملہ خبریہ ہے اور اس سے مراد جملہ انشائیہ ہے یعنی خون ریزی نہ کرو۔

۳۔ ایک دوسرے کو بے گھر نہ کرنا اور دیار وطن سے نہ نکالنا خداوند متعال کے بنی اسرائیل کے ساتھ عہد و پیمان میں سے تھا۔ و إذ أخذنا ميثاقكم ... لا تخرجون أنفسكم من دياركم "دار" کا معنی گھر ہے البتہ شہر اور محلے کو بھی "دار" کہا جاتا ہے پس "دیار" جو "دار" کی جمع ہے اس کا معنی گھر، شہر اور محلے ہے۔

۳۔ انسانی معاشروں اور ملتوں کے حقوق میں سے ہے کہ ان کے پاس وطن اور جائے سکونت ہو۔ * من دياركم قرآن کریم "دیار" کو "کم" کی طرف اضافت دے کر یعنی گھر اور وطن کو انسانوں کی طرف نسبت دے کر (تمہارے گھر) اس حقیقت کو ثابت کر رہا ہے گویا ہر ملت، قوم، قبیلے کو حق حاصل ہے کہ ایک سرزمین کو اپنی جائے سکونت قرار دے اور کسی جگہ کو اپنی زندگی کرنے کے لئے انتخاب کرے۔

۵۔ بنی اسرائیل کے وہ عہد و پیمان جو خداوند متعال کے ان کے ساتھ تھے ان کا اعتراف کرتے اور اس کی گواہی دیتے تھے۔ إذ أخذنا ميثاقكم ... ثم اقررتم و انتم تشهدون

۶۔ الہی مکتب میں مومنین کے قتل محرمات مؤکدہ میں سے ہے۔ لا تسفكون دماءكم

اگرچہ آیت اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل سے عہد و پیمان کا ذکر کر رہی ہے لیکن اسکا قرآن حکیم میں بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ فریضہ قرآن کریم کے تمام تر مخاطبین کے لئے ہے۔

۷۔ توحید پرستوں کو ان کے گھر بار اور دیار وطن سے نکالنا اور دربدر کرنا مؤکدہ محرّمات الہی میں سے ہے۔
و لا تخرجون أنفسکم من دیارکم

"لا تخرجون..." تم اپنے (دینی بھائیوں) کو ان کے گھروں سے باہر نہ نکالو یہ جملہ بھی "لا تسفکون..." کی طرح خبریہ ہے جو مقام انشاء پر ہے یعنی "...باہر نہ نکالو" انشاء کی جگہ جملہ خبریہ کا آنا تاکید کے لئے ہے۔

۸۔ ہر معاشرہ اور ملت ایک جسم کی طرح ہے اور اسکے افراد اس جسم کے اعضاء کی طرح ہیں۔
لا تسفکون دماءکم و لا تخرجون أنفسکم من دیارکم

"لا تسفکون..." اس جملہ سے مراد خودکشی اور خود کو دربدر کرنا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ایک قوم یا قبیلے کا دوسرے کو قتل کرنا اور دربدر کرنا ہے۔ البتہ یہاں دوسروں کی بجائے یہ تعبیر استعمال کرنا کہ خود کو قتل نہیں کرتے اور خود کو دربدر نہیں کرتے یہ اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ ایک ملت کے افراد اور ایک مکتب کے پیروکار امت واحدہ کی طرح ہیں۔

احکام: ۷، ۸، ۶

انسان: انسانوں کے حقوق ۳

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کا اقرار ۵؛ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کے ساتھ عہد و پیمان ۳، ۲، ۱، ۵؛ بنی اسرائیل کی گواہی ۵

جلاوطنی (وطن بدری): جلاوطن کرنے سے اجتناب ۳

حقوق: سکونت کا حق ۳؛ وطن کا حق ۳

قتل: قتل سے اجتناب ۲

محرّمات: ۷، ۸، ۶

معاشرہ: معاشروں کے حقوق ۳؛ معاشرے کی وحدت ۸

مؤمنین: مؤمنین کو جلاوطن کرنے کی حرمت ۷؛ مؤمنین کے قتل کی حرمت ۶؛ مؤمنین کے درجات ۷، ۸، ۶

ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنْكُمْ مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِن يَأْتُوكُمُ
أَسَارَى تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَلِكَ
مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٨٥﴾

لیکن اس کے بعد تم نے قتل و خون شروع کر دیا۔ لوگوں کو علاقہ سے باہر نکالنے لگے اور گناہ و تعدی میں ظالموں کی مدد کرنے
لگے حالانکہ کوئی قیدی بن کر آتا ہے تو فدیہ دے کر آزاد بھی کر لیتے ہو جب کہ شروع سے ان کا نکالنا ہی حرام تھا۔ کیا تم
کتاب کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور ایک کا انکار کر دیتے ہو۔ ایسا کرنے والوں کی کیا سزا ہے سوائے اس کے کہ زندگانی
دنیا میں ذلیلہوں اور قیامت کے دن سخت ترین عذاب کی طرف پلٹا دیئے جائیں گے۔ اور اللہ تمہارے کرتوت سے بے خبر
نہیں ہے (۸۵)

۱۔ زمانہ بعثت کے بنی اسرائیل باوجود اس کے کہ پیمان الہی کا اعتراف (خونریزی سے اجتناب) کرتے تھے پھر بھی ایک
دوسرے کو قتل کرتے تھے۔ ثم اقرتم ... ثم انتم هولاء تقتلون انفسکم

"ثم انتم هولاء... تم ہی ہو" میں لفظ "ہولاء" اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ آیہ مجیدہ جس مورد کو بیان کر رہی ہے وہ
زمانہ بعثت کے بنی اسرائیل ہیں۔ اس آیت کے خطابات گذشتہ خطابات کی طرح نہیں ہیں جن میں بنی اسرائیل
کے اسلاف کی صفات کو موجودہ بنی اسرائیل کی طرف نسبت دی گئی ہے۔

۲۔ بعض بنی اسرائیل نے اپنے دینی بھائیوں کو انکے گھر اور وطن سے در بدر کر کے الہی عہد و پیمان کو توڑا۔
ثم انتم هولاء ... تخرجون فريقا منكم من ديارهم

مورد بحث آیت ان جنگوں اور قتل و غارت گری کی طرف اشارہ کر رہی ہے جو آنحضرت (ص) کی ہجرت سے قبل مدینہ
کے یہودی قبائل میں ہوتی تھیں۔ بنی نضیر کے یہودی بنی قریظہ کے یہودیوں سے دست و گربان تھے جو جس پر غلبہ
حاصل کر لیتا دوسرے کو اسکے گھر اور جائے سکونت سے نکال کر در بدر کر دیتا۔

۳۔ بنی اسرائیل اپنے بعض دینی بھائیوں کو در بدر کرنے کے لیے ایک دوسرے کی مدد و نصرت کرتے تھے۔ تظاهرون
عليهم "تظاهرون" کا مصدر "تظاهر" ہے جس کا معنی ہے ایک دوسرے کی مدد کرنا "تظاهرون" علیہم "یعنی ایک قبیلے کی دوسرے
قبیلے کے ساتھ کشمکش اور ٹکراؤ کے دوران تم میں سے بعض افراد ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔

۳۔ اپنے دینی بھائیوں کو ان کے گھر سے دربدر کرنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرنے کے باعث بنی اسرائیل گناہگار اور متجاوز لوگ تھے۔ تظاہرون علیہم بالاثم والعدوان

"بالاثم" میں باء ملا بستہ ہے "بالاثم والعدوان"، "تظاہرون" کے فاعل کے لئے حال ہے یعنی ان کے خلاف تم ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے درآں حالیکہ تم گناہگار اور متجاوز تھے۔

۵۔ ادیان الہی پر اعتقاد رکھنے والے لوگوں کو نہ تو ایک دوسرے کو قتل کرنا چاہیئے اور نہ ہی ایک گروہ دوسرے کو اس کے گھریا وطن سے دربدر کرے۔ ثم انتم هؤلاء تقتلون أنفسکم و تخرجون فریقاً منکم من دیارہم

۶۔ ادیان الہی پر اعتقاد رکھنے والوں کو چاہیئے کہ اپنے دینی بھائیوں کو قتل کرنے یا ان کو دربدر کرنے میں قاتلوں یا دربدر کرنے والوں کی مدد نہ کریں۔ تظاہرون علیہم بالاثم والعدوان

۷۔ اہل دین کے قاتلوں اور دربدر کرنے والوں کی مدد کرنا گناہ اور تجاوز ہے۔ تظاہرون علیہم بالاثم والعدوان

۸۔ گناہگاروں کے گناہ میں مدد کرنا حرام ہے۔ تظاہرون علیہم بالاثم والعدوان

۹۔ بنی اسرائیل اپنے دینی بھائیوں کی قید سے رہائی کے لئے فدیہ دیتے تھے اگرچہ ان کے خلاف انہوں نے ہی لڑائی کی ہوتی اور ان کو ان کے گھر سے دربدر کیا ہوتا۔ و ان یاتوکم اساری تفادوہم

"یاتوا" کی ضمیر "فریقاً" کی طرف لوٹتی ہے۔ "تفادوا" کا مصدر "مفادات" ہے جس کا معنی ہے قید سے رہائی کے لئے فدیہ ادا کرنا یا اسی طرح کے معانی ہیں۔ پس "ان یاتوکم اساری..." کا معنی یہ بنتا ہے وہی گروہ یا قبیلہ جس کو تم نے دربدر کیا ہوتا اگر دشمن کے ہتھے چڑھ جاتے تو تم فدیہ ادا کر کے ان کو آزاد کروا دیتے تھے۔

۱۰۔ بنی اسرائیل کا اپنے اسیروں کی آزادی کے لئے کوشش کرنا ان کی آسمانی کتابوں کے فرامین میں سے تھا۔ و ان یاتوکم اساری تفادوہم ... افتؤمنون ببعض الکتاب

"افتؤمنون ببعض الکتاب" اس معنی پر دلالت کرتا ہے کہ یہودیوں کا یہودی اسیروں کو آزاد کرانے کا محرک یا جذبہ تورات کے احکام پر عمل کرنا تھا۔

۱۱۔ اپنے دینی بھائیوں کے سلسلے میں بنی اسرائیل کے معاشرتی سلوک میں تناقض پایا جاتا تھا۔

و ان یاتوکم اساری تفادوہم و هو محرم علیکم اخراجہم اس جملہ میں ضمیر "ہو" ضمیر شان ہے۔ "اخراجہم" بتدا ہے

اور "محرم علیکم" اسکی خبر ہے یعنی جن کو تم نے خود در بدر کیا ہوتا تھا انکی آزادی کے لئے بھی خود ہی فدیہ دیتے تھے جبکہ ان کو در بدر کرنا تم پر حرام تھا۔

۱۲۔ بنی اسرائیل اپنے دینی بھائیوں کے قید ہو جانے کے بعد ان کی آزادی کے لئے انہی سے فدیہ لیتے تھے۔
و ان یاتوکم اساری تفادوہم بعض اہل لغت نے "تفادو" کا معنی "تم فدیہ لیتے تھے" کیا ہے۔ اس اعتبار سے "و ان یاتوکم... کا معنی یہ ہوگا کہ تمہارے دینی بھائی جب اسیر بن کے تمہارے پاس آتے تو تم ان کی آزادی کے لئے ان سے فدیہ لیتے تھے۔

۱۳۔ اپنے دینی بھائیوں کی آزادی کے لئے ان سے فدیہ لینا دین یہود کے محرّمات میں سے تھا۔ و ان یاتوکم اساری تفادوہم

۱۴۔ بنی اسرائیل کے نسلی تعصبات اور دین کے مقابل ان کے اعمال (تورات کے بعض احکام پہ عمل کرنا اور بعض پر عمل نہ کرنا) کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کی توبیح و سرزنش کی۔ اَفْتُوْمُنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضِ "اَفْتُوْمُنُوْنَ" اور "تکفرون" میں ایمان اور کفر سے مراد عمل کرنا اور عمل نہ کرنا ہے۔

۱۵۔ بنی اسرائیل تورات کے بعض احکام پر عمل کرتے اور بعض کی اعتنا نہ کرتے تھے۔ اَفْتُوْمُنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضِ

۱۶۔ آسمانی کتاب کے تمام تر احکام کی پابندی اس کتاب پر ایمان لانے والوں کا فریضہ ہے۔ اَفْتُوْمُنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضِ

۱۷۔ آسمانی کتاب پر ایمان کی دلیل اسکے احکامات پر عمل کرنا ہے۔ اَفْتُوْمُنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ
جملہ "و ان یاتوکم... پر" اَفْتُوْمُنُوْنَ... کی صرف فاء کے ذریعے تفریع اس مفہوم و معنی کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ جو تم لوگ تورات کے حکم کے مطابق اسیروں کی آزادی کے درپے ہو تو گویا تورات کے اس حصے پر عمل پیرا ہو لیکن اپنے دینی بھائیوں کو جو در بدر کرتے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کام کی حرمت (جو تورات میں آئی ہے) کے منکر و کافر ہو۔ پس دینی احکام پر عمل کرنا ایمان کی دلیل ہے اور ان کو ترک کر دینا کفر کی طرح ہے۔

۱۸۔ سماوی کتاب کے فرامین و احکام پہ عمل نہ کرنا انکار کرنے کی طرح ہے اور اس کتاب کا کفر اختیار کرنے کی دلیل ہے۔ اَفْتُوْمُنُوْنَ ... وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضِ

۱۹۔ جن یہودیوں نے عہد و پیمان الہی کو توڑا ان کی سزا دنیا میں ذلت و خواری ہے۔ اِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ ... فما جزاء من يفعل ذلك منكم الاخرى في الحى وة الدنيا "ذلک" ان تمام کاموں کی طرف اشارہ ہے جو آیہ مجیدہ نے یہودیوں کے بارے میں نقل کیئے ہیں اور ان کاموں کو ناپسند گردانا گیا ہے ان کاموں میں سے عہد و پیمان الہی کی پابندی نہ کرنا، اپنے دینی بھائیوں کو قتل کرنا وغیرہ ہے۔

۲۰۔ دنیا میں ذلت و خواری میں مبتلا ہونا ان یہودیوں کی سزا ہے جنہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا اور اپنے دینی بھائیوں کو در بدر کیا۔ تقتلون أنفسکم ... فما جزاء من يفعل ذلك منكم الاخرى في الحياة الدنيا

۲۱۔ آخرت میں شدید ترین عذاب ان یہودیوں کے لئے ہے جنہوں نے الہی عہد و پیمان کو توڑا۔ اِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ ... ويوم القيامة يردون الى اشد العذاب "العذاب" کی طرف "اشد" شدید ترین "کا اضافہ یہ صفت کا موصوف کی طرف اضافہ ہے یعنی "العذاب الاشد"

۲۲۔ جن یہودیوں نے اپنے دینی بھائیوں کو در بدر کیا یا ان کو قتل کیا ان کو قیامت میں شدید ترین عذاب ہوگا۔ تقتلون أنفسکم ... و يوم القيامة يردون الى اشد العذاب

۲۳۔ جن یہودیوں نے آسمانی کتاب میں تبعیض (تورات کے بعض احکام پر عمل کیا اور بعض کو ترک کیا) انجام دی ان کی سزا دنیا میں ذلت و خواری ہے۔ أفتؤمنون ببعض ... فما جزاء من يفعل ذلك منكم الاخرى في الحياة الدنيا ۲۳۔ وہ یہودی جو تورات کے احکام اور معارف کے ساتھ تبعیض کرتے تھے قیامت کے روز شدید ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ أفتؤمنون ببعض ... و يوم القيامة يردون الى اشد العذاب

۲۵۔ اغروی عذاب کے مختلف درجات ہیں۔ و يوم القيامة يردون الى اشد العذاب

۲۶۔ زمانہ بعثت کے بعض یہود، الہی عہد و پیمان پر عمل پیرا ہو کر ان کی پابندی کرتے تھے اور اپنے دینی بھائیوں کو قتل کرنے اور در بدر کرنے سے اجتناب کرتے تھے۔ فما جزاء من يفعل ذلك منكم ماسبق خطابات کا سیاق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ جملہ "فما جزاء... یوں ہو" "فما جزاء کم بما تفعلون الاخری"۔ تاہم سیاق سے اس طرح کا تغیر اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ سب یہودی ناروا اور بے جا اعمال کے مرتکب نہیں ہوئے جبکہ "منکم" کا من تبعیضیہ اس بات کی تائید کر رہا ہے۔

۲۷۔ ایمان اور عمل میں تبعض (بعض کو انجام دینا اور بعض کو ترک کر دینا) دنیا میں ذلت و خواری اور آخرت میں شدید عذاب کا باعث ہے۔ ما جزاء من يفعل ذلك منكم الا خزي في الحياة الدنيا و يوم القيامة يردون الى اشد العذاب

۲۸۔ الہی مکتب پر اعتقاد رکھنے والے اگر اپنے دینی بھائیوں کو قتل کریں یا ان کو دربدر کریں تو دنیا میں ذلیل و خوار ہوں گے اور آخرت کے سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ فما جزاء من يفعل ... و يوم القيامة يردون الى اشد العذاب

۲۹۔ داخلی جنگیں اور برادر کشی گناہان کبیرہ میں سے ہیں جو دنیا میں ذلت و خواری کا سبب اور آخرت میں عذاب کا باعث ہیں۔ تقتلون أنفسكم ... فما جزاء من يفعل ذلك منكم الا خزي في الحياة الدنيا و يوم القيامة يردون الى اشد العذاب یہ گناہ چونکہ سخت ترین عذاب کا موجب ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گناہان کبیرہ ہیں۔

۳۰۔ گناہگاروں کو اضروی عذاب کے علاوہ دنیا میں بھی سزائیں ملیں گی۔ فما جزاء من يفعل ذلك منكم الا خزي في الحياة الدنيا

۳۱۔ اللہ تعالیٰ انسان کے تمام تراعمال و کردار سے آگاہ ہے۔ و ما الله بغافل عما تعملون

۳۲۔ اس بات کی طرف توجہ اور یقین کہ اللہ تعالیٰ تمام اعمال سے آگاہ ہے انسان کو الہی عہد و پیمان توڑنے اور گناہ انجام دینے سے روکتا ہے۔ و ما الله بغافل عما تعملون اللہ تعالیٰ کے انسانی اعمال کے ناظر و شاہد ہونے کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ناظر ہونے پر توجہ رکھیں تاکہ ناجائز اعمال سے پرہیز کریں۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ کی آگاہی اور نظارت کا تقاضا یہی ہے۔

۳۳۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " ... الکفر فی کتاب اللہ علی خمسة اوجه ... والوجه الرابع من الکفر ترك ما امر الله عزوجل به و هو قول الله عزوجل " ... أفتؤمنون ببعض الكتاب و تكفرون ببعض فما جزاء من يفعل ذلك منكم " فکفرهم بترك ما امر الله عزوجل به ونسبهم الى الايمان و لم يقبله منهم و لم ينفعهم عنده ... (۱) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کفر کی پانچ قسمیں ہیں ... اور چوتھی قسم اوامر الہی کا ترک کرنا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام ہے

(۱) کافی ج/۲ ص ۳۹۰ ح/۱ نور الثقلین ج/۱ ص ۹۵ ح ۲۶۹۔

"أَفْتَوْنُون بِيَعُض الْكِتَاب وَ تَكْفُرُون بِيَعُض فَمَا جِزَاء مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ مِنْكُمْ" پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اوامر الہی ترک کرنے کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے۔ اگرچہ ان کی طرف ایمان کی نسبت دی ہے لیکن یہ ایمان قابل قبول نہیں ہے اور خدا تعالیٰ کے ہاں سے ان کو کوئی منفعت حاصل نہ ہوگی۔

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں پر عمل ۱۸، ۱۷، ۱۶

احکام: ۸

اسیر: اسیر کی آزادی ۱۳؛ اسیر کی آزادی کی اہمیت ۱۰؛ اسیر کے لئے فدیہ ۱۳، ۱۲، ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی سرزنشیں ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کا علم ۳۱؛ عہد الہی سے وفا ۲۶

انسان: انسان کا عمل ۳۱

ایمان: خدا کے علم پر ایمان کے نتائج ۳۲؛ قرآن کریم کے بعض حصے پر ایمان ۳۳؛ ایمان کے متعلقات ۳۳؛ آسمانی

کتاب پر ایمان کی علامتیں ۱۷

برادر کشی: برادر کشی کے نتائج ۲۹؛ برادر کشی کا گناہ ۲۹

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کے اسیروں کی آزادی ۱۲، ۹؛ بنی اسرائیل کا اقرار ۱؛ صدر اسلام کے بنی اسرائیل ۱؛ بنی

اسرائیل اور تورات ۱۵؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱۲، ۹، ۳، ۲، ۱؛ بنی اسرائیل کی وطن بدری یا در بدری ۳، ۲، ۱؛ بنی اسرائیل

کے در بدر لوگ ۲؛ بنی اسرائیل کی تجاوزگری ۳؛ بنی اسرائیل کی سماوی کتب کی تعلیمات ۱۰؛ بنی اسرائیل کے جرائم ۲، ۱،

۳، ۳؛ بنی اسرائیل کے معاشرتی روابط ۱۱؛ بنی اسرائیل کی سرزنش ۱۳؛ بنی اسرائیل کا شرعی تکلیف پر عمل ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کا

بنی اسرائیل کے ساتھ عہد ۱؛ بنی اسرائیل کی عہد شکنی ۲، ۱؛ بنی اسرائیل کا فدیہ ۱۲؛ بنی اسرائیل میں قتل کا واقعہ ۳، ۱؛ بنی

اسرائیل کا گناہ ۳

تجاوز: تجاوز کے موارد ۷ تورات: تورات کے بعض حصے پر عمل ۲۳، ۲۳، ۱۵

جرائم: جرائم میں اعانت ۷، ۶، ۳، ۳

جنگ: خانہ جنگی کے نتائج ۲۹؛ خانہ جنگی کا گناہ ۲۹

حدیث: ۳۳ در بدر کرنا: در بدر کرنے سے اجتناب ۲۶؛ در بدر کرنے کی سزا ۲۸

در بدر کرنے والے: در بدر کرنے والوں کی مدد کرنے سے اجتناب ۶؛ در بدر کرنے والوں کی امداد ۷

دین: دین کے بعض حصے پر عمل کے نتائج ۲۷؛ دین کا جزء جزء کرنا بعض پر عمل اور بعض کی مخالفت کرنا ۱۳، ۱۵؛ دین کو قبول کرنے میں جزء جزء کرنا (بعض کو قبول اور بعض کو رد کرنا) ۲۳، ۲۳، ۱۳

دین دار: دین داروں کو در بدر کرنے سے اجتناب ۵؛ دین داروں کی ذمہ داری ۵، ۶؛ دین داروں کو تنبیہ ۲۸

ذلت: دنیاوی ذلت کے اسباب ۲۳، ۲۰، ۱۹، ۲۷، ۲۸، ۲۹

عذاب: شدید عذاب ۲۸، ۲۷، ۲۳، ۲۲، ۲۱؛ عذاب کے درجات ۲۸، ۲۷، ۲۳، ۲۲، ۲۱؛ عذاب کے اضروی درجات ۲۵؛ اضروی عذاب کے موجبات ۲۷، ۲۸، ۲۹

قاتل: قاتل کی امداد سے اجتناب ۶؛ قاتل کی امداد ۷

قتل: قتل سے اجتناب ۲۶، ۱؛ قتل کی سزا ۲۸؛ قتل میں اعانت کرنا ۷، ۶

قیامت: قیامت کے عذاب ۲۲

کائناتی نظریہ: کائناتی نظریہ اور آئیڈیالوجی ۳۲

کفر: قرآن حکیم کے بعض حصے کے بارے میں کفر ۳۳؛ آسمانی کتابوں کے بارے میں کفر ۱۸؛ کفر کے موجبات ۳۳

گناہ: گناہ میں تعاون ۷؛ گناہ میں تعاون کی حرمت ۸؛ گناہان کبیرہ کا گناہ ۲۹؛ گناہ کے موارد ۷؛ گناہ کی رکاوٹیں ۳۲

گناہگار: گناہگاروں کا اضروی عذاب ۳۰؛ گناہگاروں کا دنیاوی عذاب ۳۰؛ گناہگاروں کو تنبیہ ۳۰

محرمات: ۸

مومنین: مومنین کی ذمہ داری ۱۶

وعدہ شکنی: اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ شکنی کی سزا ۲۱، ۱۹؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ شکنی کے موانع ۳۲

یہود: یہودیوں کے احکام ۱۳؛ یہودیوں کا تورات پر ایمان ۲۶؛ یہودیوں کی دنیاوی ذلت ۲۰، ۱۹، ۲۳؛ یہودیوں کا اضروی

عذاب ۲۲، ۲۳؛ یہودیوں کا دنیاوی عذاب ۲۰؛ یہودیوں کی ذلت کے اسباب ۲۳؛ یہودیوں کی اضروی سزا و انجام ۲۱؛

یہودیوں کی لوگوں کو در بدر کرنے کی سزا ۲۲، ۲۰؛ یہودیوں کی دنیاوی سزا و انجام ۲۳؛ یہودیوں کے قتلوں کی سزا ۲۲، ۲۰؛

وعدہ شکن یہودیوں کی سزا ۲۱، ۱۹؛ یہودیوں کے محرمات ۱۳؛ یہودی قیامت میں ۲۲؛ صدر اسلام کے مومن یہود ۲۶

أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَخَفُّ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٨٦﴾

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کو دے کر دنیا خرید لی ہے اب نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی (۸۶)

۱۔ عالم آخرت اور اسکی نعمتیں ان لوگوں کا سرمایہ ہے جو ایمان رکھتے اور آسمانی کتابوں کے مطابق عمل کرتے ہیں۔
اولئك الذين اشتروا الحياة الدنيا بالآخرة

۲۔ بعض انسان آخرت اور اسکی نعمتوں کو کھو کر دنیاوی نعمتوں یا حیثیتوں کے درپے ہیں۔ اولئك الذين اشتروا الحياة الدنيا بالآخرة

۳۔ آخرت کو کھو کر دنیا کا انتخاب کرنا ایسے اخروی عذاب کا باعث ہے جس میں کمی یا تخفیف نہیں ہوگی۔
اولئك ... فلا يخفف عنهم العذاب

۴۔ الہی عہد و پیمان کو توڑنے والے سرانے آخرت اور اسکی نعمتوں سے کچھ نہ پاسکیں گے۔
إذ أخذنا ميثاقكم ... أولئك الذين اشتروا الحياة الدنيا بالآخرة

"اولئك" ان تمام گروہوں کو شامل ہے جن کے ناپسندیدہ اعمال و کردار کا ماقبل آیت میں ذکر ہوا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں، الہی عہد و پیمان کو توڑنے والے، اپنے دینی بھائیوں کے قاتل وغیرہ۔
۵۔ الہی عہد و پیمان کو بے اہمیت سمجھنے اور توڑنے والوں کا محرک دنیاوی نعمتوں کا حصول ہے۔
اولئك الذين اشتروا الحياة الدنيا بالآخرة

۶۔ یہود دنیاوی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے اپنے دینی بھائیوں کو قتل کرتے اور ان کو ان کے گھر سے، وطن سے دربر کرتے تھے۔ ثم انتم هولاء تقتلون ... أولئك الذين اشتروا الحياة الدنيا بالآخرة

۷۔ یہودیوں نے دنیاوی مفادات کے حصول کی خاطر آخرت اور اسکی نعمتوں کو کھودیا۔
اولئك الذين اشتروا الحياة الدنيا بالآخرة

۸۔ اہل ایمان کو قتل کرنا، ان کو دربر کرنا اور دین میں

تبعیض (بعض پر عمل اور بعض کو ترک) کرنا عالم آخرت کو کھودینے اور قیامت میں شدید عذاب کا باعث بنتا ہے۔
اولئك الذين اشتروا ... فلا يخفف عنهم العذاب "العذاب" کا "ال" عہد ذکر می ہے جو "اشد العذاب" کی طرف اشارہ ہے۔

۹۔ جو لوگ دنیا کے حصول کی خاطر اپنی آخرت کو تباہ کرتے ہیں ان کو عذاب سے نجات کے لئے کوئی یار و یاور نہ ملے گا۔
فلا يخفف عنهم العذاب و لا هم ينصرون

۱۰۔ دین میں تبعیض کے (بعض احکام پر عمل کرنا اور بعض کو ترک کر دینا) محرکات میں سے ایک دنیا طلبی ہے۔
أفتؤمنون ببعض الكتاب و تكفرون ببعض ... اولئك الذين اشتروا الحياة الدنيا

۱۱۔ مکتب الہی پر اعتقاد رکھنے والے گروہوں کے درمیان خون ریز جنگوں اور معرکہ آرائیوں کی ایک جڑ دنیا طلبی ہے۔
انتم هولاء تقتلون أنفسكم ... اولئك الذين اشتروا الحياة الدنيا

آخرت فروش افراد: ۲ آخرت فروشوں کا بے یار و مددگار ہونا ۹؛ آخرت فروشوں کا عذاب ۹؛ آخرت فروشوں کی سزا ۳
آخرت فروشی: آخرت فروشی کی سزا ۳

اختلاف: دینی اختلاف کے اسباب ۱۱

انسان: انسانی سرمایہ ۱

ترغیب و تحریک: ترغیب کے عوامل ۶

جنگ: جنگ کی زمین ہموار ہونا ۱۱

دنیا طلب افراد: ۲ دنیا کے طالبوں کو عذاب ۹؛ دنیا کے طالبوں کی سزا ۳

دنیا طلبی: دنیا طلبی کا نتائج ۵، ۱۰، ۱۱

دین: دین کے صرف بعض حصے پر عمل کرنے کے نتائج ۸؛ دین کا جزء جزء کرنا ۱۰؛ دین کے بعض حصے پر عمل ۱۰

دینی سماج: دینی سماج کو پہنچنے والے نقصان کی شناخت ۱۱

عذاب:

شدید عذاب ۸؛ عذاب کے درجے ۸؛ اخروی عذاب کے موجبات ۸؛ عذاب سے نجات ۹
 مومنین: مومنین کو در بدر کرنے کے نتائج ۸؛ مومنین کو قتل کرنے کے نتائج ۸
 نعمت: اخروی نعمتوں سے محروم لوگ ۳؛ اخروی نعمتیں ۱
 وعدہ شکن: وعدہ شکنوں کی دنیا طلبی ۵؛ وعدہ شکنوں کا محروم ہونا ۳
 وعدہ شکنی: اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ شکنی کا فلسفہ ۵؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ شکنی کی سزا ۳
 یہود: یہودیوں کی آخرت فروشی کا محرک ۷؛ یہودیوں کو در بدر کرنے کا محرک ۶؛ یہودیوں کے قتل کا محرک ۶؛ یہودیوں کے
 جرائم ۶؛ یہودیوں کی دنیا طلبی ۷، ۶؛ یہودیوں کی صفات ۶

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ أَفَكُلَّمَا
 جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَى أَنْفُسُكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿٨٧﴾

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی ان کے پیچھے رسولوں کا سلسلہ قائم کیا عیسیٰ بن مریم کو واضح بمعجزات عطا کئے روح القدس سے
 ان کی تائید کرا دی لیکن کیا تمہارا مستقل طریقہ یہی ہے کہ جب کوئی رسول تمہاری خواہش کے خلاف کوئی پیغام لے کر آتا ہے تو
 اکڑ جاتے ہو اور ایک جماعت کو جھٹلا دیتے ہو اور ایک کو قتل کر دیتے ہو (۸۷)

۱۔ حضرت موسیٰ ﷺ انبیائے الہی میں سے تھے اور صاحب کتاب (تورات) تھے۔ و لقد آتینا موسیٰ الكتاب

۲۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ ﷺ کو کتاب عطا کرنے والا ہے۔ و لقد آتینا موسیٰ الكتاب

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ﷺ کی رحلت کے بعد مسلسل انبیاء ﷺ کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔

و قفینا من بعدہ بالرسل "قفینا" کا مصدر "تقفیہ" ہے جس کا معنی ہے کسی چیز یا شخص کسی کو کسی دوسری چیز یا شخص کے
 بعد روانہ کرنا۔ پس "قفینا... یعنی موسیٰ ﷺ کی رحلت کے بعد ہم نے (بنی اسرائیل کی طرف) پے در پے انبیاء ﷺ کو
 بھیجا۔

۳۔ بنی اسرائیل کی طرف بہت سے انبیاء ﷺ بھیجے گئے۔ و قفینا من بعدہ بالرسل

"الرسل" میں "ال" استغراق کا ہے جو یہاں کثرت پر دلالت کرتا ہے۔

۵۔ حضرت عیسیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے انبیاء ﷺ میں سے تھے جو معجزات رکھتے تھے اور اپنی نبوت کے لئے واضح دلائل کے بھی حامل تھے۔ و آتینا عیسیٰ ابن مریم البینات

۶۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ﷺ کو بہت سے معجزات اور واضح دلائل عنایت فرمائے۔ و آتینا عیسیٰ ابن مریم البینات

"بینہ" کا معنی واضح حجت اور روشن دلیل ہے جبکہ معجزہ اس کے مصداق میں سے ہے۔ "البینات" میں الف لام عہد ذہنی کا ہے جو مردوں کو زندہ کرنے، اندھوں کو آنکھیں دینے وغیرہ جیسے معجزات کی طرف اشارہ ہے یا پھر یہ الف لام استغراق کا ہے جو "بینات" کی کثرت و فراوانی کی حکایت کرتا ہے۔

۷۔ حضرت عیسیٰ ﷺ ایک ایسے انسان تھے جن کی ولادت و خلقت والد کے بغیر ہوئی۔ و آتینا عیسیٰ ابن مریم قرآن حکیم نے بڑی صراحت و وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ حضرت مریم ﷺ کے فرزند ہیں جبکہ یہ امر عرف عام کے برخلاف ہے جس میں انسان کو اس کے والد سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ بات بعض نکات کی طرف اشارہ ہے ان میں سے ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ ﷺ کی والد کے بغیر ولادت ہوئی دوسرا یہ کہ یہودیوں کے اس باطل خیال کو رد کیا جائے کہ آپ ﷺ کسی بڑھئی کے بیٹے ہیں۔

۸۔ حضرت عیسیٰ ﷺ کو حضرت مریم ﷺ نے جنم دیا اور وہ حضرت مریم ﷺ کے ہی بیٹے ہیں نہ کہ فرزند خدا۔ عیسیٰ ابن مریم

یہ جو حضرت عیسیٰ ﷺ کو ان کی والدہ گرامی کی طرف نسبت دی گئی ہے ہو سکتا ہے اس لئے ہو کہ عیسائیوں کے اس خیال کو باطل یا رد کیا جائے جو وہ آپ ﷺ کو خداوند متعال کا بیٹا جانتے ہیں۔

۹۔ حضرت عیسیٰ ﷺ حضرت موسیٰ ﷺ کی شریعت کے تابع نہ تھے بلکہ خود صاحب شریعت تھے۔ و لقد آتینا موسیٰ الكتاب ... و آتینا عیسیٰ ابن مریم البینات

حضرت عیسیٰ ﷺ کا نام لینا اور جملہ "قفینا..." پر اکتفا نہ کرنا جبکہ حضرت عیسیٰ ﷺ بھی حضرت موسیٰ ﷺ کے بعد مبعوث ہوئے تھے یہ بعض نکات کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے ایک یہ کہ حضرت موسیٰ ﷺ کے مابعد آنے والے انبیاء ﷺ کے پاس کوئی مستقل کتاب یا شریعت نہ تھی بلکہ وہ حضرت موسیٰ ﷺ کی شریعت کے تابع تھے لیکن حضرت عیسیٰ ﷺ صاحب شریعت اور صاحب کتاب تھے۔

۱۰۔ حضرت موسیٰ ﷺ کے بعد میں آنے والے انبیاء ﷺ آپ ﷺ کی شریعت کے تابع اور اسی کی تبلیغ کرتے تھے۔ و
لقد آتینا موسیٰ الكتاب و قفینا من بعده بالرسول

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ﷺ کی "روح القدس" کے ذریعے تائید اور تقویت فرمائی۔ و ایدناہ بروح القدس
"ایدناہ" کا مصدر تائید ہے جس کا معنی ہے تقویت کرنا اور توانائی عطا کرنا۔

۱۲۔ حضرت عیسیٰ ﷺ کا روح القدس کے ذریعے تائید ہونا یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ و ایدناہ بروح
القدس

۱۳۔ انبیاء ﷺ کے پیغامات کی یہودیوں کی نفسانی خواہشات سے مطابقت یا عدم مطابقت ان پیغامات کو قبول کرنے یا
قبول نہ کرنے کا معیار تھا۔ افکلما جاء کم رسول بما لا تهوی أنفسکم استکبرتم

۱۴۔ یہود نفس پرست لوگ اور احساس برتری کی نفسیات کے مالک تھے۔ بما لا تهوی أنفسکم استکبرتم

۱۵۔ یہود نے بعض انبیاء ﷺ کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کیا۔ ففریقاً کذبتم و فریقاً تقتلون

۱۶۔ یہودی پیامبر اسلام (ص) کو قتل کرنے کے درپے تھے۔ و فریقاً تقتلون

یہ مفہوم دو نکتوں کی بنا پر استفادہ ہوتا ہے۔ ۱۔ آیت کے مخاطبین زمانہ بعثت کے یہودی ہیں اور ان کے زمانے میں پیامبر
اسلام (ص) کے علاوہ کوئی اور پیامبر (ص) نہ تھا جسکو قتل کرنا چاہتے تھے۔ ۲۔ "کذبتم" جو فعل ماضی ہے اس کے مقابل
فعل مضارع "تقتلون" کا استعمال کیا گیا ہے۔

۱۷۔ یہودیوں کی نفس پرستی اور احساس برتری ان کو اس بات پر آمادہ کرتے تھے کہ انبیاء ﷺ کو جھٹلائیں اور ان کو قتل
کریں۔ بما لا تهوی أنفسکم استکبرتم ففریقاً کذبتم و فریقاً تقتلون جملہ "فریقاً کذبتم و..." کی صرف فاء کے ذریعے جملہ
"بما لا تهوی أنفسکم استکبرتم" پر تفریع مذکورہ بالا مفہوم کا باعث ہے۔

۱۸۔ حضرت عیسیٰ ﷺ کے پاس معجزات اور آشکار دلائل کے ہوتے ہوئے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ ﷺ کی نبوت کو
قبول نہ کیا۔ و آتینا عیسیٰ ابن مریم البينات ... ففریقاً کذبتم

۱۹۔ زمانہ بعثت کے یہود تکبرانہ نفسیات، نفس پرستی اور انبیاء ﷺ کی مخالفت کرنے میں اپنے اسلاف کی طرح تھے۔
افکلما جاء کم رسول ... ففریقاً کذبتم و فریقاً تقتلون

زمانہ بعثت کے یہودیوں کو انبیاء ﷺ کے جھٹلانے اور

قتل کرنے کی نسبت دینا جبکہ ان کے اسلاف ایسا کرتے تھے۔ یہ اس مفہوم کی طرف اشارہ ہے کہ زمانہ بعثت کے یہود بھی ان صفات رزیدہ کے مالک تھے۔

۲۰۔ نفس پرستی اور احساس برتری ان رذائل میں سے ہیں جو انسان کو گناہان کبیرہ کے ارتکاب کی ترغیب دلاتی ہیں۔
بما لا تھوی أنفسکم استکبرتم ففریقاً کذبتم و فریقاً تقتلون

۲۱۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے "... ان فی الانبیاء والاصیاء خمسة ارواح، روح القدس ... فبروح القدس ... عرفوا ما تحت العرش الی ما تحت الثری ...^(۱) انبیاء علیہم السلام اور اوصیاء علیہم السلام الہی میں پانچ ارواح ہوتی ہیں ان میں سے ایک روح القدس ہے ... اس روح القدس کے ذریعے ... عرش سے لے کر تحت ثری تک جو کچھ ہے وہ جان لیتے ہیں۔

۲۲۔ پیامبر گرامی اسلام (ص) سے روایت ہے کہ آپ (ص) نے ارشاد فرمایا "روح القدس" جبرئیل علیہ السلام^(۲) روح القدس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ادا د۱۱؛ اللہ تعالیٰ اور فرزند ۸؛ اللہ تعالیٰ کی عنایات ۲، ۶

انبیاء علیہم السلام: اولو العزم انبیاء علیہم السلام ۱، ۹؛ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابعد کے انبیاء علیہم السلام ۳، ۱۰؛ انبیاء علیہم السلام کی تاریخ ۳، ۳؛ انبیاء علیہم السلام کا علم ۲۱؛ انبیاء علیہم السلام کے جھٹلائے جانے کے عوامل ۱۲؛ انبیاء علیہم السلام کے قتل کے اسباب ۱۲؛ انبیاء علیہم السلام کا قتل ۱۵

اوصیاء علیہم السلام: اوصیاء علیہم السلام کا علم ۲۱

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام ۳، ۳

ترغیب و تحریک: ترغیب کے عوامل ۱۲

تکبر: تکبر کے نتائج ۲۰

حضرت جبرائیل علیہ السلام: حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اہمیت و کردار ۲۲

حضرت عیسیٰ علیہ السلام: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح القدس کے ذریعے تائید ۱۱، ۱۲؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب ۱۸؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے دلائل ۵؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت ۹؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے ۸؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ۸؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ۸؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ۵، ۶؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

(۱) کافی ج/ ۱ ص ۲۷۲، ح ۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۹۸ ح ۲۷۳ (۲) الدر المنثور ج/ ۱ ص ۲۱۳، تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۱۲۴ ح ۱۔

خلقت کی خصوصیات ۷ حضرت عیسیٰ ﷺ کی خصوصیات ۱۲

روایت: ۲۱، ۲۲

روح القدس: روح القدس سے مراد ۲۲؛ روح القدس کی اہمیت و کردار ۲۱

گناہ: گناہ کے اسباب ۲۰

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں ہماری کچھ سمجھ میں نہیں آتا بیشک ان کے کفر کی بنا پر ان پر خدا کی مار ہے اور یہ بہت کم ایمان لے آئیں گے (۸۸)

۱۔ زمانہ بعثت کے یہودیوں کے قلوب اسلامی معارف کے ادراک کی توانائی نہ رکھتے تھے۔ و قالوا قلوبنا غلف بل لعنهم الله بكفرهم فقليلًا "اغلف" کی جمع "غلف" ہے جس کا معنی ہے ایسی چیز جس کو پردہ کہا جاسکتا ہو بنا بریں "قلوبنا غلف" یعنی ہمارے قلوب پر پردہ یا حجاب ہے۔ یہودیوں کے مقصد کو دو طرح سے بیان کیا جاسکتا ہے۔ ۱۔ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں لہذا اسلام کے معارف درک کرنے سے عاجز ہیں پس اے پیامبر (ص) کیا آپ (ص) کو توقع ہے کہ ہم آپ (ص) کے پیغام کو اپنے تک پہنچنے سے پہلے قبول کریں گے؟ ۲۔ ہمارے دلوں پر پردے ہیں ایسے نہیں کہ ہر کلام کو قبول کریں بلکہ جو کلام حقیقت رکھتا ہو اس کو قبول کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا مفہوم پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

۲۔ زمانہ بعثت کے یہودیوں کو معارف اسلام کے ادراک کے بارے میں اپنی عاجزی و ناتوانی کا اعتراف تھا۔ و قالوا قلوبنا غلف "قالوا" اعتراف پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔ یہودیوں کا خیال تھا کہ وہ لوگ اسلام کو جو قبول کرنے سے عاجز ہیں یہ انکی فطرت اور خلقت کی وجہ سے ہے لہذا خود کو معذور سمجھتے تھے۔ و قالوا قلوبنا غلف "لعنهم الله بكفرهم" نے یہودیوں پر ان کے کفر کی وجہ سے لعنت کی "یہ جملہ اور اس پر "فای" کے ذریعے تفریع ہونے والا مابعد کا جملہ "فقليلًا ما يؤمنون" پس ان میں بہت کم افراد ایمان لاتے ہیں "، اس بات کی جانب اشارہ ہے

کہ یہودیوں کا اسلام کے ادراک سے عاجز ہونے کا دعویٰ صحیح ہے۔ پس لفظ "بل"، "قلوبنا غلف" کے مطابق معنی کو رد نہیں کرتا، بلکہ اس مطلب کو رد کرتا ہے جو یہودیوں کا اصلی مقصود تھا کہ وہ درک نہ کر سکنے کی وجہ سے خود کو معذور سمجھتے تھے۔

۳۔ حق کو قبول نہ کرنے والے یہودیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ان کو لعنت میں مبتلا کر دیا۔
بل لعنہم اللہ بکفرہم

۵۔ یہودیوں کا کفر اختیار کرنا ان کا رحمت الہی سے دور ہونے کا سبب بنا۔ لعنہم اللہ بکفرہم "بکفر" کی باء سببیہ کے لئے ہے۔

۶۔ یہودیوں کے قلب و نظر پر پردے پڑنے کی وجہ ان کی فطرت یا خلقت نہیں ہے بلکہ اس کا باعث ان کا کفر اختیار کرنا اور رحمت الہی سے دور ہونا ہے۔ قالوا قلوبنا غلف بل لعنہم اللہ بکفرہم یہ گذر گیا ہے کہ "بل"، "قلوبنا غلف" سے نفی کے معنی میں ہے اور یہودیوں کا معذور ہونا ان کے نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ "بل" یہودیوں کے معذور ہونے کی نفی کرتا ہے جبکہ جملہ "لعنہم اللہ..." بیان کر رہا ہے یہودیوں کے قلوب پر پردہ پڑنا ان کے کفر کی وجہ سے ہے نہ کہ فطرتاً ایسا ہے۔ ایسی نا فہمی جس کو انسان خود پیدا کرے قابل قبول عذر نہیں ہو سکتا۔

۷۔ کافر یہودی باوجود اس کے کہ ان کے دلوں پر پردے پڑنے سے وہ عاجز و ناتواں ہیں معذور نہیں، ہیں۔
قلوبنا غلف بل لعنہم اللہ بکفرہم

۸۔ یہودیوں کا اسلام کے معارف درک کرنے سے عجز کے اظہار کا مقصد پیامبر اسلام (ص) کو مایوس کرنا تھا۔
قالوا قلوبنا غلف انسان معمولاً فہم و ادراک میں اپنے قصور کو تسلیم نہیں کرتے یا اس پر یقین نہیں کرتے۔ بنا بریں یہودیوں کے درک نہ کرنے یا نہ سمجھنے کا اعتراف ممکن ہے پیامبر اسلام (ص) کو مایوس کرنے کے لئے ہوتا کہ ان کو اسلام کی دعوت دینے پر اصرار کرنے سے منصرف ہو جائیں۔

۹۔ یہودی بہت کم معارف الہی پر ایمان رکھتے ہیں۔ فقلیلاً ما یؤمنون یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "قلیلاً" مفعول مطلق محذوف کی صفت ہے یعنی "ایماناً قلیلاً"۔ صرف "ما" اس قلیلاً کی تاکید ہے۔ قابل توجہ یہ ہے کہ ایمان قلیل کا معنی کمزور ایمان ہے یا یہ کہ دین کے کم حصے پر ایمان رکھنا اور دین کے اکثر حصے پر یقین نہ کرنا ہے۔

۱۰۔ یہودیوں کا لعنت الہی میں مبتلا ہونا اس لئے تھا کیونکہ وہ معارف الہی کی اکثریت پر ایمان نہ لائے۔
لعنہم اللہ بکفرہم فقلیلاً ما یؤمنون

"فقلیلاً ما..." میں فاء تفریع اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت اس بات کا موجب بنی کہ یہودی ایمان کامل یا

تمام معارف پر ایمان کی بنیادیں کھودیں۔

۱۱۔ یہودیوں میں سے بہت ہی کم تعداد نے معارف اسلامی کا یقین کیا اور پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لائے*۔

فقلیلاً ما یؤمنون یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "قلیلاً"، "یؤمنون" کے فاعل کے لئے حال ہو یعنی یہ کہ "فما یؤمنون منهم الا نفر قلیل۔ پس یہودیوں میں سے ایمان نہیں لاتے مگر بہت محدود افراد" (مجمع البیان سے اقتباس)

۱۲۔ انسان حتی جب اللہ تعالیٰ کی لعنت میں مبتلا ہوتا ہے تب بھی ایمان کی طرف تمایل پیدا کر کے اہل ایمان میں سے ہو سکتا ہے۔ لعنہم اللہ بکفرہم فقلیلاً ما یؤمنون

جملہ "فقلیلاً ما یؤمنون" کی جملہ "لعنہم اللہ بکفرہم" پر تفریع اس مفہوم کی طرف اشارہ ہے کہ کفر اختیار کرنے اور رحمت الہی سے دور ہونے کے سبب ایمان کی بہت ساری بنیاد ضائع ہو جاتی ہے نہ کہ کامل طور پر اس کی بنیادیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔ گویا یہ کہ انسان لعنت الہی کے باوجود خود کو ایمان کی طرف راغب کر سکتا ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونا اور اس کی لعنت میں مبتلا ہونا ایمان نہ لانے پر جبر کا باعث نہیں ہے۔ لعنہم اللہ بکفرہم فقلیلاً ما یؤمنون

۱۴۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ان کے قلب و نظر اس قدر مضبوط ہیں کہ ان پر غیر صحیح عقائد اور افکار اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ قالوا قلوبنا غلف یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "ان کے دلوں پر پردے پڑنے" سے مراد یہ ہو کہ غیر صحیح اور نادرست کلام سے متاثر نہیں ہوتے۔ گویا ہر غلاف یا پردہ نادرست چیز کے اندر جانے اور نقصان پہنچانے کے لئے رکاوٹ ہے۔ قابل توجہ ہے کہ لفظ "بل" اسی دعوے کی نفی کر رہا ہے۔

اسلام: اسلام کے فہم سے عاجز ہونا ۱، ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی لعنت کے نتائج ۱۳، ۱۰، ۶؛ اللہ تعالیٰ کی لعنت ۳

انسان: انسان کی قوت و توانائی ۱۲

ایمان: ایمان میں اختیار ۱۳؛ اسلام پر ایمان ۱۱؛ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان ۱۱؛ ایمان سے متعلق امور ۱۱

رحمت: رحمت سے محروم افراد ۵، ۳؛ رحمت سے محروم ہونا ۱۳

قلب: قلب پر پردے کے نتائج ۷؛ پردے کے اسباب ۶

کفر: کفر کے نتائج ۵، ۶

لعنت : لعنت کیے جانے والوں کا ایمان ۱۲؛ لعنت کیے جانے والے افراد ۳

یہود: یہودیوں کے کفر کے نتائج ۶؛ یہودیوں کے دعوے ۱۳؛ یہودیوں کا کمزوری کا اظہار ۸؛ صدر

اسلام کے یہودیوں کا اقرار ۲؛ یہودیوں کی اقلیت کا ایمان ۱۱؛ یہودیوں کا ایمان ۹؛ یہودیوں کی بصیرت ۳؛ یہودیوں کے قلب پر مہر ۴، ۵؛ یہودیوں کے فہم کی کمزوری ۱، ۲؛ یہودیوں کی محرومیت کے اسباب ۳، ۵؛ یہودیوں کی معذوریت کے اسباب ۳؛ یہودیوں کی فطرت ۳؛ یہودیوں کا قلب ۱۳؛ یہودیوں کا کفر ۵؛ یہودیوں پر لعنت ۱۰، ۶، ۳؛ یہودیوں کا معذور نہ ہونا ۴؛ یہودیوں کے قبول اسلام میں رکاوٹیں ۳؛ یہودیوں کے ایمان لانے میں رکاوٹیں ۱۰، ۴، ۳؛ یہودیوں کا حق قبول نہ کرنا ۳؛ صدر اسلام کے یہود ۱؛ یہود اور اسلام ۲؛ یہود اور پیامبر اسلام (ص) ۸

لَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٨٩﴾

اور جب انکے پاس خدا کی طرف سے کتاب آئی ہے جو انکی توریت و غیرہ کی تصدیق بھی کرنے والی ہے اور اس کے پہلے وہ دشمنوں کے مقابلہ میں اسی کے ذریعہ طلب فتح بھی کرتے تھے لیکن اس کے آتے ہی منکرہ گئے حالانکہ اسے پہچانتے بھی تھے تو اب کافروں پر خدا کی لعنت ہے (۸۹)

۱۔ قرآن کریم انتہائی باعزت و عظمت کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس سے نازل ہوئی ہے۔ و لما جاء هم کتاب من عند الله "کتاب" کو نکرہ لانا اور یہ صراحت و وضاحت کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے آئی ہے اس کی عظمت و بزرگی پر دلالت کرتی ہے۔

۲۔ قرآن کریم نے تورات کے نفس کلام کے صحیح ہونے اور اسکے آسمانی ہونے کی تائید و تصدیق کی ہے۔ کتاب ... مصدق لما معهم

۳۔ قرآن کریم تورات کی حقانیت اور اس کے آسمانی ہونے کی دلیل ہے *مصدق لما معهم قرآن کریم کی طرف سے تورات کی تصدیق کا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم کا نزول اس بات کا سبب بنا کہ تورات نے جو قرآن کے نزول کی خوش خبری دی تھی وہ پوری ہو گئی پس قرآن کریم بھی تورات کی حقانیت کو ثابت کر رہا ہے۔

۳۔ پیامبر اسلام (ص) کے زمانے تک تورات میں تحریف نہ ہوئی تھی *مصدق لما معهم

"ما معہم... وہ جو ان کے ہمراہ ہے" اس سے مراد وہ تورات ہے جو زمانہ بعثت کے یہودیوں کے اختیار میں تھی اور قرآن کریم نے اسی کی تائید فرمائی ہے۔ پس تورات اس زمانے تک تحریف سے محفوظ تھی۔

۵۔ بعثت سے قبل یہود، نزول قرآن اور پیامبر اسلام (ص) کے مبعوث ہونے سے آگاہ تھے۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا

۶۔ یہود ایک عرصے سے پیامبر اسلام (ص) اور نزول قرآن کے انتظار میں تھے۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا

۷۔ یہودیوں کی، کفار پر قرآن اور بعثت پیامبر (ص) کے سائے تلے کامیابی کی تمنا اور آرزو بعثت سے قبل کی تھی۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا "فتح" کا معنی نصرت و کامیابی ہے۔ "استفتاح" کا معنی ہے کامیابی کا طلب کرنا۔ فعل مضارع (یستفتحون) پر "کان" کا آنا زمانہ ماضی میں استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ جملہ "وکانوا..." کا ماقبل اور مابعد سے ارتباط اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ کامیابی نزول قرآن اور پیامبر اسلام (ص) سے مربوط ہو۔ بنا بریں "وکانوا..." یعنی زمانہ بعثت سے بہت مدت قبل سے یہودی نزول قرآن اور بعثت پیامبر (ص) کے منتظر تھے تاکہ ان کے سائے تلے کفار پر کامیابی حاصل کریں۔

۸۔ قبل از اسلام مدینہ کے یہودی کفار سے دست و گریبان تھے اور ان کی جانب سے سختیوں میں مبتلا تھے۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا

۹۔ تورات میں نزول قرآن اور بعثت پیامبر اسلام (ص) کی بشارت دی گئی تھی۔ *مصدق لما معہم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا

"مصدق لما معہم" یہ عبارت اس بات کا قرینہ ہے کہ یہودیوں کی آگاہی (نزول قرآن اور پیامبر اسلام کی بعثت کے بارے میں) کا سرچشمہ تورات تھی۔

۱۰۔ یہودی قبل از بعثت مدتوں سے پیامبر (ص) کی آمد اور نزول قرآن کے بارے میں کفار سے ذکر کیا کرتے تھے۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا

"یستفتحون" کا مصدر استفتاح ہے اور معنی مطلع کرنا بھی ہو سکتا ہے۔ مفردات راغب میں آیا ہے "فتح علیہ کذا" کہا جاتا ہے کہ اس سے ایک بات کا اعلان کیا اور اس کو اس امر سے مطلع کیا "اس صورت میں" "یفتحون" کو باب استفعال میں لے جانا تاکید کے لئے ہے یعنی طلب کا معنی نہیں دیتا۔

۱۱۔ باوجود اس کے کہ کتاب اور پیامبر موعود کی خصوصیات قرآن کریم اور پیامبر اسلام (ص) سے بالکل مطابقت رکھتی تھیں یہودی کافر ہو گئے۔ فلما جاء هم ما عرفوا كفروا به

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے پیامبر اسلام (ص) اور قرآن کے کافر یہودیوں کو اپنی رحمت سے دور اور اپنی لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔ فلعنة الله على الكافرين

۱۳۔ عنادر کھنے والے اور حق کو قبول نہ کرنے والے کافر، اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق ہیں۔ فلعنة الله على الكافرين
۱۴۔ وہ لوگ جو عناد اور ضد کی وجہ سے پیامبر اسلام (ص) اور قرآن کا کفر اختیار کرتے ہیں ان پر لعنت اور نفرین کرنا جائز ہے۔ فلعنة الله على الكافرين

۱۵۔ امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام (وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا كَمَا بَارَءُ فِي رِوَايَةٍ هِيَ أَنَّكَ أَقْبَرُ علیہ السلام نے فرمایا "كانت اليهود تجد في كتابها ان مهاجر محمد (ص) ما بين غير و أحد فخرجوا يطلبون الموضع ... فاتخذوا بأرض المدينة الاموال فلما كثرت اموالهم بلغ تبع فغزاهم ... فخلّف حيّين الاوس والخزرج ... و كانت اليهود تقول لهم اما لو قد بعث محمد ليخرجنكم من ديارنا و اموالنا فلما بعث الله عزوجل محمداً آمناً به الانصار و كفرت به اليهود وهو قول الله عزوجل و كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاء هم ما عرفوا كفروا به
فلعنة الله على الكافرين^(۱) یہودیوں نے اپنی آسمانی کتابوں میں پڑھا تھا کہ حضرت محمد (ص) کی ہجرت کا مقام غیر اور احد پہاڑ کے مابین ہے لہذا اس مقام کی تلاش میں اپنی جگہ سے نکلے ... اسکے بعد مدینہ میں سکونت اختیار کی اور بہت زیادہ اموال اکٹھے کئے۔ یہ خبر جب "شیع" کو ملی تو اس نے ان سے جنگ کی ... اس کے نتیجے میں دو قبیلے رہ گئے ایک اوس اور دوسرا خزرج ... پس یہودی ان (اوس و خزرج) سے کہتے تھے: جب محمد (ص) مبعوث ہوں گے تو تم کو ہمارے گھروں اور اموال سے نکال باہر کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت (ص) کو مبعوث فرمایا تو انصار (اوس و خزرج) آپ (ص) پر ایمان لے آئے اور یہودیوں نے کفر اختیار کیا پس قول خداوندی یہی ہے۔ وہ لوگ (یہودی) پیامبر (ص) کی بعثت سے کفار پر کامیابی کے وعدہ کو دیکھ رہے تھے پس جب وہ کتاب جس کی (پہلے سے) معرفت رکھتے تھے ان کے پاس آئی تو اسکے کافر ہو گئے پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کافروں پر۔

احکام: ۱۳

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) تورات میں ۹

تورات: تورات کی بشارتیں ۹; تورات کی تصدیق ۲; تورات کی تعلیمات ۹; صدر اسلام میں تورات ۳; تورات کے وحی ہونے کے دلائل ۲، ۳

خدا تعالیٰ: خدا تعالیٰ کی لعنت ۱۲، ۱۳

رحمت: رحمت سے محروم افراد ۱۲

روایت: ۱۵

قرآن کریم: قرآن کی قدر و منزلت ۱; قرآن کریم کی عظمت ۱; قرآن کریم تورات میں ۹; قرآن کریم اور تورات ۲، ۳; قرآن کریم اور وحی ۱; قرآن کریم کی خصوصیات ۱

کفار: حق کو قبول نہ کرنے والے کفار پر لعنت ۱۳، ۱۴

کفر (انکار): قرآن کے کفر کے نتائج ۱۲، ۱۳; پیامبر اسلام (ص) کے کفر کے نتائج ۱۲، ۱۳; قرآن کا کفر ۱۱; پیامبر اسلام (ص) کا کفر ۱۱، ۱۵

لعنت: جائز لعنت ۱۳; جن لوگوں پر لعنت ہوئی ۱۲، ۱۳

مدینہ کے یہود: مدینہ کے یہودیوں کی مشکلات ۸

یہود: یہودیوں کی آرزوئیں ۷; یہودیوں کی آگاہی ۵; یہودیوں کا انتظار ۶; یہودیوں کی کامیابی ۷; یہودیوں کا کفر ۱۱، ۱۵; کافر

یہودیوں پر لعنت ۱۲; یہودیوں کی محرومیت ۱۲; قبل از اسلام یہود ۷، ۸; یہود اور پیامبر اسلام (ص) کی بعثت ۱۰; یہود

اور قرآن ۱۱، ۱۲، ۱۳; یہود اور پیامبر اسلام (ص) ۱۱، ۱۲; یہود اور نبوت ۵; یہود اور نزول قرآن ۱۰

بَسْمًا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يَنْزِلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاؤُوا
بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿٩٠﴾

ان لوگوں نے اپنے نفس کا کتنا برا سودا کیا ہے کہ بردستی خدا کے نازل کئے کا انکار کر بیٹھے اس ضد میں کہ خدا اپنے فضل و کرم سے اپنے جس بندے پر جو چاہے نازل کر دیتا ہے۔ اب یہ غضب لائے غضب کے حقدار ہیں اور ان کے لئے رسوا کن عذاب بھی ہے (۹۰)

۱۔ یہودیوں نے قرآن کریم اور اپنی آسمانی کتاب (تورات) کا کفر اختیار کیا۔ ان یکفروا بما انزل الله

"ما انزل الله" سے مراد قرآن کریم ہے اور بعید نہیں کہ اس سے تورات بھی مراد ہو۔ قابل توجہ امر یہ ہے کہ یہودیوں کے تورات کے کفر یا تحریف سے مراد تورات کا وہ حصہ ہے جس میں پیامبر اسلام (ص) کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔
۲۔ یہودیوں نے قرآن کریم اور تورات کا کفر اختیار کر کے خود کو انتہائی بری قیمت پر فروخت کیا۔

بَسْمًا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

"اشترای" کا معنی ہے خریدنا اور بعض اوقات بچنے کا معنی بھی دیتا ہے۔ آیہ مجیدہ میں دوسرا معنی مراد لیا گیا ہے (مجمع البیان سے اقتباس) "بَسْمًا" میں ما موصولہ بَس کا فاعل اور "ان یکفروا..." مخصوص بہ ذم ہے پس "بَسْمًا..." یعنی یہودیوں کا قرآن کے بارے میں کفر ایسی بری قیمت تھی کہ جس پہ انہوں نے خود کو بیچا۔

۳۔ انسانوں کی قدر و قیمت کا معیار وہ مکتب و دین ہے جو وہ انتخاب کرتے ہیں۔ بَسْمًا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

۳۔ انسان قرآن کے بارے میں کفر اختیار کرنے اور دین الہی کو کھودینے کے مقابل جو کچھ بھی حاصل کرتا ہے ناچیز و بے قیمت ہے۔ بَسْمًا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ مخصوص بہ ذم مال و منال، دنیاوی مقامات اور اس طرح کی چیزیں ہیں البتہ ان کا ذکر کلام میں نہیں کیا گیا تا کہ ہر چیز کو شامل

ہو جائے پس "ان یکفروا..." لین دین اور معاملات کے بارے میں ہے اور "بَسْمًا اشْتَرَوْا..." کا معنی یہ بنتا ہے "یہودیوں نے اپنے آپ کو بیچ کر جو دنیا کا مال و منال حاصل کیا وہ انتہائی ناچیز قیمت تھی اور یہ معاملہ قرآن کریم کے بارے میں کفر اختیار کرنے کی صورت میں ہوا۔"

۵۔ قرآن کریم وہ کتاب ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ ان یکفروا بما انزل اللہ... ان ینزل اللہ

۶۔ قرآن کریم کا الہی ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کے بارے میں ہر طرح کے کفر (انکار) سے اجتناب کیا جائے اور قرآن کو کھودینے کے مقابل ہر چیز پست و ناچیز ہے۔ ان یکفروا بما انزل اللہ

قرآن کریم کو "ما" سے تعبیر کرنا اور "انزل اللہ" کے ساتھ اسکی تعریف و توصیف کرنا اس سے پہلے بیان شدہ حکم کی دلیل و علت کو بیان کرنا ہے یعنی چونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ کتاب ہے اس لیے اسکو کھودینے کے مقابل جو چیز بھی حاصل کی جائے انتہائی ناچیز و ناقابل ہے۔

۷۔ جن انسانوں کو نبوت کے لئے انتخاب کیا گیا ان کے لئے پیامبری ایک فضل و بخشش ہے۔ ان ینزل اللہ من فضله علی من یشاء من عبادہ "فضله" سے مراد وحی اور اس انسان کا پیامبر ہونا ہے جس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

۸۔ پیامبر اسلام (ص) اللہ کے بندوں میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے بہرہ مند ہیں۔ ان ینزل اللہ من فضله علی من یشاء من عبادہ

۹۔ انبیاء ﷺ بندگان خدا کے زمرے میں ہیں۔ من یشاء من عبادہ

۱۰۔ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کی بنا پر انبیاء ﷺ کو نبوت کے لئے انتخاب فرماتا ہے۔ ان ینزل اللہ من فضله علی من یشاء من عبادہ

۱۱۔ پیامبر اسلام (ص) پر نزول وحی اور رسالت کی وجہ سے یہودی آپ (ص) سے حسد کرتے تھے۔ بغیاً ان ینزل اللہ من فضله علی من یشاء من عبادہ

"ان ینزل اللہ..." اس عبارت کی تقدیر میں "لام" ہے جو حسد کی علت و بنیاد کو بیان کر رہا ہے اس کا ما حاصل یہ ہے "ان یکفروا... من عبادہ" یعنی یہودی پیامبر اسلام (ص) سے حسد کی وجہ سے قرآن کریم کے کافر ہو گئے اور ان کے حسد کا سرچشمہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (ص) (جو عربی النسل ہیں) کو نبوت کے لئے انتخاب کر لیا ہے اور آپ (ص) پر وحی کو نازل کیا ہے۔

۱۲۔ پیامبر اسلام (ص) سے یہودیوں کے حسد کا منبع ان کا قرآن و تورات کے بارے میں کفر اختیار کرنا تھا۔ ان یکفروا بما انزل اللہ بغیاً ان ینزل اللہ من فضله علی من یشاء من عبادہ

"بغی" کا معنی حسد ہے، نیز ظلم و سرکشی ہے مذکورہ

مفہوم پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔ "بغياً"، "ان یکفروا" کے لئے مفعول لہ ہے۔

۱۳۔ یہودیوں کو اللہ تعالیٰ پر اعتراض تھا کہ اس نے رسول اسلام (ص) کو نبوت کے لئے انتخاب فرمایا اور آنحضرت (ص) پر وحی نازل فرمائی۔ بغياً ان ينزل الله من فضله على من يشاء من عباده "ان ينزل ... " میں قرآن کریم نے یہودیوں کے حسد کی وجہ کو بیان کرتے ہوئے دو چیزوں کو بیان کیا ہے (ایک رسول اکرم (ص) پیامبر کیلئے کا انتخاب اور دوسرا خدا کی جانب سے ان کو مقام نبوت کا عطا کیا جانا) اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ یہودیوں کو پیامبر اسلام (ص) سے حسد کے علاوہ اللہ تعالیٰ پر بھی اعتراض تھا کہ اس نے آنحضرت (ص) کو یہ مقام عطا کیا ہے۔

۱۳۔ حسد ان صفاتِ رذیلہ میں سے ہے جو انسان کو گناہانِ کبیرہ حتیٰ کفر کی طرف کھینچ کے لے جاتی ہیں۔
ان یکفروا بما انزل الله بغياً ان ينزل الله من فضله

۱۵۔ یہودی وہ لوگ ہیں جو غیض و غضب اور خشمِ الہی کے شکار ہوئے۔ فباء و بغضب علی غضب
۱۶۔ یہودیوں نے پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کے انکار اور قرآن کریم کے بارے میں کفر کرنے سے غیض و غضب
الہی کو دعوت دی۔ ان یکفر بما انزل الله بغياً ان ينزل الله ... فباء و بغضب علی غضب

"باء وا" کا معنی بازگشت ہے۔ "بغضب" کی باء مصاحبۃ یا ملاستہ کے لئے ہے۔ یعنی یہودی اس لین دین (خود کو کفر کے مقابل بیچنا) سے ہٹ گئے درآں حالیکہ ان کے ہمراہ غضبِ الہی تھا۔

۱۷۔ یہودی تورات کا کفر اختیار کرنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے غیظ و غضب کا شکار ہوئے۔

ان یکفروا بما انزل الله ... فباء و بغضب علی غضب جملہ "باء وا..." کی ماسبق جملوں پر تفریع اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہودیوں پر غیظ و غضبِ الہی کا سبب ایک طرف تو ان کا قرآن و تورات کے بارے میں کفر اختیار کرنا تھا اور دوسری طرف حسد اور اللہ تعالیٰ پر اعتراض تھا۔ لہذا کہا جاسکتا ہے کہ پہلا "غضب" ان کے کفر کے باعث تھا اور دوسرا "غضب" ان کے حسد اور اعتراض کی وجہ سے تھا۔

۱۸۔ جو لوگ قرآن کریم کی حقانیت پر اطمینان رکھتے ہوئے اس کے بارے میں کافر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کا شکار ہوں گے۔ ان یکفروا بما انزل الله ... فباء و بغضب

۱۹۔ قرآن کریم کی حقانیت کے منکر اور پیامبر اسلام (ص) کے کافر ذلیل و خوار کرنے والے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔
و للکافرین عذاب مہین

۲۰۔ یہودی چونکہ پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کے منکر ہیں اس لیے کفار کے زمرے میں ہیں اور ذلیل و خوار کرنے والے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

و للکافرین عذاب مہین

اخلاق: اخلاقی رذائل ۱۳

اقدار: ۳، ۴ اقدار کے معیارات ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی عنایات ۷؛ غضب الہی ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ۸؛ فضل الہی ۷؛ مشیت الہی ۱۰

اللہ تعالیٰ کے ہاں مغضوب افراد: ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۸ اللہ کے بندے: ۸، ۹

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کی بعثت ۱۰؛ انبیاء ﷺ پر خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ۷؛ انبیاء ﷺ کی عبودیت ۹؛ انبیاء ﷺ کا انتخاب ۱۰؛ انبیاء ﷺ کی نبوت کا سرچشمہ ۱۰

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی بعثت ۱۳؛ پیامبر اسلام (ص) کی تاریخ ۱۱؛ پیامبر اسلام پر فضل الہی ۸؛ پیامبر اسلام (ص) سے حسد ۱۱، ۱۲؛ پیامبر اسلام (ص) کو جھٹلانے والوں کی ذلت ۱۹؛ پیامبر اسلام (ص) کی بندگی ۸؛ پیامبر اسلام (ص) کو جھٹلانے والوں کو عذاب ۱۹؛ پیامبر اسلام (ص) کو جھٹلانے والوں کا کفر ۲۰؛ پیامبر اسلام (ص) کے درجات ۸؛ پیامبر اسلام (ص) کی نبوت ۱۱

حاسد لوگ: ۱۱ حسد: حسد کے نتائج ۱۳

دین فروشی: دین فروشی کی قیمت کا ناچیز ہونا ۶، ۳

عذاب: اہل عذاب ۲۰، ۱۹؛ ذلیل و خوار کرنیوالا عذاب ۱۹، ۲۰؛ موجبات عذاب ۲۰، ۱۹

عقیدہ: عقیدہ کی قدر و قیمت ۳

قدر و قیمت کا تعین: قدر و قیمت کے معیارات ۳

قرآن کریم: قرآن کے جھٹلانے والوں کی ذلت ۱۹؛ قرآن کریم کو جھٹلانے والوں کو عذاب ۱۹؛ قرآن کریم کا وحی ہونا ۵، ۶؛ قرآن کریم کی خصوصیات ۵

کفار: ۲۰ کفار پر غضب ۱۸ کفر:

تورات کے بارے میں کفر کے نتائج ۱۳؛ قرآن کریم کے بارے میں کفر کے نتائج ۱۶، ۱۸؛ پیامبر اسلام (ص) کے بارے میں کفر اختیار کرنے کے نتائج ۱۶؛ قرآن کریم کے بارے میں کفر سے اجتناب کے دلائل ۶؛ کفر کی بنیاد ۱۳؛ تورات کے بارے میں کفر ۱۲، ۲، ۱؛ قرآن کریم کا کفر ۱، ۲، ۳، ۱۲

گناہ: گناہ کی بنیاد ۱۳

نبوت: نبوت کی قدر و منزلت ۷؛ نبوت کا عطا کیا جانا ۷

یہود: یہودیوں کے حسد کے نتائج ۱۲؛ یہودیوں کا اللہ تعالیٰ پر اعتراض ۱۳؛ یہودیوں کا حسد ۱۱، ۱۲؛ یہودیوں کی خود فروشی ۲؛ یہودیوں کی تذلیل ۲۰؛ یہودیوں کو عذاب ۲۰؛ یہودیوں کا کفر ۱، ۲؛ یہودیوں کا مغضوب ہونا ۱۵، ۱۶، ۱۷؛ یہودیوں کے کفر کا منبع ۱۲؛ کافر یہود ۲۰؛ پیامبر اسلام (ص) کو جھٹلانے والے یہود ۲۰؛ یہودی اور تورات ۱، ۲؛ یہود اور قرآن کریم ۱، ۲؛ یہود اور پیامبر اسلام (ص) کی نبوت ۱۳

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٩١﴾

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کے نازل کئے ہوئے پر ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ ہم صرف اس پر ایمان لے آئیں گے جو ہم پر نازل ہوا ہے اور اسکے علاوہ سب کا انکار کر دیتے ہیں اگرچہ وہ بھی حق ہے اور ان کے پاس جو کچھ ہے اسکی تصدیق کرنے والا بھی ہے۔ اب آپ ان سے کہئے کہ اگر تم مومن ہو تو اس سے پہلے انبیاء خدا کو قتل کیوں کرتے تھے (۹۱) ۱۔ پیامبر اسلام (ص) نے یہودیوں کو اسلام قبول کرنے اور قرآن کریم پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ و اذا قيل لهم آمنوا بما انزل الله

"قل فلم تقتلون" کے قرینہ سے "قيل" کا فاعل پیامبر اسلام (ص) ہیں یعنی و اذا قلت لهم ...

۲۔ پیامبر اکرم (ص) کی وسیع دعوت میں یہود بھی شامل ہیں۔

ان کا فریضہ ہے کہ اسلام قبول کریں اور قرآن کریم پر ایمان لائیں۔ و اذا قيل لهم آمنوا بما انزل الله

۳۔ یہودی قرآن کریم پر ایمان نہیں لائیں گے اور اسلام کو قبول نہ کریں گے* و اذا قيل لهم آمنوا بما انزل الله قالوا نؤمن بما انزل علينا

فعل "قیل" کو مجہول کی صورت میں لانا اور فاعل کا حذف کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم کی دعوت پر منفی رد عمل یا منفی جواب فقط زمانہ بعثت کے یہودیوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ان کی آنے والے نسلیں بھی یہی کچھ کریں گی۔

۳۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والی کتاب ہے۔ آمنوا بما انزل اللہ "ما انزل اللہ... جو کچھ ہم نے نازل کیا" میں "ما" سے مراد قرآن کریم ہے۔

۵۔ قرآن کریم کا الہی ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ قرآن کریم پر ایمان لانا ضروری ہے۔ آمنوا بما انزل اللہ قرآن حکیم کی توصیف اس طرح کرنا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے یہ اس بات کی دلیل کی جانب اشارہ ہے کہ قرآن حکیم پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۶۔ یہودیوں کا خیال تھا کہ وحی اور آسمانی کتابوں پر ایمان فقط اس صورت میں لانا ضروری ہے کہ جب بنی اسرائیل کی نسل میں سے کسی نبی پر وحی یا آسمانی کتاب نازل ہو۔ قالوا نؤمن بما انزل علینا

۷۔ یہودیوں کے ایمان نہ لانے کی دلیل یا بہانہ فقط یہ تھا کہ قرآن بنی اسرائیل پر نازل نہیں ہوا۔ اذا قیل لهم آمنوا بما انزل اللہ قالوا نؤمن بما انزل علینا

۸۔ زمانہ بعثت کے یہودیوں کو قرآن حکیم کے آسمانی ہونے کا اطمینان اور اسکے الہی ہونے کا اعتراف تھا۔ اذا قیل لهم آمنوا بما انزل اللہ قالوا نؤمن بما انزل علینا

اگر یہودی قرآن کریم کے آسمانی ہونے کا یقین نہ رکھتے ہوتے تو نبی اکرم (ص) کی اس دعوت (آمنوا بما انزل اللہ) اللہ تعالیٰ نے جسکو نازل کیا ہے اس پر ایمان لے آؤ) کا جواب یوں دیتے کہ "قرآن خداوند کی جانب سے نہیں ہے" اس طرح کا جواب نہ دینا گویا اشارہ ہے کہ ان کو قرآن کریم کے آسمانی ہونے کا اطمینان تھا اور ان کی طرف سے ضمناً اسکے الہی ہونے کا اعتراف تھا۔

۹۔ باوجود اسکے کہ یہودیوں کو قرآن حکیم کے الہی ہونے کا اطمینان تھا وہ قرآن پر ایمان نہ لائے۔ اذا قیل لهم آمنوا بما انزل اللہ قالوا نؤمن بما انزل علینا

۱۰۔ انبیاء علیہ السلام پر ایمان لانے کا معیار یہودیوں کے نزدیک یہ تھا کہ ان کی بعثت بنی اسرائیل میں سے ہو۔ قالوا نؤمن بما انزل علینا و یکفرون بما وراء ہ

اگرچہ آیہ مجیدہ میں قرآن کریم اور دیگر آسمانی کتابیں مورد بحث ہیں لیکن چونکہ آسمانی کتاب کے فزول کا لازمہ آنحضرت (ص) کی بعثت بھی ہے لہذا قرآن کریم کی قبولیت کی دعوت دینا آنحضرت (ص) پر ایمان کی دعوت کو بھی شامل ہے۔ پس یہودیوں کی یہ بات کہ ہم فقط اپنی کتاب پر ایمان لائیں گے اسکا لازمی معنی یہ ہے کہ ہم فقط اپنے انبیاء ﷺ پر ایمان لائیں گے۔

۱۱۔ جو نبی بھی بنی اسرائیل کی نسل سے نہ ہو یہودی اس کے کافر ہو جاتے ہیں۔ و یکفرون بما وراء ہ

۱۲۔ ہر وہ آسمانی کتاب جس کا لانے والا بنی اسرائیل سے نہ ہو تو یہودی اس کتاب کے کافر ہو جاتے ہیں۔ و یکفرون بما وراء ہ

۱۳۔ یہودی نسل پرست لوگ ہیں۔ قالوا نؤمن بما انزل علینا و یکفرون بما وراء ہ و هو الحق

۱۳۔ قومی تعصب اور نسل پرستی یہودیوں کے قرآن کے بارے میں کفر اختیار کرنے کے عوامل میں سے تھے۔ قالوا نؤمن بما انزل علینا و یکفرون بما وراء ہ

۱۵۔ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جو سرتاسر حق اور ہر طرح کے باطل و انحراف سے پاک و منزہ ہے۔ و هو الحق

"الحق" میں "ال" "زید الرجل" کی طرح ہے جو افراد کی صفات کے استغراق کے لئے ہے یعنی یہ کہ قرآن کریم حق ہونے میں کامل و مکمل ہے اور اس میں کسی طرح کی کمی یا نقص نہیں ہے۔

۱۶۔ قرآن کریم تورات کے نفس مضمون کی تائید اور اس کے آسمانی ہونے کی تصدیق کرنے والا ہے۔ و هو الحق مصداقاً لما معهم

۱۷۔ قرآن کا تورات کی صداقت و سچائی کی گواہی دینا قرآن حکیم کی حقانیت کی دلیل ہے۔ و هو الحق مصداقاً لما معهم

قرآن کریم کی حقانیت کے دعویٰ (و هو الحق) کے بعد قرآن کی اس طرح تعریف کرنا کہ وہ تورات کی تصدیق کرنے والا ہے یہ یہودیوں کے لئے استدلال ہے کہ قرآن پر ان کے لئے ایمان لانا ضروری ہے۔

۱۸۔ تورات کی صداقت و سچائی کی دلیل اور گواہ قرآن کریم ہے۔ * و هو الحق مصداقاً لما معهم

قرآن کریم کا اہل کتاب کی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے کا معنی ممکن ہے یہ ہو کہ فزول قرآن اس بات کا موجب بنا کہ ان کتابوں میں قرآن کریم کے نازل ہونے کے بارے میں جو خبریں یا پیشین گوئیاں تھیں وہ پوری ہو گئیں۔ بنا بریں قرآن حکیم کا نزول ان کتابوں کی

صداقت و سچائی کا باعث بنا۔

۱۹۔ یہودیوں نے بنی اسرائیل کی نسل سے بہت سارے انبیاء ﷺ کو قتل کیا۔ فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل
جملہ "فلم تقتلون... پس تم کیوں انبیائے الہی ﷺ کو قتل کرتے تھے" یہودیوں کے اس دعویٰ (بنی اسرائیل کے انبیاء
ﷺ پر ان کا ایمان) کا جواب ہے "انبیائے خدا" سے مراد بنی اسرائیل کے انبیاء ﷺ ہیں۔

۲۰۔ یہودی اپنے اظہارات کے برخلاف حتیٰ بنی اسرائیل کے انبیاء ﷺ پر بھی ایمان نہ رکھتے تھے۔
نؤمن بما انزل علینا... قل فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مؤمنین

۲۱۔ بنی اسرائیل کی نسل سے انبیاء ﷺ کا یہودیوں کے ہاتھوں قتل اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ حتیٰ بنی اسرائیل
کے انبیاء ﷺ پر بھی ایمان نہ رکھتے تھے۔ نؤمن بما انزل علینا... قل فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل

۲۲۔ بنی اسرائیل میں بہت سارے انبیاء ﷺ تھے۔ فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل

۲۳۔ انبیاء ﷺ کا قتل اور آسمانی کتابوں پر ایمان یہ آپس میں میل نہیں کھاتے۔ قالوا نؤمن بما انزل علینا... قل فلم
تقتلون انبیاء اللہ

۲۳۔ انسان کا عمل اور کردار اسکے اعتقاد اور افکار کی دلیل ہے۔ قالوا نؤمن بما انزل علینا... قل فلم تقتلون انبیاء اللہ
من قبل

۲۵۔ زمانہ بعثت کے یہودی انبیاء ﷺ کے ساتھ معاملات میں اپنے اسلاف جیسی روح و نفسیات کے مالک تھے۔
فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل زمانہ بعثت کے یہودیوں کو فعل مضارع "تقتلون" کے ساتھ قتل کی نسبت دینا اس مفہوم
کی حکایت کرتا ہے۔ جبکہ انہوں نے کسی نبی کو قتل نہ کیا تھا۔

۲۶۔ حضرت موسیٰ ﷺ کے مابعد کے انبیاء ﷺ پر ایمان اور ان کی اتباع کرنا ضروری ہے یہ تورات کی تعلیمات میں
سے تھا۔ فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مؤمنین "نؤمن بما انزل علینا" کے قرینہ سے "مؤمنین" کا متعلق ممکن ہے
تورات پر ایمان ہو۔ جملہ "فلم تقتلون..."، "ان کنتم" کا جواب شرط ہے یعنی یہ کہ اگر تم تورات پر ایمان کے دعویدار ہو
تو پھر انبیاء ﷺ کو کیوں قتل کرتے ہو؟ یہ معنی اس بات کا مقتضی ہے کہ تورات میں حضرت موسیٰ ﷺ کے مابعد انبیاء
ﷺ کے آنے کی بشارت دی گئی تھی اسی طرح ان کی اتباع کے واجب ہونے کی بھی خبر تھی۔

۲۷۔ ابو عمرو زبیری نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "..."

فلم تقتلون انبياء الله من قبل ان كنتم مؤمنين" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے "انما نزل هذا في قوم اليهود و كانوا على عهد محمد (ص) لم يقتلوا الانبياء بايدهم و لا كانوا في زمانهم و انما قتل اوائلهم ... فجلعهم الله منهم و اضاف اليهم فعل اوائلهم بما تبعوهم و تولوهم ^(۱) یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جبکہ زمانہ پیامبر اسلام (ص) کے یہودیوں نے کسی نبی کو قتل نہیں کیا تھا اور نہ ہی پہلے نبیوں کے زمانے میں یہ لوگ تھے یقیناً ان کے اسلاف نے انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا ... پس اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی انہی میں سے شمار کیا ہے اور ان کے اسلاف کے فعل کی نسبت ان یہودیوں کی طرف اس لئے دی ہے کہ یہ انہی کی پیروی کرتے ہیں اور ان کی محبت ان کے دلوں میں ہے۔

اسلام: اسلام کی دعوت ۱

اطاعت: انبیاء علیہم السلام کی اطاعت ۲۶

انبیاء علیہم السلام: انبیاء علیہم السلام کی تاریخ ۲۲؛ انبیاء علیہم السلام کا قتل ۱۹، ۲۳

ایمان: اسلام پر ایمان کی اہمیت ۲؛ قرآن پر ایمان کی اہمیت ۲؛ انبیاء علیہم السلام پر ایمان ۱۰، ۲۶؛ آسمانی کتابوں پر ایمان ۲۳؛ قرآن کریم پر ایمان کے دلائل ۵؛ ایمان کے متعلقات ۲۳، ۱۰، ۲۶

بنی اسرائیل: انبیائے علیہم السلام بنی اسرائیل ۱۹، ۲۲؛ انبیائے علیہم السلام بنی اسرائیل کا قتل ۲۱

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی دعوت ۱؛ پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کا دائرہ ۲

تورات: تورات کی تصدیق ۱۸، ۱۷، ۱۶؛ تورات کی تعلیمات ۲۶؛ تورات آسمانی کتابوں میں سے ہے ۱۶؛ تورات کی حقانیت کے دلائل ۱۸، ۱۷

روایت: ۲۷

عقیدہ: عقیدہ کے مظاہر ۲۳

قرآن کریم: قرآن کریم کی پیشین گوئی ۳؛ قرآن کریم کا منزه ہونا ۱۵؛ قرآن کی حقانیت ۱۵؛ قرآن کی طرف دعوت ۱؛ قرآن حکیم کی حقانیت کے دلائل ۱۷؛ قرآن اور تورات ۱۸، ۱۶؛ قرآن کریم کی گواہی ۱۸، ۱۷؛ قرآن حکیم کا وحی ہونا ۳، ۹، ۸، ۵؛ قرآن کریم کی خصوصیات ۲

(۱) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۵۱ ح ۷۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۰۲ ح ۲۸۴۔

کردار و روش: کردار کی بنیادیں ۲۳

کفر: قرآن کا کفر ۹، ۷

نسل پرست افراد: ۱۳

نسل پرستی: نسل پرستی کے نتائج ۱۳

یہود: یہودیوں کی نسل پرستی کے نتائج ۱۳؛ یہودیوں کے بہانے ۷؛ یہودیوں کی شرعی تکلیف ۲؛ یہودیوں کے جرائم ۱۹، ۲۱؛ یہودیوں کو دعوت ۱؛ یہودیوں کے کفر کے دلائل ۲۱؛ یہودیوں کے قرآن کے بارے میں کفر کے دلائل ۷؛ یہودیوں کی صفات ۱۳؛ یہودیوں کا عقیدہ ۱۰، ۷، ۶، ۱۲، ۱۱، ۲۱؛ قرآن کے بارے میں یہودیوں کا عقیدہ ۸، ۹؛ یہودیوں کے کفر کے عوامل ۱۳؛ یہودیوں کے قتل ۱۹، ۲۱؛ یہودیوں کا کفر ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۲۰، ۲۱؛ یہودیوں کے ایمان کے معیارات ۶، ۱۲، ۱۰؛ یہودیوں کی نسل پرستی ۶، ۱۱، ۱۰، ۷، ۱۲، ۱۳؛ یہودیوں کے اسلاف ۲۷؛ صدر اسلام کے یہود ۲۷، ۲۵، ۸؛ یہود اور اسلام ۳؛ یہود اور انبیاء ۳، ۲۵؛ یہود اور انبیائے بنی اسرائیل ۲۱؛ یہود اور بنی اسرائیل کے علاوہ انبیاء ﷺ ۱۱؛ یہود اور انبیاء ﷺ کا قتل ۱۹، ۲۷، ۲۱؛ یہود اور آسمانی کتابیں ۱۲

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿۹۲﴾

یقیناً موسیٰ تمہارے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے لیکن تم نے ان کے بعد گوسالہ کو اختیار کر لیا اور تم واقعی ظالم ہو (۹۲)

۱۔ حضرت موسیٰ ﷺ بنی اسرائیل کی نسل سے ایک نبی تھے اور بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوئے۔

قالوا نؤمن بما انزل علينا ... و لقد جاءكم موسى بالبينات

۲۔ حضرت موسیٰ ﷺ کے پاس اپنی نبوت کے اثبات کے لئے بہت سارے دلائل اور معجزات تھے۔ و لقد جاءكم موسى بالبينات "بینات" کو جمع لانا اور "ال" استغراق کا استعمال "بینات" کی کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ "بینہ" کا معنی ہے روشن اور واضح دلیل۔ اس کے مصداق میں سے ایک معجزہ ہے۔

۳۔ انبیاء ﷺ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ ﷺ کی شخصیت نہایت اہم تھی۔ و لقد جاءكم موسى بالبينات

انبیاء ﷺ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ ﷺ کے نام کا ذکر یہودیوں کے انبیائے بنی اسرائیل کے ساتھ کفر آمیز رویوں کی ایک مثال کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ یہ چیز مذکورہ بالا مفہوم کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ حضرت موسیٰ ؑ کی قوم نے آپ ؑ کی عدم موجودگی میں بچھڑے کی پوجا اختیار کر لی۔ ثم اتخذتم العجل من بعده
۵۔ الہی رہبروں اور انبیاء ؑ کے امتوں سے چلے جانے کے باعث ان امتوں میں انحراف کا خطرہ ہوتا ہے۔
ثم اتخذتم العجل من بعده

۶۔ تاریخی اور معاشرتی واقعات میں شخصیات کی اہمیت۔ لقد جاء کم موسیٰ ... ثم اتخذتم العجل من بعده
۷۔ حضرت موسیٰ ؑ کے دلائل اور معجزات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود یہودیوں نے حضرت موسیٰ ؑ کی رسالت کی مخالفت کی۔ لقد جاء کم موسیٰ بالبینات ثم اتخذتم العجل من بعده

۸۔ بچھڑے کی پوجا کے لئے حضرت موسیٰ ؑ کی قوم کے پاس کوئی عذریا بہانہ نہ تھا۔ ثم اتخذتم العجل من بعده و انتم ظالمون

جملہ حالیہ "و انتم ظالمون" اس معنی میں ظہور رکھتا ہے کہ ظالم ہونا ایک ایسی حالت ہے جو بچھڑے کی پوجا کے ہمراہ ہے۔
یعنی یہ کہ بنی اسرائیل کا بچھڑے کی پوجا کرنا ظلم کی بنا پر تھا، پس جہالت کی طرح کی کوئی تاویل یا توجیہ جو بہانہ یا عذر بن سکے باقی نہیں رہ جاتی۔

۹۔ یہودی ظالم اور ستمگر لوگ ہیں۔ و انتم ظالمون
جملہ "و انتم ظالمون" تم ظالم تھے "ہو سکتا ہے جملہ معترضہ ہو۔ پس یہ جملہ بیان کر رہا ہے کہ یہودیوں نے نہ فقط بچھڑے کی پوجا کے حوالے سے ظلم کیا بلکہ ظلم کرنا ان کی عادت تھی۔

۱۰۔ حضرت موسیٰ ؑ کی قوم کا مرتد ہونا اور بچھڑے کی پوجا اختیار کرنا ان کے ظلموں میں سے تھے۔
ثم اتخذتم العجل من بعده و انتم ظالمون

۱۱۔ غیر خدا کی پرستش ظلم ہے۔ ثم اتخذتم العجل ... و انتم ظالمون

۱۲۔ یہودیوں کا بچھڑے کی پوجا اختیار کرنا ان کے انبیاء ؑ حتی بنی اسرائیل کے انبیاء ؑ پر اور اپنی آسمانی کتابوں پر ایمان نہ لانے کی دلیل ہے۔ قالوا نؤمن بما انزل علینا ... قل ... و لقد جاء کم موسیٰ بالبینات ثم اتخذتم العجل
جملہ "لقد جاء کم..."، "ثم تقتلون..." پر عطف ہے جو ماقبل آیہ مجیدہ میں ہے۔ پس اس آیت کا مضمون بھی یہودیوں کے
اس دعویٰ

(کہ وہ فقط بنی اسرائیل کے انبیاء ﷺ اور انہی کی آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ نو من بما انزل علینا) کا جواب ہے۔
ارتداد: ارتداد کا ظلم ۱۰

امتیں: امتوں کے انحراف کی بنیاد فراہم ہونا ۵

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کی عدم موجودگی کے نتائج ۵

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کا ارتداد ۱۰; انبیائے ﷺ بنی اسرائیل ۱، ۳; حضرت موسیٰ ﷺ کی عدم موجودگی میں بنی

اسرائیل ۳; بنی اسرائیل کی تاریخ ۳; بنی اسرائیل کا ظلم ۱۰; بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی ۱۰، ۸، ۳

تاریخ: تاریخ کا محرک ۶; تاریخ کے تغیرات کا سرچشمہ ۶; تاریخ میں شخصیات کی اہمیت ۶

حضرت موسیٰ ﷺ: حضرت موسیٰ ﷺ کی نبوت کے دلائل ۲; حضرت موسیٰ ﷺ کا واقعہ ۴، ۳، ۱; حضرت موسیٰ ﷺ

کی رسالت کا دائرہ ۱; حضرت موسیٰ ﷺ کا معجزہ ۲; حضرت موسیٰ ﷺ کی نسل ۱; حضرت موسیٰ ﷺ کی خصوصیات ۳

خود: خود پر ظلم ۱۰

دینی رہبر: دینی رہبروں کی عدم موجودگی کے نتائج ۵

شرک: شرک عبادی کا ظلم ۱۱

ظالمین: ۹ ظلم: ظلم کے موارد ۱۱، ۱۰

گوسالہ پرستی: گوسالہ پرستی کا بے منطق ہونا ۸

معاشرتی تبدیلیاں: معاشرتی تبدیلیوں کے اسباب ۶

یہود: یہودیوں کے کفر کے دلائل ۱۲; یہودیوں کی صفات ۹; یہودیوں کا ظلم ۹; یہودیوں کا عقیدہ ۱۲; یہودیوں کا کفر ۱۲;

یہودیوں کی گوسالہ پرستی ۱۲; یہودیوں کی حضرت موسیٰ ﷺ سے مخالفت ۷

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْمِعُوا قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ قُلْ بِنَسَمَا يَا مُؤْمِنُكُمْ بِهِ إِيْمَانُكُمْ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٩٣﴾

اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تم سے توریت پر عمل کرنے کا عہد لیا اور تمہارے سروں پر کوہ طور کو معلق کر دیا کہ توریت کو مضبوطی سے پکڑ لو تو انھوں نے ڈر کے مارے فوراً اقرار کر لیا کہ ہم نے سن تو لیا لیکن پھر نافرمانی بھی کریں گے کہ انکے دلوں میں گوسالہ کی محبت گھول کر پلا دی گئی ہے۔ پیغمبران سے کہہ دو کہ اگر تم ایماندار ہو تو تمہارا ایمان بہتر ہے احکام دیتا ہے (۹۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ تورات کو قبول کریں اور اس کے احکامات پر عمل کریں۔
و إِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ ... خذوا ما آتيناكم بقوة

یثاق کا معنی ہے تاکید شدہ عہد و پیمان جبکہ جملہ "خذوا..." یثاق کے مورد کو بیان کر رہا ہے۔ آسمانی کتابوں کو لئے لینے (خذوا...) کا معنی یہ ہے کہ ان کو قبول کیا جائے اور ان کے احکامات پر عمل کیا جائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور کو بنی اسرائیل کے سروں پر قرار دیا۔ و رفعنا فوقكم الطور

"الطور" ایک پہاڑ کا نام ہے (مفردات راغب) جناب ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ الطور وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات کیا کرتے تھے (مجمع البیان) قابل توجہ یہ کہ مطلق طور پر پہاڑ کو بھی "طور" کہتے ہیں۔

۳۔ بنی اسرائیل کے سروں پر کوہ طور کو قرار دینے کا ہدف یہ تھا کہ یثاق الہی کو قبول کریں۔ و إِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ

"أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ" اور "خذوا ما آتيناكم" کے درمیان جملہ "رفعنا..." کا واقع ہونا اور کوہ طور کے سروں پر قرار دیئے جانے کے ہدف کو بیان نہ کرنا گویا یہ اشارہ ہے کہ کوہ طور کو سروں پر قرار دینے کا ہدف و مقصد فرمان الہی (خذوا...) کی اطاعت اور یثاق الہی کی قبولیت تھا۔ (المیزان سے اقتباس)

۳۔ تورات اللہ تعالیٰ کی جانب سے بنی اسرائیل کو عطا شدہ کتاب ہے۔ خذوا ما آتيناكم "ما آتيناكم" جو کچھ ہم نے تم کو دیا "سے مراد تورات ہے۔

۵۔ بنی اسرائیل نے تورات کو قبول کرنے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کے سلسلے میں ضد، ہٹ دھرمی اور شدت کا مظاہرہ کیا۔ و رفعنا فوقكم الطور خذوا ما آتيناكم

یہ مفہوم اس طرح سے نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کو ڈرانے دھمکانے (کوہ طور کو ان کے سروں پر قرار دینے) سے چاہا کہ تورات کو قبول کریں اور اس کے فرامین پر عمل کرنے کے لئے عہد و پیمان الہی پر عمل کریں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ تورات کو پوری سنجیدگی سے قبول کریں اور اپنے اعمال و افکار کو اس کے مطابق ڈھالیں۔ خذوا ما آتیناکم بقوة

۷۔ اللہ تعالیٰ کے معاہدوں یا میثاق کی پابندی کرنا انسانوں کے ضروری فرائض میں سے ہے۔
و إذ أخذنا ميثاقتكم و رفعنا فوقكم الطور خذوا ما آتیناکم

۸۔ آسمانی کتابوں کی تعلیمات کو قبول کرنا اور ان کے پروگراموں پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ عہد و پیمان میں سے ہے۔ و إذ أخذنا ميثاقتكم ... خذوا ما آتیناکم بقوة

۹۔ دین داری اور آسمانی کتابوں کو اہمیت دینے کے لئے استحکام، پائیداری اور سنجیدگی کی ضرورت ہے۔
خذوا ما آتیناکم بقوة

۱۰۔ بنی اسرائیل کے سروں پر کوہ طور کا قرار پانا ایک معجزہ اور یاد رکھنے کے قابل واقعہ ہے۔ و إذ أخذنا ميثاقتكم و رفعنا فوقكم الطور

"اذ" فعل مقدر "اذکروا" کا مفعول ہے۔ یہی مطلب مذکورہ مفہوم کا باعث ہے۔

۱۱۔ فرامین الہی اور حضرت موسیٰ ﷺ کے احکام کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے بنی اسرائیل کے ساتھ عہد و پیمان میں سے تھا۔ و إذ أخذنا ميثاقتكم ... و اسمعوا

یہ جملہ "سمعنا و عصینا" ہم نے سنا اور نافرمانی کی "چونکہ اس جملہ "اسمعوا" سنو" کے مقابل میں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (اسمعوا) سے مراد سمجھنا اور اطاعت کرنا ہے۔ قرینہ مقامیہ کی بنا پر "اسمعوا" کا متعلق اللہ تعالیٰ کے فرامین اور حضرت موسیٰ ﷺ کے احکامات ہیں۔

۱۲۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم نے تورات کو قبول کرنے اور حضرت موسیٰ ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے فرامین کو سماعت کرنے کا اظہار کرنے کے باوجود نافرمانی کی۔ قالوا سمعنا و عصینا

۱۳۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم نے تورات اور حضرت موسیٰ ﷺ کے فرامین سے بہت واضح، روشن اور آشکارا طور پر نافرمانی کی۔ قالوا سمعنا و عصینا یہ بعید معلوم ہوتا ہے (خصوصاً جبکہ ان کے سروں پر کوہ طور کو قرار دیا گیا ہے)

کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ ﷺ کے فرامین کے مقابل یہ اظہار کیا ہو "ہم نافرمانی کریں گے" پس "قالوا سمعنا و عصینا" یعنی انہوں نے اطاعت کا اظہار کیا لیکن عملاً نافرمانی کی البتہ ان کی یہ نافرمانی اس قدر ظاہر اور بغیر کسی حجاب کے تھی کہ گویا انہوں نے زبان سے یہ اظہار کیا کہ ہم نافرمانی کریں گے۔

۱۳۔ حضرت موسیٰ ﷺ کے زمانے کے یہودیوں کے قلوب بچھڑے کی پوجا سے معمور تھے۔ واشربوا فی قلوبہم العجل "اشربوا" کا مصدر "اشراب" ہے جس کا معنی ہے ملانا یا آمیزش کرنا۔ "فی قلوبہم" کے قرینہ سے "عجل" سے مراد بچھڑے کا عشق و محبت ہے نہ کہ خود بچھڑا۔ گویا یہ مطلب یوں ہے کہ بچھڑے کی محبت ان کے دلوں میں اس قدر جڑ پکڑ چکی تھی کہ جیسے خود بچھڑا ان کے دل میں ہو۔

۱۵۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم میں موجود کفر کی جڑیں ان کے بچھڑے کی پوجا سے عشق کا باعث تھیں۔
اشربوا فی قلوبہم العجل بکفرہم

۱۶۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کے تورات اور حضرت موسیٰ ﷺ کے فرامین و احکام سے انحراف کی بنیاد ان کا گوسالہ پرستی سے عشق تھا۔ و عصینا و اشربوا فی قلوبہم العجل

جملہ "واشربوا..." حال معللہ ہے یعنی یہ کہ یہودیوں کی نافرمانی کی دلیل ان کا گوسالہ پرستی سے عشق تھا۔

۱۷۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کا گوسالہ پرستی سے عشق، فرامین الہی کے خلاف ان کے موقف کو متعین کرنے والا تھا۔ و عصینا واشربوا فی قلوبہم العجل

۱۸۔ پوری تاریخ میں یہودیوں کے بے جا اعمال (انبیاء ﷺ کا قتل، گوسالہ پرستی وغیرہ) ان کے ایمان نہ رکھنے کی دلیل ہیں۔ حتیٰ بنی اسرائیل کے انبیاء ﷺ اور اپنی آسمانی کتابوں پر ایمان نہ رکھنا۔

قالوا نؤمن بما انزل علینا ... قل بئسما یأمرکم به ایمانکم ان کنتم مؤمنین

یہ جملہ "قل بئسما..." اگر تم ایمان رکھتے ہو (تو) تمہارے ایمان نے تمہیں بے جا امور پر آمادہ کر رکھا ہے "چونکہ اس جملہ "نؤمن بما انزل علینا" کے جواب کے طور پر آیا ہے تو پس اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ تم یہودی آسمانی کتابوں پر ایمان نہیں لائے جو ایسے ناپسندیدہ اعمال کے مرتکب ہو رہے ہو۔

۱۹۔ آسمانی کتابیں اور ادیان الہی ہرگز انسانوں کو ناروا

کاموں کی طرف دعوت نہیں دیتے۔ بئسما یا مرکم بہ ایمانکم ان کنتم مومنین

۲۰۔ آسمانی کتابوں اور انبیائے علیہ السلام پر ایمان کا دعویٰ، بے جا اور ناروا اعمال کی طرف تمایل سے بالکل میل نہیں کھاتا۔ بئسما یا مرکم بہ ایمانکم ان کنتم مومنین

۲۱۔ انسانوں کے اعمال و کردار ان کے افکار و عقائد کو بیان کرتے ہیں۔ بئسما یا مرکم بہ ایمانکم ان کنتم مومنین

۲۲۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام "واشربوا فی قلوبہم العجل بکفرہم" کے بارے میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا "فعمد موسیٰ علیہ السلام فبرد العجل من انفہ الی طرف ذنبہ ثم احرقہ بالنار فذرہ فی الیم قال فکانت احدهم لیقع فی الماء و ما بہ الیہ من حاجۃ فیتعرض بذلک للرماد فیشر بہ و هو قول اللہ و اشربوا فی قلوبہم العجل بکفرہم" (۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (سامری کے) گوسالے (کو نابود کرنے کا) ارادہ کیا پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ناک سے دم تک آہنی آلے سے کاٹ کے رکھ دیا اس کے بعد اس کو جلا کر خاکستر کر دیا اور اس کی راکھ کو دریا میں ڈال دیا۔ اس دور ان بعض گوسالہ پرست پانی میں کود پڑے جبکہ انہیں پانی کی طلب نہ تھی بلکہ گوسالے کی راکھ کے پیچھے تھے۔ پس انہوں نے (پانی سے مخلوط) راکھ کو پیا اور یہی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان "واشربوا فی قلوبہم العجل بکفرہم"

ادیان: ادیان کی تعلیمات ۱۹

اطاعت: اطاعت الہی ۱۱

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی ۶؛ اللہ تعالیٰ کی عنایات ۳؛ عہد الہی ۱، ۳، ۸، ۱۱؛ اوامر الہی کا ادراک ۱۱؛ عہد الہی سے وفا ۷

انسان: انسان کی شرعی تکلیف ۷؛ اللہ تعالیٰ کا انسانوں سے عہد ۸

ایمان: ایمان کے نتائج ۲۰؛ انبیاء علیہم السلام پر ایمان ۲۰؛ آسمانی کتابوں پر ایمان ۲۰؛ ایمان اور ناپسندیدہ عمل ۲۰؛ ایمان کے متعلقات ۲۰

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کے کفر کے نتائج ۱۵؛ بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی کے نتائج ۱۶، ۱۷؛ بنی اسرائیل کو تورات کا عطا کیا جانا ۳؛ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے بنی اسرائیل ۱۳؛ بنی اسرائیل اور اوامر الہی

(۱) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۵۱ ح ۷۳، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۰۲ ح ۲۸۵۔

۱۲، ۱۴: بنی اسرائیل اور تورات ۱، ۵، ۶، ۱۲، ۱۳: بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ ﷺ ۱۲، ۱۳: بنی اسرائیل کی تاریخ
 ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۴: بنی اسرائیل کی شرعی تکلیف ۶: بنی اسرائیل کی نافرمانی ۱۲، ۱۳: بنی اسرائیل کی نافرمانی کے اسباب
 ۱۶: اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل سے عہد و پیمان ۱، ۳، ۱۱: بنی اسرائیل کی عہد شکنی ۱۲: بنی اسرائیل کے رجحانات ۱۴، ۱۶: بنی
 اسرائیل کی گوسالہ پرستی ۲۲، ۱۳: بنی اسرائیل کی ضد ۵: بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی کا منبع ۱۵
 تورات: تورات آسمانی کتابوں میں سے ہے ۳: تورات پر عمل کرنا ۱، ۶، ۵: تورات کو قبول کرنا ۱، ۶: تورات کی اہمیت و
 کردار ۶

جہان بینی (نظریہ کائنات): جہان بینی اور آئیڈیالوجی ۱۶، ۱۴، ۲۱

حضرت موسیٰ ﷺ: حضرت موسیٰ ﷺ کے فرامین کی نافرمانی ۱۲، ۱۳، ۱۶: حضرت موسیٰ ﷺ کے فرامین پر عمل ۱۱
 دین داری: دین داری میں ثابت قدمی ۹
 روایت: ۲۲

ذکر: تاریخ کا ذکر ۱۰: معجزہ کوہ طور کا ذکر ۱۰

سامری کا گوسالہ: سامری کے گوسالے کو جلانا ۲۲

عقیدہ: عقیدہ کے مظاہر ۲۱: عقیدہ کی تصحیح کے معیارات ۶

عمل: اوامر الہی پر عمل ۱۱

کتب سماوی: کتب سماوی کی اہمیت ۹: کتب سماوی کی تعلیمات ۱۹: کتب سماوی پر عمل ۸: کتب سماوی کو قبول کرنا ۸

کردار: کردار کی بنیادیں ۱۶، ۱۴، ۲۱: کردار کے صحیح ہونے کے معیارات ۶

کفر: انبیاء کے بارے میں کفر ۱۸: کتب سماوی کے بارے میں کفر ۱۸

کوہ طور: کوہ طور کا سروں پر آنا ۲: کوہ طور کے سروں پر آنے کا فلسفہ ۳: کوہ طور اور بنی اسرائیل ۱۰، ۲

نافرمان افراد: ۱۲ نافرمانی: اوامر الہی کی نافرمانی ۱۲: تورات کی نافرمانی ۱۶

یہود: یہودیوں کا ناپسندیدہ عمل ۱۸: یہودیوں کا کفر ۱۸: یہودیوں کی گوسالہ پرستی ۱۸: یہود اور انبیائے بنی اسرائیل ۱۸: یہود

اور انبیاء ﷺ کا قتل ۱۸: یہود اور آسمانی کتابیں ۱۸

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٩٢﴾

ان سے کہو کہ اگر سارے انسانوں میں دار آخرت فقط تمہارے لئے ہے اور تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرو (۹۲)

۱۔ یہود عالم آخرت اور اسکی نعمتوں کو خود سے مخصوص سمجھتے ہیں۔ قل ان كانت لكم الدار الآخرة... خالصة "الدار الآخرة" پر "لکم" کا مقدم ہونا حصر اور اختصاص کے لئے ہے۔ "خالصة"، "الدار" کے لئے حال ہے جو اس اختصاص اور انحصار پر تاکید ہے کیونکہ خالص ہونے کا معنی ہے مختص ہونا۔

۲۔ یہودیوں کے خیال میں دیگر انسان آخرت سے بے بہرہ ہیں۔ ان كانت لكم الدار الآخرة... خالصة من دون الناس ۳۔ یہود نسل پرست اور احساس برتری کی مالک قوم ہے۔ ان كانت لكم الدار الآخرة... خالصة من دون الناس ۳۔ یہودیوں کا تصور ہے کہ بہشت کا یہودی قوم سے مختص ہونے کا سبب اللہ تعالیٰ کا حکم اور اسکی تقدیر و مشیت ہے۔ ان كانت لكم الدار الآخرة عند الله

"عند اللہ"، "كانت" سے متعلق ہے اسکا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آخرت یہودیوں کیلئے نزدیک ثابت ہے گویا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس معنی کو قبول، مستحق اور اسکا تقرر فرمایا ہے۔

۵۔ یہودیوں کی نظر میں دین یہودیت کے علاوہ تمام ادیان بے اعتبار ہیں اور دیگر اقوام اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت نہیں رکھتیں۔ ان كانت لكم الدار الآخرة عند الله خالصة من دون الناس

۶۔ یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ، قیامت اور آخرت کی نعمتوں پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان كانت لكم الدار الآخرة عند الله خالصة من دون الناس

۷۔ یہودیوں کا دعویٰ (کہ یقیناً بہشتی ہیں) اسوقت سچا اور ان کے عقیدہ و یقین کی دلیل ہے کہ وہ موت کی تمنا اور اس کا استقبال کریں۔ قل ان كانت لكم الدار الآخرة... فتمنوا الموت

۸۔ سرائے آخرت میں حاضر ہونے اور اسکی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کے لئے موت ایک مرحلہ اور گزرگاہ ہے۔
ان كانت لكم الدار الآخرة ... فتمنوا الموت یہودیوں کے اس دعویٰ "کہ عالم آخرت صرف انہی سے مختص ہے" کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "پس موت کی تمنا کرو" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان مرنے سے عالم آخرت میں وارد ہوتا ہے یعنی یہ کہ انسان مرنے سے قیامت کے برپا ہونے تک کی مدت میں بھی آخرت کی نعمتوں سے بہرہ مند ہوتا ہے یا عذاب الہی میں مبتلا ہوتا ہے۔

۹۔ جن کو اپنے بہشتی ہونے کا اطمینان ہے وہ موت کا استقبال اور اس کی تمنا و خواہش کرتے ہیں۔
ان كانت لكم الدار الآخرة ... فتمنوا الموت

۱۰۔ دنیا کی سرائے اور اسکی نعمتیں آخرت کے مقابلے میں انتہائی ناچیز اور بے قیمت ہیں۔
ان كانت لكم الدار الآخرة ... فتمنوا الموت اگر دنیا کی نعمتیں آخرت کے مقابلے میں قیمتی ہوتیں تو پھر آخرت کے لئے موت کی تمنا بے معنی ہو جاتی۔

۱۱۔ عالم آخرت اور اسکی نعمتیں انتہائی گراں قدر اور با عظمت ہیں۔ ان كانت لكم الدار الآخرة ... فتمنوا الموت
۱۲۔ یہودی اپنے دعویٰ کے برخلاف اپنے بہشتی ہونے کا اطمینان نہ رکھتے تھے۔ فتمنوا الموت ان كنتم صادقین
جملہ "ان كنتم صادقین" یہودیوں کے جھوٹے ہونے کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ وہ لوگ خود جانتے ہیں کہ ان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔

۱۳۔ کسی خاص فرد یا گروہ کا خود کو بغیر دلیل کے اہل بہشت سمجھنا ایک باطل خیال ہے۔ فتمنوا الموت ان كنتم صادقین
۱۴۔ بغیر دلیل کے دعویٰ قابل قبول نہیں ہوتا۔ فتمنوا الموت ان كنتم صادقین
یہودیوں کے دعویٰ کے مقابلے میں اس جملہ "فتمنوا الموت" سے اللہ تعالیٰ نے ان سے دلیل چاہی ہے اور یہ امر انسانوں کے لئے ایک درس ہے کہ مناسب دلیل کے بغیر دعویٰ کو قبول نہ کریں۔

۱۵۔ انسانوں کا کردار اور ان کی خواہشات ان کے عقائد و افکار بیان کرنے والے ہیں۔
فتمنوا الموت ان كنتم صادقین

۱۶۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی (ص) کو سکھانے والا ہے کہ کس طرح استدلال کرو اور مخالفین کا جواب دو۔

قل فلم تقتلون ... و لقد جاءكم موسى ... قل بئسما ... قل ان كانت

آخرت: آخرت کی قدر و منزلت ۱۰، ۱۱

آرزو: موت کی آرزو ۹

اقدار: ۱۰، ۱۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے مقدرات یا تقدیریں ۳

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کے استدلال کی روش ۱۶; پیامبر اسلام (ص) کا معلم ۱۶

دعویٰ: بغیر دلیل کے دعویٰ ۱۳، ۱۳; دعویٰ قبول کرنے کے معیارات ۱۳

دنیا: دنیا کا بے قدر و قیمت ہونا ۱۰; دنیا اور آخرت ۱۰

سعادت: اخروی سعادت پر اطمینان کے نتائج ۹; اخروی

سعادت کے دعوے دار ۱۳، ۹، ۴، ۱

عقیدہ: باطل عقیدہ ۱۳; عقیدہ کے مظاہر ۱۵

کردار: کردار کی بنیادیں ۱۵

موت: موت کے نتائج ۸; موت کی حقیقت ۸

نسل پرست لوگ: ۳

نظریہ کائنات: نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی ۱۵

نعمت: اخروی نعمتوں کی قدر و قیمت ۱۱

یہود: یہودیوں کے دعوے ۴، ۶; یہودیوں کا ایمان پر ایمان ۶; یہودیوں کا قیامت پر ایمان ۶; یہودیوں کے تکبر کے

دلائل ۳; یہودیوں کی سچائی کے دلائل ۴; یہودیوں کی صفات ۳; یہودیوں کا عقیدہ ۵، ۳، ۲، ۱، ۶، ۱۲; یہودیوں کی نسل پرستی

۳; یہود اور موت کی تمنا ۴; یہود اور ادیان ۵; یہود اور بہشت ۴، ۳، ۱۲; یہود اور ملتیں ۵; یہود اور اخروی نعمتیں ۱، ۶، ۲

وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٩٥﴾

اور یہ اپنے پچھلے اعمال کی بنا پر ہرگز موت کی تمنا نہیں کریں گے کہ خدا ظالموں کے حالات سے خوب واقف ہے (۹۵)
۱۔ اخروی سعادت سے مایوسی کی خاطر یہود ہرگز موت کے خواہشمند نہ تھے اور نہ ہی کبھی موت کا استقبال کریں گے۔ و
لن يتمنوه ابدا

۲۔ موت سے گریز کرنا یہودیوں کے دعویٰ (انکا بہشتی ہونا) کے غلط ہونے کی دلیل ہے۔
فتمنوا الموت ان كنتم صادقين _ و لن يتمنوه ابداً

۳۔ یہود گناہگار اور ناروا و ناپسندیدہ عمل کے مالک ہیں۔ و لن يتمنوه ابداً بما قدمت ايديهم "ما قدمت ايديهم" جو کچھ تم
آگے بھیج چکے ہو "میں" "ما" سے مراد گناہ اور ناپسندیدہ اعمال ہیں۔

۳۔ گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے یہودیوں کو آخرت میں بہرہ مند ہونے کی کوئی امید نہیں ہے۔
لن يتمنوه ابداً بما قدمت ايديهم

۵۔ انسانوں کے اعمال و کردار عالم آخرت میں ان کے انجام کو متعین کرنے والے ہیں۔ بما قدمت ايديهم

۶۔ قیامت پر ایمان و یقین رکھنے والوں کا موت سے بچنا اور اس کو ناپسند جاننا، اس کی وجہ ان کے گناہ اور اخروی
عذاب سے خوف ہے۔ و لن يتمنوه ابداً بما قدمت ايديهم

"بما قدمت" میں "بائی" سببیہ کے لئے ہے۔ پس جملہ "لن يتمنوه..." اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے کہ موت سے خوفزدہ
ہونے کے اسباب میں سے ایک گناہ ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ یہ جملہ چونکہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو اللہ تعالیٰ اور
قیامت پر ایمان و یقین رکھتے ہیں لہذا مذکورہ دلیل بھی انہی سے مخصوص ہے۔

۷۔ یہودی ستم گر لوگ ہیں۔ و اللہ علیم بالظالمین

"الظالمین" کے مصداق میں سے (ما قبل آیات اور اس آیت مجیدہ کے صدر کلام کے قرینہ سے) یہودی ہیں۔

۸۔ گناہگار ستم گرہیں۔ بما قدمت ایدیہم و اللہ علیم بالظالمین

۹۔ اللہ تعالیٰ ستم گروں کے ستم سے آگاہ ہے۔ واللہ علیم بالظالمین

۱۰۔ گناہوں کے ارتکاب کے ہوتے ہوئے بہشتی ہونے کا دعویٰ کرنا ایک ظالمانہ ادعا ہے۔

قل ان كانت لكم الدار الآخرة ... و اللہ علیم بالظالمین

یہودیوں کے گناہگار ہونے کے علاوہ ان کو ستم گر کہنا ہو سکتا ہے اس لیے ہو کہ ان کا دعویٰ بے جا ہے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ ستم گروں کو ان کے اعمال کی سزا دے گا۔ واللہ علیم بالظالمین

ستم گروں سے اللہ تعالیٰ کی آگاہی کو بیان کرنا گویا ان کو عذاب کی دھمکی دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا علم ۹؛ اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۱۱

انجام یا تقدیر: تقدیر میں مؤثر عوامل ۵

انسان: انسان کا اخروی انجام ۵

تمنا: تمنائے موت ۱، ۲

خوف: عذاب سے خوف کے نتائج ۶؛ عذاب اخروی سے خوف ۶

دعویٰ: اخروی سعادت کا دعویٰ ۱۰؛ ظالمانہ دعویٰ ۱۰

ظالمین: ۸، ۷ ظالمین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا علم ۹ ظالموں کا انجام ۱۱

ظلم: ظلم کا انجام ۱۱

عمل: عمل کے نتائج ۵

قیامت: قیامت پر ایمان رکھنے والے ۶

گناہ: گناہ کے نتائج ۶؛ گناہ کا ارتکاب ۱۰؛

گناہگار لوگ: ۳ گناہگاروں کا ظلم ۸

موت: موت سے فرار کا فلسفہ ۶

مومنین: مومنین اور موت ۶

یہود: یہودیوں کی صفات ۴، ۳: یہودیوں کا ظلم ۴: یہودیوں کا ناپسندیدہ عمل ۳: یہودیوں کی مایوسی کے عوامل ۳: یہودیوں کا موت سے فرار ۲: یہودیوں کی گناہگاری ۳، ۳: یہودیوں کا آخرت سے محروم ہونا ۳: یہودیوں کے دعووں کے باطل ہونے کی علامتیں ۲: یہودیوں کی اخروی سعادت سے مایوسی ۱، ۳: یہود اور موت ۱

وَلْتَجِدْنَهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَى حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرَ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحِّزٍهُ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾

اے رسول آپ دیکھیں گے کہ یہ زندگی کے سب سے زیادہ حریص ہیں اور بعض مشرکین تو یہ چاہتے ہیں کہ انہیں ہزار برس کی عمر دے دی جائے جب کہ یہ ہزار برس بھی زندہ رہیں تو طول حیات انہیں عذاب الہی سے نہیں بچا سکتا۔ اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے (۹۶)

۱۔ زندہ رہنے اور طولانی عمر حاصل کرنے میں حریص ترین لوگ یہود ہیں۔ و لتجدنهم احصر الناس على حياة

۲۔ ہر طرح کی دنیاوی زندگی، (چاہے جتنی بھی پست ہو) اس پر یہودی حریص ہیں اور دل وابستہ کئے ہوئے ہیں۔ و لتجدنهم احصر الناس على حياة

"حياة" کو نکرہ لانا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ یہودی کسی بھی خصوصیت کے ساتھ، کے ساتھ اگرچہ کتنی ہی پست و حقیر ہو لیکن پھر بھی فقط زندہ رہنا چاہتے ہیں۔

۳۔ یہودیوں کی روش اور چال ڈھال ان کی دنیاوی زندگی کے بارے میں شدید حرص اور موت سے خوف کی دلیل ہے۔ و لتجدنهم احصر الناس على حياة

"لتجدن" فعل "تجد" تم پاتے ہو، لام قسم اور نون تاکید سے مرکب ہے یعنی یقیناً بلا شک تم دیکھتے ہو کہ یہودی انتہائی حریص لوگ ہیں۔ اس بات پر تاکید کہ تم تو یہودیوں کی دنیاوی زندگی پر دل بستگی کو پاتے ہو، اس مفہوم کو بیان کر رہا ہے کہ یہودیوں کی چال ڈھال اس چیز کی دلیل ہے کہ وہ لوگ دنیاوی زندگی سے شدید محبت رکھتے ہیں۔

۳۔ یہودیوں کا دنیاوی زندگی سے تعلق اور دنیا سے ان کی محبت کا نمایاں ہونا اس امر میں مانع ہے کہ وہ لوگ اخروی زندگی کا اشتیاق و شوق رکھتے ہوں یا موت سے خوف نہ کھانے کا اظہار کریں۔ و لتجدنهم احرص الناس على حياة
جملہ "لتجدنهم..."، "لن يتمنوه" کے لئے دلیل ہے یعنی یہ حقیقت کہ یہودیوں کو آخرت میں پہنچنے کی اور موت کی ہرگز کوئی خواہش نہیں، یہ ان کی زندگی سے بہت واضح طور پر مشخص ہے۔ یہ حقیقت اتنی واضح ہے کہ وہ لوگ خود بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے۔

۵۔ یہودیوں کا دنیاوی زندگی کے بارے میں شوق و اشتیاق حتیٰ مشرکین سے بھی زیادہ ہے۔ و لتجدنهم احرص الناس ...
و من الذين اشركوا "من الذين"، "الناس" پر عطف ہے یعنی "و لتجدنهم احرص من الذين اشركوا ... تم دیکھتے ہو کہ وہ لوگ مشرکین سے بھی زیادہ دنیاوی زندگی پر حریص ہیں"

۶۔ یہودیوں کا دنیا پرست ہونا قرآن کریم کی پیشین گوئیوں میں سے ہے۔ لتجدنهم احرص الناس على حياة
۷۔ یہودی بھی اپنے دعویٰ (کہ بہشت انکا مقدر ہے) کے بے بنیاد ہونے سے واقف ہیں۔
ان كانت لكم الدار الآخرة ... و لتجدنهم احرص الناس هو سکتا ہے یہ جملے "لتجدنهم..." اور "يود احد هم..." یہودیوں کے دعویٰ (ان کا انت ... آیہ ۹۳) پر ناظر ہو۔ یعنی یہ کہ تم یہودی ایک طرف تو دعویٰ دار ہو کہ عالم آخرت بس تم سے متعلق ہے جبکہ دوسری طرف تم دنیا کی زندگی میں ہمیشہ کے لئے رہنے کے خواہشمند ہو یہ بات دلیل ہے کہ تمہیں خود بھی اپنے دعویٰ پر یقین نہیں ہے۔

۸۔ یہودیوں کا ہر فرد ہزار سال کی طولانی زندگی کا خواہشمند ہے۔ يود احدهم لو يعمر الف سنة
"يعمر" تعمیر سے ہے جس کا معنی ہے جسے عمر دی گئی ہو۔ "احد هم" کو "يود" کے فاعل کے طور پر لانا اور ضمیر جمع (یودون) سے استفادہ نہ کرنا اس معنی کی وضاحت کرتا ہے کہ ہزار سال کی طولانی عمر یہودیوں کے فرد فرد کی خواہش ہے۔
۹۔ دنیا سے محبت اور اس کی خاطر طولانی عمر کی آرزو کرنا ناپسندیدہ اور مکروہ صفت ہے۔

و لتجدنهم احرص الناس على حياة ... يود احدهم لو يعمر الف سنة
آیت کا لب و لہجہ یہودیوں کی مذمت کر رہا ہے کہ دنیا کی محبت کی خاطر ان لوگوں نے طولانی عمر کی خواہش کی ہے۔
۱۰۔ مشرکین دنیا کی زندگی سے دل وابستہ کیئے ہوئے ہیں اور اسی پر حریص ہیں۔ لتجدنهم احرص الناس ... و من الذين اشركوا

۱۱۔ بعض مشرکین ہزار سال کی طولانی زندگی کے خواہش مند ہیں۔ ومن الذين اشركوا يود احدهم لو يعمر الف سنة
 یہ مفہوم اس اعتبار سے ہے کہ "ومن الذين اشركوا" بتدائے محذوف کی خبر ہے نہ کہ "الناس" پر عطف ہے یعنی مطلب
 یوں ہے "ومن الذين اشركوا طائفۃ يود احدهم" بنا بریں جملہ "ومن الذين..." حالیہ ہے اور "یود احدہم" انہی مشرکین کی
 صفت بیان کی گئی ہے۔ پس آیہ مجیدہ کا مفہوم یوں بنتا ہے۔ یہودی سب سے زیادہ دنیا سے دل وابستہ کیئے ہوئے ہیں در
 آل حالیکہ بعض مشرکین ہزار سالہ عمر کے خواہشمند ہیں۔

۱۲۔ گناہگار یہود عذاب جہنم میں مبتلا ہوں گے۔ بما قدمت ايديهم ... و ما هو بمزحزحه من العذاب
 "مزحزح" کا مصدر "زحزحه" ہے جسکا معنی ہے دور کرنا۔

۱۳۔ عالم آخرت سے یہودیوں کی مایوسی، ان کی دنیاوی زندگی پر حرص اور طولانی عمر کی آرزو کے بارے میں زمین ہموار
 کرتی ہے۔ * يود احدهم لو يعمر الف سنة و ما هو بمزحزحه من العذاب ان يعمر

۱۴۔ دنیاوی زندگی اور طولانی عمر یہودیوں کے اخروی عذاب سے نجات کا باعث نہیں ہو سکتی۔ و ما هو بمزحزحه من
 العذاب ان يعمر "ان يعمر" "ہو" کے لئے بدل ہے یا پھر "مزحزح" کے لئے فاعل ہے۔ دونوں کی بازگشت ایک معنی کی
 طرف ہے۔ جملہ "ما ہو..." کا معنی یہ ہے یہودیوں کو بنا بریں فرض کہ ہزار سالہ عمر دے دی جائے، کو یہ طولانی عمر عذاب
 سے نجات نہیں دلا سکتی۔

۱۵۔ گناہگاروں کی عمر جتنی بھی طولانی ہو عذاب الہی سے نجات کا موجب نہیں ہو سکتی۔ بما قدمت ايديهم ... و ما هو
 بمزحزحه من العذاب ان يعمر

۱۶۔ یہودیوں کے دنیا پرستی پر مبنی اعمال و کردار پر اللہ تعالیٰ ناظر ہے۔ و الله بصير بما يعملون

آرزو: طولانی عمر کی آرزو ۱۳، ۹؛ ناپسندیدہ آرزو ۹

اخلاق: ناپسندیدہ اخلاق ۹

اسماء و صفات: بصیر ۱۶

اعداد: ہزار کا عدد ۱۱، ۸

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی نظارت ۱۶

حرص لوگ: ۱، ۲، ۳، ۵، ۱۰؛ دنیا طلب لوگ: ۶؛

دنیا طلبی: دنیا طلبی کی سرزنش ۹

زندگی: دنیاوی زندگی کا حرص ۱۰

عذاب: اہل عذاب ۱۲

عقیدہ: باطل عقیدہ ۷

قرآن: قرآن کریم کی پیشین گوئی ۶

گناہگار لوگ: گناہگاروں کو عذاب ۱۵؛ گناہگاروں کی سزا ۱۲؛ گناہگار اور طولانی عمر ۱۵؛ گناہگاروں کی نجات ۱۵

مایوسی: آخرت سے مایوسی کے نتائج ۱۳

مشرکین: زندگی کے بارے میں مشرکین کی حرص ۱۰؛ طولانی عمر کے بارے میں مشرکین کی حرص ۱۱؛ مشرکین کی

خواہشات ۱۱؛ مشرکین کی صفات ۱۰؛ مشرکین اور دنیاوی زندگی ۵

یہود: یہودیوں کی مایوسی کے نتائج ۱۳؛ یہودیوں کی آرزوئیں ۱۳؛ یہودیوں کے دعویٰ کا باطل ہونا ۷؛ یہودیوں کا موت سے

خوف ۳، ۳؛ زندگی کے بارے میں یہودیوں کی حرص ۳، ۳، ۳، ۳، ۱، ۵، ۱۳؛ طولانی عمر کے بارے میں یہودیوں کی حرص

۱، ۸، ۱۳؛ یہودیوں کی خواہشات ۸؛ یہودیوں کی دنیا طلبی ۱۶، ۶؛ یہودیوں کی دنیاوی زندگی ۱۳؛ یہودیوں کی صفات ۱، ۶، ۲؛

یہودیوں کو اخروی عذاب ۱۲، ۱۳؛ یہودیوں کا عقیدہ ۷؛ یہودیوں کا علم ۷؛ یہودیوں کا عمل ۱۶؛ یہودیوں کے نجات ۱۳؛

یہودیوں کی حرص کی نشانیاں ۳، ۳؛ گناہگار یہود ۱۲؛ یہود اور بہشت ۷؛ یہود اور طولانی عمر ۱۳

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٩٧﴾

اے رسول کہہ دیجئے کہ جو شخص بھی جبریل کا دشمن ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ جبریل نے آپ کے دل پر قرآن حکم خدا سے اتارا ہے جو سابق کتابوں کی تصدیق کرنے والا، ہدایت اور صاحبان ایمان کے لئے بشارت ہے (۹۷)

۱۔ حضرت جبرائیل ؑ کے ساتھ یہودیوں کی عداوت اور کینہ پروری۔ من کان عدوًّا لجبریل
"من کان" سے مراد گذشتہ آیات کی روشنی میں یہودی ہیں۔

۲۔ پیامبر اسلام (ص) کے قلب اطہر پر حضرت جبرائیل ؑ قرآن کریم لے کر آنے والے ہیں۔ فانہ نزلہ علی قلبک

۳۔ حضرت جبرائیل ؑ نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور فرمان سے قرآن کریم کو پیامبر اسلام (ص) کے قلب اطہر پر نازل کیا۔ فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ

۴۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے اذن اور فرمان کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دیتے۔ فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ

۵۔ پیامبر اسلام (ص) پر حضرت جبرائیل ؑ کے ذریعے قرآن کریم کا نزول اس بات کا موجب بنا کہ یہود جبرائیل ؑ سے عداوت اور کینہ پروری کریں۔ من کان عدوًّا لجبرئیل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ

جملہ "فانہ... جبرائیل ؑ نے قرآن کو اللہ کے اذن سے تیرے قلب پر نازل کیا" یہودیوں کے جبرائیل ؑ سے کینہ کا سبب بیان کر رہا ہے۔

۶۔ یہودیوں کا جبرائیل ؑ اور نظام وحی کے بارے میں جاہلانہ تصور۔ قل من کان عدوًّا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ

۷۔ قرآن کریم نے تورات کے نفس کلام کی تائید اور اسکی صداقت و سچائی کی تصدیق کی۔ مصدقا لما بین یدیه

یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "مصدقاً"، "نزلہ" کی ضمیر مفعولی کے لئے حال ہو اور اس سے مراد قرآن کریم ہے۔ "ما بین یدیه"۔ وہ کتاب جو قرآن کریم سے پہلے تھی "آیہ مجیدہ میں اس سے مراد تورات ہے۔

۸۔ قرآن کریم کا وجود تورات کی حقانیت کے لئے گواہ اور شاہد کے طور پر ہے * مصداقاً لما بین یدیه

قرآن کریم کی طرف سے تورات کی تصدیق (مصداقاً لما بین یدیه) کا معنی ممکن ہے یہ ہو کہ قرآن تورات کی صداقت و سچائی کا گواہ ہے یعنی قرآن کا نزول اس امر کا موجب ہوا کہ تورات میں قرآن کے آنے کی جو پیشین گوئیاں تھیں وہ پوری ہو گئیں پس اسی وجہ سے قرآن کریم تورات کی صداقت و سچائی کو ثابت کرنے والا اور اسکی حقانیت کا گواہ ہے۔

۹۔ قرآن کریم اہل ایمان کو ہدایت کرنے والا ہے۔ ہدیٰ و بشری للمومنین

"ہدی" مصدر ہے جو یہاں اسم فاعل "ہادی" کے معنی میں آیا ہے۔

۱۰۔ قرآن کریم اہل ایمان کو دنیا و آخرت کی سعادت مندی کی خوش خبری دینے والا ہے۔ و بشری للمومنین

"بشری" ایسی خبر کو کہتے ہیں کہ جس میں کیف و سرور پایا جاتا ہو اور آیت میں اسکا معنی "بشیر۔ بشارت دینے والا" ہے۔

۱۱۔ یہودیوں کی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی کی بازگشت اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی طرف ہے۔

من کان عدواً لجبریل فانه نزلہ علی قلبک باذن اللہ

جملہ "فانہ نزلہ" سے "بشری للمومنین" تک بیان شدہ حقائق یہودیوں کی جبرائیل علیہ السلام سے کینہ پروری کا جواب ہیں۔ "باذن اللہ" کی قید کا مطلب یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے فرمان سے پیامبر اسلام (ص) پر قرآن کریم لے کر آئے۔ پس اگر قرآن کریم کا نزول عداوت کا باعث ہے تو پھر تم یہودی اللہ تعالیٰ سے دشمنی کرو۔ بنا بریں جملہ شرطیہ "من کان... کا جواب یوں بنتا ہے "فہو عدو اللہ"

۱۲۔ یہودیوں کی جبرائیل (علیہ السلام) سے دشمنی در حقیقت تورات سے دشمنی، انسانی ہدایت کے سرچشموں سے دشمنی

اور بشارت کا پیغام لانے والوں سے دشمنی ہے۔ فانہ نزلہ ... مصداقاً لما بین یدیه و ہدی و بشری للمومنین

"مصداقاً..."، "ہدی" اور "بشری للمومنین" میں سے ہر ایک تعریف "باذن اللہ" کی طرح ممکن ہے کہ جبرائیل علیہ السلام سے کینہ رکھنے والے یہودیوں کے لئے جواب نقضی ہو یعنی یہ کہ قرآن جو تمہارے دین اور تمہاری کتاب کی تائید کرنے والا ہے، انسانی ہدایت کا سرچشمہ ہے اور سعادتوں کی بشارت دیتا ہے اس قرآن کے لانے والے سے دشمنی دراصل تورات سے دشمنی اور... سے دشمنی ہے۔

۱۳۔ قرآن کریم کا حکم الہی سے نازل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہودیوں کی جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی بے جا ہے۔

من كان عدواً لجبريل فانه نزله على قلبك باذن الله یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "باذن اللہ" کی قید یہودیوں کی جبرائیل علیہ السلام سے عداوت کا حلی جواب ہو یعنی یہ کہ جبرائیل علیہ السلام فرمان الہی سے پیامبر اسلام (ص) پر قرآن کریم لے کر آئے لہذا وہ جو فرمان الہی کی اطاعت کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ پر اعتقاد رکھنے والوں کے ہاں مورد غضب نہیں ہونا چاہیئے۔

۱۳۔ تورات کی قرآن کریم کی جانب سے تائید، یہودیوں کی وحی کا پیام لانے والے (جبرائیل علیہ السلام) سے دشمنی کے بے جا ہونے کی دلیل ہے۔ فانه نزلہ علی قلبک باذن اللہ مصداقاً لما بین یدیه

"مصداقاً لما بین یدیه۔ قرآن تورات کی صداقت کی تائید کرتا ہے" یہ جملہ جبرائیل علیہ السلام کے دشمن یہودیوں کے جواب میں ہے جو اس نکتہ کو بیان کر رہا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام ایک ایسی حقیقت کو لے کر آئے ہیں جو تمہارے دین اور کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے اور جو اس کی صداقت و سچائی پر گواہ ہے پس بے جا ہے کہ تم اس کے لانے والے جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی رکھو۔

۱۵۔ قرآن کریم کا ہدایت کرنا اور بشارت دینا، یہودیوں کی اس کے نازل کرنے والے (جبرائیل علیہ السلام) سے عداوت کے بے جا ہونے پر دلیل ہے۔ فانه نزلہ علی قلبک ... ہدی و بشری للمومنین "ہدی و بشری" میں بھی "مصداق" کی طرح یہ نکتہ موجود ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے پیامبر اکرم (ص) کو ایسے معارف القا کیے جو بشارت دینے والے اور ہدایت کرنے والے ہیں پس اس (جبرائیل علیہ السلام) سے دشمنی کی کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ: اذن الہی ۲، ۳؛ اوامر الہی ۱۳

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کے قلب پر وحی ۲

تورات: تورات کی تصدیق ۱۲، ۸، ۷؛ تورات کی حقانیت کے دلائل ۸، ۷

حضرت جبرائیل علیہ السلام: جبرائیل علیہ السلام کا خضوع اور اطاعت ۳؛ جبرائیل علیہ السلام کے دشمن ۱؛ جبرائیل علیہ السلام کی اہمیت ۵، ۳، ۲

دشمنی: تورات سے دشمنی ۱۲؛ ہدایت کرنے والوں سے دشمنی ۱۲؛ جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی کا فلسفہ ۵؛ جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی کی ناپسندیدگی ۱۵، ۱۳، ۱۳

قرآن کریم: قرآن کریم کی بشارت ۱۵، ۱۰؛ قرآن کریم اور تورات ۸، ۷، ۱۳؛ قرآن کریم کے نزول کی

کیفیت ۲، ۳، ۵؛ قرآن کریم کی گواہی ۸، ۷؛ قرآن کریم کا نزول ۱۵، ۱۳؛ قرآن کریم کی اہمیت ۱۵، ۱۰، ۹، ۸؛ قرآن کریم کا ہدایت کرنا ۱۵، ۹

ملائکہ: ملائکہ کا خضوع ۳؛ ملائکہ کے عمل کا دائرہ ۲

مؤمنین: مؤمنین کو بشارت ۱۰؛ مؤمنین کی اخروی سعادت ۱۰؛ مؤمنین کی دنیاوی سعادت ۱۰؛ مؤمنین کی ہدایت ۹
یہود: یہودیوں کی جبرائیل ﷺ سے دشمنی ۳، ۱۲، ۱۱، ۵، ۱۱، ۱۳، ۱۵؛ یہودیوں کی اللہ تعالیٰ سے دشمنی ۱۱؛ یہودیوں کا عقیدہ ۶؛ یہودیوں کی دشمنی کے عوامل ۵؛ یہودی اور جبرائیل ﷺ ۶؛ یہودی اور وحی ۶

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ﴿۹۸﴾

جو بھی اسے، ملائکہ، مرسلین اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہوگا اسے معلوم رہے کہ خدا بھی تمام کافروں کا دشمن ہے (۹۸)
۱۔ جو لوگ فرشتوں اور انبیاء ﷺ کے دشمن ہیں اللہ تعالیٰ ان کا دشمن ہے۔

من كان عدواً لله و ملائكتہ و رسلہ ... فان الله عدو للکافرين

۲۔ جو حضرت جبرائیل ﷺ اور حضرت میکائیل ﷺ سے دشمنی رکھے اللہ تعالیٰ ان کا دشمن ہے۔
من كان عدوا لله ... و جبريل و ميکال فان الله عدو للکافرين

۳۔ فرشتے اور انبیاء ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ مقام و منزلت رکھتے ہیں۔ من كان عدوا لله و ملائكتہ و رسلہ
قرآن کریم نے چونکہ فرشتوں اور انبیاء ﷺ کو لفظ اللہ کے ہمراہ بیان فرمایا ہے اور ان کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض (مورد غضب) قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے اور انبیاء ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ مقام و منزلت رکھتے ہیں۔

۳۔ حضرت جبرائیل ﷺ اور حضرت میکائیل ﷺ باقی تمام فرشتوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ مقام و منزلت کے مالک ہیں۔

من كان عدوا لله و ملائكتہ و رسلہ و جبريل و ميکائيل

"ملائکتہ" کا لفظ جبرائیل ﷺ اور میکائیل ﷺ کو بھی شامل ہے۔ پس فرشتوں کے مابین خصوصی طور پر ان کا ذکر کرنا ہو سکتا ہے ان کے با عظمت مقام کی طرف اشارہ ہو۔

۵۔ انبیائے الہی فرشتوں حتیٰ جبرائیل ؑ اور میکائیل ؑ سے بھی افضل ہیں * من کان عدواً للہ و ملائکتہ و رسلہ و جبریل و میکائیل

یہ بات گزر چکی ہے کہ تمام فرشتوں کے مابین جبرائیل ؑ اور میکائیل ؑ کا خصوصی طور پر ذکر کرنا انکی فضیلت کی دلیل ہے اور "رسالہ" کو "جبریل و میکائیل" پر مقدم کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء ؑ جبرائیل ؑ اور میکائیل ؑ سے افضل ہیں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ، انبیاء ؑ اور فرشتوں کے دشمن کافر ہیں۔ من کان عدواً للہ ... فان اللہ عدو للکافرین
تقاضائے کلام یہ تھا کہ "الکافرین" کی جگہ "ہم" ضمیر لائی جائے یہ امر دو نکتوں کا حامل ہے ۱۔ اس بات کی وضاحت کہ یہ لوگ کافر ہیں۔

۲۔ ان کی خدا تعالیٰ سے دشمنی کی وجہ ان کا کفر ہے۔ بنا بریں آیہ مجیدہ کا معنی یہ بنتا ہے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ ... کے دشمن ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کا دشمن ہے کیونکہ وہ لوگ کافر ہیں۔

۴۔ جبرائیل ؑ اور میکائیل ؑ کے دشمن کافر ہیں۔ من کان عدواً للہ ... و جبریل و میکال فان اللہ عدو للکافرین
۸۔ خداوند متعال کفار کا دشمن ہے۔ فان اللہ عدو للکافرین

۹۔ یہود حضرت جبرائیل ؑ سے عداوت کے باعث کافر ہیں اور خداوند متعال انکا دشمن ہے۔
من کان عدواً للہ ... جبریل و میکال فان اللہ عدو للکافرین

گذشتہ آیات کی روشنی میں "الکافرین" کے مصداق میں سے یہود بھی ہیں۔
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی دشمنی ۱، ۲، ۸، ۹

انبیاء ؑ: انبیاء ؑ اور ملائکہ ۵: انبیاء ؑ کی جبرائیل ؑ پر فضیلت ۵: انبیاء ؑ کی میکائیل ؑ پر فضیلت ۵;
انبیاء ؑ کے فضائل ۵: انبیاء ؑ کے دشمنوں کا کفر ۶: انبیاء ؑ کے درجات ۳

انبیا ؑ: الہی: انبیائے الہی ؑ کے دشمن ۱

جبرائیل ؑ: جبرائیل ؑ کے دشمن ۲: جبرائیل ؑ کے دشمنوں کا کفر ۹، ۴: جبرائیل ؑ کے درجات ۳
دشمن: اللہ تعالیٰ کے دشمن ۱: دشمنان خدا کا کفر ۶

دشمنی: جبرائیل ؑ کے ساتھ دشمنی کے نتائج ۹؛ کفار کے ساتھ دشمنی ۸ کفار: ۶، ۷، ۹
کفر: کفر کے موجبات ۶، ۷، ۹

ملائکہ: لائکہ کے دشمن ۱؛ ملائکہ کے دشمنوں کا کفر ۶ ملائکہ کے درجات ۳، ۴
میکائیل ؑ: میکائیل ؑ کے دشمن ۲؛ دشمنان میکائیل ؑ کا کفر ۷؛ میکائیل ؑ کے درجات ۲
یہود: یہودیوں کی جبرائیل ؑ سے دشمنی ۹

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ﴿۹۹﴾

ہم نے آپ کی طرف روشن نشانیاں نازل کی ہیں اور ان کا انکار فاسقوں کے سوا کوئی نہ کرے گا (۹۹)
۱۔ پیامبر اسلام (ص) کی اپنی نبوت کی حقانیت کے لئے بہت واضح اور روشن دلائل و معجزات ہیں۔
و لقد أنزلنا إليك آيات بينات سورة مبارکہ کے اس حصہ میں چونکہ پیامبر اسلام (ص) کی رسالت اور قرآن کریم کی دعوت کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے لہذا کہا جاسکتا ہے کہ "آیات بینات" (واضح اور روشن نشانیاں) کا متعلق قرآن کریم اور آنحضرت (ص) کی رسالت کی صداقت و سچائی ہو۔

۲۔ یہودیوں کا آنحضرت (ص) پر یہ الزام یا تہمت تھی کہ آپ (ص) کے پاس آپ (ص) کی نبوت کی حقانیت کی واضح اور روشن دلیل و برہان نہیں ہے۔ و لقد أنزلنا إليك آيات بينات
معمولاً کسی جملہ کے ساتھ تاکید کو بیان کرنا اس امر کی حکایت کرتا ہے کہ مخاطبین شک و تردید کا شکار ہیں یا انکار کرتے ہیں۔
جملہ "و لقد أنزلنا..." کا حرف لام جو قسم مقدر کی حکایت کرتا ہے اور حرف "قد" کے ساتھ تاکید کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آیہ مجیدہ کا مورد خطاب یہودی ہیں جو آیت کے مضمون کو شک و تردید کی نگاہ سے دیکھتے تھے یا پھر منکر تھے۔

۳۔ پیامبر اسلام (ص) کو دلائل و معجزات عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ و لقد أنزلنا إليك
۳۔ قرآن کریم میں خود اسکی اپنی اور پیامبر اکرم (ص) کی رسالت کی حقانیت پر مشتمل آیات اور واضح دلائل موجود ہیں۔
و لقد أنزلنا إليك آيات بينات

"آیات" سے مراد ممکن ہے قرآنی آیات ہوں یا ممکن ہے وہ معجزات اور دلائل مراد ہوں جو آنحضرت (ص) کی صداقت اور قرآن کریم کے آسمانی ہونے پر دلالت کر رہے ہوں۔ مذکورہ مفہوم پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

۵۔ فقط فاسقین (منحرف لوگ) ہیں جو قرآن کریم اور اسکے واضح دلائل کو قبول نہیں کرتے اور ان کے بارے میں کفر اختیار کرتے ہیں۔ و ما یکفر بها الا الفاسقون

۶۔ فسق اور انحراف خدا تعالیٰ کی آیات کے انکار کا سرچشمہ اور ایمان کی بنیادیں کھودینے کا باعث ہے۔
و ما یکفر بها الا الفاسقون

۷۔ یہودیوں کا فسق اور انحراف ان کے قرآن کریم اور آیات الہی سے کفر کا موجب بنا۔
و ما یکفر بها الا الفاسقون ماقبل اور مابعد کی آیات کے قرینے سے "الفاسقون" کا واضح مصداق یہودی ہیں۔ گزشتہ آیات میں ایمان سے منہ موڑنے کے بعض یہودی بہانوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اس آیہ مجیدہ میں بیان کیا جا رہا ہے کہ یہودیوں کے ایمان سے منہ پھیرنے کی اصلی وجہ ان کا پہلے سے موجود انحراف اور فسق و فجور ہے۔
۸۔ قرآن کریم اور پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کے دلائل کا انکار۔ منکر کے فسق اور انحراف کی دلیل ہے۔
و ما یکفر بها الا الفاسقون

۹۔ دنیا پرستی، فرشتوں سے دشمنی، انبیاء علیہ السلام اور دینی قائدین کے قتل جیسے گناہوں کا ارتکاب اور الہی عہد و پیمان توڑنا یہ سب فسق کے مصداق ہیں۔ و ما یکفر بها الا الفاسقون یہودیوں کے قرآن کریم اور پیامبر اکرم (ص) پر ایمان لانے کی راہ میں رکاوٹوں کا ذکر گزشتہ آیات (۹۸، ۷۳) میں کیا گیا ہے اس آیہ مجیدہ میں قرآن کریم اور پیامبر اسلام (ص) کے انکار کی بنیاد پہلے سے موجود فسق کو قرار دیا گیا ہے پس ان آیات میں جن رکاوٹوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ قرآن حکیم کی نظر میں فسق کے مصداق اور فسق کے معنی کو بیان کرنے والی ہیں۔

۱۰۔ نفس پرستی، حسد، نسل پرستی، احساس برتری اور تکبر اور خود کو بغیر کسی دلیل کے اہل بہشت میں سے سمجھنا فسق کے مصداق میں سے ہے۔
و ما یکفر بها الا الفاسقون

۱۱۔ قرآن حکیم کا انکار، وحی و رسالت کی معرفت کے لئے درست بصیرت سے باہر نکل جانے کی دلیل ہے۔
و ما یکفر بها الا الفاسقون

یہ مفہوم فسق کے معنی (حد اعتدال سے نکلنا) کے اعتبار سے ہے مقولہ ایمان "جو معرفت و شناخت کا ایک مقولہ ہے" میں اعتدال سے خارج ہونا اس سے مراد درست بصیرت و تدبر کا نہ ہونا ہے۔

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی عنایات ۳

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کا قتل ۹

ایمان: ایمان کے زوال کی زمین کا فراہم ہونا ۶; ایمان کی راہ میں رکاوٹیں ۶

بصیرت: غلط بصیرت کی نشانیاں ۱۱

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کو جھٹلانا ۸; پیامبر اسلام (ص) پر تہمت ۲; پیامبر اسلام کی حقانیت ۲; پیامبر اسلام

(ص) کی حقانیت کے دلائل ۱; پیامبر اسلام (ص) کو جھٹلانے والوں کا فسق ۸; پیامبر اسلام (ص) کا معجزہ ۱، ۳

حسد: حسد کا فسق ۱۰

دشمنی: ملائکہ سے دشمنی ۹

دعویٰ: اخروی سعادت کا دعویٰ ۱۰

دنیا طلبی: دنیا طلبی کا فسق ۹

دینی قائدین: دینی قائدین کا قتل ۹

عہد شکنی: اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد شکنی ۹

فاسقین: فاسقین اور قرآن کریم ۵; فاسقین کا کفر ۵;

فسق: فسق کے نتائج ۴، ۶; فسق کے موارد ۱۰، ۹; فسق کی علامتیں ۸

قرآن کریم: قرآن کریم کی بینات ۵، ۳; قرآنی تعلیمات ۳; قرآن کا جھٹلانا ۸; قرآن کی حقانیت کے دلائل ۳; قرآن کریم کو

جھٹلانے والوں کا فسق ۸

کفار: ۵

کفر: آیات الہی کے کفر کے بارے میں عوادل ۷، ۶؛ قرآن کریم کے بارے میں کفر ۱۱، ۵

معجزہ: معجزہ کا سرچشمہ ۳

منخرین: منخرین اور قرآن کریم ۵

نسلی تعصب: نسلی تعصب کا فسق ۱۰

نفس پرستی: نفس پرستی کا فسق ۱۰

یہود: یہودیوں کے فسق کے نتائج ۷؛ یہودیوں کی تہمتیں ۲؛ یہودیوں کے کفر کے عوادل ۷؛ صدر اسلام کے یہودی ۲؛ یہودی اور پیامبر اسلام (ص) ۲

﴿۱۰۰﴾ اَوَكَلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

ان کا حال یہ ہے کہ جب بھی انھوں نے کوئی عہد کیا تو ایک فریق نے ضرور توڑ دیا بلکہ ان کی اکثریت بے ایمان ہی ہے (۱۰۰)

۱۔ یہودیوں نے اپنی پوری تاریخ میں اللہ تعالیٰ اور انبیاء ﷺ سے عہد و پیمان باندھے تھے۔ او کلما عاہدوا عہداً یہ جملہ "کلما عاہدوا... جب کبھی بھی تم نے عہد باندھا" متعدد اور مختلف عہد و پیمان پر دلالت کرتا ہے۔ "بل اکثرہم لا یؤمنون" کی طرح کے قرائن دلالت کرتے ہیں کہ ان عہد و پیمان سے مراد یہودیوں کے اللہ تعالیٰ اور انبیاء ﷺ سے کیئے گئے عہد و پیمان تھے۔

۲۔ یہودیوں کی تاریخ عہد شکنی اور الہی عہد و پیمان سے لاپرواہی کے ساتھ چمڑ ہے۔ او کلما عاہدوا عہداً نبذہ فریق منہم

"نبذ" کا معنی ہے پھینکنا اور چھوڑ دینا البتہ آیہ مجیدہ میں توڑنے سے کنایہ ہے۔

۳۔ یہود عہد شکنی اور الہی عہد و پیمان توڑنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی توبیخ و سرزنش کے سزاوار قرار پائے۔ او کلما عاہدوا عہداً نبذہ فریق منہم

"او کلما..." میں استفہام انکار توبیخی ہے۔

۳۔ الہی عہد و پیمان کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ او کلما عاہدوا عہداً نبذہ فریق منہم

اللہ تعالیٰ کی جانب سے عہد شکنوں کی توبیخ و سرزنش اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ معاہدوں اور عہد و پیمان کی پابندی ضروری اور واجب ہے۔

۵۔ بہت سارے یہودیوں کی نظر میں الہی عہد و پیمان کم قدر قیمت کا معاملہ ہے۔ نبذہ فریق منہم یہ مفہوم اس معنی کی بنا پر ہے جو راغب نے "نبذ" کے بارے میں بیان کیا ہے۔ راغب نے المفردات میں کہا ہے "کسی چیز کی کم قدر قیمت ہونے کے باعث اسکو گرانا یا دور پھینکنا ہے۔"

۶۔ کسی امت کے عہد شکن گروہ کے مقابل اس امت کے سارے افراد ذمہ دار ہیں۔ *او کلما عاہدوا عہداً نبذہ فریق منہم بعض یہودیوں کی عہد شکنی کی وجہ سے آیہ مجیدہ تمام یہودیوں کی ملامت کر رہی ہے یہ بات اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ ذمہ دار لوگوں کو چاہیئے کہ امر بمعروف اور نہی از منکر کے ذریعے دوسروں کو عہد شکنی سے روکیں ورنہ سب لوگ ملامت کے مستحق قرار پائیں گے۔

۷۔ یہودیوں کی اکثریت حتیٰ اپنے انبیاء ﷺ اور آسمانی کتابوں پر ایمان نہیں رکھتے۔ بل اکثرہم لا یؤمنون گذشتہ آیات کی روشنی میں ایمان کا متعلق انبیاء ﷺ اور آسمانی کتابیں ہیں۔ اس جملہ میں "بل" ترقی کے لئے ہے یعنی عہد شکنی سے بالاتر یہ کہ ان لوگوں کی اکثریت تو صاحب ایمان ہی نہیں ہے۔

۸۔ یہودیوں میں عہد شکنی کا عام ہونا ان کی اکثریت کے ایمان سے خالی ہونے کی دلیل ہے۔ او کلما عاہدوا عہداً نبذہ فریق منہم بل اکثرہم لا یؤمنون

۹۔ انسان کے الہی عہد و پیمان سے وفادار اور پابند نہ ہونے کے علل و اسباب میں سے ایک ایمان کا فقدان ہے۔ او کلما عاہدوا عہداً نبذہ فریق منہم بل اکثرہم لا یؤمنون

۱۰۔ اکثر یہودی جنہوں نے الہی عہد و پیمان سے وفانہ کی وہ ان عہد و پیمان پر ایمان و اعتقاد ہی نہ رکھتے تھے۔ کلما عاہدوا عہداً نبذہ فریق منہم بل اکثرہم لا یؤمنون

یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "یؤمنون" کا متعلق عہد و پیمان ہوں یعنی عہد شکنوں کی اکثریت نے ان عہد و پیمان کو جان و دل سے قبول نہ کیا اگرچہ ظاہر یہ کیا کہ انہوں نے ان عہد و پیمان کو قبول کر لیا ہے۔ قابل توجہ ہے کہ اس مطلب میں "اکثر ہم" کی ضمیر کو "فریق" کی طرف لوٹایا گیا ہے۔

۱۱۔ بہت سارے یہودی قرآن حکیم اور پیامبر اسلام (ص) پر ایمان نہ لائیں گے۔ بل اکثرہم لا یؤمنون

یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "لا یؤمنون" کا متعلق

ما قبل آیت کی روشنی میں قرآن حکیم اور پیامبر اسلام (ص) ہوں۔ فعل مضارع "لا یؤمنون" اس احتمال کی تائید کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی سرز نشیں ۳

ذمہ داری: ذمہ داری کا عمومی ہونا ۶

عہد: وفائے عہد کی اہمیت ۳; اللہ تعالیٰ سے وفائے عہد ۳

عہد شکنی: عہد شکنی کے عوامل ۹; اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد شکنی ۳، ۲، ۹; عہد شکنی کے ساتھ نبرد آزمائی ۶

قرآن کریم: قرآن کریم کی پیشین گوئی ۱۱

کفر: کفر کے نتائج ۹; انبیاء ﷺ کے بارے میں کفر ۴; قرآن کے بارے میں کفر ۱۱; آسمانی کتابوں کے بارے میں کفر ۴;

پیامبر اسلام (ص) کا کفر ۱۱

یہود: یہودیوں کی تاریخ ۲، ۱; یہودیوں کی سرز نش ۳; یہودیوں کی اکثریت کا عقیدہ ۱۰; یہودیوں کا عقیدہ ۵; یہودیوں کا انبیاء

ﷺ سے عہد ۱; یہودیوں کی اکثریت کی عہد شکنی ۱۰; یہودیوں کی عہد شکنی ۲، ۳، ۸; یہودیوں کا اللہ تعالیٰ سے عہد ۳، ۱;

یہودیوں کی اکثریت کا کفر ۱۱، ۱۰، ۸، ۴; یہودیوں کا کفر ۱۱، ۴; یہودیوں کے کفر کی نشانیاں اور علامتیں ۸; یہود اور اللہ تعالیٰ

کا عہد ۵

وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ

كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۱﴾

اور جب ان سے پاس خدا کی طرف سے سابق کی کتابوں کی تصدیق کرنے والا رسول آیا تو اہل کتاب کی ایک جماعت

نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا جیسے وہا سے جانتے ہی نہ ہوں (۱۰۱)

۱۔ حضرت محمد (ص) اللہ تعالیٰ کی جانب سے مبعوث کئے گئے رسول ہیں۔

و لما جاء هم رسول من عند الله

ظاہراً "رسول" سے مراد پیامبر گرامی اسلام (ص)

ہیں۔ البتہ بعض مفسرین کے نزدیک مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

۲۔ یہود بھی دیگر لوگوں کی طرح پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کے وسیع دائرہ میں داخل ہیں۔ و لما جاء هم رسول من

عند الله

۳۔ پیامبر اسلام (ص) نے تورات کی حقانیت کی تصدیق اور اس کے آسمانی ہونے کی تائید فرمائی۔

۴۔ تورات میں آنحضرت (ص) کی بعثت کی بشارت دی گئی تھی۔ و لما جاء هم رسول ... نبذ فريق من الذين اوتوا الكتاب كتاب الله و راء ظهورهم

جملہ "نبذ فريق"، "لما جاء هم" کے لئے جواب شرط ہے پیامبر (ص) کے آنے کے ساتھ یہودیوں کے تورات کو دور پھینکنے کا ذکر اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اس کتاب میں پیامبر (ص) کے آنے کی بشارت دی گئی تھی اور آنحضرت (ص) کی خصوصیات بیان کی گئی تھیں۔

۵۔ آنحضرت (ص) کی بعثت تورات کی صداقت و سچائی اور اس کے آسمانی ہونے کی دلیل و گواہ ہے۔ مصدق لما معهم آیات ۳۱، ۹۱، ۹۷ سے یہ مطلب نکلتا ہے۔

۶۔ علمائے اہل کتاب نے آنحضرت (ص) کی بعثت کے بعد تورات کی پیامبر موعود کے بارے میں بشارتوں کو نظر انداز کیا اور بالکل ان پر توجہ نہ کی۔ و لما جاء هم رسول ... نبذ فريق من الذين اوتوا الكتاب كتاب الله و راء ظهورهم معلوم ہوتا ہے کہ اس جملہ میں "فريق" سے مراد علمائے یہود ہیں کیونکہ تورات کے احکام اور معارف کو بیان کرنا ان کی ذمہ داری تھی اور جملہ "کا نھم لا یعلمون" گویا کہ وہ لوگ عالم نہ تھے "اس مطلب کی تائید کر رہا ہے۔

۷۔ علمائے اہل کتاب کو پورا اطمینان تھا کہ تورات میں بیان کی گئی پیامبر موعود کی خصوصیات آنحضرت (ص) پر منطبق ہوتی ہیں۔ و لما جاء هم رسول ... نبذ فريق من الذين اوتوا الكتاب كتاب الله و راء ظهورهم

پیامبر اسلام (ص) کے انکار کے لئے علمائے یہود کے پاس دو راستے تھے ۱۔ تورات کی بشارتوں کو نظر انداز کرنا ۲۔ اس بات کا اظہار کرنا کہ تورات میں بیان شدہ خصوصیات آنحضرت (ص) پر منطبق نہیں ہوتیں یہ جو یہودی علماء نے پہلی راہ کا انتخاب کیا اس سے معلوم ہوتا ہے پیامبر کی خصوصیات کا منطبق ہونا ایک مسلم اور ناقابل تردید معاملہ تھا۔

۸۔ علمائے یہود کا تورات کی بشارتوں کو نظر انداز کرنے کا محرک یہ تھا کہ پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کے انکار کی زمین فراہم کی جائے۔ و لما جاء هم رسول ... نبذ فريق من الذين اوتوا الكتاب كتاب الله و راء ظهورهم

۹۔ باوجود اس کے کہ علمائے یہود نے تورات میں پیامبر اسلام (ص) کی خصوصیات کو دیکھ لیا انہوں نے خود کو اس سے بے خبر ظاہر کیا۔

نبذ فریق ... کتاب اللہ وراء ظہورہم کاختم لا یعلمون

"لا یعلمون" کا متعلق اس پیامبر کی خصوصیات ہیں جسکی بعثت کی بشارت تورات نے دی تھی۔

۱۰۔ تورات اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کی گئی کتاب ہے۔ اوتوا الکتاب کتاب اللہ

۱۱۔ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لانا اللہ تعالیٰ کے اہل کتاب سے معاہدوں میں سے تھا۔ او کلما عاہدوا عہداً ... و لما جاء ہم رسول ... نبذ فریق یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ یہودیوں کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد و پیمان اور پھر ان کی عہد شکنی کے ذکر کے بعد پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کے انکار اور تورات میں بیان شدہ حقائق کے نظر انداز کرنے کا بیان آیا ہے۔

۱۲۔ مکاتب الہی پر اعتقاد رکھنے والے لوگ حتیٰ علمائے دین اور آسمانی کتابوں سے عالم و دانا افراد بھی انحراف اور حق پوشی کے خطرے میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظہورہم

۱۳۔ آسمانی کتابوں میں بیان شدہ تمام معارف اور احکام کی پابندی ضروری ہے۔

نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظہورہم

۱۳۔ آسمانی کتابوں کے بعض احکام یا معارف سے لاپرواہی یا بے اعتنائی برتناسب فرامین اور معارف سے بے اعتنائی کے مترادف ہے۔ نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظہورہم واضح ہے کہ علمائے یہود نے بعثت کے بعد تورات کے تمام فرامین اور معارف کو نظر انداز نہ کیا بلکہ ان میں بعض جو پیامبر اسلام (ص) کی ذات گرامی سے مربوط تھے ان سے بے اعتنائی اختیار کی لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انہوں نے کتاب خدا کو دور پھینک دیا" یہ تعبیر بیان کرتی ہے کہ آسمانی کتابوں کے بعض معارف کو نظر انداز کرنا گویا سب معارف کو نظر انداز کرنا ہے۔

۱۵۔ اہل کتاب کے بعض علماء نے پیامبر اسلام (ص) کی بعثت کے بعد تورات سے وفادار رہنے اور پیامبر موعود کی خصوصیات اور ان کے پیامبر اسلام (ص) پر منطبق ہونے کا اعتراف کیا۔ نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظہورہم

یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "الذین اوتوا الکتاب" سے مراد علمائے یہود ہوں۔ اس صورت میں "فریق من الذین" کا معنی یہ ہوگا کہ بعض علماء نے اس کی کتاب کو دور پھینکا جبکہ بعض دیگر نے ایسا نہ کیا۔

۱۶۔ حقائق کے مقابل خود فریبی یا عارفانہ تجاہل کا مظاہرہ کرنا ناپسندیدہ اور بے جا عمل ہے۔

نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب ... کاختم لا یعلمون

۱۷۔ امام باقر علیہ السلام نے سعد الخیر کو تحریر فرمایا: "...وكان من نبذهم الكتاب ان اقاموا حروفه و حرفوا حدوده فهم يروونه و لا يرعونه ... وكان من نبذهم الكتاب ان ولّوه الذين لا يعلمون فاوردوهم الهوى و اصدروهم الى الردى و غيّرّوا عرى الدين^(۱) وہ موارد جن میں انہوں (اہل کتاب) نے کتاب الہی کو پس پشت ڈال دیا، ان میں سے ایک یہ تھا کہ کتاب کے ظاہر کو تو محفوظ رکھا لیکن اسکی حدود میں تحریف کی۔ اسکے ظاہر کو بیان کرتے لیکن اس پر عمل نہ کرتے تھے... انہی موارد میں سے جن میں انہوں نے کتاب الہی کو پس پشت ڈالا ایک یہ تھا کہ ایسے افراد کو انہوں نے کتاب کا سرپرست بنایا جو کتاب خدا کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتے تھے لہذا انہوں نے لوگوں کو اپنی ہوائے نفس کی طرف دعوت دی اور ان کو پستی و گراوٹ کی طرف لے گئے، انہوں نے دین کے مضبوط دستوں کو تبدیل کر دیا۔

انحراف: انحراف کا خطرہ ۱۲

اہل کتاب: اہل کتاب کا کتاب الہی سے منہ پھیرنا ۱۷؛ اہل کتاب کا تحریف کرنا ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کا اہل کتاب سے معاہدہ ۱۱
ایمان: پیامبر اسلام (ص) پر ایمان ۱۱؛ ایمان کے متعلقات ۱۱

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی بعثت کی بشارت ۶، ۳؛ پیامبر اسلام (ص) کی بعثت ۵، ۱؛ پیامبر اسلام (ص) کی رسالت ۱؛ پیامبر اسلام کو جھٹلانے کی زمین تیار ہونا ۸؛ پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کا دائرہ ۲؛ پیامبر اکرم (ص) تورات میں ۱۵، ۹، ۷، ۳؛ پیامبر اسلام (ص) اور تورات ۳؛ پیامبر اسلام (ص) اور یہود ۲

تجاہل عارفانہ: تجاہل عارفانہ کی سرزنش ۱۶

تورات: تورات کی بشارتیں ۸، ۶، ۳؛ تورات میں پیامبر موعود ۱۵، ۷، ۶؛ تورات کی تصدیق ۵، ۳؛ تورات کی تعلیمات ۳، ۹؛ تورات کی حقانیت ۳؛ تورات کا نزول ۱۰؛ تورات کا وحی ہونا ۱۰، ۵، ۳

خود: خود فریبی کی سرزنش ۱۶ روایت: ۱۷

علماء: علمائے دین اور انحراف ۱۲؛ علمائے دین اور حق کا چھپانا ۱۲؛ علمائے دین کو تنبیہ ۱۲

علمائے اہل کتاب: علمائے اہل کتاب کا اقرار ۱۵؛ علمائے اہل کتاب کا تجاہل عارفانہ ۹؛ علمائے اہل کتاب اور تورات ۱۵؛ علمائے اہل کتاب اور پیامبر اسلام (ص) ۱۵، ۷، ۶؛ علمائے یہود: علمائے یہود اور پیامبر اکرم (ص) ۸

عمل: ناپسندیدہ عمل ۱۶

کتب سماوی: کتب سماوی سے منہ پھرنا ۱۲؛ کتب سماوی کا ضروری وابستگی ہونا ۱۳؛ کتب سماوی کو قبول کرنے میں تجزی بعض تعلیمات کے قبول اور بعض کے رد؛ کا قائل ہونا ۱۲؛ کتب سماوی کی تعلیمات ۱۳

وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرُّوا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۲﴾

اور ان باتوں کا اتباع شروع کر دیا جو شیاطین سلیمان کی سلطنت میں چا کمرتے تھے حالانکہ سلیمان کافر نہیں تھے۔ کافر یہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے اور پھر جو کچھ دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر بابل میں نازل ہوا ہے۔ وہ اس کی بھی تعلیم اس وقت تک نہیں دیتے تھے جب تک یہ کہہ نہیں دیتے تھے کہ ہم ذریعہ امتحان میں خبردار تم کافر نہ ہو جانا لیکن وہ لوگان سے وہ باتیں سیکھتے جس سے میاں بیوی کے درمیان جھگڑا کر اذین خدا کے بغیر و کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ ان سے وہ سب کچھ سیکھتے جو ان کے لئے مضر تھا اور اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا یہ خوب جانتے تھے کہ جو بھی ان چیزوں کو خریدے گا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ انھوں نے اپنے نفس کا بہت برا سودا کیا ہے اگر یہ کچھ جانتے اور سمجھتے ہوں (۱۰۲)

۱۔ حضرت سلیمان ﷺ ایک ایسے پیامبر ہیں جن کے پاس حکومت و سلطنت تھی۔ علیٰ ملک سلیمان

۲۔ شیاطین نے حضرت سلیمان ﷺ پر جادوگری کی تہمت لگائی۔ و ما کفر سلیمان و لكن الشیاطین کفروا

"ما کفر سلیمان۔ سلیمان نے کفر اختیار نہ کیا" اس سے مراد حضرت سلیمان ﷺ سے جادوگری کی نفی کرنا ہے۔ ان جملوں "و لكن الشیاطین..." اور "ما تتلوا الشیاطین" سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان ﷺ پر جادوگری کی تہمت شیاطین کی طرف سے تھی جو مشہور ہو گئی۔

۳۔ شیاطین نے حضرت سلیمان ؑ کے زمانے کے لوگوں کو جادو گری کے علوم سکھائے اور لوگوں کے لئے جادو کو پڑھ کر بیان کرتے۔ ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان ... یعلمون الناس السحر

"تتلوا" کا مصدر تلاوت ہے جس کا معنی پڑھنا اور قرات کرنا ہے آیت کے مابعد کے مضمون کی روشنی میں "ما" موصولہ سے مراد جادو اور اس طرح کی چیز ہے۔ "تتلوا" کا متعلق "علی الناس" ہے اور اس کی دلیل "یعلمون الناس" یعنی یہودی اس جادو کے پیروکار تھے جو شیاطین لوگوں کے لئے بیان کرتے تھے۔

۳۔ شیاطین حضرت سلیمان ؑ اور انکی الہی حکومت کے مخالف تھے۔ ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان "علی ملک سلیمان۔ سلیمان کی حکومت کے مخالف" یہ "تتلوا" کے مفعول محذوف کے لئے حال ہے یعنی جو جادو لوگوں کے لئے بیان کرتے تھے وہ حضرت سلیمان ؑ کی سلطنت کے خلاف تھا۔

۵۔ حضرت سلیمان ؑ کو سلطنت ملنا شیاطین کی نظر میں یہ سحر اور جادو کا کمال تھا۔ علی ملک سلیمان و ما کفر سلیمان

شیاطین جو جادو کے علم کی تحریریں لوگوں کے لئے حضرت سلیمان ؑ کی حکومت کے برخلاف پڑھتے تھے اس چیز کے بیان کے بعد حضرت سلیمان ؑ سے جادو گری کی نفی کرنا اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ شیاطین یہ ظاہر کرتے تھے کہ جو کچھ بیان کرتے یا تلاوت کرتے ہیں یہ وہی کچھ ہے جس نے سلیمان (علیہ السلام) کو سلطنت تک پہنچایا ہے اس طرح وہ حضرت سلیمان ؑ کی نبوت کی نفی کے درپے تھے۔

۶۔ حضرت سلیمان ؑ جادو گری اور کفر کی طرف رجحانات سے منزہ و مبرا تھے۔ و ما کفر سلیمان

۷۔ جادو کا استعمال گناہ کبیرہ اور کفر کے برابر ہے۔ و ما کفر سلیمان

یہ بات گزر چکی ہے کہ اس جملہ سے مراد حضرت سلیمان ؑ سے جادو گری کی نفی کرنا ہے لیکن یہ جو جادو گری کو کفر اختیار کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جادو گری بھی ایک طرح کا کفر ہے یا پھر ایسا گناہ ہے جو کفر کے برابر ہے۔

۸۔ الہی حکومت کی مخالفت اور اس کے خلاف سرگرم عمل ہونا حرام ہے۔ واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان

۹۔ جادو کی تعلیم دینے کے ذریعے شیاطین کا کفر اختیار کرنا۔ و لكن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر

۱۰۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں جادو رائج تھا۔ ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان ... یعلمون الناس السحر

۱۱۔ بعض یہودیوں نے شیاطین کی طرف سے سکھائے گئے جادو کی طرف رغبت پیدا کی اور انہوں نے جادو سیکھنا شروع کیا۔ واتبعوا ما تتلوا الشیاطین

"اتبعوا" کی ضمیر "فریق من الذین اتوا الکتاب" کی طرف لوٹی ہے۔

۱۲۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ کے یہودی شیاطین کے جادو کی پیروی کرتے ہوئے آپ ﷺ کی حکومت کے خلاف سرگرم عمل رہے۔ * واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان

یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "اتبعوا" کا فاعل حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ کے یہودی ہوں۔

۱۳۔ پیامبر اسلام (ص) کے خلاف نبرد آزمائی کے لئے یہودی تورات کی بشارتوں کا انکار کرنے کے علاوہ سحر اور جادو سے بھی مدد لیتے تھے۔

نبد فریق ... کتاب اللہ وراء ظهورهم ... و اتباعوا ما تتلوا الشیاطین

آیہ ماقبل میں جملہ "نبد فریق"، "لما جاء هم" کے بعد اس مطلب کو پہنچاتا ہے کہ یہودیوں نے آنحضرت (ص) کے بارے میں تورات کی بشارتوں کو نظر انداز کیا تا کہ حضور (ص) کی رسالت کا انکار کریں۔ جملہ "اتبعوا..." کا "نبد فریق" پر عطف بھی اسی معنی پر دلالت کرتا ہے کہ جادو کے پیچھے جانا بھی اسی مقصد کے لئے تھا۔

۱۴۔ ہاروت و ماروت وہ فرشتے ہیں جو سرزمین بابل پر ساکن ہیں۔ و ما انزل علی الملکین ببابل ہاروت و ماروت

"ببابل" محذوف سے متعلق اور "الملکین" کے لئے حال ہے یعنی "الملکین کائنین ببابل" بہت سے مفسرین نے کہا ہے کہ بابل عراق کا ایک شہر ہے جو دریائے فرات کے کنارے اور حله کے قریب واقع ہے۔

۱۵۔ ہاروت و ماروت نے بابل کے لوگوں کو جادو سکھایا۔ و ما انزل علی الملکین ... و ما یعلمان من احد

۱۶۔ ہاروت و ماروت نے جادو کا علم اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا * و ما انزل علی الملکین ببابل ہاروت و ماروت

۱۷۔ یہودیوں نے ہاروت اور ماروت کی تعلیمات کو لیتے ہوئے پیامبر ﷺ کے خلاف صف آرائی کی۔
اتبعوا ما تتلوا ... و ما انزل علی الملکین ببابل ہاروت و ماروت

"ما انزل"، "ما تتلوا..." پر عطف ہے یعنی: اتباعوا ما تتلوا الشیاطین و اتباعوا ما انزل علی الملکین۔

۱۸۔ ہاروت اور ماروت اپنی تعلیمات (جادو کا سکھانا) کو لوگوں کے لئے آزمائش سمجھتے تھے اور لوگوں کو متنبہ کرتے تھے۔ و ما یعلمان من احد حتی یقولوا انما نحن فتنہ

۱۹۔ ہاروت اور ماروت نے لوگوں کو جادو کی تعلیم دینے سے پہلے اسکے غیر صحیح استعمال اور سوء استفادہ سے منع کیا۔
و ما یعلمان من احد حتی یقولوا انما نحن فتنۃ فلا تکفر

۲۰۔ جادو کا استعمال اور اس سے سوء استفادہ انسان کو دائرہ کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ انما نحن فتنۃ فلا تکفر

۲۱۔ غیر آشنا علوم کی تعلیم دینے والوں کو چاہیئے کہ ان علوم کے سیکھنے والوں کو ان کے نقصانات سے آگاہ اور اسکے سوء استفادہ سے روکیں۔ و ما یعلمان من احد حتی یقولوا انما نحن فتنۃ فلا تکفر

۲۲۔ شاگردوں کو علوم کی تعلیم دیتے وقت ان میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔
و ما یعلمان من احد حتی یقولوا انما نحن فتنۃ فلا تکفر

۲۳۔ اعمال کے نیک اور ناپسندیدہ ہونے میں ہدف اور نیت کی اہمیت۔ و لكن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر ... ما یعلمان من احد حتی یقولوا انما نحن فتنۃ

دو فرشتوں (ہاروت، ماروت) کے برخلاف شیاطین کو جادو سکھانے کی وجہ سے کافر کہا گیا کیونکہ شیاطین کے جادو سکھانے کا مقصد فساد و تباہی پھیلانا تھا جبکہ دو فرشتوں کا ہدف اور محرک فساد کو روکنا تھا۔

۲۴۔ سرزمین بابل کے لوگوں نے ہاروت اور ماروت سے جادو سیکھا تا کہ اسکے ذریعے میاں بیوی میں جدائی ڈالیں۔
فیتعلمون منہما ما یفرقون بہ بین المرء و زوجہ

۲۵۔ جادو کے علم کو رائج کرنے میں بابل کے عوام کا کردار اور اہمیت۔
فیتعلمون منہما ما یفرقون بہ بین المرء و زوجہ

۲۶۔ جادو کی تاثیر اور اس کا نقصان پہنچانا اذن خدا سے ممکن ہے۔

و ما هم بضارين به من احد الا باذن الله

۲۷۔ عالم ہستی میں کوئی بھی کام یا تحرک اللہ تعالیٰ کے اختیار اور ارادہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

ما هم بضارين به من احد الا باذن الله

۲۸۔ میاں بیوی میں جادو کے ذریعے جدائی ڈالنا یہ گناہ کفر کے برابر ہے۔

انما نحن فتنۃ فلا تکفر فیتعلمون منہما ما یفرقون بہ بین المرء و زوجہ

۲۹۔ مسحور شدہ انسانوں کی روح اور افکار پر جادو کا اثر۔ یفرقون بہ بین المرء و زوجہ

۳۰۔ میاں بیوی میں جدائی ڈالنے کا نقصان خود انہی لوگوں کے لیے ہے۔ ما یفرقون بہ بین المرء و زوجہ و ما ہم

بضارین ... الا باذن الله

۳۱۔ میاں بیوی میں جدائی ڈالنا ناپسندیدہ اور حرام فعل ہے۔ ما یفرقون بہ بین المرء و زوجہ و ما ہم بضارین ... الا

باذن الله

۳۲۔ سرزمین بابل کے عوام نے ہاروت اور ماروت سے ایسے جادو، ٹوٹنے سیکھے جن کا نتیجہ ان کے لیے نقصان کے علاوہ

کچھ نہ تھا۔ یتعلمون ما یضرہم و لا ینفعہم

۳۳۔ بعض جادو نقصان دہ اور بعض فائدہ مند ہیں۔ یتعلمون ما یضرہم و لا ینفعہم

۳۴۔ لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیے جادو کے اعمال بجا لانا یا فساد و بربادی پھیلانے کے لیے جادو سیکھنا حرام ہے اور

اس کا گناہ کفر کے برابر ہے۔ فلا تکفر فیتعلمون منہما ما یفرقون بہ بین المرء و زوجہ ... و یتعلمون ما یضرہم و لا

ینفعہم

۳۵۔ نقصان دہ اور بے فائدہ علوم سیکھنا حرام ہے۔ و یتعلمون ما یضرہم و لا ینفعہم

۳۶۔ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے جادو کا علم سیکھنا جائز ہے۔ و یتعلمون ما یضرہم و لا ینفعہم

۳۷۔ فرشتوں کا جسمانی حالت میں آنا اس طرح کہ لوگ ان کا مشاہدہ کر سکیں ممکن ہے۔ و ما یعلمان من احد حتی

یقولوا انما نحن فتنۃ

۳۸۔ فرشتے لوگوں میں حاضر ہو کر ان کو تعلیم دے سکتے ہیں۔ و ما یعلمان من احد حتی یقولوا ... فیتعلمون منہما ...

و یتعلمون ما یضرہم

۳۹۔ شیاطین (جن) جسم بننے اور دیکھے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں * یتعلمون الناس السحر

۳۰۔ جو لوگ جادو کو ناچیز فائدہ اٹھانے اور نقصان پہنچانے کے لئے سیکھتے ہیں آخرت کی نعمتوں سے محروم ہو جائیں گے
و لقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة من خلاق

"اشتراہ" کی مفعولی ضمیر "ما یضرہم ولا ینفعہم" کی طرف لوٹتی ہے جس کا مطلب نقصان دہ جادو ہیں۔

۳۱۔ یہودیوں نے اس بات کے جاننے کے باوجود کہ جادو سیکھنے سے وہ آخرت کی تمام نعمتوں سے محروم ہو جائیں گے،
جادو سیکھا۔ و لقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة من خلاق

"خلاق" کا معنی بہت زیادہ منافع اور اچھا حصہ ہے "خلاق" کو نکرہ استعمال کرنا اور اس کے ساتھ "من" زائدہ کا استعمال
قلت پر دلالت کرتا ہے۔ ظاہراً "علموا" کی ضمیر یہودیوں کی طرف لوٹتی ہے۔

۳۲۔ عالم آخرت نیکیوں اور نعمتوں سے پُر ہے۔ و ما له في الآخرة من خلاق

۳۳۔ یہودیوں نے نقصان دہ جادو سیکھ کر خود کو تباہ کیا اور بہت بُری قیمت وصول کی۔
ما له في الآخرة من خلاق و لبئس ما شروا به أنفسهم

۳۴۔ انسان کی جان کے مقابل بہت ہی قابل قدر قیمت صرف آخرت کی نعمتوں کا حصول ہے۔
ما له في الآخرة من خلاق و لبئس ما شروا به أنفسهم

جملہ "لقد علموا..." کو جملہ "لبئس..." کے ساتھ ملانے سے یہ معنی نکلتا ہے کہ انسان اگر آخرت کو کھودینے کی قیمت دنیاوی
منافع کا حصول قرار دے تو اس نے خود کو بہت ہی بُری قیمت پر بیچا ہے اور خود کو تباہ کر لیا ہے پس فقط جو چیز انسان کو
زیاں کار ہونے سے بچا سکتی ہے وہ آخرت کا حصول ہے۔

۳۵۔ آخرت کی نعمتوں سے محرومیت کے باعث انسان تباہ ہو جاتا ہے۔
ما له في الآخرة من خلاق و لبئس ما شروا به أنفسهم

۳۶۔ یہودی اپنے نقصان دہ سودے (آخرت کو کھو کر جادو کے فوائد کا حصول) سے نا آگاہ ہیں۔
لبئس ما شروا به أنفسهم لو كانوا يعلمون

"دنیاوی مفادات کے مقابل آخرت کی نعمتوں کو بیچنا" یہ "یعلمون" کے لئے ماقبل والے جملہ کی روشنی میں مفعول ہے۔
یعنی اے کاش جانتے ہوتے کہ یہ لین دین ان کے لئے نقصان دہ ہے اور بے سود۔

۳۷۔ آخرت کو کھودینے کے مقابل دنیاوی مفادات کا حصول نقصان دہ سودا ہے۔ لبئس ما شروا به أنفسهم

۳۸۔ جادو گر یہودیوں کی نظر میں اخروی منافع پر دنیاوی مفادات ترجیح رکھتے ہیں۔

لقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة من خلاق و لبئس ما شروا به أنفسهم لو كانوا يعلمون
 اگر کوئی جانتا ہو کہ ناجائز منافع اور مفادات کا حصول آخرت کو کھودینے سے ہوتا ہے (لقد علموا...) لیکن اس کے باوجود
 اس لین دین کے نقصان وہ ہونے پر عقیدہ نہ رکھتا ہو (لوکانوا يعلمون) تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص دنیاوی مفادات کو
 آخرت پر ترجیح دیتا ہے۔

۳۹۔ جادوگر یہودی باوجود اس کے کہ انہیں عالم آخرت سے محروم ہونے کا اطمینان تھا اپنی اسی محرومیت کا انکار کرتے
 تھے۔ لقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة من خلاق

جملے کو لام قسم "لقد" اور لام تاکید "لمن" سے تاکید کرنا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ جادوگر یہودی جس حقیقت کا
 علم رکھتے تھے اسی کا انکار کرتے تھے کیونکہ جملے کی تاکید غالباً ایسے موارد میں ہوتی ہے کہ جہاں اس کا مضمون مورد انکار
 ہو۔

۵۰۔ عالم آخرت پہ علم اور ایمان ہونا اور اس کے مطابق عمل نہ کرنا جہالت و بے ایمانی کے مترادف ہے۔
 لقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة من خلاق ... لو كانوا يعلمون

یہ مطلب اس بنا پر ہے اگر "لوکانوا يعلمون" کا ارتباط "لقد علموا..." سے ہو۔ بنا برین "یعلمون" کا مفعول "جادوگر کی عالم
 آخرت سے محرومیت" ہوگا۔ یہ جو خداوند عالم ایک طرف ان کو عالم "لقد علموا" اور دوسری طرف جاہل "لوکانوا يعلمون"
 قرار دیتا ہے گویا اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ علم و ایمان کا ہونا اور ان کے مطابق عمل کا نہ ہونا جہالت اور بے
 ایمانی کے برابر ہے۔

۵۱۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "... فلما هلك سليمان وضع ابليس السحر و كتبه في
 كتاب ثم طواه و كتب على ظهره هذا ما وضع آصف بن برخيا لملك سليمان بن داود من ذخائر كنوز العلم من اراد
 كذا و كذا فليفعل كذا و كذا" ثم دفنه تحت السرير ثم استشاره لهم فقرأه فقال الكافرون ما كان سليمان عليه السلام
 يغلبنا الا بهذا و قال المومنون بل هو عبد الله و نبيّه فقال الله جل ذكره "واتبعوا ما تتلوا الشياطين على ملك سليمان
 و ما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر ..."

(۱) جب حضرت سلیمان ؑ کی وفات ہوئی تو ابلیس نے جادو کی بنیاد رکھی اس نے ایک تحریر لکھی پھر اسے طے کیا اور اس پر لکھا "اے آصف بن برخیا نے حضرت سلیمان بن داؤد کی حکومت برپا کرنے کے لئے وضع کیا اس میں علم کے ذخائر موجود ہیں تو جو ایسے ایسے کرنا چاہے تو وہ ایسا ایسا کرے پھر ابلیس نے اس تحریر کو حضرت سلیمان ؑ کے تخت کے نیچے چھپا دیا پھر اسکو نکالا اور سب کے سامنے پڑھا پس اس اجتماع میں کافروں نے کہا سلیمان ؑ تو فقط اسی جادو کے ذریعے ہم پر غالب آئے اور حکومت کی جبکہ مومنین نے کہا ہرگز ایسا نہیں بلکہ وہ اللہ کے بندے اور پیامبر ؑ تھے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان و ما کفر سلیمان و لکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر..."

۵۲۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام (... و ما انزل علی الملکین ببابل ہاروت وماروت) کے بارے میں امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے آپ ؑ نے فرمایا "و کان بعد نوح علیہ السلام قد کثر السحرة..." (۱)

حضرت نوح ؑ کے بعد دھوکا باز جادوگر بہت زیادہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی ؑ کی طرف دو فرشتوں کو بھیجا تا کہ اس نبی ؑ کو جادو گروں کے جادو کے طریقے اور اس جادو کو باطل و ناکارہ کرنے کے طریقے سکھائیں۔ پس اس پیامبر ؑ نے جادو کے طریقے سیکھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بندگان خدا کو بھی یہ طریقے سکھائے اور ان سے کہا کہ جادو گروں کے جادو کو روکو اور اسکو ناکارہ کر دو (ساتھ ہی ساتھ) اس نبی ؑ نے لوگوں پر جادو کرنے سے ان کو منع کیا

(۱) تفسیر قمی ج/ ۱ ص ۵۵، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۱۱ ح ۳۰۳۔

... اور (کلام خداوندی میں ارشاد ہے) "وہ دو فرشتے کسی کو بھی جادو کی تعلیم نہ دیتے مگر یہ کہ اس سے قبل کہتے ہم آزمائش کا ذریعہ ہیں" یعنی یہ کہ اس نبی ﷺ نے ان دو فرشتوں کو حکم دیا کہ تم بشری صورت میں ظاہر ہو جاؤ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تم کو جادو اور اسکو ناکارہ کرنے کے بارے میں سکھایا ہے وہ تم لوگوں کو سکھاؤ... پس اللہ عزوجل نے ان کو فرمایا جادو کے ذریعے، دوسروں کو نقصان پہنچا کر، لوگوں کو یہ کہہ کر کہ ہم بھی زندہ کرنے اور مارنے کی طاقت رکھتے ہیں اور یہ کہ ہم وہ کام کر سکتے ہیں جو فقط اللہ تعالیٰ انجام دے سکتا ہے (ایسے اظہارات سے) کہیں کافر نہ ہو جانا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے "و ما ہم بضارین به من احد الا باذن الله" یعنی وہ جنہوں نے جادو سیکھا تھا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم اور اذن کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو زبردستی روک سکتا تھا مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے "وہ جادو کے علوم سے ایسی چیزیں سیکھتے تھے جو ان کے نقصان میں تھیں نہ کہ فائدہ میں" یعنی یہ کہ ایسی چیزیں سیکھتے تھے جو ان کے دین کے لئے ضرر رساں ہو اور اس میں کوئی فائدہ نہ ہو... نیز ارشاد رب العزت ہے "و لقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة من خلاق" کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ آخرت نام کی کوئی چیز وجود نہیں رکھتی پس جب ان کا عقیدہ یہ تھا کہ جب آخرت ہی نہیں ہے تو پھر اس دنیا کے بعد کوئی چیز نہ ملے گی۔ لیکن فرضاً اس دنیا کے بعد اگر آخرت ہو تو یہ لوگ اپنے کفر کی بنا پر آخرت کی نعمتوں سے محروم ہوں گے..."

۵۳۔ عمرو بن عبید کہتے ہیں میں حضرت امام صادق ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا کہ میں گناہان کبیرہ کو قرآن حکیم سے پہچاننا چاہتا ہوں تو امام ﷺ نے فرمایا "والسحر لان الله عزوجل يقول و لقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة من خلاق..." (۱)

(۱) عیون اخبار الرضا ﷺ ج ۱ ص ۲۶۷ ح ۱ باب ۲۷، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۰۷ ح ۲۹۴۔

(۲) اصول کافی ج ۲ ص ۲۸۵ ح ۲۴، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۱۰ ح ۲۹۷۔

گناہان کبیرہ میں سے ایک جادو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "یقیناً وہ لوگ جانتے تھے کہ جو کوئی اس متاع (جادو) کو خریدے گا اسے آخرت میں کچھ نہ ملے گا۔"

آخرت: آخرت کی خصوصیات ۳۲

آخرت فروشی: آخرت فروشی کا نقصان ۳۷

احکام: ۸، ۳۱، ۳۳، ۳۵، ۳۶

اختلاف ڈالنا: جادو سے اختلاف ڈالنا ۲۸؛ اختلاف ڈالنے کی سرزنش ۳۱؛ اختلاف ڈالنے کا گناہ ۲۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا اذن ۲۷، ۲۸

امتحان: امتحان کا ذریعہ ۱۸

انسان: انسان کی قدر و منزلت ۳۳؛ انسان کی تباہی کے معیارات ۳۵

ایمان: آخرت پر ایمان ۵۰؛ بغیر عمل کے ایمان ۵۰؛ ایمان کا متعلق ۵۰

بابل: اہل بابل اور جادو ۱۵، ۲۳، ۲۵، ۳۲؛ بابل میں جادو کی تعلیم ۱۳

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کے دشمن ۱۷، ۱۸

تعلیم: تعلیم دینے کے آداب ۲۱، ۲۲

تغییرات: تغیرات کا سرچشمہ ۲۷

توحید: توحید افعالی ۲۷

تورات: تورات کی بشارتوں کو جھٹلانا ۱۳

جادو: جادو سے استفادہ کے نتائج ۲۰؛ جادو سیکھنے کے نتائج ۳۱؛ نقصان دہ جادو کی تعلیم حاصل کرنے کے نتائج ۳۳؛ میاں

بیوی کی جدائی میں جادو کے اثرات ۲۳، ۲۸؛ جادو سے سوء استفادہ کے نتائج ۳۰؛ جادو کے احکام ۳۳، ۳۶؛ جادو سے

استفادہ ۳۶؛ جادو سے نقصان پہنچانا ۳۰، ۳۳؛ جادو کی اقسام ۳۳؛ جادو کی ایجاد ۵۱؛ جادو کی تاثیر ۲۹؛ جادو کی تاریخ ۱۵،

۲۵، ۵۲؛ جادو سیکھنا ۳۶، ۳۰؛

جادو سکھانا ۱۵، ۱۱، ۹، ۳، ۵۲؛ حضرت نوح ﷺ کے بعد جادو ۵۲؛ جادو حضرت سلیمان ﷺ کے زمانے میں ۱۰، ۳؛ جادو اور کفر ۳۳، ۲۸، ۴؛ نقصان وہ جادو ۳۳، ۳۲؛ فائدہ مند جادو ۳۳؛ مباح جادو ۳۶؛ جادو کا نقصان ۲۶؛ جادو سے ناجائز فائدہ اٹھانا ۲۰، ۱۹؛ جادو پھیلنے کے عوامل ۲۵؛ جادو کی سزا ۵۳؛ جادو کی تعلیم دینے کا گناہ ۳۳؛ جادو کا گناہ ۵۳، ۴؛ جادو کی تاثیر کا سرچشمہ ۲۶

جنات: جنات کا مجسم ہونا ۳۹؛ جنات کا مشاہدہ ۳۹

جہالت: جہالت کے موارد ۵۰

حضرت سلیمان ﷺ: حضرت سلیمان ﷺ کا منزہ ہونا ۶؛ حضرت سلیمان ﷺ پر جادو گری کا الزام ۲؛ حضرت سلیمان ﷺ کی حکومت ۵۱، ۳، ۱؛ حضرت سلیمان ﷺ کے دشمن ۳؛ حضرت سلیمان ﷺ اور جادو ۶؛ حضرت سلیمان ﷺ اور کفر ۶؛ حضرت سلیمان ﷺ کا واقعہ ۵، ۲؛ حضرت سلیمان ﷺ کی نبوت ۱ حکومت: دینی حکومت سے دشمنی کا حرام ہونا ۸

خاندان: خاندانی اختلاف ۳۱؛ خاندانی اختلاف کے عوامل ۲۳؛ خاندانوں میں اختلاف ڈالنے کا گناہ ۲۸ دنیا طلبی: دنیا طلبی کا نقصان ۳۴

روایت: ۵۳، ۵۲، ۵۱

روش و کردار: پسندیدہ کردار کے معیارات ۲۳؛ ناپسندیدہ کردار کے معیارات ۲۳ زوجہ و شوہر: زوجہ و شوہر میں اختلاف ڈالنے کی حرمت ۳۱؛ زوجہ و شوہر کی جدائی کا نقصان ۳۰ سیکھنا: حرام سیکھنا ۳۵، ۳۳

شاگردان: شاگردوں میں ذمہ داری پیدا کرنا ۲۲

شیاطین: شیاطین کا مجسم ہونا ۳۹؛ شیاطین کی تعلیمات ۱۱، ۹، ۳؛ شیاطین کا جادو ۱۲؛ شیاطین کی دشمنی ۳؛ شیاطین کا مشاہدہ ۳۹؛ شیاطین اور جادو ۵؛ شیاطین اور حضرت سلیمان ﷺ ۵، ۳، ۲؛ شیاطین کا کفر ۹ علم: نقصان وہ علم سیکھنا ۳۵

فساد و تباہی پھیلانا:

جادو سے فساد پھیلانا ۳۳

کفر: کفر کی بنیاد ۲۰؛ کفر کے موارد ۵۰

گناہان کبیرہ: ۵۳، ۷۴

لین دین: نقصان وہ لین دین ۳۷

ماروت: ماروت بابل میں ۱۳؛ ماروت اور جادو کا سیکھنا ۱۶؛ ماروت اور جادو کی تعلیم دینا ۱۹، ۱۸، ۱۵، ۲۳؛ ماروت کا

معلم ۱۶؛ ماروت کی تنبیہات ۱۸، ۱۹

محرمات: ۳۳، ۳۱، ۸

معلم (استاد): معلم کی ذمہ داری ۲۲، ۲۱

ملائکہ: ملائکہ کا مجسم ہونا ۳۷؛ ملائکہ سے سیکھنا ۳۸؛ ملائکہ کا تعلیم دینا ۳۸؛ ملائکہ کو دیکھنا ۳۷؛ بابل کے ملائکہ ۱۳

نا آشنا علوم: نا آشنا علوم کا نقصان ۲۱؛ نا آشنا علوم سے ناجائز فائدہ اٹھانا ۲۱؛ نا آشنا علوم کے شاگردوں کو تنبیہ ۲۱

نعمت: اخروی نعمتوں کو حاصل کرنا ۳۳؛ اخروی نعمتوں سے محروم افراد ۳۹، ۳۱، ۳۰؛ اخروی نعمتوں سے محرومیت

۳۹، ۳۶، ۳۵؛ اخروی نعمتوں کی بہتات اور فراوانی ۳۲

نیت: نیت کی اہمیت ۲۳

واقعات: واقعات کا سرچشمہ ۲۷

ہاروت: ہاروت کا استاد ۱۳؛ ہاروت بابل میں ۱۳؛ ہاروت اور جادو سیکھنا ۱۶؛ ہاروت اور جادو کی تعلیم دینا ۱۹، ۱۸، ۱۵،

۲۳؛ ہاروت کی تنبیہات ۱۸، ۱۹

یہود: یہودیوں کی آخرت فروشی ۳۸؛ یہودیوں کی آگاہی ۳۹، ۳۱؛ یہودیوں کی بصیرت ۳۸؛ یہودیوں کا شیاطین کی پیروی کرنا

۱۲؛ یہودیوں کا ماروت کی پیروی کرنا ۱۷؛ یہودیوں کا ہاروت کی پیروی کرنا ۱۷؛ یہودیوں کی جادوگری ۱۳، ۱۱؛ یہودیوں کی

جہالت ۳۶؛ یہودیوں کی خود فروشی ۳۳؛ یہودیوں کی حضرت سلیمان علیہ السلام سے دشمنی ۱۲؛ یہودیوں کی دنیا طلبی ۳۸؛ یہودیوں

کی روش پیکار ۱۷، ۱۳؛ یہودیوں کا زیاں کار ہونا ۳۶؛ یہودیوں کی محرومیت ۳۹؛ جادوگری یہود ۳۹، ۳۸؛ حضرت سلیمان علیہ السلام

کے زمانہ کے یہود ۱۲؛ یہودی اور جادو سیکھنا ۳۳، ۳۱؛ یہود اور حضرت سلیمان علیہ السلام ۱۲

وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٣﴾

اگر یہ لوگ ایمان لے آتے اور متقین جانے تو خدائی ثواب بہت بہتر تھا۔ اگر ان کی سمجھ میں آجاتا (۱۰۳)
۱۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت ہی تھوڑی جزا بھی دوسری کسی بھی منفعت یا سود سے کہیں زیادہ افضل اور قدر و قیمت والی ہے۔ لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ

"مَثُوبَةٌ" کا معنی جزا کا ہے۔ "بہت ہی کم" کی صفت کا مفہوم "مَثُوبَةٌ" کو نکرہ استعمال کرنے سے معلوم ہوتا ہے "خیر" کا مفضل علیہ بھی ذکر نہیں ہوا تا کہ ہر چیز کو شامل ہو جائے۔ پس "خیر" یعنی ہر تصور کی جانے والی منفعت یا نفع سے بہتر۔
۲۔ اللہ تعالیٰ کی جزائیں ایمان اور تقویٰ (گناہوں سے پرہیز) کی نگہداشت کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔
وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ

۳۔ ایمان گناہوں سے پرہیز کے بغیر اور گناہوں سے اجتناب ایمان کے بغیر ہو تو الہی جزاؤں سے بہرہ مند ہونا ممکن نہیں۔
وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ

۳۔ یہود اگر پیامبر اسلام (ص) اور قرآن حکیم پر ایمان لائیں اور گناہوں (جادو، آسمانی کتابوں سے بے اعتنائی وغیرہ) سے پرہیز کریں تو الہی جزاؤں (نعمتوں) سے بہرہ مند ہوں گے۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ
آیات ۹۹، ۱۰۱ کے قرینہ سے "انھم" کی ضمیر سے مراد پیامبر اکرم (ص) اور قرآن کو جھٹلانے والے یہود ہیں۔ قابل توجہ ہے کہ جملہ "لَمَثُوبَةٌ..." جواب شرط کا قائم مقام ہے اور جواب اسی طرح کا جملہ ہے "لَا تُشْبِهُوا" یقیناً انہیں اجر دیا جائے گا۔

۵۔ زمانہ بعثت کے یہود دنیا سے دل بستگی اور پہلے سے موجود فسق و فجور کی وجہ سے ایمان و تقویٰ کی بنیادیں کھو چکے تھے۔
لَبِئْسَ مَا شَرُّوا بِهِ أَنْفُسَهُمْ ... وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ

جملہ "وَلَوْ أَنَّهُمْ..." میں "لو" امتناعیہ کا استعمال اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ یہودیوں کا ایمان لانا اور جادو جیسے گناہوں سے

اجتناب کرنا ایک مشکل یا ممتنع امر ہے۔ ماقبل آیات جن میں یہودیوں کی دنیا سے شدید وابستگی اور ان کے فاسق ہونے کا ذکر ہے ممکن ہے کہ ان کی اس نفسیات کے پیدا ہونے کی دلیل کا بیان ہو۔

۶۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ دنیاوی منافع یا مفادات کے مقابل الہی جزاؤں کی قدر و منزلت سے آگاہ ہوں۔
لمثوبة من عند الله خير لو كانوا يعلمون

"لو كانوا يعلمون" میں "لو" تمنا کا معنی دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمنا یعنی اس کا تشریحی ارادہ ہے۔ "یعلمون" کا مفعول وہ تمام حقائق ہیں جن کا ماقبل کے جملوں میں ذکر ہوا ہے ان میں سے ایک چیز الہی جزا کا دیگر دنیاوی منافع سے افضل ہونا ہے یعنی: لیت ہم يعلمون ان مثوبة الله خير

۷۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ الہی جزاؤں کے ایمان اور تقویٰ کے ساتھ مربوط اور وابستہ ہونے سے آگاہ ہو جائیں۔
و لو انهم آمنوا و اتقوا لمثوبة ... لو كانوا يعلمون

اس مطلب میں "یعلمون" کا مفعول وہ حقیقت ہے جو جملہ شرطیہ "لو انهم آمنوا..." بیان کر رہا ہے یعنی: لیت ہم يعلمون ان مثوبة الله مشروط بالایمان والتقویٰ

۸۔ فقط علماء اور دانش مند افراد ہیں جو الہی جزاؤں کے ایمان اور تقویٰ سے مربوط ہونے اور ان جزاؤں کی ہر دیگر منفعت پر فضیلت و برتری کو درک کرتے ہیں۔ لمثوبة من عند الله خير لو كانوا يعلمون

ممکن ہے "یعلمون" فعل لازم ہو اور اس کو مفعول کی ضرورت نہ ہو۔ اس بنا پر اس کا معنی یہ ہوگا اے کاش اہل علم اور دانش مند ہوتے جو ان حقائق کا ادراک کرتے۔

۹۔ الہی جزاؤں کی برتری اور قدر و منزلت سے انسانوں کی جہالت انہیں دنیاوی مفادات کا گرویدہ کر دیتی ہے اور ایمان و تقویٰ سے روک دیتی ہے۔ و لو انهم آمنوا و اتقوا ... لو كانوا يعلمون

یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "لو" شرطیہ ہو۔ اس اعتبار سے مختلف احتمالات متصور ہیں ان میں سے ایک یہ کہ "یعلمون" کا مفعول الہی جزا کی برتری و فضیلت ہو اور جملہ "و لو انهم آمنوا" سے جواب شرط لیا جائے یعنی: مطلب یوں ہو "لو كانوا يعلمون ان ثواب الله خير لا آمنوا و اتقوا" اگر جانتے ہوتے کہ الہی جزا دنیاوی منافع سے برتر ہے تو یقیناً ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے۔

اجر: اجر کے موجبات ۲، ۳، ۴، ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی جزاؤں کی قدر و منزلت ۶، ۸، ۹؛ الہی جزائیں ۱؛ الہی جزاؤں کی شرائط ۲، ۳، ۴، ۵، ۸

ایمان: ایمان کے نتائج ۲، ۳؛ ایمان کی اہمیت ۷، ۸؛ قرآن کریم پر ایمان ۳؛ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان ۳؛ بغیر تقویٰ کے ایمان ۳؛ ایمان کا متعلق ۳؛ ایمان کی رکاوٹیں ۵، ۹

تقویٰ: تقویٰ کے نتائج ۲، ۳؛ تقویٰ کی اہمیت ۷، ۸؛ تقویٰ بغیر ایمان کے ۳؛ تقویٰ کی رکاوٹیں ۵، ۹

جہالت: جہالت کے نتائج ۹

دنیا طلبی: دنیا طلبی کے نتائج ۵؛ دنیا طلبی کے اسباب ۹

دنیاوی وسائل: دنیاوی وسائل کی قدر و قیمت ۶

علماء: علماء کی خصوصیات ۸

فسق: فسق کے نتائج ۵

قدریں: ۶، ۸؛ قدروں سے جہالت ۹

گناہ: گناہ سے اجتناب ۳

یہود: یہودیوں کے اسلام لانے کے نتائج ۳؛ یہودیوں کے تقویٰ کے نتائج ۳؛ صدر اسلام کے یہودیوں کی دنیا طلبی ۵؛ صدر

اسلام کے یہودیوں کا فسق ۵

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾

ایمانوالو راعنا (ہماری رعایت کرو) نہ کہا کرو "انظرنا" کہا کرو اور غور سے سنا کرو اور یاد رکھو کافرین کے لئے بڑا دردناک

عذاب ہے (۱۰۳)

۱۔ "راعنا" کا لفظ اس بات کی سند ہے کہ یہودی پیامبر (ص) کی اہانت کرتے اور آنحضرت (ص) کا تمسخر اڑاتے تھے۔ لا

تقولوا راعنا و قولوا انظرنا آنحضرت (ص) کے گفتگو کرتے ہوئے مسلمان بعض اوقات آپ (ص) سے تقاضا کرتے کہ

ذرا مہلت دیں تاکہ آپ (ص) کی پہلی گفتگو کو سمجھ لیں اور اس مہلت کی درخواست کے لئے "راعنا" ہمیں فرصت دیجئے

"کا لفظ استعمال کرتے تھے یہودی اس کلمے میں کچھ تحریف کر کے اس سے ایک نامناسب اور برا معنی مراد لیتے اور اسی

سے پیامبر اسلام (ص) کو خطاب کرتے تھے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو "راعنا" کے لفظ سے پیامبر اسلام (ص) کو مخاطب کرنے سے منع فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا کہ پیامبر اسلام (ص) (سے مہلت مانگتے ہوئے) "راعنا" کی بجائے "انظرنا" کہیں۔

لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا "انظرنا" کا معنی ہے ہمیں مہلت دیجئے (مجمع البیان)

۴۔ ایسی گفتار و کردار سے اجتناب کرنا ضروری ہے جس کے نتیجے میں دشمن ناجائز فائدہ اٹھائے۔

۵۔ نیک عمل کے لئے نیک نیت ہی کافی نہیں ہے۔ لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا

یہ واضح ہے کہ "راعنا" کہنے سے مسلمانوں کی کوئی بری نیت نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال کرنے سے روکا تاکہ دشمن اس سے سوء استفادہ نہ کر سکیں۔

۶۔ ایسے الفاظ اور کلمات جن سے دینی مقدسات کی توہین ہوتی ہو ان سے پرہیز کرنا اور دوسرے لوگوں کو روکنا ضروری ہے۔ لا تقولوا راعنا

۷۔ ایسے کلام یا گفتگو سے اجتناب ضروری ہے جس میں پیامبر اسلام (ص) کی اہانت یا تمسخر کا پہلو نکلتا ہو۔ لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا

۸۔ دینی قائدین کے احترام کا تحفظ ضروری ہے۔ لا تقولوا راعنا

۹۔ آنحضرت (ص) کے کلام کو غور سے سننا اور جب آپ (ص) کلام فرما رہے ہوں تو خاموش رہنا ضروری ہے۔ و قولوا انظرنا و اسمعوا "سمع" کا معنی ممکن ہے غور سے سننا ہو یا فرمانبرداری یا اطاعت بھی ہو سکتا ہے۔ مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

۱۰۔ پیامبر اکرم (ص) کے فرامین کو قبول کرنا اہل ایمان کی ذمہ داری ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا ... اسمعوا یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "سمع" کا معنی اطاعت کرنا ہو۔

۱۱۔ کفر اختیار کرنے والے دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ و للکافرین عذاب الیم

۱۲۔ نبی اسلام (ص) کی اہانت کرنا یا تمسخر اڑانا کفر کا موجب ہے۔ لا تقولوا راعنا ... و للکافرین عذاب الیم

۱۳۔ زمانہ بعثت کے یہود کفر اختیار کرنے والے لوگ تھے۔ و للکافرین عذاب الیم

ما قبل آیات کی روشنی میں کافرین کا ایک مصداق یہود ہیں۔

۱۴۔ نبی اسلام کو نہ ماننے والے اور آنحضرت (ص) کا تمسخر اڑانے والے دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔

و للکافرین عذاب الیم

۱۵_ عن جميل قال كان الطيار يقول لى ... فدخلت انا و هو على ابى عبد الله عليه السلام فقال الطيار جعلت فداك ارايت ما ندب الله عزوجل اليه المومنين من قوله " يا ايها الذين آمنوا" ادخل فى ذلك المنافقون معهم؟ قال نعم و الضلال و كل من اقر بالدعوة الظاهرة ... " (۱) جميل کہتے ہیں میں اور طیار امام صادق ؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو طیار نے حضرت ؑ کی خدمت میں عرض کیا میں آپ ؑ کے قربان جاؤں کیا منافقین بھی اس آیت " یا ایہا الذین آمنوا " میں شامل ہیں تو امام ؑ نے فرمایا ہاں بلکہ گمراہ اور ہر وہ شخص جس نے ظاہری طور پر اسلام کو قبول کر لیا ہو اس آیت میں شامل ہے ... "

۱۶_ امام باقر ؑ نے فرمایا " هذه الكلمة سب بالعبرانية اليه كانوا يذهبون " (۱) یہ لفظ "راعنا" عبرانی زبان میں گالی ہے اور یہود اسکو گالی کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱

اطاعت: نبی اسلام (ص) کی اطاعت ۱۰

اقرار: اسلام کے اقرار کے آثار ۱۵

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی ۳؛ اللہ تعالیٰ کے نواہی ۲

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کے تمسخر کے نتائج ۱۲؛ پیامبر اسلام (ص) کی اہانت کے آثار ۱۲؛ پیامبر اسلام

(ص) کے ساتھ گفتگو کے آداب ۹، ۳، ۲؛ پیامبر اسلام (ص) کے تمسخر سے اجتناب ۷؛ پیامبر اسلام (ص) کی اہانت سے

اجتناب ۷؛ پیامبر اسلام (ص) کی گفتگو غور سے سننا ۹؛ پیامبر اسلام (ص) کا تمسخر ۱؛ پیامبر اسلام (ص) کی اہانت ۱، ۱۲؛

پیامبر اسلام (ص) کی تاریخ ۱؛ پیامبر اسلام (ص) کے تمسخر کی سزا ۱۳

تکلم: تکلم کے آداب ۷، ۶

دشمنان: دشمنوں کا سوء استفادہ کرنا ۳

دینی قائدین: دینی قائدین کا احترام ۸

(۱) کافی ج/ ۲ ص ۴۱۲ ح ۱، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۱۴ ح ۳۰۸، ۳۰۷

(۲) مجمع البیان ج/ ۱ ص ۳۴۳، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۱۵ ح ۳۰۹

روایت: ۱۵، ۱۶

سیاست خارجہ: ۳

عذاب: اہل عذاب ۱۱، ۱۳؛ دردناک عذاب ۱۱، ۱۳؛ عذاب کے درجات ۱۱، ۱۳؛ عذاب کے موجبات ۱۳
عمل صالح: عمل صالح کے معیارات ۵
کفار: ۱۳ کفار کو عذاب ۱۱

کفر: کفر کے نتائج ۱۳؛ نبی اسلام (ص) کے بارے میں کفر کی سزا ۱۳؛ کفر کے موجبات ۱۲
گالی: راعنا کے لفظ سے گالی دینا ۱۶

مقدسات: مقدسات کی اہانت سے اجتناب ۶

منافقین: منافقین کا اسلام ۱۵

مؤمنین: مؤمنین کون لوگ؟ ۱۵؛ مؤمنین کی ذمہ داری ۱۰، ۳؛ مؤمنین کو تنبیہ ۲

نیت: نیت کے نتائج ۵

یہودی: یہودیوں کے تمسخر ۱؛ یہودیوں کی اہانتیں ۱؛ یہودیوں میں گالی ۱۶؛ کافر یہودیوں کا عذاب ۱۳؛ صدر اسلام کے
یہودی ۱، ۱۳؛

مَا يَوْدُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِّنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿١٠٥﴾

کافر اہل کتاب، یہود و نصاریٰ اور عام مشرکین یہ نہیں چاہتے کہ تمہارے اوپر پروردگار کی طرف سے کوئی خیر نازل ہو حالانکہ اللہ
جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل و کرم کا مالک ہے (۱۰۵)
۱۔ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اور مشرکین وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا۔

ما يود الذين كفروا من اهل الكتاب و لا المشركين

چونکہ "المشرکین"، "اہل الکتاب" پر عطف ہے پس "من اہل" میں "من" بیانیہ ہے۔ بنا بریں "ما یود الذین کفروا..." یعنی
وہ لوگ جو کافر ہو گئے (مراد اہل کتاب اور مشرک) نہیں چاہتے۔

- ۲۔ کفار (یہود و نصاریٰ اور مشرکین) مسلمانوں پر انتہائی کم خیر و برکت کے نزول سے بھی ناراضی ہیں۔
ما یود الذین کفروا ... ان ینزل علیکم من خیر "خیر" کو نکرہ استعمال کرنا اور "من" زائدہ کا استعمال اس امر کی حکایت کرتا ہے کہ مشرکین مسلمانوں پر انتہائی کم خیر و برکت کے نزول سے بھی خوش نہیں ہیں۔
- ۳۔ انسانوں کے لئے خیر و برکات کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ ان ینزل علیکم من خیر من ربکم
۳۔ ذات اقدس باری تعالیٰ کی جانب سے خیر و برکات کا نزول انسانوں پر اس کی ربوبیت کا ایک پرتو ہے۔
ان ینزل علیکم من خیر من ربکم یہ مطلب لفظ "رب" سے استفادہ ہوتا ہے۔
- ۵۔ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی میں اہل کتاب کا مشرکین کے ساتھ برابر ہونا ایک عجیب امر ہے اور ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی توقع نہ تھی۔
ما یود الذین کفروا من اهل الكتاب و لا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر
- یہودیوں کے لئے اہل کتاب کا عنوان استعمال کرنا ان کے توحید و رسالت اور... پر عقیدے کی حکایت کرتا ہے اور ان کی مشرکین جو ادیان الہی کے کسی اصول پر عقیدہ نہیں رکھتے ان کے ساتھ شرکت و برابری یہ امور اشارہ ہیں کہ یہودیوں اور مشرکین کا ارتباط غیر معقول اور تعجب آور ہے۔
- ۶۔ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کی بنا پر اپنی رحمت کو بعض انسانوں کے ساتھ مختص فرمادیتا ہے۔
واللہ یختص برحمته من یشاء
- ۷۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص رحمت ہے۔ واللہ یختص برحمته من یشاء
- ۸۔ مومنین کے خیر و برکت حاصل کرنے پر کفار کی ناراضگی اہل ایمان پر رحمت الہی کے خاتمے کا سبب نہیں بنے گی۔
ما یود الذین کفروا ... ان ینزل علیکم من خیر من ربکم واللہ یختص برحمته من یشاء
- ۹۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت عظیم فضل و بخشش ہے۔ واللہ ذو الفضل العظیم
- ۱۰۔ بندگان خدا پر خاص رحمت الہی کا نزول ان میں پہلے سے موجود لیاقت، صلاحیت اور آمادہ زمین ہے۔
واللہ یختص برحمته من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم واللہ یختص برحمته من یشاء کے بعد اللہ تعالیٰ کی اس طرح تعریف کرنا کہ وہ انتہائی عظیم اور لامحدود فضل و بخشش کا مالک ہے یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ جو پروردگار اپنی خاص رحمت سب کو عطا نہیں فرماتا اور اس کو اپنے خاص بندوں کے ساتھ مختص فرماتا ہے اس کی وجہ رحمت کی کمی نہیں ہے بلکہ انسانوں میں اس کی زمین فراہم نہیں ہے جو مخصوص رحمت کی کشش کا باعث بنے۔

۱۱۔ الہی مشیتوں میں قانون و حکمت موجود ہے جو لا قانونیت اور بے ہودگی سے منزہ و مبرا ہیں۔
واللہ یختص برحمته من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم

۱۲۔ روی عن امیرالمومنین علیہ السلام وعن ابی جعفر الباقر علیہ السلام ان المراد برحمته هنا النبوة... (۱)

امیرالمومنین علیہ السلام اور امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت میں رحمت سے مراد نبوت ہے۔

اسلام: دشمنان اسلام ۵

اسماء اور صفات: ذوالفضل العظیم ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے مختصات ۳؛ خاص رحمت الہی ۱۰، ۷، ۶؛ رحمت الہی ۸؛ فزول رحمت الہی کی شرائط ۱۰؛ فضل

الہی کی عظمت ۹؛ مشیت الہی کا قانونی ہونا ۱۱؛ فضل الہی کے درجات ۹؛ مشیت الہی ۶؛ ربوبیت الہی کے مظاہر ۳

امور: تعجب آور امور ۵

اہل کتاب: اہل کتاب کی دشمنی ۵؛ اہل کتاب کا کفر ۱

خیر: خیر کا سرچشمہ ۳، ۲

رحمت: رحمت جن کے شامل حال ہوتی ہے ۱۰، ۸، ۶

روایت: ۱۲ عیسائی:

عیسائیوں کا کفر ۱؛ عیسائی اور مسلمانان ۲؛ عیسائیوں کی ناراضگی ۲

کفار: ۱ کفار اور مسلمان ۲؛ کفار کی ناراضگی ۸، ۲

مسلمان: مسلمانوں کے دشمن ۵؛ مسلمانوں پر خیر کا نزول ۸، ۲

مشرکین: مشرکین کا اہل کتاب سے اتحاد ۵؛ مشرکین کی دشمنی ۵؛ مشرکین کا کفر ۱؛ مشرکین کی ناراضگی ۲

نبوت: نبوت کی رحمت ۱۲

یہود: یہودیوں کا کفر ۱؛ یہودیوں کی ناراضگی ۲؛ یہود اور مسلمان ۲

(۱) مجمع البیان ج ۱/ ص ۳۴۴، نور الثقلین ج ۱/ ص ۱۱۵ ح ۳۱۰۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلَهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٦﴾

اور اے رسول ہم جب بھی کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا دلوں سے محو کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ای کی جیسی آیت ضرور آتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے (۱۰۶)

۱۔ ادیان الہی قابل نسخ ہیں۔ ما نمنسخ من آية او ننسها

گذشتہ آیات جن میں بعثت پیامبر (ص) اور اہل کتاب کو شریعت اسلام کی دعوت کا ذکر تھا ان کی روشنی میں "آیہ" کے مصادیق میں سے ایک گزشتہ ادیان ہیں۔ "ما نسخ" میں "ما" شرطیہ ہے اور "نسخ" کے لئے مفعول ہے جبکہ "من" بیانہ ہے یعنی وہ جو ہم آیات میں سے منسوخ کرتے ہیں...

۲۔ اللہ تعالیٰ ممکن ہے بعض ادیان یا ایک دین کے بعض احکام کو ذہنوں سے اور دلوں سے محو کر دے۔ ما نمنسخ من آية او ننسها

"ننسی" کا مصدر "انسائی" ہے جس کا معنی ہے مٹا دینا دلوں سے محو کر دینا۔ یہ معنی ممکن ہے کسی فرمان سے ادیان کے ترک یا احکام کے ترک کرنے کے ساتھ پورا ہوتا ہو اس طرح کہ ذہنوں سے مٹ جائیں۔

۳۔ قرآن کریم کی آیات اور اسلام کے احکام میں نسخ کا امکان پایا جاتا ہے۔ ما نمنسخ من آية او ننسها

"آیہ" کے مصادیق میں سے ممکن ہے قرآن کریم کی کوئی آیت یا اسلام کا کوئی حکم مراد ہو۔

۴۔ ادیان کو منسوخ کرنا، قرآن کریم کی بعض آیات کو منسوخ کرنا یا دین کے بعض احکام کو منسوخ کرنا یہ فقط اللہ تبارک و تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ما نمنسخ من آية ... الم تعلم ان الله على كل شى قدیر

یہ مطلب اس طرح سے ہے کہ نسخ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف دی گئی ہے اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اقتدار اور قدرت سے بیان کی گئی ہے "الم تعلم..."

۵۔ لوگوں کو سابقہ ادیان کے ترک کرنے یا بعض آیات اور اسلام کے بعض احکام کو چھڑانے پہ آمادہ کرنا یہ فقط اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔

"انساء... ذہنوں سے محو کرنا" کی نسبت اللہ تعالیٰ کو دینا نیز جملہ "الم تعلم..." سے یہ مطلب نکلتا ہے۔

۶۔ گذشتہ ادیان کو منسوخ کرنے اور لوگوں کو ان کے ترک پر آمادہ کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ انسانوں کو ان سے بہتر یا ان ادیان کی طرح کا دین پیش فرماتا ہے۔ ما ننسخ من آية او ننسها نأت بخیر منها او مثلها

صرف "او" تنويع کے لئے ہے۔ پس "نأت بخیر منها... ہم اس سے بہتر یا اسی کی مثل لاتے ہیں" سے مراد نئے احکام کا آنا ہے ان میں سے بعض احکام منسوخ شدہ احکام سے بہتر اور بعض احکام انہی کی مثل ہیں۔

۷۔ اللہ تعالیٰ اگر قرآن کی کسی آیت یا اسلام کے کسی حکم کو منسوخ فرماتا ہے یا ان کے ترک کرنے کا حکم دیتا ہے تو ان کی جگہ ان سے بہتر یا ان کے مثل آیت یا حکم نازل فرماتا ہے۔ ما ننسخ من آية او ننسها نأت بخیر منها او مثلها

۸۔ احکام الہی میں انسانوں کے لئے مصلحت پائی جاتی ہے اور یہ خیر و سعادت کے ضامن ہیں۔
نأت بخیر منها او مثلها

۹۔ زمانوں کے نشیب و فراز میں ادیان نے ارتقائی سفر طے کیا۔ ما ننسخ من آية او ننسها نأت بخیر منها او مثلها

۱۰۔ آیات الہی میں تفاوت پایا جاتا ہے بعض بعض پر فضیلت رکھتی ہیں۔ نأت بخیر منها

۱۱۔ گذشتہ ادیان کو منسوخ کرنا اور ان کی جگہ بہتر یا انہی کی مثل دین پیش کرنا یہ بندگان خدا پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل ہے۔ واللہ ذو الفضل العظیم ما ننسخ من آية ... نأت بخیر منها او مثلها

پہلی آیت میں فضل و رحمت الہی کا ذکر کرنا اور اسکے بعد ایک دین کو منسوخ کر کے نئی شریعت کو نازل کرنا یہ چیز حکایت کرتی ہے کہ ایک دین کو منسوخ کر کے اسکی جگہ نئی شریعت کا نفاذ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے مصداق میں سے ہے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت انتہائی وسیع اور لامحدود ہے۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر

۱۳۔ اللہ رب العزت کا انتہائی وسیع اور لامحدود قدرت کا مالک ہونا یہ امر انسانوں کے لئے ایک واضح اور روشن مسئلہ ہے۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر

اس جملہ میں موجود استفہام تقریری ہے اور یہ ایسے موارد میں استعمال ہوتا ہے جہاں مخاطب جملے کے مضمون کو مانتا اور اس پر یقین رکھتا ہو۔

اس جملہ میں مورد خطاب سب انسان ہیں یعنی "الم تعلم ایہا الانسان" معلوم ہوتا ہے کہ سب انسان اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرت و طاقت سے آگاہ ہیں۔

۱۳۔ ادیان یا دین کے بعض احکام کو منسوخ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرت کی وجہ سے ہے۔

ما ننسخ من آية او ننسها ... الم تعلم ان الله على كل شيء قدير

یہ جملہ "الم تعلم... یقیناً تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے" آیت میں موجود حقائق کے لئے دلیل ہے اور احکام کا منسوخ کرنا یا فراموش کروادینا انہی حقائق میں سے ہیں یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ لامحدود قدرت کا مالک ہے لہذا دین کو منسوخ کر سکتا ہے۔

۱۵۔ منسوخ شدہ دین کی جگہ نیا دین یا نئی شریعت نافذ کرنا یا منسوخ حکم کی جگہ نیا حکم نازل کرنا یہ لامحدود قدرت کی وجہ سے ہے۔ نأت بخیر منها او مثلها الم تعلم ان الله على كل شيء قدير

اس مطلب میں جملہ تعلیلیہ "الم تعلم..." کا معنی اس جملہ "نأت بخیر..." سے ارتباط کے عنوان سے ہوا ہے یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے لہذا بہتر شریعت یا منسوخ شدہ شریعت کی مثل انتخاب کرنے میں بھی قادر ہے۔

۱۶۔ عالم تشریع اور عالم تکوین کا آپس میں گہرا رابطہ ہے۔ * نأت بخیر منها او مثلها الم تعلم ان الله على كل شيء قدير جملہ "الم تعلم..." جملہ "ما ننسخ..." کے لئے تعلیل ہے اور اس مطلب کو پہنچا رہا ہے کہ شریعت کو وہ ہستی منسوخ کر سکتی ہے جو قادر مطلق ہو بنا بریں شریعت کا عالم ہستی اور اس پر حکمران قوانین کے ساتھ گہرا ارتباط ہے۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام "ما ننسخ من آية او ننسها نأت بخیر منها او مثلها" کے بارے میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا "الناسخ ما حوّل ... مثل قوم یونس إذ بداله فرحمهم..."^(۱)

ناسخ یعنی جو کسی چیز کو تبدیل کر دے... جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم جب اللہ تعالیٰ کو ان کے عذاب کے بارے میں "بدائی" حاصل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت سے نوازا..."

آیات الہی: آیات الہی کا تفاوت ۱۰

احکام: منسوخ شدہ احکام کی جگہ دوسرے احکام کا آنا ۱۵، ۷؛ احکام کو فراموش کروادینا ۲؛ فلسفہ احکام ۸؛ احکام کا منسوخ ہونا ۱۵، ۱۳

ادیان:

(۱) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۵۵ ج ۷۷، تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۱۴۰ ج ۲۔

ادیان کی تاریخ ۹؛ ادیان کا تکامل ۹؛ منسوخ شدہ ادیان کی جگہ دوسرے ادیان کا آنا ۱۵، ۱۱، ۶؛

ادیان کا فراموش کرادینا ۶، ۵، ۲؛ ادیان کا منسوخ ہونا ۱۳، ۱۱، ۶، ۳، ۱، ۱۵

اسلام: اسلام کے احکام کا منسوخ ہونا ۴، ۳، ۳؛ اسلام کی اہمیت و کردار ۵

اسماء اور صفات: قدیر ۱۳، ۱۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۵، ۳؛ اللہ تعالیٰ کے اختیارات ۵، ۳۰؛ افعال الہی ۲؛ اللہ

تعالیٰ کے لئے بداء ۱۷؛ قدرت الہی ۱۳، ۱۳؛ فضل الہی کے مظاہر ۱۱؛ قدرت الہی کا وسیع ہونا ۱۳، ۱۲؛ قدرت الہی کی

خصوصیات ۱۲

انسان: انسانوں کی خدا شناسی ۱۳

خیر: خیر کی زمین ہموار ہونا ۸

دین: دین کا نظام تعلیمات ۱۶

روایت: ۱۷

سعادت: سعادت کے اسباب ۸

عالم تشریع: تشریع اور تکوین ۱۶

قرآن حکیم: قرآن حکیم کی منسوخ شدہ آیات کی جگہ دوسری آیات کا آنا ۷؛ قرآن حکیم کی آیات کا منسوخ ہونا ۷؛ قرآن حکیم میں

نسخ ۳، ۳

ناسخ: ناسخ سے کیا مراد ہے؟ ۱۷

نسخ: نسخ کا سرچشمہ ۱۳، ۳

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبٍ لِلَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١٠٧﴾

کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی حکومت صرف اللہ کے لئے ہے اور اس کے علاوہ کوئی سرپرست ہے نہ مددگار۔

۱۔ زمین اور آسمانوں (عالم ہستی) پر سلطنت و حکومت فقط اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے۔

الم تعلم ان الله له ملك السماوات والأرض

بتدا (ملك السماوات...) پر خبر "لہ" کا مقدم ہونا حصر پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ عالم ہستی پر فقط اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا منحصر ہونا یہ حقیقت سب کے لئے روشن اور واضح ہے۔

الم تعلم ان الله له ملك السماوات والأرض

"الم تعلم..." میں استفہام تقریری اس مطلب پر دلالت کر رہا ہے۔ اس کے لئے ماقبل آیت کے نکتہ ۱۳ کی طرف رجوع کریں۔

۳۔ عالم آفرینش میں متعدد آسمان وجود رکھتے ہیں۔

ان الله له ملك السماوات

۴۔ انسانوں کے امور کی تدبیر اور سرپرستی فقط اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے۔

و ما لكم من دون الله من ولي ولا نصير

۵۔ انسانوں کا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مددگار یا ناصر نہیں۔

و ما لكم من دون الله من ولي ولا نصير

۶۔ ادیان الہی اور احکام دین کا عالم ہستی اور جہان خلقت سے بڑا گہرا رابطہ ہے۔

نأت بخیر منها او مثلها... الم تعلم ان الله له ملك السماوات والأرض

کسی دین کے منسوخ ہونے اور نئے دین کی تشریع کے امکان کیلئے یہ جملہ "الم تعلم ان الله..." دلیل کی طرح ہے۔ کسی دین

کے منسوخ ہونے اور نئے دین کی تشریع کے لئے اللہ تعالیٰ کی عالم ہستی پر حاکمیت سے استدلال کرنا اس نکتہ کی طرف

اشارہ ہے کہ دین اور دین کے قوانین کا عالم ہستی اور اس کے قوانین سے بہت گہرا رابطہ ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی ہمہ پہلو قدرت اور عالم ہستی پر صرف اسی کی حاکمیت کے انحصار پر توجہ ادیان اور احکام دین کے منسوخ ہونے کے بارے میں ہر شبہ کو زائل کر دیتی ہے۔

ما ننسخ من آية او ننسها ... الم تعلم ان الله على كل شيء قدير الم تعلم ان الله له ملك السماوات والأرض ان دو جملوں میں "الم تعلم ان الله على ..." اور "الم تعلم ان الله له ..." موجود استفہام تقریری اس نکتہ کو بیان کر رہا ہے کہ دین کے منسوخ ہونے اور اس کی جگہ نیا دین آنے کے بارے میں مخاطبین (انسانوں) کو شکوک و شبہات تھے یا ان کے لئے شکوک و شبہات پیدا ہونے والے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان شبہات کا جواب دینے کے لئے فرمایا ہے کہ اللہ کی ہمہ پہلو قدرت اور اس کی لامحدود حاکمیت پر نظر دوڑائیں۔

۸۔ اللہ رب العزت کی قدرت مطلق اور عالم ہستی پر اس کی حاکمیت پر توجہ اس یقین کا موجب ہے کہ خداوند متعال منسوخ شدہ دین سے بہتر دین یا اس کی مثل نازل کر سکتا ہے۔

نأت بخیر منها او مثلها الم تعلم ان الله على كل شيء قدير — الم تعلم ان الله له ملك السماوات والأرض ۹۔ ادیان کو منسوخ کرنا اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے نیا دین نازل کرنا انسانوں کے امور کی تدبیر اور ان کی مدد کے لئے ہے۔ ما ننسخ من آية ... و ما لكم من دون الله من ولى و لا نصير یہ مطلب جملہ "ما ننسخ من آية..." اور جملہ "و ما لكم..." میں ارتباط کا تقاضا ہے۔

۱۰۔ عالم ہستی پر اللہ تعالیٰ کی ہی مالکیت اور حاکمیت کا انحصار اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کی ہستی کے علاوہ بندوں کا کوئی اور سرپرست اور مددگار نہ ہو۔

له ملك السماوات والأرض و ما لكم من دون الله من ولى و لا نصير

آسمان: آسمانوں کا متعدد ہونا ۳؛ آسمانوں کا حکمران ۱

احکام: احکام کا نسخہ ۷

ادیان: منسوخ شدہ ادیان کی جگہ نئے دین کا جاگزین ہونا ۸، ۹؛ ادیان کے منسوخ ہونے کا فلسفہ ۹ ادیان کا منسوخ ہونا ۷ اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت ۱۰؛ نصرت الہی

۵، ۹؛ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی ۱۰، ۲

امور: امور کی تدبیر کا سرچشمہ ۳

انسان: انسانوں کے امور کی تدبیر ۳، ۹؛ انسانوں کی خدا شناسی ۲؛ انسانوں کی مدد ۹؛ انسانوں کا سرپرست ۱۰، ۳؛ انسانوں کا
یاور و مددگار ۱۰، ۵

ایمان: اللہ تعالیٰ کی قدرت پہ ایمان ۸؛ ایمان کا متعلق ۸

تشریح: تشریح اور تکوین ۶

خلقت: عالم خلقت کا حکمران ۱، ۲، ۸

دین: دین کا نظام تعلیمات ۶

ذکر: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا ذکر ۸، ۷؛ قدرت الہی کا ذکر ۸، ۷

زمین: زمین کا حکمران ۱

نسخ: نسخ کے شبہات کا رد ۷

أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَتَّبِعِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ

﴿۱۰۸﴾

اے لوگو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسا ہی مطالبہ کرو جیسا کہ موسیٰ سے کیا گیا تھا تو یاد رکھو کہ جس نے ایمان کو کفر
سے بدل لیا وہ بدترین راستہ پر گمراہ ہو گیا ہے (۱۰۸)

۱۔ صدر اسلام کے بعض مسلمان اس امر کے درپے تھے کہ بعض احکام اسلام کے تبدیل کرنے کی درخواست کریں۔
ام تریدون ان تسئلوا رسولکم

"سؤال" یا اس کے مشتقات جب کبھی بھی "عن" اور اس کی مانند صرف جر کے ساتھ دوسرے مفعول کی طرف متعدی
ہوں تو سوال کرنے کا معنی دیتے ہیں ورنہ انکا معنی درخواست کرنا بنتا ہے۔ آیہ مجیدہ میں جو مفعول دوم کا ذکر نہیں ہوا تو
دونوں معانی کا احتمال پایا جاتا ہے پس اگر "ان تسئلوا" کا معنی درخواست ہو تو ماقبل آیت کی روشنی میں بعض احکام کا
منسوخ ہونا مورد تقاضا ہے۔

۲۔ احکام کی تبدیلی اور نسخ کا امکان بعض مسلمانوں کو ترغیب دلانے والا ہے کہ وہ بعض احکام کی تبدیلی کی درخواست
کریں۔ ما ننسخ من آية ... ام تریدون ان تسئلوا رسولکم

ما قبل آیت کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ بعض مسلمانوں کی بعض احکام کی تبدیلی کی طرف رغبت کا سرچشمہ یہ تھا کہ
منسوخی احکام کا امکان تھا۔

۳۔ ادیان کی منسوخی نیز قرآن کریم کی بعض آیات اور احکام کی منسوخی نے مسلمانوں کو تحریک دلائی کہ پیامبر اسلام (ص) سے بے تکے اور نامناسب سوالات پوچھیں۔ ام تریدون ان تسئلوا رسولکم

یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "ان تسئلوا" کا معنی سوال کرنا ہو۔ آیت کے لب و لہجہ میں چونکہ مذمت موجود ہے پس یہ سوالات غیر مناسب ہیں۔

۴۔ وہ مسلمان جو بعض احکام کی تبدیلی یا نسخ کی درخواست کرنا چاہتے تھے پروردگار عالم کی طرف سے ان کی شدید مذمت کی گئی۔ ام تریدون ان تسئلوا رسولکم

"ان تسئلوا" کا مورد خطاب مسلمان ہیں یا اہل کتاب اس سلسلے میں دو آراء پائی جاتی ہیں یہ جملہ "کما سئل موسیٰ" اس بات کی تائید کرتا ہے کہ یہ مسلمان ہوں ورنہ جملہ یوں ہوتا "کما سئلتم موسیٰ" جملہ "ام تریدون" کیا تم چاہتے ہو "دلالت کرتا ہے کہ درخواست یا سوال انجام نہیں ہوا اسی لئے ہم نے اوپر بیان کیا کہ "درخواست کرنے کے درپے تھے"۔

۵۔ حضرت موسیٰ ﷺ نبی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے مبعوث ہونے والے نبی تھے۔ کما سئل موسیٰ من قبل

۶۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ ﷺ سے نامناسب سوالات اور درخواستیں کیں۔ کما سئل موسیٰ من قبل

۷۔ بنی اسرائیل کی طرح کے انحرافات کی زمین مسلمانوں میں بھی فراہم تھی۔

ام تریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسیٰ من قبل

۸۔ انبیاء ﷺ کے ساتھ روابط و معاملات، ان سے توقعات اور ان سے نامناسب خواہشات کے پورا کرنے معاملے میں حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم بہانہ باز ترین اقوام میں سے نمونے کی قوم ہے۔

ام تریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسیٰ من قبل

یہ بعید نظر آتا ہے کہ گذشتہ امتوں میں فقط حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم ہو جو انبیاء ﷺ سے غیر مناسب خواہشات اور سوالات کیا کرتی تھی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ فقط حضرت موسیٰ ﷺ کی قوم کا ذکر کرنا اس لئے ہے کہ یہ صفت ان میں سب سے زیادہ تھی۔

۹۔ بعض احکام کی تبدیلی یا نسخ کی درخواست کرنا ایمان کے کھوجانے اور کفر کی طرف رجحان کی بنیادیں فراہم کرتا ہے۔

ام تریدون ان تسئلوا ... و من يتبدل الكفر بالایمان

۱۰۔ حضرت موسیٰ ﷺ سے نامناسب خواہشات اور سوالات نے آپ ﷺ کی قوم کو کفر کی طرف کھینچا اور ایمان سے دور کر دیا۔ و من يتبدل الكفر بالایمان

۱۱۔ آیات الہی اور احکام دین پر ایمان ہی صحیح طریقہ اور اعتدال کا راستہ ہے۔

و من يتبدل الكفر بالایمان فقد ضل سواء السبیل

۱۲۔ ایمان کے بعد کفر اختیار کرنا صحیح طریقہ سے منحرف ہونا اور کجروی کی طرف رجحان ہے۔

و من يتبدل الكفر بالایمان فقد ضل سواء السبیل

احکام: احکام کے نسخ کے نتائج ۲، ۳؛ احکام کی تبدیلی کی درخواست ۲، ۱؛ احکام کے نسخ کی درخواست ۳، ۹

ادیان: ادیان کے نسخ کے نتائج و اثرات ۳

ارتداد: ارتداد کی حقیقت ۱۲

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی سرزشتیں ۳

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کی تاریخ ۵

انحراف: انحراف کے موارد ۱۲

ایمان: آیات الہی پر ایمان ۱۱؛ دین پر ایمان ۱۱؛ ایمان کا متعلق ۱۱

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کا انحراف ۴؛ بنی اسرائیل اور انبیاء ﷺ ۸؛ بنی اسرائیل کی بہانہ تراشی ۸؛ بنی اسرائیل کے

سوالات ۱۰، ۶؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱۰؛ بنی اسرائیل کی خواہشات ۶، ۸، ۱۰؛ بنی اسرائیل کی صفات ۸؛ بنی اسرائیل کا

کفر ۱۰

بے جا توقعات: ۸ بے جا توقعات کے نتائج ۱۰

تحریک: تحریک کے عوامل ۲

حضرت موسیٰ ﷺ: حضرت موسیٰ ﷺ کا واقعہ ۵؛ حضرت موسیٰ ﷺ کی نبوت ۵

راہ اعتدال: ۱۱

سوال: نامناسب سوال کے نتائج: ۱۰؛ نامناسب سوال ۳، ۶

قرآن کریم: قرآن کریم کی آیات کے نسخ کے نتائج ۳

کفر: کفر کی زمین فراہم ہونا ۹، ۱۰

مسلمان: صدر اسلام کے مسلمانوں کی خواہشات ۱، ۳؛ مسلمانوں میں انحراف کی زمین ۴؛ مسلمانوں میں سوال کی زمین ۳؛ مسلمانوں کی سرزنش ۳

نبی اسلام (ص): نبی اسلام سے سوال ۳

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ

فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۰۹﴾

بہت سے اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بھی ایمان کے بعد کافر بنالیں وہ تم سے حسد رکھتے ہیں ورنہ حق ان پر بالکل واضح ہے تو اب تم انہیں معاف کردو اور ان سے درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا کوئی بھیج دے اور اللہ ہر شے پر قادر اعمال کو خود دیکھنے والا ہے (۱۰۹)

۱۔ بہت سے اہل کتاب عشق کی حد تک چاہتے تھے کہ مسلمان مرتد ہو جائیں اور شرک کی طرف لوٹ آئیں۔
وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا

جملہ "یردونکم" حرف مصدری "لو" کی وجہ سے مفرد میں تبدیل ہو گیا ہے لہذا "وَدَّ" کے لئے مفعول قرار پایا ہے "کفاراً" کافر کی جمع ہے اور "یردونکم" کا دوسرا مفعول ہے "یردون" کی روشنی میں کافر سے مراد مشرک ہے نہ کہ یہودی یا نصرانی کیونکہ صدر اسلام کے مسلمان اسلام قبول کرنے سے قبل مشرک تھے۔

۲۔ اہل کتاب نے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی مسلسل کوششیں کیں۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا "وَدَّ" کا معنی ہے چاہنا، محبت کرنا لیکن جملہ "فاعفوا..." سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب اپنی آرزو (مسلمانوں اور اہل ایمان کو مرتد بنانا) کو پورا کرنے کے لئے مسلسل سازشیں بھی کرتے رہے۔

۳۔ صدر اسلام کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی یہود و نصاریٰ کی آرزو خام تھی اور اس سلسلے میں ان کی کوششوں کو ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ وڈ کثیر من اہل الكتاب لو یردونکم فعل مضارع (چاہتے ہیں) کی جگہ فعل ماضی (وَدَّ... چاہتے تھے) کا استعمال اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی کوششیں بے ثمر رہیں اس طرح کہ گویا اس امر سے انکی محبت اور سعی جاتی رہی۔

۳۔ زمانہ بعثت کے یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے ایمان پر رشک کمرتے اور ان سے حسد کمرتے تھے۔ وڈ کثیر من اہل الكتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفاراً حسداً" و قالوا لن یدخل ... آیت ۱۱۱ کی روشنی میں اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

۵۔ یہود و نصاریٰ کی اہل ایمان کو اسلام سے مرتد بنانے کے لئے کوشش اور عشق کا سرچشمہ ان کا حسد تھا۔ وڈ کثیر من اہل الكتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفاراً حسداً " وڈ کثیر... کے لئے "حسد" مفعول لہ ہے یعنی یہ کہ اہل کتاب کی مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوشش اور محبت ان کے حسد کی وجہ سے تھی۔

۶۔ مسلمانوں سے اہل کتاب کا حسد ان کے رگ و پے میں سمایا ہوا تھا۔ حسداً من عند أنفسہم
۷۔ حق کا انکار اور اس کے خلاف معرکہ آرائی کے عوامل میں سے ایک حسد ہے۔ لو یردونکم من بعد ایمانکم کفاراً حسداً

۸۔ انسانی حسد کے وسیع میدان میں ایمان اور دینی عقائد۔ وڈ کثیر من اہل الكتاب ... حسداً من عند أنفسہم
۹۔ اسلام و قرآن کے خلاف یہود و نصاریٰ کی تبلیغاتی کوششیں وڈ کثیر من اہل الكتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفاراً
۱۰۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اہل کتاب کی تبلیغاتی فعالیت حتیٰ ان کی اپنی نظریں اس کی کوئی دینی یا مذہبی بنیاد نہ تھی* وڈ کثیر من اہل الكتاب لو یردونکم ... من عند أنفسہم یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "من عند أنفسہم"، "وڈ کثیر" سے متعلق ہو یعنی اہل کتاب کوئی مذہبی ذمہ داری کے احساس کے طور پر مسلمانوں کو اسلام سے مرتد کرنے کے درپے نہ تھے۔

۱۱۔ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان حتیٰ اہل کتاب کی نظر میں بھی قابل قدر اور کمال کا باعث تھا۔ وڈ کثیر من اہل الكتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفاراً حسداً انسان میں حسد کی آگ اس وقت بھڑک اٹھتی ہے جب کسی میں مادی نعمتوں یا کمالات کو دیکھتا ہے پس اہل کتاب جو مسلمانوں کے پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لانے پر رشک کرتے تھے ان کی

نظر میں ایمان کو ایک بڑی نعمت اور کمال ہونا چاہیئے۔

۱۲۔ ادیان اور قرآن کریم کی بعض آیات کے نسخ کو بہانہ بنا کر یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے ذہنوں میں شبہات پیدا کرنا چاہتے تھے۔ ما ننسخ من آية ... ام تریدون ان تسئلوا رسولکم ... و د کثیر من اهل الكتاب اهل کتاب کے نسخ کے بارے میں نامناسب سوالات اور خواہشات کا ذکر کرنے اور ان خواہشات (ایمان کا کفر میں تبدیل ہونا) کے برے اثرات بیان کرنے کے بعد اہل کتاب کی مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوششوں کا ذکر کرنا اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ اہل کتاب اس امر کے درپے تھے کہ مسلمانوں میں نسخ کے بارے میں شبہات پیدا کریں اور پیامبر اسلام (ص) پر ان کے ایمان کو شک و تردید سے دوچار کر دیں۔

۱۳۔ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کو ترغیب دلاتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غیر مناسب سوالات و خواہشات کریں۔ ام تریدون ان تسئلوا ... و د کثیر من اهل الكتاب لو یردونکم

۱۴۔ اسلام کی حقانیت حتیٰ یہودیوں اور عیسائیوں کی نظر میں ایک نہایت واضح، روشن اور بلا تردید مسئلہ تھا۔ من بعد ما تبین لهم الحق

۱۵۔ زمانہ بعثت کے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اہل کتاب کی سازشوں پر عفو و بخشش سے کام لیں۔ فاعفوا وأصفحوا حتی یأتی اللہ بامرہ

"عفو" اور "صفح" کا معنی ہے گناہ اور غلطی سے درگزر کرنا۔ البتہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "صفح" علاوہ برائیں سرزنش نہ کرنے پر بھی دلالت کرتا ہے۔

۱۶۔ اہل کتاب کی سازشوں سے درگزر کرنا اور ان کے ساتھ جھگڑے وغیرہ سے پرہیز کرنا یہ ایک وقتی حکم تھا۔ فاعفوا و أصفحوا حتی یأتی اللہ بامرہ

۱۷۔ اللہ تعالیٰ نے سازشیوں کے خلاف نئے حکم (ان سے صف آرائی) کی خوشخبری مسلمانوں کو دی۔

فاعفوا و أصفحوا حتی یأتی اللہ بامرہ اس جملہ "حتی یأتی اللہ بامرہ" یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم صادر فرمائے" سے مراد عفو و درگزر کے قرینہ مقابلہ کو دیکھتے ہوئے جہاد و معرکہ آرائی کا حکم ہے۔

۱۸۔ جب تک مناسب حالات و شرائط آمادہ نہ ہوں دشمن سے آمنا سامنا کرنے میں احساسات پر کنٹرول کرنا ضروری ہے۔ فاعفوا و أصفحوا حتی یأتی اللہ بامرہ

۱۹۔ قوانین اور تعلیمات کی قبولیت کے لئے زمین آمادہ کرنا یہ احکام کے بیان میں قرآنی روشوں میں سے ایک ہے۔

فاعفوا و أصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ سازشیوں کے بارے میں بخشش و درگزر کے حکم کا وقتی ہونا اسکے مختلف اہداف ہیں۔ ان اہداف میں سے ایک اس حکم کی قبولیت کے لئے زمین کو فراہم کرنا ہے کیونکہ اگر مسلمانوں کو یہ علم نہ ہوتا کہ یہ حکم وقتی ہے تو ممکن ہے اس حکم کو صحیح ہی نہ سمجھتے اور تسلیم بھی نہ کرتے۔

۲۰۔ دشمنوں کی سازشوں کو نظر انداز کرنا اور ان کے آزار و اذیت پر درگزر کرنا ان کے ساتھ نبرد آزمائی کا ایک مرحلہ اور ٹیکنیک ہے۔ فاعفوا و أصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ

۲۱۔ سازشی دشمنوں سے آمنا سامنا کرنے کے لئے مرحلہ وار اقدامات کرنا ضروری ہیں۔ فاعفوا و أصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ

۲۲۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت لامحدود، وسیع اور ہمہ پہلو ہے۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر

۲۳۔ اللہ تعالیٰ ایک حکم کو ثابت رکھنے اور دوسرے وقت میں اسکو اٹھانے نیز ایک حکم کی جگہ دوسرے فرمان کو جاگزین کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ فاعفوا و أصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ علی کل شیء قدیر آیت میں بیان شدہ تمام حقائق سے اس جملہ "ان اللہ" کو مربوط سمجھا جاسکتا ہے اور اسکا ہدف مخاطبین کو اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی طرف متوجہ کرنا ہے مذکورہ بالا مطلب میں اس جملہ "ان اللہ" کو عفو و بخشش اور آئندہ زمانے میں نسخ کے اعتبار سے ملاحظہ کیا گیا ہے

۲۴۔ اللہ تعالیٰ کا سازشی اہل کتاب کو متنبہ کرنا اور ان کو مناسب جواب کے ساتھ دھمکی دینا۔ حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ علی کل شیء قدیر اس مطلب میں جملہ "ان اللہ..." کو حکم جہاد (جو "یاتی اللہ بامرہ" سے سمجھ میں آتا ہے) کے اعتبار سے ملاحظہ کیا گیا ہے۔

۲۵۔ اللہ تعالیٰ کا سازشی اہل کتاب کے ساتھ درگزر کرنے کا فرمان دینے کا مطلب ہرگز یہ نہ تھا کہ پروردگار عالم صدر اسلام کے مسلمانوں کی مدد کرنے کی قدرت نہ رکھتا تھا۔ فاعفوا و أصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ علی کل شیء قدیر اس مطلب میں جملہ "ان اللہ..." کو "فاعفوا و أصفحوا" کے اعتبار سے ملاحظہ کیا گیا ہے یعنی یہ کہ کہیں ایسا گمان نہ ہو کہ عفو و بخشش یا مقابلہ آرائی کا ترک کرنا اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ قدرت نہیں رکھتا بلکہ مسلمانوں کی مصلحت اسی میں ہے۔

۲۶۔ صدر اسلام کے مسلم معاشرے کے ساتھ اہل کتاب کا لین دین اور دیگر معاملات تھے۔ فاعفوا و أصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ علی کل شیء قدیر

آرزو: صدر اسلام کے مسلمانوں کے مرتد ہونے کی آرزو ۳

احکام: وقتی احکام ۱۶؛ تبدیلی احکام ۲۳؛ احکام کے بیان کرنے کی روش ۱۹؛ احکام کی قبولیت کی زمین کا فراہم ہونا ۱۹؛ احکام کا نسخ ہونا ۲۳

احساسات: احساسات کا تعادل ۱۸

ادیان: ادیان کا نسخ ہونا ۱۲

ارتداد: ارتداد کے عوامل ۲

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۲۶، ۲۵، ۱۳، ۱۲، ۵، ۳، ۳؛ اسلام کے خلاف پراپیگنڈہ ۱۰، ۹؛ اسلام کی حقانیت ۱۳

اسماء اور صفات: قدیر ۲۲

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی ۲۵؛ الہی بشارتیں ۱۷؛ الہی نصیحتیں ۱۵؛ قدرت الہی ۲۳، ۲۲؛ اللہ تعالیٰ کی تنبیہات ۲۳

اہل کتاب: اہل کتاب کے ساتھ آمناسامنا کرنے سے اجتناب ۱۶؛ صدر اسلام میں اہل کتاب ۲۵، ۲۶؛ اہل کتاب اور

مسلمانوں کا مرتد ہونا ۱، ۲؛ اہل کتاب اور مسلمان ۶؛ اہل کتاب اور صدر اسلام کے مسلمان ۲۶؛ اہل کتاب کی بصیرت

۱۱، ۱۰؛ اہل کتاب کی تبلیغ ۱۰؛ اہل کتاب کی سازش ۲۳؛ سازشی اہل کتاب ۲۵، ۱۷، ۱۵؛ اہل کتاب کو دھمکی ۲۳؛ اہل

کتاب کی سازش سے چشم پوشی ۱۶؛ اہل کتاب کا حسد ۶؛ اہل کتاب کے لئے عفو و درگزر ۱۵؛ اہل کتاب کے رجحانات ۱؛

اہل کتاب سے معرکہ آرائی ۱۷؛ اہل کتاب سے نرم رویہ ۲۵

ایمان: پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لانے کی اہمیت ۱۱

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) سے سوال ۱۳

جذبہ محرکہ (تحریک): جذبہ محرکہ کے اسباب ۵

حسد: حسد کے نتائج ۷، ۵؛ عقیدے سے حسد ۸؛ حسد کا دائرہ ۸

حق: حق کو جھٹلانے کے اسباب ۷؛ حق کے خلاف نبرد آزمائی کے اسباب ۷
دشمن: دشمنوں کی سازش سے چشم پوشی ۲۰؛ دشمنوں سے سامنا کرنے یا نمٹنے کی روش ۱۸؛ دشمنوں سے درگزر ۲۰؛
دشمنوں سے نبرد آزمائی ۲۰؛ دشمنوں سے سامنا کرنے کے مراحل ۲۱
دین: دین کے نقصانات کی پہچان ۱۲، ۲۱

سوال: بے جا سوال ۱۳

شبہات: شبہات کے اسباب ۱۲

عیسائی: عیسائیوں کے حسد کے نتائج ۵؛ عیسائیوں کی آرزوئیں ۳؛ عیسائیوں کا پراپیگنڈہ ۹؛ صدر اسلام کے عیسائیوں کا حسد
۳؛ عیسائیوں کا شبہ میں مبتلا کرنا ۱۲؛ عیسائیوں کے رجحانات ۵؛ عیسائی اور مسلمانوں کا مرتد ہونا ۵، ۳؛ عیسائی اور اسلام
۹، ۱۳؛ عیسائی اور قرآن ۹؛ عیسائی اور مسلمان ۱۳، ۱۲، ۳

قدریں: قدروں کا معیار ۱۱

قرآن کریم: قرآن کریم کے خلاف پراپیگنڈہ ۹؛ قرآن کریم میں نسخ ۱۲
مسلمان: صدر اسلام کے مسلمانوں کی ادا ۲۵؛ مسلمانوں کو خوشخبری ۱۷؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی خواہشات ۱۳؛
صدر اسلام کے مسلمان ۱۵

میل جول: غیروں سے میل جول ۲۶

نبرد آزمائی: نبرد آزمائی میں احساسات کو متوازن رکھنا ۱۸؛ نبرد آزمائی کی روش ۲۱، ۲۰، ۱۸؛ معرکہ آرائی کے مراحل ۲۰
نسخ: نسخ کا منبع ۲۳

یہودی: یہودیوں کے حسد کے نتائج ۵؛ یہودیوں کی آرزوئیں ۳؛ یہودیوں کا پراپیگنڈہ ۹؛ صدر اسلام کے یہودیوں کا حسد ۳؛
یہودیوں کا شبہ میں مبتلا کرنا ۱۲؛ یہودیوں کے رجحانات ۵؛ یہود اور مسلمانوں کا مرتد ہونا ۵، ۳؛ یہود اور اسلام ۱۳، ۹؛ یہود
اور قرآن ۹؛ یہود اور مسلمان ۱۳، ۱۲، ۳

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٠﴾

اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو کہ جو کچھ اپنے واسطے پہلے بھیج دو گے سب کے یہاں مل جائے گا۔ خدا تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے (۱۱۰)

۱۔ نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ و اقيموا الصلاة و آتوا الزكاة

۲۔ مسلمانوں کی دشمنوں سے صف آرائی کی آمادگی کے لئے نماز کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ فاعفوا و أصفحوا حتى ياتي الله بامرہ ... و اقيموا الصلاة و آتوا الزكاة

اس آیت کے نزول مبارک سے قبل مسلمانوں کے لئے نماز اور زکوٰۃ کا وجوب بیان ہو چکا تھا لہذا یہاں اس کی تاکید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ماقبل آیت میں موجود امر (فاعفوا و أصفحوا) کے وقوع پذیر ہونے کے لئے راہنمائی ہے نیز جہاد اور معرکہ آرائی (جس کا "حتی یاتی اللہ بامرہ" میں اشارہ ہو چکا ہے) کی زمین کے آمادہ ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ مذکورہ بالا مطالب میں "اقیموا الصلاة..." کا "حتى یاتی اللہ..." کے ساتھ ارتباط کے لحاظ سے معنی کیا گیا ہے۔

۳۔ نماز کا قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی، دشمنوں کے آزار و اذیت پر صبر اور ان کے ساتھ نرم رویہ رکھنے کے لئے آمادگی کے عوامل میں سے ہیں۔ فاعفوا و أصفحوا ... و اقيموا الصلاة و آتوا الزكاة

اس مطلب میں جملہ "اقیموا الصلاة" کو جملہ "فاعفوا و أصفحوا" کے ساتھ ارتباط کے اعتبار سے ملاحظہ کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے نماز کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی پر تاکید کا ہدف اللہ تعالیٰ کے امر (دشمنوں سے عفو و درگزر اور ان سے نرم برتاؤ) پر اطاعت کے لئے توانائی اور طاقت پیدا کرنا ہے۔

۳۔ صدر اسلام کے مسلمانوں کا فریضہ تھا کہ نماز کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے اپنی عقیدتی اور اقتصادی بنیادوں کو مضبوط کریں (تاکہ جہاد اور معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہوں) حتیٰ یاتنی اللہ بامرہ ... و اقیمو الصلاة و آتوا الزکاة

۵۔ اہل ایمان کا اللہ تعالیٰ سے ارتباط اور معاشرتی ضروریات کو پورا کرنا یہ وعدہ الہی (سازشیوں کے خلاف نبرد آزمائی) کی تکمیل کی شرائط اور حالات کو تیار کرنا ہے۔ فاعفوا و اصفحوا حتیٰ یاتنی اللہ بامرہ ... و اقیمو الصلاة و آتوا الزکاة

۶۔ نیک اعمال انجام دینا انسان کے لئے عالم آخرت کا توشہ ہے۔ و ما تقدموا لأنفسکم من خیر تجدوه عند اللہ
۷۔ نماز کا قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی عالم آخرت کے لئے بہترین نیک کام اور بہت ہی اعلیٰ توشہ ہے۔ اقیمو الصلاة و آتوا الزکاة و ما تقدموا لأنفسکم من خیر تجدوه عند اللہ "خیر نیک اور پسندیدہ عمل" نماز کو بھی شامل ہے ان دو اعمال کا خصوصی طور پر ذکر کرنا اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ نیک کاموں میں سے یہ دو فریضے انتہائی بہترین اور آخرت کے لئے انتہائی نفع بخش توشہ ہیں۔

۸۔ انسان کے اعمال خیر کبھی بھی فنا نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں باقی رہتے ہیں۔ و ما تقدموا لأنفسکم من خیر تجدوه عند اللہ

۹۔ اللہ تعالیٰ انسان کے نیک اعمال کا خازن اور امین ہے۔ تجدوه عند اللہ

۱۰۔ قیامت ان نیک اور پسندیدہ اعمال کے ظہور کا میدان ہے جو انسان نے دنیا میں انجام دیئے ہیں۔ و ما تقدموا لأنفسکم من خیر تجدوه عند اللہ "تجدوه تم اسکو پاؤ گے" کی مفعولی ضمیر "خیر" کی طرف لوٹتی ہے اسکا تقاضا یہ ہے کہ انسان نے جو نیک عمل انجام دیا ہے اسی کے روبرو ہوگا۔ یعنی یہ کہ انسان کے نیک اعمال قیامت کے دن کسی نہ کسی طرح ظاہر ہوں گے۔

۱۱۔ قیامت میں اعمال کا مجسم ہونا۔ و ما تقدموا ... تجدوه عند اللہ

۱۲۔ نیک کاموں کا اجر بغیر کسی ذرہ برابر کمی کے دیا جائے گا، اسکی ضمانت اللہ تعالیٰ کی جانب سے دی گئی ہے۔
و ما تقدموا لأنفسکم من خیر تجدوه عند اللہ اس مطلب میں "تجدوه" کا معنی جیسا کہ اکثر مفسرین نے کیا ہے "عمل کی جزا پانا" کیا گیا ہے "عمل کی جزا پانا" اسکی جگہ یہ تعبیر "خود عمل کو پانا" استعمال کرنا اس میں یہ نکتہ موجود ہے کہ انسانوں کو نیک اعمال کی جزا بغیر کسی ذرہ برابر کمی کے اس طرح عطا کی جائے گی کہ گویا وہ عمل ان کو عنایت کیا گیا ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے نیک اعمال (نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی وغیرہ) سے بے نیاز ہے۔ و ما تقدموا لأنفسكم من خير تجدوه عند الله "لأنفسكم۔ تمہارے اپنے لئے" اس قید کو لانے کا مقصد انسانوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ جو کچھ انجام دیتے ہو اسکا فائدہ خود تمہیں ہی ہے کہیں ایسا خیال نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ کو اسکی ضرورت ہے اور اس کو بھی اسکا کوئی نفع حاصل ہوتا ہے۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال اور نیک کردار سے آگاہ ہے۔ ان الله بما تعملون بصير

۱۵۔ انسان کے نیک اعمال پر اللہ تعالیٰ کی نظارت پر توجہ اور یقین ان اعمال کے انجام دینے کی بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔ ان الله بما تعملون بصير

اللہ تعالیٰ کی انسانی اعمال پر نظارت کے بیان کرنے کے اہداف میں سے ایک یہ ہے کہ نیک اعمال کی زمین فراہم کی جائے۔

اجر: اجر کی ضمانت ۱۲

اسماء اور صفات: بصیر ۱۵، ۱۳؛ جمالی صفات ۱۳

اقتصاد: اقتصادی بنیادوں کی تقویت ۳

اللہ تعالیٰ: افعال الہی ۹؛ اللہ تعالیٰ کی بصیرت ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی جزائیں ۱۲؛ وعدہ الہی کا پورا ہونا ۵؛ علم الہی ۱۳

انسان: انسان کا اضروی توشہ ۶؛ انسانی عمل ۱۳، ۱۳

ایمان: اللہ تعالیٰ کی نظارت پر ایمان ۱۵؛ ایمان کا متعلق ۱۵

توشہ: بہترین توشہ آخرت ۷

دشمن: دشمن سے نرم برتاؤ کی بنیاد ۳ دشمنوں سے نبرد آزمائی ۲

زکوٰۃ: زکوٰۃ کے نتائج ۳، ۲، ۳؛ زکوٰۃ کی اہمیت ۱، ۱۳، ۱۳

روابط: اللہ تعالیٰ کے ساتھ ارتباط کے نتائج ۵

سازش کرنے والے: سازشیوں سے نبرد آزمائی کی بنیاد ۵

صبر: دشمنوں کی اذیت و آزار پر صبر ۳؛ صبر کے عوامل ۳

عقیدہ: عقیدتی بنیاد کی تقویت ۲

قیامت: قیامت میں عمل کا مجسم ہونا ۱۰، ۱۱؛ نیک عمل کا قیامت میں ظہور ۱۰؛ قیامت کی خصوصیات ۱۰

مسلمان: مسلمانوں کی تقویت کے اسباب ۳؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی ذمہ داری ۲

معاشرہ: معاشرتی ضروریات پورا کرنا ۵

نبرد آزمائی: نبرد آزمائی کی شرائط ۲، ۳

نظریہ کائنات: کائناتی نظریہ اور آئیڈیالوجی ۱۵

نماز: قیام نماز کے نتائج ۲، ۳؛ نماز قائم کرنے کی اہمیت ۱، ۴؛ نماز کا قیام ۱۳

نیک عمل: نیک عمل کی اہمیت ۶؛ نیک عمل کی بقا ۸، ۹؛ بہترین نیک عمل ۴؛ نیک عمل کی جزا ۱۲؛ نیک عمل کی بنیاد ۱۵

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَى تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۱۱﴾

یہ یہودی کہتے ہیں کہ جنت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا۔ یہ صرف ان کی امیدیں ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل لے آؤ (۱۱۱)

۱۔ اہل کتاب (یہود و نصاری) فقط خود کو بہشت کا اہل اور دوسروں کو اس سے محروم سمجھتے ہیں۔ و قالوا لن يدخل الجنة

الا من كان هوداً او نصارى "قالوا" کی ضمیر (آیت ۱۰۹ میں) اہل کتاب کی طرف لوٹتی ہے

۲۔ یہود بہشت کو فقط خود سے مخصوص اور دوسروں کو اس

سے محروم سمجھتے ہیں۔ و قالوا لن يدخل الجنة الا من كان هوداً آیت ۱۱۳ بیان کرتی ہے کہ یہود و نصاریٰ دونوں ایک دوسرے کو اہل نجات نہیں سمجھتے بنا بریں اہل ادب کی اصطلاح میں مورد بحث آیت میں "اجمالی لف" موجود ہے جبکہ "او" تفصیل کے لئے ہے یعنی جملہ "قالوا لن..." در حقیقت دو جملوں کی حکایت کر رہا ہے ۱۔ قالت الیہود "لن يدخل الجنة الا من كان هوداً" ۲۔ وقالت النصارى "لن يدخل الجنة الا من كان نصارى"

۳۔ نصاریٰ خود کو بہشت کا اہل اور دوسروں کو اس سے محروم خیال کرتے ہیں۔ قالوا لن يدخل الجنة الا من كان هوداً او نصارى "نصاریٰ" نصرانی کی جمع ہے جو حضرت مسیح ﷺ کے پیروکاروں کو کہا جاتا ہے۔ "ہود" ہائد کی جمع ہے جو حضرت موسیٰ ﷺ کے پیروکاروں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۴۔ یہود و نصاریٰ کا اس پر اتفاق رائے ہے کہ مسلمان بہشت سے محروم ہیں۔ قالوا لن يدخل الجنة الا من كان هوداً او نصارى یہ جو قرآن حکیم نے یہود و نصاریٰ کے خیال کو "لف اجمالی" کے ساتھ بیان فرمایا ہے دراصل اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کا اس دعویٰ میں اصل مقصد مسلمانوں کی بہشت سے محرومیت کا بیان کرنا ہے۔

۵۔ مسلمانوں کے جذبوں کو کمزور کرنے اور ان کی اسلام کی طرف ترغیب و رجحان کو روکنے کی یہود و نصاریٰ کی کوششیں۔ قالوا لن يدخل الجنة الا من كان هوداً او نصارى

۶۔ مسلمانوں کا بہشت سے محروم ہونا یہ یہود و نصاریٰ کا باطل اور نادرست وہم و گمان ہے۔ تلك امانیہم "امانی"، "انیہ" کی جمع ہے جس کا معنی ہے آرزوئیں، باطل خیالات اور گھڑے ہوئے جھوٹ۔

۷۔ یہود و نصاریٰ کے دینی عقائد اور معارف باطل خیالات اور توہمات سے ملے ہوئے ہیں۔ تلك امانیہم "تلك امانیہم" حکایت کر رہا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا ایک دوسرے کی بہشت سے محرومیت کا خیال ان کی آرزوؤں اور خیالات میں سے ہے درآں حالیکہ یہود و نصاریٰ اس کو ایک دینی عقیدہ خیال کرتے ہیں۔ پس یہود و نصاریٰ کے دینی و مذہبی عقائد ان کے خیالات اور آرزوؤں سے ملے ہوئے ہیں۔

۸۔ یہود و نصاریٰ کے پاس اپنے دعویٰ (بہشت ان سے مخصوص ہے اور مسلمان اس سے محروم ہیں) کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ قل هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین "ہات" کی جمع "ہاتوا" ہے یہ اسم فعل ہے جس کا معنی ہے عطا کر۔ "ہاتوا برهانکم" یعنی اپنی دلیل و برہان پیش کرو۔

۹۔ بغیر دلیل و برہان کے دعویٰ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اور نہ ہی قابل اعتبار ہے۔ قل ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین

جملہ شرطیہ "ان کنتم صادقین" اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو" کا مفہوم یہ ہے کہ دلیل و برہان کا نہ ہونا دعویٰ کے بے قدر و قیمت ہونے کی دلیل ہے۔

۱۰۔ پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داری ہے کہ یہود و نصاریٰ کے دعویٰ (مسلمانوں کی بہشت سے محرومیت) کی دلیل طلب کریں۔ قل ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین

۱۱۔ پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داری ہے کہ دینی عقائد پر منطق و استدلال کی فضا پیدا کریں۔ قل ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین

۱۲۔ دینی عقائد و معارف کی بنیادیں دلیل و برہان پر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ قل ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین

۱۳۔ دینی عقائد اور معارف کے لئے خطرہ موجود ہے کہ آرزوؤں اور باطل خیالات سے مل جل جائیں۔ تِلْكَ اَمَانِيْهِمْ

۱۴۔ آرزوؤں اور باطل خیالات کو دینی عقائد اور معارف کی طرف لے جانے اور تحریک دینے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

قَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ ... تِلْكَ اَمَانِيْهِمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

۱۵۔ دینی عقائد کے میدان میں دینی حقائق کو خیالات اور آرزوؤں سے پہچاننے کی راہ یہ ہے کہ معارف کو دلیل و برہان

سے پیش کیا جائے۔ تِلْكَ اَمَانِيْهِمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

۱۶۔ عقائد اور بنیادی دینی موضوعات میں بحث اور مناظرہ جائز ہے۔ قل ہاتوا برہانکم

اسلام: دشمنان اسلام ۵؛ اسلام کے پھیلاؤ میں رکاوٹیں ۵

اہل کتاب: اہل کتاب کی انحصار طلبی ۱؛ اہل کتاب اور بہشت ۱؛ اہل کتاب کا عقیدہ ۱

بہشت: بہشت سے محروم لوگ ۱۰، ۶، ۳، ۲، ۱

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داری ۱۱، ۱۰

دعویٰ: بغیر دلیل کے دعویٰ ۹؛ دعویٰ کی اہمیت کا معیار ۹

دلیل و برہان: برہان کی اہمیت ۱۱، ۹

دین: دین کو نقصان پہنچانے والی چیزوں کی پہچان ۱۳، ۱۳؛ دینی حقائق کی تشخیص کے معیارات ۱۵
 عقیدہ: عقیدے میں دلیل کی اہمیت ۱۲؛ عقیدہ میں دلیل ۱۱، ۱۵؛ دینی عقائد میں تخیلات ۱۳، ۱۳؛ باطل عقیدہ ۲، ۴، ۶؛
 دینی عقائد میں مناظرہ ۱۶

عیسائی: عیسائیوں کے دعوے ۱۰؛ عیسائیوں کی انحصار طلبی ۱، ۳؛ عیسائیوں کا بے منطق ہونا ۸؛ عیسائیوں سے بہان
 طلب کرنا ۱۰؛ عیسائیوں کا عقیدہ ۴، ۶، ۳، ۱؛ عیسائی اور بہشت ۳، ۱، ۸، ۱۰؛ عیسائی اور مسلمان ۵
 مسلمان: مسلمانوں کے جذبوں کو کمزور کرنا ۵؛ مسلمان اور بہشت ۶
 مناظرہ: مناظرہ کا جائز ہونا ۱۶

یہود: یہودیوں کے دعوے ۱۰؛ یہودیوں کی انحصار طلبی ۱، ۲؛ یہودیوں کا بے منطق ہونا ۸؛ یہودیوں سے دلیل طلب کرنا
 ۱۰؛ یہودیوں کا عقیدہ ۴، ۶، ۲، ۱؛ یہودیوں اور عیسائیوں کی ہم آہنگی ۳؛ یہود اور بہشت ۱۰، ۸، ۳، ۲، ۱؛ یہود اور مسلمان ۵

بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۱۲﴾

نہیں جو شخص اپنا رخ خدا کی طرف کر دے گا اور نیک عمل کرے گا اس کے لئے پروردگار کے یہاں اجر ہے اور نہ کوئی خوف
 ہے نہ حزن (۱۱۲)

۱۔ اہل کتاب کا یہ دعویٰ کہ بہشت ان سے مختص ہے ایک بے بنیاد دعویٰ ہے۔ و قالوا لن يدخل الجنة الا من كان
 ہوداً او نصارى... بلی لفظ "بلی" مذکورہ دعویٰ کو باطل کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ پس "بلی" آیہ مجیدہ میں
 یہودیوں کے اس کلام (لن يدخل الجنة...) کے باطل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ الہی جزائیں (بہشت) ان لوگوں کے لئے ہیں جو اپنے تمام قروض کے ساتھ خداوند متعال کے سامنے سر تسلیم خم ہیں اور نیک اعمال کو پورے خلوص کے ساتھ بجالاتے ہیں۔ من اسلم وجهه لله و هو محسن فله اجرہ عند ربہ
ما قبل آیت کی روشنی میں "اجر" سے مراد بہشت ہے "وجہ" کا معنی چہرہ اور صورت کے ہیں اور آیت میں اس سے مراد وجود اور ذات انسان ہے "محسن" اسکو کہتے ہیں جو نیک کام انجام دے۔

۳۔ جزا عنایت کرنا اللہ کی ربوبیت کا ایک پرتو ہے۔ فله اجرہ عند ربہ

۴۔ ادیان الہی (یہودیت، نصرانیت یا کوئی اور مذہب) سے فقط نسبت ہونا انسان کو بہشت میں نہ لے جائے گا۔
قالوا لن یدخل الجنة الا من كان هوداً او نصاری ... بلی من اسلم ... فله اجرہ

یہود و نصاری جو بہشت میں جانے کا معیار یہودی یا عیسائی ہونا جانتے تھے یہاں آیہ مجیدہ اس دعویٰ کو باطل ثابت کرنے کے بعد کسی خاص دین حتیٰ اسلام سے نسبت کو الہی جزاؤں کے لئے کافی نہیں جانتی تاکہ اس نکتہ کی طرف اشارہ کرے:
ادیان الہی سے منسوب ہونا ہی کافی نہیں بلکہ معیار اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم ہونا ہے۔ البتہ آنحضرت (ص) کی بعثت اور نزول قرآن کے بعد یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم ہونے کا دعویٰ کر بھی ہو اور دین اسلام کو قبول بھی نہ کرے۔

۵۔ یہود و نصاری اگر اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم ہوں (اسلام کو قبول کریں) اور نیک اعمال بجالائیں تو اہل بہشت ہوں گے۔ قالوا لن یدخل الجنة الا من كان هوداً ... بلی من اسلم ... فله اجرہ

۶۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم ہوتے اور نیک اعمال بجالاتے ہیں انہیں ہرگز خوف نہیں ہوتا اور نہ ہی کبھی حزن و ملال میں مبتلا ہوتے ہیں۔ من اسلم ... و لا خوف علیہم و لا هم یحزنون

بعض مفسرین نے "لا خوف علیہم..." کو قیامت سے مخصوص قرار دیا ہے اور جملہ "فله اجرہ" کو اس کے لئے شاہد قرار دیا ہے (کیونکہ اجر کے تحقق کا ظرف قیامت ہے) جبکہ بعض مفسرین کے مطابق خداوند متعال کے سامنے سر تسلیم ہونے کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان کی ذاتی زندگی سے خوف اور اندوہ و ملال بالکل ختم ہو کے رہ جائے لہذا "لا خوف علیہم..." دنیا و آخرت دونوں کے لئے ہے۔

۷۔ قیامت کا میدان خوفناک اور حزن و ملال کا مقام ہے۔ و لا خوف علیہم و لا هم یحزنون

۸۔ میدان قیامت کے خوف اور اندوہ سے انسان کی نجات اس طرح ممکن ہے کہ خدائے ذوالجلال کے

سامنے سر تسلیم ہو جائے اور دنیا میں نیک اعمال انجام دے۔ من اسلم ... لا خوف علیہم و لا ہم یحزنون
۹۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم ہونا لیکن نیک اعمال انجام نہ دینا یا اچھا کام کرنا لیکن خداوند متعال کے سامنے سر تسلیم
نہ ہونا، اس سے الہی جزا نہ ملے گی اور نہ ہی حزن و خوف دور ہوگا۔ من اسلم ... و لا خوف علیہم و لا ہم یحزنون

اجر: اجر کے موجبات ۲، ۹

اخلاص: اخلاص کی اہمیت ۲

ادیان: ادیان سے نسبت ۳

اسلام: اسلام قبول کرنے کے نتائج ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی جزائیں ۲، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے مظاہر ۳

اندوہ: اندوہ کی رکاوٹیں ۶، ۹

اہل بہشت: ۲

اہل کتاب: اہل کتاب کے دعوے ۱؛ اہل کتاب کی انحصار طلبی ۱؛ اہل کتاب اور بہشت ۱

بہشت: بہشت کے موجبات ۲، ۳، ۵

خوف: خوف کے موانع ۶، ۹

سر تسلیم خم ہونا: اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم ہونے کے نتائج ۲، ۵، ۸، ۶؛ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر تسلیم ہونے کی
اہمیت ۹

عیسائی: عیسائیوں کے اسلام قبول کرنے کے نتائج ۵

قیامت: قیامت میں اندوہ ۴؛ قیامت کی ہولناکیاں ۴؛ قیامت میں اندوہ سے نجات ۸؛ قیامت میں خوف سے نجات ۸؛
قیامت کی خصوصیات ۴

نیک اعمال بجا لانا: نیک اعمال بجالانے کے نتائج ۲، ۵، ۶، ۸، ۹

نیک لوگ (محسنین): نیک لوگ اور اندوہ ۶؛ نیک لوگ اور خوف ۶

یہود: یہودیوں کے اسلام قبول کرنے کے نتائج ۵

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ
كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١١٣﴾

اور یہودی کہتے ہیں کہ نصاری کا مذہب کچھ نہیں ہے اور نصاری کہتے ہیں کہ یہودیوں کی کوئی بنیادی نہیں ہے حالانکہ دونوں ہی کتاب الہی کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کے پہلے جاہل مشرکین عرب بھی یہی کہا کرتے تھے۔ خدا ان سب کے درمیان روز قیامت فیصلہ کرنے والا ہے (۱۱۳)

۱۔ یہود دین نصرايت کو بے بنیاد، بے قیمت اور پست سمجھتے تھے۔ و قالت اليهود ليست النصارى على شيء
۲۔ نصاری دین یہودیت کو بے بنیاد، بے قیمت اور پست سمجھتے تھے۔ و قالت النصارى ليست اليهود على شيء
یہودی: یہودیوں کے اسلام قبول کرنے کے نتائج ۵

۳۔ یہود و نصاری کے دین کا ایک دوسرے کی نظر میں بے بنیاد ہونا یہ بازیچہ ان کے علماء کا گھڑا ہوا مسئلہ تھا
و قالت اليهود ... و ہم يتلون الكتاب گذشتہ زمانوں میں مذہبی کتابوں کی تلاوت دینی علماء سے مخصوص تھی۔ پس جملہ
حالیہ "وہم يتلون الكتاب" در آں حالیکہ وہ لوگ (آسمانی) کتاب کی تلاوت کرتے تھے "اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ
مذکورہ بات کا سرچشمہ ان کے علماء تھے جبکہ تمام یہود و نصارا اس بات پر یقین رکھتے تھے۔ (قالت اليهود ... و قالت
النصارى)

۳۔ تورات اور انجیل ہر دو ایک دوسرے کی تائید اور ایک دوسرے کی شریعت کی تصدیق کرنے والی کتابیں ہیں و قالت
اليهود ... و ہم يتلون الكتاب

"الكتاب" سے مراد تورات اور انجیل ہیں۔ یہ جملہ "وہم يتلون الكتاب" چونکہ اس خیال "یہودیت و نصرايت کا بے بنیاد
ہونا" کے غیر صحیح ہونے کی دلیل کے طور پر آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کتابیں ایک دوسرے کے صحیح
ہونے کی گواہ ہیں۔

۵۔ یہود و نصاری کا ایک دوسرے پر الزام (ایک دوسرے کے دین کو بے بنیاد قرار دینا) خود ان کی آسمانی کتابوں کے
مخالف ہے۔ و قالت اليهود ... و ہم يتلون الكتاب

۶۔ یہود و نصاری کے دینی عقائد اور معارف میں ایسے افکار اور نظریات راسخ ہو گئے تھے جو ان کی آسمانی کتابوں کے
مخالف تھے۔ و قالت اليهود ... و ہم يتلون الكتاب

- ۷۔ ہر امت کی آسمانی کتاب ان کے عقائد اور معارف کا مرجع (رجوع کرنے کا مقام) ہونی چاہیئے۔ وہم یتلون الكتاب
- ۸۔ یہود و نصاریٰ کے مذہبی اختلافات کا حل تورات و انجیل ہیں۔ قالت اليهود ... و قالت النصارى ... و ہم یتلون الكتاب جملہ حالیہ "وہم یتلون الكتاب" ممکن ہے تعجب کی غرض سے بیان ہوا ہو یعنی باعث تعجب ہے کہ یہود و نصاریٰ جو آسمانی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں لیکن اسکے باوجود اختلاف رکھتے ہیں
- ۹۔ جہلاء (مشرکین اور غیر الہی ادیان کو ماننے والے) یہود و نصاریٰ کے دین کو بے بنیاد اور پست سمجھتے ہیں۔
كذلك قال الذين لا يعلمون مثل قولهم "الذين لا يعلمون" سے مراد مفسرین کی رائے میں مشرکین اور غیر الہی ادیان کے ماننے والے ہیں۔
- ۱۰۔ مشرکین جاہل لوگ ہیں۔ كذلك قال الذين لا يعلمون اس جملہ میں "لا يعلمون" فعل لازم کے طور پر آیا ہے لہذا مفعول سے بے نیاز ہے پس "الذين لا يعلمون" یعنی جہلاء۔
- ۱۱۔ امتیں اس وقت جہلاء لوگ ہیں جب ان کے پاس آسمانی کتاب نہ ہو اور دین الہی پر ایمان نہ ہو۔
كذلك قال الذين لا يعلمون مثل قولهم
- ۱۲۔ ادیان الہی کو بے بنیاد کہنا، اس بات کی بنیاد جہالت ہے۔ كذلك قال الذين لا يعلمون مثل قولهم
مشرکین کے اسی دعویٰ (یہود و نصاریٰ کا دین بے بنیاد ہے) کے بعد ان کو بے علم و بے بصیرت کہنا اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ادیان الہی کو بے اساس کہنے کی بنیاد جہالت و نادانی ہے۔
- ۱۳۔ تمام آسمانی ادیان کی اساس انتہائی مستحکم ہے۔ و قالت اليهود ... و ہم یتلون الكتاب كذلك قال الذين لا يعلمون
- ۱۴۔ یہود و نصاریٰ کا ایک دوسرے پر الزام (ایک دوسرے کا دین بے بنیاد قرار دینا) یہ جاہلانہ الزام ہے۔
و قالت اليهود ليست النصارى ... كذلك قال الذين لا يعلمون یہود و نصاریٰ کی بات کو جاہلوں کے کلام سے تشبیہ دی گئی ہے اسی سے یہ مطلب اخذ کیا گیا ہے۔
- ۱۵۔ قیامت امتوں کے مابین فیصلے کا مقام ہے۔ فالله يحكم بينهم يوم القيامة
- ۱۶۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ قاضی و حاکم ہے۔ فالله يحكم بينهم يوم القيامة
- ۱۷۔ اللہ تعالیٰ قیامت میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین

کے مابین فیصلہ فرمائے گا اور ان کو ان کے کہے کی اور الزامات کی سزا دے گا۔ فاللہ یحکم بینہم یوم القیامۃ فیما کانوا فیہ یختلفون قیامت میں اللہ تعالیٰ کی قضاوت اور حکومت سے مراد فقط حق کا بیان کرنا نہیں کیونکہ نزول قرآن سے اللہ تعالیٰ تمام حقائق کو بیان فرما چکا ہے اور مذکورہ آیت نے بھی یہود و نصاریٰ کے باطل خیال کو واضح کر دیا ہے بنا بریں "یحکم ... " سے مراد خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دینا ہے۔

۱۸۔ آسمانی کتابوں کی تعلیمات سے بے توجہی کی وجہ سے علمائے دین ملامت و سرزنش کے مستحق ہیں اور روز قیامت ان کو ان کے کینے کی سزا دی جائے گی۔ قالت الیہود ... و ہم یتلون الکتاب ... فاللہ یحکم بینہم یوم القیامۃ ۱۹۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی قضاوت و داوری سے سب پر حقائق واضح ہو جائیں گے۔ فاللہ یحکم بینہم یوم القیامۃ فیما کانوا فیہ یختلفون

۲۰۔ مذہبی اختلافات اللہ تعالیٰ کی عدالت و داوری کے بغیر حل نہ ہوں گے * فاللہ یحکم بینہم یوم القیامۃ فیما کانوا فیہ یختلفون

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں سے منہ پھیرنے کے نتائج ۱۸؛ آسمانی کتابوں کی اہمیت ۴، ۱۱؛ آسمانی کتابوں سے منہ پھیرنے کی سزا ۱۸؛ کتب آسمانی کا کردار ۴، ۱۱
اختلاف: دینی اختلاف کا حل ۸، ۲۰

ادیان: ادیان پر تہمت و الزام ۱۲؛ ادیان کی حقانیت ۱۲، ۱۳
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی قضاوت کے نتائج ۱۹؛ اللہ تعالیٰ کی اخروی قضاوت ۱۹، ۱۴، ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی قضاوت ۲۰
امتیں: امتیں قیامت میں ۱۵

انجیل: انجیل کی تصدیق ۳؛ انجیل کی مخالفت ۵؛ انجیل کی اہمیت ۸؛ انجیل کا ہدایت کرنا ۸
اہل کتاب: اہل کتاب کا اختلاف ۸

تورات: تورات کی تصدیق ۳؛ تورات اور انجیل ۳؛ تورات کی مخالفت ۵؛ تورات کی اہمیت ۸؛ تورات کا

ہدایت کرنا ۸

تہمت: جاہلانہ تہمت ۱۳

جہالت: جہالت کے نتائج ۱۲; جہالت کے معیارات ۱۱

جہلاء: ۱۱، ۱۰

دین: دین کی اہمیت و کردار ۱۱

سزا: اخروی سزا کے اسباب ۱۸

عقیدہ: دینی عقیدے کا مرجع ۷

علماء: علمائے دین کی سرزنش کے اسباب ۱۸; علمائے دین کی اخروی سزا ۱۸

عیسائی: عیسائیوں کے دعوے ۵; عیسائیوں کا عقیدتی انحراف ۶; عیسائیوں کی یہودیوں پر تہمت ۱۳; عیسائیوں کا عقیدہ ۲;

عیسائیوں کو اخروی سزا ۱۷; عیسائی قیامت میں ۱۷; عیسائی اور یہودیت ۲

عیسائی علماء: ۳ عیسائیت: عیسائیت کا باطل ہونا ۵، ۳، ۱; عیسائیت کی تصدیق ۳; عیسائیت کی حقانیت ۹

قیامت: قیامت میں حقائق کا ظہور ۱۹; قیامت کا قاضی ۱۶; قیامت میں قضاوت ۱۵، ۱۷، ۱۶; قیامت کی خصوصیات ۱۵

کلام و گفتگو: جاہلانہ گفتگو ۱۲

مشرکین: مشرکین کی جہالت ۱۰; مشرکین کی اخروی سزا ۱۷; مشرکین قیامت میں ۱۷; مشرکین اور عیسائیت ۹; مشرکین اور

یہودیت ۹

یہود: یہودیوں کا عیسائیوں سے اختلاف ۸; یہودیوں کے دعوے ۵; یہودیوں کا عقیدتی انحراف ۶; یہودیوں کی عیسائیوں پر

تہمت ۱۳; یہودیوں کا عقیدہ ۱; یہودیوں کی اخروی سزا ۱۷; یہود قیامت میں ۱۷; یہود اور عیسائیت ۱

یہودی علماء: ۳

یہودیت: یہودیت کا باطل ہونا ۵، ۳، ۲; یہودیت کی تصدیق ۳; یہودیت کی حقانیت ۹

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١٤﴾

اور اس سے بڑھکر ظالم کون ہوگا جو مساجد خدا میں اس کا نام لینے سے منع کرے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے۔ ان لوگوں کا حصہ صرف یہ ہے کہ مساجد میں خوفزدہ ہو کر داخل ہوں اور انکے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذاب عظیم (۱۱۳)

۱۔ زمانہ بعثت کے کفار مسلمانوں کو مساجد میں جانے سے روکتے تھے اور ان مساجد کو خراب اور نابود کرنے کے درپے تھے۔ و من اظلم ممن منع مساجد الله ... وسعى في خرابها "منع" دو مفعول چاہتا ہے اس کا ایک مفعول "مساجد اللہ" ہے اور دوسرا "المسلمین" ہے جو بہت واضح ہونے کی بنا پر بیان نہیں ہوا یعنی "منع المسلمین مساجد اللہ" "منع" کو ماضی لانا اس امر کی حکایت کرتا ہے کہ مسلمانوں کو مساجد میں جانے کی رکاوٹ و ممانعت واقع ہوئی تھی گویا آیہ مجیدہ مساجد میں جانے کی ممانعت کو بے جا اور ناروا بیان کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ صدر اسلام کے مسلمانوں کو مسجد الحرام اور دیگر مساجد میں جانے سے روکنے کے واقعات رونما ہوئے۔

۲۔ مسلمانوں کو مساجد میں جانے سے روکنے اور مساجد گرانے سے کفار کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکی یاد سے ہٹا دیں۔ و من اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه و سعى في خرابها "ان يذكر" میں "لا" نافیہ مقدر ہے اور یہ "منع" کے لئے مفعول لہ ہے یعنی مساجد میں جانے سے روکتے تھے تاکہ نام خدا نہ لیا جائے۔

۳۔ مسلمانوں کو مساجد میں جانے سے روکنا اور ان مساجد کو نابود کرنا کفار کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نبرد کی مختلف روشیں ہیں۔

و من اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه و سعی فی خرابها

۳۔ جو لوگ مساجد میں حاضری سے لوگوں کو روکتے ہیں تاکہ ذکر خدا نہ ہو ایسے لوگ ظالم ترین ہیں۔ و من اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه

۵۔ جو لوگ مساجد کو نابود کرنے کے درپے ہوں ظالم ترین انسان ہیں۔ و من اظلم ممن ... سعی فی خرابها

۶۔ سب مساجد اللہ تعالیٰ کی ہیں جن کا ایک خاص تقدس اور احترام ہے۔ مساجد اللہ "مساجد" کی "اللہ" کی طرف اضافت اور ان کو اللہ تعالیٰ سے نسبت دینا ان کی خاص حرمت، شرافت و پاکیزگی کی خاطر ہے۔

۷۔ مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکی یاد و ذکر کرنے کا مقام ہیں۔ مساجد اللہ ان يذكر فيها اسمه

سجدہ عبادت کی بہت واضح مثال ہے اہل ایمان کے دینی مراکز کو مسجد (سجدہ کی جگہ) سے تعبیر کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ مراکز عبادت و بندگی کے مقامات ہیں۔

۸۔ ایسی مساجد جہاں لوگ حاضر نہ ہوتے ہوں اور ان میں ذکر خدا نہ ہوتا ہو درحقیقت ویران مساجد ہیں۔ و من اظلم

ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه و سعی فی خرابها یہ احتمال یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ جملہ "سعی فی خرابها" مساجد کی تخریب یا نابودی کی کوشش کرتے ہیں "اس جملہ" منع مساجد اللہ ان يذكر فيها اسمه "کی تفسیر اور توضیح ہو

۹۔ مساجد کی آبادی ان میں ذکر خدا کرنے سے ہے۔ ان يذكر فيها اسمه و سعی فی خرابها

۱۰۔ عبادت کے مقام (مساجد وغیرہ) پر یاد خدا سے غفلت قابل نفرت اور ناروا عمل ہے۔ و من اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه

یہ عبارت "ان يذكر فيها اسمه" بیان کر رہی ہے کہ غفلت کے ناروا ہونے کی دلیل اور لوگوں کو مسجد میں حاضر ہونے سے روکنے والوں کے ظالم ہونے کی دلیل نام خدا کا یاد نہ ہونا اور ذکر خدا کا نہ ہونا ہے۔

۱۱۔ مساجد کو اسلئے بند رکھنا اور ان میں حاضر نہ ہونا تاکہ ذکر خدا نہ ہو قابل نفرت اور بے جا عمل ہے۔

و من اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه

۱۲۔ مساجد ہر اس چیز سے خالی ہونی چاہئے جو یاد خدا سے غفلت یا رکاوٹ کا باعث ہو۔

و من اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه

۱۳۔ یہود و نصاریٰ کا کوشش کرنا کہ مساجد کو نابود کریں اور لوگوں کو ان میں حاضر ہونے سے روکیں* و من اظلم ممن منع

مساجد الله ان يذكر فيها اسمه ما قبل آیت کی روشنی میں "من اظلم..." کے مصادیق میں سے یہود و نصاریٰ ہیں۔

۱۳۔ کفار کو مساجد میں حاضر ہونے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اولئک ما کان لهم ان یدخلوها

۱۵۔ کفار اگر مساجد میں حاضر ہوں تو مجرم ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سزا پائیں۔ اولئک ما کان لهم ان یدخلوها الا خائفین یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "الا خائفین" مساجد میں عدم ورود سے استثناء ہونہ کہ ورود کے عدم جواز سے۔ اس بنا پر جملہ "ماکان لهم..." کا یہ معنی بنتا ہے کہ کفار کو حق حاصل نہیں ہے کہ مساجد میں داخل ہوں اور خلاف ورزی کی صورت میں ان کو سزا دی جائے کیونکہ کفار کو مساجد میں داخلے کا خوف اسی وقت ہوگا جب انہیں علم ہو کہ ان کے وارد ہونے کی انہیں سزا دی جائے گی۔

۱۶۔ وہ کفار جو اسلامی حکومت کے ماتحت رہتے ہیں ان کو مساجد میں جانے کا حق حاصل ہے۔

اولئک ماکان لهم ان یدخلوها الا خائفین یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "الا خائفین" داخلے کے عدم جواز سے استثناء ہو یعنی یہ کہ کفار کو مساجد میں نہیں جانا چاہیئے مگر یہ کہ مسلمانوں سے ہر اسماں ہوں پس اس صورت میں ان کا مساجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ یہ معنی ان کفار کو شامل ہے جو اسلامی حکومت کے ماتحت رہتے ہیں۔

۱۷۔ دنیا میں ذلت و خواری ان لوگوں کی سزا ہے جو لوگوں کو مساجد میں جانے سے روکتے ہیں۔

و من اظلم ممن منع مساجد الله ... لهم فی الدنيا خزي

۱۸۔ دنیا میں ذلت و خواری ان لوگوں کی سزا ہے جو لوگوں کو یاد خدا سے روکتے ہیں۔

من اظلم ممن منع مساجد الله ان یذكر فیها اسمہ — لهم فی الدنيا خزي

۱۹۔ زمانہ بعثت کی مساجد پر مسلط کفار کی سرکوبی اور ان کا دنیا میں ذلیل و خوار ہونا یہ قرآن کریم کی غیبی اخبار میں سے تھا اور اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کو خوشخبری دینا تھا۔ لهم فی الدنيا خزي یہ گزر چکا ہے کہ آیہ مجیدہ کا اشارہ صدر اسلام کے واقعات اور مسلمانوں کو مسجد الحرام اور دیگر مساجد میں جانے سے روکنے جیسے واقعات کی طرف ہے۔ اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے جملہ "لهم فی الدنيا خزي" مسلمانوں کے لئے خوشخبری ہے کہ مساجد میں جانے سے روکنے والے کفار ذلت و خواری میں مبتلا ہوں گے، یہاں ان کی ذلت و خواری سے مراد یہ ہے کہ مساجد اسلامی کفار کی دسترس سے نکل جائیں گی اور ان پر مسلمانوں کا تسلط قائم ہو جائے گا۔

۲۰۔ قیامت کا عظیم عذاب، ان کا انجام ہے جو لوگوں کو

مساجد میں جانے سے روکتے ہیں تاکہ یاد خدا سے روکیں۔ و من اظلم ممن منع مساجد الله ... و لهم فی الاخرة عذاب

عظیم

۲۱۔ مساجد کو گرانا اس مقصد سے کہ ان میں یاد خدا نہ ہو گناہ کبیرہ ہے۔ اس کا نتیجہ دنیا میں ذلت و خواری اور قیامت میں عظیم عذاب ہے۔ و سعی فی خرابھا ... لهم فی الدنيا خزی و لهم فی الآخرة عذاب عظیم

مسجد میں جانے سے روکنے والے اور مساجد کی تخریب کرنے والوں کو چونکہ انتہائی ظالم لوگ قرار دیا گیا ہے نیز ان کو قیامت کے عظیم عذاب کی دھمکی دی گئی ہے پس یہ عمل گناہ کبیرہ ہے۔

۲۲۔ لوگوں کے لئے مساجد کو بند کرنا اور ان کو ذکر خدا سے روکنا گناہان کبیرہ میں سے ہے۔
و من اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه ... لهم فی الآخرة عذاب عظیم

۲۳۔ گناہگاروں کو اخروی عذاب کے علاوہ دنیاوی عقوبتوں اور سزاؤں میں بھی مبتلا ہونا پڑے گا۔
لهم فی الدنيا خزی و لهم فی الآخرة عذاب عظیم

۲۴۔ مذکورہ آیہ مجیدہ کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "انهم قریش حین منعوا رسول الله (ص) دخول مكة والمسجد الحرام^(۱) وہ لوگ قریش تھے جنہوں نے رسول اللہ (ص) کو مکہ اور مسجد الحرام میں داخل ہونے سے منع کیا۔
جعلت لی الأرض مسجداً ...^(۲)

۲۵۔ امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے "انه اراد جميع الأرض لقول النبی (ص) "آیہ مجیدہ میں مساجد اللہ سے مراد ساری زمین ہے کیونکہ آنحضرت (ص) نے ارشاد فرمایا زمین میرے لئے سجدہ کی جگہ قرار دی گئی ہے۔
احکام: ۱۶، ۱۵، ۱۳، ۱۲، ۶

اسلام: تاریخ صدر اسلام ۱۹، ۲، ۱؛ دشمنان اسلام ۳؛ اسلام سے نبرد آزمائی ۳
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بشارتیں ۱۹؛

اہل ذمہ: اہل ذمہ کے احکام ۱۶

ذکر: ذکر خدا سے ممانعت کے نتائج ۱۸؛ ذکر خدا کی اہمیت ۸، ۲۲، ۱۱، ۱۰، ۹؛ مسجد میں ذکر ۸، ۷، ۹، ۱۲، ۱۱، ۱۰؛ ذکر الہی سے روکنے والوں کی ذلت ۱۸؛ ذکر الہی ترک کرنے کے عوایل ۲؛ ذکر الہی سے ممانعت کا گناہ ۲۲؛ ذکر الہی کا مقام ۷؛ ذکر الہی سے ممانعت ۲۱، ۳؛ ذکر الہی کی رکاوٹیں ۱۲

(۱) مجمع البیان ج ۱ ص ۳۶۱، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۱۷ ح ۳۱۶۔

(۲) مجمع البیان ج ۱ ص ۳۶۱، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۱۷ ح ۳۱۷۔

ذلت: دنیاوی ذلت ۱۹؛ دنیاوی ذلت کے اسباب ۱۸، ۱۷، ۲۱

روایت: ۲۵، ۲۳

سجدہ: سجدہ کا مقام ۲۵

سزا: دنیاوی سزا ۲۳؛ سزا کے موجبات ۱۵

ظالمین: ظالم ترین لوگ ۵، ۳

ظلم: ظلم کے موارد ۳

عبادت: عبادت ترک کرنے کے اسباب ۲؛ عبادت کا مقام ۱۰، ۷

عذاب: اخروی عذاب کے مراتب ۲۰؛ اخروی عذاب کے موجبات ۲۱

عیسائی: عیسائی اور مسجد کی تخریب ۱۳

غفلت: اللہ تعالیٰ کی طرف سے غفلت کی سرزنش ۱۰

قرآن کریم: قرآن کریم کی پیشین گوئی ۱۹

قریش: قریش اور پیامبر اسلام (ص) ۲۳

کفار: کفار سے نبرد آزمائی کی روش ۳؛ صدر اسلام کے کفار اور مسلمان ۱

گناہگار: گناہگاروں کا اخروی عذاب ۲۳؛ گناہگاروں کی دنیاوی سزا ۲۳؛ گناہگاروں کو تنبیہ ۲۳

گناہان کبیرہ: ۲۱، ۲۲

مجرمین: ۱۵

مسجد: مسجد کی نابودی کے نتائج ۲۱؛ مسجد میں داخلے سے ممانعت کے نتائج ۱۷؛ مسجد کا احترام ۶؛ مسجد کے احکام

۱۶، ۱۵، ۱۳، ۱۲، ۶؛ مسجد کی تخریب ۳، ۱؛ مسجد کی تخریب کرنے والوں کی ذلت ۲۱؛ مسجد میں جانے سے روکنے والوں کی

ذلت ۱۹، ۱۷؛ مسجد کو بند کرنے کی سازش ۱۱؛ مسجد کو تخریب کرنے کا ظلم ۵؛ مسجد میں جانے سے روکنے والوں کا انجام

۲۰؛ مسجد کو تخریب کرنے کا فلسفہ ۲؛ مسجد میں جانے سے روکنے کا فلسفہ ۲؛ مسجد کا تقدس ۲۲، ۱۵، ۱۳، ۶؛ مسجد میں جانے

سے روکنے والوں کی اخروی سزا ۲۰؛ مسجد میں جانے سے روکنے والوں کی سزا ۱۷؛ مسجد کی تخریب کا گناہ ۲۱؛ مسجد میں

جانے سے

روکنے والوں کا گناہ ۲۲؛ مسجد میں جانے سے روکنے والے ۱، ۲، ۳، ۳، ۱۳؛ ویران مسجد ۸؛ مسجد کی آبادی کا معیار ۹؛ مسجد کی ویرانی کا معیار ۸؛ مسجد کی جگہ ۲۵؛ مسجد سے رکاوٹ ۱، ۳، ۳، ۱۳؛ مسجد کی اہمیت ۴، ۹؛ مسجد میں کافروں کا داخل ہونا ۱۱۳، ۱۵، ۶

مسجد الحرام: مسجد الحرام میں جانے سے ممانعت ۲۳
مسلمان: مسلمانوں کو خوشخبری ۱۹؛ مسلمانوں سے برد آزمائی ۳
یہود: یہود اور مسجد کی تخریب ۱۳

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۱۵﴾

اور اللہ کے لئے مشرق بھی ہے اور مغرب بھی لہذا تم جس جگہ بھی قبلہ کا رخ کر لو گے سمجھو وہیں خدا موجود ہے وہ صاحب وسعت بھی ہے اور صاحب علم بھی ہے (۱۱۵)

۱۔ مشرق و مغرب اور دیگر ساری سمتیں صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ واللہ المشرق والمغرب
مشرق و مغرب سے مراد ممکن ہے سمتیں ہوں اور ممکن ہے مقامات (مکان) مراد ہوں۔ "فاینما تولوا" کی "اللہ المشرق والمغرب" پر تفریع اس مطلب کو بیان کر رہی ہے (کہ پہلی تفسیر کے مطابق مشرق و مغرب سے مراد سب سمتیں ہیں سمتیں ہیں اور دوسری تفسیر کے مطابق مقامات مراد ہیں۔

۲۔ انسان جس سمت یا جس طرف بھی رخ کرے تو اللہ تعالیٰ ہے۔ فاینما تولوا فثم وجه اللہ
اگر مشرق و مغرب سے مراد سمت ہو تو اس عبارت "فاینما تولوا..." کا معنی یہ بنتا ہے کہ جس

طرف یا جس سو بھی رخ کرو گے تو خدا وہیں ہے۔

۳۔ اس گیتی اور تمام قہر مقامات کا مالک خداوند متعال ہے۔ واللہ المشرق والمغرب یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ مشرق و مغرب سے مراد مشرق و مغرب کی سر زمین ہو۔

۴۔ کوئی بھی جگہ اللہ تعالیٰ کے حضور سے خالی نہیں ہے۔ واللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اس بنا پر کہ مشرق و مغرب سر زمین کا کنایہ ہو تو جملہ "اینما تولوا..." کا یہ معنی بنتا ہے کسی بھی جگہ یا مقام کی طرف رخ کرو اور توجہ اللہ تعالیٰ کی جانب ہو تو وہیں وجہ اللہ ہے یعنی اسکی ذات اقدس ہر جگہ موجود ہے۔

۵۔ عالم ہستی ذات اقدس الہ العالمین کا ایک وجہ اور پر تو ہے۔ واللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اس حقیقت کہ جس سمت یا مقام و سر زمین کی طرف رخ کرو تو خدا تعالیٰ ہے اس کی تفریع اس پر کہ سب سر زمینیں اور جہات اللہ کی ملکیت ہیں یہ امر اس بات کی طرف اشارہ ہے اللہ کا مملوک (عالم ہستی) اسکا وجہ اور پر تو ہے۔

۶۔ زمین کے ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اسکی عبادت اور یاد کی جاسکتی ہے۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ "فاینما" اسمائے شرط میں سے ہے اور اسکا جواب محذوف ہے اور جملہ "ثم وجہ اللہ" اسکا قائم مقام ہے۔ جملہ کی تقدیر یہ بنتی ہے "اینما تولوا فلا جناح علیکم لان ہناک وجہ اللہ" (المیزان سے اقتباس)

۷۔ اللہ تعالیٰ واسع (لا محدود حقیقت) اور علیم (بہت زیادہ جاننے والا) ہے۔ ان اللہ واسع علیم

۸۔ اللہ تعالیٰ کا لا محدود ہونا اور اسکا لا محدود علم تمام مقامات اور سمتوں میں اسکے موجود ہونے کی دلیل ہے۔

فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ان اللہ واسع علیم یہ جملہ "ان اللہ..." اس جملے "فاینما..." میں موجود حقیقت کی دلیل ہے۔

۹۔ مساجد میں داخلے پر پابندی کے بہانے سے مسلمانوں کو اللہ کا ذکر اور عبادت ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

و من اظلم ممن منع مساجد اللہ ... للہ المشرق والمغرب یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ اس آیت کا ماقبل آیت کے ساتھ ارتباط ہو۔

۱۰۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "انزل اللہ هذه الایة فی التطوع خاصة" فاینما تولوا فثم وجہ اللہ... و صلی

رسول اللہ (ص) ایماء اُعلیٰ راحلتہ اینما توجہت بہ حیث خرج الی خیبر و حین رجع من مکة و جعل الکعبۃ خلف ظہرہ" (۱) اس آیت (فاینما تولوا فثم وجہ اللہ) کو اللہ تعالیٰ نے مخصوصاً مستحبی نمازوں کے بارے میں نازل فرمایا۔ رسول اللہ (ص) اپنی سواری پر تھے جو ادھر ادھر جا رہی تھی تو آنحضرت (ص) نے خیبر کی طرف جاتے ہوئے (مستحبی) نمازوں کو اشارے سے ادا فرمایا اسی طرح جب آپ (ص) مکہ سے واپس لوٹے اور کعبہ کو پشت کی طرف قرار دیا (تو راستے میں مستحبی نماز ادا کی)۔

اسماء اور صفات : علیم ۴؛ واسع ۴

اللہ تعالیٰ : اللہ تعالیٰ کا علمی احاطہ ۸؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ۶، ۲؛ اللہ تعالیٰ کا دائمی طور پر حاضر ہونا ۱، ۸، ۲؛ اللہ تعالیٰ کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا ۸، ۶، ۳، ۲، ۱؛ اللہ تعالیٰ کے حاضر ہونے کے دلائل ۸؛ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں وسعت ۸؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت ۳، ۱؛ اللہ تعالیٰ کے مظاہر ۵
پیامبر اسلام (ص) : پیامبر اسلام (ص) کی مستحب نمازیں ۱۰
خلقت : عالم خلقت کا آیات الہی میں سے ہونا ۵؛ عالم خلقت کا مالک ۱، ۳
ذکر : ذکر الہی سے منہ موڑنا ۹؛ ذکر الہی کی اہمیت ۹
روایت : ۱۰

عبادت : عبادت سے منہ پھیرنا ۹؛ عبادت کی اہمیت ۹؛ اللہ کی عبادت ۶؛ عبادت کی جگہ یا مقام ۶
مستحبات : ۱۰

مسجد : مسجد میں جانے سے ممانعت ۹

مسلمان : مسلمانوں کی ذمہ داری ۹

مشرق : مشرق کا مالک ۱

مغرب : مغرب کا مالک ۱

نماز : مستحب نمازوں میں قبلہ ۱۰

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ﴿١١٦﴾

اور یہودی کہتے ہیں کہ خدا کے اولاد بھی ہے حالانکہ وہ پاک و بے نیاز ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سباسی کا ہے اور سب اسی کے فرمانبردار ہیں (۱۱۶)

۱۔ اللہ تعالیٰ صاحب اولاد ہونے، فرزند کے انتخاب یا اختیار کرنے سے پاک و منزہ ہے۔ و قالوا اتخذ الله و لداً سبحانه
۲۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی طرف ناروا نسبت لگائی کہ وہ صاحب اولاد ہے یا اس نے فرزند انتخاب کیا ہے۔ و قالوا اتخذ الله ولداً سبحانه آیہ ۱۱۳ کے قرینہ سے قالوا کی ضمیر یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی طرف لوٹتی ہے یہود حضرت عزیر ؑ کو، نصاریٰ حضرت عیسیٰ ؑ کو اور مشرکین فرشتوں کو خدا کا فرزند اور اولاد تصور کرتے تھے۔
۳۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کے بارے میں یہود و نصاریٰ کی شناخت بہت کمزور اور ناقص تھی۔ و قالوا اتخذ الله ولداً سبحانه

۳۔ فرزند کا اختیار کرنا یا صاحب اولاد ہونا اللہ تعالیٰ کے لئے نقص ہے۔ و قالوا اتخذ الله ولداً سبحانه
"سبحان" تسبیحاً کے معنی میں ہے جو فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے یعنی "سبحت اللہ تسبیحاً" یہ لفظ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی ناروا چیز کی نسبت دی جائے جو اسکی ذات اقدس کے لئے عیب اور نقص شمار ہوتی ہو۔

۵۔ جب ناروا وصف سے خدا کی توصیف کی جائے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ کرنا ضروری ہے۔ و قالوا اتخذ الله ولداً سبحانه یہود و نصاریٰ کی ناروا نسبت کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ کو لفظ "سبحانہ" سے پاک و منزہ بیان کرنا یہ سب انسانوں کے لئے درس ہے لہذا جب کبھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی ناروا صفت سنیں یا ایسی صفت جو اسکی ذات اقدس میں عیب اور نقص کے لئے ہو تو اسوقت اسکی پاکیزگی اور عیب سے پاک ہونے کو "سبحانہ" کہہ کر بیان کریں۔

۶۔ آسمانوں اور زمین کی تمام موجودات اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ بل لہ ما فی السماوات والأرض

۷۔ عالم ہستی کے موجودات کے مالک ہونے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ لہ ما فی السماوات والأرض
یہ مطلب حصر ("لہ" کو ما فی السماوات... پر مقدم کرنا) سے معلوم ہوتا ہے۔

۸۔ عالم ہستی میں متعدد آسمان ہیں۔ لہ ما فی السماوات

۹۔ عالم ہستی پر اللہ تعالیٰ کی مالکیت اسکے صاحب اولاد ہونے یا فرزند اختیار کرنے سے منزہ ہونے کی دلیل ہے۔

و قالوا اتخذ الله و لداً سبحانه بل لہ ما فی السماوات والأرض جملہ "لہ ما فی السماوات..." "یہود و نصاریٰ کے ناروا اور باطل خیال پر رد کے لئے دلیل ہے۔

۱۰۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین (عالم ہستی) میں ہے اللہ تعالیٰ کا مطیع اور اسکی پرستش کرنے والا ہے۔ کل لہ قانتون
"قنوت" کا معنی اطاعت اور عبادت کے بھی ہیں۔

۱۱۔ تمام موجودات کو اللہ تعالیٰ کے مقام عظمت کی آگاہی اور شعور حاصل ہے۔ کل لہ قانتون

"قانت" کی جمع "قانتون" کے ساتھ لانا حکایت کرتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کے موجودات اللہ تعالیٰ کے بارے میں آگاہی اور شعور رکھتے ہیں کیونکہ مذکر کی صفت اسوقت اسطرح سے جمع لائی جاتی ہے کہ موصوف صاحبان عقل اور شعور سے ہو۔

۱۲۔ عالم ہستی کا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا آگاہی پر مبنی ہے۔ کل لہ قانتون

۱۳۔ عالم ہستی کا اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کرنا اسکے صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہونے کی دلیل ہے۔ و قالوا اتخذ الله ولداً سبحانه بل... کل لہ قانتون

۱۴۔ عالم ہستی کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے مملوک کا مالک سے اور معبود سے عابد کا رابطہ ہے نہ کہ بیٹے کا باپ سے رابطہ۔

و قالوا اتخذ الله ولداً سبحانه بل لہ ما فی السماوات والأرض کل لہ قانتون

۱۵۔ عالم آفرینش پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور فرمان روائی۔ لہ ما فی السماوات والأرض کل لہ قانتون

آسمان: آسمانوں کا متعدد ہونا ۸؛ آسمانوں کی موجودات کا مالک ۶

اسماء اور صفات: جلالی صفات ۱، ۳، ۴، ۹، ۱۳

اطاعت: اللہ تعالیٰ کی اطاعت ۱۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی توصیف و تعریف کے آداب ۵؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۴، ۶؛ اللہ تعالیٰ کے منزہ ہونے کی اہمیت ۵؛
اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا ۱؛ حاکمیت الہی ۱۵؛ اللہ تعالیٰ اور فرزند و اولاد ۱۳، ۱۳، ۹، ۲، ۱؛ اللہ تعالیٰ کے منزہ ہونے کے دلائل
۱۳، ۹؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت ۹، ۴، ۶، ۱۳

توحید: توحید صفات ۷

جھوٹی نسبت: اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی نسبت دینا ۲

زمین: موجودات زمین کا مالک ۶

عالم خلقت: عالم خلقت کی اطاعت ۱۳، ۱۲، ۱۰؛ عالم خلقت کا حاکم ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کا عالم خلقت سے رابطہ ۱۳؛ عالم
خلقت کا شعور ۱۲؛ عالم خلقت کی عبادت ۱۳، ۱۳، ۱۰؛ عالم خلقت کا مالک ۹، ۱۳

عبادت: عبادت خدا ۱۳، ۱۰

عیسائی: عیسائیوں کی جھوٹی نسبتیں ۲؛ عیسائیوں کی خدا شناسی ۳؛ عیسائیوں کا عقیدہ ۲، ۳

مشرکین: مشرکین کی جھوٹی نسبتیں ۲؛ مشرکین کا عقیدہ ۲

موجودات: موجودات کا مطیع ہونا ۱۰؛ موجودات کی خدا شناسی ۱۱؛ موجودات کا شعور ۱۱؛ موجودات کی عبادت ۱۰؛

موجودات کا مالک ۷

یہود: یہودیوں کی جھوٹی نسبتیں ۲؛ یہودیوں کی خدا شناسی ۳؛ یہودیوں کا عقیدہ ۲، ۳

بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿١١٧﴾

وہ زمین و آسمان کا موجد ہے اور جب کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف کہتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے (۱۱۷)

۱۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو بغیر کسی نمونے کے بنانے اور ایجاد کرنے والا ہے۔

بدیع السماوات والأرض "بدیع" ابداع سے ہے اور اسکا معنی ہے ایسی چیز بنانا یا تخلیق کرنا جسکا پہلے سے کوئی نمونہ یا مثال نہ ہو۔

۲۔ عالم خلقت میں متعدد آسمان ہیں۔ بدیع السماوات

۳۔ آسمانوں اور زمین (عالم ہستی) کا ایک آغاز تھا۔ بدیع السماوات والأرض

۳۔ تخلیق ہمیشہ خالق کے اختیار میں اور اسکی مطیع ہوتی ہے۔ کل لہ قانتون _ بدیع السماوات والأرض

یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "بدیع السماوات"، "کل لہ قانتون" کے لئے تعلیل کے مقام پر ہو۔

۵۔ آسمانوں اور زمین کو پہلے سے موجود کسی نمونے یا ماڈل کے بغیر خلق کرنا اللہ تعالیٰ کے صاحب اولاد ہونے یا فرزند

اختیار کرنے سے منزہ ہونے کی دلیل ہے۔ قالوا اتخذ الله ولداً سبحانه بل ... بدیع السماوات والأرض

یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "بدیع السماوات..." جملہ "لہ مافی السماوات..." کی طرح اللہ تعالیٰ کے فرزند و اولاد سے پاک و منزہ ہونے کی دلیل ہو۔

۶۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے وجود میں لاسکتا ہے اور جو کچھ اس نے مقدر فرمایا ہے اس کو وجود میں لانے پر قادر ہے۔

إذا قضیٰ أمراً فإنما يقول له كن فيكون

۷۔ ہر موجود کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کے فرمان سے وجود پذیر ہوتی ہے۔ إذا قضیٰ أمراً فإنما يقول له كن فيكون

۸۔ کسی چیز کے وجود پذیر ہونے کے لئے فرمان الہی کافی ہے۔ فإنما يقول له كن فيكون جملہ "انما يقول..." میں حصر اس مطلب کو بیان کرتا ہے۔

۹۔ کسی چیز کو وجود میں لانے کے لئے اللہ تعالیٰ ذرائع اور وسائل کے استعمال سے بے نیاز ہے۔

و إذا قضیٰ أمراً فإنما يقول له كن فيكون

۱۰۔ اللہ تعالیٰ "جس چیز کا ارادہ فرمائے" اس کو وجود میں لانے پر قادر ہے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ صاحب اولاد ہونے یا فرزند کی ضرورت سے منزہ و پاک ہے۔ قالوا اتخذ الله ولداً سبحانه بل ... و اذا قضى امراً فانما يقول له كن یہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "و اذا قضى امراً..." بھی آیہ مبارکہ کے ماقبل حصے کی طرح اللہ تعالیٰ کے صاحب اولاد ہونے یا فرزند اختیار کرنے سے پاک و منزہ ہونے کی دلیل ہو۔

۱۱۔ سدید صیرفی کہتے ہیں کہ میں نے سنا حمران بن اعین نے امام باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "بدیع السماوات والأرض" کے بارے میں سوال کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا "ان الله ابتدع الأشياء بعلمه كلها على غير مثال كان قبله فابتدع السماوات والأرضين و لم يكن قبلهن سماوات ولا أرضون ... (۱)"

اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو اپنے علم سے خلق فرمایا جبکہ اس سے قبل ان کی مثال یا نمونہ موجود نہ تھا پس پروردگار نے آسمانوں اور زمینوں کو خلق فرمایا جبکہ اس سے قبل نہ آسمان تھے اور نہ زمینیں۔

۱۲۔ صفوان بن یحییٰ کہتے ہیں میں نے امام رضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے بارے میں سوال کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا "... فإرادة الله الفعل لا غير ذلك يقول له "كن فيكون" بلا لفظ و لا نطق بلسان و لا همة و لا تفكر و لا كيف لذلك كما انه لا كيف له (۲) اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کا عین فعل ہے نہ کچھ اور جب وہ کسی چیز کے وجود میں آنے کا فرمان صادر فرماتا ہے تو کہتا ہے "ہو جا" اس فرمان کے ساتھ ہی وہ چیز وجود میں آجاتی ہے بغیر اس کے کہ کوئی لفظ صادر ہو نہ تو اس میں زبان سے کوئی کلام اور نہ ہی قصد و تفکر شامل ہوتا ہے۔ ارادہ الہی کیفیت سے خالی ہوتا ہے جیسا کہ اس کی ذات اقدس میں کیفیت نہیں ہے۔

آسمان: آسمانوں کی خلقت کا آغاز ۳؛ آسمانوں کی بغیر نمونے کے تخلیق ۵، ۱؛ آسمانوں کا متعدد ہونا ۲؛ آسمانوں کا خالق ۱
آفرینش: عالم آفرینش کا آغاز ۳

اسماء اور صفات: جلالی صفات ۵؛ جمالی صفات ۵، ۹

(۱) کافی ج/ ۱ ص ۲۵۶ ح ۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۱۹ ح ۳۲۸۔

(۲) کافی ج/ ۱ ص ۱۰۹ ح ۳، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۱۹ ح ۳۳۳۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا بغیر نمونے کے تخلیق کرنا ۱۱، ۵؛ ارادہ الہی ۱۲، ۱۰؛ افعال خدا ۱۲؛ اوامر الہی ۸، ۷؛ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی ۹، ۵؛ تقدیرات الہی ۶، ۷؛ اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۸، ۷، ۶، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲؛ اللہ تعالیٰ اور فرزند ۱۰، ۵؛ اللہ تعالیٰ کے منزه ہونے کے دلائل ۱۰، ۵؛ قدرت الہی ۱۰، ۶؛

روایت: ۱۱، ۱۲

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةً كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿١١٨﴾

یہ جاہل مشرکین کہتے ہیں کہ خدا ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا اور ہم پر آیت کیوں نازل نہیں کرتا۔ ان کے پہلے والے بھی ایسی ہی جہالت کی باتیں کر چکے ہیں۔ انسب کے دل ملتے جلتے ہیں اور ہم نے تو اہل یقین کے لئے آیات کو واضح کر دیا ہے (۱۱۸)

۱۔ مشرکین چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کی حقانیت کے بارے میں ان سے جہالت کو دور کرے۔ و قال الذين لا يعلمون لو لا يكلمنا الله بعد والى آيت (انا ارسلناك بالحق...) دلالت کرتی ہے کہ مشرکین کی اعتراض آمیز تجویز "لو لا يكلمنا الله" اللہ ہم سے کیوں کلام نہیں کرتا "پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کی حقانیت کے بارے میں تھی۔

۲۔ پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کو قبول کرنے کے لئے مشرکین کوئی دلیل یا معجزہ چاہتے تھے۔ زمین: زمین کی خلقت کا آغاز ۳؛ زمین کا بغیر نمونے کے خلق ہونا ۱، ۵؛ زمین کا خالق ۱ قضا و قدر: ۷، ۶

موجودات: موجودات کی اطاعت ۳؛ موجودات کی خلقت

۹؛ موجودات کی خلقت کی کیفیت ۸، ۷ و قال الذين لا يعلمون لو لا ... او تاتينا آية

۳۔ مشرکین چاہتے تھے کہ وہ معجزہ ہو جسکی انہوں نے تجویز دی ہے * و قال الذين لا يعلمون لو لا ... تاتينا آية

۳۔ شرک کی بنیاد جہالت ہے اور مشرکین نادان و جاہل ہیں۔ و قال الذين لا يعلمون

"الذين لا يعلمون" سے مراد مشرکین ہیں۔ مشرکین کو نادان کہنا دو حقیقتوں کی طرف اشارہ ہے اول یہ کہ شرک کی جڑ اور اساس جہالت ہے

دوسرا ان کا یہ تجویز دینا کہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے یا کوئی معجزہ ہو یہ انکی نادانی و جہالت کی دلیل ہے۔

۵۔ لوگوں کی یہ توقع کہ اللہ تعالیٰ ان سے گفتگو کرے یہ جہالت کی پیداوار ہے۔ و قال الذین لا یعلمون لو لا یکلمنا اللہ

۶۔ مشرکین نے پیامبر اسلام (ص) کی رسالت کے مظاہر و دلائل کو نظر انداز کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ آپ (ص) کی

رسالت کی حقانیت کی کوئی دلیل یا علامت نہیں ہے۔ و قال الذین لا یعلمون لو لا ... تأتینا آیۃ

۷۔ جہالت بے جا اور غیر معقول توقعات کا سرچشمہ ہے۔ و قال الذین لا یعلمون لو لا یکلمنا اللہ

۸۔ مشرکین کا دعویٰ کہ آنحضرت (ص) کی رسالت کی کوئی دلیل و علامت موجود نہیں ہے یہ ان کی جہالت کی بڑی واضح

علامت ہے۔ و قال الذین لا یعلمون لو لا ... تأتینا آیۃ

۹۔ مشرکین کی طرح یہود و نصاریٰ بھی چاہتے تھے کہ انبیاء علیہم السلام کی رسالت کی صداقت و سچائی کے بارے میں اللہ تعالیٰ

ان سے گفتگو کرے۔ كذلك قال الذین من قبلہم مثل قولہم یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں آیت ۱۱۳ میں مشرکین کا ذکر

اس تعبیر "الذین لا یعلمون" سے ہوا ہے جبکہ مورد بحث آیہ مجیدہ میں مشرکین اسی تعبیر کے ساتھ ان لوگوں (الذین من

قبلہم) کے مقابل قرار پائے ہیں اس تقابل سے معلوم ہوتا ہے کہ "الذین من قبلہم" سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں زمانہ بعثت کے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی بصیرت و بینش کمزور و ضعیف تھی۔

و قال الذین لا یعلمون لو لا یکلمنا اللہ ... كذلك قال الذین من قبلہم

۱۱۔ انبیاء علیہم السلام کے مخالفین کی سوچ اور تفکر پوری تاریخ میں ایک جیسا ہی رہا ہے۔

کذلك قال الذین من قبلہم ... تشابہت قلوبہم

۱۲۔ مشرکین کے غیر معقول اور ناروا بہانوں کے مقابل اللہ تعالیٰ کا آنحضرت (ص) کو تسلی و حوصلہ عطا کرنا۔

لو لا یکلمنا اللہ او تأتینا آیۃ كذلك قال الذین من قبلہم گذشتہ امتوں کے کفر اختیار کرنے کا ذکر اور ان کی بہانہ

تراشیوں کے بیان کرنے کے اہداف میں سے ایک اپنے نبی (ص) کو تسلی بخشنا ہے یعنی اے حبیب (ص) اگر مشرکین

ایمان نہیں لاتے اور عذر و بہانے تراشتے ہیں تو یہ نہ سوچو کہ تم نے کوتاہی کی ہے بلکہ گذشتہ امتوں کے افراد بھی انبیاء

علیہم السلام کے مقابل یوں ہی کرتے رہے ہیں۔

۱۳۔ انسانوں کے افکار کا ایک جیسا ہونا تاریخی واقعات کے تکرار کے عوامل میں سے ہے۔

كذلك قال الذين ... مثل قولهم تشابهت قلوبهم

۱۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور دو عالم (ص) کی رسالت کی حقانیت کے بہت سارے دلائل اور علامتیں لوگوں کے سامنے پیش کیں۔ قد بینا الآيات "الآیات" میں "ال" استغراق اور شمول کے لئے ہے جو آیہ مجیدہ میں کثرت و فراوانی پر دلالت کرتا ہے۔

۱۵۔ فقط اہل یقین (جو لوگ بغض، عناد اور ضد و ہٹ دھرمی سے پاک ہیں) آیات الہی سے بہرہ مند ہوتے ہیں اور ان آیات کے پر تو میں دینی حقائق اور معارف کو پا لیتے ہیں۔ قد بینا الآيات لقوم یوقنون "لقوم" میں "لام" انتفاع کے لئے ہے کیونکہ پیامبر اسلام (ص) کی صداقت کی آیات و علامتیں سب کے سامنے پیش کی گئی ہیں پس مافوق جملے کا معنی یہ بنتا ہے ہم نے دلائل، علامتیں اور آیات سب کے لئے بیان کر دی ہیں لیکن صرف اہل یقین ان سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

۱۶۔ آنحضرت (ص) اور دیگر انبیاء ﷺ کی رسالت کی حقانیت پر دلائل و علائم کے نہ ہونے کا دعویٰ بے ہودہ اور جھوٹا دعویٰ ہے۔ لو لا ... تاتینا آية ... قد بینا الآيات لقوم یوقنون جملہ "قد بینا الآيات" اس دعوے کا جواب ہے جو جملہ "لو لا ... تاتینا آية" میں بیان ہوا ہے۔

۱۷۔ یہ امید یا توقع کہ اللہ تعالیٰ عام لوگوں سے گفتگو فرمائے ایک پست اور نامعقول امر ہے۔

قال الذين لا يعلمون لو لا یکلمنا الله او تاتینا آية ... قد بینا الآيات

اللہ تعالیٰ کا مشرکین کے پہلے اعتراض (لو لا یکلمنا الله) کا جواب نہ دینا اس امر کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ یہ اعتراض ہی پست ہے۔ یعنی یہ اعتراض و خواہش اس قدر بے جا اور نامعقول ہے کہ جواب دینے کے لائق نہیں۔

۱۸۔ آنحضرت (ص) کی حقانیت کی بہت روشن اور واضح علامتیں قرآن حکیم کی آیات ہیں۔ قد بینا الآيات

"الآيات" سے مراد ممکن ہے وہ تمام دلائل اور علامتیں ہوں جو پیامبر گرامی اسلام (ص) کی نبوت کی صداقت و سچائی پر گواہ ہیں ان میں سب سے واضح اور روشن قرآن کریم کی آیات ہیں یا یہ ہو سکتا ہے کہ ان سے مراد خصوصاً قرآنی آیات ہی ہوں۔

۱۹۔ مشرکین اپنی جہالت اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے آیات قرآن کو آنحضرت (ص) کی حقانیت کی دلیل نہ جانتے تھے۔

قال الذين لا يعلمون لو لا ... تاتینا آية ... قد بینا الآيات لقوم یوقنون

آیات الہی: آیات الہی سے استفادہ ۱۵

اللہ تعالیٰ: افعال الہی ۱۳

امور: غیر معقول امور ۱۷

انبیاء ﷺ: انبیائے ﷺ کی حقانیت ۱۶; انبیاء ﷺ کے دشمنوں کی مشابہت ۱۱

انسان: انسانوں سے اللہ تعالیٰ کی گفتگو ۱۷; انسانوں کی فکری مشابہت ۱۳

بے جا توقعات: ۵، ۱۷

اللہ تعالیٰ سے گفتگو کی توقع ۹، ۵، ۱; بے جا توقعات کا منبع ۷

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت ۱۶، ۹; پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت کے دلائل ۱۹، ۱۸، ۱۳; پیامبر

اسلام (ص) کی نبوت کے دلائل ۸، ۶; پیامبر اسلام (ص) کو تسلی ۱۲

تاریخ: تاریخ کی تکرار کے اسباب ۱۳

جہالت: جہالت کے آثار ۱۹، ۷، ۵، ۳

جہلا:

دعویٰ: جھوٹا دعویٰ ۱۶

دین: دینی فہم ۱۵

مشرک: شرک کی بنیاد ۳

ضد وہٹ دھرمی: ہٹ دھرمی سے اجتناب کے نتائج ۱۵; ہٹ دھرمی کے نتائج ۱۹

عیسائی: صدر اسلام کے عیسائیوں کی خدا شناسی ۱۰; عیسائیوں کی خواہشات ۹; صدر اسلام کے عیسائیوں کا عقیدہ ۱۰;

عیسائی اور پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت ۹

قرآن کریم: قرآن کریم کی اہمیت و کردار ۱۸

مشرکین: مشرکین کے دعوے ۶، ۸; مشرکین کی بہانہ تراشیاں ۱۲; مشرکین کی جہالت ۱۹، ۳; صدر اسلام کے مشرکین کی

خدا شناسی ۱۰; مشرکین کی خواہشات ۹، ۲، ۱; صدر اسلام کے مشرکین کا عقیدہ ۱۰; مشرکین کی ہٹ دھرمی ۱۹; مشرکین

اور

پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت ۱، ۲، ۶، ۹؛ مشرکین اور پیامبر اسلام (ص) ۱۹، ۶؛ مشرکین کی جہالت کی علامتیں ۸

معجزہ: معجزہ کی خواہش ۲، ۳؛ اپنی پسند کا معجزہ ۳

یقین: اہل یقین کی صفات ۱۵؛ اہل یقین کی خصوصیات ۱۵

یہود: صدر اسلام کے یہودیوں کی خدا شناسی ۱۰؛ یہودیوں کی خواہشات ۹؛ صدر اسلام کے یہودیوں کا عقیدہ ۱۰؛ یہود اور

پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت ۹

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ﴿۱۱۹﴾

اے پیغمبر ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور آپ سے اہل جہنم کے

بارے میں کوئی سوال نہ کیا جائے گا (۱۱۹)

۱۔ پیامبر اسلام (ص) اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجے گئے ہیں۔ انا ارسلناک

۲۔ پیامبر اسلام (ص) کو عطا کئے گئے معارف اور احکام سراسر حق ہیں۔ انا ارسلناک بالحق

یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "بالحق" کی "بائی"، "مع" کا معنی دیتی ہو اور "ک" ضمیر کے لئے حال ہو۔ بنا بریں "الحق" وہ

احکام اور معارف ہیں جو آنحضرت (ص) کی طرف بھیجے گئے اور حضرت (ص) ان کی تبلیغ پر سامور تھے۔ پس "انا

ارسلناک بالحق" یعنی اے حبیب (ص) تجھے ان معارف اور احکام کے ساتھ ہم نے انسانوں کی طرف بھیجا جو سراسر

حق ہیں۔

۳۔ بشر کے نظام ہدایت کے لئے آنحضرت (ص) کو نبوت کے ساتھ بھیجنا انتہائی بجا، شائستہ اور ضروری امر ہے۔

انا ارسلناك بالحق

یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "بالحق" ارسال (بھیجنا) کے لئے قید ہو یعنی "انا ارسلناک ارسالاً بالحق" اے پیامبر ہم نے تجھے انسانوں کی طرف بھیجا اور یہ بھیجنا برحق اور ضروری تھا۔

۳۔ اسلام اور نبی اسلام (ص) کی رسالت کی حقانیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اتمام حجت فرمادیا۔ قد بینا الآيات لقوم یوقنون۔ انا ارسلناك بالحق

۵۔ نبی اسلام (ص) کی ذمہ داری ہے کہ انسانوں کی راہنمائی، مومنین کے نیک انجام اور کفار کے برے انجام کو بیان فرمائیں۔ انا ارسلناك بالحق بشیراً و نذیراً

۶۔ آنحضرت (ص) انسانوں کے ایمان و کردار کا ذمہ دار خود کو تصور فرماتے اور اپنے فریضہ کی انجام دہی کے بارے میں پریشان رہتے۔ انا ارسلناك بالحق بشیراً و نذیراً و لا تسئل عن اصحاب الجحیم

آنحضرت (ص) کا فریضہ لوگوں کو بشارت دینے اور ڈرانے میں متعین ہونا اور لوگوں کے کفر اختیار کرنے کی وجہ سے آپ (ص) کا مؤاخذہ نہ ہونا گویا بتلارہا ہے کہ آپ (ص) لوگوں کے ایمان نہ لانے پر پریشان رہے تھے۔

۷۔ لوگوں کی راہنمائی کرنے کے بعد پیامبر اسلام (ص) ان کے کردار کے ذمہ دار نہ تھے اور ان کے کفر اختیار کرنے پر آپ (ص) کا مؤاخذہ نہ ہوگا۔ و لا تسئل عن اصحاب الجحیم

۸۔ لوگوں کی ہدایت کے لئے حضور (ص) کی روش، خوشخبری دینا اور ڈرانا تھا۔ انا ارسلناك بالحق بشیراً و نذیراً

۹۔ آنحضرت (ص) کی رسالت کا انکار کرنے والوں اور احکام اسلام سے انحراف کرنے والوں کا انجام جہنم ہے۔ انا ارسلناك بالحق ... و لا تسئل عن اصحاب الجحیم

اسلام: اسلام کی حقانیت ۲، ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا اتمام حجت ۳

انبیائے الہی: ۱

انجام: برا انجام ۵

انسان: انسانوں کے عمل کا ذمہ دار ۷

اہل جہنم: ۹

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کا ڈرانا ۸؛ پیامبر اسلام (ص) کی بشارتیں ۸؛ پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت ۳، ۳؛
پیامبر اسلام (ص) کی رسالت ۱؛ پیامبر اسلام (ص) کو جھٹلانے والوں کا انجام ۹؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری کا دائرہ
۶، ۷؛ پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داری ۵؛ پیامبر اسلام (ص) کی پریشانی ۶؛ پیامبر اسلام (ص) کا ہدایت کرنا ۵، ۷، ۸
دین: دین کی نافرمانی کا انجام ۹

کفار: کفار کا انجام ۵؛ کفار جہنم میں ۹

ہدایت: ہدایت میں ڈرانا ۸؛ ہدایت میں بشارت ۸؛ ہدایت کی روش ۸

وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَىٰ اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ وَلَئِنَّ آتِبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ
الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١٢٠﴾

یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کی ملت کی پیروی نہ کر لیں تو آپ کہہ دیجئے کہ
ہدایت صرف ہدایت پروردگار ہے۔ اور اگر آپ علم کے آنے کے بعد ان کے خواہشات کی پیروی کریں گے تو پھر خدا کے
عذاب سے بچانے والا نہ کوئی سرپرست ہوگا نہ مددگار (۱۲۰)

۱۔ نبی اسلام (ص) اس امید سے کہ یہود و نصاریٰ اسلام قبول کریں گے ان کی رضایت کے طلبگار تھے۔ و لن ترضی
عنک الیہود و لا النصاری بہت واضح ہے کہ یہود و نصاریٰ کی خوشنودی کو طلب کرنے میں آنحضرت (ص) کا کوئی ذاتی
مفاد نہ تھا۔ بلکہ ایسا کرنا آپ (ص) کے فریضے کی خاطر تھا یعنی ان کو اسلام کے دائرہ میں لانا یہی وجہ ہے کہ ہم نے یہ تعبیر
(اس امید سے کہ) استعمال کی ہے۔

۲۔ آنحضرت (ص) نے یہود و نصاریٰ کو اسلام کے دائرے میں آنے کی مسلسل دعوت دی۔ و لن ترضی عنک الیہود
و لا النصاری

۳۔ زمانہ بعثت کے یہود و نصاریٰ ہدایت قبول کرنے والے لوگ نہ تھے۔ و لن ترضی عنک الیہود و لا النصاری

۳۔ یہود آنحضرت (ص) سے فقط اس صورت میں راضی تھے کہ آپ (ص) دین یہودیت کو قبول کریں۔ و لن ترضی عنک
الیہود... حتی تتبع ملتہم "ملتہ" کا معنی دین اور آئین ہے۔

۵۔ نصاریٰ کی رضایت فقط اس صورت میں ممکن تھی کہ آنحضرت (ص) دین نصرانیت کو قبول کریں۔

و لن ترضی عنک الیہود و لا النصاری حتی تتبع ملتہم

۶۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ سطحی اور سادہ موافقت ان کے اسلام کی طرف رجحان کے لئے کافی اور مؤثر نہیں ہے۔

و لن ترضی عنک الیہود و لا النصاری حتی تتبع ملتہم

۷۔ یہود و نصاریٰ کا اپنے دین سے دفاع اور اسلام کے مقابل ڈٹ جانا بے دلیل اور بے منطق تعصب ہے۔

و لن ترضی عنک الیہود و لا النصاری حتی تتبع ملتہم ... و لن اتبعن اہواءہم

۸۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنے والی ہدایت انتہائی کامل اور خالص ہے جو ہر طرح کی ضلالت و گمراہی کے تصور اور

خطرناک نتائج سے پاک و منزہ ہے۔ ان ہدی اللہ ہو الہدی

"الہدی" میں "ال" استغراق صفات کے لئے ہے اور "ہو" اس جملہ میں ضمیر فصل ہے جو حصر کی حکایت کر رہی ہے

بنابریں (ان ہدی اللہ ہو الہدی) یعنی فقط خداوند عالم کی ہدایت ہی کامل ہے۔

۹۔ اسلام اور قرآن کریم انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا پروگرام ہے۔ ان ہدی اللہ ہو الہدی مفسرین کی رائے

میں "ہدی اللہ" کا مورد نظر مصداق قرآن کریم اور اسلام ہیں۔

۱۰۔ یہود و نصاریٰ کا موجودہ دین ان کی ذاتی آراء اور افکار پر مشتمل ہے جن کی بنیاد ان کی ہوائے نفس ہے۔

و لن اتبعن اہواءہم "حتی تتبع ملتہم" کے قرینہ سے "اہواء ہم" سے مراد یہود و نصاریٰ کا دین و مکتب ہے۔ دین کو "اہواء" نفسانی خواہشات" سے تعبیر کرنا اس مطلب کو بیان کر رہا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے جو کچھ پیش کیا ہوا تھا وہ ان کی

آراء و نظریات تھے جن کی بنیاد ان کی نفسانی خواہشات تھیں۔

۱۱۔ یہود و نصاریٰ نے اپنی نفسانی خواہشات سے اٹھنے والی آراء اور افکار سے دین الہی میں انحراف پیدا کر دیا تھا۔

و لن اتبعن اہواءہم یہ واضح ہے کہ یہودیت و نصرانیت کے دین خدائی اور آسمانی تھے۔ پس اس دین کو ان کی نفسانی

خواہشات سے تعبیر کرنا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ یہودیوں اور نصرانیوں نے اپنے افکار و نظریات اور نفسانی

خواہشات کو دین کے احکام اور معارف کے ساتھ ملا دیا اور اسکی الہی صورت کو بگاڑ کے رکھ دیا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اسلام (ص) کو یہود و نصاریٰ کے دین کی پیروی کرنے سے منع فرمایا۔

و لن اتبعن اہواءہم ... مالک من اللہ من ولی و لا نصیر

۱۳۔ یہودیت و نصرانیت کا تحریف شدہ دین ایک جاہلانہ مکتب ہے جو انسانیت کی ہدایت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔
ان ہدی اللہ ہو الہدی و لئن اتبعت اہواء — ہم بعد الذی جاء ک من العلم "ان ہدی اللہ..." میں جو حصر ہے وہ یہود و نصاریٰ کے دین پر ناظر ہے یعنی یہ کہ ان کا تحریف شدہ دین ہدایت نہیں کر سکتا۔ دین اسلام کو "علم" سے تعبیر کرنا اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کے دین کی بنیاد علم پر نہیں ہے۔

۱۳۔ ایسے معارف اور قوانین قابل اطاعت و پیروی ہیں جو نفسانی خواہشات سے خالی ہوں اور ان کی بنیاد علم پر ہو۔
و لئن اتبعت اہوائہم بعد الذی جاء ک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا نصیر

۱۵۔ آنحضرت (ص) کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید حاصل تھی۔ و لئن اتبعت ... مالک من اللہ من ولی و لا نصیر
۱۶۔ اللہ تعالیٰ نے پیامبر اسلام (ص) کو یہود و نصاریٰ کے دین کے اتباع کی صورت میں دھمکی دی کہ آپ (ص) اللہ کی نصرت و تائید سے محروم ہو جائیں گے۔ لئن اتبعت اہوائہم ... مالک من اللہ من ولی و لا نصیر

اس مطلب میں "من اللہ" محذوف سے متعلق ہے اور "ولی ولا نصیر" کے لئے حال ہے۔ پس جملہ "مالک..." کا معنی یہ بنتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ (ص) کی حمایت و نصرت نہیں ہوگی۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ نے پیامبر اسلام (ص) کو یہود و نصاریٰ کے دین کے اتباع کی صورت میں اپنی طرف سے بعض سزاؤں کی دھمکی دی۔ لئن اتبعت اہواء ہم ... مالک من اللہ من ولی و لا نصیر یہ مطلب اس پر مبنی ہے کہ "من اللہ"، "ولی ولا نصیر" کے متعلق ہو بنا بریں "ولی ولا نصیر" کے معنی میں "منع" کا معنی موجود ہے۔ پس جملہ "مالک..." کا معنی یہ بنتا ہے آپ کے لئے ایسا یا اور مددگار جو اللہ (کی سزاؤں) سے بچائے نہ ہوگا۔

۱۸۔ الہی قوانین کے ہوتے ہوئے ایسی آراء اور قوانین کی پیروی کرنا جن کی بنیاد خواہشات نفسانی ہوں، اس سے انسان اللہ تعالیٰ کی سرپرستی اور نصرت سے محروم ہو جاتا ہے۔ لئن اتبعت اہواء ہم بعد الذی جاء ک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا نصیر

۱۹۔ جو لوگ عذاب الہی کے مستحق ہیں ان کو کوئی یا اور مددگار اللہ تعالیٰ کی سزاؤں سے نہیں بچا سکتا۔
مالک من اللہ من ولی و لا نصیر

۲۰۔ الہی قوانین کے ہوتے ہوئے ایسے نظریات و قوانین کی پیروی کرنا جن کی بنیاد خواہشات نفسانی پر ہو اس سے انسان الہی سزاؤں میں مبتلا ہوگا۔

لئن اتبعت اهواء هم بعد الذی جاءك من العلم مالک من الله من ولی ولا نصیر

۲۱۔ الہی ہدایت سے آگاہانہ مخالفت کرنا انحراف، ناقابل بخشش اور گناہ کبیرہ ہے۔ و لئن اتبعت اهواء هم بعد الذی جاءك من العلم مالک من الله من ولی ولا نصیر

۲۲۔ ادیان الہی میں ایسے افکار و نظریات کی آمیزش کا خطرہ ہے جن کی بنیاد نفسانی خواہشات ہوں۔ لئن اتبعت اهواء هم

۲۳۔ دین کو ایسے افکار و نظریات سے محفوظ کرنا ضروری ہے جن کی بنیاد نفسانی خواہشات ہوں۔ لئن اتبعت اهوائهم ... مالک من الله من ولی و لا نصیر

۲۴۔ دینی قائدین کے لئے یہ خطرہ موجود ہے کہ وہ مختلف معاشرتی گروہوں کے نفسانی رجحانات کی پیروی کریں۔ و لئن اتبعت اهواء هم ... مالک من الله من ولی و لا نصیر

ادیان: ادیان میں انحراف کا خطرہ ۲۲

اسلام: اسلام کی اہمیت و کردار ۹; اسلام کی ہدایت ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی دھمکیاں ۱۶، ۱۷; اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۲۰; اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی مخالفت ۲۱; نصرت الہی ۱۵; اللہ تعالیٰ کے نواہی ۱۲; ہدایت الہی کی خصوصیات ۸; ہدایت الہی ۹
انحراف: انحراف کے موارد ۲۱

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی تبلیغی کوششیں ۲; پیامبر اسلام (ص) کی حمایت ۱۵; پیامبر اسلام (ص) اور عیسائیوں کا اسلام ۱، ۲; پیامبر اسلام (ص) اور یہودیوں کا اسلام ۱، ۲; پیامبر اسلام (ص) اور عیسائیت ۱۲، ۵; پیامبر اسلام (ص) اور یہودیت ۱۲، ۳; پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داری ۱۲; پیامبر اسلام (ص) کو تنبیہ ۱۶، ۱۷، ۱۸
دین: دین کو پہنچنے والے نقصانات کی پہچان ۲۲; دین کی حفاظت کی اہمیت ۲۳; دین کے مقبول معیارات ۱۳
دینی قائدین: دینی قائدین اور عوامی رجحانات ۲۴; دینی قائدین کو تنبیہ ۱۹

سرپرستی: اللہ تعالیٰ کی سرپرستی سے محروم ہونا ۱۸

سزا: سزا کے موجبات ۲۰

عذاب: اہل عذاب ۱۹؛ عذاب سے نجات ۲۳

علم: علم کے نتائج ۲۱

عیسائی: عیسائیوں کا اسلام لانا ۶؛ عیسائیوں کا بے منطق ہونا ۷؛ عیسائیوں کا تعصب ۷؛ عیسائیوں کی رضایت حاصل کرنا ۱؛ عیسائیوں کی آنحضرت (ص) سے رضایت کی شرائط ۵؛ صدر اسلام کے عیسائی ۳؛ عیسائیوں سے معاہدہ ۶؛ عیسائی اور اسلام ۶؛ عیسائیوں کا ہدایت قبول نہ کرنا ۳؛ عیسائیوں کی نفس پرستی ۱۱

عیسائیت: عیسائیت کی پیروی کے نتائج ۱۶؛ عیسائیت کا انحراف ۱۱؛ عیسائیت کی پیروی ۱۲، ۵؛ عیسائیت میں تحریف ۱۰، ۱۱، ۱۳؛ عیسائیت کی کمزوری ۱۳؛ عیسائیت کی پیروی کی سزا ۱۷؛ عیسائیت کا سرچشمہ ۱۰

قانون: غیر دینی قوانین کی پیروی ۱۸، ۲۰

قرآن کریم: قرآن کریم کی اہمیت ۹؛ قرآن کریم کا ہدایت کرنا ۹

گناہ کبیرہ: ۲۱

معاشرتی گروہ: معاشرتی گروہ اور دینی قائدین ۲۳

نصرت: اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محروم ہونا ۱۶، ۱۸

نفس پرستی: نفس پرستی کے نتائج ۱۰

یہود: یہودیوں کا اسلام ۶؛ یہودیوں کا بے منطق ہونا ۷؛ یہودیوں کا تعصب ۷؛ یہودیوں کی رضایت حاصل کرنا ۱؛ یہودیوں کی آنحضرت (ص) سے رضایت کی شرائط ۳؛ یہودیوں سے معاہدہ ۶؛ یہودیوں کی نفس پرستی ۱۱؛ صدر اسلام کے یہودی ۳؛ یہودی اور اسلام ۶؛ یہودیوں کا ہدایت قبول نہ کرنا ۳

یہودیت: یہودیت کی پیروی کے نتائج ۱۶؛ یہودیت کا انحراف ۱۱؛ یہودیت کی پیروی ۱۲، ۳؛ یہودیت کی تحریف ۱۰، ۱۱، ۱۳؛ یہودیت کی کمزوری ۱۳؛ یہودیت کی پیروی کی سزا ۱۷؛ یہودیت کا منبع ۱۰

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٢١﴾

اور جنگلوں کو ہم نے قرآن دیا ہے وہ اس کی باقاعدہ تلاوت کرتے ہیں اور انہیں اس پر ایمان بھی ہے اور جو اس کا انکار کرے گا اس کا شکار خسارہ والوں میں ہوگا (۱۲۱)

۱۔ یہود و نصاریٰ ان امتوں میں سے ہیں جن کے پاس آسمانی کتاب تھی۔ الذین آتیناہم الكتاب

۲۔ یہود و نصاریٰ میں سے جو تورات و انجیل کے حقیقی پیروکار ہیں وہی قرآن اور پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لاتے ہیں۔

الذین آتیناہم الكتاب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ "تلاوت" کا معنی ہے پڑھنا اور قرات کرنا۔ بعض اہل لغت

نے اس کا معنی اطاعت کرنا کیا ہے۔ "بہ" کی ضمیر سے مراد ممکن ہے قرآن کریم ہو یا پیامبر اسلام (ص)۔ نیز یہ ضمیر

الکتاب (تورات یا انجیل) کی طرف لوٹ سکتی ہے۔ مذکورہ بالا مطلب اس بنا پر ہے کہ یہ ضمیر قرآن کریم یا پیامبر

اسلام (ص) کی طرف لوٹتی ہو اور تلاوت کا معنی پیروی کرنا ہو۔

۳۔ تورات اور انجیل کی تلاوت و اطاعت، قرآن کریم اور پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لانے کا موجب ہے۔

الذین آتیناہم الكتاب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ

۳۔ تورات و انجیل میں قرآن کریم اور آنحضرت (ص) کے آنے کی بشارت دی گئی تھی اور ان پر ایمان لانے کا ذکر بھی

تھا۔ الذین آتیناہم الكتاب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ چونکہ تورات و انجیل کی تلاوت اور اطاعت قرآن کریم

اور پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لانے کا باعث ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دو کتابوں میں قرآن کریم اور پیامبر

اسلام (ص) کے آنے کی بشارت دی گئی تھی اور ان پر ایمان لانے کا ذکر بھی تھا۔

۵۔ یہود و نصاریٰ میں سے وہ لوگ حقیقتاً اپنی آسمانی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں جو درحقیقت اسکی اتباع اور پیروی کرتے ہیں۔ الذین آتیناہم الكتاب یتلونه حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ اس مطلب میں "بہ" کی ضمیر "الکتاب" کی طرف لوٹائی گئی ہے کہ جس سے مراد تورات اور انجیل ہیں۔

۶۔ آسمانی کتابوں کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ یتلونه حق تلاوتہ

۷۔ آسمانی کتابوں کے فرامین کی اطاعت کرنا ان پر ایمان لانے کی دلیل ہے۔ الذین آتیناہم الكتاب یتلونه حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ "الذین" ابتدا اور "اولئک یؤمنون بہ" اسکی خبر ہے اور جملہ "یتلونه..."، "الذین" کے لئے حال ہے پس "بہ" کی ضمیر "الکتاب" کی طرف لوٹانے سے جملے کا معنی یہ بنتا ہے اہل کتاب میں سے وہ لوگ "جو اپنی کتاب کی پیروی کرتے ہیں" اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

۸۔ سب انسانوں کا فریضہ ہے کہ آسمانی کتابوں کو پڑھیں اور تلاوت کریں۔ یتلونه حق تلاوتہ

۹۔ دینی حقائق کی انصاف سے تحقیق کی جائے تو ان پر ایمان لانے کا موجب ہے۔ یتلونه حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ
۱۰۔ قرآن کریم اور پیامبر اسلام (ص) کے بارے میں کفر اختیار کرنے والے حقیقتاً خود کو نقصان پہنچانے والے اور تباہ کرنے والے ہیں۔ و من یکفر بہ فاولئک ہم الخاسرون

۱۱۔ انسانوں کی حقیقی منفعت ان کے قرآن کریم اور پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لانے میں ہے۔ و من یکفر بہ فاولئک ہم الخاسرون

۱۲۔ قرآن کریم اور پیامبر اسلام (ص) کے فرامین کو ترک کرنے کا نتیجہ تباہی اور دنیا و آخرت کا گھاٹا ہے۔ و من یکفر بہ فاولئک ہم الخاسرون اگر جملے میں تلاوت کا معنی پیروی کرنا ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ "من یکفر" میں کفر سے مراد قرینہ مقابلہ کی روشنی میں قرآن کریم کے فرامین کا ترک کرنا ہے۔ اسکو "کفر عملی" سے تعبیر کرتے ہیں۔

۱۳۔ عن ابی ولاد قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن قول اللہ عزوجل "الذین آتیناہم الكتاب یتلونه حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ" قال ہم الائمه علیہ السلام (۱)

ابی ولاد کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "الذین آتیناہم الكتاب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یمنون بہ" کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "یہ ائمہ علیہم السلام ہیں۔"

۱۳۔ امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "الذین آتیناہم الكتاب یتلونہ حق تلاوتہ" کے بارے میں روایت وارد ہوئی ہے کہ: "یرتلون آیاتہ و یتفقہون بہ و یعملون باحکامہ و یرجون وعدہ و یخافون وعیدہ و یعتبرون بقصصہ و یأتمرون باوامرہ و ینتہون بنواہیہ ... (۱)"

وہ لوگ قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھتے ہیں اور آیات کے گہرے ادراک کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں اس کے وعدوں کی امید رکھتے ہیں اور اسکے وعید سے خوف زدہ رہتے ہیں اس کے قصوں سے عبرت و نصیحت لیتے ہیں، اس کے اوامر کو بجالاتے ہیں اور اس کے نواہی سے دوری اختیار کرتے ہیں۔

ائمہ علیہم السلام: ائمہ کا علم ۱۳؛ ائمہ علیہم السلام کے فضائل ۱۳

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں کے اتباع کی اہمیت ۶؛ آسمانی کتابوں کی تلاوت کی اہمیت ۸؛ آسمانی کتابوں کی پیروی ۵، ۷؛ آسمانی کتابوں پر ایمان لانے والے ۵

اسلام: اسلام پر ایمان لانے والے ۲

انجیل: انجیل کی پیروی کے نتائج ۳؛ انجیل کی تلاوت کے نتائج ۳؛ انجیل کی بشارتیں ۳؛ انجیل کے پیروکار ۲

انسان: انسانوں کی ذمہ داری ۸؛ انسانوں کے منافع ۱۱

ایمان: قرآن کریم پر ایمان کے نتائج ۱۱؛ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان کے نتائج ۱۱؛ قرآن پر ایمان ۳؛ آسمانی کتابوں پر

ایمان ۷؛ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان ۳؛ قرآن کریم پر ایمان کے اسباب ۳؛ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان کے اسباب ۳؛

ایمان کے متعلقات ۷، ۳؛ ایمان کے موجبات ۹؛ ایمان کی علامتیں ۷

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کے فرامین سے منہ موڑنے کے نتائج ۱۲؛ پیامبر اسلام (ص) انجیل میں ۳؛ پیامبر

اسلام (ص): تورات میں ۳

(۱) ارشاد القلوب دہلی ص ۷۸ باب ۱۹، تفسیر بہان ج ۱ ص ۱۴۷ ح ۴۔

تورات: تورات کی پیروی کے نتائج ۳؛ تورات کی تلاوت کے نتائج ۳؛ تورات کی بشارتیں ۳؛ تورات کے پیروکار ۲

خود: خود کی تباہی کے عوامل ۱۰، ۱۲

دین: دین کی تعلیمات کے نتائج ۹

روایت: ۱۳، ۱۴

زیاں کار لوگ: ۱۰

عبرت: عبرت کے عوامل ۱۳

عیسائی: عیسائیوں کی آسمانی کتاب ۱؛ مؤمن عیسائی ۵؛ اسلام پر ایمان لانے والے عیسائی ۲؛ قرآن کریم پر ایمان لانے والے عیسائی ۲

قرآن کریم: قرآن کریم سے منہ موڑے کے نتائج ۱۲؛ قرآن کریم کی ترتیل کے ساتھ تلاوت ۱۳؛ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے ۱۳؛ قرآنی قصوں سے عبرت ۱۳؛ قرآن پر عمل ۱۳؛ قرآن کریم کا ادراک ۱۳؛ قرآن کریم انجیل میں ۳؛ قرآن کریم تورات میں ۳؛ قرآن پہ ایمان لانے والے ۲

کفار: کفار کا نقصان ۱۰

کفر: قرآن کریم کے بارے میں کفر کے نتائج ۱۰؛ پیامبر اسلام (ص) کے بارے میں کفر کے نتائج ۱۰

نقصان: نقصان کے اسباب ۱۲

یہود: یہودیوں کی آسمانی کتاب ۱؛ مؤمن یہود ۵؛ قرآن کریم پر ایمان لانے والے یہود ۲؛ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لانے والے یہود ۲

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٢٢﴾

اے بنی اسرائیل ان نعمتوں کو یاد کرو جو ہم نے تمہیں عنایت کی ہیں اور جی کے طفیل تمہیں سارے عالم سے بہتر بنادیا ہے (۱۲۲)

۱۔ ماضی میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو گراں قدر نعمتوں سے نوازا۔ یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی الی انعمت علیکم "نعمت" مفرد استعمال ہوا ہے اس سے ممکن ہے خاص نعمت مراد ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت یا اس سے مراد جنس نعمت ہو تو اس اعتبار سے اس میں متعدد نعمتیں شامل ہوں گی جن سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نوازا۔ نعمت کو "یائی" متکلم کی طرف اضافہ کرنا یعنی نعمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دینا اس امر کی حکایت کرتا ہے کہ یہ نعمت یا نعمتیں بہت با عظمت ہیں۔

۲۔ اپنے بندوں پر نعمتیں بھیجنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ نعمتی الی انعمت علیکم

۳۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے چاہا کہ اس کی نعمتوں کا ذکر کریں اور ان کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی الی انعمت علیکم

۴۔ بنی اسرائیل زمانہ نزول قرآن تک قوم و قبیلے کی صورت رکھتے تھے۔ یا بنی اسرائیل

۵۔ بنی اسرائیل قرآن کریم کے مخاطبین میں سے ہیں اور ان کی ذمہ داری ہے کہ قرآن کریم کی پیروی کریں۔ یا بنی اسرائیل اذکروا

۶۔ نعمتوں کو یاد کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی یاد اور نعمتوں کو اس کی جانب سے جاننا ہے۔ اذکروا نعمتی الی انعمت علیکم "نعمت" کی اس طرح تعریف کرنا کہ اسکو اللہ تعالیٰ نے عنایت کیا ہے (انعمت علیکم) اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ نعمت کو یاد کرنا نعمت عطا کرنے والے کی یاد کا ذریعہ ہونا چاہیئے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے تاریخ کے ایک خاص زمانے میں بنی

اسرائیل کو سب انسانوں پر فضیلت بخشی۔ و انی فضلکم علی العالمین
 "عالمین" کا اطلاق کبھی تو تمام عالم ہستی پر ہوتا ہے اور کبھی اسکا استعمال عقل و شعور رکھنے والی مخلوقات کے لئے اور
 بعض اوقات فقط انسانوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ حکم اور موضوع کی مناسبت سے آیہ مجیدہ میں ظاہراً اس سے مراد
 انسان ہیں۔

۸۔ ایک خاص زمانے میں سب انسانوں پر نبی اسرائیل کی برتری اللہ تعالیٰ کی بنی اسرائیل پر انتہائی عظیم نعمتوں میں سے
 تھی۔ اذکروا نعمتی الی انعمت علیکم و انی فضلکم علی العالمین یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "انی فضلکم"، "نعمتی" پر
 عطف خاص علی العام ہو یا عطف تفسیری ہو۔

۹۔ اگر بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں کو یاد کریں اور گزشتہ زمانوں میں اپنی فضیلت کے اسباب کی تحقیق کریں تو
 پیامبر اسلام (ص) پر ان کے ایمان کی زمین ہموار ہو جائے۔ و من یکفر بہ فاولئک ہم الخاسرون۔ یا بنی اسرائیل
 اذکروا نعمتی پیامبر اسلام (ص) اور قرآن کریم کے بارے میں کفر اختیار کرنے کا ذکر کرنے کے بعد خدا داد نعمتوں کو یاد
 کرنے کی نصیحت ممکن ہے ایمان کی زمین فراہم کرنے کے لئے ایک راہنمائی ہو۔

۱۰۔ نعمتوں کو یاد کرنا اور ان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے جاننا انسان کی ہدایت میں اسکا بڑا اہم کردار ہے۔
 یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی الی انعمت علیکم

اللہ تعالیٰ: افعال الہی ۷؛ اللہ تعالیٰ کی عنایات ۲؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۸، ۲، ۱

ایمان: پیامبر اسلام (ص) پر ایمان کی زمین ۹

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کی برتری ۹، ۸، ۷؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱، ۷، ۳؛ بنی اسرائیل کے اسلام لانے کی بنیاد ۹؛ بنی

اسرائیل کی معاشرتی شکل ۳؛ قوم بنی اسرائیل ۳؛ بنی اسرائیل کی ذمہ داری ۵، ۳؛ بنی اسرائیل کی نعمتیں ۱، ۹، ۸

ذکر: الہی نعمتوں کے ذکر کے نتائج ۱۰، ۹؛ ذکر خدا ۶؛ ذکر نعمت ۳؛ نعمت کے ذکر کا فلسفہ ۶

قرآن کریم: قرآن کریم کی پیروی ۵؛ قرآن کے مخاطبین ۵

نعمت: نعمت کا سرچشمہ ۱۰، ۶

ہدایت: ہدایت کے اسباب ۱۰

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿١٢٣﴾

اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کا فدیہ نہ ہو سکے گا اور نہ کوئی معاوضہ کام آئے گا نہ کوئی سفارش ہوگی اور نہ کوئی مدد کی جاسکے گی (۱۲۳)

۱۔ قیامت ایک با عظمت دن ہے جس کا سامنا سب کو کرنا پڑے گا۔ واتقوا یوماً "یوماً" سے مراد قیامت کا دن ہے اور اس کا نکرہ لانا اس کی عظمت پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ قیامت انتہائی ہولناک دن ہے جس سے بچنے کے لئے بہت ہی کارساز سبب آمادہ کرنے کی ضرورت ہے۔
واتقوا یوماً "اتقوا" کا مصدر "اتقائی" ہے یعنی کسی ہولناک اور خطرناک چیز سے بچنے اور اس سے حفاظت کئے لئے کسی وسیلے کو اختیار کرنا یا تیار کرنا۔ پس "اتقوا یوماً" دلالت کرتا ہے کہ روز قیامت جو ہولناکیوں اور خطرات سے پر ہے اس سے بچنے کے لئے انسان وقایہ (حفاظت کا وسیلہ) آمادہ و تیار کرے۔

۳۔ قیامت کے عذاب اور خطرات سے حفاظت کا وسیلہ قرآن کریم اور پیامبر اسلام (ص) پر ایمان اور ان کے بارے میں کفر اختیار کرنے سے اجتناب کرنا ہے۔ اولئک يؤمنون به و من یکفر به... واتقوا یوماً
ایمان کی ترغیب "اولئک يؤمنون به" اور کفر اختیار کرنے (و من یکفر...) سے متنبہ کرنے کے بعد وقایہ (حفاظت کا وسیلہ) تیار کرنے کا فرمان دینا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ روز قیامت کا انسان کئے لئے وقایہ قرآن کریم اور پیامبر اسلام (ص) پر ایمان اور ان دو کا کفر اختیار کرنے سے اجتناب ہے۔

۳۔ قیامت کے روز کوئی بھی کسی دوسرے کا ذرہ برابر عذاب ذمے نہ لے گا اور نہ ہی اس کا مستحمل ہو سکے گا۔ واتقوا یوماً لا تجزی نفس شیئاً

۵۔ قیامت کے دن کسی سے بھی کوئی فدیہ یا عوض قبول نہ کیا جائے گا کہ جس سے خود کو بچا سکے۔ و لا یقبل منها عدل
"عدل" اس فدیہ یا عوض کو کہتے ہیں جو انسان اپنی یا کسی کی قید و غیرہ سے رہائی کے لئے دے۔

۶۔ قیامت کے روز کسی کی کسی کے بارے میں شفاعت نفع بخش نہ ہوگی۔ و لا تنفعها شفاعۃ "تنفعہا" کی ضمیر ہا "لا تجزی نفس عن نفس" کے دوسرے نفس کی طرف لوٹتی ہے۔

۷۔ قیامت کے دن کسی کا کسی کے بارے میں دفاع یا مدد مفید ثابت نہ ہوں گے۔ و لا ہم ینصرون

۸۔ قیامت کے روز قرآن کریم اور پیامبر اسلام (ص) کا کفر اختیار کرنے والوں کے لئے کوئی راہ نجات نہ ہوگی۔ اولئک یؤمنون بہ و من یکفر بہ ... واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئاً

قیامت کا اس طرح سے بیان کہ اس دن کوئی فدیہ قبول نہ کیا جائے یا یہ کہ ... اس کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ عذاب کے مستحق ہیں ان کو مایوس کیا جائے کہ ان کے لئے نجات کی کوئی راہ نہیں سوائے اس کے کہ قرآن کریم اور پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لے آئیں وگرنہ یہ ان کا توہم اور گمان ہے جس پر دل لگائے بیٹھے ہیں۔

۹۔ قیامت کے عذاب سے رہائی کے لئے گناہگاروں کو شفاعت فائدہ دے گی یا ان سے عوض یا کوئی تبادل چیز قبول کر لی جائے گی یہ بنی اسرائیل کے باطل خیالات میں سے ہیں۔ یا بنی اسرائیل ... و لا یقبل منها عدل و لا تنفعها شفاعۃ ما قبل آیات کی روشنی میں "اتقوا" کا مورد خطاب بنی اسرائیل ہیں۔ یہ خطاب خود اس امر کا قرینہ ہے کہ ان کے مابین ایسے افکار موجود تھے۔

۱۰۔ قیامت کے دن یہ وہم کہ ایسے دفاع کرنے والے ہوں گے جو انسان کو عذاب سے نجات دلانیں گے یا ان کے گناہوں کو اپنے ذمے لے لیں گے یہ بنی اسرائیل کے باطل خیالات میں سے تھا۔ یا بنی اسرائیل ... واتقوا یوماً ما لا تجزی نفس عن نفس شیئاً ... و لا ہم ینصرون

۱۱۔ قیامت اور اس کے پر خطر اور ہولناک واقعات پر توجہ پیامبر اسلام (ص) اور قرآن کریم پر ایمان کا باعث بنتی ہے۔ من یکفر بہ فاولئک ہم الخاسرون ... واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئاً

ایمان: قرآن کریم پر ایمان کے نتائج ۳؛ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان کے نتائج ۳؛ قرآن پر ایمان کی بنیاد کا فراہم ہونا ۱۱؛ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان کی زمین کا فراہم ۱۱

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کا عقیدہ ۹، ۱۰

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کو جھٹلانے والوں کو عذاب ۸

ذکر: قیامت کے ذکر کے نتائج ۱۱: قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ۱۱

عذاب: اہل عذاب ۸: دوسروں کا عذاب برداشت کرنا ۳: اخروی عذاب سے نجات ۱۰، ۹، ۳

عقیدہ: باطل عقیدہ ۱۰، ۹

قرآن کریم: قرآن کریم کو جھٹلانے والوں کا عذاب ۸

قیامت: قیامت میں امداد ۷: قیامت کی ہولناکیاں ۳، ۲: قیامت میں شفاعت ۹، ۷، ۶: قیامت کی عظمت ۱: قیامت میں

معاوضہ ۵، ۹: قیامت میں بچاؤ ۳، ۲: قیامت میں لین دین ۹، ۵: قیامت کی خصوصیات ۲، ۱، ۳، ۵، ۷، ۸

کفار: کفار کو اخروی عذاب ۸: قیامت میں کفار کا مبتلا ہونا ۸

کفر: کفر سے اجتناب کے نتائج ۳

گناہ: دوسروں کے گناہ برداشت کرنا یا ذمے لینا ۱۰

وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي

الظَّالِمِينَ ﴿١٢٤﴾

اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے چند کلمات کے ذریعہ ابراہیم کا امتحان لیا اور انھوں نے پورا کر دیا تو اس نے کہا کہ ہم تم کو لوگوں کا امام اور قائد بنارہے ہیں۔ انھوں نے عرض کی کہ میری ذریت؟ ارشاد ہونا کہ یہ عہدہ امامت ظالمین تک نہیں جائے گا (۱۲۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بنی ابراہیم ﷺ کو سخت اور مشکل تکالیف (آزمائشوں) سے آزمایا۔ و اذابتلی ابراہیم ربہ بکلمات "ابتلائی" کا معنی آزمانا ہے۔ آزمائش کے موارد کو کلمات سے تعبیر کرنا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ وہ آزمائش فرامین تھے جن کو حضرت ابراہیم ﷺ کو انجام دینا تھا۔ اسی اعتبار سے اوپر مطلب میں ہم نے تکالیف (شرعی ذمہ داریاں) تحریر کیا ہے۔ کلمات کو نکرہ استعمال کرنا ان کی عظمت پر دلالت کرتا ہے اور آزمائش کی مناسبت سے ان کو بھاری، سخت اور مشکل تعبیر کیا گیا ہے۔

۲۔ حضرت ابراہیم ؑ کی آزمائش کا ہدف ان کی نشو و نما اور تربیت و رشد تھا۔ و اذا بتلی ابراہیم ربہ بکلمات "رب" کا معنی تدبیر کرنے والے اور تربیت کرنے والا ہے لہذا لفظ رب کے انتخاب سے مذکورہ مفہوم نکلتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم ؑ کا پروردگار اور امور کی تدبیر کرنے والا ہے۔ و اذا بتلی ابراہیم ربہ

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری الہی آزمائشوں کو کامیابی سے مکمل کیا۔ و اذا بتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمھن "اتم" کا مصدر "اتمام" ہے جس کا معنی کامل طور پر کام کو انجام دینا ہے۔ پس "اتمھن" یعنی حضرت ابراہیم ؑ نے تکالیف (شرعی ذمہ داریوں) کو کامل طور پر انجام دیا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ؑ کو امامت کے اعلیٰ اور والا درجہ تک پہنچایا۔ قال انی جاعلک للناس اماماً

۶۔ الہی آزمائشوں میں حضرت ابراہیم ؑ کی کامیابی ان کی عہدہ امامت کی اہلیت کا باعث بنی۔ فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماماً

۷۔ حضرت ابراہیم ؑ کے مقام نبوت کے ثابت ہونے کے بعد آپ ؑ کو منصب امامت میسر آیا۔

قال انی جاعلک للناس اماماً "من ذریعتی" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ جب رتبہ امامت تک پہنچے تو صاحب اولاد تھے اور یقیناً آپ درجہ نبوت پر اس وقت پہنچے جب صاحب اولاد نہ تھے پس آپ ؑ کی نبوت امامت سے قبل تھی۔

۸۔ امامت نبوت سے بالاتر رتبہ ہے* و اذا بتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماماً

۹۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب انسانوں کے پیشوا اور امام ہیں۔ قال انی جاعلک للناس اماماً

۱۰۔ حضرت ابراہیم ؑ کی اقتدا اور ان کی راہ و روش کی پیروی کرنا سب انسانوں کی ذمہ داری ہے۔

قال انی جاعلک للناس اماماً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امام اور لوگوں کے پیشوا کے طور پر پیش کرنا اس کا لازمہ یہ حکم تکلیفی ہے کہ لوگوں کو چاہیئے آپ علیہ السلام کو نمونہ عمل قرار دیں، آپ علیہ السلام کی اقتدا کریں، آپ علیہ السلام کی راہ و روش پہ چلیں اور ہر میدان میں آپ علیہ السلام کے فراین کی اطاعت کریں۔

۱۱۔ امامت ایک بہت اعلیٰ عہدہ اور منصب ہے اور اس کا عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔
انی جاعلك للناس اماماً ... لا ینال عهدی الظالمین

۱۲۔ امامت کا عہدہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اس کی لیاقت و صلاحیت رکھتا ہو۔
و اذابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن قال انی جاعلك للناس اماماً لفظ "رب" کے انتخاب سے معلوم ہوتا ہے کہ
الہی آزمائش کا مقصد رشد و تکامل اور تربیت کرنا ہے دوسرے الفاظ میں صلاحیتوں اور استعداد کو عملی شکل دینا ہے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آزمائشوں میں کامیابی کے بعد منصب امامت ملا۔ گویا آپ علیہ السلام کی استعداد اور
صلاحیتوں کے نکھرنے کے بعد یہ منصب آپ علیہ السلام کو ملا۔ مذکورہ بالا مطلب اسی اعتبار سے ہے۔

۱۳۔ معاشرے کی قیادت، رہبری اور باگ ڈور سنبھالنے سے پہلے افراد کی لیاقت، استعداد اور صلاحیت کو آزمانا اور اس کا
ثابت ہونا ضروری ہے۔ و اذابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن قال انی جاعلك للناس اماماً
۱۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے چاہا کہ ان کی نسل میں سے بھی بعض کو منصب امامت پہ فائز فرمائے۔
و من ذریعتی

۱۵۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی ذریت سے محبت اور ان کے لئے معنوی مقامات کی تمنا کرنا۔ و من ذریعتی
۱۶۔ انسان کا یہ خواہش کرنا کہ اس کی اولاد معنوی مقامات پر فائز ہو یہ ایک اچھی اور نیک خواہش ہے۔ و من ذریعتی
۱۷۔ ظلم اور ستم گری سے پاک و خالص ہونا لوگوں کی پیشوائی اور امامت کے منصب کے حصول کی شرائط میں سے
ہے۔ قال لا ینال عهدی الظالمین

۱۸۔ ظالم اور ستم گر امامت، قیادت اور رہبری کے لائق نہیں ہیں۔ لا ینال عهدی الظالمین
۱۹۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر طرح کی ستم گری سے مبرا و منزہ تھے۔ انی جاعلك للناس اماماً ... لا ینال عهدی
الظالمین

۲۰۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت اگر ظلم و ستم سے مبرا و پاک ہو تو مقام امامت کو پائے گی۔ و من ذریعتی قال لا
ینال عهدی الظالمین

۲۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ساری اولاد ظلم و ستم سے مبرا نہیں ہے۔ و من ذریعتی قال لا ینال عهدی الظالمین

۲۲۔ ایمان اور عدالت، امامت و رہبری کے منصب کے ثابت ہونے کی شرائط میں سے ہیں۔ لا ینال عهدی الظالمین

۲۳۔ حضرت ابراہیم ؑ کا مشکل و دشوار تکالیف (شرعی ذمہ داریوں) سے آزمایا جانا اور اس آزمائش میں آپ ؑ کی کامیابی ایک ایسا واقعہ ہے جو یاد رکھے جانے کے لائق ہے۔ یا بنی اسرائیل اذکروا ... إذ ابتلی ابراہیم ربہ ... قال لا ینال عہدی الظالمین

۲۴۔ گناہ سے پاک و معصوم ہونا امامت کی شرط ہے۔ قال لا ینال عہدی الظالمین

۲۵۔ زید شحام کہتے ہیں میں نے امام صادق ؑ سے سنا کہ آپ ؑ نے فرمایا "ان الله تبارک و تعالی اتخذ ابراہیم عبداً قبل ان يتخذہ نبیاً و ان الله اتخذہ نبیاً قبل ان يتخذہ رسولاً وان الله اتخذہ رسولاً قبل ان يتخذہ خلیلاً و ان الله اتخذہ خلیلاً قبل ان يجعلہ اماماً فلما جمع له الاشیاء قال "انی جاعلك للناس اماماً" قال فمن عظمها فی عین ابراہیم "قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین" قال لا یكون السفیہ امام التقی (۱) الله تبارک و تعالی نے حضرت ابراہیم ؑ کو اپنا نبی بنانے سے پہلے اپنا بندہ و عبد قرار دیا اور آپ ؑ کو رسول بنانے سے پہلے نبی بنایا اور (پھر) آپ ؑ کو خلیل بنانے سے پہلے رسول بنایا اور (پھر) امام بنانے سے پہلے خلیل بنایا پس جب یہ مقامات (عبودیت، نبوت، رسالت اور خلّت) آپ ؑ میں جمع ہو گئے تو فرمایا "میں نے تجھے لوگوں کا امام قرار دیا" امام صادق ؑ فرماتے ہیں پس یہ مقام حضرت ابراہیم ؑ کی نظر میں بہت با عظمت ٹھہرا تو عرض کیا "کیا میری نسل میں سے بھی کوئی امام ہوگا؟" تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "میرا عہد (امامت) ظالموں کو نہیں پہنچے گا" امام ؑ نے فرمایا احمق اور نادان شخص متقین کا امام نہیں ہو سکتا۔

۲۶۔ قال ابو عبد الله عليه السلام فی قوله تعالی ... " لا ینال عہدی الظالمین " من عبد صنماً او وثناً لا یكون اماماً (۲) امام صادق ؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام " لا ینال عہدی الظالمین " کے بارے میں فرمایا جو کوئی بت کی پوجا کرے تو وہ امام نہیں ہو سکتا۔

۲۷۔ امام رضا ؑ فرماتے ہیں... "قال الله تبارک و تعالی " لا ینال عہدی الظالمین " فابطلت هذه الایة امامة کل ظالم الی یوم القيامة و صارت فی الصفوة ... " (۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " لا ینال عہدی الظالمین " اس آیہ مبارکہ نے قیامت تک کے لئے ہر ظالم و ستم گر کی امامت کو باطل کر دیا ہے اور امامت کو پاکیزہ اور برگزیدہ انسانوں میں قرار دیا ہے۔

(۱) کافی ج/ ۱ ص ۱۷۵ ح ۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۲۱ ح ۳۴۲ (۲) کافی ج/ ۱ ص ۱۷۵ ح ۱، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۲۱ ح ۳۴۱

(۳) کمال الدین صدوق ج/ ۲ ص ۶۷۶ ح ۳۱ باب ۵۸، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۲۱ ح ۳۴۰

۲۸۔ ہشام بن الحکم عن ابی عبد اللہ فی قول اللہ عزوجل "انی جاعلک للناس اماماً" قال: فقال: لو علم اللہ ان اسماً افضل منه لسمانا بہ^(۱) ہشام بن الحکم نے اسے تعالیٰ کے اس کلام "انی جاعلک للناس اماماً" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اسے تعالیٰ کے پاس اس (امام) سے بہتر کوئی اور لفظ ہوتا تو ہمارے لئے وہی نام انتخاب فرماتا۔

۲۹۔ امیر المومنین علی (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت (ص) سے سنا کہ آپ (ص) نے ارشاد فرمایا: "ان جبرئیل أتى الی بسبع کلمات وهی التي قال اللہ تعالیٰ " و إذ ابتلی ابراهیم ربہ بکلمات فاتمھن " ... و هی ... یا اللہ یا رحمان یا رب یا ذا الجلال والاكرام یا نورالسموات والأرض یا قریب یا مجیب ...^(۲) جبرائیل علیہ السلام میرے پاس سات کلمات لے کر آئے اور یہ وہی کلمات ہیں جو اسے تعالیٰ نے (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں) ارشاد فرمائے ہیں " و إذ ابتلی ابراهیم ربہ بکلمات فاتمھن " اور وہ کلمات یہ ہیں یا اللہ یا رحمان یا رب ، یا ذا الجلال والاكرام ، یا نورالسموات والأرض ، یا قریب ، یا مجیب ..."

آئمہ علیہ السلام: آئمہ کی امامت ۲۸: آئمہ علیہ السلام کے درجات و مراتب ۲۸

آرزو: پسندیدہ آرزو ۱۶

اسے تعالیٰ: الہی امتحانات ۱: ربوبیت الہی ۳: اسے تعالیٰ کی عنایات ۱۱: عہد الہی ۱۱

امامت: امامت اور ظلم ۱۸، ۱۷: امامت کے درجہ کی اہمیت ۲۳، ۱۸، ۱۷، ۱۶: امامت کی درخواست ۱۳: امامت کی شرائط

۲۰، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳: امامت میں عصمت ۲۳: امامت کا درجہ ۶، ۵، ۱۱، ۸: امامت کا سرچشمہ ۱۱

امتحان: امتحان کا وسیلہ ۱: امتحان تکلیف کے ذریعے ۱: امتحان کا فلسفہ ۲

انتظامی صلاحیت: انتظامی صلاحیت کی شرائط ۱۳

انسان: انسانوں کے رہبر ۹: انسانوں کی ذمہ داری ۱۰

ایمان: ایمان کی اہمیت ۲۲۰

(۱) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۵۸ ح ۹۰، تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۱۵۰ ح ۸۔

(۲) بحار الانوار ج/ ۹۴ ص ۵۲ ح ۴۲۔

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کو القا کئے گئے کلمات ۲۹: پیامبر اسلام (ص) پر جبرائیل ؑ کا نزول ۲۹

حضرت ابراہیم ؑ: حضرت ابراہیم ؑ کی کامیابی کے نتائج ۶: حضرت ابراہیم ؑ کی ابتلایا آزمائش ۱، ۲۳: حضرت ابراہیم ؑ اور ظلم ۱۹: حضرت ابراہیم ؑ کی اقتدایا پیروی ۱۰: حضرت ابراہیم ؑ کو نمونہ عمل قرار دینا ۱۰: حضرت ابراہیم ؑ کی امامت ۹، ۴، ۶، ۵، ۲۵: حضرت ابراہیم ؑ کی نسل کی امامت ۲۰، ۱۳: حضرت ابراہیم ؑ کا امتحان ۶، ۳، ۱: حضرت ابراہیم ؑ کی سخت و دشوار تکالیف ۱: حضرت ابراہیم ؑ کا پاک و منزہ ہونا ۹: حضرت ابراہیم ؑ کی خواہشات ۱۵: حضرت ابراہیم ؑ کی دعا ۱۳: حضرت ابراہیم ؑ کا رشد و تکامل ۲: حضرت ابراہیم ؑ کی محبت ۱۵: حضرت ابراہیم ؑ کے فضائل ۳، ۱۹، ۶: حضرت ابراہیم ؑ کے امتحان کا فلسفہ ۲: حضرت ابراہیم ؑ کا واقعہ ۶، ۳، ۱: حضرت ابراہیم ؑ کے امتحان کے کلمات ۲۹: حضرت ابراہیم ؑ کی تربیت کرنے والا ۳: حضرت ابراہیم ؑ کے درجات و مراتب ۹، ۴، ۶، ۵: حضرت ابراہیم ؑ کی کامیابی ۲۳، ۳: حضرت ابراہیم ؑ کی نبوت ۴: حضرت ابراہیم ؑ کی نسل ۲۱، ۱۵

ذکر: حضرت ابراہیم ؑ کے امتحان کا ذکر ۲۳: تاریخ کا ذکر ۲۳

رشد و تکامل: رشد و تکامل کے اسباب ۲

روایت: ۲۵، ۲۶، ۲۹، ۲۸، ۲۷

رہبران و قائدین: قائدین کی بت پرستی ۲۶

رہبریت: رہبری کی اہمیت ۱۸، ۱۷: قیادت کا ایمان ۲۲: رہبریت اور ظلم ۱۷، ۱۸: رہبریت کی شرائط ۱۸، ۱۷

۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۲: رہبریت کی عدالت ۲۲

ظالمین: ظالمین کی قیادت و رہبری ۲۷

عدالت: عدالت کی اہمیت ۲۲ عصمت یا معصومیت: گناہ سے معصومیت ۲۳

متقین: متقین کی رہبری ۲۵

معاشرہ: معاشرے کے قائدین کا امتحان ۱۳: معاشرے کی رہبری و قیادت کی اہمیت ۱۳: معاشرے کی قیادت کی شرائط ۱۳

معنوی درجات: معنوی درجات کی خواہش ۱۶

نبوت: نبوت کا درجہ ۸

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهِّرَا بَيْتِيَ
لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿١٢٥﴾

اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے خانہ کعبہ کو ثواب اور امن جگہ بنادیا اور حکم دے دیا کہ مقام ابراہیم کو مصلیٰ بناؤ اور ابراہیم و اسماعیل سے عہد لیا کہ ہمارے گھر طواف اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک و پاکیزہ بنائے رکھو (۱۲۵)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو انسانوں کے لئے ملجأ و مأوی، حاضر ہونے کا مقام اور بہت ہی پُر امن جگہ قرار دیا ہے۔
وَ إِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا "مثابۃ" یعنی ایسی جگہ جہاں لوگ مسلسل پے درپے رجوع کریں (لسان العرب) "امن" مصدر ہے اور آیہ مجیدہ میں اسم فاعل کے معنی میں ہے یعنی "آمنّا" جو انیت رکھتا ہو "اسم فاعل کی بجائے مصدر لانائیکہ پر دلالت کرتا ہے۔ پس "امناً" وہ مقام جو امن و امان سے بالکل پر ہو۔

۲۔ خانہ خدا میں سب کو حتی جانداروں کو بھی مکمل امن و امان میں ہونا چاہیئے اور ان کو ہر طرح کی آزار و اذیت سے محفوظ ہونا چاہیئے۔ وَ إِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ ... اَمْنًا لَفْظ "مثابۃ" کے ساتھ "الناس" کی قید لگانا اور "امناً" کو بغیر قید کے بیان کرنا اس نکتہ کی

طرف اشارہ ہے کہ مکہ میں ہر ذی روح، انسان ہو یا غیر انسان سب کے امن و امان کی ضمانت فراہم کی جائے۔
۳۔ لوگوں کو چاہیئے کہ خانہ خدا کی زیارت (حج اور عمرہ) کے لئے پے درپے جائیں۔ وَ إِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا وَ اتَّخِذُوا جَمَلًا "اتخذوا..." انشائیہ اور حکمی ہے اور ہو سکتا ہے کہ قرینہ ہو اس امر پر کہ "جعلنا البیت..." بھی انشائیہ اور حکمی معنی رکھتا ہو یعنی "جعل" سے مراد قانون کی تشریع ہو بنا بریں جملے کا مفہوم یوں بنتا ہے لوگوں کو چاہیئے کہ خانہ خدا کی طرف آئیں اور جس طرح حق ہے اس طرح اسکے امن و امان کا خیال رکھیں۔

۳۔ خانہ خدا کے احاطہ میں موجود افراد کے لئے امن و امان قائم کرنا اور ان کو ہر طرح کے نقصان و پریشانی

سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ و اذ جعلنا البيت مثابة للناس و اماناً

۵۔ خانہ خدا (کعبہ) میں عامۃ الناس کا حاضر ہونا ان کا حق ہے۔ اذ جعلنا البيت مثابة للناس

۶۔ خانہ خدا میں لوگوں کی حاضری کا تعین اور اسکے احاطہ (اطراف و اکناف) میں موجود افراد کے امن و امان پر تاکید اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہیں جو یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ و اذ جعلنا البيت مثابة للناس و اماناً "اذ"، "اذکروا" یاد رکھو" کے لئے مفعول ہے۔ "لنناس" کی لام حکایت کرتی ہے کہ کعبہ میں لوگوں کی مسلسل حاضری ان کے اپنے فائدہ و نفع کے لئے ہے اس بات کو مذکورہ بالا مطلب میں نعمت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۷۔ خانہ خدا کی زیارت کرنے والوں کو مقام ابراہیم ﷺ پر ضرور نماز پڑھنی چاہئے۔ و اتخذوا من مقام ابراهيم مصلي گویا اس سے مراد وہ نماز ہے جو مقام ابراہیم ﷺ پر بجا لائی جائے اور یہ نماز طواف ہے نہ کہ دیگر ساری نمازیں۔

۸۔ مقام ابراہیم ﷺ کو نماز کے لئے مختص ہونا چاہئے۔ و اتخذوا من مقام ابراهيم مصلي "مصلي" اسم مکان ہے "صلاة" سے اور اسکا معنی نماز کی جگہ ہے۔

۹۔ مقام ابراہیم ﷺ بہت ہی بلند مرتبہ جگہ ہے۔ و اتخذوا من مقام ابراهيم مصلي "مقام ابراہیم ﷺ" کو نماز کے لئے مختص کرنا اس جگہ کی عظمت و شرافت کی دلیل ہے۔

۱۰۔ حضرت ابراہیم ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند مرتبہ و مقام ہے۔ و اتخذوا من مقام ابراهيم مصلي

۱۱۔ خانہ خدا کی تطہیر اور اسکو ہر طرح کی آلودگی و آلائش سے پاک رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حضرت ابراہیم ﷺ اور حضرت اسماعیل ﷺ کو فرمان و نصیحت۔ و عھدنا الی ابراهيم و اسماعیل ان طھرا بیتي "عھد" اور اسکے مشتقات جب "الی" کے ساتھ متعدی ہوں تو نصیحت اور فرمان کا معنی دیتے ہیں۔ تطہیر کا معنی نجاستوں اور آلودگیوں سے پاک کرنا ہے۔

۱۲۔ خانہ خدا کو ہمیشہ کے لئے پاک اور نجاستوں سے دور ہونا چاہئے۔ ان طھرا بیتي

۱۳۔ عبادت کے مقام کو پاک رکھنا ضروری ہے* ان طھرا بیتي للطائفین و العاکفین والرکع السجود

ان قیود "للطائفین"، "والعاکفین" و... کا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ کعبہ کی تطہیر کا مقصد و فلسفہ اس کے عبادت کا مقام ہونے کی وجہ سے ہے پس یہ احتمال ٹھیک ہے کہ عبادت کے تمام مقامات اور جگہوں کو پاک رکھنا ضروری ہے۔

۱۳۔ خانہ خدا کو طواف، عبادت اور رکوع و سجود کے لئے آمادہ و تیار کرنا اللہ تعالیٰ کا حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کو فرمان تھا۔ ان طہراً بیٹی للطائفین و العاکفین والرکع السجود

اس مطلب میں تطہیر آمادہ کرنے اور مختص کرنے سے کنایہ ہے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے۔

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کے انسانوں کو فرامین، اللہ کے انسانوں سے عہد ہیں۔ عہدنا الی ابراہیم و اسماعیل ان طہراً بیٹی یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ فرمان اور حکم کو "عہدنا" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۱۶۔ عبادت کی جگہوں میں خدمت کرنا اور ان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے آمادہ و تیار کرنا ایک اچھا اور نیک عمل ہے۔
و عہدنا الی ابراہیم و اسماعیل ان طہراً بیٹی للطائفین و العاکفین والرکع السجود

۱۷۔ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ خانہ خدا (کعبہ) کے خدمت گزار تھے۔ عہدنا الی ابراہیم و اسماعیل ان طہراً بیٹی

۱۸۔ اللہ کا گھر طواف، اعتکاف، عبادت اور رکوع و سجود (نماز) کی جگہ ہے۔ ان طہراً بیٹی للطائفین و العاکفین والرکع السجود "عاکفین" کا مصدر علوف ہے جس کا معنی کسی جگہ رہنا یا اقامت اختیار کرنا ہے آیہ مجیدہ میں طواف اور رکوع و سجود کے قرینہ سے، یا اس سے مراد مطلق عبادت و بندگی خدا ہے یا پھر اس سے مراد اعتکاف ہے جو ایک خاص عبادت ہے جس میں خاص شرائط جیسے روزہ رکھنا وغیرہ ہیں۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کعبہ کی ایک خاص عظمت اور تقدس ہے۔ ان طہراً بیٹی یہ جو "بیت" کو "یامی" متکلم کی طرف اضافہ کیا گیا اور کعبۃ کو اللہ تعالیٰ سے نسبت دی گئی ہے یہ اس معنی کو بیان کر رہی ہے کہ کعبہ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خاص تقدس اور عظمت ہے۔

۲۰۔ خانہ خدا میں طواف کرنے والے، عبادت کرنے والے اور نماز بجالانے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک بلند مقام و منزلت رکھتے ہیں۔ ان طہراً بیٹی للطائفین و العاکفین والرکع السجود یہ جو حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ جیسے عظیم انبیاء ؑ کو خانہ خدا کی تطہیر پر طواف کرنے والوں اور... کے لئے مامور کیا گیا اس سے طواف کرنے والوں اور... کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند منزلت معلوم ہوتی ہے۔

۲۱۔ خانہ خدا کا طواف اور اس میں اعتکاف حضرت ابراہیم ؑ کی شریعت کے احکام میں سے تھے۔ ان طہراً بیٹی للطائفین و العاکفین

۲۲۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رکوع و سجود (نماز) بجالانا حضرت ابراہیم ؑ کے دین کے عبادتی پروگراموں میں سے تھا۔
والرکع السجود

۲۳۔ خانہ خدا (کعبہ) تاریخی طور پر قدیم ہے۔ و إذ جعلنا البيت ... و اتخذوا من مقام ابراهيم مصلی و عهدنا الى ابراهيم و اسماعیل

۲۳۔ عبادت کا طہارت و پاکیزگی اور صفائی سے بڑا گہرا رابطہ ہے۔ ان طهراً بيتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود
۲۵۔ عبادت میں جگہ کی اہمیت اور قدر و منزلت اتخذوا من مقام ابراهيم مصلی ... طهراً بيتی للطائفین و العاکفین
والرکع السجود

۲۶۔ امام صادق ؑ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا... "ان الله فضل مكة و جعل بعضها افضل من بعض فقال
تعالی " واتخذوا من مقام ابراهيم مصلی ... (۱) اللہ تعالیٰ نے مکہ کو فضیلت بخشی اور اس کے بعض مقامات پر بعض دیگر
مقامات کو فضیلت عطا کی پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "مقام ابراہیم کو اپنی نماز کی جگہ قرار دو..."

۲۷۔ امام باقر ؑ سے روایت ہے "نزلت ثلاثة احجار من الجنة ... و مقام ابراهيم... (۲) جنت سے تین پتھر نازل
ہوئے... اور ان میں سے ایک مقام ابراہیم ہے۔

۲۸۔ امام باقر ؑ سے روایت ہے "لقد وضع عبد من عباد الله قدمه على حجر فامرنا الله تبارك وتعالی ان
نتخذها مصلی... (۳) اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے (ابراہیم ؑ) نے اپنا پاؤں پتھر پر رکھا پس اللہ تعالیٰ نے
اس واقعہ کو زندہ رکھنے کیلئے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس پتھر کو اپنی نماز کا مقام قرار دیں۔

۲۹۔ امام صادق ؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "طهراً بيتی للطائفین..." کے بارے میں روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا
یعنی نحيّا عنه المشركين... (۴) مشرکین کو ہم خانہ خدا سے دور کریں۔

۳۰۔ عن ابی الصباح الكنانی قال سالت ابا عبد الله عليه السلام عن رجل نسی ان یصلی رکعتین عند مقام ابراهيم
عليه السلام فی طواف الحج والعمرة فقال ان كان فی البلد صلی رکعتین عند مقام ابراهيم عليه السلام فان الله عزوجل
يقول " واتخذوا من مقام ابراهيم مصلی " و ان كان قد ارتحل فلا امره ان يرجع (۵)

(۱) کامل الزیارات ص ۲۱، بحار الانوار ج ۹۶ ص ۲۴۱ ح ۸-۲) تفسیر عیاشی ج ۱ ص ۵۹ ح ۹۳-۳) تفسیر عیاشی ج ۱ ص ۵۹ ح ۹۴، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۲۲ ح ۳۴۷۔

(۴) تفسیر قمی ج ۱ ص ۵۹، تفسیر بہان ج ۱ ص ۳۲۷ ح ۶۲۵-۵) تہذیب الاحکام ج ۵ ص ۱۳۹ ح ۱۳۰، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۲۲ ح ۳۴۸۔

ابی الصلاح الکنانی کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص حج اور عمرہ کی دو رکعت نماز طواف مقام ابراہیم علیہ السلام پر بجالانا بھول جائے تو کیا کرے؟ حضرت علیہ السلام نے فرمایا اگر ابھی تک شہر مکہ میں ہے تو نماز کو مقام ابراہیم علیہ السلام پر بجالائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور مقام ابراہیم کو اپنی نماز کی جگہ قرار دو" اور اگر مکہ شہر سے کوچ کر چکا ہے تو میں اسے واپس لوٹنے کا حکم نہیں دوں گا۔

۳۱۔ ابن مسکان کہتے ہیں "حدثني من سألہ عن رجل نسي ركعتي طواف الفريضة حتى يخرج فقال ... ان كان جاوز ميقات اهل أرضه فليرجع و ليصلهما فان الله يقول" و اتخذوا من مقام ابراهيم مصلياً" ^(۱) مجھے ایک شخص نے بتایا کہ جس نے ان سے (امام علیہ السلام سے) ایک آدمی کے بارے میں سوال کیا کہ وہ فرد طواف کی دو رکعت نماز فريضة ادا کرنا بھول گیا ہے اور مکہ سے نکل چکا ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا... اگر اپنے علاقے والے حاجیوں کے میقات سے نکل چکا ہے تو لوٹ آئے اور دو رکعت نماز پڑھے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واتخذوا من مقام ابراهيم مصلياً..."

احکام: ۳۱، ۳۰، ۴، ۳

اعتکاف: دین ابراہیمی علیہ السلام میں اعتکاف ۲۱؛ کعبہ میں اعتکاف ۱۸، ۲۱

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی ۱۵، ۱۳، ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۱۱؛ عہد الہی ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۶

امن و امان: امن و امان کی نعمت ۶

انسان: انسانوں کی تکلیف "شرعی ذمہ داری" ۳؛ انسانی حقوق ۵؛ اللہ تعالیٰ کا انسانوں سے عہد ۱۵

پتھر: بہشت سے نازل ہونے والے پتھر ۲۷

حاجی: حاجیوں کی انیت ۶، ۳

حج: احکام حج ۳۱، ۳۰، ۴؛ حج کی اہمیت ۳؛ حج کی عبادات و فرائض ۷

حضرت ابراہیم علیہ السلام: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی تعلیمات ۲۱، ۲۲؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت گزاری ۱۷؛

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ۱۷؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذمہ داری ۱۱، ۱۳؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درجات ۲۸، ۱۰

حضرت اسماعیل علیہ السلام: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی خدمت گزاری ۱۷؛ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا واقعہ ۱۷؛ حضرت

اسماعیل علیہ السلام کی ذمہ داری ۱۱، ۱۳

ذکر: نعمت کا ذکر ۶

رکوع: رکوع کی اہمیت ۱۲; دین ابراہیمی ﷺ میں رکوع ۲۲ رکوع کی جگہ ۱۸

روایت: ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱

سجدہ: سجدہ کی اہمیت ۱۲; دین ابراہیمی ﷺ میں سجدہ ۲۲; سجدہ کی جگہ ۱۸

طواف: دین ابراہیمی ﷺ میں طواف ۲۱; طواف کرنے والوں کے درجات ۲۰

عابد لوگ: عابدوں کے درجات ۲۰

عبادت: عبادت کی منزلت ۲۵; کعبہ میں عبادت ۱۲، ۱۸، ۲۰; عبادت اور پاکیزگی و صفائی ۲۳; عبادت اور طہارت ۲۳;

عبادت کی جگہ کی اہمیت ۲۵

عبادت گاہ: ۱۸ عبادت گاہ کی تطہیر کی اہمیت ۱۳; عبادت گاہ میں خدمت ۱۶

عمرہ: عمرہ کی اہمیت ۳

عمل: پسندیدہ عمل ۱۶

قدریں: ۲۵

کعبہ: کعبہ میں اہمیت ۱، ۲; کعبہ کی تاریخ ۲۳; کعبہ کی تطہیر ۱۱، ۲۹، ۱۲; کعبہ کے خدمت گزار ۱۷; کعبہ کی زیارت ۵، ۳; کعبہ کا

طواف ۱۸، ۱۳، ۲۱، ۲۰; کعبہ کی عظمت ۳، ۳، ۱۹، ۱۷، ۱۲، ۱۱; کعبہ کا تقدس ۱۹; کعبہ کا قدیمی ہونا ۲۳; کعبہ میں مشرکین کے

داخلے پر ممانعت یا پابندی ۲۹; کعبہ کی نعمت ۶; کعبہ کی اہمیت ۱۸; کعبہ کی خصوصیات ۱

لوگ: لوگوں کی پناہ گاہ ۱

مقام ابراہیم ﷺ: مقام ابراہیم ﷺ کی اہمیت ۸، ۹; مقام ابراہیم ﷺ کی فضیلت ۲۸، ۲۷

مقدس مقامات: ۲۷، ۲۶، ۱۹، ۱۸، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۹، ۱، ۲۸

مقربین: ۱۰ مکہ: مکہ کی فضیلت ۲۶

نماز: نماز کی جگہ ۱۸; دین ابراہیمی ﷺ میں نماز ۲۲; کعبہ میں نماز ۲۰; مقام ابراہیم ﷺ میں نماز ۷، ۲۶، ۸، ۲۸، ۳۰; طواف

کی نماز ۳۰، ۷، ۳۱

نماز گزار لوگ: نماز گزاروں کے درجات ۲۰

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٢٦﴾

اور اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے دعا کی کہ پروردگار اس شہر کو امن کا شہر قرار دے اور اس کے ان اہل شہر کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں پھلوں کا رزق عطا فرما۔ ارشاد ہوا کہ پھر جو کافر ہو جائیں گے انہیں دنیا میں تھوڑی نعمتیں دے آخرت میں عذاب جہنمیں زبردستی ڈھکیل دیا جائے گا جو بدترین انجام ہے (۱۲۶)

۱۔ حضرت ابراہیم ؑ نے بارگاہ ایزدی میں کعبہ کے اطراف و اکناف کی زمینوں کو ایک پُر امن شہر میں تبدیل کرنے کی درخواست کی۔ وِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا ظاہراً "ہذا" کا مشار الیہ کعبہ کے اطراف کی زمینیں ہیں بنا بریں جملہ "اجعل..." میں دو درخواستیں موجود ہیں ۱۔ کعبہ کے اطراف کی زمینیں ایک شہر ہو جائیں ۲۔ اس شہر میں مکمل امن و امان ہو۔ قابل توجہ ہے کہ "بلد" کا معنی ایسی سر زمین ہے جسکی حدود و غیرہ مشخص ہوں یا اسکا معنی شہر بھی ہے۔ مذکورہ بالا مطلب دوسرے احتمال کی بنا پر ہے۔

۲۔ بارگاہ رب العزت میں التجا کرنا، دعا اور حاجات طلب کرنے کے آداب میں سے ہے۔ رب اجعل هذا بلدًا آمناً
۳۔ شہر مکہ کی اقتصادی بحالی اور رونق اور وہاں کے مومن شہریوں کا مختلف پھلوں اور میوہ جات سے بہرہ مند ہونا
حضرت ابراہیم ؑ کی بارگاہ ایزدی میں دعاؤں میں سے تھا۔ وَاَرْزُقْ اَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ
۳۔ حضرت ابراہیم ؑ مکہ کے کفار کو الہی رزق و روزی سے بہرہ مند ہونے کا اہل نہ سمجھتے تھے۔ وَاَرْزُقْ ... مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

۵۔ حضرت ابراہیم ؑ نے اللہ تعالیٰ سے چاہا کہ مکہ کے کفار اس کے رزق و روزی سے بہرہ مند نہ ہوں۔

وارزق ... من آمن منهم بالله واليوم الآخر "من آمن"، "اہلہ" کے لئے بدل ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لفظ "اہلہ" سے ہدف بیان کر رہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام "من آمن" کے استعمال سے اس مطلب کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ آپ علیہ السلام خواہشمند ہیں مکہ کے کفار کو پھل اور میوہ جات عطا نہ کیئے جائیں۔

۶۔ انبیاء (علیہم السلام) کے مکتب کے بنیادی ارکان میں سے اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان ہے۔ من آمن منهم بالله واليوم الآخر

۷۔ شہر مکہ میں نعمتوں کی فراوانی اور امن و امان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اہداف کی تکمیل کے لئے کارساز اور معاون ہیں۔ انی جاعلك للناس اماماً ... إذ قال ابراهيم رب اجعل هذا بلداً آمناً وارزق اهله حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امامت، کعبہ کی تطہیر اور اسکو عبادت خدا کے لئے تیار کرنے میں آپ علیہ السلام کی ذمہ داری اور اس کے بعد آپ علیہ السلام کی دعا (مکہ پر امن ہو اور اس میں اقتصادی رونق ہو) یہ سب مطالب مذکورہ بالا مطلب کو بیان کر رہے ہیں۔

۸۔ شہر مکہ کو حتی کفار کے لئے بھی امن کی جگہ ہونا چاہیئے۔ رب اجعل هذا بلداً آمناً وارزق ... من آمن منهم بالله واليوم الآخر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دوسری دعا یعنی پھلوں اور میوہ جات کا عطا کیا جانا اسکو مؤمنین کے ساتھ مختص کیا جبکہ شہر مکہ کے امن و امان کو مطلق طور پر بیان فرمایا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے امن و امان کو سب کے لئے حتی کفار کے لئے بھی چاہا۔

۹۔ دینی پیشوا اور اماموں کی ذمہ داریوں میں سے ہے کہ لوگوں کے لئے امن و امان اور آسائش و رفاہ مہیا کریں۔ اسی طرح ان کے لئے عبادت و بندگی کا ماحول فراہم کریں۔ انی جاعلك للناس اماماً ... طهرا بيتي للطائفين ... رب اجعل هذا بلداً آمناً وارزق اهله

۱۰۔ اہل ایمان کے لئے رفاہ اور امن و امان کا مہیا کرنا ادیان الہی کی نظر میں بہت ہی قابل قدر چیز ہے۔ رب اجعل هذا بلداً آمناً وارزق اهله من الثمرات من آمن

۱۱۔ بندوں کے لئے انیت اور رزق و روزی کا اہتمام کرنا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ایک پرتو ہے۔ رب اجعل هذا بلداً آمناً وارزق اهله من الثمرات

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا "مکہ کی سرزمین کا شہر بننا، اس کا امن و امان اور اس میں رہنے والے مؤمنین کی آسائش و رفاہ" کو قبول فرمایا۔ رب اجعل ... قال و من كفر فامتنعه قليلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعا میں اس مطلب کی طرف اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مکہ کے رہنے والے کفار کو اپنے رزق سے محروم فرمائے۔ یہ

جملہ (و من کفر فامتعہ۔ لیکن جس نے کفر اختیار کیا اس کو ہم کم فائدہ دینگے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم ؑ کی خواہش کا منفی جواب ہے۔ ایک درخواست کے بعض حصے کا قبول نہ ہونا دیگر دعاؤں کی قبولیت کی حکایت کرتا ہے۔

۱۳۔ حضرت ابراہیم ؑ کی شہر مکہ کے امن و امان اور اس سرزمین کے مومنین کا الہی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کی دعا ایک ایسا واقعہ ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ و اذ قال ابراہیم رب اجعل هذا بلداً آمناً وارزق اہلہ یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "اذ" فعل مقدر "اذکر" کے لئے مفعول ہو۔

۱۳۔ حضرت ابراہیم ؑ کی دعا (مکہ کے کفار اللہ کی نعمتوں سے محروم ہو جائیں) قبول نہ ہوئی۔ قال و من کفر فامتعہ قليلاً

۱۵۔ کفار کو دنیا کی متاع سے بہرہ مند کرنا سنن الہی میں سے ہے۔ و من کفر فامتعہ

۱۶۔ کفار کا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونا بڑا ہی وقتی ہے۔ و من کفر فامتعہ قليلاً ثم اضطرہ الی عذاب النار

۱۷۔ دنیا کی متاع بڑی قلیل اور اس سے استفادہ کوتاہ مدت ہے۔ فامتعہ قليلاً "قلیلاً" موصوف محذوف کے لئے صفت ہے یہ موصوف "متاعاً" یا "زماناً" کی طرح کا کوئی لفظ ہو سکتا ہے۔ مافوق جملہ چونکہ "ثم اضطرہ" کے مقابل آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم آخرت کے مقابل میں دنیا کی متاع بڑی قلیل اور اس سے استفادہ کوتاہ مدت ہے۔

۱۸۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت کے بارے میں کفر اختیار کرتے ہیں ان کے پاس کوئی راہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ آتش جہنم میں داخل ہو جائیں۔ و من کفر ... ثم اضطرہ الی عذاب النار اضطرار یعنی کسی کو کسی کام کے کرنے پر مجبور کرنا پس "ثم اضطرہ..." کا معنی یہ بنتا ہے جب کفار اپنی دنیاوی زندگی پوری کر چکے ہوں گے تو ہم انہیں آتش جہنم میں جانے پر مجبور کرینگے۔

۱۹۔ جہنم کی آگ بہت ہی بُرا مقام اور بڑا شوم نتیجہ ہے۔ و بئس المصیر "مصیر" اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پر حرکت ختم ہو جائے۔

۲۰۔ حضرت ابراہیم ؑ کی کفار مکہ کے خلاف دعا قبول نہ ہونے پر اللہ تعالیٰ نے آپ ؑ کی دلجوئی فرمائی۔

وارزق ... من آمن منهم ... قال و من کفر فامتعہ قليلاً ثم اضطرہ الی عذاب النار دنیا کی متاع کے قلیل ہونے، اس سے کوتاہ مدت

استفادہ کے بیان کرنے اور حضرت ابراہیم ؑ کی دعا کفار کے خلاف قبول نہ ہونے کے بعد ان کے بُرے انجام کے ذکر کرنے کے اہداف میں سے ایک حضرت ابراہیم ؑ کی دلجوئی کرنا ہے۔

۲۱۔ حضرت امام صادق ؑ سے حضرت ابراہیم ؑ کے اس کلام "وارزق اہلہ من الثمرات..." کے بارے میں روایت ہے کہ آپ ؑ نے فرمایا "من ثمرات القلوب ای حببہم الی الناس لیتنبوا الیہم و یعودوا الیہم" (۱) اس سے مراد دلوں کے پھل ہیں یعنی مومنین مکہ کی محبت لوگوں کے دل میں ڈالو تاکہ ان کے مشتاق بن کر ان کی طرف لوٹ آئیں۔

۲۲۔ امام باقر ؑ سے حضرت ابراہیم ؑ کی اس دعا "وارزق اہلہ من الثمرات" کے بارے میں روایت ہے آپ ؑ نے فرمایا "ان المراد بذلك ان الثمرات تحمل الیہم من الآفاق" یہ پھل دور کی سر زمینوں سے وہاں (مکہ) لے جائے جاتے ہیں (۲)

احکام: ۸

حضرت ابراہیم ؑ : حضرت ابراہیم ؑ اور کفار مکہ ۲۰، ۳؛ حضرت ابراہیم ؑ کی دعا کی قبولیت ۱۲؛ حضرت ابراہیم ؑ کے اہداف ۴؛ حضرت ابراہیم ؑ کی بصیرت ۳؛ حضرت ابراہیم ؑ کی خواہشات ۵، ۳، ۱؛ حضرت ابراہیم ؑ کی دعا ۲۱، ۲۰، ۱۳، ۵، ۳، ۱؛ حضرت ابراہیم ؑ کی دل جوئی ۲۰؛ حضرت ابراہیم ؑ کا واقعہ ۲۰، ۵، ۱

اقتصاد: اقتصادی رونق کی اہمیت ۳

انیت: امن و امان کی اہمیت ۱۳، ۹

انبیاء ؑ : انبیاء کی تعلیمات کے ارکان ۶

انسان: انسانوں کا امن و امان ۱۱؛ انسانوں کی روزی ۱۱

ایمان: اللہ تعالیٰ پر ایمان ۶؛ قیامت پر ایمان ۶؛ ایمان کے متعلقات ۶

اہل جہنم: ۱۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۲؛ اللہ تعالیٰ کی سننیں ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے مظاہر ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۱۳

انجام: برا انجام ۱۹

(۱) تفسیر قمی ج/ ۱ ص ۶۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۲۴ ح ۳۵۹ (۲) مجمع البیان ج/ ۱ ص ۳۸۸، تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۱۵۴ ح ۳۔

جہنم: آتش جہنم ۱۸، ۱۹؛ جہنم کا برا ہونا ۱۹؛ جہنم کے موجبات ۱۸

عبادت: عبادت کا ماحول پیدا کرنا ۹

عذاب: اہل عذاب ۱۸

دعا: دعا کے آداب ۲

دنیاوی وسائل: ۱۴

دینی قائدین: دینی قائدین کی ذمہ داری ۹

ذکر: تاریخ کا ذکر ۱۳؛ حضرت ابراہیم ؑ کی دعا کا ذکر ۱۳

قدریں: ۱۰

رفاہ و آسائش: رفاہ کی اہمیت ۳، ۹

روایت: ۲۱، ۲۲

کفار: کفار کے دنیاوی وسائل ۱۵، ۱۶؛ کفار کی رفاہ و آسائش ۱۵، ۱۶؛ کفار جہنم میں ۱۸؛ کفار مکہ میں ۸؛ کفار کی سزا ۱۸؛ کفار کا

نعمت سے محروم ہونا ۳؛ کفار کی نعمتیں ۱۳

کفر: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کی سزا ۱۸؛ قیامت کے ساتھ کفر کی سزا ۱۸

مکہ کے کفار: مکہ کے کفار کی محرومیت ۵

مومنین: مومنین کے امن و امان کی اہمیت ۱۰؛ مومنین کی آسائش و رفاہ کی اہمیت ۱۰؛ دلوں میں مومنین کی محبت القا

کرنا ۲۱

مکہ کے مومنین: مکہ کے مومنین کے فضائل ۲۱

مکہ معظمہ: مکہ کا آباد ہونا ۲۲، ۳؛ مکہ کے احکام ۸؛ مکہ کا امن و امان ۱۳، ۱۲، ۸، ۷، ۱؛ مکہ کی تاریخ ۱۲، ۱؛ اہل مکہ کی آسائش و رفاہ

۱۲، ۳؛ مکہ کی اقتصادی رونق ۷، ۳؛ شہر مکہ ۱۲؛ مکہ میں پھل ۲۲؛ اہل مکہ کی نعمتیں ۱۳

نعمت: نعمت سے محرومیت ۵

احتیاجات: احتیاجات کی تکمیل کا سرچشمہ ۲

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾

اور اس وقت کو یاد کرو جابر ابراہیم و اسماعیل خانہ کعبہ کی دیواروں کو بلند کر رہے تھے اور دل میں یہ دعا تھیکہ پروردگار ہماری محنت کو قبول فرمائے کہ تو بہترین سننے والا اور جاننے والا ہے (۱۲۷)

۱۔ کعبہ کی دیواریں حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ نے کھڑی کیں اور ان کی تعمیر کی۔

و إذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت واسماعيل قاعده کی جمع قواعد ہے اس کا معنی پایہ، اساس اور ستون ہے۔ آیہ مجیدہ میں "البيت" کی مناسبت سے یہاں مراد دیوار کی بنیادیں ہیں بنیادوں کو اوپر لے جانا (یرفع ابراہیم القواعد) یعنی بنیادوں پر دیوار بنانا ہے۔

۲۔ قبل اس کے کہ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کعبہ کی دیواریں بنائیں اس کی بنیادیں موجود تھیں۔ و إذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل کعبہ کی دیواریں بنانے کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف دی گئی ہے۔ لیکن بنیادیں بنانے کی نسبت ان کی طرف نہیں دی گئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ کی بنیادیں پہلے سے موجود تھیں۔

۳۔ کعبہ کے اصلی بنانے والے حضرت ابراہیم ؑ تھے اور حضرت اسماعیل ؑ مدد کرنے والے تھے۔ و إذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت واسماعيل

پہلا فاعل اور فعل کے متعلقات لانے کے بعد فاعل پر فاعل کو عطف کرنا "جیسا کہ آیہ مجیدہ میں ہے" ہو سکتا ہے ان دو فاعل کے انجام کار میں تفاوت کی طرف اشارہ ہو۔ بنا بریں یہ جو دیواریں بنانے کی گفتگو ہو رہی ہے کہا جاسکتا ہے کہ اصلی بنانے والے حضرت ابراہیم ؑ تھے اور مدد و کمک کرنے والے حضرت اسماعیل ؑ۔

۴۔ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ نے بارگاہ الہی میں دعا کے ذریعے اپنے عمل (کعبہ کی تعمیر) کی قبولیت کو چاہا۔ ربنا تقبل منا

۵۔ کعبہ کی تعمیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کو فرمان تھا اور بارگاہ اقدس الہی میں ان کے لینے تقرب کا ذریعہ تھا۔

و إذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت واسماعيل ربنا تقبل منا یہ جو حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ نے
اللہ تعالیٰ سے اپنے عمل کی قبولیت کی دعا کی تو اسکا لازمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا ہو۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نیک عمل کو قابل ذکر نہ سمجھنا ایک پسندیدہ عمل ہے* ربنا تقبل منا

"تقبل۔ (قبول فرما) کا مفعول کعبہ کی تعمیر ہے حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ نے جو مفعول کا ذکر نہیں
فرمایا یعنی انہوں نے اپنے نیک عمل کو بیان نہیں کیا گویا یہ کہ ان کا عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل ذکر نہیں ہے۔

۷۔ عبادت اور اطاعت الہی کی قدر و منزلت اس صورت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مورد قبول ہو۔

و إذ يرفع ابراهيم ... ربنا تقبل منا

۸۔ کعبہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کی پوری توجہ اور خلوص فقط اللہ تعالیٰ کے لئے
تھے۔ و إذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل ربنا تقبل منا جملے کا سیاق و سباق اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ "ربنا
تقبل منا" کے ہمراہ "قالا" یا اسطرح کا لفظ استعمال ہوتا۔ اس کلمہ کا حذف کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت
ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کی تعمیر کعبہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اسطرح تھی کہ گویا یہ چیز ان کی
حالت اور صفت میں تبدیل ہو چکی تھی پس لفظوں کی ادائیگی ضروری نہیں تھی۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ربوبیت میں التجا کرنا دعا کے آداب میں سے ہے۔ ربنا تقبل منا

۱۰۔ اللہ تعالیٰ سمیع (سننے والا) اور علیم (جاننے والا) ہے۔ انك انت السميع العليم

۱۱۔ فقط اللہ تعالیٰ ہے جو بندوں کی دعائیں سننے والا، ان کی دعائیں قبول کرنے والا اور ان کی ضروریات سے آگاہ ہے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ماقبل جملے کی مناسبت سے جس میں دعا و درخواست پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے
"سمیع" ہونے کا بیان، دعا کی قبولیت اور حاجت کے پورے ہونے کی طرف کنایہ ہے۔

۱۲۔ نیک عمل انجام دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور اس عمل کی قبولیت کے لئے بارگاہ ایزدی میں دعا کرنا عمل

کے آداب میں سے ہے۔ و إذ يرفع ابراهيم القواعد ... ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا دعا کے آداب میں سے

ہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم

۱۳۔ نیک عمل کے بانیوں کو یاد کرنا ایک پسندیدہ اور اچھا عمل ہے۔ و اذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل "اذ...""اذکروا" کے لئے مفعول ہے یعنی یہ کہ کعبہ کے بنانے والوں کو ہمیشہ یاد رکھو۔ یہ حکم انسانوں کے لئے ایک درس ہے کہ نیک کاموں کی بنیاد رکھنے والوں کے عمل کو کبھی فراموش نہیں ہونا چاہیئے۔

۱۵۔ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کی طرف سے کعبہ کی تعمیر کا واقعہ اور اس دوران ان کی دعائیں، یاد رکھنے والا واقعہ ہے۔ و اذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل ربنا یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "اذ" فعل مقدر "اذکروا" کے لئے مفعول ہو۔

۱۶۔ امام صادق ؑ سے روایت ہے "... فلما امر الله عزوجل ابراهيم ان يبنى البيت و لم يدر فى اى مكان يبنيه فبعث الله جبرائيل فخط له موضع البيت فانزل الله عليه القواعد من الجنة ... فبنى ابراهيم البيت و نقل اسماعيل الحجر من ذى طوى فرفعه الى السماء تسعة اذرع...^(۱)... جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ؑ کو کعبہ کی تعمیر کا امر فرمایا تو آپ ؑ نہیں جانتے تھے کہ کعبہ کی تعمیر کہاں کریں تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل ؑ کو بھیجا تو حضرت جبرائیل ؑ نے زمین پر کعبہ کی جگہ ایک خط کھینچا پھر اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی بنیادیوں کو جنت سے نازل فرمایا... پس حضرت ابراہیم ؑ نے کعبہ کی تعمیر کی حضرت اسماعیل ؑ وادی "ذی طوی" سے پتھر لے کر آئے تو حضرت ابراہیم ؑ نے کعبہ کی (دیو اوں) کو نو^(۲) ذراع تک بلند فرمایا..."

۱۷۔ قال الحلبي سئل ابو عبد الله عليه السلام عن البيت اكان يحج قبل ان يبعث النبي(ص) ؟ قال نعم و تصديقه في القرآن ... و اذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل...^(۳) حلبی کہتے ہیں امام صادق ؑ سے پوچھا گیا کیا آنحضرت (ص) کی بعثت سے قبل حج تھا؟ تو حضرت ؑ نے فرمایا ہاں اس کا شاہد قرآن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "یادکرو جب ابراہیم اور اسماعیل کعبہ کی دیواریں بلند کر رہے تھے"

۱۸۔ امام صادق ؑ سے روایت ہے کہ... کان البيت درة بيضاء فرفعه الله الى السماء و بقى اساسه ... فامر الله ابراهيم و اسماعيل ان يبنيا البيت على القواعد^(۴)

(۱) تفسیر قمی ج/ ۱ ص ۶۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۲۸ ح ۳۷۶ (۲) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۶۰ ح ۹۹، تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۱۵۵ ح ۱۰۔

(۳) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۶۰ ح ۹۸، تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۱۵۵ ح ۹۔

... خانہ کعبہ سفید در (موتی) تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو آسمان کی طرف بلند فرمایا اور اس کی بنیاد باقی رہ گئی... پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کو امر فرمایا کہ کعبہ کو انہی گزشتہ بنیادوں پر تعمیر کریں۔

اخلاص: اخلاص کی اہمیت ۸

اسماء اور صفات: سمیع ۱۰؛ علیم ۱۰

اطاعت: اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اہمیت ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱۱؛ اوامر الہی ۵؛ حمد الہی ۱۳؛ ربوبیت الہی ۹؛ اللہ تعالیٰ کا سننا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کا علم ۱۱

انسان: انسان کی ضروریات ۱۱

تقرب: تقرب کے عوامل ۵

حج: حج کی تاریخ ۱۷؛ حج قبل از اسلام ۱۷

حضرت ابراہیم ؑ: حضرت ابراہیم ؑ اور کعبہ کی تعمیر ۱، ۱۶، ۱۸، ۳؛ حضرت ابراہیم ؑ کا خلوص ۸؛ حضرت ابراہیم ؑ کا تقرب ۵؛ حضرت ابراہیم ؑ کی دعا ۳؛ حضرت ابراہیم ؑ کا واقعہ ۱، ۳، ۴؛ حضرت ابراہیم ؑ کی ذمہ داری ۵

حضرت اسماعیل ؑ: حضرت اسماعیل ؑ کا اخلاص ۸؛ حضرت اسماعیل ؑ اور کعبہ کی تعمیر ۱، ۱۶، ۱۸، ۳؛ حضرت اسماعیل ؑ کا تقرب ۵؛ حضرت اسماعیل ؑ کی دعا ۳؛ حضرت اسماعیل ؑ کا واقعہ ۱، ۳، ۴؛ حضرت اسماعیل ؑ کی ذمہ داری ۵

دعا: دعا کے آداب ۱۳، ۹، ۶؛ دعا کا مستجاب ہونا ۱۲؛ دعا کی قبولیت کا سرچشمہ ۱۱

ذکر: اچھے عمل کے بانیوں کا ذکر ۱۳؛ کعبہ کی تعمیر کا ذکر ۱۵؛ تاریخ کا ذکر ۱۵؛ حضرت ابراہیم ؑ کی دعا کا ذکر ۱۵؛ حضرت اسماعیل ؑ کی دعا کا ذکر ۱۵

روایت: ۱۶، ۱۸، ۱۷

عبادت: عبادت کی قدر و منزلت ۷؛ عبادت کی قبولیت کی شرائط ۷

عمل:

پسنیدہ عمل کے آداب ۱۲؛ پسنیدہ عمل کی اہمیت ۱۳؛ عمل کی قبولیت کی درخواست ۱۲، ۳؛ پسنیدہ عمل ۶؛ عمل کی قبولیت کے لئے کیفیت دعا ۶
 قدریں: قدروں کے معیار ۷

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمَنْ ذُرِّيَّتَنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

﴿۱۲۸﴾

پروردگار ہم دونوں کو اپنا مسلمان اور فرمانبردار قرار دے دے اور ہمارا ولاد میں بھی ایک فرمانبردار امت پیدا کر۔ ہمیں ہمارے مناسک دکھلا دے اور ہمارے توبہ قبول فرما کہ تو بہترین قبول کرنے والا مہربان ہے (۱۲۸)

۱۔ کعبہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کی دعاؤں میں سے ایک دعا اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم ہونا تھا۔ و اذ یرفع ابراہیم القواعد ... ربنا و اجعلنا مسلمین لك

۲۔ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ نے اللہ تعالیٰ سے چاہا کہ ان کی نسل میں سے کچھ انسانوں کو مقام تسلیم تک پہنچائے۔ و من ذریتنا امة مسلمة لك

کعبہ: کعبہ کے بانی ۱، ۳؛ کعبہ کی تعمیر ۵، ۳، ۱، ۱۸، ۱۶، ۸؛ کعبہ کی تاریخ ۱۶، ۳، ۲؛ کعبہ کے فضائل ۱۸؛ کعبہ کی قدامت ۲
 مقررین: ۵

اس مطلب میں "من ذریتنا" میں "من" کا معنی بعض لیا گیا ہے۔

۳۔ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کی اپنی ذریت (نسل) سے محبت۔ من ذریتنا امة مسلمة لك

۳۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی راہ و روش یہ ہے کہ اس کے سامنے سر تسلیم خم ہوا جائے۔

ربنا و اجعلنا مسلمین لك و من ذریتنا امة مسلمة لك

۵۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم ہونے سے مراتب و درجات ملتے ہیں۔ ربنا و اجعلنا مسلمین لك

حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم تھے لیکن پھر بھی اس مقام کے حصول کی توفیق کی دعا کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام تسلیم کے مختلف درجات اور مراتب ہیں۔

۶۔ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کی تمام تر ذریت تسلیم کے اعلیٰ درجات کے حصول کی لیاقت نہیں رکھتی۔ و من ذریتنا امة مسلمة لك "من ذریتہا" میں "من" تبعیض کے لئے ہے اور مذکورہ بالا مفہوم کو بیان کرتا ہے۔

۷۔ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کی پروردگار سے دعاؤں میں سے ایک دعا اللہ تعالیٰ کی عبادت کا طریقہ اور اسکے آداب کی تشریح و تفسیر تھا۔ و ارنا مناسکنا

"مناسک" کا مفرد "منسک" ہے جس کا معنی عبادت کا طریقہ ہے (لسان العرب) پس "ارنا مناسکنا" یعنی اے اللہ ہمیں اپنی عبادت کرنے کا طریقہ دکھا۔

۸۔ کعبہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں اعمال حج کی کیفیت سکھائے۔ ربنا ... ارنا مناسکنا

یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ مناسک کا معنی اعمال حج ہوں جیسا کہ بعض اہل لغت اور بعض مفسرین نے یہی معنی کیا ہے۔

۹۔ احکام دین کی قانون سازی اور عبادت کی کیفیت کا بیان کرنا خدا تعالیٰ کی شان ہے ربنا ... ارنا مناسکنا

۱۰۔ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ نے اللہ تعالیٰ سے چاہا کہ ان کی اور ان کی اولاد کی توبہ کو قبول فرمائے۔ و تب علینا

۱۱۔ انسان جس بھی مقام و منزلت کا مالک ہو اپنے الہی فرائض کی ادائیگی میں عاجز ہے۔ و تب علینا

حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ جو گناہ اور معصیت الہی سے پاک و منزہ ہیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں اور اس توبہ کی قبولیت کے خواہشمند ہیں اس میں بعض نکات ہیں ان میں سے ایک یہ کہ انسان جس مقام و منزلت پر بھی فائز ہو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا فریضہ ادا کرنے سے معذور ہے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ تواب (بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا) اور رحیم (بہت زیادہ مہربان) ہے۔ انک انت التواب الرحیم

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم ہونے کی توفیق، اللہ تعالیٰ کا عبادت کی کیفیت بیان کرنا اور اللہ رب العزت کا توبہ قبول کرنا بندوں پر اسکی رحمت کے پر تو ہیں۔ ربنا و اجعلنا مسلمین ... و ارنا مناسکنا و تب علینا انک انت التواب الرحیم

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا انسان کی معنوی خواہشات کی تکمیل میں موثر ہے۔ ربنا و اجعلنا مسلمین لك ... و تب علینا

۱۵۔ امیر المومنین علیؑ سے روایت ہے "لما فرغ ابراهیم من بناء البيت قال: فعلت ای رب فارنا مناسکنا ابرزها لنا علّمناها فبعث الله جبرائیل فحجّ به ^(۱) حضرت ابراہیمؑ جب کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو عرض کیا یا اللہ میں نے اپنی ذمہ داری کو ادا کیا پس اے اللہ تو ہمارے لئے اعمال حج کو آشکار فرما اور ان کو ہمیں سکھا دے۔ تو پس اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو بھیجا تو انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کے ہمراہ اعمال حج انجام دیئے (یعنی عملاً حضرت ابراہیمؑ کو اعمال حج دکھائے)۔

احتیاجات: معنوی احتیاجات کی تکمیل ۱۳

اسماء اور صفات: تو اب ۱۲؛ رحیم ۱۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے مختصات ۹؛ اللہ تعالیٰ کی توفیقات ۱۳؛ رحمت الہی کے مظاہر ۱۳

انسان: انسان کی معنوی خواہشات ۱۳؛ انسان کا عاجز ہونا ۱۱

بندگی: بندگی کی روش ۳

توبہ: توبہ کی قبولیت کی درخواست ۱۰؛ توبہ کی قبولیت ۱۳

توفیق: توفیق کے اسباب ۱۳

حج: اعمال حج کی تعلیم ۸، ۱۵

حضرت ابراہیمؑ: حضرت ابراہیمؑ اور کعبہ کی تعمیر ۱۵؛ حضرت ابراہیمؑ کی خواہشات ۴، ۸، ۱۰؛ حضرت ابراہیمؑ

کی دعا ۱۵، ۱۰، ۸، ۴، ۱؛ حضرت ابراہیمؑ کی محبت و رجحانات ۳؛ حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ ۱۰، ۸، ۳، ۱؛

حضرت ابراہیمؑ کی نسل ۲، ۳، ۶، ۱۰

حضرت اسماعیلؑ:

(۱) جامع البیان (طبری) ج ۱/ ص ۵۵۵، الدر المنثور ج ۱/ ص ۳۳۲۔

حضرت اسماعیل ؑ کی خواہشات ۱۰، ۸، ۷؛ حضرت اسماعیل ؑ کی دعا ۱۰، ۸، ۷، ۲، ۱؛ حضرت اسماعیل کی محبت ۳؛
حضرت اسماعیل ؑ کا واقعہ ۱۰، ۸، ۳، ۱؛ حضرت اسماعیل ؑ کی نسل ۱۰، ۶، ۳، ۲
دعا: دعا کے نتائج ۱۳

دین: دین کی قانون سازی کا سرچشمہ ۹
رجحانات: نسل سے محبت کے رجحانات

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

﴿۱۲۹﴾

پروردگار ان کے درمیان ایک رسول مبعوث فرما جو ان کے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے۔ انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس کو پاکیزہ بنائے بیشک تو صاحب عزت اور صاحب حکمت ہے (۱۲۹)

۱۔ حضرت اسماعیل ؑ کی نسل سے کسی ایک پیامبر ؑ کی بعثت کے لئے کعبہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ نے دعائیں کیں۔ و من ذریتنا امة مسلمة لك ... ربنا و ابعث فيهم رسولا منهم

روایت: ۱۵

سر تسلیم خم ہونا: اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونے کی اہمیت ۱، ۱۳، ۳، ۲؛ اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونے کے مراتب ۶، ۵؛ سر تسلیم خم ہونے کا مقام ۶، ۲

عبادت: عبادت کے آداب کی تشریح ۷؛ عبادت کی کیفیت کا بیان و تشریح ۱۳، ۹، ۷

کعبہ: کعبہ کی تعمیر ۱۵، ۸، ۱

"فیہم" اور "منہم" کی ضمیر ممکن ہے ماقبل آیہ میں "امۃ مسلمۃ" کی طرف لوٹتی ہو اور ممکن ہے آیت مجیدہ ۱۲۶ میں "اہلہ" کی طرف پلٹتی ہو۔ مذکورہ بالا مطلب پہلے احتمال کی بنا پر ہے یعنی "ربنا و ابعث فی ذریتنا المسلمۃ رسولا منهم"۔ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کی مشترکہ دعا اس نکتہ کو بیان کر رہی ہے کہ مورد نظر پیامبر (ص) حضرت ابراہیم ؑ کی نظر میں اسماعیل ؑ کی نسل سے ہے نہ کہ کسی دوسرے فرزند کی نسل سے۔

۲۔ آیات الہی کی تلاوت کرنا، آسمانی کتاب کی تعلیم دینا، حکمت (دینی احکام، معارف وغیرہ) سکھانا اور حضرت ابراہیم ؑ

اور حضرت اسماعیل ؑ کی نسل کو آلودگیوں، کثافتوں اور نجاستوں سے پاک کرنا اس پیامبر کی

خصوصیات تھیں جس کی بعثت کے لئے حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ نے دعا کی تھی۔
ربنا و ابعث فیہم رسولاً منہم یتلوا علیہم آیاتک و یعلمہم الکتاب والحکمۃ و یرزیکہم

۳۔ حضور سرور دو عالم محمد مصطفیٰ (ص) ہی وہ بنی ہیں کہ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ نے اپنی نسل سے جن کی بعثت کیلئے دعا کی تھی۔ ربنا و ابعث فیہم رسولاً منہم ... یرزیکہم سب مفسرین کے مطابق "رسولاً" سے مراد پیامبر عظیم الشان اسلام حضرت محمد مصطفیٰ (ص) ہیں۔

۴۔ اپنی اولاد اور نسل کے لئے دعا کرنا کہ وہ احکام الہی سیکھیں اور ان کی دینی تربیت ہو ایک اچھا اور نیک شگون عمل ہے۔ ربنا و ابعث فیہم رسولاً ... و یرزیکہم

۵۔ وہ نسل، اولاد اور ذریت جو دینی تعلیمات کے ساتھ لیس ہو اور آلودگیوں سے پاک و منزہ ہو ایسی اولاد اپنے اسلاف کے لئے سر بلندی و سرفرازی کا سبب ہے۔ ربنا و ابعث فیہم رسولاً منہم ... و یرزیکہم
۶۔ انبیاء (علیہم السلام) کی بعثت اور خود عوام میں سے ان کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے۔ ربنا و ابعث فیہم رسولاً منہم

۷۔ آیات الہی کی تلاوت کرنا، آسمانی کتاب کی تعلیم دینا، حکمت سکھانا اور لوگوں کو آلودگیوں، کثافتوں سے پاک کرنا انبیاء (علیہم السلام) کے فرائض اور ان کی بعثت کے اہداف میں سے ہے۔ یتلوا علیہم آیاتک و یعلمہم الکتاب والحکمۃ و یرزیکہم

۸۔ امتوں کا مقام تسلیم و رضاتک پہنچنا انبیاء ؑ کی بعثت، آسمانی کتاب اور دینی احکام و معارف کی تعلیم اور آلودگیوں سے پاک و منزہ ہونے سے ممکن ہے۔ من ذریتنا امة مسلمة لك ... ربنا و ابعث فیہم رسولاً منہم یتلوا ... یرزیکہم "امت مسلمہ" کی تشکیل کے لئے درخواست کے بعد حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کا اپنی نسل سے ایک نبی کی بعثت کے لئے دعا کرنا لگتا ہے اسلئے تھا کہ: "امت مسلمہ" کی تشکیل کے لئے بعثت اور اس کے اہداف بنیادی ترین ضروریات میں سے ہیں۔

۹۔ آسمانی کتاب کی تعلیم، حکمت اور الہی احکام و معارف کا سیکھنا اور خود کو آلودگیوں اور کثافتوں سے پاک رکھنا انبیاء الہی ؑ کی نظر میں بہت بلند و ارفع مقام و منزلت کا باعث ہے۔ ربنا و ابعث فیہم رسولاً منہم یتلوا ... و یرزیکہم

۱۰۔ اللہ تعالیٰ ہی تنہا عزیز (کامیاب اور شکست ناپذیر) اور فقط وہی حکیم (ایسی ہستی جو امور کی نہایت محکم و مستحکم بنیاد رکھے) ہے۔ انک انت العزیز الحکیم

۱۱۔ انبیاء (علیہم السلام) کی بعثت اللہ تعالیٰ کی عزت و حکمت کا ایک پرتو ہے۔ ربنا وابعث فیہم رسولاً ... انک انت العزیز الحکیم

۱۲۔ دعا کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کی ستائش و تعریف کرنا دعا کے آداب میں سے ہے۔ ربنا و ابعث ... انک انت العزیز الحکیم

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی ستائش و تعریف کرنا اسکی بارگاہ میں دعا کی قبولیت کے لئے موثر ہے۔ ربنا و ابعث فیہم ... انک انت العزیز الحکیم

۱۴۔ رسول اسلام (ص) کا ارشاد ہے "انا دعوة ابراهیم قال و هو یرفع القواعد من البيت ربنا و ابعث فیہم رسولاً منهم ..."^(۱) میں حضرت ابراہیم ؑ کی قبول شدہ دعا ہوں حضرت ابراہیم ؑ جب کعبہ کی دیواریں بلند فرما رہے تھے تو انہوں نے عرض کیا اے ہمارے رب ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول کو مبعوث فرما ..."

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں کی تعلیمات کے نتائج ۸؛ آسمانی کتابوں کی تعلیم کی قدر و قیمت ۹؛ آسمانی کتابوں کی تعلیمات ۲، ۷

آیات الہی: آیات الہی کی تلاوت ۲، ۷

اسماء اور صفات: حکیم ۱۰؛ عزیز ۱۰

اقدار: ۵، ۹

قدروں کا معیار ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱۰؛ حکمت الہی کے مظاہر ۱۱؛ عزت الہی کے مظاہر ۱۱؛ الہی نعمتیں ۶

امتنیں: امتوں کی اطاعت یا سر تسلیم خم ہونا ۸

انبیاء ؑ: انبیاء ؑ کی بعثت کے آثار ۸؛ انبیاء ؑ کے اہداف ۷؛ انبیاء ؑ کا بشر ہونا ۶؛ انبیاء ؑ کی بعثت ۱۱؛ انبیاء ؑ کی

بصیرت ۹؛ جس نبی (ص) کے لئے حضرت ابراہیم ؑ نے دعا کی ۱، ۲، ۳؛ جس نبی (ص) کے لئے حضرت اسماعیل ؑ نے دعا کی ۱، ۲، ۳؛ انبیاء ؑ کا نعمت ہونا ۶

اولاد: تربیت اولاد ۳؛ اولاد کی تعلیم ۳؛ اولاد و نسل کے لئے دعا ۳

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) حضرت ابراہیم ؑ کی نسل سے ۳؛ پیامبر اسلام (ص) حضرت اسماعیل ؑ کی نسل سے ۳؛ آنحضرت (ص) کے درجات ۱۳؛ آنحضرت (ص) کی نبوت ۱۳؛ آنحضرت (ص) کے اسلاف و بزرگان ۳ تزکیہ: تزکیہ کے آثار ۸؛ تزکیہ کی قدر و قیمت ۹

حضرت ابراہیم ؑ: حضرت ابراہیم ؑ کی نسل کا تزکیہ ۲؛ حضرت ابراہیم ؑ کی خواہشات ۱، ۲، ۳؛ حضرت ابراہیم ؑ کی دعا ۱، ۱۳؛ حضرت ابراہیم ؑ کی نسل ۳

حضرت اسماعیل ؑ: حضرت اسماعیل ؑ کی نسل کا تزکیہ ۲؛ حضرت اسماعیل ؑ کی خواہشات ۱، ۲، ۳؛ حضرت اسماعیل ؑ کی دعا ۱؛ حضرت اسماعیل ؑ کی نسل ۱، ۳؛ حکمت: حکمت کی تعلیم کی قدر و قیمت ۹؛ حکمت کی تعلیم ۲، ۴

حمد: حمد باری تعالیٰ ۱۲، ۱۳

دعا: دعا کے آداب ۱۲؛ دعائیں حمد باری تعالیٰ ۱۲، ۱۳ دعا کی قبولیت کی بنیاد ۱۳ دین: دینی تعلیم کے نتائج ۸؛ دینی تعلیم کی قدر و منزلت ۹؛ دینی تعلیم ۲، ۳

روایت: ۱۳

سر تسلیم خم ہونا: مقام تسلیم و رضا کا حصول ۸

عمل: پسندیدہ عمل ۳

عوام: عوام کا تزکیہ نفوس ۷

کعبہ: کعبہ کی تعمیر ۱

نسل: صالح اولاد یا نسل کی قدر و قیمت ۵؛ مؤمن نسل کی قدر و منزلت ۵؛ سر بلند و با عظمت نسل ۵

وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ

﴿۱۳۰﴾

اور کون ہے جو ملتِ ابراہیم سے اعراض کرے مگر یہ کہ اپنے ہیکو بیوقوف بنائے۔ اور ہم نے انھیں دنیا میں منتخب قرار دیا ہے اور وہ آخرت میں نیک کردار لوگوں میں ہیں (۱۳۰)

۱۔ حضرت ابراہیم ؑ کی شریعت اور مکتب عاقلانہ اور خردمندانہ ہے جبکہ اسکی پیروی کرنا عقل و خردمندی کا ثبوت ہے۔ و مَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ

۲۔ فقط احمق، سفیہ اور بے وقوف لوگ ہیں جو حضرت ابراہیم ؑ کے مکتب سے منحرف ہوئے ہیں اور قبول نہیں کرتے۔ و مَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ

"رغبۃ" کا لفظ جب اپنے مشتقات کے ہمراہ صرف "عن" کے ساتھ متعدی ہوتا ہے تو انحراف اور روگردانی کا معنی دیتا ہے۔ "من یرغب" میں "من" اسم استفہام ہے جو یہاں استفہام انکاری کے طور پر آیا ہے۔

۳۔ انسان فقط اپنی عقل کو فریب دے کر ادیان الہی سے گریزاں ہوتا ہے۔ و مَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ

"سف" کا مفعول "نفسہ" ہے پس "من سف نفسہ" یعنی وہ شخص جس نے خود کو حماقت و بے وقوفی میں مبتلا کیا ہے البتہ مذکورہ مطلب میں اسکے لئے "عقل کو فریب دینے" کی تعبیر استعمال کی گئی ہے۔

۳۔ حضرت ابراہیم ؑ کا مکتب و آئین دین اسلام کی بنیاد ہے۔ و مَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ

قرآن حکیم انسانوں کو دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے اور دین ابراہیمی ؑ سے انحراف اور روگردانی کو جائز نہیں سمجھتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو ادیان کی ماہیت ایک ہی ہے جبکہ حضرت ابراہیم ؑ کا دین، اسلام کی اساس و بنیاد ہے۔

۵۔ توحید ربوبی و افعالی اور اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونا، آنحضرت (ص) کی رسالت اور آپ (ص) کی کتاب (قرآن کریم) کی تصدیق کرنا دین ابراہیمی ؑ کے

اصولوں میں سے ہے۔ ربنا تقبل منا ... واجعلنا مسلمین لك ... ربنا وابعث فیہم رسولاً ... و من یرغب عن ملة ابراهيم

مورد بحث آیہ مجیدہ انسانوں کو حضرت ابراہیم ؑ کے دین کے انتخاب کی دعوت دے رہی ہے اور گزشتہ آیات اس دین کے اصولوں کی طرف اشارہ ہے۔ یہ جملہ "ربنا تقبل ..." بیان کر رہا ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ توحید ربوبی و افعالی اور ... پر اعتقاد رکھتے تھے۔

۶۔ حضرت ابراہیم ؑ کے دین کو قبول کرنے کا لازمی نتیجہ اسلام کو قبول کرنا ہے۔ ربنا وابعث فیہم رسولاً ... و من یرغب عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسه یہ جملہ "ربنا و ابعث ... " آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی طرف اشارہ ہے اور حضرت ابراہیم ؑ کے دینی اصولوں میں سے ایک اصول کی حکایت کر رہا ہے۔ بنا بریں حضرت ابراہیم ؑ کے دین پر یقین کا نتیجہ دین اسلام کی حقانیت پر ایمان و ایقان ہے۔

۷۔ دین اسلام سے روگردانی حماقت و بے عقلی کی دلیل ہے۔ ربنا وابعث فیہم رسولاً منهم ... و من یرغب عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسه

۸۔ حضرت ابراہیم ؑ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ شخصیت اور عالم آخرت میں صالحین اور با عظمت انسانوں میں سے ہیں۔ و لقد اصطفیناہ فی الدنیا و انہ فی الآخرۃ لمن الصالحین

۹۔ حضرت ابراہیم ؑ اللہ تعالیٰ کے خالص بندوں میں سے ہیں۔ و لقد اصطفیناہ فی الدنیا "اصطفائی" یعنی ہر چیز میں سے "صفوہ" (خالص اور پاکیزہ) کا انتخاب کرنا۔

۱۰۔ حضرت ابراہیم ؑ کا اخلاص، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ؑ کا انتخاب اور عالم آخرت میں آپ ؑ کا صالحین کے ساتھ ملحق ہونا یہ دلائل ہیں جن کی بنا پر آپ ؑ کے دین کی اتباع ضروری ہو جاتی ہے۔ و من یرغب ... لقد اصطفیناہ فی الدنیا و انہ فی الآخرۃ لمن الصالحین

یہ جملہ "لقد اصطفیناہ" اور "انہ فی الآخرۃ ... " اس جملہ "و من یرغب ... " کے لئے دلیل کے طور پر ہیں۔

۱۱۔ عالم آخرت میں بعض اعلیٰ و ارفع انسان صالحین کے عنوان سے حاضر ہوں گے۔ و انہ فی الآخرۃ لمن الصالحین

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کے خالص و برگزیدہ انسان قیامت کے دن صالحین کے ساتھ ملحق ہوں گے۔

و لقد اصطفیناہ فی الدنیا و انہ فی الآخرۃ لمن الصالحین

احمق افراد: ۲

ادیان: ادیان سے منہ موڑنے کی بنیاد ۳

اسلام: اسلام اور دین ابراہیمی ﷺ ۳; اسلام سے منہ موڑنا ۷; اسلام کو قبول کرنے کی بنیاد ۶

اللہ کے بندے: ۹ اللہ کے بندے قیامت میں ۱۱، ۱۲

برگزیدہ انسان: ۸، ۱۰ برگزیدہ انسان قیامت میں ۱۱، ۱۲

پیامبر گرامی اسلام (ص): پیامبر گرامی اسلام (ص) کی تصدیق ۵

توحید: توحید افعالی ۵; توحید ربوبی ۵

حضرت ابراہیم ﷺ: حضرت ابراہیم ﷺ صالحین میں سے ۸، ۱۰; حضرت ابراہیم ﷺ عالم آخرت میں ۸، ۱۰; حضرت

ابراہیم ﷺ کا خلوص ۹، ۱۰; دین ابراہیمی ﷺ کے اصول ۵; حضرت ابراہیم ﷺ کا برگزیدہ ہونا ۸، ۱۰; دین ابراہیمی ﷺ

کی اتباع ۱، ۱۰; دین ابراہیمی ﷺ کا معقول ہونا ۱; دین ابراہیمی ﷺ سے منہ پھرنے والے ۲; حضرت ابراہیم ﷺ کے

درجات ۸، ۹

حماقت و سفاہت: حماقت کی نشانیاں اور دلائل ۷

خود فریبی: خود فریبی کے نتائج ۳

سر تسلیم خم ہونا: اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونے کی اہمیت ۵

صالحین: ۸ صالحین آخرت میں ۱۱; صالحین قیامت میں ۱۲; صالحین کے درجات ۱۲

عالم آخرت: عالم آخرت میں مختلف گروہ ۱۱

عقیدہ: دین ابراہیمی ﷺ پر اعتقاد ۶

قرآن کریم: قرآن کریم کی تصدیق ۵

مخلصین: مخلصین قیامت میں ۱۲

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٣١﴾

جب ان سے ان کے پروردگار نے کہا کہ اپنے کو میرے حوالے کر دو تو انھوں نے کہا کہ میں رب العالمین کے لئے سراپا تسلیم ہوں (۱۳۱)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ؑ سے چاہا کہ ہمیشہ اس کے سامنے سر تسلیم خم رہیں۔ اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اَسْلِمْ
۲۔ حضرت ابراہیم ؑ نے فرمان الہی کو بلا تاخیر قبول کیا اور اللہ رب العزت کے حضور سر تسلیم خم ہونے کا اعلان کیا۔
قال اسلمت

۳۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم ؑ کا پروردگار اور تمام عالمین کا مدیر و مدبر ہے۔ ربہ ... لرب العالمین
۴۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت ابراہیم ؑ کو (اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونے کا) حکم دینا آپ ؑ کی تربیت اور رشد و تکامل کے لئے تھا۔ اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اَسْلِمْ

یہ مطلب کلمہ "رب" کہ جو مدیر و مدبر اور تربیت کرنے والے کے معنی میں ہے۔ سے حاصل کیا گیا ہے۔
۵۔ اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونا اور اس کے فرامین کی اطاعت کرنا انسان کی تربیت اور رشد و تکامل کا باعث ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اَسْلِمْ

۶۔ عالم آفرینش میں مختلف جہان موجود ہیں۔ رب العالمین یہ مطلب کلمہ "عالمین" کے جمع استعمال ہوا ہے۔
۷۔ اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونے کی حضرت ابراہیم ؑ کے پاس دلیل عالم ہستی کے تمام جہانوں پر پروردگار عالم کی ربوبیت ہے۔ اسلمت لرب العالمین اللہ تعالیٰ اور حضرت ابراہیم ؑ کے مابین گفتگو کا تقاضا یہ تھا کہ حضرت ابراہیم ؑ اللہ تعالیٰ کو جواب کے طور پر "اسلمت لک" کہیں۔ "لک" کی جگہ "لرب العالمین" کا لانا بعض نکات کی طرف اشارہ ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ حقیقت کو دلیل کے ساتھ پیش کرنا یعنی یہ کہ جب حضرت ابراہیم ؑ نے جان لیا کہ اللہ ہی رب

العالمین ہے تو اسکے حضور سر تسلیم خم ہو گئے۔

۸۔ جہان آفرینش پر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر یقین انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکے سامنے سر تسلیم خم ہونے کی ترغیب دلاتا ہے۔ اسلمت لرب العالمین

۹۔ حضرت ابراہیم ؑ کا اللہ کے حضور سر تسلیم ہونا ان کے انتخاب اور عالم آخرت میں صالحین کے ساتھ ملحق ہونے کی دلیل ہے۔ لمن الصالحین _ إذ قال له ربہ اسلم قال اسلمت

"اذ قال... میں" میں "اذ" صرف تعلیل ہے جو حضرت ابراہیم ؑ کے انتخاب اور عالم آخرت میں صالحین کے زمرے میں شامل ہونے کی دلیل ہے۔

۱۰۔ عالم آخرت میں صالحین کے زمرے میں شامل ہونا اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونے اور اسکی اطاعت کرنے کے باعث ہے۔ و انه فی الآخرة لمن الصالحین _ إذ قال له ربہ اسلم قال اسلمت

اطاعت: اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے نتائج ۱۰، ۵؛ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی بنیاد ۸

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی ۱؛ ربوبیت الہی ۴، ۳؛ اوامر الہی

ایمان: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان ۸؛ ایمان کے متعلقات ۸

تربیت: تربیت میں مؤثر عوامل ۵

ترغیب: ترغیب کے عوامل ۸

حضرت ابراہیم ؑ: حضرت ابراہیم ؑ کی اطاعت کے آثار ۹؛ حضرت ابراہیم ؑ صالحین میں سے ۹؛ حضرت

ابراہیم ؑ عالم آخرت میں ۹؛ حضرت ابراہیم ؑ کی اطاعت ۲، ۳؛ حضرت ابراہیم ؑ کی اطاعت کے دلائل ۴؛

حضرت ابراہیم ؑ کے انتخاب کے اسباب ۹؛ حضرت ابراہیم ؑ کی تربیت کے اسباب ۳؛ حضرت ابراہیم ؑ

کے رشد و تکامل کے عوامل ۳؛ حضرت ابراہیم ؑ کا واقعہ ۲؛ حضرت ابراہیم ؑ کا مربی "تربیت کرنے والا" ۳؛

حضرت ابراہیم ؑ کی ذمہ داری ۱؛ حضرت ابراہیم ؑ کے درجات ۹

خلقت: کائنات کے مختلف عوامل ۶؛ کائنات کے جہانوں کا مدیر و مدبر ۳، ۴

رشد: رشد کے عوامل ۵

سر تسلیم خم ہونا:

اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونے کے نتائج ۱۰، ۹، ۵، ۳؛ اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم ہونے کی اہمیت ۲، ۱؛ اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونے کے دلائل ۷؛ اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونے کی بنیاد ۸
 صالحین: صالحین عالم آخرت میں ۱۰، ۹؛ صالحین کے درجات ۱۰

نظریہ کائنات (جہان بینی): نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی ۸؛ فلسفہ ۳؛ اوامر الہی کی قبولیت ۲

وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿۱۳۲﴾

اور اسی بات کی ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ اے میرے فرزندو! اللہ نے تمہارے لئے دین کو منتخب کر دیا ہے اب اس وقت تک دنیا سے نہ جانا جب تک واقعی مسلمان نہ جاؤ (۱۳۲)

۱۔ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت یعقوب ؑ ہر دو کے چند فرزند تھے۔ و وصیٰ بها ابراہیم بنیہ و یعقوب یا بنی
 ۲۔ حضرت ابراہیم ؑ نے اپنی اولاد کو اپنے دین (خدا تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونا) کی اطاعت کی وصیت فرمائی۔
 و وصیٰ بها ابراہیم بنیہ

"بہا" کی ضمیر ممکن ہے "ملہ ابراہیم" آیہ مجیدہ ۱۳۰ میں کی طرف لوٹتی ہو اور ممکن ہے جملہ "اسلمت" ماقبل آیت "میں کی طرف لوٹتی ہو۔ دونوں صورتوں میں معنی ایک ہی بنتا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم ؑ کا دین وہی خداوند متعال کے حضور سر تسلیم خم ہونا ہے۔

۳۔ حضرت یعقوب ؑ نے اپنی اولاد کو حضرت ابراہیم ؑ کے دین (اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونا) کی اطاعت کی وصیت فرمائی۔ و وصیٰ بها ابراہیم بنیہ و یعقوب "یعقوب" "ابراہیم" پر عطف ہے گویا "وصیٰ بها یعقوب بنیہ"

۳۔ حضرت یعقوب ؑ حضرت ابراہیم ؑ کے دین کے

پیروکار تھے اور اسی کی تبلیغ کرنے والے تھے۔ و وصی بها ابراہیم بنیہ و یعقوب

۵۔ دین ابراہیمی ﷺ بہترین دین اور ہر طرح کے باطل و منحرف شبہات سے پاک و منزہ ہے۔

ان الله اصطفى لكم الدين "اصطفائی" یعنی کسی بھی چیز میں سے صفوہ (خالص و بہترین) کا انتخاب کرنا "الدين" میں "ال" عہد ذکر کی کا ہے جو حضرت ابراہیم ﷺ کے دین کی طرف اشارہ ہے۔

۶۔ حضرت ابراہیم ﷺ کا دین (خدا تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونا) اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور برگزیدہ دین ہے۔
ان الله اصطفى لكم الدين

۷۔ دین ابراہیمی ﷺ کا ہر طرح کے باطل و انحراف سے منزہ ہونا اور اس دین کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتخاب ہونا علت ہے اس امر کی کہ حضرت ابراہیم ﷺ اور حضرت یعقوب ﷺ نے اس دین کو قبول کرنے کی وصیت و نصیحت فرمائی۔ و وصی بها ابراہیم ... یا بنی ان الله اصطفى لكم الدين فلا تموتن

جملہ "لا تموتن..." کی جملہ "ان اللہ..." پر حرف "فای" کے ذریعے تفریع مذکورہ مطلب کی حکایت کرتی ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ انسان کے لئے جو کچھ انتخاب فرماتا ہے اور اس کا حکم دیتا ہے اس کو قبول کرنا ضروری ہے۔
ان الله اصطفى لكم الدين فلا تموتن الا و انتم مسلمون

"فلا تموتن..." میں "فای" سببیہ ہے یعنی اس کے مابعد جو کچھ واقع ہوا ہے وہ ماقبل جملے کے مضمون کا نتیجہ ہے پس جملے کا یہ معنی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے دین ابراہیمی ﷺ (اللہ جل جلالہ کے حضور سر تسلیم خم ہونا) کو تمہارے لئے انتخاب فرمایا ہے پس ہمیشہ اسی کے ساتھ وابستہ رہنا ضروری ہے۔

۹۔ ادیان الہی کی اتباع اور پیروی کا خود انسان کو فائدہ ہے۔ اصطفیٰ لكم الدين یہ مفہوم "لکم" کے "لام" کی بنا پر ہے۔

۱۰۔ حضرت ابراہیم ﷺ اور حضرت یعقوب ﷺ نے اپنی اولاد سے چاہا کہ ہمیشہ اللہ کے حضور سر تسلیم خم رہیں اور اس کے فرمان کی اطاعت کریں۔ فلا تموتن الا و انتم مسلمون

اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیشہ سر تسلیم خم رہنے اور ہمیشہ اسی کے مطیع فرمان رہنے کے لئے جملہ "فلا تموتن..." کنایہ ہے۔

۱۱۔ ادیان الہی کی تعلیمات کا محور اور ان کی روح خداوند متعال کے حضور سر تسلیم خم ہونا ہے۔ ان الله اصطفى لكم الدين فلا تموتن الا و انتم مسلمون

۱۲۔ اپنی اولاد میں صحیح دینی خطوط اور رجحانات پیدا کرنے سے محبت یہ حضرت ابراہیم ﷺ اور حضرت

يعقوب ؑ جيسے انبياء ؑ کی خصوصيات ميں سے ہے۔ وصى بها ابراهيم بنيه و يعقوب يا بني

۱۳۔ اپنے بچوں کو دين الہی کے انتخاب کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔

و وصى بها ابراهيم بنيه و يعقوب يا بني ... فلا تموتن الا و انتم مسلمون

۱۴۔ دين الہی کے انتخاب اور اللہ رب العزت کی بارگاہ ميں سر تسليم ہونے کی وصيت کرنا وصيتوں ميں سے بہترين

وصيت ہے۔ و وصى بها ابراهيم بنيه و يعقوب يا بني ... فلا تموتن الا و انتم مسلمون

اويان : اويان کی اتباع ۹؛ اويان کی حقيقت ۱۱

اطاعت : اللہ تعالیٰ کی اطاعت ۱۰

اللہ تعالیٰ : اوامر الہی کی قبوليت ۸

انبياء ؑ : انبياء ؑ کے رجحانات ۱۲ انسان : انسان کے فوائد اور منافع ۹

حضرت ابراهيم ؑ : دين ابراہیمی کا انتخاب ۶، ۷؛ حضرت ابراهيم ؑ کے فرزند ۱، ۲؛ حضرت ابراهيم ؑ کے

پيروکار ۳؛ دين ابراہیمی ؑ کی اطاعت ۲، ۳؛ حضرت ابراهيم ؑ کی وصيتیں ۲، ۷؛ دين ابراهيم ؑ کی حقانيت ۵، ۷؛

حضرت ابراهيم ؑ کی خواہشات ۱۰؛ حضرت ابراهيم ؑ کے رجحانات ۱۲؛ دين ابراہیمی ؑ کی قبوليت ۷؛ حضرت

ابراهيم ؑ کا واقعہ ۱، ۲؛ دين ابراہیمی ؑ کی خصوصيات ۵، ۶، ۷

حضرت يعقوب ؑ : حضرت يعقوب ؑ کے فرزند ۱، ۳؛ حضرت يعقوب ؑ کی تبليغ ۳؛ حضرت يعقوب ؑ کی

وصيتیں ۳؛ حضرت يعقوب ؑ کی خواہشات ۱۰؛ حضرت يعقوب ؑ کی وصيتوں کے دلائل ۷؛ حضرت يعقوب ؑ کا

دين ۳؛ حضرت يعقوب ؑ کے رجحانات ۱۲؛ حضرت يعقوب ؑ کا واقعہ ۳، ۱؛ حضرت يعقوب ؑ اور دين ابراہیمی

۳

دين : برگزيده دين ۵، ۶، ۷؛ دين کی قبوليت ۱۳؛ برگزيده دين کا قبول کرنا ۸

سر تسليم خم ہونا : اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسليم خم ہونے کی اہميت ۲، ۳، ۶، ۱۱، ۱۳، ۱۰

فرزند : فرزند کی دينی تربيت ۱۲، ۱۳

والدين : والدين کی ذمہ داری ۱۳

وصيت : بہترين وصيت ۱۴

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَإِلَهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٣﴾

کیا تم اس وقت تک موجود تھے جب یعقوب کا وقت موت آیا اور انھوں نے اپنی اولاد سے پوچھا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے تو انھوں نے کہا کہ آپ اور آپ کے آباء اور اجداد ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کے پروردگار خدائے وحدہ لا شریک کی اور ہم اسی کے مسلمان اور فرمانبردار ہیں (۱۳۳)

۱۔ یہودیوں کے جھوٹے اور کاذب دعووں میں سے تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندوں کو دین یہودیت پر باقی رہنے کی وصیت کی۔ ام کنتم شہداء إذ حضر یعقوب الموت "ام" منقطعة ہے جس میں استفہام انکاری کا معنی پایا جاتا ہے۔ شہداء شہید کی جمع ہے اور اس کا معنی حاضرین بنتا ہے یہ یہودیوں کو خطاب ہے پس "ام کنتم شہداء..." یعنی تم یہودی حضرت یعقوب علیہ السلام کی رحلت کے وقت موجود نہ تھے (پس تم کیسے یہ دعویٰ کرتے ہو کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندوں کو دین یہودیت پر باقی رہنے کی وصیت اور تاکید کی؟)

۲۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چند فرزند تھے۔ إذ قال لبنيه یہ مطلب اس وجہ ہے کہ "بنیہ" کا لفظ جمع استعمال ہوا ہے۔ ۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند ان آپ علیہ السلام کے زمانہ حیات میں موحد اور خدائے یکتا و لا شریک کی عبادت کرتے تھے۔ إذ قال لبنيه ما تعبدون من بعدي یہ مطلب "من بعدي" کی قید سے سمجھ میں آتا ہے۔

۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو خوف تھا کہ ان فرزندوں میں آپ علیہ السلام کے بعد کہیں دینی اعتقادات ختم نہ ہو جائیں۔ إذ قال لبنيه ما تعبدون من بعدي

۵۔ انبیاء علیہم السلام کی رحلت کے بعد امتوں کے مرتد ہونے کا خطرہ پایا جاتا ہے۔ إذ حضر یعقوب الموت إذ قال لبنيه ما تعبدون من بعدي

۶۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی رحلت کا وقت نزدیک آیا تو آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو توحید پر باقی رہنے کی دعوت اور یکتا پرستی کی وصیت فرمائی۔ إذ قال لبنيه ما تعبدون من بعدي

۷۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں نے آپ علیہ السلام کو اطمینان دلایا کہ وہ لوگ خدائے بزرگ و برتر کی پرستش کریں گے اور اسی کے سامنے سر تسلیم خم ہوں گے۔ قالوا نعبد ... الہا واحداً

۸۔ اپنے فرزندوں کی دینی تربیت اور اسکے نتائج کی طرف توجہ دینا اور اس بارے میں احساس ذمہ داری کرنا ضروری و لازمی ہے۔ إذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی

۹۔ توحید پرستوں کو چاہئے کہ جب انکی رحلت کا وقت نزدیک ہو تو اپنے پس ماندگان کو توحید اور خدائے بزرگ و برتر کی عبادت پہ قائم و دائم رہنے کی وصیت ضرور کریں۔ إذ حضر یعقوب الموت إذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی

۱۰۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام خدائے یکتا کی پرستش کرنے والے توحید پرست ہیں۔ نعبد الہک والہ آبائک ابراہیم و اسماعیل و اسحاق

۱۱۔ اسلاف کے دینی عقائد فرزندوں کے عقیدتی رجحانات میں بہت زیادہ موثر ہوتے ہیں۔ نعبد الہک والہ آبائک ابراہیم و اسماعیل و اسحاق الہاً واحداً حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند "نعبد اللہ الہاً واحداً" جیسے جملے سے اپنے توحیدی عقیدہ اور عبادتی توحید کا اظہار کر سکتے تھے لیکن اس مفہوم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور... کا نام لے کر بیان کرنا بعض نکات کی طرف اشارہ ہے ان میں سے ایک یہ کہ اسلاف اور بزرگوں کے عقائد فرزندوں اور ان کی نسل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

۱۲۔ انسان کے دادا اور چچا والد کی طرح ہیں۔ نعبد الہک والہ آبائک ابراہیم و اسماعیل حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے دادا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ علیہ السلام کے چچا تھے۔ قرآن کریم نے ان کے لئے "اب" (والد) کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ امر اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ عربی میں "اب" کا لفظ دادا اور چچا دونوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے یا یہ کہ دادا اور چچا والد کی مانند ہیں۔ مذکورہ بالا مطلب دوسرے احتمال کی بنا پر ہے۔

۱۳۔ خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت سب کا عمومی فریضہ ہے۔ نعبد ... الہا واحداً

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت اور اس کے غیر کے سامنے سر تسلیم خم ہونے سے اجتناب ضروری ہے۔ و نحن لہ مسلمون "مسلمون" پر "لہ" کا مقدم ہونا حصر پر دلالت کرتا ہے پس "نحن لہ مسلمون" کا معنی یہ ہے کہ ہم فقط اللہ کے ہی حضور سر تسلیم خم ہیں۔

۱۵۔ خدائے وحدہ پر عقیدہ، اسکی عبادت اور اسکی کامل اطاعت کے ہمراہ ہونا چاہیئے۔ نعبد ... اھا واحداً و نحن له مسلمون "تعبدون۔ (تم عبادت کرتے ہو) اور "نعبد۔ (ہم عبادت کرتے ہیں) سے یہ ہم مفہوم نکلتا ہے کہ خدائے وحدہ (توحید ذاتی) پر ایمان رکھنا کافی نہیں ہے بلکہ اسکی ذات اقدس کو ہی معبود جان کر اسکی پرستش کرنی چاہیئے۔ جملہ "نحن له مسلمون" یہ بیان کر رہا ہے کہ اسکی عبادت و بندگی کے علاوہ اس کے فراین و احکام کی بھی اطاعت کرنی چاہیئے۔

۱۶۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اسکی عبادت کا عقیدہ ادیان الہی کا اہم ترین اصول جبکہ دیگر اصولوں اور دینی احکام کی بنیاد و اساس ہے۔ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد ... اھا واحداً واضح ہے کہ حضرت یعقوب ؑ دین کے تمام احکام اور اصولوں میں سے فقط اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کو نجات کا ذریعہ نہ جانتے تھے بنا بریں فقط "ما تعبدون" کا ذکر کرنا ممکن ہے اس امر کی حکایت کرتا ہو کہ اولاً۔ توحید عبادی اہم ترین اصولوں میں سے ہے ثانیاً۔ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ذریعے دین کے دیگر اصولوں کو احکام کی طرف راغب ہو اور ان پر عمل پیرا ہو جائیگا۔

۱۷۔ تبلیغ دین کے لئے مختلف روشوں اور انداز کو اختیار کرنا ایک اچھا اور احسن عمل ہے۔ ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن الا و انتم مسلمون ... إذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی مورد بحث آیہ مجیدہ اور اس سے ماقبل کی آیت ہر دو کی دعوت توحید کی طرف ہے لیکن دونوں میں حالات کے مطابق بیان اور انداز میں ایک فرق و تفاوت پایا جاتا ہے۔

۱۸۔ واقعات کو علم و آگاہی کی بنیاد پر بیان اور انکی تشریح کرنی چاہیئے۔ ام کنتم شہداء إذ حضر یعقوب الموت اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دعویٰ (حضرت یعقوب ؑ نے دین یہودیت پر باقی رہنے کی وصیت کی) کو اس جملہ "ام کنتم ... (تم تو اس وقت موجود ہی نہ تھے) کے ساتھ بے بنیاد اور بے اساس جانا ہے۔ اسکا معنی یہ ہے کہ واقعات کو علم و آگاہی کی بنیاد پر بیان کرنا اور ان کی تشریح کرنی چاہیئے تاکہ ان کو قبول کیا جاسکے۔

۱۹۔ انبیاء (علیہم السلام) حتی اپنے فرزندوں کو بھی اللہ وحدہ اور اسکی عبادت کی قبولیت پر مجبور نہ کرتے تھے۔ إذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد خدائے واحد کی عبادت کی طرف دعوت دینا اور وصیت کرنا اور اسکے ساتھ یہ سوال پوچھنا (ما تعبدون ...؟) یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دین کی قبولیت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بجا لانے میں جبر نہیں ہے۔

۲۰۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ "قال تعالیٰ فی قصۃ یعقوب علیہ السلام " قالوا نعبد الهک و اله آبائک ابراهیم و اسماعیل و اسحاق " و اسماعیل علیہ السلام کان عم یعقوب علیہ السلام و قد سماہ اباً فی هذه الایہ ^(۱) حضرت یعقوب علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں نے اپنے والد کے جواب میں کہا) ہم آپ کے اور آپ کے آباء ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے چچا تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آپ علیہ السلام کو والد کہا ہے۔

ادیان: ادیان کے اصول ۱۶

ارتداد: ارتداد کا خطرہ ۵؛ ارتداد کی بنیاد ۵

اطاعت: اللہ تعالیٰ کی اطاعت ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اہمیت ۱۳

انبیاء (علیہم السلام): انبیاء علیہ السلام کی رحلت کے نتائج ۵؛ انبیاء علیہ السلام کی تبلیغ ۱۹؛ انبیاء کی تربیتی خصوصیات ۱۹

انسان: انسانوں کی ذمہ داری ۱۳

اولاد: اولاد کی دینی تربیت ۸؛ اولاد کے رجحانات ۱۱

تاریخ: تاریخ کو نقل کرنے کی شرائط ۱۸

تبلیغ: تبلیغ میں تنوع ۱۴؛ تبلیغ کی روش ۱۴

تربیت: دینی تربیت میں مؤثر عوامل ۱۱

توحید: توحید عبادتی کی اہمیت ۱۳، ۱۰؛ توحید ذاتی ۱۵؛ توحید عبادی ۶، ۱۶، ۱۵، ۱۳، ۹، ۷؛ توحید کے بارے میں وصیت

۶، ۹؛ واد ۱۲

توحید پرست افراد: ۱۰ توحید پرستوں کی ذمہ داری ۹

چچا: ۱۲، ۲۰ حضرت ابراہیم علیہ السلام :

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید ۱۰

(۱) قصص الانبیاء راوندی ص ۱۰۵ ح ۹۸۔

حضرت اسحاق ؑ: حضرت اسحاق ؑ کی توحید ۱۰

حضرت اسماعیل ؑ: حضرت اسماعیل ؑ حضرت یعقوب ؑ کے چچا ۲۰; حضرت اسماعیل ؑ کی توحید ۱۰
حضرت یعقوب ؑ: حضرت یعقوب ؑ کے نزع کا عالم ۶; حضرت یعقوب ؑ کے بیٹے ۲; حضرت یعقوب ؑ کے
توحید پرست بیٹے ۳، ۴; حضرت یعقوب ؑ کی توحید ۱۰; حضرت یعقوب کی وصیتیں ۱، ۶; حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں
کا دین ۳; حضرت یعقوب ؑ کا واقعہ ۲، ۳، ۳، ۶، ۷; حضرت یعقوب ؑ کی پریشانی ۳; حضرت یعقوب ؑ اور یہودیت ۱
خبر: خبر کے نقل کرنے میں آگاہی ۱۸; خبر نقل کرنے کی شرائط ۱۸

دادا: ۱۲

دین:

دینی تبلیغ ۱۴; دین میں اکراہ و جبر کی نفی ۱۹

روایت: ۲۰

عبادت گزار لوگ: ۱۰

سر تسلیم خم ہونا: غیر خدا کے سامنے سر تسلیم خم ہونے سے اجتناب ۱۳

عبادت: عبادت کی وصیت ۹; اللہ تعالیٰ کی عبادت ۱۶

عبادت میں جبر کی نفی ۱۹

عقیدہ: عقیدہ توحید ۱۶

عمل: پسندیدہ عمل ۱۴

نظریہ کائنات (جہان بینی):

توحیدی نظریہ کائنات ۱۶

والد: والد کے رجحانات اور ترغیبات کے نتائج ۱۱

والدین: والدین کی ذمہ داری ۸

یہود: یہودیوں کے دعوے ۱; یہودیوں کا جھوٹ ۱

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٤﴾

یہودیو یہ قوم تھی جو گزر گئی انھیں وہ ملے گا جو انھوں نے کمایا اور تمھیں وہ ملے گا جو کماؤ گے تم سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہ ہوگا (۱۳۳)

۱۔ حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسماعیل ؑ، حضرت اسحاق ؑ، حضرت یعقوب ؑ اور ان کے فرزندان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی امت اور اسکے حضور سر تسلیم خم ہیں۔ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ "تلك" کا مشار الیہ ماقبل آیہ مجیدہ میں مذکور انبیاء ؑ اور ان کے فرزندان ہیں۔ مذکر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے "تلك" کا استعمال خبر (امت) کی وجہ سے ہے۔

۲۔ تمام انسان حتیٰ عظیم الشان انبیاء (علیہم السلام) بھی دنیا میں نہ رہے اور سب کو عالم آخرت کی طرف سفر کرنا ہوگا۔ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ "خلت" کا مصدر "خلو" ہے اسکا ایک معنی گزرنا ہے اور یہاں موت سے کنایہ ہے انبیاء (علیہم السلام) کی دنیا سے رحلت فقط ایک خبر ہی نہیں کیونکہ سب انسان اس سے آگاہ ہیں بلکہ یہاں مخاطبین کی توجہ اس حقیقت کی طرف دلانا مقصود ہے کہ اگر موت انبیاء ؑ کی طرف آئی ہے تو تمہارا پیچھا بھی ضرور کمرے گی اس سے غافل نہ رہو۔

۳۔ حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسماعیل ؑ، حضرت اسحاق ؑ اور حضرت یعقوب ؑ کے نیک اعمال کی جزا ان کے ساتھ مختص ہے۔ اس سے دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچے گا۔ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ "ما کسبت" پر "لہا" کو مقدم کرنا حصر کا باعث ہے بنا بریں "لہا ما کسبت" یعنی ان کے اعمال کی جزا اور فائدہ صرف انہی کو لوٹ کر جائے گا۔

۴۔ یہودیوں کا حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسحاق ؑ اور... جیسے انبیاء ؑ کی فضیلتوں اور نیک اعمال سے بہرہ مند ہونا ان کے نادرست اور نا صحیح عقائد میں سے تھا۔ لہا ما کسبت و لكم ما کسبت یہ مطلب اس چیز سے حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے یہودیوں سے مخاطب ہوتے ہوئے اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ انبیاء ﷺ کے اعمال کی جزا صرف انہی کو ملے گی۔

۵۔ ہر فرد اور ہر امت اپنے ہی نیک اعمال کی جزا سے بہرہ مند ہوگی۔ لھا ما کسبت و لکم ما کسبتہم

۶۔ ہر انسان اور ہر معاشرے کے عمل کا نتیجہ انہی سے متعلق ہے اور انہی کی طرف لوٹنا چاہیئے۔
لھا ما کسبت و لکم ما کسبتہم

۷۔ ہر معاشرے اور امت کی ایک موت و حیات اور مستقل شخصیت ہے۔ تلك امة قد خلت

۸۔ انسان اپنے اسلاف کے اعمال کے ذمہ دار نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے سبب انکا مؤاخذہ ہوگا۔ و لا تسئلون عما کانوا یعملون

۹۔ یہودیہ باطل خیال کہ انکا کا مؤاخذہ ان کے اسلاف کے یہ اعمال کی بنا پر ہوگا۔* و لا تسئلون عما کانوا یعملون
یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ یہودیوں کو مخاطب قرار دے کر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ تم اپنے اسلاف کے اعمال کے ذمہ دار نہیں ہو۔

۱۰۔ انبیاء ﷺ کے ساتھ رشتہ داری اور ان کی نسل سے ہونا قیامت میں کار ساز نہ ہوگا اور نہ ہی اپنے اعمال کے نتائج سے رہائی کا موجب بنے گا۔ تلك امة قد خلت لھا ما کسبت و لکم ما کسبتہم

حضرت ابراہیم، ﷺ حضرت اسحاق، ﷺ اور حضرت یعقوب، ﷺ جیسے انبیاء ﷺ کی نسل کو مخاطب قرار دیتے ہوئے یہ مطلب بیان کرنا کہ انبیاء (علیہم السلام) کے اعمال کی جزا کا دوسروں کو فائدہ نہیں ہوگا۔ مذکورہ بالا مطلب پر دلالت کرتا ہے۔

۱۱۔ انسانوں کے اعمال کے حساب کتاب اور ان کی جزا کے لئے عدل الہی لھا ما کسبت و لکم ما کسبتہم

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی جزائیں ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی عدالت ۱۱

امتی: عبادت گزار امتیں ۱؛ امتوں کی جزا ۵؛ امتوں کی حیات ۷؛ امتوں کی شخصیت ۷؛ امتوں کی موت ۷

انبیاء (علیہم السلام): انبیاء کی رحلت ۲

انسان: انسانوں کی موت ۲

جزا: جزا کا مختص ہونا ۳، ۳، ۵؛ دوسروں کی جزا سے فائدہ اٹھانا ۳، ۳؛ جزا دینے میں عدالت ۱۱

حضرت ابراہیم ؑ: حضرت ابراہیم ؑ کی نسل کا امت ہونا ۱; حضرت ابراہیم ؑ کا خاضع و خاشع ہونا ۱; حضرت ابراہیم ؑ کی نسل کا خاضع و خاشع ہونا ۱; حضرت ابراہیم ؑ کی عبادت ۱; حضرت ابراہیم ؑ کی نسل کی عبادت ۱

حضرت اسحاق ؑ: حضرت اسحاق ؑ کا خاضع و خاشع ہونا ۱; حضرت اسحاق ؑ کی اخروی جزا ۳،۴
حضرت اسماعیل ؑ: حضرت اسماعیل ؑ کا خاضع و خاشع ہونا ۱; حضرت اسماعیل ؑ کی اخروی جزا ۳
حضرت یعقوب ؑ: حضرت یعقوب ؑ کا خاشع و خاشع ہونا ۱; حضرت یعقوب ؑ کی اخروی جزا ۳

رشتہ داری: انبیاء ؑ سے رشتہ داری ۱۰
سر تسلیم خم ہونا: اللہ رب العزت کے حضور سر تسلیم خم ہونے کی اہمیت ۱

سزا: زاکا ذاتی ہونا ۸

سزائیں: سزاؤں کا ذاتی ہونا ۸; سزاؤں کا نظام ۱۱

عبادت گزار لوگ: ۱

عقیدہ: باطل عقیدہ ۳،۹

عمل: عمل کے نتائج ۶; عمل کی جزا ۵; عمل کا حساب کتاب ۱۱

فرزند: فرزند کی ذمہ داری کا دائرہ ۸

قیامت: قیامت میں رشتہ داری ۱۰

معاشرہ: معاشروں کی زندگی ۷; معاشروں کی شخصیت ۷; معاشروں کی موت ۷

موت: موت کا حتمی ہونا ۲

نجات: اخروی نجات کے اسباب ۱۰

یہود: یہودیوں کا عقیدہ ۳،۹; یہودیوں کا مواخذہ ۹; یہودیوں کے اسلاف ۹

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٣٥﴾

اور یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ تم لوگ بھی یہودی اور عیسائی ہو جاؤ تاکہ ہدایت پا جاؤ تو آپکہہ دیں کہ صحیح راستہ باطل سے کترا کر چلنے والے ابراہیم کا راستہ ہے کہ وہ مشرکین میں نہیں تھے (۱۳۵)

۱۔ یہود و نصاریٰ میں سے ہر کوئی چاہتا تھا کہ مسلمانوں کو اپنے دین کی طرف راغب کریں۔ و قالوا کونوا ہوداً او نصاریٰ تہتدوا یہ جو یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کو ہدایت یافتہ نہیں سمجھتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ "قالوا..." میں "لف" اجمالی "پائی جاتی ہے جو دو جملوں کی حکایت کرتی ہے۔ ایک "قالت الیہود کونوا ہوداً تہتدوا" دوسرے "قالت النصاریٰ کونوا نصاریٰ تہتدوا" مابعد آیت کی روشنی میں مافوق جملے کے مخاطبین مسلمان ہیں۔

۲۔ زمانہ بعثت کے یہود و نصاریٰ کا مسلمانوں کے خلاف اتفاق و اتحاد تھا باوجود اس کے کہ ان کے درمیان شدید اختلافات پائے جاتے تھے۔ قالوا کونوا ہوداً او نصاریٰ تہتدوا آیت میں "لف اجمالی" کا پایا جانا اور ایک ہی کلام میں دو جملوں کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے خلاف متحد و متفق ہیں۔

۳۔ یہود و نصاریٰ میں سے ہر ایک اپنے مکتب کو انسانیت کی ہدایت کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ قالوا کونوا ہوداً او نصاریٰ تہتدوا ۳۔ یہود و نصاریٰ ہر ایک کا دین شرک کی آمیزش کے باعث قابل ہدایت نہیں ہے۔ قل بل ملة ابراهيم

۵۔ حضرت ابراہیم ؑ کے دین کی پیروی ضروری ہے۔ کونوا ہوداً ... قل بل ملة ابراهيم "ملتہ ابراہیم"، "اتبعوا۔ (پیروی کرو) یا "نتبع۔ (ہم پیروی کرتے ہیں) کے لئے مفعول ہے۔

۶۔ حضرت ابراہیم ؑ کا دین بشریت کے لئے ہدایت کرنے والا دین ہے۔ قالوا کونوا ہوداً او نصاریٰ تہتدوا قل بل ملة ابراهيم حرف "بل" ماقبل جملے میں موجود دعوؤں کی نفی اور اسکے مابعد کی ضد کے اثبات پر حکایت کرتا ہے پس "بل ملة ابراہیم" یعنی یہود و نصاریٰ کا دین قابل ہدایت نہیں۔ لہذا انکی اتباع نہیں ہونی چاہیئے بلکہ حضرت ابراہیم ؑ کا دین ہدایت بخش ہے اور اسکی پیروی کی جانی چاہیئے۔

۷۔ حضرت ابراہیم ؑ حق پرست اور باطل سے گریزاں انسان تھے۔ ملة ابراهيم حنیفاً "حنیف" اس کو کہتے ہیں جو ضلالت و گمراہی سے دور رہے اور صراط مستقیم کی طرف متوجہ رہے (مفردات راغب)

۸۔ حضرت ابراہیم ؑ ہرگز شرک کی طرف راغب نہ ہوئے اور نہ ہی وہ مشرکین میں سے تھے۔ و ما کان من المشرکین

۹۔ یہود و نصاریٰ نے اپنے دین کو شرک سے ملا کر آلودہ کیا۔ بل ملة ابراهيم حنیفاً و ما کان من المشرکین

یہود و نصاریٰ کے دین کی نفی کے بعد حضرت ابراہیم ؑ کے دین کی تائید، حضرت ؑ کی تعریف کرنا کہ آپ ؑ (ہمیشہ) شرک و گمراہی سے دور رہے۔ اشارہ ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے دین کو شرک اور گمراہیوں سے آلودہ کر لیا تھا۔

۱۰۔ حضرت ابراہیم ؑ کا دین، دین اسلام کی بنیاد و اساس ہے۔ قل بل ملة ابراهيم حنیفاً

۱۱۔ حضرت ابراہیم ؑ نہ تو دین یہود کے پیروکار تھے اور نہ ہی دین نصاریٰ پر تھے۔ قالوا کونوا ہوداً او نصاریٰ تہتدوا قل بل ملة ابراهيم حنیفاً

۱۲۔ حضرت ابراہیم ؑ کے دین کی بنیاد و اساس توحید ہے ملة ابراهيم حنیفاً و ما کان من المشرکین

۱۳۔ توحید پر زور دینا دین حق کی بنیادی نشانیوں میں سے ہے اور اس دین کے ہدایت بخش ہونے کی اہم ترین علامتوں میں سے ہے۔ و قالوا ... تہتدوا بل ملة ابراهيم حنیفاً و ما کان من المشرکین

یہ جملہ "و ما کان من المشرکین" در حقیقت حضرت ابراہیم ؑ کے دین کے انتخاب کی دلیل ہے اور اس دین کے ہدایت بخش ہونے اور اسکی پیروی کے لئے اہل ہونے کا اعلان بھی ہے گویا یہ کہ حضرت ابراہیم ؑ چونکہ مشرک نہ تھے اور ان کا دین شرک سے آلودہ نہ تھا پس اسی لئے صرف اسی کی اتباع ہونی چاہیئے اور اسی دلیل سے ان کا دین ہدایت بخش ہے۔

۱۴۔ دشمنوں کے غلط پراپیگنڈہ کا جواب دینا ضروری ہے۔ قالوا کونوا ہوداً او نصاریٰ تہتدوا قل بل ملة ابراهيم حنیفاً
آیہ مجیدہ میں "قل" کا لانا اس ہدف کی خاطر ہے کہ دشمنان دین کے غلط پراپیگنڈہ کا جواب دینا ضروری ہے۔

۱۵۔ امام صادق ؑ سے روایت ہے آپ ؑ نے فرمایا

ان الحنیفة هی الاسلام" (۱) (دین) حنیف وہی اسلام ہے۔

۱۶۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے "ما اقلت الحنیفة شیئاً حتی ان منها قص الشارب و قلم الاظفار والختان" (۲) دین حنیف نے کوئی چیز (بغیر حکم کے) نہیں چھوڑی حتی مونچھوں کے بالوں کو چھوٹا کرنا، ناخن کاٹنا اور ختنہ کے بارے میں (بھی حکم) ہے۔

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۲؛ دین اسلام ۱۵؛ اسلام کا سرچشمہ ۱۰

توحید: توحید کی اہمیت ۱۳؛ دین ابراہیمی علیہ السلام میں توحید ۱۲

حضرت ابراہیم علیہ السلام: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور شرک ۸؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور عیسائیت ۱۱؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور یہودیت ۱۱؛ دین ابراہیمی علیہ السلام کے اصول ۱۲؛ دین ابراہیمی علیہ السلام کی اتباع ۵؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید ۸؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حق پرستی ۴؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حنیف ہونا ۴؛ دین ابراہیمی علیہ السلام ۱۱، ۱۰؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صفات ۸، ۷؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ۸؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کا ہدایت بخش ہونا ۶ دشمنان: دشمنوں کے پراپیگنڈہ کا جواب دینا ۱۳

دین: دین کی نگہداری و حفاظت ۱۳؛ دین حق ۱۳؛ دین حنیف ۱۶، ۱۵؛ دین کی حقانیت کے دلائل و نشانیاں ۱۳ روایت: ۱۵، ۱۶

عیسائی: مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کی کوششیں ۱؛ عیسائیوں کا عقیدہ ۳؛ صدر اسلام کے عیسائی ۲؛ عیسائی اور ہدایت ۳ عیسائیت: عیسائیت میں آمیزش ۳، ۹؛ عیسائیت میں تحریف ۳، ۹؛ عیسائیت اور شرک ۹؛ عیسائیت اور ہدایت ۳ مسلمان: مسلمانوں کے دشمن ۲؛ مسلمانوں کے انحراف کے اسباب ۱ ہدایت: ہدایت کے اسباب ۶

یہود: یہودیوں اور عیسائیوں کا اتحاد ۲؛ یہودیوں کا عیسائیوں سے اختلاف ۲؛ یہودیوں کی کوشش ۱؛ یہودیوں کا عقیدہ ۳؛ صدر اسلام کے یہود ۲؛ یہود اور ہدایت ۳

یہودیت: یہودیت میں آمیزش ۳، ۹؛ یہودیت میں تحریف ۳، ۹؛ یہودیت اور شرک ۹؛ یہودیت اور ہدایت ۳

(۱) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۶۱ ح ۱۰۳، تفسیر برہان ج/ ۱ ص ۱۵۶ ح ۱ (۲) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۶۱ ح ۱۰۴، تفسیر برہان ج/ ۱ ص ۱۵۶ ح ۲۔

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٦﴾

اور مسلمانو تم ان سے کہو کہ ہم اللہ پر اور جو اس نے ہماری طرف بھیجا ہے اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اولاد یعقوب کی طرف نازل کیا ہے اور جو موسیٰ، عیسیٰ اور انبیاء کو پروردگار کی طرف سے دیا گیا ہے ان سب پر ایمان لے آئے ہیں۔ ہمیں مغربوں میں تفریق نہیں کرتے اور ہم خدا کے سچے مسلمان ہیں (۱۳۶)

۱۔ حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسماعیل ؑ، حضرت اسحاق ؑ اور حضرت یعقوب ؑ پر نازل ہونے والے احکام و معارف، قرآن کریم اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قولوا آمنا باللہ و ما انزل الینا و اما انزل الی ابراہیم ... و یعقوب

۲۔ حضرت یعقوب ؑ کی نسل در نسل اولاد (بنی اسرائیل کے بارہ قبائل) میں انبیاء ؑ اور آسمانی احکام و معارف تھے۔ قولوا آمنا باللہ و ما انزل الی ... والاسباط

"سبط" کی جمع "اسباط" ہے جس کا معنی پوتے پڑپوتے ہیں آیہ مجیدہ میں اس سے مراد بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے ہیں ہر قبیلے کا شجرہ نسب حضرت یعقوب ؑ کے ایک فرزند سے جا ملتا تھا۔ جملہ "و ما انزل الی ... الاسباط" بیان کر رہا ہے کہ حضرت یعقوب ؑ کی پوتوں پڑپوتوں میں سے بعض افراد بطور نبی مبعوث ہوئے۔

۳۔ اسباط (بنی اسرائیل کے قبائل) کے لیے ضروری تھا کہ ان کی طرف بھیجے گئے انبیاء ؑ اور احکام و معارف پر ایمان لائیں۔ آمنا باللہ و ما انزل الینا ... الاسباط

۴۔ تورات و انجیل اور حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت عیسیٰ ؑ کو عطا کئے گئے آسمانی احکام و معارف پر ایمان لانا ضروری ہے۔ آمنا باللہ ... و ما اوتی موسیٰ و عیسیٰ

۵۔ یہود و نصاریٰ نے دین الہی میں تحریف کی اور الہی احکام و معارف کو غیر دینی امور سے ملا جلادیا۔ قولوا آمنا باللہ ... و ما اوتی موسیٰ و عیسیٰ آیہ مجیدہ کا مورد خطاب یہود و نصاریٰ ہیں اور وہ لوگ خود کو حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت عیسیٰ ؑ کا پیروکار جانتے تھے پس تقاضائے کلام یہ تھا کہ "و ما اوتی موسیٰ و عیسیٰ" کی بجائے کہا جاتا "و ما اوتیتم" لیکن یہ امر اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت عیسیٰ ؑ پر جو احکام و معارف نازل کئے گئے تھے یہ وہ نہیں ہیں جو یہود و نصاریٰ کے پاس ہیں۔

۶۔ تمام انبیاء (علیہم السلام) پر نازل ہونے والی آسمانی کتابیں اور احکام و معارف پر ایمان لانا ضروری ہے۔
آمنّا باللّٰہ ... و ما اوتی النبیون من ربّہم

۷۔ انبیاء (علیہم السلام) کو آسمانی کتابوں کا عطا کیا جانا اور ان پر دینی احکام و معارف کا نازل ہونا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ایک پرتو ہے۔ و ما اوتی النبیون من ربّہم یہ مطلب لفظ "رب" سے استفادہ ہوا ہے۔

۸۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ تمام انبیاء (علیہم السلام) پر ایمان لائیں اور ایمان میں تبعیض (بعض پر ایمان لانا اور بعض پر ایمان نہ لانا) سے گریز کریں۔ لا نفرق بین احد منہم آیہ مجیدہ میں چونکہ ایمان کے بارے میں بحث ہوئی ہے پس "لا نفرق بین احد منہم" (ہم انبیاء کے مابین فرق نہیں کرتے) سے مراد ایمان میں فرق نہ کرنا ہے نہ کہ دیگر جہات میں۔

۹۔ بعض انبیاء (علیہم السلام) پر ایمان لانا اور بعض کا کفر اختیار کرنا نہ تو ہدایت کا باعث ہے اور نہ ہی جائز ہے۔
قالوا کونوا ہوداً او نصاریٰ تھتدوا ... لا نفرق بین احد منہم

۱۰۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ یہود و نصاریٰ کو تبلیغ کریں کہ وہ قرآن کریم، تمام انبیاء (علیہم السلام) ان پر نازل ہونے والے احکام و معارف اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ قولوا آمنّا باللّٰہ و ما انزل الینا و ما انزل الی ابراہیم ... و ما اوتی النبیون یہ مطلب "قولوا..." کہہ دو" سے استفادہ ہوتا ہے۔ ماقبل آیت مقول لہ۔ "جس کو یہ تبلیغ کی جائے" کو بیان کر رہی ہے کہ اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔

۱۱۔ سب کا فریضہ ہے کہ خداوند متعال کے حضور سر تسلیم خم ہو جائیں۔ و نحن لہ مسلمون

۱۲۔ غیر خدا کے سامنے سر تسلیم خم ہونا ناجائز، ناپسندیدہ اور نہایت مکروہ عمل ہے۔ و نحن لہ مسلمون

"مسلمون" پر "لہ" کو مقدم کرنا حصر کا معنی دیتا ہے پس اس جملہ "نحن لہ مسلمون" دو حقیقتوں کو بیان کر رہا ہے ۱۔ اللہ کے حضور سر تسلیم خم ہونا ۲۔ غیر خدا کے سامنے تسلیم خم نہ ہونا۔

۱۳۔ مسلمان کو چاہیئے کہ یہودیوں اور نصرانیوں تک یہ بات پہنچا دیں کہ وہ ان کی خواہشات کے سامنے ہر گز نہیں جھکیں گے۔ کونوا ہوداً او نصاریٰ ... قولوا آمنّا ... و نحن لہ مسلمون جملہ "و نحن لہ مسلمون" کا حصر یہود و نصاریٰ کی بات پر ناظر ہے جو مسلمانوں سے چاہتے تھے کہ دین یہودیت و نصرانیت پر ایمان لے آئیں اور اہل یہود و نصاریٰ میں سے ہو جائیں۔

۱۳۔ حضرت ابراہیم ؑ کا دین تمام ادیان الہی کی اساس و بنیاد ہے۔ ملۃ ابراہیم حنیفاً ... قولوا آمنا باللہ و ما انزل الینا و ما انزل الی ابراہیم ... و ما اوتی النبیون یہ جملہ "بل ملۃ ابراہیم..." بیان کر رہا ہے کہ فقط دین ابراہیمی ؑ قابل قبول ہے۔ مورد بحث آیت تمام انبیاء ؑ، ان کی کتابوں اور ان پر نازل ہونے والے احکام و معارف پر ایمان کو ضروری قرار دے رہی ہے ان دو باتوں کے تقابل سے یہ معنی نکلتا ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ کے بعد سب ادیان کی بنیاد و اساس دین ابراہیمی ؑ ہی رہا ہے۔

۱۵۔ یہود و نصاریٰ فقط بعض انبیاء ؑ پر ایمان رکھتے تھے۔ لا نفرق بین احد منهم جملہ "و ما اوتی النبیون" سب انبیاء (علیہم السلام) پر ایمان کو ضروری قرار دے رہا ہے۔ اس جملہ کی "و لا نفرق..." سے تاکید کرنا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ مخاطبین (یہود و نصاریٰ) تمام انبیاء ؑ پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔

۱۶۔ اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونے کا لازمی نتیجہ تمام انبیاء ؑ اور آسمانی کتابوں پر ایمان ہے۔ آمنا باللہ و ما انزل الینا ... و نحن له مسلمون جملہ "و نحن له مسلمون" ہو سکتا ہے آیہ مجیدہ میں مذکورہ حقائق کی دلیل کے طور پر آیا ہو۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ انبیاء ؑ اور آسمانی کتابوں پر ایمان اور پروردگار کے حضور سر تسلیم خم ہونا دین اسلام کے ارکان میں سے ہے۔ قولوا آمنا باللہ ... و نحن له مسلمون

۱۸۔ حنان بن سدیر عن ابیہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت له کان ولد یعقوب علیہ السلام انبیاء؟ قال لا و لكنهم کانوا اسباطاً اولاد الانبیاء... (۱) حنان بن سدیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام باقر ؑ سے سوال کیا کیا حضرت یعقوب ؑ کی اولاد انبیاء تھے؟ آپ ؑ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ لوگ اسباط تھے اور انبیاء ؑ کی اولاد تھے۔

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں کا عطا ہونا ۷

ادیان: ادیان کا سرچشمہ ۱۳

اسباط: اسباط جو انبیاء ؑ تھے ۲ اسباط کی تعلیمات ۲

(۱) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۶۲ ح ۱۰۶، مجمع البیان ج/ ۱ ص ۴۰۵۔

اسلام: ارکان اسلام ۱۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے مظاہر ۷

انسان: انسانوں کی ذمہ داری ۱۱

ایمان: انجیل پر ایمان کی اہمیت ۳؛ تورات پر ایمان کی اہمیت ۳؛ اللہ تعالیٰ پر ایمان کی اہمیت ۱؛ قرآن کریم پر ایمان کی اہمیت ۱؛ آسمانی کتابوں پر ایمان کی اہمیت ۶؛ ان انبیاء علیہم السلام پر ایمان ۹، ۸، ۱۰، ۱۶، ۱۷؛ ان انبیاء علیہم السلام پر ایمان جو اسباط تھے ۳؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات پر ایمان ۱؛ اسباط کی تعلیمات پر ایمان ۳؛ حضرت اسحاق علیہ السلام کی تعلیمات پر ایمان ۱؛ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تعلیمات پر ایمان ۱؛ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات پر ایمان ۶؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پر ایمان ۳؛ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پر ایمان ۳؛ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تعلیمات پر ایمان ۱؛ اللہ تعالیٰ پر ایمان ۱۷؛ قرآن کریم پر ایمان ۱۰؛ آسمانی کتابوں پر ایمان ۱۷، ۱۶، ۱۰، ۶؛ ایمان میں تبعیض ۱۵، ۹، ۸؛ ایمان کے متعلقات ۱، ۳، ۱۷، ۱۰، ۹، ۸، ۶، ۳

حضرت ابراہیم علیہ السلام: دین ابراہیمی ۱۳

حضرت یعقوب علیہ السلام: حضرت یعقوب علیہ السلام کے اسباط ۱۸؛ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل ۲

دین: نزول دین ۷

روایت: ۱۸

سر تسلیم خم ہونا: اللہ رب العزت کے حضور سر تسلیم خم ہونے کے نتائج ۱۷، ۱۶، ۱۱؛ غیر اللہ کے سامنے سر تسلیم خم ہونا ۱۲

عیسائی: عیسائیوں کا ایمان ۱۵؛ عیسائیوں کا تحریف کرنا ۵

عیسائیت: عیسائیت میں تحریف ۵

عمل: ناپسندیدہ عمل ۱۲، ۹

کفر: انبیاء علیہم السلام کا کفر اختیار کرنا ۹

مسلمان: مسلمانوں کی تبلیغ ۱۳، ۱۰؛ مسلمانوں کی ذمہ داری ۱۳، ۱۰، ۸؛ مسلمان اور عیسائی ۱۳؛ مسلمان اور یہودی ۱۰، ۱۳

ہدایت: ہدایت کے اسباب ۹

یہودی: یہودیوں کا ایمان ۱۵؛ یہودیوں کی تحریف کا عمل ۵

یہودیت: یہودیت میں تحریف ۵؛ یہودیت میں آمیزش ۵

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

﴿۱۳۷﴾

اب اگر یہ لو کبھی ایسا ہی ایمان لے آئیں گے تو ہدایت یافتہ ہو جائیں گے اور اگر اعراض کریں گے تو یہ صرف ہناد ہوگا اور عنقریب اللہ تمہیں ان سب کے شر سے بچالے گا کہ وہ سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی ہے (۱۳۷)

۱۔ اللہ تعالیٰ، تمام انبیاء ﷺ اور آسمانی کتابوں پر ایمان لانے اور پروردگار کے حضور سر نیاز جھکانے سے ہدایت کے مقام تک پہنچنا ممکن ہے۔ فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا

۲۔ یہود و نصاریٰ جب تک قرآن حکیم، تمام انبیاء ﷺ اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان نہ لائیں ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔
فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا "آمنوا" اور "اهتدوا" کی فاعلی ضمیر سے مراد آیت ۱۳۵ کی روشنی میں یہود و نصاریٰ ہیں۔

۳۔ معارف اسلام کی آگاہی حاصل ہو جانے کے بعد ان کو قبول نہ کرنا حق کے خلاف ڈھٹائی اور اس کے خلاف ستیزہ کاری کے مترادف ہے۔ قولوا آمنا باللہ ... فان آمنوا ... و ان تولوا فانما هم في شقاق

۳۔ یہود و نصارا کو تبلیغ کیے گئے معارف (قرآن کریم، تمام انبیاء ﷺ اور ... پر ایمان) کو اگر وہ قبول نہ کریں تو اسلام و مسلمین کے خلاف سرگرم عمل دشمن تصور ہوں گے۔ فان آمنوا ... فقد اهتدوا و ان تولوا فانما هم

"شقاق" کا معنی دشمنی اور مخالفت کرنا ہے حرف "فی" اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ اسلام کی دشمنی اور مخالفت نے یہود و نصاریٰ کے سارے وجود کو گھیرا ہوا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش خبری دی کہ اسلامی معاشرہ یہود و نصاریٰ کے شر سے محفوظ ہو جائے گا۔ فانما ہم فی شقاق فسیکفیکہم اللہ و هو السميع العليم

۶۔ انبیاء ﷺ کے مخالفین کی سازشوں، سرگرمیوں اور ستیزہ کاری کے شر کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ فسیکفیکہم اللہ

۷۔ یہود و نصاریٰ کا قرآن کریم اور اسلامی معارف پر ایمان نہ لانا دشمنی و ستیزہ کاری ہے۔ و ان تولوا فانما ہم فی شقاق

۸۔ اللہ تعالیٰ سمیع (سننے والا) اور علیم (جاننے والا) ہے۔ وهو السميع العليم

۹۔ اللہ تعالیٰ دشمنان اسلام کی گفتگو، باتوں، افکار اور سازشوں سے آگاہ ہے۔ فانما ہم فی شقاق فسیکفیکہم اللہ و هو السميع العليم

۱۰۔ انسانوں کے ارکان ایمان کے اقرار و اعتراف کو اللہ تعالیٰ سننے والا ہے اور ان کے افکار و عقائد سے آگاہ ہے۔ فان آمنوا ... فقد اهتدوا ... و هو السميع العليم

اس مطلب میں جملہ "و هو السميع العليم" کا آیہ مجیدہ کے صدر سے ارتباط کے حوالے سے معنی کیا گیا ہے۔

۱۱۔ امام صادق ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا آیہ مجیدہ "فانما ہم فی شقاق" میں شقاق سے مراد کفر ہے^(۱)

اسلام: دشمنان اسلام ۳

اسماء اور صفات: سمیع ۸؛ علیم ۸

اقرار: ایمان کا اقرار ۱۰

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بشارتیں ۵؛ اللہ تعالیٰ کا سننا ۱۰؛ علم الہی ۱۰، ۹؛ قدرت الہی ۶

(۱) مجمع البیان ج/ ۱ ص ۴۰۶، تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۱۵۷ ح ۲۔

اہل کتاب: اہل کتاب کا کفر ۱۱

ایمان: انبیاء ﷺ پر ایمان کے نتائج ۱؛ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے آثار ۱؛ آسمانی کتابوں پر ایمان کے نتائج ۱
پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کو بشارت دینا ۵

حق: حق کو قبول نہ کرنے کی علامتیں ۳

دشمن: دشمنوں کی سازشوں سے آگاہی ۹؛ دشمنوں کے شر کو دفع کرنا ۶

دشمنی: دشمنی کی علامتیں یا نشانیاں ۳

روایت: ۱۱

سر تسلیم خم ہونا: اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونے کے آثار ۱

علم: علم کے آثار ۳

عیسائی: عیسائیوں کی دشمنی کے نتائج ۴؛ عیسائیوں کی دشمنی ۳؛ عیسائیوں کے شر کا دفع ہونا ۵؛ عیسائیوں کی ہدایت کی شرائط

۲؛ عیسائیوں کا کفر ۴

کفر: انبیاء ﷺ کا کفر اختیار کرنے کے آثار ۳؛ قرآن کریم کا کفر اختیار کرنے کے نتائج ۳؛ اسلام کا کفر ۴، ۳؛ قرآن کریم کا کفر ۴

مسلمان: مسلمانوں کی حمایت ۵؛ مسلمانوں کے دشمن ۳

ہدایت: ہدایت کے اسباب ۱

یہودی: یہودیوں کی دشمنی کے نتائج ۴؛ یہودیوں کی دشمنی ۳؛ یہودیوں کے شر کا دفع ہونا ۵؛ یہودیوں کی ہدایت کی شرائط ۲؛

یہودیوں کا کفر ۴

صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿١٣٨﴾

رنگتو صرف اللہ کا رنگ ہے اور اس سے بہتر کس کا رنگ ہو سکتا ہے اور ہم سب اسی کے عبادتگذار ہیں (۱۳۸)

۱۔ قرآن کریم، انبیاء ﷺ اور ان پر نازل ہونے والے معارف پر ایمان رکھنا ایک ایسا رنگ ہے جسکے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو پاکیزہ اور مزین فرمایا ہے۔ قولوا آمنا باللہ ... صِبْغَةَ اللَّهِ "صبغة" مصدر نوعی ہے جس کا معنی رنگ آمیزی کرنا ہے جو آیہ مجیدہ میں فعل محذوف (صبغنا) کا مفعول مطلق ہے اس کا مصدر نوعی استعمال کرنا یہود و نصاریٰ کی ایک رسم کی طرف اشارہ ہے جو اپنے بچوں کی تطہیر کے لئے انہیں ایک خاص قسم کا پانی "معمودیہ" کے ساتھ نہلاتے تھے۔ ما قبل آیات کی روشنی میں "صبغة اللہ" سے مراد اللہ تعالیٰ اور... پر ایمان لانا ہے پس "صبغة اللہ" کا معنی یوں بنتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اور... پر ایمان کے ذریعے رنگ کیا ہے (پاک و تطہیر کیا) اس طرح رنگ نہ کیا کہ جس طرح یہود و نصاریٰ کرتے ہیں۔

۲۔ انسانوں کی آلودگیوں سے پاکیزگی کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہترین معارف اور احکام پیش فرمائے۔ و من احسن من اللہ صبغة "و من احسن... کون ہے جو اللہ سے بہتر رنگ دے سکتا ہے" (یعنی پاک کر سکتا ہے) ایمان، قرآنی معارف و احکام اور... کو بیان کرنے کے بعد اس جملہ کو لانا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام و معارف نازل فرمائے ہیں اور انسانوں کو ان کی طرف دعوت دی ہے انسانوں کی پاکیزگی اور تطہیر کے لئے یہ معارف اور احکام بہترین ہیں۔

۳۔ اہل ایمان فقط اللہ کی ہی عبادت کرنے والے ہیں۔ و نحن له عابدون

۳۔ اہل ایمان عبادت میں شرک کرنے سے منزہ و مبرا ہیں۔ و نحن له عابدون یہ مطلب اس سے لیا گیا ہے کہ "لہ" "عابدون" پر مقدم ہے جو حصر پر دلالت

کرتا ہے۔

۵۔ یکتا پرستی انسانوں کے لیے بہترین رنگ اور انتہائی خوبصورت زینت ہے۔ و من احسن من اللہ صبغة و نحن له عابدون

۶۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل " صبغة اللہ و من احسن من اللہ صبغة " قال الصبغة هی الاسلام (۱) اللہ تعالیٰ کے اس کلام "صبغة اللہ و من احسن من اللہ صبغة" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس رنگ سے مراد وہی اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ: افعال الہی ۲

ایمان: انبیاء علیہم السلام پر ایمان ۱؛ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات پر ایمان ۱ قرآن کریم پر ایمان ۱؛ ایمان کے متعلقات ۱

تزکیہ: تزکیہ کے اسباب ۲

توحید: توحید عبادی کی اہمیت ۵

دین: فلسفہ دین ۲؛ دین کا سرچشمہ ۲

روایت: ۶

زینت: بہترین زینت ۵

صبغة اللہ: ۱ صبغة اللہ سے کیا مراد ہے ۶

عبادت: اللہ تعالیٰ کی عبادت ۳

عبادت گزار انسان: ۳

مبرا ہونا:

عبادت میں شرک سے مبرا ہونا ۳

مؤمنین: مؤمنین کا مزین ہونا ۱؛ مؤمنین کی تطہیر ۱؛ مؤمنین کی توحید عبادی ۳؛ مؤمنین کی عبادت ۳

(۱) کافی ج/ ۲ ص ۱۴ ح ۱، ۳، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۳۲ ح ۳۹۳، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷۔

قُلْ أَتَحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿١٣٩﴾

اے رسول کہہ دیجئے کہ کیا تم ہم سے اس خدا کے بارے میں جھگڑتے ہو جو ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی۔ تو ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال اور ہم تو صرف خدا کے مخلص بندے ہیں (۱۳۹)

۱۔ صدر اسلام کے مسلمانوں سے اہل کتاب کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں بحث و گفتگو کرنا۔ قل اتحاجوننا فی اللہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہود و نصاریٰ کا بحث و گفتگو کرنا ماقبل اور مابعد آیات کی روشنی میں اس سے مراد اسلام اور آنحضرت (ص) کی بعثت کے بارے میں بحث و گفتگو ہے۔ البتہ یہ بحث و گفتگو اس انداز سے تھی کہ اسکی بازگشت اللہ تعالیٰ اور اسکی صفات و افعال کی طرف تھی۔ اسکی مثال یہ دعویٰ ہے کہ محمد (ص) عربی النسل ہیں اور انبیاء علیہ السلام کو تو بنی اسرائیل کی نسل سے ہونا چاہیئے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں مسلمانوں سے اہل کتاب کی بحث و گفتگو بے جا اور بے نتیجہ تھی۔ قل اتحاجوننا فی اللہ "اتحاجوننا..." میں استفہام انکار تو نیخی کیلئے ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہم سے کیوں بحث و گفتگو کرتے ہو؟

۳۔ اللہ تعالیٰ سب (مسلمانوں اہل کتاب اور...) کا پروردگار ہے۔ و هو ربنا و ربکم

۳۔ اہل کتاب کی مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ اور اسکی صفات و افعال (انبیاء علیہ السلام کو مبعوث کرنا) کے بارے میں بحث و گفتگو کے بے جا ہونے کے دلائل میں سے ایک چیز اہل کتاب اور مسلمانوں کا خدائے واحد و یکتا کی ربوبیت پر اعتقاد ہے۔ اتحاجوننا فی اللہ و هو ربنا و ربکم

جملہ "و هو ربنا..." حالیہ ہے جو اہل کتاب کی تونیخ اور انکے اعتراض کو بیان کر رہا ہے گویا یہ کہ معقول نہیں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے افعال و صفات کے بارے میں ہم سے بحث کرو کیونکہ جس طرح وہ ہمارا پروردگار ہے اسی طرح تمہارا پروردگار بھی ہے۔ اگر تمہاری نسل سے کسی نبی کو مبعوث کرتا ہے تو بعینہ قادر ہے کہ عربوں میں بھی پیامبر کو مبعوث فرمائے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ سے انسانوں کا قرب اور بعد ان کے اعمال و کردار کی بنا پر ہے نہ کہ قبیلہ اور نسل کی بنیاد پر۔ لہذا اعمالنا و لکم اعمالکم یہ جملہ "و لہذا اعمالنا..." اہل کتاب کی مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ کے انتخاب انبیاء ﷺ کے بارے میں گفتگو کو بے جا قرار دے رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "لہذا اعمالنا..." سے مراد یہ ہے کہ کسی نسل یا قبیلے سے ہونا خداوند قدوس سے تقرب کا باعث نہیں جو یہ امر اس بات کا موجب ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسی نسل سے انبیاء ﷺ کو مبعوث فرمائے بلکہ یہ تو انسان کے اعمال ہیں جو قرب الہی کی بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کے تقرب کا کسی قبیلے یا نسل سے مربوط و مخصوص نہ ہونا یہ دلیل ہے کہ اہل کتاب کی مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ اور اسکے افعال (انبیاء ﷺ کا انتخاب وغیرہ) کے بارے میں بحث و گفتگو بے جا ہے۔
اتحاجوننا فی اللہ ... و لہذا اعمالنا و لکم اعمالکم

۷۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شریک خدا کی عبادت سے منزہ جانا ہے اور وہ فقط اللہ رب الارباب کی ہی عبادت کرتے ہیں۔
و نحن لہ مخلصون

۸۔ اہل کتاب کی مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ اور اسکے انتخاب انبیاء ﷺ کے بارے میں بحث و گفتگو کے بے جا ہونے کی دلیل مسلمانوں کا اخلاص اور توحید پر ان کا ایمان و اعتقاد ہے۔
اتحاجوننا فی اللہ ... و نحن لہ مخلصون

۹۔ مخالفین دین کی طرف سے القاء کیئے گئے شبہات کا جواب دینا ضروری ہے۔
قل اتحاجوننا فی اللہ و هو ربنا و ربکم
اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱

اسماء اور صفات: جلالی صفات ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا ۷؛ اللہ تعالیٰ اور شریک ۷؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۳؛ اللہ تعالیٰ سے دوری کے عوامل ۵
اہل کتاب: اہل کتاب کی بحث و گفتگو ۸، ۶، ۳، ۲، ۱؛ اہل کتاب اور مسلمان ۲، ۱، ۶، ۳؛ اہل کتاب کا پروردگار ۳؛ اہل کتاب کی توحید ۳

ایمان: توحید پر ایمان ۸؛ ایمان کے متعلقات ۸

بحث و مجادلہ کرنا: بے جا بحث کرنا ۸، ۶، ۳، ۲؛ انبیاء ﷺ کے بارے

میں بحث کرنا ۶، ۳؛ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بحث کرنا ۲، ۶، ۸؛ پیامبر اسلام (ص) کے بارے میں بحث کرنا ۸
تقرب: تقرب کے عوامل ۶، ۵

توحید: توحید ربوبی ۳

شبہات: شبہات کے جواب دینے کی اہمیت ۹

عمل: عمل کے آثار ۵

مسلمان: مسلمانوں کا اخلاص ۸؛ مسلمانوں کا پروردگار ۳؛ مسلمانوں کی توحید عبادتی ۷؛ مسلمانوں کی توحید ۳، ۸؛ مسلمانوں کی
عبودیت ۷؛ مسلمانوں کا عقیدہ ۷

نظریہ کائنات (جہان بینی): توحیدی نظریہ کائنات ۷

أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى قُلْ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ وَمَنْ
أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٠﴾

کیا تمہارا کہنا یہ ہے کہ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب یہودی یا نصرانی تھے اے رسول کہہ دیجئے کہ کیا
تم خدا سے بہتر جانتے ہو۔ اور اس سے بڑا ظالم کو ہوگا جس کے پاس خدائی شہادت موجود ہو اور وہ پھر پردہ پوشی کمرے اور
اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے (۱۴۰)

۱۔ یہودی حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد
کے دین کو دین یہودیت اور ان کو یہودی سمجھتے تھے۔ ام تقولون ان ابراہیم و اسماعیل ... کانوا ہوداً

جملہ "ام تقولون..." لف اجمالی پر مشتمل ہے اور دو قضیوں (جملوں) کی حکایت کر رہا ہے (الف) اے یہود کیا تم خیال
کرتے ہو کہ ابراہیم اور... یہودی تھے؟ (ب) اے نصاریٰ کیا تم گمان کرتے ہو کہ ابراہیم اور... نصرانی تھے۔

۲۔ نصاریٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد
کے دین کو نصرانیت اور خود ان کو نصرانی جانتے تھے۔ ام تقولون ان ابراہیم و اسماعیل ... کانوا ہوداً او نصاریٰ

۳۔ یہود و نصاریٰ باوجود اس کے کہ ان کے مابین بنیادی اختلافات پائے جاتے ہیں لیکن اسلام اور مسلمانوں کے خلاف
متحد اور ہم آواز ہیں۔ ام تقولون ان ابراہیم ... کانوا ہوداً او نصاریٰ

ظاہر ہے کہ یہودی یہ نہیں کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم ؑ اور... نصرانی ہیں اسی طرح نصاریٰ بھی یہ نہ کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم ؑ اور... یہودی ہیں پس لف اجمالی کا استعمال اور ان میں سے ہر ایک کے عقیدہ کی تفصیل بیان نہ کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ لوگ باوجود اپنے درمیان شدید اختلافات کے مسلمانوں کے خلاف بالکل ایک اور ہم آواز ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء ؑ کے دین سے دوسروں کی نسبت زیادہ آگاہ ہے۔ قل انتم اعلم ام اللہ

۵۔ حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسماعیل ؑ، حضرت اسحاق ؑ، حضرت یعقوب ؑ اور ان کی اولاد نہ تو یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی۔ ام تقولون ... کانوا ہوداً اونصاری جملہ "ام تقولون..." میں استفہام انکاری توہنجی ہے یعنی یہ گمان ہے اور ایک باطل و غیر صحیح گمان ہے اس پر اعتقاد رکھنے والا سزا کا مستوجب ہے۔

۶۔ یہود و نصاریٰ نے تاریخ انبیاء ؑ میں تحریف کی۔ ام تقولون ابراہیم و اسماعیل ... کانوا ہوداً او نصاریٰ

۷۔ لوگوں میں ظالم ترین افراد وہ ہیں جو دینی حقائق اور الہی معارف کو چھپاتے ہیں اور ان کو دوسروں کے سامنے پیش کرنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ و من اظلم ممن کتم شہادۃ عندہ من اللہ "من اللہ"، "عندہ" کی طرح "شہادۃ" کے لئے صفت ہے پس "شہادۃ عندہ من اللہ" یعنی اسکے پاس جو شہادت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ انسان کے اختیار میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو شہادت ہے اس سے مراد دینی حقائق اور الہی معارف ہیں۔

۸۔ یہود و نصاریٰ کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک حقیقت تھی جسے ان کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا تھا۔ ام تقولون ... و من اظلم ممن کتم شہادۃ عندہ من اللہ آیات کے اس حصہ میں بحث چونکہ یہود و نصاریٰ کے بارے میں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ "من اظلم..." کا براہ راست اشارہ یہود و نصاریٰ کی طرف ہے۔

۹۔ حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسماعیل ؑ، حضرت اسحاق ؑ، حضرت یعقوب ؑ اور حضرت یعقوب ؑ کی آل اولاد کے بارے میں یہود و نصاریٰ نے کچھ حقائق پر پردہ ڈالا اس لئے وہ ظالم ترین لوگ ہیں۔

ام تقولون ان ابراہیم ... و من اظلم ممن کتم شہادۃ عندہ من اللہ "شہادۃ من اللہ" کے مورد نظر مصادیق میں سے آیہ مجیدہ کے صدر کی روشنی میں حضرت ابراہیم ؑ اور دیگر مذکورہ انبیاء ؑ کے بارے میں کچھ حقائق ہیں۔

۱۰۔ جس حقیقت کی یہود و نصاریٰ کیلئے گواہی دینا ضروری تھی اس پر انہوں نے پردہ ڈالا اور لوگوں کے سامنے اسے پیش کرنے سے اجتناب کیا۔ و من اظلم ممن کتم شهادة عنده من الله

۱۱۔ حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسماعیل ؑ، حضرت اسحاق ؑ اور حضرت یعقوب ؑ انبیاء ؑ میں سے تھے اور یہود و نصاریٰ کے مورد قبول شخصیات تھیں۔ ام تقولون ان ابراهيم ... کانوا هوداً او نصاریٰ

۱۲۔ گواہی دینا واجب اور اسکا چھپانا ظلم ہے۔ و من اظلم ممن کتم شهادة عنده من الله

۱۳۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال سے غافل نہیں اور ان سب سے آگاہ ہے۔ و ما الله بغافل عما تعملون

۱۳۔ آسمانی حقائق کو چھپانے کی وجہ سے اہل کتاب کے علماء کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے دھمکی دی گئی۔ و من اظلم ممن کتم شهادة عنده من الله و ما الله بغافل عما تعملون اللہ تعالیٰ کے آگاہ ہونے اور علمائے اہل کتاب کے کردار سے غافل نہ ہونے کے بیان کرنے کا ہدف انہیں سزا دینے کی دھمکی دینا ہے۔

۱۵۔ امام کاظم ؑ سے روایت ہے آپ ؑ نے فرمایا "... و ان سئلت عن الشهادة فاشهد بها و هو قول الله

عز وجل ... و من اظلم ممن کتم شهادة عنده من الله ..."^(۱)

اگر تیرے پاس موجود گواہی کے بارے میں سوال کیا جائے تو گواہی دو کیونکہ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے "و من اظلم ممن کتم شهادة عنده من الله..."

اسباط: اسباط کا دین ۵

اسلام: دشمنان اسلام ۳

اسماء اور صفات: جلالی صفات ۱۳؛ جمالی صفات ۱۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے مختصات ۳؛ اللہ تعالیٰ کی دھمکیاں ۱۳؛ اللہ تعالیٰ اور غفلت ۱۳؛ علم الہی ۱۳، ۳

انبیاء (علیہم السلام): انبیاء ؑ کی تاریخ کی تحریف ۶؛ انبیاء ؑ کا دین ۳

انسان: انسانی عمل ۱۳

اہل کتاب کے علماء: علمائے اہل کتاب کو دھمکی ۱۳; علمائے اہل کتاب اور حق کا چھپانا ۱۳

جرائم: جرائم کے موارد ۱۲

حضرت ابراہیم ؑ: دین ابراہیمی ؑ ۵; حضرت ابراہیم ؑ کی شخصیت ۱۱

حضرت اسحاق ؑ: دین حضرت اسحاق ؑ ۵; حضرت اسحاق ؑ کی شخصیت ۱۱

حضرت اسماعیل ؑ: دین حضرت اسماعیل ؑ ۵; حضرت اسماعیل ؑ کی شخصیت ۱۱

حق: حق کو چھپانے کا ظلم ۷

دین: دین کا چھپانا ۷ روایت: ۱۵ ظالمین: ظالم ترین لوگ ۹، ۷ ظلم: ظلم کے درجات ۷; ظلم کے موارد ۱۲

عیسائی: عیسائیوں کا تحریف کرنا ۶; عیسائیوں کا ظلم ۹; عیسائیوں کا عقیدہ ۲; عیسائیوں کی ذمہ داری ۸; عیسائی اور حضرت

ابراہیم ؑ ۹، ۱۱; عیسائی اور اسباط ۹; عیسائی اور حضرت اسحاق ؑ ۹، ۱۱; عیسائی اور حضرت اسماعیل ؑ ۹، ۱۱;

عیسائی اور دین ابراہیمی ؑ ۲; عیسائی اور اسباط ؑ کا دین ۲; عیسائی اور حضرت اسحاق ؑ کا دین ۲; عیسائی اور

حضرت اسماعیل ؑ کا دین ۲; عیسائی اور حضرت یعقوب ؑ کا دین ۲; عیسائی اور حق کا چھپانا ۹، ۱۰; عیسائی اور

حضرت یعقوب ؑ ۹، ۱۱

گواہی: گواہی کے احکام ۱۲; گواہی کی اہمیت ۱۵; گواہی کا چھپانا ۱۲; گواہی کا وجوب ۱۲

مسلمان: مسلمانوں کے دشمن ۳ واجبات: ۱۲

حضرت یعقوب ؑ: حضرت یعقوب ؑ کا دین ۵; حضرت یعقوب ؑ کی شخصیت ۱۱

یہود: یہودیوں اور عیسائیوں کا اتحاد ۳; یہودیوں کا عیسائیوں سے اختلاف ۳; یہودیوں کا تحریف کا عمل ۶; یہودیوں کا ظلم

۹; یہودیوں کا عقیدہ ۱; یہودیوں کی ذمہ داری ۸; یہود اور حضرت ابراہیم ؑ ۹، ۱۱; یہود اور اسباط ؑ ۹; یہود اور

حضرت اسحاق ؑ ۹، ۱۱; یہود اور حضرت اسماعیل ؑ ۹، ۱۱; یہود اور دین ابراہیمی ؑ ۱; یہود اور اسباط ؑ کا

دین ۱; یہود اور حضرت اسحاق ؑ کا دین ۱; یہود اور حضرت اسماعیل ؑ کا دین ۱; یہود اور حضرت یعقوب ؑ کا دین

۱; یہود اور حق کا چھپانا ۹، ۱۰; یہود اور حضرت یعقوب ؑ ۹، ۱۱

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤١﴾

یہ امت گذر چکی ہے اس کا حصہ وہ ہے جو اس نے کیا ہے اور تمہارا حصہ وہ ہے جو تم کمر دے اور خدا تم سے ان کے اعمال کے بارے میں کوئی سوال نہیں کرے گا (۱۴۱)

۱۔ حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسماعیل ؑ، حضرت اسحاق ؑ اور حضرت یعقوب ؑ اللہ تعالیٰ کی پرستش کرنے والی امت اور اسکے حضور سر تسلیم خم تھے۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ "تلك" کا اشارہ الیہ ما قبل آیت میں موجود انبیاء ؑ ہیں مذکر کی طرف اشارہ کے لئے "تلك" کا استعمال خبر (امت) کی مناسبت سے ہے۔

۲۔ تمام انسان حتیٰ انبیاء ؑ اولوالعزم بھی دنیا میں نہ رہے اور سب کو عالم آخرت کی طرف جانا ہوگا۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ اس مطلب کی مزید وضاحت کے لئے آیت ۱۴۲ کے مطلب نمبر ۲ کی طرف رجوع کریں۔

۳۔ حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسماعیل ؑ، حضرت اسحاق ؑ اور حضرت یعقوب ؑ کے نیک اعمال کی جزا نہیں سے مختص ہے اس سے دوسروں کو فائدہ نہ ہوگا۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ "لہا" کا "ما کسبت" پر مقدم ہونا حصر کا معنی دیتا ہے پس "لہا ما کسبت" یعنی ان کے نیک اعمال کا فائدہ خود انہی کی طرف لوٹ کے جائے گا۔

۴۔ حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسحاق ؑ اور... جیسے انبیاء ؑ کے نیک اعمال اور انکی فضیلتوں کی جزا سے یہود کا بہرہ مند ہونا یہود کے نادرست عقائد میں سے ہے۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ و لَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ اس مطلب کا یوں استفادہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ انبیاء ؑ کے اعمال کا نتیجہ دوسروں کو نہ ملے گا۔

۵۔ ہر فرد اور ہر امت اپنے نیک اعمال کے اجر سے بہرہ مند ہوں گے۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ و لَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ

۶۔ ہر شخص اور ہر معاشرے کے اعمال کا نتیجہ خود انہی سے مربوط ہے اور انہی کی طرف لوٹے گا۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ و لَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ

۷۔ ہر معاشرے اور امت کی ایک زندگی، موت اور مستقل شخصیت ہے۔ تلك امة قد خلت

۸۔ انسان اپنے اسلاف کے اعمال کا ذمہ دار نہیں ہے اور نہ ہی ان کے سبب اس کا مؤاخذہ ہوگا۔ و لا تسئلون عما كانوا يعملون

۹۔ یہودیوں کو ان کے اپنے اسلاف کے بُرے اعمال کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا اور اس پر ان کا مؤاخذہ ہوگا یہ یہودیوں کے باطل خیالات میں سے ہے* و لا تسئلون عما كانوا يعملون یہ مطلب اس وجہ سے ہے کہ یہودیوں کو مورد خطاب قرار دے کر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ وہ لوگ اپنے اسلاف کے اعمال کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

۱۰۔ انبیاء ﷺ سے رشتہ داری یا ان کی نسل سے ہونا قیامت میں کام نہ آنے کا اور نہ ہی اعمال کے نتائج سے رہائی کا باعث ہوگا۔ تلك امة قد خلت لها ما كسبت و لكم ما كسبتم

انبیاء ﷺ کے اعمال کے نتائج سے دوسروں کو فائدہ نہ ہوگا یہ مطلب ایسے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا گیا ہے جو حضرت ابراہیم ﷺ، حضرت اسحاق ﷺ اور حضرت یعقوب ﷺ جیسے انبیاء ﷺ کی نسل سے ہیں اس سے مذکورہ بالا مطلب اخذ کیا جاسکتا ہے۔

۱۱۔ انسانوں کے اعمال کے حساب کتاب اور ان کے اعمال کی جزا عدل الہی کے مطابق ہوگی۔ لها ما كسبت و لكم ما كسبتم

اجر: اجر کا مختص ہونا ۶، ۵، ۳؛ اجر میں عدالت و انصاف ۱۱

اسلاف: اسلاف کا عمل ۸

اللہ تعالیٰ: الہی جزائیں ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کا حساب کتاب ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کا عدل و انصاف ۱۱

امتیں: عبادت گزار امتیں ۱؛ امتوں کی جزا ۵؛ امتوں کی زندگی ۷؛ امتوں کی شخصیت ۷؛ امتوں کی موت ۷

انبیاء (علیہم السلام): انبیاء ﷺ سے رشتہ داری ۱۰؛ انبیاء ﷺ کی رحلت ۲؛ انبیاء ﷺ کی نسل ۱۰

انسان: انسانوں کی موت ۲

اولاد: اولاد کی ذمہ داری کا دائرہ ۸

حضرت ابراہیم ؑ: حضرت ابراہیم ؑ کا خشوع و خضوع ۱; حضرت ابراہیم ؑ کی اخروی جزا ۳; حضرت ابراہیم ؑ کی عبادت ۱

حضرت اسحاق ؑ: حضرت اسحاق ؑ کا خشوع و خضوع ۱; حضرت اسحاق ؑ کی اخروی جزا ۳; حضرت اسحاق ؑ کی عبادت ۱

حضرت اسماعیل ؑ: حضرت اسماعیل ؑ کا خشوع و خضوع ۱; حضرت اسماعیل ؑ کی اخروی جزا ۳; حضرت اسماعیل ؑ کی عبادت ۱

حضرت یعقوب ؑ: حضرت یعقوب ؑ کا خشوع و خضوع ۱; حضرت یعقوب ؑ کی اخروی جزا ۳; حضرت یعقوب ؑ کی عبادت ۱

سر تسلیم خم ہونا: اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم ہونے کی اہمیت ۱

سزائیں: سزاؤں کا ذاتی ہونا ۸; سزاؤں کا نظام ۱۱، ۶

عقیدہ: باطل عقیدہ ۹، ۳

عمل: عمل کے آثار ۱۰; دوسروں کے عمل سے فائدہ اٹھانا ۳، ۳; عمل کی جزا ۶۱

عمل صالح: عمل صالح کی جزا ۵۱، ۳

قیامت: قیامت میں رشتہ داری ۱۰

معاشرہ: معاشروں کی زندگی ۷; معاشروں کی شخصیت ۷; معاشروں کی موت ۷

موت: موت کا حتمی ہونا ۲

نجات: اخروی نجات کے عوامل ۱۰

یہودی: یہودیوں کا عقیدہ ۹، ۳; یہودیوں کے اسلاف کا عمل ۹

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبَلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٤٢﴾

عنقریب احمق لوگ یہ کہیں گے کہ ان مسلمانوں کو اس قبلہ سے کس نے موڑ دیا ہے جس پر پہلے قائم تھے تو اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ مشرق و مغرب سب خدا کے ہیں وہ جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت دے دیتا ہے (۱۴۲)

۱۔ زمانہ بعثت میں کچھ مدت کے لئے بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ رہا۔ ما ولی ہم عن قبلتہم الی کانوا علیہا اکثر مفسرین کے نظریئے کے مطابق "قبلتہم..." سے مراد بیت المقدس ہے۔

۲۔ مسلمانوں کا قبلہ اول (بیت المقدس) اللہ تعالیٰ کے حکم سے کعبہ کی طرف تبدیل ہو گیا۔ ما ولی ہم عن قبلتہم الی کانوا علیہا... یہدی من یشاء "یہدی من یشاء" قرینہ ہے اس پر کہ قبلہ کی تبدیلی اللہ تعالیٰ کے فرمان سے ہوئی۔

۳۔ احمقوں اور بے وقوفوں نے قبلہ کی تبدیلی کو بے جا تصور کیا اور اس پر اعتراض کیا۔ سيقول السفهاء من الناس ما ولی ہم عن قبلتہم الی کانوا علیہا

۴۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کو قبول نہ کرنا اور ان پر اعتراض کرنا بے وقوفی اور کم عقلی ہے۔ سيقول السفهاء من الناس ما ولی ہم عن قبلتہم

۵۔ احکام دین کا نسخ ایک ممکن امر ہے اس کو بے جا تصور کرنا حماقت و کم عقلی کی دلیل ہے۔ سيقول السفهاء من الناس ما ولی ہم عن قبلتہم

۶۔ تبدیلی قبلہ کے بارے میں مخالفین اسلام کی مخالفت اور ضد کی قرآن حکیم نے پیشین گوئی فرمائی۔ سيقول السفهاء من الناس ما ولی ہم عن قبلتہم الی کانوا علیہا

۷۔ تبدیلی قبلہ کے سلسلہ میں قبل اس کے کہ اعتراض کرنے والے اعتراض کریں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت (ص) کو اس کا جواب سکھایا۔ سيقول... قل لله المشرق والمغرب

۸۔ دین کی تبلیغ کرنے والوں کیلئے مخالفین کے شبہات اور اعتراضات سے مطلع ہونا اور انکا مناسب جواب دینا ضروری ہے۔ سیقول ... ما ولیّ ہم عن قبلتہم ... قل للہ المشرق والمغرب مخالفین کے شبہات اور اعتراضات سے پہلے ہی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب (ص) کو ان سے آگاہ فرمایا اور ان کا جواب سکھایا اس سے مذکورہ بالا مطلب اخذ ہوتا ہے۔

۹۔ مشرق و مغرب (سب جہتیں اور جگہیں) اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ قل للہ المشرق والمغرب

۱۰۔ سب سمتوں اور جگہوں کی ملکیت میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ للہ المشرق والمغرب

۱۱۔ اس اعتبار سے کہ تمام سمتیں اور جگہیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں لہذا قبلہ بننے کی صلاحیت رکھتی ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ قل للہ المشرق والمغرب

۱۲۔ کعبہ کا قبلہ بننا انسانوں کی صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی بنیاد ہے۔ ما ولیّ ہم عن قبلتہم ... یہدی من یشاء الی صراط مستقیم یہ جملہ "اللہ المشرق..." بیان کر رہا ہے کہ کعبہ اور بیت المقدس دونوں خداوند متعال کی ملکیت ہیں اس اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ جملہ "یہدی..." اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ کعبہ کو قبلہ کے طور پر انتخاب کرنا انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ ہے اسی لئے اسے سب کے لئے قبلہ قرار دیا گیا ہے۔

۱۳۔ کسی سمت کو قبلہ قرار دینے کا معیار یہ ہے کہ وہ سمت یا حگہ انسانوں کی ہدایت میں مؤثر ہو۔ ما ولیّہم عن قبلتہم ... قل للہ المشرق والمغرب یہدی من یشاء۔

۱۴۔ انسانوں کی صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے احکام اور دین کی تشریع (قانون سازی) کا ہدف انسانوں کی صراط مستقیم کی طرف ہدایت ہے۔ ما ولیّ ہم عن قبلتہم ... یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

۱۶۔ انسانوں کی ہدایت اور دین کے قوانین کی تشریع کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ مختار ہے۔ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

۱۷۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا "و صلی رسول اللہ (ص) الی بیت المقدس بعد النبوة ثلاث عشرة سنة بمكة و تسعة عشر شهراً بالمدينة"

رسول خدا (ص) نے رسالت کے بعد تیرہ سال مکہ میں اور انیس ماہ مدینہ منورہ میں بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی یہاں تک کہ یہودیوں نے آپ (ص) پر انگشت نمائی اور اعتراضات کیئے۔

احکام: احکام پر اعتراض ۳؛ احکام کی تشریح ۱۶؛ فلسفہ احکام ۱۵؛ احکام کا نسخ ہونا ۵

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا اختیار ۱۶؛ اوامر الہی ۲؛ اللہ تعالیٰ اور شریک ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت ۱۱، ۱۰، ۹؛ ہدایت الہی ۱۳

انسان: انسانوں کی ہدایت ۱۶، ۱۵، ۱۳، ۱۲

بیت المقدس: بیت المقدس کا قبلہ ہونا ۱، ۲

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کو تعلیم دینا ۷؛ پیامبر اسلام (ص) کا بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا ۱۷

حماقت: حماقت کے نتائج ۳؛ حماقت کی علامتیں ۵

دین: فلسفہ دین ۱۵

روایت: ۱۷

مقامات: مقامات کا مالک ۱۱، ۱۰، ۹

شبہات: شبہ شناسی کی اہمیت ۸؛ شبہات کا جواب دینا ۸، ۷

شرک: شرک کو رد کرنا ۱۰

قبلہ: تبدیلی قبلہ پر اعتراض ۷، ۳؛ تبدیلی قبلہ ۲؛ دشمن اور تبدیلی قبلہ ۶؛ احمق افراد اور تبدیلی قبلہ ۳؛ مسلمانوں کا قبلہ اول ۱، ۲؛

قبلہ ہونے کا معیار ۱۳، ۱۱

قرآن کریم: قرآن کریم کی پیشین گوئی ۶

کعبہ: کعبہ کے قبلہ ہونے کے نتائج ۱۲؛ کعبہ کا قبلہ ہونا ۲

مبلغین:

مبلغین کی ذمہ داری ۸؛

مشرق: مشرق کا مالک ۹

مغرب: مغرب کا مالک ۹

نسخ: نسخ پر اعتراض ۵

ہدایت: ہدایت کی اہمیت ۱۳؛ ہدایت کی بنیاد ۱۲؛ ہدایت کے عوامل ۱۳؛ ہدایت کا سرچشمہ ۱۳؛ صراط مستقیم کی ہدایت

۱۵، ۱۳، ۱۲

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعَ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرُؤُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٤٣﴾

اور تحویل قبلہ کی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو اور پیغمبر تمہارے اعمال کے گواہ رہیں اور ہم نے پہلے قبلہ کو صرف اس لئے قبلہ بنایا تھا کہ ہم یہ دیکھیں کہ کون رسول کا اتباع کرتا ہے اور کون پھیلے پاؤں پلٹتا ہے۔ اگرچہ قبلہ ان لوگوں کے علاوہ سب پر گمراہ ہے جن کی اللہ نے ہدایت کر دی ہے اور خدا تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ وہ بندوں کے حال پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے (۱۴۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو معتدل اور برتر امت قرار دیا ہے۔ جعلناکم امة وسطاً "وسطاً" بعض مفسرین کے بقول کہ یہ کنایہ ہے "معتدل" یا "برتر" سے۔

۲۔ مادیات اور معنویات کے اعتبار سے اسلام ایک متوازن دین ہے۔ جعلناکم امة وسطاً

ان آیات میں مورد خطاب یہود و نصاریٰ ہیں اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ امت مسلمہ کو جو متوازن اور معتدل امت قرار دیا گیا ہے یہ یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں ہے۔ کیونکہ یہودی دنیا پرست ہیں جبکہ نصاریٰ ترک دنیا اور ربانیت کی تائید کرتے ہیں۔ پس امت مسلمہ کا معتدل ہونا دنیاوی اور معنوی امور میں ہے۔

۳۔ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف قبلہ کی تبدیلی کا کردار امت مسلمہ ایک متوازن اور برتر امت کا درجہ حاصل کرنے ہیں
ماولی ہم عن قبلتهم التي كانوا عليها ... و كذلك جعلناكم امة وسطاً

۴۔ اسلامی آداب و احکام ہر طرح کی افراط و تفریط سے مبرا اور پاک ہیں۔ جعلناکم امة و سبطاً

۵۔ مسلمان دیگر انسانوں کے اعمال پر گواہ ہیں اور پیامبر گرامی اسلام (ص) مسلمانوں کے اعمال پر گواہ ہیں۔

لتكونوا شهداء على الناس و يكون الرسول عليكم شهيداً آية مجیدہ میں "شہدائی" اور "شہید" سے کیا مراد ہے اس
سلسلہ میں چند آراء پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک اعمال پر گواہ ہونا ہے یعنی امت اسلامی یا اس امت کے بعض لوگ
دوسری امتوں کے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں اور قیامت کے دن ان پر گواہی دیں گے اور نبی اسلام (ص) بھی
مسلمانوں کے اعمال پر ناظر ہیں اور عالم آخرت میں ان پر گواہی دیں گے۔

۶۔ پیامبر اسلام (ص) مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت و برہان ہیں اور امت مسلمہ دیگر لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہے۔

لتكونوا شهداء على الناس و يكون الرسول عليكم شهيداً میں "شہدا" اور "شہید" کی ایک تفسیر حجت ہے۔

۷۔ امت مسلمہ کا معتدل ہونا اور دیگر امتوں سے برتر ہونا امت مسلمہ کے دیگر امتوں پر حجت ہونے کی علت ہے۔

جعلناکم امة وسطاً لتكونوا شهداء على الناس

۸۔ زمانہ بعثت میں کچھ عرصہ کے لئے بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ رہا ہے۔ و ما جعلنا القبلة التي كنت عليها

"القبلة" سے مراد بیت المقدس ہے "التي كنت عليها" میں "کان" ممکن ہے حال کا معنی دیتا ہو یعنی وہ قبلہ جس کی طرف تم
ہو۔ اس بنا پر مذکورہ آیت قبلہ کی تبدیلی سے قبل نازل ہوئی یہ بھی ممکن ہے کہ "کان" ماضی کا معنی دیتا ہو اس صورت میں
مذکورہ آیت قبلہ کی تبدیلی کے بعد نازل ہوئی۔ البتہ قبلہ کی تبدیلی کا حکم چونکہ بعد والی آیت میں بیان ہوا ہے اس اعتبار سے
زیادہ بہتر پہلے والا احتمال معلوم ہوتا ہے۔

۹۔ بیت المقدس کو مسلمانوں کے لئے قبلہ کے طور پر متعین کرنے کا ہدف پیامبر اسلام (ص) کے حقیقی پیروکاروں کو

دوسروں سے مشخص اور ممتاز کرنا تھا۔ و ما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم من يتبع الرسول ممن ينقلب على

عقبه

۱۰۔ بیت المقدس کو قبلہ کے طور پر معین کرنا مسلمانوں کی آزمائش اور ان کی چھان پھٹک کے لئے تھا۔ و ما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم

۱۱۔ بیت المقدس کا اہل اسلام کے لئے قبلہ ہونا کچھ مسلمانوں کے لئے ایک مشکل اور ناقابل قبول امر تھا۔ و ان كانت لكبيرة الا على الذين هدى الله

۱۲۔ فقط ہدایت یافتہ لوگ تھے جنہوں نے بیت المقدس کو قبلہ کے طور پر قبول کیا اور اسکو کوئی مشکل شرعی حکم نہ سمجھا۔ و ان كانت لكبيرة الا على الذين هدى الله

۱۳۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کی ہدایت کرنے والا ہے۔ الا على الذين هدى الله

۱۴۔ احکام الہی کو قبول کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے انسانوں کی پیروی کرنے کی دلیل ہے۔ ما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم من يتبع الرسول ممن ينقلب على عقبيه

۱۵۔ پیامبر اسلام (ص) کی اتباع کرنا ہدایت الہی سے بہرہ مند ہونے کی دلیل ہے۔ الا لنعلم من يتبع الرسول ... و ان كانت لكبيرة الا على الذين هدى الله

۱۶۔ پیامبر اسلام (ص) کی اتباع اور احکام الہی کے سامنے سر تسلیم خم ہونا ضروری ہے۔ ما جعلنا القبلة ... الا لنعلم من يتبع الرسول

۱۷۔ بیت المقدس کو مسلمانوں کے لئے قبلہ کے طور پر متعین کرنے کا فلسفہ اور حکمت اس چیز کا مشخص کرنا تھا کہ کون خداوند متعال کے حضور سر تسلیم خم ہے اور چون و چرا نہیں کرتا۔ الا لنعلم من يتبع الرسول ... و ان كانت لكبيرة الا على الذين هدى الله

۱۸۔ ہدایت یافتہ انسانوں میں خداوند متعال اور احکام الہی کے سامنے بے چون و چرا سر تسلیم خم ہونے جذبہ پایا جاتا ہے۔ و ان كانت لكبيرة الا على الذين هدى الله

۱۹۔ بیت المقدس سے مسجد الحرام کی طرف مسلمانوں کے قبلہ کی تبدیلی کا واقع ہونا* و ما جعلنا القبلة التي كنت عليها مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "التي كنت عليها" میں "كان" زمانہ ماضی پر دلالت کرتا ہو اس صورت میں "التي كنت عليها" قبلہ کی تبدیلی پر دلالت کرتا ہے۔

۲۰۔ قبلہ کی تبدیلی اور مسجد الحرام کو مسلمانوں کے لئے قبلہ کے طور پر متعین کرنے کا ہدف آنحضرت کے حقیقی پیروکاروں کو دوسروں سے مشخص اور ممتاز کرنا ہے۔* ما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم من يتبع الرسول ممن

ینقلب بعض کی رائے یہ ہے کہ "الا لنعلم..." کا بیان کرنا بیت المقدس سے مسجد الحرام کی طرف قبلہ کی تبدیلی کا ہدف بیان کرنے کیلئے ہے یعنی "لنعلم" درحقیقت فعل محذوف سے متعلق ہے۔ کہ جس پر کلام کے قرآن دلالت کر رہے ہیں۔ پس جملہ درحقیقت یوں ہے "ما جعلنا القبلة التي كنت عليها فصرفناك عنها الا لنعلم..."

۲۱۔ قبلہ کی تبدیلی دوسروں کی بجائے سچے مسلمانوں کی پاکیزگی اور چھانٹی کے لئے ایک آزمائش تھی۔ و ما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم

۲۲۔ قبلہ کی تبدیلی کا معاملہ بعض مسلمانوں کے لئے ایک مشکل اور ناقابل قبول مسئلہ تھا۔ وان كانت لكبيرة الا على الذين هدى الله

۲۳۔ فقط ہدایت یافتہ لوگ پیامبر اسلام (ص) کے سچے پیروکار تھے جنہوں نے قبلہ کی تبدیلی کو قبول کیا اور اسکو ایک دشوار امر نہ سمجھا۔ و ان كانت لكبيرة الا على الذين هدى الله

۲۴۔ نماز ایمان کا مظہر ہے۔ و ما كان الله ليضيع ايمانكم بہت سے مفسرین کا کہنا ہے کہ ایمان سے مراد یہاں نماز ہے۔ ایمان کا نماز پر اطلاق نماز کی عظمت پر دلالت کرتا ہے۔ اس طرح کہ نماز کو ایمان کہا جاسکتا ہے یا اسے مظہر ایمان سمجھا جائے۔

۲۵۔ قبلہ کی تبدیلی سے قبل جو نمازیں بیت المقدس کے رخ پر پڑھی گئی ان کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور ان کا اجر ضائع نہیں ہوگا۔ و ما كان الله ليضيع ايمانكم

قبلہ کی تبدیلی یا تبدیلی کی خوشخبری نے مسلمانوں کے درمیان اس سوال کو پیدا کیا کہ وہ نمازیں اور عبادات جو بیت المقدس کے رخ پر ادا کی گئی ہیں کیا وہ باطل ہیں؟ یہ جملہ "و ما كان..." اس سوال کا جواب ہے۔

۲۶۔ قواعد و ضوابط اور قوانین کا وضع ہونا اور ان کا رسمی اعلان ان سے ماقبل کے زمانوں کو شامل نہیں ہوتا۔ و ما كان الله ليضيع ايمانكم

۲۷۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے ساتھ رؤوف اور مہربان ہے۔ ان الله بالناس لرؤوف رحيم

۲۸۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام "و كذلك جعلناكم امة وسطاً لتكونوا شهداء على الناس" کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت ہے آپ (ع) نے فرمایا: "نحن الشهداء على الناس بما عندهم من الحلال والحرام و ما ضيعوا منه" (۱) ہم (ائمہ) حلال و حرام اور جو کچھ لوگ ان (حرام و حلال) سے ضائع کرتے ہیں کے شاہد ہیں۔

۲۹_ رسول خدا (ص) نے فرمایا: "یدعی نوح یوم القيامة فيقال له: هل بلغت؟ فيقول نعم، فيدعى قومه فيقال لهم هل بلغكم؟ فيقولون ما اتانا من نذير و ما اتانا من احد، فيقال لنوح من يشهد لك؟ فيقول محمد (ص)، و امته و ذلك قوله "و كذلك جعلناكم امة وسطاً" قال والوسط العدل فتدعون فتشهدون له بالبلاغ..."^(۲)

"قیامت کے دن حضرت نوح ﷺ کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کیا آپ ﷺ نے رسالت کی تبلیغ کی؟ تو جواب دینگے ہاں اس کے بعد آپ ﷺ کی قوم کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کیا نوح ﷺ نے تمہیں (رسالت کی) تبلیغ کی تو وہ جواب میں کہیں گے ہمیں کوئی ڈرانے کے لئے نہیں آیا تھا پھر حضرت نوح ﷺ سے کہا جائے گا آپ ﷺ کی گواہی دینے والا کون ہے تو آپ ﷺ جواب دینگے حضرت محمد (ص) اور آپ (ص) کی امت، پس یہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط قرار دیا" رسول خدا (ص) فرماتے ہیں وسط سے مراد عدل ہے پس تم (مسلمان) بلائے جاؤ گے اور حضرت نوح ﷺ کی رسالت اور خود ان کے بارے میں گواہی دو گے..."

۳۰_ امام صادق ﷺ سے روایت ہے "...و لما ان اصرف نبيه الى الكعبة عن بيت المقدس قال المسلمون للنبي (ص) ا رأيت صلاتنا التي كنا نصلی الى بيت المقدس ما حالنا فيها وما حال من مضى من امواتنا و هم يصلون الى بيت المقدس؟ فانزل الله "و ما كان الله ليضيع ايمانكم ان الله بالناس لرؤوف رحيم" فسمی الصلوة ایماناً..."^(۳) اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نبی (ص) کا رخ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف بدلاتو مسلمانوں نے حضور (ص) کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نے جو نمازیں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی ہیں ان کا کیا بنے گا اسی طرح ان لوگوں کی نمازیں جنہوں نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھیں اور اب دنیا سے جا چکے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیہ مبارکہ کو نازل فرمایا "و ما كان الله ليضيع ايمانكم ان الله بالناس لرؤوف رحيم" اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان قرار دیا ہے..."

۳۱_ عن ابی بصیر عن احدهما عليه السلام ... فقلت له الله امره ان يصلی الى بيت المقدس قال نعم الا ترى ان الله تعالى يقول "و ما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم من يتبع الرسول ممن ينقلب على عقبيه..."^(۴)

(۱) بصائر الدرجات ص ۸۲ / ح ۱ / باب ۱۳، نور الثقلین ج ۱ / ص ۱۳۳ ح ۴۰۱ و ۴۰۸ (۲) تفسیر ابن کثیر ج ۱ / ص ۲۹۷ (۳) تفسیر عیاشی ج ۱ / ص ۶۳ ح ۱۱۵، تفسیر بہان ج ۱ / ص ۱۶۱ ح ۴، ۳ (۴) تہذیب الاحکام ج ۲ / ص ۴۴ ح ۱۳۸، نور الثقلین ج ۱ / ص ۱۳۶ ح ۴۱۴

ابن بصیر نے امام باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا... کیا اللہ تعالیٰ نے پیامبر اسلام (ص) کو مامور فرمایا کہ بیت المقدس کی طرف رخ کمر کے نماز پڑھیں؟ تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہاں کیا تجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اس سے پہلے جس قبلہ پر تم تھے ہم نے فقط اس لینے اسکو قبلہ قرار دیا تا کہ رسول کی اتباع کرنے والوں کو ان لوگوں سے ممتاز و مشخص کریں جو جاہلیت کی طرف لوٹ جاتے ہیں..."

آئمہ علیہم السلام: آئمہ علیہم السلام کی گواہی ۲۸؛ آئمہ علیہم السلام کے درجات ۲۸؛

احکام: فلسفہ احکام ۹، ۲۰؛ احکام کا دائرہ عمل ۲۶

اسلام: اسلام اور مادیات ۲؛ اسلام اور معنویات ۲؛ اسلام میں اعتدال ۲، ۳؛ صدر اسلام کی تاریخ ۸، ۱۱، ۲۲؛ اسلام کی خصوصیات ۳

اسماء اور صفات: رؤوف ۲۷؛ رحیم ۲۷

اطاعت: پیامبر اسلام (ص) کی اطاعت کے نتائج ۱۵؛ انبیاء علیہم السلام کی اطاعت ۱۳؛ پیامبر اسلام (ص) کی اطاعت ۱۶
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حجۃ ۶؛ اللہ تعالیٰ اور اجر کا ضائع کرنا ۲۵؛ اللہ تعالیٰ کا رؤوف ہونا ۲۷؛ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ۲۷؛ ہدایت الہی ۱۳

امتحان: امتحان کے وسائل و ذرائع ۱۰، ۲۱

امتیں: امت وسط ۷، ۳، ۱؛ امتوں کی حجت ۷؛ امت وسط کی گواہی ۲۹؛ امت وسط کے درجات ۲۹

انسان: انسانوں کے گواہ ۵؛ انسانوں کی ہدایت ۱۳

ایمان: ایمان کی نشانیاں یا علامتیں ۲۳

بیت المقدس: بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا اجر ۲۵؛ بیت المقدس کے قبلہ بننے کا فلسفہ ۱۷، ۱۰، ۹؛ بیت المقدس کا قبلہ بننا ۱۹، ۸؛ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا ۳۰؛

پیامبر گرامی اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کو نمونہ عمل قرار دینا ۶؛ پیامبر اسلام (ص) کے پیروکار ۲۳؛ پیامبر اسلام (ص) کا حجت ہونا ۶؛ پیامبر اسلام (ص) کے پیروکاروں کی تشخیص کی روش ۲۰؛

پیامبر اسلام (ص) کی گواہی ۲۹، ۵؛ پیامبر اسلام (ص) کے درجات ۲۹؛ پیامبر (ص) اسلام کے پیروکاروں کی تشخیص کے معیارات ۹؛ پیامبر اسلام (ص) کا بیت المقدس کے رخ نماز پڑھنا ۳۱

تعب و بندگی: تعب کی اہمیت ۱۸، ۱۷

دین: دین قبول کرنا ۱۳؛ دین کا نظام تعلیم ۳

روایت: ۲۸، ۲۹، ۳۲، ۳۱، ۳۰

روح بندگی رکھنے والے یا متعب افراد:

متعب انسانوں کی تشخیص کی روش ۱۷

سر تسلیم ہونا: اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم ہونے کی اہمیت ۱۸، ۱۷؛ دین کے حضور سر تسلیم ہونے کی اہمیت ۱۶

عمل: عمل کے گواہ ۵

قانون: قانون کا ماضی پر اطلاق ۲۶

قبلہ: قبلہ کی تبدیلی کے نتائج ۳؛ قبلہ کی تبدیلی ۱۹؛ قبلہ کی تبدیلی کا فلسفہ ۲۱، ۲۰؛ قبلہ کی تبدیلی اور مسلمان ۲۲؛ ہدایت یافتہ لوگ

اور قبلہ کی تبدیلی ۲۳

مسجد الحرام: مسجد الحرام کا قبلہ بننا ۱۹

مسلمان: مسلمانوں کا اعتدال ۱، ۷؛ مسلمانوں کو نمونہ عمل قرار دینا ۷، ۶؛ مسلمانوں کا نمونہ عمل ہونا ۶؛ مسلمانوں کا امتحان

۱۰، ۲۱؛ مسلمانوں کی برقراری ۱، ۷؛ مسلمانوں کی صفوں کی چھانٹی ۲۱؛ مسلمانوں کا حجت ہونا ۷، ۶؛ مسلمانوں کے اعتدال

کے اسباب ۳؛ مسلمانوں کی برقراری کے عوامل ۳؛ مسلمانوں کے فضائل ۱؛ مسلمانوں کا گواہ ہونا ۵؛ مسلمانوں کی گواہی

۵، ۲۹؛ مسلمان اور بیت المقدس کا قبلہ ہونا ۱۱؛ مسلمانوں کے درجات ۲۹

نماز: نماز کی اہمیت ۲۳

نمونہ عمل: لوگوں کے لئے نمونہ عمل ۶

ہدایت: ہدایت کے عوامل ۱۵، ۱۳

ہدایت یافتہ لوگ: ہدایت یافتہ انسانوں کا خشوع و خضوع ۱۸؛ ہدایت یافتہ انسانوں کا تعب ۱۸؛ ہدایت یافتہ انسانوں کا جذبہ

۱۸؛ ہدایت یافتہ انسانوں کی صفات ۱۸؛ ہدایت یافتہ لوگ اور بیت المقدس کا قبلہ ہونا ۱۲

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ (۱۳۳)

اے رسول ہم آپ کی توجہ کو آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں تو ہم عنقریب آپ کو اس قبلہ کی طرف موڑ دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں لہذا آپ اپنا رخ مسجد الحرام کی جہت کی طرف موڑ دیجئے اور جہاں بھی رہے اسی طرف رخ کیجئے۔ اہل کتاب خوب جانتا ہیں کہ خدا کی طرف سے یہی حق ہے اور اللہ ان لوگوں کے اعمال سے غافل نہیں ہے (۱۳۳)

۱۔ آنحضرت (ص) کچھ عرصہ کے لئے اس انتظار اور اشتیاق میں تھے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے قبلہ کی تبدیلی کا فرمان آئے۔ قد نری تقلب وجهک فی السماء فلنولینک قبلہ "فلنولینک..." کی جملہ "قد نری" پر تفریع اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت (ص) کا آسمان کے اطراف و اکناف پہ نظریں جمائے رکھنا تبدیلی قبلہ کے فرمان کے انتظار کے لئے تھا۔
۲۔ وحی کے انتظار کے وقت آنحضرت (ص) آسمان کے ہر طرف نظریں لگائے رکھتے۔ قد نری تقلب وجهک فی السماء "تقلب" کا معنی ایک طرف سے دوسری طرف گھومنا۔ چہرے کو آسمان کی طرف کمر کے گھمانے کا مطلب آسمان کی ایک طرف سے دوسری طرف دیکھنا ہے۔

۳۔ انبیاء علیہم السلام پر وحی کے ظہور کا مقام آسمان ہے۔ قد نری تقلب وجهک فی السماء

۳۔ آنحضرت (ص) پر فرشتہ وحی کے نزول کا احتمال تھا کہ آسمان میں سے کسی بھی مقام سے ظاہر ہو جائے۔
قد نری تقلب وجهک فی السماء یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ آنحضرت (ص) فرشتہ وحی کے نزول کے مشاہدہ کے لئے آسمان کے کسی خاص نقطہ کی طرف نگاہ نہ فرماتے بلکہ اپنے چہرہ مبارک کو آسمان کے تمام اطراف کی طرف پھیرتے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال پر ناظر اور ان کے ضمیروں سے آگاہ ہے۔ قد نری تقلب وجهک فی السماء

۶۔ اللہ تعالیٰ نے پیامبر اسلام (ص) کو قبلہ کی تبدیلی اور اسکی جگہ ایسے قبلہ کی جاگزینی کی خوشخبری دی جو آپ (ص) کی خوشنودی کا باعث تھا۔ فلنولینک قبلہ ترضی ہا

"نولی" کا مصدر "تولیہ" ہے جسکا معنی گھمانا ہے پس "فلنولینک..." یعنی ہم نے تیرا رخ ایسے قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جو تیری خوشنودی اور رضایت کا باعث تھا۔

۷۔ سابق قبلہ (بیت المقدس) کے نسخ میں آنحضرت (ص) کے انتظار و اشتیاق کی بڑی اہمیت تھی۔ قد نری تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضى ها جملہ "فلنولينك ... کی" قد نری ... "پر صرف فاء کے ساتھ تفریع اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت (ص) کا انتظار و اشتیاق قبلہ کی تبدیلی میں مؤثر تھا۔

۸۔ پیامبر اسلام (ص) اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت ہی زیادہ عظمت و شان کے مالک ہیں۔ قد نری تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضى ها

۹۔ قبلہ کا تعین کرنا اللہ تعالیٰ کے امور و افعال میں سے ہے۔ قد نری ... فلنولينك قبلة ترضى ها

۱۰۔ احکام دین کی تشریع (قانون سازی) اور انکا نسخ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت اور اسی کے دائرہ اختیار میں ہے۔ قد نری تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضى ها

۱۱۔ قبلہ کا نسخ کرنا اور متعین کرنا آنحضرت (ص) کے اختیار میں نہ تھا۔ قد نری تقلب و جهك في السماء فلنولينك قبلة ترضيها اگر پیامبر اسلام (ص) کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے قبلہ کی تبدیلی، کسی حکم کی تشریع یا نسخ کی اجازت ہوتی تو پھر قبلہ کے نسخ اور نئے قبلہ کے تعین کے لئے وحی کا انتظار نہ ہوتا اور آپ (ص) آسمان کی طرف نگاہیں نہ لگائے رکھتے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے پیامبر اسلام (ص) اور مسلمانوں کو قبلہ کی تبدیلی کی خوشخبری دینے کے ساتھ ساتھ حکم دیا کہ مسجد الحرام کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں۔ فلنولينك ... فول وجهك شطر المسجد الحرام و حيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطرة ۱۳۔ مسلمان جس بھی سرزمین پر ہوں ان کو چاہیئے کہ مسجد الحرام کو اپنا قبلہ قرار دیں۔ و حيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره

۱۴۔ مسلمانوں کے لئے مسجد الحرام کو قبلہ کے طور پر متعین کرنا پیامبر اسلام (ص) کی رضایت و خوشنودی کا باعث بنا۔ فلنولينك قبلة ترضى ها فول وجهك شطر المسجد الحرام

۱۵۔ مسجد الحرام کی سمت یا جہت کی طرف رخ کرنا ان اعمال کے لئے کافی ہے جن میں قبلہ رخ ہونا شرط ہے۔ فول وجهك شطر المسجد الحرام و حيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره یہ واضح ہے کہ خود مسجد الحرام یا کعبہ ہی قبلہ ہے بنا بریں لفظ "شطر" کا لانا سمت اور جہت کے معنی میں ہے۔

یہ معنی اس مطلب کو بیان کر رہا ہے کہ جن اعمال مثلاً نمازیں قبلہ رخ ہونا شرط ہے لازم نہیں کہ ایک سیدھا خط جو بالکل مسجد الحرام یا کعبہ کی طرف ہو اسی رخ کھڑا ہوا جائے بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ مسجد الحرام یا کعبہ کی جہت یا سمت ہو۔

۱۶۔ علمائے اہل کتاب (یہود و نصاری) تبدیلی قبلہ (بیت المقدس سے مسجد الحرام کی جانب) کی حقانیت سے واقف و آگاہ تھے۔ ان الذین اوتوا الكتاب یعلمون انه الحق "انہ" کی ضمیر سے مراد سابق قبلہ (بیت المقدس) کا نسخ اور موجودہ قبلہ (مسجد الحرام) کا تعین ہے۔

۱۷۔ علمائے یہود و نصاری بڑی اچھی طرح جانتے تھے کہ مسجد الحرام کا قبلہ بنا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ان الذین اوتوا الكتاب لیعلمون انه الحق من ربهم "لیعلمون" کا لام تاکید اس بات کی دلیل ہے کہ اہل کتاب کو کوئی شک و تردید نہ تھا اور بڑی اچھی طرح جانتے تھے کہ قبلہ کی تبدیلی حق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

۱۸۔ قبلہ کی بیت المقدس سے کعبہ کی جانب تبدیلی ایسی حقیقت ہے جس کا ماقبل آسمانی کتابوں (تورات، انجیل اور...) میں ذکر تھا۔ ان الذین اوتوا الكتاب لیعلمون انه الحق من ربهم تبدیلی قبلہ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف اسکی حقانیت سے یہود و نصاری کی آگاہی کو "اہل کتاب" کے عنوان سے بیان کرنا اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی آگاہی کا سرچشمہ آسمانی کتابیں (تورات و انجیل) تھیں۔

۱۹۔ علمائے اہل کتاب نے تبدیلی قبلہ کی حقیقت کو چھپایا۔ ان الذین اوتوا الكتاب لیعلمون انه الحق من ربهم و ما اللہ بغافل عما یعملون

۲۰۔ تبدیلی قبلہ کی حقیقت و حقانیت سے آگاہی کے باوجود یہود و نصاری نے ضد و مخالفت کا مظاہرہ کیا۔ ان الذین اوتوا الكتاب لیعلمون انه الحق من ربهم و ما اللہ بغافل عما یعملون جملہ "و ما اللہ..." اہل کتاب کو دھمکی ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہل کتاب نے تبدیلی قبلہ کی حقانیت کے مقابل ضد اور حکم الہی کے خلاف مخالفت کا مظاہرہ کیا۔

۲۱۔ انسانوں کے اعمال سے ہرگز اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے۔ و ما اللہ بغافل عما یعملون

۲۲۔ تبدیلی قبلہ کے خلاف ضد و مخالفت کے باعث اللہ تعالیٰ کی جانب سے اہل کتاب کو دھمکی دی گئی۔

وما الله بغافل عما يعملون یہ جملہ "وما الله" اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کے طور پر اہل کتاب کو دھمکی سے کنایہ ہے۔

۲۳۔ زمانہ بعثت کے یہود و نصاریٰ حق کو قبول کرنے والے نہ تھے۔ و ان الذين اوتوا الكتاب ليعلمون انه الحق من ربهم
و ما الله بغافل عما يعملون

۲۳۔ "ان الفرائض لا تصلیہا الا الی القبلة و هو المروى عن آئمتنا علیہ السلام (۱) ائمہ اہل بیت (علیہم السلام) سے روایت ہے کہ واجب نمازیں فقط قبلہ رخ ادا کی جاسکتی ہیں۔

۲۵۔ امام صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے "و صلی رسول اللہ (ص) الی بیت المقدس ... ثم غیرتہ الیہود فقالوا انک تابع لقبلتنا فاغتم لذلك غمّاً شديداً ولما کان فی بعض اللیل خرج (ص) یقلب وجهه فی آفاق السماء ... فلما صلی من الظهر رکعتین جاءه جبرائیل علیہ السلام فقال له "قد نری تقلب وجهک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضی ها فول وجهک شطر المسجد الحرام" ثم اخذ بید النبی (ص) فحوّل وجهه الی الکعبۃ ... " (۲) رسول اللہ (ص) بیت المقدس کی طرف رخ کمر کے نماز پڑھتے تھے... پھر یہود نے آپ (ص) کی، سرزنش کی اور کہنے لگے آپ (ص) تو ہمارے قبلہ کی پیروی کرتے ہیں۔ پس اس پر آنحضرت (ص) شدید غم و اندوہ میں مبتلا ہو گئے، ایک رات آپ (ص) (گھر سے) باہر نکلے اور آسمانوں کی طرف متوجہ ہوئے... جب آپ (ص) ظہر کی دو رکعت بجا لایچکے تو جبرائیل (علیہ السلام) نازل ہوئے اور حضور (ص) سے کہا "ہم نے (تبدیلی قبلہ کیلئے) تمہاری انتظار سے بھری ہوئی نظروں کا مشاہدہ کیا پس ہم آپ (ص) کا رخ ایسے قبلہ کی طرف موڑ دیں گے جس پر تم راضی ہو پس اپنا رخ مسجد الحرام کی طرف کرلو" اس کے بعد جبرائیل (علیہ السلام) نے نبی (ص) کا ہاتھ پکڑ کر ان کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا...

احکام: ۱۵، ۱۳، ۲۳

احکام کی تشریح کا سرچشمہ ۱۰؛ احکام کے نسخ کا سرچشمہ ۱۰؛ نسخ احکام ۷

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۲۰

اسماء اور صفات: جلالی صفات ۲۱

اللہ تعالیٰ: افعالی الہی ۱۰، ۹؛ اوامر الہی ۱۷، ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی بشارتیں ۶؛ اللہ تعالیٰ کی دھمکیاں ۲۲؛ اللہ تعالیٰ اور غفلت ۲۱؛

اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۵؛ اللہ تعالیٰ کی نظارت ۵

(۱) مجمع البیان ج ۱ ص ۳۶۳، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۱۸ ح ۳۲۶ (۲) من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۷۸ ح ۳، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۳۶ ح ۴۱۷۔

انبیاء ﷺ : انبیاء ﷺ پر نزول وحی ۳

انسان: انسانی عمل سے آگاہی ۵، ۲۱؛ انسان کی نیتوں سے آگاہی ۵

اہل کتاب: اہل کتاب کو دھمکی ۲۲

بیت المقدس: بیت المقدس کے قبلہ ہونے کا نسخ ۷

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کو بشارت ۶؛ پیامبر اسلام (ص) کی تاریخ ۱، ۲؛ پیامبر اسلام (ص) کے

روحانات ۱، ۷؛ پیامبر اسلام (ص) کی رضایت کے عوامل ۶، ۱۳؛ پیامبر اسلام (ص) کا دائرہ اختیارات ۱۱؛ نزول وحی کے

وقت آنحضرت (ص) ۲؛ پیامبر اسلام (ص) کے درجات ۷، ۸؛ پیامبر اسلام (ص) پر جبرائیل ﷺ کا نزول ۳

روایت: ۲۳، ۲۵

علمائے اہل کتاب: علمائے اہل کتاب کا علم ۱۶؛ علمائے اہل کتاب اور حق پر پردہ ڈالنا ۱۹

عیسائی: عیسائیوں کا حق کو قبول نہ کرنا ۲۳؛ صدر اسلام کے عیسائی ۲۳

عیسائیت کے علماء: عیسائیت کے علماء کا علم ۱۷

قانون: قانون کے نسخ کا سرچشمہ ۱۰؛ قانون سازی کا سرچشمہ ۱۰

قبلہ: احکام قبلہ ۲۳، ۱۵، ۱۳؛ اہل کتاب اور تبدیلی قبلہ ۲۲؛ تبدیلی قبلہ کی بشارت ۶؛ تبدیلی قبلہ ۱۲؛ انجیل میں تبدیلی قبلہ ۱۸؛

تورات میں تبدیلی قبلہ ۱۸؛ آسمانی کتابوں میں تبدیلی قبلہ ۱۸؛ قبلہ کی جہت ۵؛ تبدیلی قبلہ کی حقانیت ۱۶، ۱۹، ۲۰؛ علمائے اہل

کتاب اور تبدیلی قبلہ ۱۶، ۱۹؛ عیسائی علماء اور قبلہ ۱۷؛ یہودی علماء اور قبلہ ۱۷؛ تبدیلی قبلہ کے اسباب ۷؛ تبدیلی قبلہ کا فلسفہ

۲۵؛ مسلمانوں کا قبلہ ۱۳، ۱۳؛ پیامبر اسلام (ص) اور تبدیلی قبلہ ۱؛ عیسائی اور تبدیلی قبلہ ۲۰؛ قبلہ کے تعین کا سرچشمہ ۱۱، ۹؛

یہودی اور تبدیلی قبلہ ۲۰

کعبہ: کعبہ کا قبلہ ہونا ۱۸

مسجد الحرام: مسجد الحرام کا قبلہ ہونا ۱۵، ۱۳؛ مسجد الحرام کا قبلہ قرار پانا ۱۷، ۱۳، ۱۲

مقربین: ۸

ملائکہ: ملائکہ وحی کے ظہور کی جگہ ۳

نماز: احکام نماز ۲۳؛ نماز میں قبلہ ۲۳

وحی: وحی کے ظہور کی جگہ ۳؛ وحی اور آسمان ۳، ۴

یہود: یہودی حق کو قبول نہ کرنے والے ۲۳؛ صدر اسلام کے یہودی ۲۳؛ یہودی اور قبلہ ۲۵

یہودی علماء: علمائے یہود کا علم ۱۷

وَلَمَّا أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ
وَلَمَّا اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٥﴾

اگر آپ ان اہل کتاب کے پاس تمام آیتیں بھی پیش کر دیں کہ یہ آپ کے قبلہ کو مان لیں تو ہرگز نہ مانیں گے اور آپ بھی ان کے قبلہ کو نہ مانیں گے اور یہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کو نہیں مانتے اور علم کے آجانے کے بعد اگر آپ ان کے خواہشات کا اتباع کر لیں گے تو آپ کا شمار ظالموں میں ہو جائے گا (۱۴۵)

۱۔ اہل کتاب کی ذمہ داری ہے مسجد الحرام کو قبلہ کے طور پر قبول کریں۔ ما تبعوا قبلتک

۲۔ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو باوجود اس کے کہ انہیں مسلمانوں کے قبلہ (مسجد الحرام) کی حقانیت کا اطمینان ہے اس کو قبول نہیں کریں گے۔ لیعلمون انه الحق ... و لمن اتیت الذین ... ما تبعوا قبلتک

۳۔ مسجد الحرام کو قبلہ حق کے طور پر قبول کرنے کے لئے کوئی دلیل اور معجزہ اہل کتاب پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔
و لمن اتیت الذین اوتوا الکتاب بکل آية ما تبعوا قبلتک

"آیہ" کا معنی علامت و نشانی ہے البتہ یہاں اس سے مقصود معجزہ اور برہان ہے۔

۳۔ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ضدی اور حق قبول نہ کرنے والے لوگ ہیں۔ و لمن اتیت الذین اوتوا الکتاب بکل آية
ما تبعوا قبلتک "لنن... خدا کی قسم آپ اہل کتاب کو جو بھی

معجزہ یا دلیل پیش کریں تو وہ آپ کے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے" یہ جملہ اہل کتاب کی گہری دشمنی، ضد اور حق ناپذیری کو بتاتا ہے۔

۵۔ یہود و نصاریٰ اپنی ضد، دشمنی اور عناد کی وجہ سے کعبہ کو قبلہ کے طور پر ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ و لعن اتیت الذین اوتوا الكتاب بكل آية ما تبعوا قبلتك

۶۔ تبدیلی قبلہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے پیامبر اسلام (ص) سے چاہا کہ اہل کتاب کے قبلہ کی طرف ہر گز رخ نہ کریں اور نہ ہی اس کو اپنا قبلہ قرار دیں۔ و ما انت بتابع قبلتهم "و ما انت ... تم ان کے قبلہ کی پیروی نہ کرو گے" یہ جملہ خبریہ ہے لیکن مقصود اس سے انشاء ہے اور حکم ہے کہ تم ان کے قبلہ کی پیروی نہ کرو۔

۷۔ یہود و نصاریٰ میں سے ہر ایک کا مخصوص قبلہ ہے۔ و ما بعضهم بتابع قبله بعض

۸۔ یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے قبلہ کو قبول نہ کریں گے۔ و ما بعضهم بتابع قبله بعض

۹۔ یہود و نصاریٰ کی کوشش تھی کہ پیامبر اسلام (ص) اور مومنین کو کعبہ سے منحرف کر کے اپنے قبلہ کی طرف موڑیں۔ و ما انت بتابع قبلتهم ... و لعن اتبعتم اهلهم جملہ "و لعن اتبعتم ... انك لمن الظالمين" میں "لن" کی لام قسم، صرف تاکید "ان" اور "لمن" میں لام تاکید کے ساتھ تاکید اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ اہل کتاب نے پیامبر اسلام (ص) اور مومنین کو اپنے قبلہ کی طرف ترغیب دلانے کی مسلسل کوشش کرتے ہوئے اسکی زمین فراہم کر لی تھی۔ ماقبل جملوں کے قرائن کی روشنی میں "اہوائہم" کے مصادیق میں سے ایک اہل کتاب کے قبلہ کی پیروی ہے۔

۱۰۔ یہود و نصاریٰ اس کوشش میں تھے کہ پیامبر اسلام (ص) اور مومنین کو اپنے دینی احکام و قوانین کی طرف ترغیب دلائیں۔ و لعن اتبعتم اهلهم

۱۱۔ یہود و نصاریٰ نے دین الہی کو اپنی نفسانی خواہشات پر مبنی آراء کے ساتھ گڈمڈ کر دیا تھا۔ و لعن اتبعتم اهلهم "اہوائہم" (نفسانی خواہشات پر مبنی آراء) سے مراد یہود و نصاریٰ کا دین ہے کیونکہ ان کی پیامبر اسلام (ص) اور اہل ایمان سے جنگ کی بنیاد دینی عقائد و احکام تھے۔ اہل کتاب کا دین الہی تھا لیکن آیہ مجیدہ میں اسے نفسانی خواہشات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا مطلب اسی اعتبار سے ہے۔

۱۲۔ نبی اکرم (ص) کے دین (اسلام) کی بنیاد وحی اور حکم خداوندی تھا۔ من بعد ما جاءك من العلم

"علم" سے مراد وہ احکام و فرامین ہیں جو اللہ

تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے پیامبر اسلام (ص) پر نازل ہوئے۔

۱۳۔ احکام و معارف کا انحصار وحی پر ہے اور یہ عالمانہ حقائق ہیں۔ من بعد ما جاءك من العلم

"وحی" کی جگہ "علم" کا لفظ لانا اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ وحی پر منحصر فرامین عالمانہ ہیں۔

۱۴۔ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف قبلہ کی تبدیلی عالمانہ حکم ہے اسکی بنیاد وحی اور فرمان الہی ہے۔

وما انت بتابع قبلتهم... من بعد ما جاءك من العلم "العلم" کے مورد نظر مصادیق میں سے وحی اور تبدیلی قبلہ پر مبنی فرمان الہی ہے۔

۱۵۔ پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داری ہے کہ یہود و نصاریٰ کی پیروی سے پرہیز کریں اور نفسانی خواہشات پر مبنی ان کی آراء کو رد کریں۔ و لئن اتبعت اهواءهم... انك اذا لمن الظالمين

۱۶۔ اللہ تعالیٰ نے پیامبر اسلام (ص) کو متنبہ کیا کہ اگر انہوں نے یہود و نصاریٰ کی اتباع کی تو ستمگروں میں سے شمار ہوں گے۔ لئن اتبعت اهواءهم... انك اذا لمن الظالمين

۱۷۔ قوانین الہی کے ہوتے ہوئے نفسانی خواہشات پر مبنی آراء و قوانین کی پیروی کرنا ظلم ہے۔

لئن اتبعت اهواءهم من بعد ما جاءك من العلم انك اذا لمن الظالمين

۱۸۔ ایسے قوانین اور معارف قابل اتباع ہیں جو نفسانی خواہشات سے پاک ہوں اور ان کی بنیاد علم پر ہو۔

و لئن اتبعت اهواءهم من بعد ما جائك من العلم انك اذا لمن الظالمين

۱۹۔ اگر دین اسلام کے رہبروں نے دیگر ادیان کے پیروکاروں کے ساتھ دینی معاملات میں ساز باز کی تو ستمگروں کے

زمرے میں ہوں گے۔ و لئن اتبعت اهواءهم... انك اذا لمن الظالمين

۲۰۔ آگاہی کے باوجود گناہ کا ارتکاب ظلم ہے۔ و لئن اتبعت اهواءهم من بعد ما جائك من العلم انك اذا لمن

الظالمين

اسلام: اسلام کا سرچشمہ ۱۲؛ اسلام کا وحی ہونا ۱۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تنبیہات ۱۶

اہل کتاب: اہل کتاب اور مسلمانوں کا قبلہ ۲، ۳؛ اہل کتاب کی حق ناپذیری ۳؛ اہل کتاب کا قبلہ ۱؛ اہل کتاب کی ضد ۳؛ اہل

کتاب کی ذمہ داری ۱

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) اور اہل کتاب کا قبلہ ۶: پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داری ۱۵، ۶: پیامبر اسلام (ص) کو تنبیہ ۱۶

دین: عالمانہ دین ۱۳: دین میں ساز باز ظلم ہے ۱۹: دین کی حقانیت کے معیارات ۱۸

دینی قائدین: دینی قائدین کی ساز باز ۱۹

ظالمین: ۱۶، ۱۹

ظلم: ظلم کے موارد ۲۰، ۱۴

علم: علم کے آثار ۲۰

عیسائی: عیسائیوں کی پیروی کے آثار ۱۶: عیسائیوں سے منہ پھیرنا ۱۵: عیسائیوں کی پیروی کرنا ۱۵: عیسائیوں کی تحریف کا عمل ۱۱: عیسائیوں کی کوشش ۹: عیسائیوں کا حق قبول نہ کرنا ۳: عیسائیوں کی دشمنی ۵: عیسائیوں کا قبلہ ۷: عیسائیوں کی ضد ۵، ۳: عیسائی اور مسلمانوں کا قبلہ ۹، ۵، ۲: عیسائی اور یہودیوں کا قبلہ ۸: عیسائی اور مومنین ۱۰: عیسائی اور پیامبر اسلام (ص) ۱۰، ۹: عیسائیوں کی نفس پرستی ۱۵، ۱۱

عیسائیت: عیسائیت میں تحریف ۱۱: عیسائیت کی پیروی ۱۰

قانون: غیر دینی قوانین کی اتباع ۱۴: عالمانہ قوانین ۱۸: لازم الاتباع قوانین کے معیارات ۱۸

قبلہ: تبدیلی قبلہ ۶: تبدیلی قبلہ کا عالمانہ ہونا ۱۳: تبدیلی قبلہ کا سرچشمہ ۱۳: تبدیلی قبلہ کا وحی ہونا ۱۳

قرآن کریم: قرآن کریم کی پیشین گوئی ۸

کعبہ: کعبہ کا قبلہ ہونا ۵

گناہ: آگاہانہ گناہ ۲۰: گناہ ظلم ہے ۲۰

مسجد الحرام: مسجد الحرام کے قبلہ ہونے کی حقانیت ۳، ۲: مسجد الحرام کا قبلہ ہونا ۱

نفس پرستی: نفس پرستی سے اجتناب ۱۸

وحی: وحی کی اہمیت ۱۳، ۱۳

یہود: یہودیوں کی پیروی کے آثار ۱۶: یہودیوں سے

منہ موڑنا ۱۵؛ یہودیوں کی پیروی ۱۵؛ یہودیوں کی تحریف کا عمل ۱۱؛ یہودیوں کی کوشش ۹؛ یہودیوں کا حق قبول نہ کرنا ۳؛ یہودیوں کی دشمنی ۵؛ یہودیوں کا قبلہ ۴؛ یہودیوں کی نفس پرستی ۱۱، ۱۵؛ یہود اور مسلمانوں کا قبلہ ۲، ۵، ۹؛ یہود اور عیسائیوں کا قبلہ ۸؛ یہود اور مومنین ۱۰؛ یہود اور پیامبر اسلام (ص) ۹، ۱۰

یہودیت: یہودیت میں حق و باطل کا گڈ مڈ ہونا ۱۱؛ یہودیت کی پیروی ۱۰

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤٦﴾

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو بھی اپنی اولاد ہی کی طرح پہنچاتے ہیں۔ بس ان کا ایک گروہ ہے جو حق کو دیدہ و راستہ چھپا رہا ہے (۱۳۶)

۱۔ اہل کتاب کو پیامبر اسلام (ص) کی نبوت پر اس طرح اطمینان تھا جیسے انہیں اپنے بیٹوں کے فرزند ہونے کا اطمینان تھا۔ الذین آتیناہم الكتاب يعرفونہ کما يعرفون ابناء ہم ظاہر مطلب یہ ہے کہ "يعرفونہ" کی مفعولی ضمیر پیامبر اسلام (ص) کی طرف لوٹتی ہے اگرچہ یہ احتمال بھی ہے کہ یہ ضمیر تبدیلی قبلہ کی طرف لوٹتی ہو لیکن چونکہ "مشبہ بہ" بیٹے ہیں لہذا یہ احتمال درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ قبلہ کی شناخت کا بیٹوں کی شناخت سے کوئی تناسب و ربط نہیں بنتا۔

۲۔ تورات و انجیل میں آنحضرت (ص) کی بعثت کی خوشخبری اور آپ (ص) کی صفات بہت ہی واضح انداز میں بیان تھیں۔ الذین آتیناہم الكتاب يعرفونہ کما يعرفون ابناء ہم یہ بیان کرنے کے بعد کہ یہود و نصاری اہل کتاب ہیں اس حقیقت کو بیان کرنا کہ وہ لوگ آنحضرت (ص) کی حقانیت سے بخوبی آگاہ تھے اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی اس شناخت کا سرچشمہ انکی آسمانی کتاب (تورات و انجیل) تھی۔

۳۔ پیامبر موعود کی خصوصیات کی پیامبر اسلام (ص) پر تطبیق و مطابقت میں اہل کتاب کو ہرگز شک و تردید نہ تھا۔ الذین آتیناہم الكتاب يعرفونہ کما يعرفون ابناء ہم

۴۔ بعض اہل کتاب حقیقت (آنحضرت (ص) کی نبوت) کی شناخت کے باوجود اس کو چھپاتے تھے۔ و ان فریقاً منہم لیکتمون الحق و ہم یعلمون

۵۔ پیامبر موعود کی خصوصیات کی پیامبر اسلام (ص) پر مطابقت کا بعض اہل کتاب اعتراف کرتے اور اس کو چھپاتے نہ تھے۔ و ان فریقاً منہم لیکتمون الحق و ہم یعلمون یہ مطلب اس جملہ "ان فریقاً..." کے مفہوم سے ماخوذ ہے۔

۶۔ قبلہ کی بیت المقدس سے کعبہ کی طرف تبدیلی اور اسکی حقانیت کا بیان تورات و انجیل میں تھا۔*
الذین آتیناھم الكتاب يعرفونہ کما يعرفون ابناءہم ہم یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "يعرفونہ" کی ضمیر تبدیلی قبلہ کی طرف لوٹتی ہو۔

۷۔ تبدیلی قبلہ کی حقانیت میں اہل کتاب کو کوئی شک و تردید نہ تھا* الذین آتیناھم الكتاب يعرفونہ کما يعرفون ابناءہم ہم
۸۔ بعض علمائے اہل کتاب کو باوجود اس کے کہ مسلمانوں کے قبلہ کی حقانیت کا اطمینان تھا پھر بھی اسکو چھپاتے تھے۔
و ان فريقا منهم ليكتُمون الحق و ہم يعلمون یہ جملہ "و ہم يعلمون" اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ پردہ ڈالنے والے اہل کتاب کے علمائے دین تھے۔

۹۔ دینی مسائل پر پردہ ڈالنے والے اگر خصوصاً علماء ہوں تو سرزنش و ملامت کے سزاوار ہیں۔ و ان فريقاً منهم ليكتُمون الحق و ہم يعلمون اس جملہ "و ان فريقاً..." کے لب و لہجہ میں ان لوگوں کے لئے سرزنش و ملامت ہے جو حقیقت کو درک کرنے کے باوجود اسکا انکار کرتے ہیں۔

۱۰۔ دینی حقائق پر پردہ ڈالنے سے اجتناب ضروری ہے۔ و ان فريقا منهم ليكتُمون الحق و ہم يعلمون
۱۱۔ ادیان کے علماء کے لئے حقائق پر پردہ ڈالنے کے گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ موجود ہے۔ و ان فريقا منهم ليكتُمون الحق و ہم يعلمون

۱۲۔ امام صادق سے روایت ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا: هذه الآية نزلت في اليهود و النصارى يقول الله تبارك و تعالى "الذين آتیناھم الكتاب" یعنی التوراة والانجيل (يعرفونہ) یعنی رسول الله کما يعرفون ابناءہم ہم لان الله عزوجل قد انزل علیہم فی التوراة والزبور والانجيل صفة محمد (ص) و صفة اصحابہ و مبعثہ و ہجرته ...؛^(۱)

"یہ آیت یہود و نصاری کے بارے میں نازل ہوئی یہ وہی لوگ تھے جن کو تورات و انجیل عطا کی گئی اور وہ رسول اللہ کی بھی اپنے فرزندوں کی

(۱) تفسیر قمی ج/۱ ص ۳۳، نور الثقلین ج/۱ ص ۱۳۸ ح ۴۲۲۔

طرح شناخت رکھتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تورات اور زبور میں آنحضرت (ص) کی صفات، آپ (ص) کے اصحاب کی صفات، آپ (ص) کی بعثت، آپ (ص) کی ہجرت کا (ذکر) نازل فرمایا تھا..."

انجیل: انجیل کی بشارتیں ۲؛ انجیل کی تعلیمات ۲

اہل کتاب: اہل کتاب اور پیامبر موعود ۵، ۳؛ اہل کتاب اور مسلمانوں کا قبلہ ۸؛ اہل کتاب اور حق کا چھپانا ۸، ۳؛ اہل کتاب اور پیامبر اسلام (ص) ۵، ۳، ۳؛ اہل کتاب اور پیامبر اسلام (ص) کی نبوت ۱

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی تاریخ ۵؛ پیامبر اسلام (ص) انجیل میں ۱۲، ۲؛ پیامبر اسلام (ص) تورات میں ۱۲، ۲؛ پیامبر اسلام (ص) آسمانی کتابوں میں ۳

تورات: تورات کی بشارتیں ۲؛ تورات کی تعلیمات ۲

حق: حق پر پردہ ڈالنے سے اجتناب ۱۰؛ حق چھپانے کا گناہ ۱۱

دین: دین چھپانے سے اجتناب ۱۰؛ دین پر پردہ ڈالنے کی سرزنش ۹

روایت: ۱۲

سرزنش: سرزنش کے عوامل ۹

علماء: علمائے دین اور حق کا چھپانا ۱۱، ۹؛ علمائے دین کو تنبیہ ۱۱

علمائے اہل کتاب: علمائے اہل کتاب اور حق کا چھپانا ۸

عیسائی: عیسائیوں کی پیامبر اسلام (ص) سے آگاہی ۱۲

قبلہ: اہل کتاب اور تبدیلی قبلہ ۷؛ انجیل میں تبدیلی قبلہ ۶؛ تورات میں تبدیلی قبلہ ۶؛ تبدیلی قبلہ کی حقانیت ۶، ۷؛ مسلمانوں کے

قبلہ کی حقانیت ۸

قرآن کریم: قرآنی تشبیہات ۱

کعبہ: کعبہ کا قبلہ بننا ۶

یہودی: یہودیوں کی پیامبر اسلام (ص) سے آگاہی ۱۲

الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١٤٧﴾

اے رسول یہ حقائق کے پروردگار کی طرف سے ہے لہذا آپ انشک و شبہ کرنے والوں میں نہ ہو جائیں (۱۴۷)

۱۔ احکام اور معارف حق ہیں جو من جانب اللہ ہیں۔ الحق من ربك "الحق" میں "ال" جنسیہ ہے جو استفراق کا مفہوم دے رہا ہے یعنی جو کچھ حق ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ البتہ مورد کی مناسبت کے اعتبار سے اصل مقصود احکام و معارف ہیں۔

۲۔ بشری قوانین کبھی بھی خالص "حق" نہیں رہے بلکہ ان میں باطل امور کی آمیزش رہی ہے۔ الحق من ربك یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "الحق" میں "ال" زید الرجل کی طرح افراد کی خصوصیات کے استفراق کے لئے ہے۔ یعنی جس چیز کی بھی تمام تر خصوصیات حق ہوں اور کسی بھی باطل شے سے نہیں مل سکتی اور وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

۳۔ قبلہ کی بیت المقدس سے کعبہ کی طرف تبدیلی حق ہے اور ہر طرح کے باطل و ناروا امر سے پاک ہے۔ الحق من ربك ماقبل آیات کی روشنی میں "الحق" کا مورد نظر مصداق قبلہ کی تبدیلی ہے۔

۳۔ اسلام کے احکام و معارف اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا پرتو ہیں۔ الحق من ربك

۵۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ احکام و معارف کو قبول کرنا ضروری ہے اور ان میں شک و تردید کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ الحق من ربك فلا تكونن من الممترین "مترین" کا مصدر "امترائی" ہے جس کا معنی ہے شک و تردید کرنا۔

۶۔ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی احکام اسلام کے خلاف تبلیغی کوششیں (پراپیگنڈہ) صدر اسلام کے مسلمانوں کے

افہان میں شک و تردید پیدا کرنے کا باعث بنیں۔ الحق من ربك فلا تكونن من الممترین

فعل "فلا تكونن" جس میں نون تاکید پائی جاتی ہے کے ذریعے مسلمانوں کو شک و تردید سے اجتناب کا حکم دینا اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں میں شک و تردید کی زمین فراہم ہو چکی تھی۔ ماقبل آیات سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اس شک و تردید کا سرچشمہ اہل کتاب کی

مخالفات تھیں۔

۷۔ زمانہ بعثت کے یہود و نصاریٰ نے اپنے قبلہ کو حق ثابت کرنے اور کعبہ کی طرف قبلہ کی تبدیلی کو نا حق ثابت کرنے کی مسلسل کوششیں کیں۔ الحق من ربك فلا تكونن من الممتزین

۸۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے افعال و صفات کی معرفت اس کی طرف سے نازل ہونے والے احکام و معارف سے شک و تردید کے خاتمے کا باعث ہے۔ الحق من ربك فلا تكونن من الممتزین

۹۔ اصمغ بن نباتہ امیر المومنین علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس آیہ مجیدہ "الحق من ربك..." کے بارے میں فرمایا "الحق من ربك (انك الرسول اليهم) فلا تكونن من الممتزین..."^(۱)

آپ (ص) یقیناً ان کی طرف رسول (اللہ کے بھیجے ہوئے) ہیں پس اس امر میں کسی طرح کا شک و تردید نہ کرو۔

احکام: احکام کی حقانیت کے معیارات ۱

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۷، ۶؛ اسلام کے خلاف تبلیغات ۶؛ اسلام کا منبع ۳

اللہ تعالیٰ: خدا شناسی کے نتائج ۸؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے مظاہر ۳

بیت المقدس: بیت المقدس کا قبلہ ہونا ۳

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کا ایمان ۹؛ پیامبر اسلام (ص) کی نبوت ۹

دین: دین میں شک کرنے سے اجتناب ۵؛ دین قبول کرنے کی اہمیت ۵؛ دین کی حقانیت کے معیارات ۱؛ دین کا سرچشمہ ۱؛

دین میں شک و تردید کے موانع ۸

روایت: ۹

شبہات: شبہات کے اسباب ۶

عیسائی: عیسائیوں کی اسلام کے خلاف تبلیغات ۶؛ عیسائیوں کا قبلہ ۷؛ عیسائی اور صدر اسلام کے مسلمان ۶

قانون: قوانین بشری کی خصوصیات ۲

(۱) کافی ج/ ۲ ص ۲۸۳ ح ۱۶، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۳۸ ح ۴۲۱۔

قبلہ: تبدیلی قبلہ کی حقانیت ۳؛ عیسائی اور تبدیلی قبلہ ۷؛ یہودی اور تبدیلی قبلہ ۷
کعبہ: کعبہ کا قبلہ بننا ۳

نظریہ کائنات (جہان بینی): نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی ۸

یہود: یہودیوں کی اسلام کے خلاف تبلیغات ۶؛ یہودیوں کا قبلہ ۷؛ یہود اور صدر اسلام کے مسلمان ۶

وَلِكُلِّ وِجْهَةً هُوَ مُوَلِّيُّهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

﴿۱۴۸﴾

ہر ایک کے لئے ایک رخ معین ہے اور وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے۔ اب تم نیکیوں کی طرف سبقت کرو اور تم سب جہاں بھی رہو گے خدا ایک دن سب کو جمع کر دے گا کہ وہ ہر شے پر قادر ہے (۱۴۸)

۱۔ دینی امتوں میں سے ہر ایک کے لئے ایک خاص قبلہ ہے۔ "وجہہ" اس چیز کو کہتے ہیں جس کی طرف انسان رخ کرے۔ ماقبل اور مابعد کی آیات کے قرینہ کی روشنی میں اس سے مراد قبلہ ہے۔ لفظ "کل" کا مضاف الیہ "امہ" جیسا کوئی لفظ ہے۔ البتہ "ہو مولیٰ" کے قرینہ سے اس سے مراد دینی امتیں ہیں۔

۲۔ امتوں کے لئے قبلہ کا تعین کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ و لکل وجہہ ہو مولیٰ "ہو" کی ضمیر ماقبل آیت میں "ربک" کی طرف لوٹتی ہے۔ "مولیٰ" کا معنی پلٹانے یا لوٹانے والا ہے اسکا پہلا مفعول "کل امہ" ہے جو بہت واضح ہونے کی بنا پر کلام میں نہیں آیا۔ بنا بریں "ہو مولیٰ" کا معنی یہ بنتا ہے اللہ تعالیٰ ہے جو امتوں کو ایک خاص قبلہ کی طرف پلٹاتا ہے (یعنی حکم دیتا ہے کہ کس سمت کو اپنا قبلہ قرار دو)۔

۳۔ تبدیلی قبلہ اور اسکے تعین کے بارے میں بحث کرنا بے جا امر ہے۔ و لکل وجہہ ہو مولیٰ اہل کتاب کی مخالفت اور تبدیلی قبلہ کے خلاف تبلیغات نے مسلمانوں کے درمیان اختلافات کو جنم دیا۔ اس چیز کے بیان کے بعد اس حقیقت کی یاد دہانی کرانا کہ قبلہ کا متعین کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ توحید پرستوں کو زیب نہیں دیتا کہ قبلہ کی تبدیلی اور تعین کے بارے میں بحث یا اختلاف کریں کیونکہ خداوند متعال ہے جو قبلہ کو متعین کرنے والا ہے

۳۔ اس امر کی طرف توجہ کہ قبلہ کی تبدیلی اور تعین الہی افعال میں سے ہے اسکے بارے میں اختلاف کو ختم کرنے کا موجب ہے۔ و لكل وجهة هو موليها

۵۔ نیکی کے کاموں کو انجام دینا اور ان میں سبقت کرنا ضروری ہے۔ فاستبقوا الخیرات

۶۔ امتوں کی فضیلت و برتری کا معیار نیک کاموں میں سبقت کرنا ہے نہ خاص قبلہ رکھنا۔ و لكل وجهة هو موليها فاستبقوا الخیرات "ہو موليها" کے بعد اس جملہ "فاستبقوا الخیرات" کو لانا قبلہ کی تبدیلی کے بارے میں بحث و تحقیق اور اختلاف کے بے جا ہونے کے بارے میں ایک اور حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ فقط قبلہ رخ ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ نیک کاموں کی انجام دہی اہم ہے پس ان میں سبقت کرو۔

۷۔ دین کے فروعی احکام کے بارے میں دوسرے ادیان کے پیروکاروں سے بحث، جدل اور اختلاف کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ * لكل وجهة هو موليها فاستبقوا الخیرات

۸۔ قبلہ اور فرعی احکام کے بارے میں اختلاف اور جدل سے کام لینا نیکی کے مصادیق میں سے نہیں ہے۔ لكل وجهة هو موليها فاستبقوا الخیرات

۹۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو جہاں کہیں بھی ہوں گے میدانِ محشر میں حاضر کرے گا۔ این ما تكونوا یا ت بکم اللہ جمیعاً

۱۰۔ قیامت میں تمام انسانوں کا یکبارگی اور اجتماعی طور پر حاضر ہونا۔ این ما تكونوا یا ت بکم اللہ جمیعاً

۱۱۔ قیامت نیک اعمال کی جزا کا وقت ہے۔ فاستبقوا الخیرات این ما تكونوا یا ت بکم اللہ جمیعاً

جملہ "این ما تكونوا..." "ما قبل جملے کی تعلیل ہے یعنی چونکہ تم سب کے لئے قیامت کا وقت ہے پس دنیا میں نیک اعمال بجا لاؤ یہ علت اس

مفہوم کی طرف اشارہ ہے کہ آخرت میں انسان کی سعادت دنیا میں نیک اعمال سے وابستہ ہے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ مطلق (لامحدود) قدرت و قوت کا مالک ہے۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر

۱۳۔ قیامت کو برپا کرنا اور وہاں سب انسانوں کو جمع کرنا اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرت کا مظہر ہے۔ یأت بکم اللہ جمیعاً ان اللہ علی کل شیء قدیر

۱۴۔ قیامت کو برپا کرنا اور وہاں سب انسانوں کو حاضر کرنا صرف ایسی ہستی کے لئے ممکن ہے جو قادر مطلق ہو۔ یأت بکم اللہ جمیعاً ان اللہ علی کل شیء قدیر

۱۵۔ قیامت اور وہاں انسانوں کے حاضر ہونے پر یقین انسان کو نیک کاموں کی انجام دہی کی ترغیب دلاتا ہے۔ فاستبقوا الخیرات این ما تکنونوا یأت بکم اللہ جمیعاً

نیک کاموں کا حکم دینے کے بعد قیامت کی یاد آوری اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ انسان قیامت پر یقین اور توجہ کی وجہ سے نیک کام انجام دینے میں سستی نہ کرے گا۔

اسماء اور صفات: قدیر ۱۲

اقدار: قدروں کا معیار ۶

اللہ تعالیٰ: افعال الہی ۶، ۲؛ قدرت الہی ۱۲؛ قدرت الہی کے مظاہر ۱۳، ۱۳

امتنیں: امتوں کی فضیلت و برتری کے معیارات ۶

انسان: انسان قیامت میں ۱۰، ۹؛ انسانوں کا آخرت میں محشور ہونا ۹، ۱۳، ۱۰

ایمان: حشر پر ایمان کے نتائج ۱۵؛ قیامت پر ایمان کے نتائج ۱۵

ترغیب: ترغیب کے عوامل ۱۵

دین: فروع دین میں مجادلہ ۸، ۷

عمل: پسندیدہ عمل کی اہمیت ۶، ۵؛ اخروی عمل کی پاداش ۱۱؛ پسندیدہ عمل کا اجر ۱۱؛ پسندیدہ عمل کی زمین فراہم ہونا ۱۵؛

ناپسندیدہ عمل ۸؛ عمل کے نتیجے کا وقت ۱۱

قبلہ: قبلہ کے بارے میں بحث و گفتگو ۳؛ امتوں کا قبلہ ۱، ۲؛ قبلہ کے بارے میں جدل ۸؛ قبلہ کے تعین کا سرچشمہ ۲، ۳؛ قبلہ کی تبدیلی کا سرچشمہ ۳

قیامت: قیامت کا برپا ہونا ۱۳، ۱۳؛ قیامت کی خصوصیات ۱۱

کردار: کردار کی بنیادیں ۱۵

گفتگو: بے جا گفتگو ۳

مجادلہ: ناپسندیدہ مجادلہ ۳، ۷

نظریہ کائنات (جہان بینی): نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی ۱۵

نیکی: نیکی میں سبقت ۵، ۶

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهُ لِلْحَقِّ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۴۹﴾

پیغمبر آجہاں سے باہر نکلیں اپنا رخ مسجد الحرام کی سمت ہی رکھیں کہ یہی پروردگار کی طرف سے حق ہے اور اللہ تم لوگوں کے اعمال سے غافل نہیں ہے (۱۴۹)

۱۔ پیامبر اسلام (ص) کے لیے مسجد الحرام کو قبلہ قرار دینا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ ومن حیث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام وانه للحق من ربك

۲۔ پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داری قرار دی گئی کہ وہ اعمال جو قبلہ رخ انجام دینے ضروری ہیں ان کو مسجد الحرام کے رخ ادا کریں۔ و من حیث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام

۳۔ مسجد الحرام کو قبلہ کے طور پر متعین کرنا حق (با حکمت اور بجا حکم) ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ وانه للحق من ربك

۳۔ وہ اعمال جن میں قبلہ رخ ہونا شرط ہے ان میں مسجد

الحرام کی جہت اور سمت کی طرف رخ کرنا کافی ہے۔ فول وجھک شطر المسجد الحرام

یہ واضح ہے کہ مسجد الحرام یا کعبہ ہی قبلہ ہے پس "شطر" کا لفظ لانا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ جن اعمال میں قبلہ رخ ہونا شرط ہے ضروری نہیں ایک براہ راست، مستقیم یا سیدھا خط کھینچا جائے جو کعبہ کے بالکل روبرو ہو بلکہ اس سمت اور جہت کی طرف رخ کرنا کافی ہے جس میں کعبہ یا مسجد الحرام ہے۔

۵۔ مسجد الحرام کو قبلہ کے طور پر متعین کرنا پیامبر اسلام (ص) پر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا پرتو ہے اور یہ عمل آنحضرت (ص) کے اہداف کی تکمیل کے لئے تھا۔ و انه للحق من ربك لفظ "رب" (ربیت کرنے والا مدبر) کی ضمیر "ک" کی طرف اضافت جو آنحضرت (ص) کو خطاب ہے ممکن ہے اس معنی کی طرف اشارہ ہو کہ تبدیلی قبلہ آنحضرت (ص) کے امور (رسالت کے اہداف) کی تدبیر کے لئے ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ ہرگز انسانوں کے اعمال سے غافل نہیں ہے۔ و ما الله بغافل عما تعملون

۷۔ اللہ تعالیٰ کی سزا ان لوگوں کے انتظار میں جو احکام الہی (مثلاً مسجد الحرام کو قبلہ قرار دینا) کی مخالفت کرتے ہیں۔ و ما الله بغافل عما تعملون بندوں کے اعمال پر اللہ تعالیٰ کی نظارت کے ذکر کرنے کا ہدف ان لوگوں کو دھمکی دینا ہے جو احکام الہی کی مخالفت کرتے ہیں۔

۸۔ مسلمانوں کے مابین فرمان خدا (تبدیلی و تعیین قبلہ) کی نافرمانی کی آمادگی پائی جاتی ہے۔ و ما الله بغافل عما تعملون ظاہراً "تعملون" کا مورد خطاب مسلمان ہیں۔ پس یہ جو مسلمانوں کو دھمکی دی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان ایسے افراد تھے جو نئے قبلہ میں شک و تردید سے دوچار تھے یا پھر مخالفت کے درپے تھے۔

احکام: ۲، ۳

اسماء اور صفات: جلالی صفات ۶

اللہ تعالیٰ: افعال الہی ۱؛ حکمت الہی ۳؛ اللہ تعالیٰ اور غفلت ۶؛ الہی سزائیں ۷؛ ربوبیت خدا کے مظاہر ۵

انسان: انسانی عمل سے آگاہی ۶

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام کے اہداف ۵؛ پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داریاں ۲

دین: دین کی مخالفت کی سزا ۷

سزا: سزا کے موجبات ۷

قبلہ: قبلہ کے احکام ۲، ۳؛ قبلہ کی جہت ۳؛ قبلہ کے تعین کا منبع ۱، ۳، ۸

مسجد الحرام: کے قبلہ بننے کا فلسفہ ۳؛ مسجد الحرام کا قبلہ ہونا ۲، ۳؛ مسجد الحرام کا قبلہ بننا ۱، ۵؛ مسجد الحرام کے قبلہ بننے کی

مخالفت ۷

مسلمان: مسلمانوں کی نافرمانی کی زمین فراہم ہونا ۸

نافرمانی: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ۸

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلَئِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾

اور آپ جہاں سے بھی نکلیں اپنا رخ خانہ کعبہ کی طرف رکھیں اور پھر تم سب جہاں رہو تم سب بھی اپنا رخ ادھر ہی رکھو تاکہ لوگوں کے لئے تمہارے اوپر کوئی حجت نہ رہ جائے سوائے ان لوگوں کے کہ جو ظالم ہیں تو ان کا خوف نہ کرو بلکہ ہاں سے ڈرو کہ ہم تم پر اپنی نعمت تمام کر دینا چاہتے ہیں کہ شاید تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ (۱۵۰)

۱۔ مسجد الحرام آنحضرت (ص) اور تمام مسلمانان عالم کا قبلہ ہے۔ و من حیث ... و حیث ما کنتم فولوا وجوہکم شطرہ

مسجد الحرام کے قبلہ بننے کی حقانیت ۳؛ مسجد الحرام

۲۔ مسجد الحرام کسی خاص علاقے یا کسی خاص گروہ کا قبلہ نہیں ہے۔ و حیث ما کنتم فولوا و جوہکم شطرہ

۳۔ جن اعمال میں قبلہ رخ ہونا شرط ہے کافی ہے کہ مسجد الحرام کی جہت و سمت کی طرف منہ کیا جائے۔
 فول وجھک شطر المسجد الحرام و حیث ما کنتم فولوا وجوہکم شطرہ یہ مطلب کلمہ "شطر" کہ جو سمت اور جہت کے معنی میں ہے، سے مستفاد ہے۔

۴۔ بیت المقدس کے مسلسل قبلہ کے طور پر رہنے سے مخالفین اسلام کو آنحضرت (ص) اور مسلمانوں کے خلاف دلیل و حجت مل جاتی۔ فول وجھک ... فولوا وجوہکم شطرہ لئلا یکون للناس علیکم حجة

۵۔ قبلہ کی بیت المقدس سے مسجد الحرام کی طرف تبدیلی سے مخالفین اسلام و مسلمین کا پراپیگنڈہ نقش بر آب ہو گیا۔
 فول وجھک شطر المسجد الحرام ... لئلا یکون للناس علیکم حجة

۶۔ دشمنان اسلام کے تبلیغاتی نقشوں کو ختم کرنا مسلمانوں کے ضروری فرائض میں سے ہے۔ لئلا یکون للناس علیکم حجة

۷۔ بیت المقدس سے مسجد الحرام کی طرف قبلہ کی تبدیلی سابقہ ادیان میں مذکور پیامبر موعود کی حقانیت کے دلائل میں سے ہے۔ فول وجھک شطر المسجد الحرام ... لئلا یکون للناس علیکم حجة "لئلا یکون" کی تعلیل بیان کر رہی ہے کہ مسلمانوں کا سابق قبلہ (بیت المقدس) پر باقی رہنا باعث بنتا کہ مخالفین اسلام پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت اور مسلمانوں کے خلاف دلیل قائم کریں۔ بنا برائیں تبدیلی قبلہ کو گزشتہ آسمانی کتابوں میں پیامبر موعود کی حقانیت کے دلائل یا نشانیوں میں سے ہونا چاہیئے۔

۸۔ کعبہ کے مسلمانوں کے قبلہ کے طور پر متعین ہونے سے بعض مخالفین پر پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت واضح ہو گئی۔
 لئلا یکون للناس علیکم حجة الا الذین ظلموا منهم ظالمین کے لئے حجت اور دلیل کا وجود۔ جو جملہ استثنائیہ کا مفاد ہے۔
 اس اعتبار سے نہیں ہے کہ ظالموں کے پاس مسلمانوں کے خلاف کوئی دلیل ہے بلکہ اس سے مراد مخالفین کی دو گروہوں میں تقسیم ہے۔ ایک وہ گروہ جو ظلم و ستم کے بنا پر پیامبر اسلام (ص) کی مخالفت کرتا ہے اور دوسرا گروہ وہ ہے جو شبہ کی بنا پر مخالفت کرتا ہے پہلا گروہ قبلہ تبدیل ہوتا یا نہ ہوتا اپنی مخالفت اور دشمنی کو ہر صورت جاری رکھتا۔ دوسرا گروہ پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت کو درک کر کے پراپیگنڈا یا تبلیغات سوء کو چھوڑ دیتا۔

۹۔ مسجد الحرام کے قبلہ کے طور پر متعین ہونے کے بعد فقط ظالمین تھے جو ٹسووں، بہانوں سے دستبردار نہ ہوئے اور مسلمانوں کے خلاف اپنی دشمنی کو جاری رکھا۔ لئلا یکون للناس علیکم حجة الا الذین ظلموا منهم

۱۰۔ اہل ایمان کو دشمنان دین سے ہرگز نہیں ڈرنا چاہیئے۔ فلا تخشوہم

۱۱۔ مسلمانوں کو دشمنان دین کے خوف اور ان سے احساس خطر کے بہانے احکام الہی کے اجرا کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ فولوا وجوہکم شطرہ ... الا الذین ظلموا منهم فلا تخشوہم

۱۲۔ مسلمانوں کو احکام الہی پر عمل کرنے اور اپنے برحق موقف کے حوالے سے دشمنوں کے پراپیگنڈے، جنجال اور تبلیغات سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ فلا تخشوہم

۱۳۔ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی ضرورت ہے اور اسکے احکام کی مخالفت سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ واخشونی

۱۴۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر اور خوف ہے جو اسکے احکام پر عمل کرنے کے لئے راہ ہموار کرتا ہے۔ فولوا وجوہکم شطرہ ... فلا تخشوہم واخشونی

۱۵۔ بیت المقدس سے مسجد الحرام کی طرف تبدیلی قبلہ نے مسلمانوں پر اللہ کی نعمت کے تمام ہونے کی راہ ہموار کی۔ فولوا وجوہکم شطرہ ... لا تم نعمتی علیکم یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "لا تم نعمتی..."، "لئلا یكون..." پر عطف ہو نتیجتاً "لا تم..." جملہ "فولوا وجوہکم شطرہ" کے لئے ہدف اور غایت کا بیان ہوگا۔

۱۶۔ مسلمانوں کے لئے خصوصی ہدایت کی فراہمی کی زمین کا ہموار ہونا مسجد الحرام کے انکے لئے قبلہ کے طور پر متعین ہونے کے اہداف میں سے ہے۔ فولوا وجوہکم شطرہ ... لعلکم تہتدون

آیہ مجیدہ کے مخاطبین مسلمان ہیں اور وہ اپنے اسلام پر ایمان کی وجہ سے ہدایت یافتہ ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "تہتدون" میں بیان شدہ ہدایت سے مراد پہلی ہدایت کی نسبت ایک کالمتر اور مخصوص ہدایت ہے۔

۱۷۔ بیت المقدس سے مسجد الحرام کی طرف تبدیلی قبلہ کا واقعہ تاریخ اسلام میں بہت ہی اہم اور تاریخ ساز ہے۔

و من حیث خرجت فول وجہک شطر المسجد الحرام ... و لعلکم تہتدون قبلہ کی تبدیلی اور تعین کے بارے میں متعدد آیات کا نزول، "فول..." کے فرمان کا تکرار (آیات ۱۳۳، ۱۳۹، ۱۵۰) اور اس سے پیامبر اسلام (ص) کو مخاطب قرار دینا نیز "قولوا وجوہکم شطرہ" کے ذریعے مسلمانوں کو بار بار مخاطب قرار دینا (آیات ۱۳۳، ۱۵۰) خاص اہمیت کا حامل ہے اور اس سے قبلہ کے تعین و تبدیلی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اسی طرح قبلہ کے لئے جو بنیادی احکام بیان کئے گئے ہیں وہ اس کے تاریخ ساز ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

۱۸۔ ہدایت کے مختلف مراحل اور درجات ہیں۔ و لعلکم تہتدون

"لعلکم..." کا خطاب چونکہ مسلمانوں کے لئے ہے جبکہ وہ ہدایت کا ایک مرحلہ طے کر چکے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "تہتدون" کی ہدایت سے مراد اسکا ایک بالاتر مرحلہ ہے اس سے روشن ہوتا ہے کہ ہدایت کے مختلف مراحل ہیں۔

۱۹۔ جناب ابن عباس سے روایت کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: 'البیت قبلۃ لاهل المسجد و المسجد قبلۃ لاهل الحرم و الحرم قبلۃ لاهل الأرض فی مشارقہا و مغاربہا من امتی' ^(۱) کعبہ مسجد الحرام والوں کے لئے قبلہ ہے، مسجد الحرام اہل حرم (مکہ اور اسکے اطراف کے مقامات میں رہنے والوں) کے لئے قبلہ ہے اور حرم اہل زمین کے مشرق و مغرب میں رہنے والے میری امت کے تمام افراد کے لئے قبلہ ہے۔

احکام: ۱۹، ۳، ۱

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱۷ دشمنان اسلام کا پراپیگنڈا ۵؛ دشمنان اسلام کے دلائل ۲

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی کی مخالفت سے اجتناب ۱۳؛ نعمات الہی ۱۵

انبیاء ﷺ: ادیان میں پیامبر موعود ۷

بیت المقدس: بیت المقدس کے مسلسل قبلہ رہنے کے آثار ۲

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام کی حقانیت کے دلائل ۸، ۷؛ ادیان میں پیامبر اسلام (ص) ۷

ترغیب: ترغیب کے عوامل ۱۳

تکلیف شرعی: تکلیف شرعی پر آمادگی ۱۳؛ تکلیف شرعی پر عمل میں قاطعیت ۱۱، ۱۲؛ تکلیف شرعی پر عمل میں کوتاہی کرنا ۱۱

خوف: خوف خدا کے نتائج ۱۳؛ خوف خدا کی اہمیت ۱۳؛ دشمنوں سے خوف ۱۰، ۱۱، ۱۲؛ پسندیدہ خوف ۱۳؛ ناپسندیدہ

خوف ۱۰، ۱۲

دشمن: دشمنوں کا پراپیگنڈا ۱۲؛ دشمنوں کو پراپیگنڈے سے روکنا ۶

روایت: ۱۹

ظالمین: ظالموں کی بہانہ تراشیاں ۹؛ ظالموں کی دشمنی ۹

قبلہ: تبدیلی قبلہ کے نتائج ۵، ۸، ۱۵؛ قبلہ کے احکام ۱۹، ۳، ۱؛ تبدیلی قبلہ کی اہمیت ۱۷؛ ادیان میں تبدیلی قبلہ ۷؛ قبلہ کی جہت ۳؛

اہل حرم کا قبلہ ۱۹؛ اہل مکہ کا قبلہ ۱۹؛ پیامبر اسلام کا قبلہ ۱؛ مکہ سے دور رہنے والوں کا قبلہ ۱۹؛ مسلمانوں کا قبلہ ۱

مسجد الحرام: مسجد الحرام کے قبلہ بننے کے نتائج ۸، ۹، ۱۵؛ مسجد الحرام کے قبلہ بننے کا فلسفہ ۱۶؛ مسجد الحرام کا قبلہ ہونا

۱، ۲، ۳؛ مسجد الحرام کا قبلہ بننا ۱۷

مسلمان: مسلمانوں کے دشمن ۹؛ مسلمانوں کی ذمہ داری ۱۲، ۶؛ مسلمانوں کی نعمتیں ۱۵؛ مسلمانوں کی ہدایت ۱۶

مؤمنین: مؤمنین کی ذمہ داری ۱۱، ۱۰

نعمت: نعمت کی تکمیل کا پیش خیمہ ۱۵

ہدایت:

ہدایت کی راہ ہموار ہونا ۱۶؛ ہدایت کے مراتب ۱۸؛ وہ لوگ جن کو خصوصی ہدایت میسر آتی ہے ۱۶؛ خصوصی ہدایت ۱۳

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا

تَعْلَمُونَ ﴿١٥١﴾

جس طرح ہم نے تمہارے درمیان تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر ہماری آیات کی تلاوت کرتا ہے تمہیں پاک

وپاکیزہ بناتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ سب کچھ بتاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے (۱۵۱)

۱۔ حضرت محمد (ص)، اللہ تعالیٰ کی جانب سے مبعوث ہوئے۔ کما ارسلنا فیکم رسولاً

۲۔ آنحضرت (ص)، لوگوں میں رسول مبعوث ہوئے اور انہی میں سے تھے۔ کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم

۳۔ بیت المقدس سے مسجد الحرام کی طرف تبدیلی قبلہ رسالت کی نعمت کے ہمراہ ایک بڑی نعمت ہے۔

فولوا وجوهکم شطرہ ... لعلکم تہتدون، کما ارسلنا فیکم رسولاً یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "کما" میں "کاف" تشبیہ کے

لئے ہو پس تبدیلی قبلہ جو ماقبل آیت میں مذکور ہے "مشبہہ" ہے اور پیامبر کی بعثت "مشبہہ بہ" ہے قبلہ کو رسالت کی نعمت

سے تشبیہ دینا اس مسئلے کی عظمت اور اس نعمت کی بزرگی کی دلیل ہے۔

۳۔ انسانوں کی ہدایت تک دستیابی اور ان پر نعمت الہی کی تکمیل آنحضرت (ص) کی بعثت کے اہداف سے ہے۔
 فولوا وجوہکم شطرہ ... و لعلکم تہتدون کما ارسلنا فیکم رسولاً اگر "کما ارسلنا" تبدیلی قبلہ کی پیامبر اسلام (ص) کی رسالت سے تشبیہ کو بیان کر رہا ہو تو "لا تم نعمتی علیکم و لعلکم تہتدون" وجہ شبہ کا بیان ہے یعنی یہ کہ جس طرح آنحضرت (ص)، کی بعثت بندوں پر اتمام نعمت اور انکی ہدایت کے حصول کے لئے ہے اسی طرح تبدیلی قبلہ کے بھی ایسے ہی اہداف و نتائج ہیں۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو دی گئی نعمتیں آنحضرت (ص) کی بعثت کے بغیر نامکمل تھیں۔
 و لا تم نعمتی علیکم و لعلکم تہتدون کما ارسلنا فیکم رسولاً یہ مطلب ما قبل مطلب کے ارتباط سے حاصل ہوتا ہے۔
 ۶۔ انبیاء (علیہم السلام) کا انتخاب خود عوام میں سے ہونا اللہ تعالیٰ کی نعمت میں سے ہے۔ کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم

۷۔ انسانوں کے لئے آیات الہی کی تلاوت اور ان کو آلودگیوں (شرک اور...) سے پاک کرنا پیامبر اسلام (ص) کے فرائض اور آپ (ص) کی رسالت کے اہداف میں سے ہے۔ یتلوا علیکم آیاتنا و یزکیکم
 ۸۔ لوگوں کو قرآنی حقائق و معارف اور حکمت کی تعلیم دینا آنحضرت (ص) کے فرائض اور آپ (ص) کی رسالت کے اہداف میں سے ہے۔ و یعلمکم الكتاب و الحکمہ

۹۔ بشریت کو ایسے علوم و حقائق کی تعلیم دینا جن تک ان کی رسائی ممکن نہیں ہے آنحضرت (ص) کے اہداف اور پروگراموں میں سے ہے۔ و یعلمکم ما لم تکنوا تعلمون

۱۰۔ خود کو آلودگیوں، ناپاکیوں سے پاک کرنا، قرآن کریم کو سیکھنا، حکمت کی تعلیم حاصل کرنا اور دینی احکام و معارف کو سیکھنا نہایت ہی بلند و برتر اور قابل قدر امر ہے۔ کما ارسلنا فیکم رسولاً ... و یعلمکم الكتاب والحکمہ
 ۱۱۔ دین کے مبلغین کے بنیادی ترین فرائض اور سرفہرست امور انسانوں کو آلودگیوں سے پاک کرنا

اور دینی احکام و معارف اور قرآن حکیم کی تعلیم دینا ہے۔ یتلوا علیکم آیاتنا و یزکیکم و یعلمکم الكتاب والحكمة
 ۱۲۔ پیامبر اسلام (ص) نے انسانوں کو دینی راہوں اور الہی معارف کی تعلیم دینے کے علاوہ دیگر علوم کی بھی تعلیم
 دی۔ * و یعلمکم ما لم تكونوا تعلمون "یعلمکم" کا تکرار اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ پیامبر اسلام (ص) نے انسانوں کو دو
 طرح کے علوم کی تعلیم دی۔

الف) دینی علوم اور یہ جملہ "یعلمکم الكتاب والحكمة" اس امر کی طرف اشارہ ہے۔
 ب) دیگر علوم اور یہ جملہ "یعلمکم ما لم تكونوا تعلمون" اس امر کی طرف اشارہ ہے۔
 آیات الہی: آیات الہی کی تلاوت ۷

اقدار: قدروں کا معیار ۱۰
 اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۳، ۶
 اللہ تعالیٰ کے انبیاء ﷺ: ۱

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کا بشر ہونا ۶; انبیاء ﷺ کی موقعیت ۶; انبیاء ﷺ کا نعمت ہونا ۶
 انسان: انسانوں کو تعلیم دینے کی اہمیت ۷، ۸; انسانوں کا تزکیہ ۷، ۱۱; انسانوں کی تعلیم ۱۲، ۹; انسانوں کی ہدایت ۳
 پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کے اہداف ۷، ۸، ۹; آنحضرت (ص) کی بعثت کی اہمیت ۵; آنحضرت (ص) کا بشر
 ہونا ۲; آنحضرت (ص) کی تاریخ ۱; آنحضرت (ص) کی تعلیمات ۹; آنحضرت (ص) کا مقام و موقعیت ۲; آنحضرت (ص) کی
 رسالت ۱; آنحضرت (ص) کی بعثت کا فلسفہ ۳; آنحضرت (ص) کی تعلیمات کا دائرہ ۱۲; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۷، ۸;
 آنحضرت (ص) کی رسالت کی نعمت ۳

تزکیہ: تزکیہ کی قدر و منزلت ۱۰
 حکمت: حکمت کی تعلیم کی قدر و منزلت ۱۰; حکمت کی تعلیم ۸
 دین: دین سیکھنے کی قدر و منزلت ۱۰; دین کی تعلیم ۱۱
 قبلہ: تبدیلی قبلہ کی نعمت ۳

قرآن حکیم: قرآن حکیم کی تعلیم کی قدر و منزلت ۱۰ قرآن حکیم کی تعلیم ۸، ۱۱

مبلغین: مبلغین کی ذمہ داری ۱۱؛ فعل "اذکر" امر کا جواب ہے لہذا ایک مقدر صرف شرط کے ساتھ مجزوم ہے۔ پس یہ جملہ در حقیقت یوں بنتا ہے "فاذکرونی ان

مسجد الحرام: مسجد الحرام کا قبلہ بننا ۳

نعمت: نعمت کی تکمیل ۳؛ تکمیل نعمت کے اسباب ۵؛ نعمت کے درجات ۲

ہدایت: ہدایت کی اہمیت ۳

﴿۱۵۲﴾ فَادْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ

اب تم یاد کرو تا کہ ہم تمہیں یاد رکھیں اور ہمارا شکریہ ادا کرو اور کفران نعمت نہ کرو (۱۵۲)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور اس سے غفلت نہ کرنا ضروری ہے۔ فاذکرونی

۲۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہنا اسکی عنایات اور خصوصی توجہ کو جذب کرنے کا باعث ہے۔ فاذکرونی اذکرکم

تذکرونی اذکرکم۔ میری یاد میں رہو اور میری یاد میں رہو گے تو میں تمہاری یاد میں رہوں گا" اللہ تعالیٰ کا بندوں کو یاد کرنا ان پر عنایت و توجہ کے معنی میں ہے۔

۳۔ بارگاہ پروردگار میں شکر گزاری ضروری ہے۔ واشکروالی

۳۔ پیامبر اسلام (ص) کی رسالت اور بیت المقدس سے مسجد الحرام کی طرف قبلہ کی تبدیلی اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں پر ایسی

نعمتیں ہیں جن کے احترام میں مسلمانوں کو کیلتے ضروری ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہیں۔

فولوا وجوهکم شطرہ ... کما ارسلنا فیکم رسولاً ... فاذکرونی یہ مطلب صرف "فا" سے متضاد ہے

۱'اذکرونی" کو مذکورہ نعمتوں (قبلہ کی تبدیلی اور پیامبر اسلام (ص) کی رسالت) پر تفریع کر رہا ہے۔

۵۔ آنحضرت (ص) کی بعثت اور تبدیلی قبلہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے یاد اور توجہ کا ایک نمونہ ہے *

و حیث ما کنتم فولوا وجوهکم شطره ... کما ارسلنا فیکم رسولاً ... فاذکرونی اذکرکم مذکورہ مطلب جملہ "فاذکرونی ... کی بعثت پیامبر (ص) اور تبدیلی قبلہ پر تفریع سے حاصل ہونے والا ایک دوسرا احتمال ہے یہ کہ "فاذکرونی اذکرکم کما ذکرتمکم بارسال الرسول و تحویل القبلة"

۶۔ پیامبر اسلام (ص) کی رسالت اور تبدیلی قبلہ ایسی دو نعمتیں ہیں جو بارگاہ ایزدی میں شکر گزای کے لائق ہیں۔

فولوا وجوهکم شطره ... کما ارسلنا فیکم رسولاً ... و اشکروالی شکر نعمت کے مقابلے میں ہوتا ہے اور ماقبل آیات کی روشنی میں یہاں نعمت کا مورد نظر مصداق رسالت اور تبدیلی قبلہ ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے کفران سے اجتناب ضروری ہے۔ و لا تکفرون یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "لا تکفرون" در اصل یوں ہو "و لا تکفروا نعمتی"

۸۔ یاد خدا سے غفلت اور اسکی نعمات کی ناسپاسی نعمت کے مقد ہونے کی وجہ سے و ناشکری اللہ تعالیٰ کے انکار کے برابر ہے۔ فاذکرونی ... و اشکروالی و لا تکفرون اللہ تعالیٰ کے شکر و سپاس ادا کرنے کا حکم دینے کے بعد (لا تکفرون) اللہ تعالیٰ کے کفر و انکار سے نہی کرنے کا ذکر کرنا اس مطلب کو بیان کرتا ہے کہ یاد خدا سے غفلت اور اسکی ناشکری انسان کو خدا کے انکار اور کفر کی طرف کھینچ لے جاتی ہے یا یہ کہ یہ خود اللہ کے کفر اور انکار کے مساوی ہے۔

۹۔ ابو عمرو زبیری امام صادق ؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ؑ نے فرمایا "الوجه الثالث من الکفر کفر النعم و ذلك قوله تعالى ... فاذکرونی اذکرکم و اشکروالی و لا تکفرون..."^(۱) "کفر کی اقسام میں سے تیسری قسم کفران نعمت ہے اسی بارے میں کلام خداوندی ہے ... فاذکرونی اذکرکم و اشکروالی و لا تکفرون ..."

۱۰۔ محمد بن مسلم امام باقر ؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؑ نے فرمایا "تسبیح فاطمة علیہ السلام من ذکر الله الكثير الذی قال اذکرونی اذکرکم" تسبیح حضرت فاطمہ ؑ ذکر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "میرا ذکر کرو تو میں تمہارا ذکر کروں گا۔"

(۱) کافی ج/ ۲ ص ۳۹۰، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۴۰ ح ۴۳۰ (۲) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۶۷ ح ۱۲۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۴۰ ح ۴۲۹۔

۱۱۔ "وروی ان رسول اللہ (ص) خرج علی اصحابه فقال: ... قال سبحانه: فاذکرونی اذکرکم یعنی اذکرونی بالطاعة والعبادة اذکرکم بالنعم والاحسان والرحمة والرضوان^(۱) اللہ تعالیٰ کے اس کلام "اذکرونی اذکرکم" کے بارے میں رسول خدا (ص) سے روایت ہے کہ اس مراد یہ ہے کہ تم اطاعت اور عبادت کے ساتھ مجھے یاد کرو تو میں تمہیں نعمات، احسان، رحمت اور رضوان کے ساتھ یاد کروں گا۔"

۱۲۔ امام باقر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ رسول اسلام (ص) نے ارشاد فرمایا "ان الملك ينزل الصحيفة اول النهار و اول الليل يكتب فيها عمل ابن آدم فاملوا في اولها خيراً و في آخرها خيراً فان الله يغفر لكم ما بين ذلك انشاء الله فان الله يقول اذکرونی اذکرکم"^(۲) "فرشتہ دن کے شروع اور رات کے آغاز میں انسان کا نامہ اعمال لاتا اور اس میں بنی آدم کے اعمال کو تحریر کرتا ہے پس کوشش کرو کہ دن اور رات آغاز میں اچھی املاء (تحریر) لکھاؤ بے شک اللہ تعالیٰ اس کے مابین جو کچھ (گزرا) ہے معاف فرمائے گا انشاء اللہ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔"

اطاعت: اللہ تعالیٰ کی اطاعت ۱۱

اللہ تعالیٰ: رحمت الہی ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے کی بنیاد ۸؛ عنایات الہی کو جذب کرنے کی بنیاد ۲؛ نعمات الہی ۳

انسان: انسانی عمل کا تحریر ہونا ۱۲

بندگان خدا: اللہ تعالیٰ کا بندوں کا ذکر کرنا ۵؛ بندوں اللہ کی طرف سے کے ذکر کے اسباب ۱۱، ۲

پیامبر اسلام (ص): بعثت پیامبر (ص) کی اہمیت ۶؛ بعثت پیامبر (ص) ۵؛ بعثت پیامبر (ص) کی نعمت ۶؛ رسالت پیامبر (ص) کی نعمت ۳

حضرت فاطمہ (علیہا السلام): حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کی تسبیح ۱۰

ذکر: ذکر الہی کے نتائج ۲؛ ذکر الہی کی اہمیت ۳؛ ذکر الہی ۱۱، ۱۰

روایت: ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲

شکر: شکر الہی کی اہمیت ۳؛ شکر نعمت ۶، ۳

(۱) عدة الداعي ص ۲۳۸، بحار الانوار ج ۹۰ ص ۱۶۳ ح ۴۲۔

(۲) تفسیر عیاشی ج ۱ ص ۶۷ ح ۱۱۹، مجمع البیان ج ۱ ص ۴۳۱۔

عبادت: عبادت الہی ۱۱

غفلت: اللہ تعالیٰ سے غفلت کے نتائج ۸ غفلت سے اجتناب ۱

قبلہ: تبدیلی قبلہ کی اہمیت ۶; تبدیلی قبلہ ۵; تبدیلی قبلہ کی نعمت ۶، ۳

کفر: کفر کی اقسام ۹

کفران: کفران نعمت کے آثار ۸; کفران نعمت سے اجتناب ۷; کفران نعمت ۹

مسلمان: مسلمانوں کی ذمہ داری ۳

ملائکہ: ملائکہ کا اعمال تحریر کرنا ۱۲; ملائکہ کی اہمیت و کردار ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾

ایمان والو صبر اور نماز کے ذریعہ مدد مانگو کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۱۵۳)

۱۔ مومنین کو اللہ تعالیٰ کا فرمان اور نصیحت ہے کہ صبر کریں اور نماز قائم کریں۔ یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوة

۲۔ پیامبر اسلام (ص) کی رسالت پہ ایمان لانا مومنین کے لئے مشکلات اور پریشانیوں کا باعث ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوة آنحضرت (ص) کی رسالت کے بیان کرنے کے بعد مومنین کو مخاطب کمر کے صبر اور نماز کی نصیحت کرنا اور انہیں مدد طلب کرنے کا فرمان دینا دراصل مخاطبین کو یہ نکتہ القا کرنا مقصود ہے کہ آنحضرت (ص) کی رسالت پر ایمان کے باعث مشکلات اور پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔

۳۔ ایمان کی راہ میں آنے والی مشکلات اور پریشانیوں سے نمٹنے کے لئے کامیابی و کامرانی کے دو راستے ہیں ایک صبر و استقامت اختیار کرنا اور دوسرے

نماز قائم کرنا۔ یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوة

۳۔ عنایات و نصرت الہی کو جذب کرنے کا عامل صبر اور نماز ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوة

۵۔ راہ ایمان میں صبر و استقامت کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ یا اور مددگار ہے۔ ان اللہ مع الصابرين

۶۔ مومنین کے لئے یاد خدا میں رہنے اور یاد خدا سے غفلت کے خاتمے میں صبر اور نماز مددگار ہیں۔ * فاذکرونی اذکرکم ...

یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوة یہ مطلب اور اسکے بعد والا مطلب اس آیت اور اس سے قبل والی آیت میں ارتباط کو بیان کر رہے ہیں یعنی مورد بحث آیہ مجیدہ ایک راہنمائی ہے کہ یاد خدا سے غفلت کو کس طرح دلوں سے اکھاڑا جاسکتا ہے اور اسکے مقابل شکر الہی کے جذبہ کو کیسے دلوں میں جگہ دی جائے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گزاری اور اس کے کفر سے دوری کے جذبے کو پیدا کرنے کے لئے صبر اور نماز دو کامیاب عوامل ہیں۔ * واشکروالی و لا تکفرون ... یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوة

۸۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل " و استعینوا بالصبر " قال الصبر الصیام^(۱) اللہ تعالیٰ کے اس کلام "واستعینوا بالصبر" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا صبر سے مراد روزہ ہے۔

اللہ تعالیٰ: الہی امداد ۵؛ الہی نصیحتیں ۱؛ اللہ تعالیٰ کی حمایت و عنایت جذب کرنے کے عوامل ۳

ایمان: پیامبر اسلام (ص) پر ایمان کے نتائج ۲

ذکر: ذکر خدا کی بنیاد ۶

روایت: ۸

روزہ: روزہ کی اہمیت ۸

سختی: سختی کو آسان بنانے کی روش ۳

شکر: شکر کا جذبہ پیدا کرنا ۷

(۱) کافی ج/ ۴ ص ۶۳ ح ۷، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۷۶ ح ۱۸۲۔

صابر لوگ: صابرین کی امداد ۵

صبر: صبر کے نتائج ۴، ۶، ۳، ۲؛ صبر کی اہمیت ۱

غفلت: غفلت کو دور کرنے کی بنیاد ۶

کامیابی: کامیابی کے عوامل ۳

کفر: کفر سے اجتناب کے اسباب ۷

مدد طلب کرنا: روزہ سے مدد طلب کرنا ۸

مومنین: مومنین کی شرعی ذمہ داری ۱؛ مومنین کو نصیحت ۱؛ مومنین کی مشکلات ۲

نماز: نماز کے نتائج ۳، ۶، ۴، ۷؛ نماز کی اہمیت ۱

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿١٥٤﴾

اور جو لوگ راہ خدا میں قتل ہو جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے (۱۵۴)

۱۔ راہ خدا میں قتل ہونے والے زندہ ہیں اور خصوصی زندگی کے مالک ہیں۔ و لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ

احیاء شہداء کے علاوہ دیگر انسان بھی عالم برزخ کی زندگی رکھتے ہیں لیکن اسکے باوجود اللہ تعالیٰ نے شہداء کے لئے زندگی کا

ذکر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہداء کی زندگی خاص طرح کی ہے۔

۲۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ نہیں کہنا چاہیئے اور نہ ہی انہیں مردوں میں شمار کرنا چاہیئے۔

و لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ

۳۔ دشمنان دین سے ہر سرپیکار ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعلیٰ اقداریں سے ہے۔ و لا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء شهداء خصوصی حیات کے مالک ہیں اس حقیقت کو بیان کرنے کا ہدف جہاد کی ترغیب دلانا اور یہ بیان کرنا ہے کہ یہ اعلیٰ ترین اقداریں سے ہے۔

۴۔ اعمال کی قدر و قیمت کا معیار فی سبیل اللہ ہونا ہے۔ و لا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ

۵۔ شہداء زندہ ہیں لیکن افکار اس امر کو درک کرنے سے عاجز ہیں۔ بل احياء و لكن لا تشعرون

۶۔ عالم ہستی میں ایسے حقائق بھی ہیں جو انسانی افکار و شعور سے ماوراء ہیں۔ بل احياء و لكن لا تشعرون

۷۔ عالم برزخ اور برزخی زندگی کا وجود عالم ہستی کے حقائق میں سے ہے۔ و لا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء

۸۔ راہ ایمان کی مشکلات میں سے ایک اللہ کی راہ میں جہاد، نبرد آزمائی اور اسکی سختیاں ہیں جنکے لئے صبر و استقامت اور نماز سے مدد لینا چاہیئے اور اپنے ایمان پر ثابت قدم رہنا چاہیئے۔ استعينوا بالصبر والصلوة ... و لا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ اموات

۹۔ شہداء کو خصوصی زندگی عطا کرنا راہ ایمان میں صبر و استقامت کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت کا ایک جلوہ ہے۔ ان اللہ مع الصابرين _ و لا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ اموات

۱۰۔ قرآن حکیم کی روشوں میں سے ایک یہ ہے کہ اہل ایمان کو الہی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف ترغیب دلانے کے ساتھ ساتھ ان کی فکری بنیادوں کو مضبوط کرے۔ و لا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء

انسانوں کو ایمان کی راہ میں صبر و استقامت اور سختیوں کو برداشت کرنے کی دعوت جسکا واضح نمونہ جہاد اور قتل ہونا ہے۔ کے بعد اللہ تعالیٰ اس کا حقیقت کو بیان فرمانا کہ فی سبیل اللہ قتل ہونے والے خصوصی زندگی کے حامل ہیں شہداء کے فنا اور نابود ہونے کے نظریئے کی نفی کرتا ہے تاکہ اہل ایمان فرامین الہی (راہ ایمان میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا اور...) کو بہتر طور سے انجام دیں۔

۱۱۔ انسان کا اپنے اعمال پر قائم رہنا اور استقامت کا مظاہرہ کرنا اسکے افکار و نظریات سے مطابقت کے ذریعے ممکن ہے۔ و لا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء

مذکورہ مطلب کہ مورد بحث آیہ مجیدہ میں اعمال کی بنیادیں فراہم کرنے کے لئے نظریات کو پیش کیا گیا ہے۔

اقدار: ۳ قدروں کا معیار ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی عنایات ۹; اللہ تعالیٰ کی حمایت کے مظاہر ۹; اللہ تعالیٰ کی معیت ۹

اداء طلب کرنا: صبر سے اداء طلب کرنا ۸; نماز سے مدد طلب کرنا ۸

ایمان: ایمان میں استقامت ۸; ایمان کی راہ میں سختیاں ۸

تکلیف شرعی: تکلیف شرعی کی تشویق ۱۰

جہاد: جہاد کی قدر و منزلت ۳; جہاد کی سختیاں ۸

حقائق: غیر قابل ادراک حقائق ۵، ۶

خلقت: عالم خلقت کے حقائق کا ادراک ۶; عالم خلقت کے حقائق ۷

حیات: برزخی زندگی کی حقانیت ۷

سبیل اللہ: سبیل اللہ کی اہمیت ۳

سختی: سختی کو برداشت کرنا ۸; سختی کو آسان کرنے کی روش ۸

شہداء: شہداء کی زندگی کا ادراک ۵; شہداء کی زندگی ۹، ۲، ۱; شہداء کے درجات ۲، ۱

صابرین: صابرین کی حمایت ۹

صبر: صبر کی اہمیت ۸

عالم برزخ: عالم برزخ کی حقانیت ۷

عمل: عمل کی اہمیت ۳; عمل کے تسلسل کے عوامل ۱۱

فکر: فکر و عمل کی نسبت ۱۱

قرآن کریم: قرآن کی روش بیان ۱۰

نماز: نماز کی اہمیت ۸

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾

اور ہم یقیناً تمہیں تھوڑے خوف تھوڑی بھوک اور اموال، نفوس اور ثمرات کی کمی سے آزمائیں گے اور اے پیغمبر آپ ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیدیں (۱۵۵)

۱۔ مومنین کی آزمائش اللہ تعالیٰ کی حتمی سنتوں (روشوں) میں سے ہے۔ و لنبلونکم "بلائی" کا معنی آزمائش ہے فعل "لنبلون" میں لام قسم اور نون تاکید اسکے استمرار اور حتمی ہونے کو بیان کر رہے ہیں۔

۲۔ اہل ایمان کو خوف اور بھوک میں مبتلا کر کے اللہ تعالیٰ انہیں آزماتا ہے۔ و لنبلونکم بشيء من الخوف والجوع

۳۔ وہ امور جن میں مالی، جانی، کمائی کا نقصان اور نعمتوں کی کمی ہو ان میں مبتلا کر کے اللہ تعالیٰ مومنین کی آزمائش کرتا ہے۔ و لنبلونکم بشيء من ... نقص من الاموال والانفس والمثرات

۳۔ دشمنان دین سے نبرد آزمائی اور برسرِ پیکار ہونا اور اس کے نتائج (خوف، بھوک، مالی و جانی نقصان اور نعمتوں کی کمی) راہ ایمان کی مشکلات میں سے ہیں۔ لا تقولوا لمن يقتل ... و لنبلونکم بشيء من الخوف

جہاد اور فی سبیل اللہ قتل ہونے کے بعد خوف، بھوک اور... سے آزمائش کا بیان کرنا اس مطلب کی حکایت کرتا ہے کہ "الخوف و..." سے مراد وہ خوف اور بھوک ہیں جو دشمنان دین کے ساتھ معرکہ آرائی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں یعنی یہ کہ رسالت پر ایمان کا نتیجہ دشمنان دین سے صف آرائی اور اسکے نتائج خوف، بھوک اور... ہیں۔

۵۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے ایک ایمانی معاشرے کے لئے امتحان کا ذریعہ ہیں۔ و لنبلونکم بشيء ... و نقص من الاموال والانفس ما قبل آیت کی روشنی میں "نقص الانفس" کا مورد نظر مصداق راہ خدا میں قتل ہونے والے افراد ہیں۔

۶۔ سالکان راہ ایمان کے لئے خوف اور بھوک کی مختلف اقسام، مالی و جانی نقصانات اور نعمتوں کو برداشت

کرنے کے لئے بہترین اور کارآمد وسیلہ صبر و استقامت اور نماز کا قیام ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر ... و لنبلونکم بشيء من الخوف ... والثمرات

۷۔ راہ ہدایت کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ مشکلات اور پھر ان مشکلات پر قابو پانے کا کامیاب راستہ بیان کرنا قرآن حکیم کی روشوں میں سے ایک ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا ... لنبلونکم بشيء من الخوف ... و بشر الصابرين

آیات کے اس حصہ میں راہ ہدایت جس سے مراد ایمان بر رسالت اور... ہے کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کا ذکر فرمایا ہے اسی طرح ان پر قابو پانے کے لئے نماز اور صبر سے امداد حاصل کرنے کا امر فرمایا ہے۔

۸۔ معاشرے کے منتظمین اور تربیت کرنے والوں کو چاہئے کہ مجوزہ راستوں میں پیش آنے والی مشکلات کو ان راستوں پر چلنے والوں کے لئے بیان کریں اور ان پر کامیابی کے اسباب کو بھی بیان کریں۔ و لنبلونکم بشيء من الخوف ... و بشر الصابرين

مورد بحث آیہ مجیدہ اور ماقبل آیات مبارکہ سے جو بات سامنے آتی ہے وہ صحیح راہ، اس میں پیش آنے والی مشکلات اور ان پر کامیابی کے طریقے کو بیان کرنا ہے یہ چیز سب تربیت کرنے والوں اور منتظمین کے لئے ایک درس ہے کہ فقط صحیح راہ کو بیان کرنے پر اکتفا نہ کریں بلکہ مشکلات اور ان پر کامیابی کے راستوں کو بھی بیان کریں۔

۹۔ الہی امتحانات اور آزمائشیں انسانوں کے لئے طاقت فرسا اور ناقابل برداشت نہیں ہیں۔ و لنبلونکم بشيء من الخوف

مفسرین نے وضاحت کی ہے کہ "شیء" کو نکرہ استعمال کرنا اسکی کسی کو بیان کرنے کے لئے ہے یعنی "بشيء یسیر من الخوف..." الہی امتحانات کے موارد کو ناچیز اور کم شمار کرنا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ الہی آزمائشیں طاقت فرسا نہیں ہوتیں۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ جن امور سے مومنین کو آزماتا ہے مختلف، متنوع اور گونا گوں ہیں۔ و لنبلونکم بشيء من الخوف والجوع و نقص من الاموال والانس والثمار

۱۱۔ مومنین کو صبر کرنے والے اور صبر نہ کرنے والوں میں تقسیم کرنا قرآن کریم میں اہل ایمان لکھی درجہ بندیوں میں سے ہے۔ و بشر الصابرين

۱۲۔ وہ مومنین جو راہ ایمان کی سختیوں اور دشواریوں کو برداشت کرتے ہیں ان کو عظیم اجر ملے گا۔ و بشر الصابرين یہ جو بشارت کے متعلق کا ذکر نہیں ہوا اور صابرين کے اجر کو مشخص نہیں کیا گیا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ اجر بہت گراں قدر اور عظیم ہے (المیزان سے اقتباس)۔

۱۳۔ پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داری ہے کہ صابرین کے لئے الہی بشارتوں کا اعلان فرمائیں۔ و بشر الصابرین

۱۴۔ دینی قائدین کو چاہیئے کہ صابرین کو خوشخبری دیں کہ وہ الہی رحمتوں سے بہرہ مند ہوں گے۔ و بشر الصابرین

۱۵۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے "... من صبر کرہاً... نصیبہ ما قال اللہ عزوجل "و بشر الصابرین" ای بالجنة والمغفرة...^(۱) جو کوئی مشکلات میں صبر کرے تو اسکی جزا مغفرت اور جنت ہے یہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام "و بشر الصابرین" میں خوشخبری دی گئی ہے۔

۱۶۔ قال رسول اللہ (ص) ... یابن مسعود قول اللہ ... "و لنبلونکم بشيء من الخوف ... و بشر الصابرین" قلنا یا رسول اللہ (ص) فمن الصابرون ؟ قال الذین یصبرون علی طاعة اللہ و اجتنابوا معصیته الذین کسبوا طیباً و انفقوا قصداً و قدموا فضلاً فافلحوا...^(۲) رسول اسلام (ص) سے روایت ہے کہ آپ (ص) نے ارشاد فرمایا اے ابن مسعود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "و لنبلونکم بشيء من الخوف ... و بشر الصابرین" ہم نے آنحضرت (ص) سے عرض کیا کہ صابرین کون لوگ ہیں؟ تو آپ (ص) نے فرمایا وہ لوگ ہیں جو اللہ کی اطاعت پر صبر کریں، گناہوں سے دوری اختیار کریں، پاکیزہ روزی کمائیں، خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کریں اور جو ان کی درآمد میں اضافہ ہو اسکو انفاق کریں پس یہی لوگ ہیں جو سعادت مند ہیں۔

ابتلاء (آزمائش): خوف کے ذریعے ابتلاء ۲، ۳؛ جہاد کے ذریعے ابتلاء ۳؛ جانی نقصان کے ذریعے آزمائش ۳؛ مالی نقصان کے ذریعے آزمائش ۳؛ نعمتوں کی کمی کے ذریعے آزمائش ۳؛ بھوک کے ذریعے آزمائش ۲، ۳
اجر: اجر کے درجات ۱۲

اللہ تعالیٰ: و بخشش الہی ۱۵؛ الہی امتحانات ۱، ۲، ۳، ۱۰؛ الہی بشارتیں ۱۵، ۱۳؛ الہی سنتیں "روشنی" ۱؛ الہی امتحانات کا آساں ہونا ۹

الہی سنتیں (روشنی): اللہ تعالیٰ کے امتحان کی سنت ۱

امتحان: امتحان کا وسیلہ ۲، ۳، ۵؛ جانی نقصان کے ذریعے امتحان ۳؛ مالی نقصان امتحان ۳؛ شہداء کے ذریعے امتحان ۵؛ نعمتوں کی کمی کے ذریعے امتحان ۳؛ امتحانی ذرائع میں تنوع ۱۰
انفاق (خرچ کرنا): انفاق میں اعتدال ۱۶

(۱) مصباح الشریعہ ص ۱۸۵، نور الثقلین ج ۱ / ص ۱۴۳ ح ۴۴۹ (۲) مکارم الاخلاق ص ۴۴۶، بحار الانوار ج ۷۴ ص ۹۳ ح ۱۔

ایمان: ایمان کی سختیاں ۱۲، ۳

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داری ۱۳

دینی قائدین: دینی قائدین کی ذمہ داری ۱۳

رحمت: رحمت کی بشارت ۱۳; وہ افراد جن کے رحمت شامل حال ہو ۱۳

روایت: ۱۵، ۱۶

سختیاں: سختیوں میں صبر کی اہمیت ۱۲; سختیوں میں صبر کا اجر ۱۵; سختیوں کو آسان بنانے کی روش ۶، ۷

روزی: حلال روزی کمانا ۱۶

سعادت مند لوگ: ۱۶

صابرین: صابرین کو بشارت ۱۳، ۱۳; صابرین سے مراد کون لوگ ہیں ۱۶

صبر: صبر کے نتائج ۶; اطاعت میں صبر ۱۶

کامیابی: کامیابی کی روش کا بیان کرنا ۷; کامیابی کے اسباب کا بیان ۸

گناہ: گناہ سے اجتناب ۱۶

مشکلات: مشکلات بیان کرنے کی اہمیت ۸

معاشرہ: دینی معاشرے کا امتحان ۵; معاشرے کے قائدین کی ذمہ داری ۸

معاشرتی طبقات: ۱۱

مومنین: مومنین کا امتحان ۱۰، ۵، ۳، ۲، ۱; صابر مومنین کا اجر ۱۲; مومنین کا خوف ۶; مومنین کا جانی نقصان ۶; مومنین کا

مالی نقصان ۶; مومنین کی بھوک ۶; مومنین کی مشکلات ۳; صابر مومنین ۱۱; غیر صابر مومنین ۱۱

نماز: نماز قائم کرنے کے آثار ۶

ہدایت: راہ ہدایت کی مشکلات کا بیان ۷

الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾

جو مصیبت پرنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں واپس جانے والے ہیں (۱۵۶)

۱۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کا مالک و مختار ہے جبکہ انسان اس کے مملوک اور اس کے اختیار میں ہیں۔ قالوا انا لله

۲۔ انسان اور اس کے تمام امور و معاملات کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے اور انسان اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔

قالوا ... انا اليه راجعون "رجوع" کا معنی اس چیز کی طرف لوٹنا ہے جو منبع یا سرچشمہ ہو "انا" میں "نا" سے مراد انسان اور اس سے متعلق امور ہیں بنا بریں جملہ "انا اليه راجعون" حکایت کر رہا ہے کہ انسان اور جو کچھ اس سے متعلق ہے اس کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے اور سب کچھ اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔

۳۔ صابرین وہ لوگ ہیں جو مشکلات کا سامنا ہو تو قضائے الہی کے سامنے سر تسلیم خم ہو جاتے ہیں، اپنے تمام امور کو خداوند متعال کی جانب سے جانتے ہیں اور اسی کا اظہار کرتے ہیں۔ و بشر الصابرين — الذين ... قالوا انا لله و انا اليه راجعون

۳۔ اللہ تعالیٰ کی مالکیت اور اس پر یقین کہ انسان بالآخر خدا کی طرف لوٹ جائے گا یہ امر مصائب و مشکلات کو آسان کرنے والا ہے۔ الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله و انا اليه راجعون

۵۔ صابر مومنین کا نظریہ (اللہ کی طرف سے ہیں اور اسی کی طرف بازگشت ہوگی) ان کے صبر و استقامت کی دلیل ہے جس کا مظاہرہ انہوں نے راہ ایمان میں پیش آنے والی مشکلات کے مقابل کیا۔ الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله و انا اليه راجعون آیہ مجیدہ "الذين... قالوا..." صابرین کی صفات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے صبر کی دلیل کو بھی بیان کر رہی ہے۔

۶۔ مصائب و مشکلات کے وقت استرجاع (انا لله و انا اليه راجعون) صابر مومنین کا وطیرہ (شعار) ہے۔

و بشر الصابرين — الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله و انا اليه راجعون

"استرجاع" یعنی "انا لله و انا اليه راجعون" کہنا۔

۷۔ الہی بشارت ان مومنین کے لئے جو مشکلات و پریشانیوں کے مقابل قضائے الہی کے سامنے سر تسلیم خم ہو جاتے

ہیں۔ و بشر الصابرين۔ الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله و انا اليه راجعون

۸۔ "وسمع رجلاً يقول" انا لله و انا اليه راجون" فقال عليه السلام ان قولنا "انا لله" اقرار على انفسنا بالملك وقولنا "انا

اليه راجعون" "اقرار على انفسنا بالهلك" (۱) امير المومنين على ؑ نے ایک شخص سے کلمہ استرجاع سنا تو فرمایا "انا لله"

کہنا اللہ تعالیٰ کی اپنے اوپر مالکیت کو تسلیم کرنا ہے اور "انا اليه راجعون" کہنا اپنی موت و ہلاکت کا اعتراف ہے۔

۹۔ ابو امامہ کہتے ہیں "انقطع قبال النبي (ص) فاسترجع فقالوا مصيبة يا رسول الله؟ فقال ما اصاب المومن مما يكره فهو

مصيبة" (۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو آپ (ص) نے کلمہ استرجاع "انا لله و انا اليه راجعون"

زبان پر جاری فرمایا تو اصحاب نے کہا یا رسول اللہ (ص) کیا یہ بھی مصیبت ہے؟ تو آنحضرت (ص) نے ارشاد فرمایا ہر

نا پسندیدگی یا سختی جو مومن کو پہنچے مصیبت ہے۔

۱۰۔ رسول اسلام (ص) سے روایت ہے آپ (ص) نے فرمایا "اعطيت امتي شيئاً لم يعطه احد من الامم ان يقولوا عند

المصيبة "انا لله وانا اليه راجعون" (۳) میری امت کو ایک ایسی چیز عطا ہوئی ہے جو سابقہ امتوں میں سے کسی کو عطا نہ کی

گئی اور وہ مصیبت کے وقت "انا لله و انا اليه راجعون" کہنا ہے۔

اقرار: اللہ تعالیٰ کی مالکیت کا اقرار ۸؛ موت کا اقرار ۸

اللہ تعالیٰ: الہی بشارتیں ۷؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت ۱؛ اللہ تعالیٰ کی طرف بازگشت: ۲، ۳، ۵

انسان: انسان کا انجام ۲؛ انسان کا مالک ۱؛ انسان کا مبداء و آغاز ۲، ۵

ایمان: اللہ تعالیٰ کی مالکیت پر ایمان ۳؛ ایمان کی سختیاں ۵

روایت: ۸، ۹، ۱۰

(۱) نبع البلاغۃ حکمت ۹۹، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۴۵ ح ۴۵۷ (۲) الدر المنثور ج/ ۱ ص ۳۷۹ (۳) الدر المنثور ج/ ۱ ص ۳۷۷

سختیاں: سختیوں سے نمٹنے کے آداب ۶، ۳؛ سختیوں کے آسان کرنے کی روش ۳؛ سختیوں میں صبر ۵
 سر تسلیم خم ہونا: خداوند متعال کی قضا کے سامنے سر تسلیم خم ہونا ۳، ۴
 صابر لوگ: صابرین کا عقیدہ ۳؛ صابرین کی خصوصیات ۳
 کلمہ استرجاع: ۸

أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾

کہ ان کے لئے پروردگار کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں (۱۵۷)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا لطف و عنایات، اسکی خاص رحمت، درود و سلام اور ثنا کا سایہ ہمیشہ صابر مومنین پر رہتا ہے۔

اولئک علیہم صلوات من ربہم و رحمۃ صلوة کا معنی توجہ کرنا اور مورد محبت قرار دینا ہے (الکشاف)

۲۔ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور اسکے الطاف و عنایات کا صابر مومنین پر سایہ فگن رہنا خداوند متعال کی ربوبیت کا ایک پرتو ہے۔

مصائب: مصائب سے نمٹنے کے آداب ۶؛ مصائب میں کلمہ استرجاع ۱۰، ۶؛ مصائب کو آسان کرنے کی روش ۳؛ مصیبت سے مراد کیا ہے ۹

مومنین: مومنین کو بشارت ۴؛ مومنین کا نظریہ ۵؛ مومنین کی روش یا وطیرہ ۶؛ مومنین کے صبر کے عوامل ۵؛ صابر مومنین ۴، ۵؛ مومنین کی مشکلات ۴؛ صابر مومنین کی خصوصیات ۶ من ربہم

۳۔ وہ مومنین جو اس یقین اور عقیدہ (خدا کی طرف سے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے) کی بنا پر راہ ایمان میں مصیبتوں کو برداشت کرتے ہیں ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا بلند مقام ہے۔ قالوا انا لله و انا الیہ راجعون۔ اولئک علیہم صلوات من ربہم

۳_ وہ مومنین جو راہ ایمان میں مصیبتوں پر صابر ہیں وہ حقیقی ہدایت کو حاصل کر پائیں گے۔ قالوا انا لله و انا اليه راجعون ... و اولئك هم المہتدون

۵_ فقط صابر مومنین ہیں جو اپنے اہداف (دنیا و آخرت کی سعادت) اور کامیابیوں کو حاصل کر پائیں گے۔* و اولئك هم المہتدون

۶_ کامیابی کا حصول اللہ تعالیٰ کے الطاف اور رحمت سے ہی ممکن ہے۔ اولئك عليهم صلوات من ربهم و رحمة و اولئك هم المہتدون یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ (ذیل آیت میں) "اولئك" ان لوگوں کی طرف اشارہ ہو جن کے شامل حال صلوات اور رحمت الہی ہے (اولئك عليهم ...)۔

۷_ راہ ایمان میں صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے خوشخبری اور بشارت دی گئی ہے کہ وہ لوگ ہدایت و رحمت اور الطاف الہی کو حاصل کر پائیں گے۔ و بشر الصابرين ... اولئك ... هم المہتدون
یہ جملہ "اولئك عليهم..." ممکن ہے اس نوید اور خوشخبری "و بشر الصابرين" کی طرف اشارہ ہو یعنی "بشر ہم بان علیہم صلوات و..."

۸_ وہ مومنین جو مصیبتوں اور سختیوں میں صابر اور قضائے الہی کے سامنے سر تسلیم خم ہیں فقط یہی لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔ و بشر الصابرين - الذين ... و اولئك هم المہتدون ضمیر فصل "ہم" اور خبر "المہتدون" کا معرفہ ہونا حصر کا معنی دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نتائج ۶؛ لطف الہی کے اثرات ۶؛ الہی بشارتیں ۷؛ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ۱، ۲؛ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوات ۱؛ لطف الہی ۲؛ ربوبیت الہی کے مظاہر ۲

انسان: انسان کا مبداء ۳

ایمان: ایمان کے نتائج ۳؛ اللہ تعالیٰ کی طرف بازگشت بر ایمان ۳؛ ایمان کی سختیاں ۳؛ ایمان کے متعلقات ۳
رحمت: رحمت کا حصول ۷؛ وہ لوگ جن کے رحمت شامل حال ہوتی ہے ۱، ۲

سختی: سختیوں میں صبر ۸

سر تسلیم خم ہونا:

قضائے الہی کے سامنے سر تسلیم خم ہونا ۸

سعادت مند لوگ: ۵ صابرین:

صابرین کو بشارت ۷؛ صابرین کی ہدایت ۸

لطف الہی: لطف الہی کا حصول ۷؛ جن لوگوں کے لطف الہی شامل حال ہوتا ہے ۱

مصائب: مصائب پر صبر کرنا ۸، ۳، ۳

مؤمنین: مؤمنین کی اخروی سعادت ۵؛ مؤمنین کی دنیاوی سعادت ۵؛ صابر مؤمنین کے درجات ۳؛ صابر مؤمنین ۲، ۱، ۳؛

صابر مؤمنین کی کامیابی ۵؛ صابر مؤمنین کی خصوصیات ۸، ۵؛ صابر مؤمنین کی ہدایت ۳

ہدایت: ہدایت کا حصول ۷؛ ہدایت کی شرائط ۶ ہدایت یافتہ لوگ: ۸، ۳

إِنَّ الصَّافَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ

اللَّهُ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾

بیشک صفا اور مروہ دونوں پہاڑیاں اللہ کی نشانیوں میں ہیں لہذا جو شخص بھیجے یا عمرہ کمرے اس کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ ان دونوں پہاڑیوں کا چکر لگائے اور جو مزید خیر کمرے گا تو خدا اس کے عمل کا قدردان اور اس سے خوب واقف ہے (۱۵۸)

۱۔ صفا و مروہ کے پہاڑ دو ایسی علامتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے عبادات کا مقام قرار دیا ہے۔ ان الصفا والمرؤۃ من شعائر اللہ "شعیرۃ" کی جمع شعائر ہے۔ ایسی نشانیوں یا علامتوں کو کہتے ہیں جن کو خاص اعمال کے لئے قرار دیا گیا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ "شعائر اللہ" ایسی علامتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے عبادت کے لئے قرار دیا ہے (مجمع البیان سے اقتباس) پس "صفا و مروہ" کو "شعائر اللہ" کہنا یعنی اللہ تعالیٰ نے ان دو جگہوں کو ایسی علامتیں قرار دیا ہے کہ بندگان خدا وہاں عبادت کریں۔
۲۔ صفا و مروہ کا طواف (ان دو کے درمیان سعی کرنا) عبادت اور حج و عمرہ کے مناسک میں سے ہے۔

ان الصفا والمرؤۃ ... فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما "اعتمر" کا مصدر "اعتمار" ہے جس کا معنی زیارت کرنا اور عمرہ بجالانا ہے۔ صفا و مروہ کو عبادت کی علامت قرار دینے کے بعد "من حج البيت..." کی اس

پر تفریع اس مطلب کو بیان کر رہی ہے کہ اولاً صفا و مروءۃ کا طواف (ان کے درمیان سعی) اللہ کی عبادت ہے اور ثانیاً یہ عبادت حج و عمرہ کے اعمال و مناسک میں سے ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ ان انسانوں کا شکر گزار ہے جو نیک اعمال کو توجہ اور رغبت سے انجام دیتے ہیں۔ و من تطوع خيراً فان الله شاکر علیم فعل "تطوع" چونکہ متعدی استعمال ہوا ہے اس لئے اس میں "اتی" کا معنی پایا جاتا ہے بنا بریں "من تطوع خيراً" یعنی جو کوئی بھی نیک عمل کو اطاعت کی بنا پر انجام دے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ شاکر (سپاس گزار) اور علیم (جاننے والا) ہے۔ فان الله شاکر علیم

۵۔ صفا و مروءہ کے مابین سعی حج و عمرہ کے بہترین اعمال میں سے ہے۔ فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما و من تطوع خيراً ما قبل جملة کی روشنی میں "خيراً" کا مورد نظر مصداق صفا و مروءۃ کے مابین سعی ہے۔

۶۔ صدر اسلام کے بعض مسلمان صفا و مروءۃ کے مابین سعی سے کراہت کرتے اور نہ چاہتے تھے کہ یہ مناسک حج میں سے ہو۔ فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما صفا و مروءۃ کی سعی پر اعتراض کو اس جملہ "فلا جناح..." سے رد کرنا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان اس عمل کو کرنا نہ چاہتے تھے۔ اسکی وجہ جیسا کہ شان نزول میں اسکا ذکر ہوا ہے وہ بت تھے جو مشرکین نے صفا و مروءۃ میں یا ان دو کے مابین نصب کیئے ہوئے تھے۔

۷۔ خانہ خدا کے زائرین کے اعمال (حج و عمرہ اور صفا و مروءہ کی سعی) سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔ فمن حج البيت او اعتمر... و من تطوع خيراً فان الله شاکر علیم

۸۔ جو لوگ نیک اعمال (صفا و مروءۃ کے مابین سعی اور...) انجام دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی جزاؤں سے بہرہ مند ہوں گے۔ من تطوع خيراً فان الله شاکر علیم بندوں سے اللہ تعالیٰ کا سپاس گزار ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی جزائیں عطا کرنے سے کنایہ ہے۔

۹۔ بندوں کے نیک اعمال سے اللہ تعالیٰ کی علم و آگاہی ان کے اجر کے ضائع نہ ہونے کی ضمانت ہے۔ و من تطوع خيراً فان الله شاکر علیم

۱۰۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: "...قال الله عزوجل: "ان الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما" الا ترون ان الطواف بهما واجب مفروض لان الله عزوجل ذكره في كتابه و صنعه نبیه علیہ السلام.."

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "ان الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما" کیا تم نہیں دیکھتے کہ صفا و مروة کا طواف (سعی) واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب میں تشریع فرمایا اور اسے اللہ کے بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی انجام دیا ہے...^(۱)

۱۱۔ عبید بن زرارہ کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا... حضرت علیہ السلام نے فرمایا "...السعی سنة من رسول الله قلت اليس الله يقول " ان الصفا و المروة من شعائر الله قال بلى لكن قد قال فيهما " و من تطوع خيراً فان الله شاكر عليم " فلو كان السعی فريضة لم يقل و من تطوع خيراً"^(۲)

(صفا و مروة کی) سعی رسول اللہ (ص) کی سنت ہے تو میں نے کہا۔ کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرمایا "ان الصفا والمروة من شعائر الله"؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے لیکن یہ بھی تو فرمایا ہے۔ "و من تطوع خيراً فان الله شاكر عليم" پس اگر صفا و مروة کی سعی فرض ہوتی تو نہ فرماتا "و من تطوع خيراً" (جو کوئی اسے رضا کارانہ انجام دے۔)

۱۲۔ امام صادق علیہ السلام کے بعض اصحاب کہتے ہیں کہ حضرت علیہ السلام سے صفا و مروة کے مابین سعی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "... كان ذلك في عمرة القضاء ان رسول الله (ص) شرط عليهم ان يرفعوا الاصنام من الصفاء والمروة ... فقالوا يا رسول الله (ص) ان فلاناً لم يسع بين الصفا والمروة و قد اعيدت الاصنام فانزل الله عزوجل " فلا جناح عليه ان يطوف بهما" ای و علیہما الاصنام"^(۳) (لا جناح... کا شان فزول) عمرۃ القضاء کے بارے میں تھا جو رسول اللہ (ص) نے مشرکین کو شرط لگائی کہ بتوں کو صفا و مروة سے اٹھالیں... انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ص) فلاں شخص نے صفا و مروة کے مابین سعی انجام نہیں دی جبکہ بتوں کو وہیں پلٹا دیا گیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فلا جناح ان يطوف بهما) کوئی حرج نہیں طواف (سعی) انجام دیں جبکہ بت وہاں موجود ہوں۔

۱۳۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا "ان الصفا و المروة من شعائر الله" فابدء بما بدء الله تعالى به و ان المسلمين كانوا يظنون ان السعی بين الصفا والمروة شئ صنعہ المشركون فانزل الله عزوجل "ان الصفا والمروة من شعائر الله... صفا^(۴) و مروه شعائر اللہ میں سے ہیں پس (سعی) کو وہاں سے شروع کرو جہاں سے اللہ تعالیٰ نے (آیت کریمہ میں) آغاز فرمایا ہے مسلمانوں کا گمان تھا کہ صفا و مروه کے مابین سعی کی بنیاد رکھنے والے مشرکین

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ ج/ ۱ ص ۲۷۸ باب ۵۹ ح ۱۲۶۶، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۴۸ ح ۴۷۲ (۲) کافی ج/ ۴ ص ۳۷۹ ح ۷، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۴۷ ح ۴۶۷۔

(۳) کافی ج/ ۴ ص ۴۳۵ ح/ ۸، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۴۸ ح ۴۷۱ (۴) کافی ج/ ۴ ص ۲۴۵ ح ۴۔

ہیں پس اللہ تعالیٰ نے اس آیہ مجیدہ کو نازل فرمایا "ان الصفا والمروة من شعائر الله ..."

۱۳۔ رسول اسلام (ص) فرماتے ہیں "انما جعل ... السعى بين الصفا والمروة ... اقامة لذكر الله لا لغيره" (۱)

صفا و مروة کے مابین سعی کو یقیناً ذکر الہی کے لئے برپا کیا گیا ہے نہ کسی اور مقصد کی خاطر۔

۱۵۔ امام صادق ؑ سے روایت ہے آپ ؑ نے فرمایا: جعل السعى بين الصفا والمروة مذلة للجبارين (۲)

اللہ تعالیٰ نے صفا و مروة کی سعی کو سرکشوں کی ذلت و خواری کے لئے قرار دیا ہے۔

۱۶۔ (صفا و مروة کے مابین "ہرولہ" کے فلسفہ کے بارے میں) امام صادق ؑ سے روایت ہے آپ ؑ نے فرمایا "صار

السعى بين الصفا والمروة لان ابراهيم ؑ عرض له ابليس فامرہ جبرئیل فشد عليه فهرب منه فحجرت به السنة (یعنی بالہرولہ) (۳)

ابليس حضرت ابراهيم ؑ کے سامنے ظاہر ہوا تو جبرئیل ؑ نے حضرت ابراهيم ؑ کو امر کیا کہ اس پر حملہ کریں

حضرت ابراهيم ؑ نے حملہ کیا تو ابليس فرار کر گیا (حضرت ابراهيم ؑ اس کے پیچھے بھاگے) پس (صفا و مروة کے

مابین ہرولہ) کی سنت قرار دی گئی۔

۱۷۔ عن الحلبي قال سألت ابا عبد الله عليه السلام عن المرأة تطوف بين الصفا والمروة و هي حائض قال: لا لان الله

تعالى يقول "ان الصفا والمروة من شعائر الله" (۴) حلبی کہتے ہیں میں نے امام صادق ؑ سے پوچھا کیا حائض عورت صفا

و مروة کے مابین سعی انجام دے سکتی ہے؟ امام ؑ نے فرمایا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "صفا اور مروة شعائر الہی

میں سے ہیں"

۱۸۔ امام صادق ؑ سے روایت ہے آپ ؑ نے فرمایا "ان ابراهيم عليه السلام لما خلف اسماعيل بمكة عطش الصبي

... فخرجت امه حتى قامت على الصفا ... فمضت حتى انتهت الى المروة ... ثم رجعت الى الصفا ... حتى صنعت

ذلك سبعة فاجرى الله ذلك سنة ... (۵) حضرت ابراهيم ؑ نے جب حضرت اسماعیل ؑ کو مکہ میں چھوڑا تو بچے

نے شدید پیاس محسوس کی ... پس حضرت اسماعیل ؑ کی والدہ (حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں) نکلیں اور کوہ صفا پر آکر

کھڑی ہو گئیں پھر مروه پہاڑ کی طرف گئیں اور پھر دوبارہ کوہ صفا کی طرف لوٹ آئیں یہاں تک کہ یہ عمل انہوں نے سات

مرتبہ انجام دیا پس اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو ایک سنت قرار دے دیا ...

(۱) الدر المنثور ج ۱ ص ۳۸۸ (۲) کافی ج ۴ ص ۴۳۴ ح ۵، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۴۸ ح ۴۷۰ (۳) علل الشرائع ج ۲ ص ۴۳۲ ح ۱ باب ۱۶۷، بحار الانوار ج ۹۶ ص ۲۳۴

ح ۴۰۴ (۴) تہذیب الاحکام ج ۵ ص ۳۹۴ ح ۱۹، تفسیر بہان ج ۱ ص ۱۶۹ ح ۵ (۵) علل الشرائع ج ۲ ص ۴۳۲ ح ۱ باب ۱۶۶، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۴۵ ح ۴۶۱

اجر: اجر کی ضمانت ۹؛ اجر کے موجبات ۸

احکام: ۲، ۵

اسماء اور صفات: شاکر ۳؛ علیم ۳

اللہ تعالیٰ: علم الہی کے آثار ۹؛ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ۸؛ اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری ۳؛ علم الہی ۷

حاجی: حاجیوں کے اعمال سے آگاہ ہونا ۷

حج: احکام حج ۱۷، ۱۳، ۱۰، ۵، ۲؛ مناسک حج ۵، ۲، ۶، ۷

ذکر: ذکر الہی ۱۳

روایت: ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰

شعائر اللہ: ۱۷، ۱۳، ۱

صفا و مروہ کی سعی: ۸، ۷، ۶، ۵، ۲، ۱۱، ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۳، ۱۷؛ صدر اسلام میں صفا و مروہ کی سعی ۶؛ صفا و مروہ کی سعی کا

عبادت ہونا ۲؛ صفا و مروہ کی سعی کا فلسفہ ۱۸، ۱۶، ۱۵

عبادت: عبادت کی جگہ ۱

عمرہ: عمرہ کے احکام ۵، ۲؛ عمرہ کے مناسک ۵، ۲

عمل: پسندیدہ عمل کا اجر ۹، ۸؛ پسندیدہ عمل ۸، ۵؛ وہ پسندیدہ عمل جو رضا کارانہ انجام دیا جائے ۳

کوہ صفا: ۱

کوہ مروہ: ۱

مسلمان: صدر اسلام کے مسلمان اور شرعی ذمہ داری ۶

مقدس مقامات: ۱

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ
اللَّاغِنُونَ ﴿١٥٩﴾

جو لوگ ہمارے نازل کئے ہوئے واضح بیانات اور ہدایات کو ہمارے بیان کر دینے کے بعد بھیچھپاتے ہیں ان پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں (۱۵۹)

۱۔ آسمانی کتابوں میں دینی احکام و معارف ہیں اور انکی حقانیت کے واضح دلائل بھی ان میں ہیں۔ ما أنزلنا من البينات والهدى من بعد ما بيناه للناس في الكتاب

۲۔ اللہ تعالیٰ نے دینی احکام و معارف اور ان کی حقانیت کے دلائل کو نازل فرمایا اور انہیں آسمانی کتابوں میں بیان فرمایا۔ ما أنزلنا من البينات والهدى من بعد ما بيناه للناس في الكتاب یہاں "ہدی" کا معنی ہدایت کرنے والا ہے اور آیہ مجیدہ میں اس سے مراد دین کے احکام و معارف ہیں۔ "بینات" کا معنی واضح اور روشن دلائل ہیں اور آیہ شریفہ میں مراد وہ دلائل و براہین ہیں جو دینی احکام و معارف کے لئے بیان ہوئے ہیں۔

۳۔ تمام انسان آسمانی کتابوں کے مخاطب ہیں اور ان کی ذمہ داری ہے کہ ان کے احکام و معارف کو سیکھیں۔
من بعد ما بيناه للناس

۳۔ آسمانی کتابوں کے حقائق (دینی احکام و معارف اور انکے دلائل) کی لوگوں کے لئے تعلیم و تبلیغ کی ذمہ داری علمائے دین کی ہے۔ ان الذين يكتُمون ما أنزلنا من البينات والهدى من بعد ما بيناه للناس

۵۔ پیامبر اسلام (ص) اور اسلامی احکام و معارف کی حقانیت کے شواہد و قرائن تورات و انجیل میں ہیں۔ من بعد ما بيناه للناس في الكتاب بعض کا خیال ہے کہ "الكتاب" سے مراد تورات و انجیل ہیں اور "البينات والهدى" سے مراد وہ دلائل و براہین ہیں جو لوگوں کو نبوت اور احکام اسلام کی حقانیت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ گزشتہ آیات جن میں تبدیلی قبلہ کی

حقانیت پر پردہ ڈالنے کے بارے میں بیان ہوا ہے اس احتمال کی تائید کرتی ہیں۔

۶۔ زمانہ بعثت کے علمائے یہود و نصاریٰ پیامبر اسلام (ص) اور احکام اسلامی کی حقانیت کے شواہد و قرائن پر پردہ ڈالتے تھے۔ الذین یکتُمون ما أنزلنا من البینات والهدی من بعد ما بیناه للناس فی الکتاب

۷۔ آسمانی کتابوں کے حقائق پر پردہ ڈالنا اور چھپانا گناہان کبیرہ میں سے ہے۔ ان الذین یکتُمون ما أنزلنا ... اولئک یلعنہم اللہ

۸۔ دینی حقائق کو چھپانے والے اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اس کی رحمت سے دوری میں مبتلا ہوں گے۔ ان الذین یکتُمون ... اولئک یلعنہم اللہ

۹۔ جو لوگ آسمانی کتابوں کے حقائق کو لوگوں سے چھپاتے ہیں ان پر لعنت و نفرین کرنا ضروری ہے۔ اولئک ... یلعنہم اللاعنون فعل "یلعن" کا تکرار اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور دوسروں کی طرف سے لعنت پر دلالت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا معنی رحمت سے دور کرنا ہے اور دوسروں کی طرف سے لعنت کا معنی مذمت و نفرین اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی درخواست کرنا ہے ان لوگوں کے لئے جن پر لعنت ہے۔

۱۰۔ علمائے یہود و نصاریٰ آسمانی کتابوں کے حقائق و معارف کو چھپانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو گئے ہیں اور لعنت کرنے والوں کی مذمت و نفرین اور لعنت میں مبتلا ہوئے ہیں۔ ان الذین یکتُمون ما أنزلنا ... اولئک یلعنہم اللہ و یلعنہم اللاعنون

۱۱۔ رحمت الہی سے دور ہونے میں لعنت کرنے والوں کی مذمت و لعنت اور ملامت و نفرین کا بنیادی کردار اور اہمیت ہے۔ و یلعنہم اللاعنون

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں کو چھپانے کے نتائج و اثرات ۹؛ آسمانی کتابوں کی اہمیت ۹؛ آسمانی کتابوں کی تبلیغ ۳؛ آسمانی کتابوں کی تعلیمات ۱، ۲؛ آسمانی کتابوں کا سیکھنا ۳؛ آسمانی کتابوں کا سکھانا ۳؛ آسمانی کتابوں کو چھپانا ۷؛ آسمانی کتابوں کے مخاطبین ۳؛ آسمانی کتابوں کی اہمیت ۱

اسلام: انجیل میں اسلام ۵؛ تورات میں اسلام ۵؛ صدر اسلام کی تاریخ ۶؛ اسلام کی حقانیت کے دلائل ۵، ۶

اللہ تعالیٰ: رحمت الہی ۱۱، ۱۰، ۸

انجیل: انجیل کی تعلیمات ۵

انسان: انسانوں کی شرعی ذمہ داریاں ۳

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت کے دلائل ۵، ۶؛ پیامبر اسلام (ص) انجیل میں ۵؛ پیامبر اسلام تورات میں ۵

تورات: تورات کی تعلیمات ۵

حق: حق چھپانے کے آثار ۸، ۱۰؛ حق چھپانے والے ۱۰؛ حق چھپانے والوں پر لعنت ۹

دین: تبلیغ دین ۳؛ دین کی حقانیت کے دلائل ۱، ۲؛ دین کا وحی ہونا ۲

رحمت: رحمت سے محروم لوگ ۸، ۱۰؛ رحمت سے محروم ہونا ۱۱

علماء: علمائے دین کی ذمہ داری ۳

علمائے یہود: علمائے یہود اور حق کا چھپانا ۶، ۱۰؛ علمائے یہود پر لعنت ۱۰

عیسائی: صدر اسلام کے عیسائی ۶

عیسائی علماء: عیسائی علماء اور حق کا چھپانا ۶، ۱۰؛ عیسائی علماء پر لعنت ۱۰

گناہان کبیرہ: ۷

لعنت: لعنت کے اثرات و نتائج ۱۱؛ جن لوگوں پر لعنت ہوتی ہے ۹، ۸، ۱۰؛ لعنت کے موجبات ۹

یہود: صدر اسلام کے یہود ۶

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُّوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾

علاوہ ان لوگوں کے جو توبہ کر لیں اور اپنے کئے کی اصلاح کر لیں اور جس کو چھپایا ہے اس کو واضح کر دیں تو ہمان کی توبہ قبول کر لیتے ہیں کہ ہم بہتر توبہ قبول کرنے والے اور مہربان ہیں (۱۶۰)

۱۔ دینی حقائق پر پردہ ڈالنے والے اگر توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ کی لعنت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں اور اسکی رحمت کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ اولئك يلعنهم ... الا الذين تابوا

۲۔ گناہوں سے توبہ، ان کے مفاسد اور برے نتائج کی اصلاح کرنا منقطع رحمت کے دوبارہ برقرار ہونے کا سبب ہے۔ اولئك يلعنهم الله... الا الذين تابوا و اصلحوا ... فاولئك اتوب عليهم

۳۔ توبہ کی قبولیت کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ ان مفاسد کی اصلاح کی جائے جو دینی حقائق کو چھپانے سے پیدا ہوئے ہیں نیز ان حقائق کو بیان کیا جائے۔ الا الذين تابوا و اصلحوا و بينوا فاولئك اتوب عليهم

۴۔ دینی حقائق پر پردہ ڈالنا اور آسمانی کتابوں کے معارف کو چھپانا فساد کا باعث ہے۔ الا الذين تابوا و اصلحوا

۵۔ آسمانی کتابوں کے معارف و حقائق درک کرنے اور ان پر ایمان لانے سے لوگوں کو روکنا فساد برپا کرنا ہے۔ الا الذين تابوا و اصلحوا

۶۔ گناہگاروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت انکی توبہ کی توفیق سلب ہونے کی باعث نہیں ہے۔ اولئك يلعنهم الله ... الا الذين تابوا و اصلحوا و بينوا

۷۔ اللہ تعالیٰ گناہگاروں کی توبہ اس صورت میں قبول فرمائے گا کہ مفاسد و برائیوں کی تلافی کریں۔ الا الذين تابوا و اصلحوا و بينوا فاولئك اتوب عليهم

۸۔ دینی حقائق کو چھپانے والے اگر توبہ کریں اور گزشتہ اعمال کی تلافی کریں تو ان پر نفرین نہیں کرنی چاہیئے اور نہ ہی رحمت الہی سے ان کی دوری کی دعا کرنی چاہیئے۔ و يلعنهم اللاعنون۔ الا الذين تابوا و اصلحوا و بينوا

۹۔ اللہ تعالیٰ تواب (بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا) اور رحیم (مہربان) ہے۔ و انا التواب الرحيم

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کا توبہ قبول کرنا اسکی رحمت کا ایک جلوہ ہے۔ فاولئك اتوب عليهم و انا التواب الرحيم

۱۱۔ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا جنہوں نے بارہا اپنی توبہ توڑی۔ و انا التواب الرحیم

توبہ کی قبولیت کو صیغہ مبالغہ (تَوَاب۔ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا) کے ساتھ بیان کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گناہ جتنے بھی بڑے ہوں اللہ تعالیٰ ان سب کی بخشش فرمائے گا یا پھر اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ توبہ کو توڑنا اس امر میں رکاوٹ کا باعث نہیں کہ دوبارہ توبہ قبول نہ ہو مذکورہ بالا مطلب دوسرے احتمال کی بنا پر ہے۔

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں کا چھپانا ۳; آسمانی کتابوں کے درک اور سمجھنے سے روکنا ۵

احکام: ۸

اسماء اور صفات: تواب ۹; رحیم ۹

اصلاح: اصلاح کے اثرات ۸، ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی لعنت کے نتائج ۶; توبہ الہی ۱۱، ۱۰; اللہ تعالیٰ کی لعنت ۶; اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مظاہر ۱۰; اللہ تعالیٰ کی لعنت سے نجات ۱

ایمان: آسمانی کتابوں پر ایمان لانے سے منع کرنا ۵

توبہ: توبہ کے نتائج ۸، ۲، ۱; توبہ توڑنے والے ۱۱; توبہ کی توفیق سلب ہونا ۶; توبہ کی قبولیت کی شرائط ۳، ۷; توبہ کا قبول ہونا ۱۰، ۱۱; توبہ کی رکاوٹیں ۶

حق: حق کو چھپانے کے آثار ۳; حق کو چھپانے کے مفاسد کی اصلاح ۳; حق چھپانے والوں کی توبہ ۸، ۳، ۱; حق چھپانے والوں پر لعنت ۸

دین: دینی حقائق کا اظہار ۳

رحمت: جن لوگوں کے رحمت شامل حال ہوتی ہے ۱؛ رحمت کے موجبات ۱، ۲

فساد برپا کرنا: فساد برپا کرنے کے موارد ۳، ۵

گناہ: گناہ کے مفاسد کی اصلاح ۲

گناہ گار: گناہ گاروں پر لعنت ۶

لعنت: لعنت کے احکام ۸؛ جن لوگوں پر لعنت ہوتی ہے ۶

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾

جو لوگ کافر ہو گئے اور اسی حالت کفر میں مر گئے ان پر اللہ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے (۱۶۱)

۱۔ وہ کفار جو حالت کفر میں مرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی لعنت میں مبتلا ہوں گے اور ان پر فرشتوں کی لعنت و نفرین ہوگی۔

ان الذين كفروا و ماتوا وهم كفار اولئك عليهم لعنة الله والملائكة والناس اجمعين

۲۔ دینی احکام و معارف اور آسمانی کتابوں کے حقائق پر پردے ڈالنا کفر اختیار کرنا ہے۔ ان الذين يكتُمون ما أنزلنا ...

ان الذين كفروا و ماتوا وهم كفار "ان الذين يكتُمون" کے بعد اس جملہ "ان الذين كفروا..." کو بغیر کسی فاصلہ (مثلاً

صرف واو) کے لانا اس معنی کو بیان کرتا ہے کہ "الذين كفروا" وہی حق کو چھپانے والے لوگ ہیں یا یہ کہ حق کو چھپانے

والے کفار کے مصادیق میں سے ہیں۔ بہر حال دونوں صورتوں میں یہ معنی نکلتا ہے کہ دینی حقائق کو چھپانا کفر ہے۔

۳۔ قیامت کے دن وہ کفار جو حالت کفر میں مرے ہیں ان پر فرشتے اور تمام انسان لعنت بھیجیں گے اور دعا کریں گے کہ

ان کو رحمت الہی سے دور رکھا جائے۔ اولئك عليهم لعنة الله والملائكة والناس اجمعين

لوگوں کے لعنت بھیجنے کا معنی یہ ہے کہ وہ دعا کریں کہ ملامت شدہ اور نفرین شدہ انسانوں کو رحمت سے دور رکھا جائے۔

۳۔ مرنے کے بعد توبہ و پشیمانی قبول نہ ہوگی اور نہ ہی

اسکا کوئی نتیجہ نکلے گا۔ الا الذین تابوا ... ان الذین کفروا و ماتوا وهم کفار اولئک علیہم لعنة الله "کفروا" کی جملہ "و ماتوا و ہم کفار" کے ساتھ تفسیر دراصل توبہ کی قبولیت کے وقت یا مہلت کا خاتمہ ہے۔ یعنی مرنے کے بعد پشیمانی مفید نہ ہوگی۔

۵۔ دینی حقائق پر پردہ ڈالنے والے دنیا میں اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت میں مبتلا ہوں گے۔
اولئک یلعنہم اللہ ... اولئک علیہم لعنة الله آیت ۱۵۹ میں جملہ "اولئک یلعنہم اللہ"، "الا الذین تابوا..." کے قرینہ سے حکایت کرتا ہے کہ حقائق کو چھپانے والے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی لعنت کا شکار ہوں گے جبکہ جملہ "اولئک علیہم لعنة الله" "ماتوا و ہم کفار" کے قرینے سے حکایت کر رہا ہے کہ آخرت میں بھی ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی۔

۶۔ انسانوں اور ان کے اعمال کے ساتھ فرشتوں کا گہرا رابطہ ہے۔ اولئک علیہم لعنة الله والملائكة
۷۔ گناہگاروں کے رحمت الہی سے دور ہونے میں فرشتوں اور انسانوں کی دعا و نفرین مؤثر ہیں۔ اولئک علیہم لعنة الله والملائكة والناس اجمعین

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں کا چھپانا ۲

اللہ تعالیٰ: آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ۵؛ اللہ تعالیٰ کی لعنت ۱؛ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ۵؛ رحمت الہی کی رکاوٹیں ۷
انسان: انسانوں کی ذمہ داری ۳

توبہ: بے اثر توبہ ۳؛ مرنے کے بعد توبہ ۳؛ توبہ کی فرصت ۳

حق: حق کو چھپانے والوں پر لعنت ۵

دعا: دعا کے اثرات و نتائج ۷

دین: دین کو چھپانے کے نتائج ۲؛ دین کو چھپانا ۵

رحمت: رحمت سے محرومیت ۷

کفر: کفر کے اثرات و نتائج ۱؛ کفر کے موارد ۲

کفار: کفار پر لعنت ۳

گناہ: گناہ سے پشیمانی ۳

گناہ گار لوگ: گناہگاروں کا محروم ہونا ۷

لعنت: لعنت کے نتائج ۷; جن لوگوں پر لعنت ہوتی

ہے ۷، ۵، ۱; لعنت کے موجبات ۳

لوگ: لوگوں کی لعنت ۷، ۳

موت: کفر کے ساتھ مرنے کے نتائج ۱، ۳

ملائکہ: ملائکہ کی لعنت ۷، ۳، ۱; ملائکہ اور انسان ۶; ملائکہ اور انسانی عمل ۶

خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿١٦٢﴾

وہ اسی لعنت میں ہمیشہ رہیں گے کہ نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ انھیں مہلت دی جائے گی (۱۶۲)

۱۔ جو لوگ کافر ہو گئے مرتے ہیں، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی لعنت میں مبتلا ہوں گے۔ اولئك عليهم لعنة الله ...

خالدین فیہا ظاہراً "فیہا" کی ضمیر گزشتہ آیت میں "لعنة الله..." کی طرف لوٹتی ہے۔

۲۔ دینی حقائق کو چھپانے والے اگر توبہ کیے بغیر مر جائیں تو ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی لعنت کا شکار ہوں گے۔

ان الذين يكتُمون ... اولئك عليهم لعنة الله ... خالدین فیہا

۳۔ وہ کفار جو توبہ کیے بغیر جاتے ہیں آخرت میں ہمیشہ کے لئے عذاب الہی سے دوچار ہوں گے۔ خالدین فیہا لا یخفف

عنہم العذاب

۴۔ وہ لوگ جو دینی احکام و معارف اور آسمانی کتابوں کے حقائق پر پردے ڈالتے ہیں ہمیشہ کے لئے

لئے عذاب اخروی میں مبتلا ہوں گے۔ ان الذين كفروا و ما توا ... خالدین فیہا لا یخفف عنہم العذاب

۵۔ کفار اور حقائق پر پردے ڈالنے والوں کے اخروی عذاب میں تخفیف یا کمی نہیں کی جاسکتی۔ لا یخفف عنہم العذاب

۶۔ اضروی عذاب اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اسکی رحمت سے دوری کا ایک جلوہ ہے۔ اولئك عليهم لعنة الله...
خالدین فیہا لا یخفف عنهم العذاب

"خالدین فیہا" کے بعد جملہ "لا یخفف عنهم العذاب" کا لانا اس مطلب کو بیان کر رہا ہے کہ قیامت میں لعنت الہی کا اثر دوزخ کا عذاب ہے۔

۷۔ دینی حقائق اور آسمانی کتابوں کے معارف کو چھپانا گناہان کبیرہ میں سے ہے۔ خالدین فیہا لا یخفف عنهم العذاب
حقائق چھپانے والوں کا ہمیشہ کمے لئے رحمت الہی سے دور رہنا اور کم نہ ہونے والے عذاب میں مبتلا ہونا اس امر کی حکایت کرتا ہے کہ حقائق پر پردہ ڈالنا گناہان کبیرہ میں سے ہے۔

۸۔ کفار اور دینی حقائق پر پردہ ڈالنے والوں کا اضروی عذاب مرنے کے بعد شروع ہو جائے گا اور اس میں تاخیر بالکل نہ ہوگی۔ و لا ہم ینظرون یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "ینظرون" باب افعال سے فعل مجہول ہو اسکا مصدر "انظار" مہلت دینا ہے۔ "وماتوا و ہم کفار" کے قرینہ سے مہلت نہ دینے سے مراد یہ ہے کہ عذاب مرنے کے فوراً بعد شروع ہو جائے گا۔

۹۔ کفار اور دینی حقائق چھپانے والوں پر قیامت میں اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہ ڈالے گا۔ و لا ہم ینظرون
اس مطلب میں فعل مجہول "ینظرون"، "نظر" سے لیا گیا ہے جسکا معنی ہے دیکھنا پس "و لا ہم ینظرون" یعنی ان پر نظر رحمت نہ ڈالے گا۔

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں پر پردے ڈالنے والوں کا عذاب ۳; آسمانی کتابوں پر پردہ ڈالنا ۴; آسمانی کتابوں پر پردہ ڈالنے کا گناہ ۷

اللہ تعالیٰ: آخرت میں رحمت الہی ۹; اللہ تعالیٰ کے عذاب ۳; اللہ تعالیٰ کی ابدی لعنت ۱، ۲; اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مظاہر ۶
توبہ: توبہ کے نتائج ۲، ۳

حق: حق کو چھپانے والوں کا اضروی عذاب ۵، ۸; قیامت میں حق کو چھپانے والے ۹; حق کو چھپانے والوں کا گناہ ۷; حق چھپانے والوں پر لعنت ۲

دین: دین کو چھپانے کے نتائج ۲; دین کو چھپانے والوں کا اخروی عذاب ۳، ۸; دین کو چھپانے والوں کی محرومیت ۹
رحمت: رحمت سے محروم لوگ ۹; رحمت سے محرومیت ۶

عذاب: عذاب میں تاخیر ۸; عذاب میں کمی ۵; عذاب میں ہمیشگی ۳، ۳; اخروی عذاب ۶; عذاب کے درجات ۵; عذاب کے
موجبات ۳، ۳

کفار: کفار کا اخروی عذاب ۳، ۵، ۸; کفار کا برزخی عذاب ۸; کفار قیامت میں ۹; کفار پر لعنت ۱; آخرت میں کفار کی محرومیت ۹

گناہان کبیرہ: ۷

لعنت: جن پر لعنت ہوتی ہے ۱، ۲

موت: کفر کے ساتھ مرنے کے نتائج ۱; بغیر توبہ کے مرنے کے نتائج ۲، ۳; کفر کی موت مرنا ۳

وَالْهُكْمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿۱۶۳﴾

اور تمہارا خدا بس ایک ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے دی رحمان بھی ہے اور وہی رحیم بھی ہے (۱۶۳)

۱۔ سب انسانوں کا حقیقی معبود واحد، یگانہ و یکتا ہے۔ و الھکم الہ واحد

۲۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبود حقیقی وجود ہی نہیں رکھتا۔ لا الہ الا هو

۳۔ اللہ تعالیٰ رحمان (انتہائی وسیع رحمت والا) اور رحیم (مہربان) ہے۔ هو الرحمن الرحیم

۳۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ضروری ہونے کی دلیل اسکی رحمانیت و رحیمیت ہے۔ الھکم الہ واحد لا الہ الا هو الرحمن

الرحیم اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لازم و ضروری ہونے کا ذکر کرنے کے بعد اسکی صفات رحمت و رحیم کا ذکر کرنا بندگی کی
دلیل بیان کرنے کیلئے ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و یگانگت پر یقین اور اس پر یقین کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے انسان کو معارف الہی اور آسمانی کتابوں کے حقائق چھپانے سے روکتا ہے۔ *ان الذین یکتُمون ما أنزلنا ... و الھکم الہ واحد لا الہ الا ھو یہ مطلب اور بعد والے مطالب اس آیہ مجیدہ کے گزشتہ آیات کے ساتھ ارتباط کی وجہ کو بیان کر رہے ہیں۔

۶۔ انسان کا شرک اور غیر خدا کی عبادت کی طرف رجحان ان عوامل میں سے ہے جو اس کو دینی حقائق اور آسمانی کتابوں کے معارف چھپانے پر ترغیب دلاتے ہیں۔ *ان الذین یکتُمون ما أنزلنا ... و الھکم الہ واحد لا الہ الا ھو

۷۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اور رحیمیت گناہگاروں کی توبہ قبول کرنے کی ضامن ہے۔ *لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم

۸۔ "ان اعرابیاً قام یوم الجمل الی امیر المؤمنین علیہ السلام فقال یا امیر المؤمنین علیہ السلام اتقول ان اللہ واحد؟ ... قال علیہ السلام یا اعرابی ان القول فی ان اللہ واحد علی اربعة اقسام فوجهان منها لا یجوز ان علی اللہ عزوجل و وجهان یتبتان فیہ۔ فاما للذان لا یجوزان علیہ قول القائل واحد یقصد بہ باب الاعداد فہذا مالا یجوز ... فقول القائل ھو واحد من الناس یرید النوع من الجنس ... واما الوجهان اللذان یتبتان فیہ قول القائل ھو واحد لیس لہ فی الاشیاء شبہ كذلك ربنا وقول القائل احدى المعنی یعنی بہ لا ینقسم فی وجود ولا عقل ولا ھم كذلك ربنا عزوجل (۱) جنگ جمل میں ایک اعرابی امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور حضرت علیہ السلام سے سوال کیا کیا آپ علیہ السلام کہتے ہیں "اللہ واحد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ کہنا "اللہ واحد ہے" اسکی چار قسمیں ہیں جن میں دو اقسام اللہ رب العزت کی ذات اقدس پر جائز نہیں ہیں اور دیگر دو اقسام اس کے لئے ثابت ہیں وہ صورتیں جو جائز نہیں ہیں ایک یہ کہ واحد سے مراد واحد عددی ہو تو یہ جائز نہیں اور دوسرے واحد سے مراد واحد نوعی ہو تو یہ بھی جائز نہیں ... لیکن دو وجہیں جو جائز ہیں وہ یہ کہ ہم کہیں واحد یعنی اس کے کوئی مشابہ نہیں اسکی مثل و نظیر نہیں یا یہ کہیں احدى المعنی مراد ہے یعنی اسکی ذات کے لئے نہ تو کوئی وجود میں، نہ عقل میں اور نہ ہی وہم میں کسی طرح کوئی تقسیم نہیں ہو سکتی ہمارا رب ذوالجلال اسی طرح ہے۔

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں پر پردہ ڈالنے کے اسباب ۶؛ آسمانی کتابوں کو چھپانے کے موانع ۵

اسماء اور صفات: رحمان ۳؛ رحیم ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے اثرات ۷; اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کے اثرات ۸; اللہ تعالیٰ کے مختصات ۲; اللہ تعالیٰ کا توبہ قبول کرنا ۷; اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ۳; اللہ تعالیٰ کی رحیمیت ۳; اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ۸

انسان: انسانوں کا معبود ۱

ایمان: توحید عبادی پر ایمان کے اثرات ۵;

ترغیب: ترغیب کے عوامل ۶

توبہ: توبہ کی قبولیت ۷

توحید: توحید عبادی ۱، ۲; توحید عبادی کے دلائل ۳

حق: حق کو چھپانے کے موانع ۵

دین: دین پر پردہ ڈالنے کے عوامل ۶

روایت: ۸

شرک: شرک کے نتائج ۶

عبادت: خداوند تعالیٰ کی بندگی کے دلائل ۳

گناہگار: گناہگاروں کی توبہ ۷

نظریہ کائنات (جان بینی): توحیدی نظریہ کائنات ۱; نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی ۵

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَخْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَّاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٦٤﴾

بیشک زمین و آسمان کی خلقت روز و شب کی رفت و آمد۔ ان کشتیوں میں جو دریاؤں میں لوگوں کے فائدہ کے لئے چلتی ہیں اور اس پانی جسے خدا نے آسمان سے نازل کر کے اس کے ذریعہ مردہ زمینوں کو زندہ کر دیا ہے اور اس میں طرح کے چوپائے پھلادیئے ہیں اور ہواؤں کے چلانے میں اور آسمان و زمین کے درمیان مسخر کئے جانے والے بادل میں صاحبان عقل کے لئے اللہ کی نشانیاں پائی جاتی ہیں (۱۶۴)

۱۔ زمین و آسمان (عالم ہستی) کا بنانے والا خدا ہے۔ ان فی خلق السماوات والأرض

۲۔ عالم خلقت میں متعدد آسمان ہیں۔ ان فی خلق السماوات

۳۔ آسمانوں اور زمین کی خلقت میں توحید کی نشانیاں اور علائم ہیں اور یہ تخلیقات اللہ تعالیٰ کی رحمانیت و رحیمیت کی دلیل ہے۔ لا الہ الا هو الرحمن الرحیم ان فی خلق السماوات والأرض ... لآیات ما قبل آیت کے قرینہ سے یہ آیہ مجیدہ اللہ تعالیٰ کی توحید، رحمانیت اور رحیمیت پر استدلال کر رہی ہے اس اعتبار سے "آیات" سے مراد اللہ تعالیٰ کی توحید اور انتہائی وسیع رحمت کی نشانیاں اور علامتیں ہیں۔

۳۔ لیل و نہار کا آنا جانا اللہ تعالیٰ کی توحید، اسکی رحمانیت اور رحیمیت کے دلائل میں سے ہے۔ لا الہ الا هو الرحمن الرحیم — ان فی ...

"اختلاف" کا معنی آنا جانا ہے یا کسی چیز کے کسی دوسری چیز کے مقام پر آنا، قائم مقام ہونے کا معنی بھی دیتا ہے۔ نیز عدم تساوی کے معنی میں بھی آیا ہے۔ مذکورہ بالا مطلب پہلے دو معانی کی بنا پر ہے۔

۵۔ شب و روز کا اختلاف (ان کے چھوٹے بڑے ہونے میں تفاوت) توحید کے دلائل اور اللہ تعالیٰ کی رحمانیت و رحیمیت کو بیان کر رہا ہے۔ لا الہ الا هو الرحمن الرحیم۔ ان فی ... اختلاف الليل والنهار ... لآیات

یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "اختلاف" کا معنی آیہ مجیدہ میں عدم تساوی ہو۔

۶۔ انسانوں کے فائدے اور منافع کے لئے سمندر میں کشتی (یا بحری جہاز) کی حرکت اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی انتہائی وسیع رحمت کے دلائل میں سے ہے۔ ان فی ... الفلك التي تجرى في البحر بما ينفع الناس ... لآیات

"بما ينفع" میں "ما" ممکن ہے موصولہ ہو تو اس صورت میں "بائی" مصاحبت کے لئے ہوگی۔ بنا بریں "التي تجرى..." یعنی وہ کشتیاں جو سمندر میں حرکت کرتی ہیں اور ان میں (مال تجارت وغیرہ) ہوتا ہے لوگوں کے لئے نفع بخش ہیں ... البتہ "ما" مصدریہ بھی ہو سکتی ہے اس صورت میں "بائی" سببیت کے لئے ہوگی یعنی وہ کشتیاں جو انسانوں کو نفع دینے کے لئے سمندر میں حرکت کرتی ہیں۔

۷۔ عالم ہستی کے تمام تر فعل و انفعالات حتیٰ انسانی ایجادات بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اس کی توحید اور وسیع رحمت کی علامت ہیں۔ ان فی ... الفلك التي تجرى في البحر بما ينفع الناس کشتیاں جو انسان کی بنائی ہوئی ہیں خداوند متعال نے ان کو اپنی توحید اور رحمت کے لئے دلیل و نشانی قرار دیا ہے یہ مطلب اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ تمام مرقوم موجودات حتیٰ بشر کی بنائی ہوئی اشیاء بھی من جانب اللہ ہیں۔ اگر لفظ "الفلك" "السموات" پر عطف ہو تو لفظ "خلق" "الفلك" کی طرف بھی مضاف ہوگا ہو تو مذکورہ مطلب زیادہ واضح اور روشن ہو جاتا ہے۔

۸۔ باران رحمت کو نازل کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ و ما انزل الله من السماء من ماء

۹۔ زمین پر موجود پانیوں کا منبع اور سرچشمہ آسمان ہے۔ و ما انزل الله من السماء من ماء

۱۰۔ آسمان سے پانی نازل کرنا اور اس سے زمین کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی انتہائی وسیع رحمت کے دلائل میں سے ہے۔ ان فی ... ما انزل الله من السماء من ماء فاحيا به الأرض ... لآیات

۱۱۔ بے آب و گیاہ زمین مردہ ہے اور اس کی زندگی اس پر پودوں کا اگنا ہے۔ فاحيا به الأرض بعد موتها

اجیانے ارض"۔ (زمین کو زندہ کرنا) سے مراد اس پر درختوں اور پودوں کو پیدا کرنا ہے۔

۱۲۔ بارش زمین پر زندگی اور متحرک مخلوقات کی پیدائش کا سبب ہے۔ فاحیا بہ الأرض بعد موتھا و بث فیھا من کل دابة "بث" کا معنی ہے پراکندہ کرنا، منتشر کرنا، پھیلانا۔ آیہ مجیدہ میں اس سے مراد متحرک مخلوقات کی مختلف انواع و اقسام کو پیدا کرنا، ان میں ولادت اور نسل کے عمل سے انہیں زیادہ کرنا اور زمین پر پھیلانا ہے "بث فیھا" ممکن ہے "اجیا..." پر عطف ہو تو اس صورت میں "انزل من السماء" پر متفرع ہوگا۔ اور اس کا مطلب یوں ہوگا کہ حیوانات کے وجود میں آنے کا سبب آسمان سے نازل ہونے والا پانی ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ زمین کو زندہ کرنے والا، اس پر زندہ موجودات کا پیدا کرنے والا اور روئے زمین پر ان کو پھیلانے والا ہے۔ فاحیا بہ الأرض ... و بث فیھا من کل دابة

۱۴۔ زمین پر ہر جگہ انواع و اقسام کی متحرک مخلوقات کا وجود اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکی انتہائی وسیع رحمت کے دلائل و علامتوں میں سے ہے۔ و بث فیھا من کل دابة ... لایات

۱۵۔ ہواؤں کا چلنا اور انکا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکی رحمت آفرینی کے دلائل و علامت میں سے ہے۔ ان فی ... و تصریف الرياح ... لآیات "تصریف" کا معنی ایک جہت سے دوسری جہت میں لوٹانا ہے۔

۱۶۔ بارش برسانے والے بادل اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکی انتہائی وسیع رحمت کی نشانیوں اور دلائل میں سے ہیں۔ ان فی ... السحاب المسخر بین السماء والأرض لآیات "سحابہ" کی جمع "سحاب" ہے جسکا معنی بارش برسانے والا بادل ہے (لسان العرب)

۱۷۔ آسمان و زمین کے مابین بادل اللہ تعالیٰ کے تسخیر شدہ اور فرماں بردار ہیں۔ والسحاب المسخر بین السماء والأرض "سخر" کا مصدر "تسخیر" ہے جسکا معنی کسی شخص یا چیز کو اطاعت پر مجبور کرنا ہے۔

۱۸۔ جہان خلقت کی کیفیت (اس کے اجزاء کا ایک دوسرے سے ارتباط اور پیوند، ان کی ہم آہنگی اور ان میں موجود ہدف) یہ سب ایک ہی خالق کی حکایت کرتے ہیں۔ ان فی خلق السماوات والأرض ... لآیات لقوم یعقلون

آیہ مجیدہ چونکہ توحید پر استدلال بیان کر رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "یعقلون" کا محور یہ امور ہیں عالم ہستی کی ایک چیز کے اجزاء کا ایک

دوسرے سے پیوند و ارتباط اور پھر چیزوں کا ایک دوسرے کے ساتھ پیوند و ارتباط اور انکا باہد ف ہونا۔ یہ پیوند و ارتباط اور باہد ف ہونا ایک ہی خالق و منتظم کی حکایت کرتا ہے۔

۱۹۔ عالم ہستی سے اللہ تعالیٰ کی توحید، رحمانیت اور رحیمیت کا نتیجہ نکالنا اس میں غور و فکر کرنے سے ممکن ہے۔
ان فی خلق السماوات ... لآیات لقوم یعقلون

۲۰۔ شرک اختیار کرنا اور توحید تک نہ پہنچنا فکر و تدبر نہ کرنے اور جہان ہستی کے پیوند و ہم آہنگی کو درک نہ کرنے کی دلیل اور علامت ہے۔ ان فی خلق السماوات والأرض ... لآیات لقوم یعقلون

۲۱۔ اللہ تعالیٰ کی توحید تک پہنچنے اور اسکی رحمانیت و رحیمیت کو درک کرنے کے لئے عالم خلقت کے موجودات اور مظاہر میں تفکر کرنا ضروری ہے۔ ان فی خلق السماوات والأرض ... لآیات لقوم یعقلون آسمان: آسمانوں کا متعدد ہونا
۲: آسمانوں کا خالق ۱: آسمان کی خلقت ۳: آسمان کے فوائد ۹

آیات الہی: آفاقی آیات ۱۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱: افعال الہی ۱۳، ۸: حاکمیت الہی ۱۴: اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۱۳، ۱: خدا شناسی کے دلائل ۱۹: اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے دلائل ۵، ۳، ۳: اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کے دلائل ۵، ۳، ۳: اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کو درک کرنے کی بنیاد ۲۱: رحیمیت کو درک کرنے کی بنیاد ۲۱: رحمت الہی کے مظاہر ۱۰، ۴، ۶، ۱۳، ۱۵، ۱۶

انسان: انسان کے فائدے اور منافع ۶

ایجادات: ایجادات کا سرچشمہ ۷

ایمان: توحید پر ایمان کی بنیاد ۲۱، ۱۹: اللہ تعالیٰ کی رحمانیت پر ایمان کی بنیاد ۱۹: اللہ تعالیٰ کی رحیمیت پر ایمان کی بنیاد ۱۹

بادل: بارش برسانے والے بادل ۱۶: بادلوں کی تسخیر ۱۷

بارش: بارش کے فوائد ۱۲، ۱۰: بارش کا منبع ۸

پانی: پانی کا منبع ۹

پودے: پودوں کا اگنا ۱۱

تعقل: تعقل کی اہمیت ۲۱؛ خلقت میں تعقل ۱۹، ۲۰؛ موجودات کی خلقت میں تعقل ۲۱؛ خلقت میں تعقل کا فلسفہ ۲۱؛
تعقل نہ کرنے کی علامتیں ۲۰

توحید: توحید کے دلائل ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۱۵، ۱۶؛ توحید افعالی کے دلائل ۱۸

خلقت: عالم خلقت کا خالق ۱، ۱۸؛ عالم خلقت میں تبدیلیوں کا سرچشمہ ۷؛ عالم خلقت کا نظام ۱۸، ۲۰؛ عالم خلقت کا
 باہدف ہونا ۱۸؛ عالم خلقت کے اجزاء کی ہم آہنگی ۱۸، ۲۰
 دلیل نظم: ۱۸

رات:

شب و روز میں تفاوت ۵؛ شب و روز کی گردش ۳

زمین: زمین کو زندہ کرنا ۱۰; زمین کا خالق ۱; زمین کی تخلیق ۳; مردہ زمین ۱۱; زمین کی زندگی کے اسباب ۱۲; زمین کی زندگی کا معیار ۱۱; زمین کی زندگی کا منبع ۱۳

شُرک: شرک کے عوامل ۲۰

کشتی: کشتی کی سمندر میں حرکت ۶؛ کشتیاں چلانے کے فوائد ۶

متحرک موجودات: متحرک موجودات کی انواع و اقسام ۱۳؛ متحرک موجودات کی پیدائش کا منبع ۱۲، ۱۳

موجودات: موجودات کی تخلیق ۱۳

ہوا: ہوا کا چلنا ۱۵

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَنْدَاداً يُحِبُّوهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرُونَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعاً وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾

لوگوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ علاوہ دوسروں کو اس کا مثل قرار دیتے ہیں اور ان سے اللہ جیسی محبت بھی کرتے ہیں جب کہ ایمان والوں کی تمام محبت خدا سے ہوتی ہے اور اے کاش ظالمین اس بات کو اس وقت دیکھ لیتے جو عذاب کو دیکھنے کے بعد سمجھیں گے کہ ساری قوت صرف اللہ کے لئے ہے اور اللہ سخت ترین عذاب کرنے والا ہے (۱۶۵)

۱۔ کچھ لوگ (مشرکین) توحید پر بہت زیادہ دلائل ہونے کے باوجود غیر خدا کو خدا تعالیٰ کی مثل، نظیر اور برابر تصور کرتے ہیں۔ لآیات لقوم یعقلون۔ و من الناس من يتخذ من دون الله انداداً "انداد" کا مفرد "ند" ہے بمعنی مثل۔

۲۔ غیر خدا کو خدا کی طرح تصور کرنا آیات الہی میں تدبر نہ کرنے کی دلیل و علامت ہے۔ لآیات لقوم یعقلون۔ و من الناس من يتخذ من دون الله انداداً

۳۔ اللہ تعالیٰ بے مثل و مثال اور بے ہمتا حقیقت ہے۔ و من الناس من يتخذ من دون الله انداداً

۴۔ مشرکین جھوٹے خداؤں سے انس و محبت اور تعلق رکھتے ہیں۔ یحبونهم

۵۔ مشرکین خیالی معبودوں سے انس و محبت کرنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ سے بھی محبت کرتے ہیں۔ یحبونهم کحب الله

یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "حب" کا اضافہ مفعول کی طرف ہوا ہو اور اس کا فاعل ضمیر محذوف ہو جو "من الناس" کی طرف لوٹتی ہو یعنی کحبهم الله۔

۶۔ مشرکین کی خیالی معبودوں سے محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے ہم وزن و برابر ہے۔

يحبونهم كحُب الله

۷۔ موحد مومنین کے نزدیک اللہ تعالیٰ عالم ہستی کی محبوب ترین حقیقت ہے۔ والذین آمنوا اشد حباً للہ

آیہ مجیدہ کے ابتدائی حصے اور ماقبل آیات کی روشنی میں "الذین آمنوا" سے مراد وہ توحید پرست ہیں جو فقط اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرتے ہیں کسی چیز یا شخص کو اللہ تعالیٰ کی مثل و مانند نہیں سمجھتے۔ "اشد" افعَل تفضیل ہے جس کا مفضل علیہ ذکر نہیں ہوا تا کہ ہر چیز اور ہر شخص کو شامل ہو جائے۔

۸۔ انس و محبت اور عشق و دوستی کے بالا ترین مرحلہ کے لئے انتہائی مناسب اور موزوں حقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ والذین آمنوا اشد حباً للہ

۹۔ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ غیر خدا کی محبت و دوستی بے ایمانی کی علامت ہے۔ والذین آمنوا اشد حباً للہ

۱۰۔ احساسات و جذبات کا رابطہ اعتقادات و یقین کے ساتھ ہے۔ و من الناس من يتخذ من دون الله انداداً يحبونهم ... والذین آمنوا اشد حباً للہ

۱۱۔ تمام تر قدرتوں اور قوتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے کوئی شخص اور نہ ہی کوئی چیز اسکے علاوہ قدرت و طاقت نہیں رکھتی۔ ان القوة للہ جميعاً

۱۲۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا عذاب شدید ہوگا۔ و ان الله شديد العذاب

۱۳۔ مشرکین قیامت کے دن عذاب الہی میں مبتلا ہوں گے اور اس کو شدید عذاب پائیں گے۔ الذین ظلموا إذ يرون العذاب ... ان الله شديد العذاب

۱۴۔ ظالمین اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت سے غافل ہیں۔ و لو يرى الذین ظلموا ... ان القوة للہ جميعاً

۱۵۔ ظالمین روز قیامت شدید عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ و لو يرى الذین ظلموا ... وان الله شديد العذاب

۱۶۔ مشرکین جب عذاب الہی میں مبتلا ہوں گے تو یقین کر لیں گے کہ قدرت و قوت فقط اللہ تعالیٰ میں منحصر ہے۔

و لو يرى الذین ظلموا إذ يرون العذاب ان القوة للہ جميعاً "إذ يرون"، "یري" کے لئے مفعول ہے "ان القوة..." فعل مقدر کے ساتھ جواب شرط ہے گویا مطلب یوں ہے "لو یري... لعلوا ان القوة للہ جميعاً" اگر مشرکین آج دیکھ لیتے اس دن کو جب قیامت کے عذاب میں مبتلا ہوں گے تو یقیناً جان لیتے کہ تمام تر

قدرتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

۱۷۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا مثل و مثال تصور کرتے ہیں ظالمین میں سے ہیں۔ و لو یری الذین ظلموا

"الذین ظلموا" سے مراد مشرکین ہیں۔ مشرکین کے لئے "الذین ظلموا" کی تعبیر لانا اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ شرک اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کے حق میں ظلم و تجاوز ہے (لازم ہے کہ اسی کو واحد و یکتا جانا جائے)۔

۱۸۔ مشرکین جھوٹے خداؤں کو صاحب قدرت تصور کرتے ہیں۔ و لو یری الذین ظلموا إذ یرون العذاب ان القوة لله جميعاً وہ لوگ جو غیر خدا کو خداوند متعال کی طرح سمجھتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور یہ کہ قوت صرف اسی کی ذات اقدس میں منحصر ہے کو بیان کرنا اس خاطر ہے کہ مشرکین اس وہم و گمان کی بنا پر کہ ان کے معبود بھی صاحب قدرت ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرح تصور کرتے ہیں اور اسی بنا پر ان سے محبت کرتے ہیں۔

۱۹۔ جھوٹے معبودوں کو صاحب قدرت خیال کرنا مشرکین کی ان سے محبت کا سبب ہے۔ یحبونهم کحب الله ... و لو یری الذین ظلموا ... ان القوة لله جميعاً

۲۰۔ قدرت و قوت کی جاذبیت محبت کو جذب کرنے میں مؤثر ہوتی ہے۔ یحبونهم کحب الله ... و لو یری الذین ظلموا ... ان القوة لله جميعاً

۲۱۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت پر یقین دلوں میں اسکی محبت پیدا کرنے کا سبب ہے۔ والذین آمنوا اشد حبا لله ... ان القوة لله جميعاً

۲۲۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو نہ پہچاننا اور اسکے غیر کو صاحب قدرت تصور کرنا شرک کے اسباب و عوامل میں سے ہے۔ و من الناس من یتخذ من دون الله انداداً ... ان القوة لله جميعاً

۲۳۔ بعض انسان (مشرکین) اپنے بڑوں اور بزرگوں کو قدرت و طاقت میں اللہ تعالیٰ کی طرح سمجھتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کے برابر اور ہم وزن خیال کرتے ہیں۔ و من الناس من یتخذ من دون الله انداداً یحبونهم کحب الله

بعد والی آیت مشرکین کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے ایک سرداران شرک اور دوسرے ان کے پیروکار۔ اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ "من الناس" سے مراد پیروکار مشرکین اور "انداد" سے مراد ان کے سردار ہیں اور ضمیر "ہم"، "انداد" کی طرف لوٹتی ہے جو اس احتمال کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ یہ ضمیر انسانوں اور صاحب عقل و شعور مخلوقات کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

۲۳۔ قیامت کا دن اللہ تعالیٰ کی مطلق (لامحدود)

قدرت کے ظہور کا دن ہے اور یہ کہ غیر خدا کے پاس کوئی قدرت و طاقت نہیں ہے اس سے آگاہی کا دن ہے۔

إذ يرون العذاب ان القوة لله جميعاً

اسماء اور صفات: جمالی صفات ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱۶، ۱۱، ۸، ۳؛ اللہ تعالیٰ کا بے مثل و مثال ہونا ۳؛ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱۲؛

آخرت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت ۲۳؛ قدرت الہی ۱۱، ۱۶

اللہ تعالیٰ کے محب و عاشق: ۴

احساسات و جذبات: احساسات اور عقیدہ ۱۰

ایمان: اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان کے اثرات و نتائج ۲۱؛ بے ایمانی کی علامتیں ۹

باطل معبود: باطل معبودوں کی قدرت ۱۸

تعقل: عدم تعقل کی علامتیں ۲

توحید: توحید ذاتی ۳

جہالت: جہالت کے نتائج و اثرات ۲۲؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہالت ۲۲

رحمانات و محبتیں: اللہ تعالیٰ سے محبت ۸، ۶، ۵، ۲۳، ۹؛ طاقتور رہبروں سے محبت ۲۳؛ غیر خدا سے محبت ۲۳، ۹؛ باطل

معبودوں سے محبت ۶، ۵، ۳؛ اللہ تعالیٰ سے محبت کے عوامل ۲۱؛ باطل معبودوں سے محبت کے عوامل ۱۹

شرک: شرک کے اثرات و نتائج ۲؛ شرک کا ظلم ۱۴؛ شرک کے عوامل ۲۲

ظالمین: ۱۴

ظالمین اور قدرت الہی ۱۳؛ ظالمین کو اخروی عذاب ۱۵؛ ظالمین کی غفلت ۱۳

عذاب: شدید عذاب ۱۵، ۱۳، ۱۲؛ عذاب کے درجات ۱۵، ۱۳، ۱۲

عقیدہ: باطل عقیدہ ۱۸

عوام: مشرک عوام ۱، ۲۳

غفلت: اللہ تعالیٰ کی قدرت سے غفلت ۱۳

قدرت: قدرت کے نتائج و اثرات ۱۹، ۲۰؛ غیر خدا کی قدرت ۲۲؛ قدرت کا منبع ۱۱

قیامت: قیامت میں حقائق کا ظہور ۲۳

مشرکین: مشرکین کو اضروری عذاب ۱۳؛ مشرکین کا عقیدہ ۱۸، ۱۹، ۲۳؛ مشرکین کی محبتیں ۶، ۵، ۴؛ مشرکین اور قدرت الہی ۱۶؛ مشرکین اور باطل معبود ۱۸، ۱۹؛ مشرکین کا عذاب سے سامنا ۱۶
مومنین: مومنین کا انس و محبت ۷؛ مومنین کے محبوب ۷

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾

اس وقت جبکہ پیر اپنے مریدوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور سب کچھ سامنے عذاب ہوگا اور تمام وسائل منقطع ہو چکے ہوں گے (۱۶۶)

۱۔ مشرکین کی تقسیم سرداران شرک اور ان کے پیروکاروں میں۔ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا
۲۔ مشرکین (سردار اور ان کے پیروکار) عذاب قیامت میں مبتلا ہوں گے۔ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ "راوا العذاب" کی ضمیر فاعلی ظاہراً دونوں گروہوں (سردار اور ان کے پیروکار) کی طرف لوٹتی ہے۔ ماقبل اور ما بعد والی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ "تبري" کے لئے ظرف روز قیامت ہے۔ بنا بریں "العذاب" سے مراد عذاب قیامت ہے۔

۳۔ سرداران شرک جب عذاب قیامت کا سامنا کریں گے تو اپنے پیروکاروں سے دوری اور بیزاری اختیار کریں گے۔
إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ جملہ "ورأوا العذاب" حالیہ ہے یعنی سرداران شرک کی اپنے پیروکاروں سے دوری و بیزاری اس حالت میں ہوگی جب عذاب کا سامنا کریں گے۔

۳۔ مشرکین (سرداران شرک اور ان کے پیروکار) کے لئے عذاب قیامت سے نجات کی خاطر کوئی وسیلہ نہیں ہے۔
تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ "بہم"، "الاسباب" کے لئے قید ہے اور اس میں "بائی"، "ملا بسہ" کے معنی میں ہے پس جملہ "تَقَطَّعَتْ..." کا معنی یوں ہے

(درآں حالیکہ) ان کے پاس جو وسائل و اسباب تھے وہ سب کے سب ٹوٹ چکے ہوں گے اور نابود ہو جائیں گے "الاسباب" سے ممکن ہے عذاب سے نجات کے اسباب مراد ہوں یا مراد وہ اسباب ہوں جو سردار اور ان کے پیروکاروں کو ایک دوسرے سے جوڑتے ہوں۔ مذکورہ بالا مطلب پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

۵۔ قیامت کا دن پیروکار مشرکین کے لئے ان کے پیشواؤں اور بزرگوں کی گمراہی سے آگاہی کا دن ہے۔ اِذ تَبَرَأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

۶۔ الہی فرامین کے مقابل باطل قوتوں کی پیروی شرک ہے۔ *وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ اُنْدَادًا يُحِبُّوهُمْ ... اِذ تَبَرَأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

۷۔ گمراہ قائدین اور پیشواؤں کا عوام کی گمراہی میں بہت بنیادی کردار ہے۔ اِذ تَبَرَأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

۸۔ قیامت کے دن سردار ان شرک اور ان کے پیروکاروں کے مابین دوستی و ارتباط کے تمام وسائل و اسباب نابود ہو جائیں گے۔ و تَقَطَّعَتْ بِهِمُ السَّبَابُ يَهْمُ السَّبَابُ اس بنا پر ہے کہ "الاسباب" سے مراد سرداروں اور پیروکاروں کے مابین دوستی و پیوند کے اسباب ہوں۔

۹۔ باطل کی بنیاد پر انسانوں کی دوستیاں اور اطاعت قیامت کے دن دشمنی اور اختلاف میں تبدیل ہو جائیں گی۔ اِذ تَبَرَأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

۱۰۔ دوستی اور اطاعت کا آپس میں گہرا رابطہ ہے۔ يُحِبُّوهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ... اِذ تَبَرَأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

ما قبل آیت میں پیشواؤں اور پیروکاروں کے مابین ارتباط کی بنیاد محبت اور دوستی کو قرار دیا گیا ہے۔ البتہ اگر "انداد" سے مراد سردار و پیشوا ہوں تو آیت نے پیشواؤں اور پیروکاروں کے مابین رابطے کو تابع اور متبوع (جسکی اتباع کی جائے) کا رابطہ قرار دیا ہے پس یہ اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ محبت اور اطاعت ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں یعنی جہاں محبت ہے وہاں اطاعت بھی ہے۔

۱۱۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اذا كان يوم القيامة ... ياتى النداء من عند الله عزوجل الا من تعلق بامام فى دار الدنيا فليتبعه الى حيث يذهب
فحينئذ يتبرء الذين اتبعوا من الذين اتبعوا وراوا العذاب و تقطعت بهم الاسباب" (۱)

جب قیامت برپا ہوگی تو... رب ذو الجلال کی جانب سے صدا آئے گی جو کوئی دنیا میں جس پیشوا سے وابستہ تھا جہاں اسکا
پیشوا جائے تو وہ بھی اسی کے پیچھے جائے اس وقت گمراہ پیشوا اپنے پیروکاروں سے بیزاری اختیار کریں گے۔ وہ لوگ
عذاب الہی کا سامنا کریں گے اور ان کے تمام تر اسباب ٹوٹ جائیں گے...

اختلاف: آخرت میں اختلاف کے اسباب ۹

اظہار برائت کرنا: پیروکار مشرکین سے اظہار برائت ۳

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی سے منہ موڑنا ۶

تقلید: باطل تقلید کے نتائج ۹

دشمنی: آخرت میں دشمنی کے اسباب ۹

دوستی: باطل دوستی کے نتائج ۹; دوستی اور اطاعت ۱۰

روایت: ۱۱

شرک: شرک کے موارد ۶

عذاب: اخروی عذاب سے نجات ۳

قائدین: گمراہ قائدین کا گمراہ کرنا ۷; گمراہی کے پیشوا قیامت میں ۱۱

قدرت: باطل قوت و قدرت کی اتباع ۶

قیامت: قیامت میں حقیقتوں کا ظہور ۵; قیامت میں اسباب کا منقطع ہونا ۸; قیامت میں روابط کا منقطع ہونا ۸; قیامت

میں محبتوں کا منقطع ہونا ۸

لوگ: لوگوں کی گمراہی کے عوامل ۷

مشرکین: پیروکار مشرکین کی آگاہی ۵; مشرکین پیشواؤں کا اظہار برائت ۳; مشرکین کے پیشوا ۱; مشرکین کے قائدین قیامت

میں ۸، ۳، ۲; مشرکین کو اخروی

(۱) امالی شیخ طوسی ص ۶۱، نور الثقلین ج ۱ / ص ۱۵۰ ح ۴۸۵۔

عذاب ۲، ۳؛ پیروکار مشرکین کو عذاب ۳؛ مشرک قاندين کی گمراہی ۵؛ پیروکار مشرکین ۱؛ پیروکار مشرکین قیامت میں ۸، ۵، ۲؛ مشرکین کا عذاب سے سامنا کرنا ۳

معاشرہ: معاشرے کو پہنچنے والے نقصان کی شناخت ۷

معاشرتی طبقات: ۱

وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّؤُوا مِنَّا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ

بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾

اور مرید بھی یہ کہیں گے کہاے کاش ہم نے ان سے اسی بیزاری اختیار کی ہوتی جس طرح یہ آج ہم سے نفرت کر رہے ہیں۔ خدا ان سب کے اعمال کو اسی طرح حسرت بنا کر پیش کرے گا اور ان میں سے کوئی نہجہنم سے نکلنے والا نہیں ہے (۱۶۷) ۱۔ پیروکار مشرکین میدان حشر میں دنیا کی طرف لوٹنے کی خواہش کریں گے تاکہ اپنے پیشواؤں سے اظہار برائت کریں اور ان کی مخالفت کریں۔ و قال الذين اتبعوا لو ان لنا كرامة فنتبرأ منهم "کر" کا معنی رجوع ہے اور "کرۃ" کا معنی ہے ایک بار رجوع کرنا اور اس سے مراد دنیا کی طرف بازگشت ہے بنا برائیں "لو ان لنا کمرۃ" یعنی اے کاش ہم ایک مرتبہ دنیا کی طرف لوٹائے جائیں۔

۲۔ میدان حشر میں پیروکار مشرکین اپنے مشرک پیشواؤں کی دوستی اور دنیا میں ان کی اطاعت سے اظہار پشیمانی کریں گے۔ و قال الذين اتبعوا لو ان لنا كرامة فنتبرأ منهم

۳۔ قیامت کے دن مشرک پیروکاروں کی شرک اختیار کرنے اور مشرک قاندين کی اطاعت کرنے سے ندامت کوئی نتیجہ نہ دے گی اور نہ ہی انہیں نجات دلائے گی۔ و قال الذين اتبعوا لو ان لنا كرامة فنتبرأ منهم

اگر قیامت میں ان کی نجات میں شرک اور... سے ندامت مؤثر ہوتی تو مشرکین دنیا کی طرف بازگشت کی تمنا نہ کرتے۔

۳۔ مشرک پیروکاروں کا اپنے مشرک قاندين سے اظہار برائت کے لئے تیار ہونا حق و حقیقت کی تلاش و جستجو کے لئے نہ ہوگا بلکہ جذبہ انتقام کی خاطر ہوگا۔

فنتبرأ منهم كما تبرأوا منا "کما تبرأوا منا..." (چونکہ انہوں نے ہم سے بیزاری کی ہے) یہ جملہ پیروکار مشرکین کے اظہار برائت کے محرک کو بیان کر رہا ہے۔

۵۔ قیامت کے دن انسانوں میں جذبہ انتقام ہوگا۔ فنتبرأ منهم كما تبرأوا منا

- ۶۔ قیامت میں انسانوں کی نفسیاتی کیفیات اور احساسات بھی ہوں گے۔ لو ان لنا کثرة فنتبرا منهم کما تبرا و منا
- ۷۔ قیامت کے میدان میں پیروکار مشرکین شرک اختیار کرنے اور مشرک رہبروں کی اطاعت سے حسرت و پشیمانی اور غم و اندوہ کا اظہار کریں گے۔ کذلک یربہم اللہ اعمالہم حسرات علیہم
- ۸۔ قیامت کا منظر دنیاوی اعمال اور ان کے نتائج کے مشاہدے کا میدان ہے۔ کذلک یربہم اللہ اعمالہم حسرات "یری" کا فعل ممکن ہے "رویت" سے ہے جو آنکھوں سے دیکھنے کے معنی میں ہے اس بنا پر اس جملہ "کذلک..." کا معنی یہ بنتا ہے اللہ تعالیٰ مشرکین کو انکے اعمال (یا ان اعمال کے نتائج) دکھائے گا۔
- ۹۔ دنیا میں انسان کے بُرے اور ناقابل قبول اعمال قیامت میں حسرت و ندامت اور غم و اندوہ کا باعث بنیں گے۔ کذلک یربہم اللہ اعمالہم حسرات علیہم
- ۱۰۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے میدان میں انسان کو اسکے دنیاوی اعمال کا مشاہدہ کرائے گا۔ کذلک یربہم اللہ اعمالہم
- ۱۱۔ انسانوں کے برے اعمال قیامت میں مجسم حسرت کی صورت میں ان کے مقابل ہوں گے۔ کذلک یربہم اللہ اعمالہم حسرات علیہم یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "یری" کا معنی قلبی مشاہدہ ہو اس صورت میں "حسرات"، "یری" کے لئے تیسرا مفعول ہوگا اور جملے کا معنی یہ ہوگا اللہ تعالیٰ مشرکوں کے اعمال کو حسرتوں کی صورت میں ان کے سامنے جلوہ نما کرے گا۔
- ۱۲۔ شرک اختیار کرنا، مشرک رہبروں کی محبت اور پیروی کرنا یہ اعمال پیروکار مشرکین کے لئے عالم آخرت میں حسرت و اندوہ کا باعث ہوں گے۔ کذلک یربہم اللہ اعمالہم حسرات علیہم
- ۱۳۔ مشرکین (قائدین اور پیروکار) آتش جہنم میں مبتلا ہوں گے اور ہمیشہ وہیں رہیں گے۔ و ما ہم بخارجین من النار
- ۱۳۔ عالم آخرت سے دنیا کی طرف بازگشت کی آرزو بے معنی اور بے ہودہ آرزو ہے جو ہرگز پوری نہ ہوگی۔
- لو ان لنا کثرة ... و ما ہم بخارجین من النار

یہ جملہ "وما ہم بخارجین..." در حقیقت مشرکین کی دنیا کی طرف بازگشت کی آرزو کا جواب ہے۔ یہ جملہ بیان کر رہا ہے کہ وہ لوگ نہ فقط واپس نہ لوٹیں گے بلکہ انہیں آتش جہنم سے رہائی بھی نہ ملے گی۔

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام "کذلک یرثہم اللہ اعمالہم حسرات علیہم" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے "هو الرجل يدع المال لا ينفقه في طاعة الله بخلاً ثم يموت فيدعه لمن هو يعمل في طاعة الله او في معصيته فان عمل به في طاعة الله راه في ميزان غيره فزاده حسرة و قد كان المال له و ان كان عمل به في معصية الله قواه بذلك المال حتى عمل به في معصية الله" (۱) اس سے مراد وہ شخص ہے جو دنیا میں مال چھوڑ جاتا ہے اور بخل کی وجہ سے اللہ کی اطاعت میں اسے خرچ نہیں کرتا وہ مرجاتا ہے اور پھر یہ مال اللہ کی اطاعت یا معصیت کی راہ میں خرچ ہوتا ہے پس اگر یہ مال خدا کی راہ میں خرچ ہوا تو یہ شخص اس کو دوسروں کے نامہ اعمال میں دیکھے گا اور اس کی حسرت میں اضافہ ہوگا کیونکہ یہ مال اس کی ملکیت تھا اور اگر یہ مال اللہ تعالیٰ کی معصیت کی راہ میں خرچ ہوگا تو اس نے اس مال سے گناہ گار کی تقویت کی تاکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر سکے۔

۱۶۔ منصور حازم کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام سے اس آیت "و ما ہم بخارجین من النار" کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "اعداء علی علیہ السلام هم المخلدون فی النار ابد الابدين و دهر الداهرين" (۲)

ان سے مراد علی علیہ السلام کے دشمن ہیں جو جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔
آرزو: دنیا کی طرف بازگشت کی آرزو ۱۳، ۱؛ باطل آرزو ۱۳

اطاعت: مشرک قائدین کی اطاعت ۱۲، ۴، ۳، ۲

اظہار برائت: مشرک رہبروں سے اظہار برائت ۳، ۱

اللہ تعالیٰ: افعال الہی ۱۰

امام علی علیہ السلام: علی علیہ السلام کے دشمنوں کا انجام ۱۶

انسان: آخرت میں انسانی احساسات ۶؛ آخرت میں انسانوں کا جذبہ انتقام ۵؛ انسان کی آخرت میں حسرت ۱۱؛ قیامت میں انسانوں کا عمل ۱۰

(۱) کافی ج/ ۴ ص ۴۲ ح ۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۵۱ ح ۴۸۹۔

(۲) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۷۳ ح ۱۴۵، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۵۱ ح ۴۸۸۔

اہل جہنم: ۱۶، ۱۳

پشیمانی: بے نتیجہ پشیمانی ۳

جذبہ محرکہ: جذبہ محرکہ کے عوامل ۳

جہنم: آتش جہنم ۱۳؛ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ۱۶؛ جہنم میں ہمیشگی ۱۳

حسرت: اخروی حسرت کے عوامل ۱۵

دشمنی: مشرکین قانڈین سے دشمنی ۱

دوستی: مشرکین قانڈین سے دوستی کے نتائج ۲؛ ناپسندیدہ دوستی ۲

رحمانات اور محبتیں: مشرک قانڈین سے محبت کے نتائج ۱۲

روایت: ۱۶، ۱۵

شرک: شرک کے نتائج و اثرات ۱۲

عذاب: اہل عذاب ۱۳

عمل: عمل کے اخروی نتائج ۸؛ ناپسندیدہ عمل کے اخروی نتائج ۱۱؛ ناپسندیدہ عمل کے نتائج ۹

قیامت: قیامت میں جذبات و احساسات ۶؛ قیامت میں جذبہ انتقام ۵؛ قیامت میں عمل کا مجسم ہونا ۸، ۱۱؛ قیامت میں

حقیقتوں کا ظہور ۸؛ قیامت میں اندوہ کئے عوامل ۹، ۱۲، ۴؛ قیامت میں حسرت کئے عوامل ۱۲، ۱۱، ۹، ۴؛ قیامت کی

خصوصیات ۸

مال: گناہ میں مال کا استعمال ۱۵

مشرکین: مشرکین کی اخروی آرزو ۱؛ پیروکار مشرکین کا جذبہ انتقام ۳؛ مشرکین کا اندوہ ۴؛ پیروکار مشرکین کا اخروی اندوہ

۱۲؛ مشرکین کی اخروی پشیمانی ۲، ۳؛ مشرکین کی اخروی حسرت ۴؛ پیروکار مشرکین کی حسرت ۱۲؛ مشرک قانڈین جہنم میں

۱۳؛ مشرکین کو اخروی عذاب ۱۳؛ مشرک قانڈین کو عذاب ۱۳؛ پیروکار مشرکین کو عذاب ۱۳؛ پیروکار مشرکین جہنم میں ۱۳؛

پیروکار مشرکین قیامت میں ۱، ۲، ۳، ۴

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿١٦٨﴾

اے انسانو میں جو کچھ بھی حلال و طیب ہے اسے استعمال کرو اور شیطانى اقدامات کا اتباع نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے (۱۶۸)

۱۔ زمین کی پیداوار سے کھانا اور استفادہ کرنا جائز ہے اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے۔ کَلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا "کَلُوا" کا مصدر "اکل" ہے جس کا معنی کھانا ہے۔ بہت سے موارد میں "مجاز شامل" کے طور پر استعمال ہوتا ہے جس کا معنی مطلق تصرف یا استفادہ کرنا ہے اور کھانا بھی اسی میں شامل ہے۔

۲۔ تمام انسان قرآن حکیم کے مخاطب ہیں اور ان کو دعوت دی گئی ہے کہ اس کے احکام کا خیال رکھیں۔
يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا

۳۔ زمین کی پیداوار سے کھانے اور استفادہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نصیحت میں بنیادی شرائط یہ ہیں کہ پاکیزہ، طبیعت کے موافق اور حلال ہو۔ کَلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا اس مطلب میں "حلالاً" اور "طیباً"، "ما" کے لئے حال ہے، طیب اپنے موارد استعمال کے اعتبار سے خوب، اچھا کا معنی دیتا ہے لہذا ہر جملے میں اس کی تفسیر اس حکم کے مناسب کی جائیگی جو اس جملے میں موجود ہے۔

۳۔ زمینی پیداوار اور وسائل سے استفادہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حلال اور اچھی چیز کا انتخاب کیا جائے۔
کَلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا اس مطلب میں "حلالاً" اور "طیباً" کو محذوف مفعول مطلق کی صفت قرار دیا گیا ہے یعنی کَلُوا... اکلًا حلالاً طیباً پس یہ دو قید اس لئے بیان ہوئیں ہیں کہ استفادے کی نوعیت بیان کریں۔

۵۔ زمین سے پیدا ہونے والی غذاؤں میں حفظان صحت کے اصول کی مراعات کرنا ضروری ہے۔ کَلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا

۶۔ زمین کے وسائل سے استفادہ کرنا تمام انسانوں کا حق ہے۔ یہ کسی گروہ یا امت مسلمان وغیرہ سے مختص نہیں ہے۔ یا
يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا

۷۔ انسان بے ہودہ اور بے بنیاد بہانوں (زہد، قبائلی رسومات وغیرہ وغیرہ) کی بنا پر زمین کی نعمتوں اور وسائل سے خود کو محروم نہ کریں۔

کَلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا

"کلوا" کا حکم اگرچہ مفسرین کی نظر میں مباح کے لئے ہے نہ کہ وجوب کے لئے۔ تاہم مباح کو بیان کرنے کے لئے امر کا صیغہ استعمال کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ متکلم ترغیب دلا رہا ہے اور ان چیزوں سے اجتناب یا پرہیز کو ٹھیک نہیں سمجھتا۔

۸۔ شیطان کی پیروی سے اجتناب ضروری ہے۔ و لا تتبعوا خطوات الشیطان

۹۔ شیطان انسانوں کا بہت واضح دشمن ہے۔ انہ لکم عدو مبین

۱۰۔ شیطان مکار، فریب دینے والا اور دغا باز موجود ہے جبکہ انسان اس کے اثرات کو قبول کرنے والا ہے۔

و لا تتبعوا خطوات الشیطان

۱۱۔ شیطان انسانوں کو مرحلہ بہ مرحلہ، قدم بہ قدم زوال اور انحراف کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔ و لا تتبعوا خطوات الشیطان "خطوات" کی مفرد "خطوة" ہے جس کا معنی قدم ہے آیہ مجیدہ میں اس سے مراد وہ راستہ ہے جو شیطان نے انسان کے لئے معین کیا ہے خطوات کو جمع استعمال کرنا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو منحرف کرنے کے لئے شیطان کے پاس مختلف راستے ہیں یا اس سے مراد یہ ہو سکتا ہے کہ شیطان انسان کو قدم بہ قدم، گام بہ گام تباہی و زوال کی طرف لے جاتا ہے۔

۱۲۔ انسانوں کو منحرف کرنے کے لئے شیطان مختلف راہوں سے استفادہ کرتا ہے۔ و لا تتبعوا خطوات الشیطان

۱۳۔ زمین کی نعمتوں اور وسائل کو اپنے لئے حرام قرار دینا شیطان کی پیروی ہے۔ کلوا مما فی الأرض ... و لا تتبعوا خطوات الشیطان وسائل و امکانات سے استفادہ کرنے اور حرام و پلیدیوں سے پرہیز کی نصیحت کرنے کے بعد شیطان کی پیروی سے منع کرنا اس مطلب کو بیان کر رہا ہے کہ وسائل و نعمات سے استفادہ نہ کرنا اور حرام و پلیدیوں سے نہ بچنا ایک طرح سے شیطان کی پیروی ہے۔

۱۴۔ محرّمات اور ناپاک و پلید اشیاء سے فائدہ اٹھانا شیطان کی پیروی کرنا ہے۔ کلوا مما فی الأرض حلالاً طیباً و لا تتبعوا خطوات الشیطان

۱۵۔ انسان کی فطری ضروریات اسکے انحراف اور شیطان کے دام اور چنگل میں پھنسنے کی زمین کو فراہم کرتی ہیں۔

کلوا مما فی الأرض حلالاً طیباً و لا تتبعوا خطوات الشیطان

۱۶۔ لوگوں کو حرام اور ناپاک و پلید اشیاء سے استفادہ پر آمادہ کرنا اور حلال نعمتوں سے روکنا انسان کے ساتھ شیطان کی

دشمنی کا ایک جلوہ ہے۔ کلوا مما فی الأرض حلالاً طیباً و لا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو

۱۷۔ دشمنوں اور ان کی خواہشات کی پیروی سے پرہیز ضروری ہے۔

ولا تتبعوا خطوات الشيطان انه لكم عدو مبين شیطان کی انسان سے دشمنی اس بات کی دلیل ہے کہ اسکی اتباع سے اجتناب کیا جائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی یا جو چیز بھی انسان کی دشمن ہو اسکی پیروی سے اجتناب کرے۔

۱۸۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا "ان من خطوات الشيطان الحلف بالطلاق والنذور في المعاصي وكل يعين بغير الله ^(۱)"

زوجہ کی طلاق کی قسم کھانا، گناہوں پر نذر کرنا اور اللہ کے علاوہ ہر قسم کھانا یہ شیطان کے قدموں میں سے ہے۔
احکام: ۱

اطاعت: دشمنوں کی اطاعت ۱۷؛ شیطان کی اطاعت ۱۳، ۱۳، ۸؛ ناپسندیدہ اطاعت ۸
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۱

انحراف: انحراف کا مرحلہ بہ مرحلہ ہونا ۱۱؛ انحراف کی زمین آمادہ ہونا ۱۵؛ انحراف کے عوامل ۱۱، ۱۲
انسان: انسان کا مکاری و فریب کے دام میں پھنسنا ۱۰؛ انسانوں کے حقوق ۶؛ انسان کے دشمن ۱۶، ۹؛ انسان کی صفات ۱۰؛ انسانوں کی ذمہ داری ۲، ۷

حقوق: استفادے کا حق ۶

خبائت و پلید چیزیں: خبیث و پلید اشیاء سے استفادہ ۱۶، ۱۳

زمین: زمین سے استفادہ ۶، ۱؛ زمین کے وسائل سے استفادہ کی شرائط ۳، ۳

زہد: ناپسندیدہ زہد ۷

روایت: ۱۸

شیطان: شیطان کی فریب کاری و دغا بازی ۱۰؛ شیطان کی مختلف راہیں ۱۲؛ شیطان کی دشمنی ۱۶، ۹؛ شیطان کے فریب کی روش ۱۱، ۱۲؛ شیطان کے تسلط کی

(۱) مجمع البیان ج ۱/ ص ۴۶۰، نور الثقلین ج ۱/ ص ۱۵۲ ح ۴۹۲۔

زمین ہموار ہونا ۱۵؛ شیطان کی صفات ۱۰؛ شیطان کے قدم ۱۸

ضروریات: ضروریات کے اثرات و نتائج ۱۵

غذائیں: پاکیزہ غذائیں ۳؛ غذاؤں سے استفادہ کی شرائط ۳

غذا کی فراہمی: غذا کی فراہمی میں حفظانِ صحت کی اہمیت ۵

قرآن کریم: قرآن کریم کے مخاطبین ۲

قسم: زوجہ کی طلاق کی قسم ۱۸

مباحات: ۱

مباحات سے استفادہ ۴؛ مباحات کو حرام قرار دینا ۱۳؛ مباحات سے ممانعت ۱۶؛

محرمات: محرمات سے استفادہ ۱۳، ۱۶

نذر: گناہ کے لیتے نذر کرنا ۱۸

وسائل و نعمات: وسائل و نعمات سے استفادہ کرنا مباح ہے ۴؛ مباح وسائل و نعمات کو حرام قرار دینا ۱۳

إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٦٩﴾

وہ بس تمہیں بد عملی اور بد کاری کا حکم دیتا ہے اور اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ خدا کے خلاف جہالت کی باتیں کرتے رہو (۱۶۹)

۱۔ شیطان اپنے وسوسوں کے ساتھ انسانوں کو برے اور مکروہ اعمال (گناہانِ صغیرہ اور کبیرہ) کی ترغیب دلاتا ہے۔

انما یامرکم بالسوء والفسحشاء "امر" کا معنی ہے حکم دینا۔ آیہ مجیدہ میں حکم اور موضوع کی مناسبت سے اس سے مراد وسوسہ و غیرہ میں ڈالنا ہے۔ "فسحشاء" ایسی برائی کو کہتے ہیں

جو حد سے بڑھی ہوئی ہو۔ اسے گناہ کبیرہ کہا جاسکتا ہے اور قرینہ مقابلہ کے ہوتے ہوئے "سوی" سے مراد گناہ صغیرہ ہے۔

۲۔ شیطان لوگوں کو ترغیب دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھیں (بدعتیں ایجاد کریں اور احکامِ دین میں تحریف کریں

(انما یامرکم ... ان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون

"قول" اپنے مشتقات کے ساتھ جب بھی "علی" کے ساتھ متعدی ہو تو "نسبت دینا اور جھوٹ باندھنا" کا معنی دیتا ہے۔

۳۔ حرام کو حلال سمجھنا اور حلال کو حرام خیال کرنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ یا ایہا الناس ... انما یامرکم ... ان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون

۴۔ ہر چیز (فعل، گفتگو، صفت وغیرہ وغیرہ) کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دینا علم و یقین کی بنیاد پر ہونا چاہیئے۔
و ان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون

۵۔ احکام دین کے بارے میں بغیر علم و آگاہی کے اظہار نظر کرنا (فتویٰ دینا) ناپسندیدہ اور حرام فعل ہے۔
و ان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون

۶۔ شیطان کا برائیوں اور بدعتوں کی طرف دعوت دینا اس کی شیطنت کا ایک جلوہ اور انسانوں کے ساتھ اسکی دشمنی کی دلیل ہے۔ انہ لکم عدو مبین ، انما یامرکم بالسوء والفحشاء و ان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون یہ جملہ "انما یامرکم..." اس جملہ "انہ لکم عدو مبین" کی دلیل ہے یعنی تم انسانوں کے ساتھ شیطان کی دشمنی کی دلیل و علامت یہ ہے کہ وہ تمہیں برائیوں کی ترغیب دلاتا ہے۔

۷۔ لوگوں کو برائیوں کی طرف دعوت دینا شیطانی فعل ہے اور انسان کے دشمنوں کی آشنائی اور شناخت کا معیار ہے۔
انہ لکم عدو مبین ، انما یامرکم بالسوء والفحشاء اگر جملہ "انما یامرکم" اس جملہ "انہ لکم عدو" کے لئے استدلال ہو تو مذکورہ بالا مطلب اس سے نکلتا ہے۔

۸۔ لوگوں کو بدعتوں کے ایجاد کرنے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے پر آمادہ کرنا شیطانی کام ہے اور انسان کے دشمنوں کی شناخت کا معیار ہے۔ انہ لکم عدو مبین ، انما یامرکم ... ان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون

۹۔ شیطان انسانوں کو شرک اختیار کرنے پر ترغیب دلاتا ہے اور مشرک قائدین کے ساتھ دوستی اور ان کی اتباع پر تشویق دلاتا ہے* و من الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً ... انما یامرکم بالسوء والفحشاء

ما قبل آیات کے قرینہ سے "سوئی" اور "فحشائی" کے مصادیق میں سے شرک اختیار کرنا اور... ہے۔

۱۰۔ بدکاریاں کرنے والے اور فحشا و پلیدیاں اختیار کرنے والے شیطان کے پیروکار ہیں۔ لا تتبعوا خطوات الشیطان ... انما یامرکم بالسوء و الفحشاء

۱۱۔ حلال اور طیب نعمتوں سے پرہیز کرنا اور پلید و حرام

غذائیں کھانا بُرے اور ناپسندیدہ افعال ہیں۔ کَلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ... انما يامرکم بالسوء والفحشاء

۱۲۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے شیطان کے پیروکار اور اس کے نمائندے ہیں۔

لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ... انما يامرکم ... ان تقولوا على الله ما لا تعلمون

احکام: ۵

اطاعت: مشرک قانڈین کی اطاعت ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دینے کی شرائط ۳

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے: ۱۲

انسان: انسان کے دشمن ۶

بدعت: بدعت کی تشویق ۸؛ بدعت کے عوامل ۶، ۲

تحریف: تحریف کے عوامل ۲

جھوٹ باندھنا: اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ۸، ۳، ۲؛ جھوٹ باندھنے پر تشویق کرنا ۸

حرام خوری: حرام خوری کا ناپسندیدہ ہونا ۱۱

خبائث اور پلیدیاں: خبائث اور پلیدیوں سے استفادہ کرنا ۱۱

دشمن شناسی: دشمن شناسی کے معیارات ۸، ۷

دوستی: مشرک قانڈین سے دوستی ۹

شرک: شرک کی تشویق کرنا ۹؛ شرک کے عوامل ۹

شیطان: شیطان کا گمراہ کرنا ۹؛ شیطان کی فریب کاری و دغا بازی ۱، ۶، ۲؛ شیطان کے پیروکار ۱۲، ۱۰؛ شیطان کی تشویقات

۱، ۲، ۹؛ شیطان کی دشمنی ۶؛ شیطان کے نمائندے ۱۲؛ شیطان کا اہم کردار ۱، ۹، ۲

طیبات: طیبات سے اجتناب ۱۱

عمل: ناپسندیدہ عمل کی دعوت ۷، ۶؛ شیطانی عمل ۸، ۷؛ ناپسندیدہ عمل ۵، ۱۱

فتویٰ دینا: بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے ۵؛ فتویٰ دینے کی شرائط ۵

فحشاء: فحشاء کا ارتکاب کرنے والا ۱۰

گناہ: گناہ کی تشویق ۱؛ گناہ کے اسباب ۱

مباحات: مباحت کو حرام قرار دینا ۳

محرمات: ۵ محرمات کو حلال قرار دینا ۳

یقین: یقین کی اہمیت ۳

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

﴿۱۷۰﴾

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے اس کا اتباع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم اس کا اتباع کریں گے جسپر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا یہ ایسا ہی کریں گے چاہے ان کے باپ دادا بے عقل ہی رہے ہوں اور ہدایت یافتہ رہے ہوں (۱۷۰)

۱۔ قرآن کریم اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ احکام کی اتباع کرنا ضروری ہے۔ اتبعوا ما انزل اللہ

۲۔ پیامبر اسلام (ص) تمام انسانوں کو قرآن کریم اور احکام الہی کی پیروی کی دعوت دینے والے ہیں۔ و اذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله

۳۔ قرآن کریم اور احکام اسلام کا الہی ہونا ان کے واجب الاتباع ہونے کی دلیل ہے۔ اتبعوا ما انزل الله

"ما انزل الله" میں "ما" سے مراد قرآن حکیم اور احکام دین ہیں ان کی پیروی کا حکم دینے کے بعد جو فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں یہ ان کے واجب الاتباع ہونے کی دلیل ہے۔

۳۔ پیامبر اسلام (ص) نے مشرکین کو احکام الہی کی پیروی کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے کہا ہم اپنے اسلاف کے آداب و اطوار اور رسوم و رواج کی اتباع کریں گے۔ و اذا قيل لهم اتبعوا ... قالوا بل نتبع ما الفينا عليه آباءنا "الفينا" کا مصدر "الفان" اسکا معنی ہے پانا۔

۵۔ پیامبر اسلام (ص) کی دعوت کو قبول نہ کرنا اور قرآن و دین کے احکام کی پیروی نہ کرنے کے عوامل میں سے ایک اپنے اسلاف کے آداب و اطوار پر انحصار کرنا اور اسی پر باقی رہنے پر اصرار کرنا ہے۔ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آبائنا

۶۔ نسلی اور قبائلی تعصبات ناپسندیدہ اور مکروہ چیز ہے جو حق کو قبول نہ کرنے کی زمین فراہم کرتے ہیں۔

و اذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا

۷۔ نسلوں کی گمراہی یا ہدایت میں اقوام کے آداب و اطوار اور رسوم اثر انداز ہوتی ہیں۔ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا

۸۔ انسانوں کو قرآن کریم اور احکام دین سے روکنے کے لئے اندھی تقلید شیطانی حیلوں اور سازشوں میں سے ہے۔ لا تتبعوا خطوات الشیطان ... و اذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا

"بل نتبع..." سے مراد اندھی تقلید ہے ماقبل آیات کی روشنی میں یہ "خطوات الشیطان" کا ایک مصداق ہے۔ اندھی تقلید کا مفہوم جملہ "و لو کان آباؤہم..." سے استفادہ ہوتا ہے۔

۹۔ زمانہ بعثت کے لوگوں کا شرک اختیار کرنا اور بعض حلال اشیاء کو حرام قرار دینا اسکی بنیاد ان کی اپنے اسلاف کی تقلید تھی۔ کلوا مما فی الأرض ... و اذا قيل لهم اتبعوا ... قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا

آیت ۱۶۵، ۱۶۸ کی روشنی میں "ما الفینا علیہ آبائنا" کے مورد نظر مصداق شرک اختیار کرنا اور بعض حلال اشیاء کو حرام جاننا ہے۔

۱۰۔ احمقوں اور ناقابل ہدایت لوگوں کی پیروی اور تقلید کرنا ناپسندیدہ اور مکروہ عمل ہے۔ او لو کان آباؤہم لا یعقلون شیئا و لا یہتدون

۱۱۔ قرآن حکیم اور احکام الہی کی اتباع کرنا عاقلانہ امر ہے۔ اتبعوا ما انزل الله ... او لو کان آباؤہم لا یعقلون شیئا و لا یہتدون قرآن حکیم اور احکام الہی کی پیروی کو ضروری قرار دینا اور پھر مشرکین کی اپنے گمراہ و احمق اسلاف کی پیروی کرنے کی روش کو غیر منطقی قرار دینا اور اس پر تنقید کرنا یہ اس مطلب کو بیان کر رہا ہے کہ قرآن حکیم اور احکام الہی کی اتباع کرنا ایک عاقلانہ معاملہ ہے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والے احکام ہدایت کرنے والے ہیں۔ و اذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله ... او لو کان آباؤہم لا یعقلون شیئا و لا یہتدون

۱۳۔ قرآن کریم نے مخالفین کو منطق و استدلال کے

ساتھ مخاطب قرار دیا ہے۔ اولوکان آباؤہم لا یعقلون شیئاً و لا یہتدون

۱۳۔ عقل کی قدر و منزلت اور اسکی پیروی۔ او لو کان آباؤہم لا یعقلون شیئاً

۱۵۔ عقل اور دین ہم جہت و ہم آہنگ ہیں۔ اتبعوا ما نازل اللہ ... او لو کان آباؤہم لا یعقلون شیئاً

۱۶۔ انسانوں کی ہدایت قبول کرنے میں عقل ایک سرمایہ ہے۔ او لو کان آباؤہم لا یعقلون شیئاً و لا یہتدون

۱۷۔ شرک اختیار کرنا حماقت کی دلیل ہے۔ او لو کان آباؤہم لا یعقلون شیئاً

۱۸۔ ہدایت یافتہ اور صاحب عقل انسانوں کی تقلید یا پیروی کرنا بے جا نہیں ہے۔ او لو کان آباؤہم لا یعقلون شیئاً و

لا یہتدون یہ جملہ "او لوکان..." بیان کر رہا ہے کہ فقط تقلید کرنے کو رد نہیں کیا جاسکتا بلکہ وہ تقلید قابل مذمت ہے جس میں وہ شخص جسکی تقلید کی گئی ہے اہل فہم و خرد اور ہدایت یافتہ نہ ہو۔

۱۹۔ اسلاف کی تقلید کرنا جاہلانہ اور غیر منطقی و تیرہ ہے۔ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا او لو کان آباؤہم لا یعقلون

احکام: احکام کا وحی ہونا ۳

اسلاف: اسلاف کی پیروی کے نتائج ۹؛ اسلاف کے آداب و رسوم کی پیروی کرنا ۵، ۳

اسلام: اسلام کی پیروی کے دلائل ۳؛ اسلام کا وحی ہونا ۳

اطاعت: شیطان کی اطاعت ۸

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) کی تعلیمات سے منہ موڑنا ۵؛ پیامبر اسلام (ص) کی دعوت ۲

تعصب: تعصب کے اثرات و نتائج ۶؛ نسلی تعصب ۶

قومی تعصب ۶؛ تعصب کا ناپسندیدہ ہونا ۶

تعقل: تعقل نہ ہونے کی علامتیں ۱۷

تقلید: اندھی تقلید کے نتائج ۸؛ احمقوں کی تقلید ۱۰؛ عقلاء کی تقلید ۱۸؛ گمراہوں کی تقلید ۱۰؛ ہدایت یافتہ

لوگوں کی تقلید ۱۸؛ اسلاف کی تقلید ۱۹؛ پسندیدہ تقلید ۱۸؛ ناپسندیدہ تقلید ۱۹، ۱۰

حق: حق قبول نہ کرنے کی زمین کا فراہم ہونا ۶

دین: دین کو پہنچنے والے نقصانات کی شناخت ۴، ۵؛ دین کی پیروی کرنے کی اہمیت ۱؛ دین کی پیروی کرنا ۲، ۱۱؛ دین سے منہ موڑنے کے عوامل ۵؛ دین کی پیروی کرنے میں موانع ۸؛ دین کا ہدایت کرنا ۱۲

راہ و روش (وتیرہ): جاہلانہ راہ و روش ۱۹

رسومات: معاشرتی رسومات کے نتائج ۹، ۷

شرک: شرک کے اثرات و نتائج ۱۷؛ شرک کی زمین ہموار ہونا ۹

عقل: عقل کی قدر و قیمت ۱۳؛ عقل کی پیروی کرنے کی اہمیت ۱۳؛ عقل کی اہمیت و کردار ۱۶؛ عقل اور دین کی ہم آہنگی ۱۵

عمل: پسندیدہ عمل ۱۱؛ ناپسندیدہ عمل ۱۰، ۶

قرآن کریم: قرآن کریم کی اتباع کرنے کی اہمیت ۱؛ قرآن کریم کی اتباع ۱۱، ۲؛ قرآن کریم کی اتباع کے دلائل ۳؛ قرآن کریم سے منہ موڑنے کے عوامل ۵؛ قرآن کریم اور مخالفین ۱۳؛ قرآن کریم کی اتباع میں موانع ۸؛ قرآن کریم کا وحی ہونا ۳

گمراہی: گمراہی کی زمین تیار ہونا ۷

مباحات: مباحات کو حرام قرار دینے پر اصرار ۹

مخالفین: مخالفین کے ساتھ منطقی برتاؤ ۱۳؛ مخالفین کے ساتھ برتاؤ کی روش ۱۳

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین ۹؛ مشرکین اور پیامبر اسلام (ص) کی دعوت ۳

ہدایت: ہدایت کی زمین آمادہ ہونا ۷؛ ہدایت کے عوامل ۱۶، ۱۲؛ ہدایت کے موانع ۸

وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعُقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءَ وَنِدَاءَ صُمُّ بُكْمٌ عُمَىٰ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٧١﴾

جو لوگ کافر ہو گئے ہیں ان کے پکارنے والے کی مثال اس شخص کی ہے جو جانوروں کو آواز دے اور جانور پکار اور آواز کے علاوہ کچھ نہ بنیں اور نہ سمجھیں۔ یہ کفار بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔ انھیں عقل سے سروکار نہیں ہے (۱۷۱)

۱۔ کفار کی مثال اس حیوان کی سی ہے جو سماعتوں کے ادراک سے عاجز و ناتوان ہے۔ و مثل الذین کفروا کمثل الذین ینعق بما لا یسمع "کا مصدر"نعق" ہے اسکا معنی وہ آواز ہے جو چرواہا بکریوں، بھیڑوں کو ہانکنے کے لئے نکالتا ہے "ما لا یسمع" سے مراد بھیڑیں وغیرہ ہیں۔ مفسرین کے مطابق آیہ مجیدہ میں ضدی اور ڈھیٹ کفار کو بھیڑوں سے اور معارف دینی کی دعوت دینے والوں کو چرواہے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بنا بریں مشبہ کا ایک جزء ذکر نہیں ہوا۔ پس تقدیر کلام یوں ہے "مثل الذین کفروا والذی یدعوهم الی الایمان کمثل الذی ..."

۲۔ انبیاء (علیہم السلام) کی دعوت سے کفار فقط چیخ و پکار اور شور و غوغا ہی سمجھتے ہیں۔ و مثل الذین کفروا کمثل الذین ینعق بما لا یسمع الا عاء و نداء مذکورہ مطلب کی روشنی میں اس جملہ "مثل الذین کفروا... الادعاء و ندائی" کا معنی یوں بنتا ہے ایمان کی دعوت دینے والوں کے حوالے سے کفار کی مثال بھیڑوں سی ہے اور دعوت دینے والے چرواہے جس طرح بھیڑیں چرواہے کے امر و نہی یا ڈانٹ ڈپٹ سے فقط شور و غوغا سمجھتی ہیں اس طرح کفار بھی انبیاء (علیہم السلام) کی دعوت سے کسی حقیقت کو درک نہیں کر پاتے۔

۳۔ قرآن کریم کے کافر حق سننے، حق گوئی اور حق دیکھنے سے ناتوان و عاجز ہیں۔ و مثل الذین کفروا ... صم بکم عمی "صم، بکم، عمی" کا بالترتیب معنی بہرہ، گونگا اور اندھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ماقبل آیت کی روشنی میں "کفروا" کا متعلق "ما انزل اللہ" ہے یعنی مثل الذین کفروا بما انزل اللہ

۳۔ دینی حقائق کے دیکھنے، سننے اور بیان کرنے کی کفار

کی ناتوانی نے انہیں دینی معارف اور قرآنی حقائق کے ادراک سے محروم کر دیا ہے۔ صم بکم عمی فہم لا یعقلون" لا یعقلون" کا مفعول "ما انزل اللہ" یعنی الہی معارف اور قرآنی حقائق ہیں۔

۵۔ انسانی حواس (سننا، دیکھنا اور...) شناخت و معرفت کے وسائل ہیں۔ صم بکم عمی فہم لا یعقلون

۶۔ کفار نے چونکہ دینی معارف و حقائق کے بارے میں سوال کرنا اور جستجو چھوڑادی ہے اس لئے ان کے ادراک سے بھی عاجز و ناتواں ہیں۔ بکم ... فہم لا یعقلون کفار کے بہرہ ہونے پر جملہ "فہم لا یعقلون" کی تفریع ممکن ہے اس مطلب کی طرف اشارہ ہو کہ حقیقت کی شناخت و معرفت کے وسائل میں ایک اس کے بارے میں سوال، جستجو اور تحقیق ہے جبکہ کفار اس وسیلہ سے بھی محروم ہیں گویا حقیقت کی تلاش کے درپے نہیں ہیں۔

۷۔ حقیقت کے بارے میں سوال اور جستجو اسکے درک کرنے کا ایک راستہ ہے۔ بکم ... فہم لا یعقلون

۸۔ دینی معارف و حقائق کے ادراک اور قبولیت سے انسان کے ادراک کی قوتوں کی قدر و منزلت کا تعین ہوتا ہے۔

صم بکم عمی فہم لا یعقلون کفار باوجود اس کے کہ سننے اور... کی صلاحیت رکھتے ہیں انہیں بہرہ، گونگا اور اندھا قرار دینا ہو سکتا ہے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہو کہ انسانی ادراک کی قوتیں اگر دینی معارف کو سمجھنے کا وسیلہ قرار نہ پائیں تو گویا در حقیقت ان کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے اور بالکل قیمت نہیں رکھتا۔

۹۔ مذکورہ بالا آیت کے بارے میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔

"مثل الذین کفروا فی دعائک ایاہم ای مثل الداعی لہم الی الایمان کمثل الناعق فی دعائہ المنعوق بہ من البہائم الی لا تفہم و انما تسمع الصوت فکما ان الانعام لا یحصل لہا من دعاء الراعی الا السماع دون تفہم المعنی فکذلک

الکفار لا یحصل لہم من دعائک ایاہم الی الایمان الا السماع دون تفہم المعنی" (۱)

اے رسول (ص) ان کفار کو دعوت دینے میں تیری مثال چرواہے کی سی ہے جو بھیڑوں کو بلاتا ہے اور وہ نہیں سمجھتیں کہ چرواہا کیا کہہ رہا ہے وہ فقط شور و غوغا سنتی ہیں۔ پس جس طرح بھیڑیں چرواہے کی فقط آواز سنتی ہے اور کوئی معنی درک نہیں کرتیں اس طرح کفار بھی تیری ایمان کی دعوت کو فقط ایک آواز سنتے ہیں اور معنی درک نہیں کرتے۔

ادراک: انسانی ادراک کی قوتوں کی قدر و قیمت ۸

اقدار: اقدار کے معیارات ۸

انسان: انسانی بینائی ۵; انسانی حواس ۵; انسانی سماعت ۵

تشبیہات: حیوان سے تشبیہ ۱; بھیڑ سے تشبیہ ۹;

تعقل: تعقل نہ کرنے کے نتائج ۶;

حقائق: حقائق سمجھنے کی روش ۷;

دین: دین شناسی کی اہمیت ۸; دین کی قبولیت ۸; فہم دین سے محروم افراد ۶

روایت: ۹

سوال: سوال کے نتائج ۷

شناخت: شناخت کا وسیلہ ۵

قرآن حکیم: قرآنی مثالیں ۱

کفار: کفار کی تشبیہ ۱; کفار کا عاجز ہونا ۶، ۳، ۳; کفار اور حق دیکھنا ۳; کفار اور حق کی سماعت ۳; کفار اور حق گوئی ۳; کفار اور

رانبیاء ﷺ کی دعوت ۲; کفار اور پیامبر اسلام (ص) کی دعوت ۹; کفار اور دین فہمی ۶، ۳; کفار کا بہرہ پن ۳; کفار کا اندھا پن

۱، ۲، ۳; کفار کا گونگا پن ۳; کفار کی نا فہمی ۹; کفار کی خصوصیات ۱، ۲، ۳، ۳، ۶

کفر: قرآن کا کفر ۳

مثالیں: حیوان کی مثال ۱

نفسیات: تربیتی نفسیات ۷

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿١٧٢﴾

صاحبان ایمان جو ہم نے پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اسے کھاؤ اور دینے والے خدا کا شکر یہ ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو (۱۷۲)

۱۔ حلال غذاؤں سے استفادہ کرنا اور ان کو کھانا جائز ہے۔ کلو من طيبات ما رزقناکم

۲۔ پاکیزہ نعمتوں اور غذاؤں کو مسلمانوں کو حرام قرار نہیں دینا چاہیئے اور نہ ہی ان کے فوائد سے خود کو محروم کریں۔
یا ایہا الذین آمنوا کلو من طيبات ما رزقناکم

۳۔ انسانوں کو الہی نعمتیں اور غذائیں عطا کرنے کا اصلی مقصد یہ ہے کہ مومنین ان نعمتوں سے استفادہ کریں۔*
یا ایہا الذین آمنوا کلو من طيبات ما رزقناکم نعمتوں سے استفادہ "کلو من طيبات ما رزقناکم" کے لئے قرآن کریم نے اہل ایمان کو نصیحت کرتے ہوئے صراحت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کو ان کے لئے رزق و روزی قرار دیا ہے جبکہ آیہ مجیدہ ۱۶۸ "کلو مما فی الأرض" میں یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے زمین کے تمام وسائل اور رزق و روزی تمام انسانوں کے لئے قرار دیئے ہیں۔ ان دو مختلف تعبیرات کے تقابل سے مندرجہ بالا مطلب اخذ کیا گیا ہے۔

۳۔ غذاؤں میں بنیاد اور اصل قانون ان کا پاک اور حلال ہونا ہے۔ کلو من طيبات ما رزقناکم

۵۔ خبیث غذاؤں (ناپاک اور جو انسانی طبیعت کے ناموافق ہوں) سے استفادہ کرنا حرام ہے۔ کلو من طيبات ما رزقناکم

۶۔ غذاؤں میں حفظانِ صحت کے اصولوں کی طرف اسلام کی توجہ ہے۔ کلو من طيبات ما رزقناکم

۷۔ اللہ تعالیٰ ہے جو اپنے بندوں کو رزق و روزی دینے والا ہے۔ رزقناکم

۸۔ بارگاہ اقدس رب العالمین میں سپاس گزاری اور

اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ و اشکروا للہ

۹۔ غذا تناول کرنے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے استفادہ کرنے کے بعد پروردگار کی بارگاہ میں شکر گزار ہونا لازمی ہے۔

کلوا من طيبات ما رزقناکم و اشکروا للہ

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت و اطاعت میں توحید کا لازمہ یہ ہے کہ اسکے حلال کو حلال اور خدا تعالیٰ کے حرام کو حرام

سمجھا جائے۔ کلوا من طيبات ما رزقناکم ... ان کنتم اياه تعبدون

یہ دو جملے "کلوا" اور "واشکروا" ہو سکتا ہے جواب شرط "ان کنتم" کی حکایت کرتے ہوں۔ مندرجہ بالا مطلب اس بنا پر ہے کہ پہلا جملہ جواب شرط کے طور پر ہو۔ ان دو فراین "کلوا"، "واشکروا" کی شرط چونکہ عبادت ہے پس اس میں اطاعت کا مفہوم بھی موجود ہے۔ "ایاہ" کا "تعبدون" پر مقدم ہونا حصر پر دلالت کرتا ہے پس اس سے عبادت و اطاعت میں توحید کا مفہوم نکلتا ہے یعنی فقط تیری ہی عبادت و اطاعت کرتے ہیں۔

۱۱۔ بارگاہ رب العزت میں سپاس گزار ہونا اسکی بندگی اور عبادت و اطاعت میں توحید کی علامت و دلیل ہے۔

واشکروا للہ ان کنتم اياه تعبدون

۱۲۔ صدر اسلام کے بعض مسلمان بعض طیبات کو حرام خیال کرتے تھے اور ان کو کھانے سے اجتناب کرتے۔ *

یا ایہا الذین آمنوا کلوا من طيبات ... ان کنتم اياه تعبدون طيبات کے مباح ہونے پر اللہ تعالیٰ کا تاکید فرمانا اس مطلب کو بیان کر رہا ہے کہ بعض مسلمان بعض طیبات کے استعمال سے اجتناب کرتے تھے۔ بعد والی آیہ مجیدہ "انما حرم ... بیان کرتی ہے کہ ان کے اجتناب کی وجہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ بعض طیبات حرام ہیں۔

۱۳۔ اپنے اوپر طیبات اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حرام قرار دے کر زہد اختیار کرنا نادرست اور بے جا عمل ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا کلوا من طيبات ... ان کنتم اياه تعبدون

احکام: ۱، ۲، ۳، ۵

اصالة الحلیۃ ۳

اطاعت: اطاعت الہی ۱۰؛ اطاعت الہی کی علامتیں ۱۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رزاقیت ۷؛ اللہ تعالیٰ کی عنایات ۳

انسان: انسانوں کا رزق ۷

توحید: عبادتی توحید کے نتائج ۱۰؛ توحید عبادتی کی علامتیں ۱۱

خبائث: خبائث سے استفادہ ۵

دین: دین پر قائم رہنے کے عوامل ۱۰

رزق: رزق سے استفادہ ۱، ۳؛ پاکیزہ رزق ۱؛ رزق کا سرچشمہ ۷

زہد: ناپسندیدہ زہد ۱۳

شکر: اللہ تعالیٰ کے شکر کے نتائج ۱۱؛ شکر الہی کی اہمیت ۸، ۹؛ نعمت کا شکر ۸

طیبات: طیبات سے استفادہ ۲؛ طیبات کو حرام قرار دینا ۱۲، ۱۳

عبودیت: عبودیت کے نتائج ۱۰؛ عبودیت کی علامتیں ۱۱

عمل: ناپسندیدہ عمل ۱۳

غذائیں: غذاؤں کے احکام ۵، ۳؛ خبیث غذائیں ۵

غذا تناول کرنا: غذا تناول کرنے کے آداب ۹؛ غذائیں حفظان صحت کے اصولوں کی اہمیت ۶

مباحات: ۱ مباحات کو حرام قرار دینا ۲

محرمات:

مسلمان: مسلمانوں کی ذمہ داری ۲؛ صدر اسلام کے مسلمان ۱۲

مومنین: مومنین کے درجات ۳

نعمت: نعمت سے استفادہ ۹، ۲؛ نعمت کی خلقت کا فلسفہ ۳

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهَلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۷۳﴾

اس نے تمہارے اوپر بس مردار، خون، سور کا گوشت اور جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے اس کو حرام قرار دیا ہے پھر بھی اگر کوئی مضطر ہو جائے اور حرام کا طلب گار اور ضرورت سے زیادہ استعما لکرنے والا نہ ہو تو اس کے لئے کوئی گناہ نہیں ہے۔ بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے (۱۷۲)

۱۔ مردار، خون، سور کا گوشت اور ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام ہے جس پر غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔
انما حرم علیکم المیۃ والدّم ولحم الخنزیر و ما اهل به لغير الله

"اہل" کا مصدر "اہل" ہے اس کا معنی ہے آواز اونچی کرنا اور آیہ مجیدہ میں اس سے مراد (جیسا کہ مفسرین نے بیان کیا ہے) نام لینا ہے۔ لغیر اللہ میں لام متعدی کرنے کے لئے آیا ہے۔ بنا بریں "ما اہل بہ لغیر اللہ" یعنی وہ جانور جس پر (ذبح کرتے ہوئے) غیر خدا کا نام لیا گیا ہو۔

۲۔ اضطراب و اضطراب کے وقت مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور اس ذبح شدہ جانور کو کھانا جائز ہے جس پر غیر خدا کا نام لیا گیا ہو۔ فَمَنْ اضْطُرَّ ... فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ

۳۔ مردار، خون، خنزیر کا گوشت، وہ جانور جو بت کے لئے ذبح کیا گیا ہو اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو اس کا گوشت، یہ سب خبیث اور نجس غذاؤں میں سے ہے۔ کَلُوا مِنْ طَيِّبَاتٍ ... انما حرم علیکم المیۃ ... و ما اهل به لغیر الله

۳۔ مشرکین بعض جانوروں کو بتوں کے لئے اور ان کے نام پر قربانی کرتے تھے۔ و ما اهل به لغیر الله
فعل ماضی "اہل" اس امر کی حکایت کر رہا ہے کہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیئے جاتے اور بتوں کے لئے اور بتوں کے نام پر ذبح ہوتے تھے۔ یہ چیز زمانہ جاہلیت میں رائج تھی۔

۵۔ شرک و بت پرستی کے مظاہر سے اسلام نے نبرد آزمائی کی۔ انما حرم ... ما اهل به لغیر الله

۶۔ اضطراب و اضطراب کی حالت میں محرمات کے ارتکاب سے گناہ و معصیت نہیں ہوتی۔ فمن اضطرب ... فلا اثم علیہ
 ۷۔ جو لوگ ستم گری اور تجاوز کرتے ہوئے محرمات کے ارتکاب کے لئے مضطر ہوں تو ان پر مضطر کا حکم نہیں آتا (یعنی محرمات سے استفادہ جائز ہے)۔ فمن اضطرب غیر باغ و لا عادت فلا اثم علیہ "غیر باغ و لا عاد" اس صورت میں کہ نہ تو ستم گری ہو اور نہ تجاوز کر نیوالا" یہ "اضطر" کے نائب فاعل کے لئے حال ہے۔ پس یہ حکم "فلا اثم علیہ" ایسے مضطر شخص کو بیان کرتا ہے جو ستم و تجاوز کی وجہ سے مضطر نہ ہوا ہو۔

۸۔ وہ لوگ جو ستم گری اور تجاوز کرتے ہوئے محرمات کا ارتکاب کریں اگرچہ اضطراب کی بنا پر محرمات انجام دیں پھر بھی گناہگار ہیں۔ فمن اضطرب غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیہ

۹۔ اللہ تعالیٰ غفور (بخشنے والا) اور رحیم (مہربان) ہے۔ ان اللہ غفور رحیم

۱۰۔ محرمات کے حرام ہونے کا معیار باقی رہتا ہے اگرچہ ان کے ارتکاب کے لئے انسان مضطر ہو جائے۔
 فمن اضطرب ... فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم

اضطراب کی حالت میں محرمات کے ارتکاب کا بیان کرنا اور اس کے بعد اللہ کی صفت "غفور" بیان کرنا گویا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ محرمات کی حرمت کا معیار حتیٰ حالت اضطراب میں بھی باقی رہتا ہے (المیزان)
 ۱۱۔ حالت اضطراب میں محرمات کے ارتکاب کو جائز قرار دینا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بنا پر ہے۔
 فمن اضطرب ... فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم

۱۲۔ جو لوگ حالت اضطراب میں محرمات کا ارتکاب کرتے ہیں ان کو گناہگار شمار نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا ایک پر تو ہے۔ فمن اضطرب ... فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم

۱۳۔ جو لوگ محرمات کے ارتکاب پر مضطر ہوئے ہیں انہیں ضرورت کی حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہیئے*۔
 فمن اضطرب غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیہ یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "غیر باغ و لا عاد" کا متعلق اس طرح کا کلمہ ہو (فی اکل المیتہ) پس اس جملہ "فمن اضطرب..." کا معنی یہ ہوگا جو شخص مردار کھانے اور... میں اضطراب کی کیفیت پیدا کرے البتہ اس شرط کے ساتھ کہ اس استفادے میں ستم اور تجاوز نہ ہو تو ایسے شخص پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

۱۴۔ دینی احکام و قوانین میں جھکاؤ یا ملائمت اور ہنگامی ضرورتوں کو ان قوانین کے بنانے (تشریع) میں لحاظ کیا گیا ہے۔
 فمن اضطرب غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیہ

۱۵۔ دینی احکام اور تکالیف کا انعطاف پذیر ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک پرتو ہے۔ فمن اضطر غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم

۱۶۔ قانون سازوں کو چاہئے کہ قانون بناتے ہوئے ہنگامی ضروریات کو مد نظر رکھیں اور انکے لئے خصوصی احکام وضع کریں۔ فمن اضطر غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیہ

۱۷۔ جو لوگ جان بوجھ کر خود کو اضطراری حالات میں مبتلا کریں تو ان پر مضطر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ فمن اضطر ... فلا اثم علیہ فعل "اضطر" کو مجہول لانا اس مطلب کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

۱۸۔ احکام کی تشریع (قانون سازی) مختلف امور یا اشیاء کو حلال قرار دینا اور بعض وسائل کے استعمال یا استفادہ کو حرام قرار دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ کلوا من طیبات ... انما حرم علیکم المیتة والدم ... فمن اضطر غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیہ

۱۹۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل "فمن اضطر غیر باغ و لا عاد" قال الباغی الذی ینخرج علی الامام والعدای الذی یقطع الطریق لا یحل لهما المیتة... (۱) اللہ تعالیٰ کے اس کلام "فمن اضطر غیر باغ و لا عاد" کے بارے میں امام صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے باغی سے مراد وہ شخص جو امام (حق) کے خلاف قیام کرنے اور متجاوز (العدای) وہ ہے جو ڈاکہ ڈالے (پس اضطرار کی حالت میں بھی) اس پر مردار کھانا جائز نہیں ہے۔

۲۰۔ عبد العظیم بن عبد اللہ الحسنی عن ابی جعفر علیہ السلام محمد بن علی الرضا علیہ السلام قال سالتہ ... یا بن رسول اللہ ما معنی قوله عزوجل "فمن اضطر غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیہ" قال العدای السارق والباغی ینبغی الصید بطراً او لهواً لا ليعود به علی عیالہ" (۲) عبد العظیم حسنی کہتے ہیں امام تقی الجواد (علیہ السلام) سے میں نے "باغی" اور "عدای" کا معنی پوچھا تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا عدای یعنی چورا اور باغی وہ شخص ہے جو سیر و تفریح کے لئے شکار پر جاتا ہے نہ کہ اپنے اہل و عیال کے فائدہ کے لئے۔

۲۱۔ محمد بن اسماعیل رفع الی ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قوله "فمن اضطر غیر باغ و لا عاد" قال الباغی الظالم والعدای الغاصب اللہ تعالیٰ کے اس کلام "فمن اضطر غیر باغ و لا عاد" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے "باغی" سے

(۱) معانی الاخبار ص ۲۱۳ ح ۱، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۵۵ ح ۵۰۳ (۲) من لایحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۲۱۷ ح ۹، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۵۴ ح ۵۰۱۔

مراد ظالم اور "عادی" سے مراد غاصب ہے۔^(۱)

۲۲۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں "سألت ابا عبد الله عليه السلام عن الرجل والمرأة يذهب بصره فيأتيه الاطباء فيقولون نداويك شهراً او اربعين ليلة مستلقياً كذلك يصلي؟ فرخص في ذلك و قال فمن اضطر غير باغ و لا عاد فلا اثم عليه" (۲) امام صادق ؑ سے ایسی عورت یا مرد کے بارے میں میں نے سوال کیا جس کی بینائی ضائع ہو چکی ہو۔ طبیبوں نے اسے کہا ہے کہ تیرا ایک ماہ یا چالیس روز علاج کرتے ہیں البتہ شرط یہ ہے کہ چالیس دن چت لیٹو۔ کیا وہ فرد پیٹھ کے بل لیٹے ہوئے نماز پڑھ سکتا ہے؟ تو امام ؑ نے اجازت دی کہ وہ ایسے کر سکتا ہے اور فرمایا "فمن اضطر غير باغ و لا عاد فلا اثم عليه"۔

۲۳۔ محمد بن عذافر عن بعض رجاله عن ابي جعفر عليه السلام قال قلت له لم حرم الله عز وجل الخمر والميتة و الدم و لحم الخنزير؟ فقال ان الله تبارك و تعالى ... خلق الخلق ... و علم ما يضرهم فنهاهم عنه و حرمه عليهم ثم احله للمضطر في الوقت الذي لا يقوم بدنه الا به فامر به ان ينال منه بقدر البلغة لا غير ذلك ... (۳) محمد بن عذافر نے بعض افراد سے انہوں نے امام باقر ؑ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خون اور سور کے گوشت کو حرام کیوں قرار دیا ہے؟ تو آپ ؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ... مخلوقات کو خلق فرمایا ... اور وہ جانتا تھا کہ کون سی چیز (انسانوں کے لئے) نقصان دہ ہے پس اس سے منع فرمایا اور اس چیز کو حرام قرار دیا اور پھر اس چیز کو مضطر کے لئے ایسی صورت میں حلال قرار دیا کہ اسکا بدن صرف اسی سے قائم رہ سکتا ہو پس اتنی مقدار میں اس چیز کو حلال قرار دیا کہ جس سے اسکی ضرورت پوری ہوتی ہو نہ اس سے زیادہ ...

۲۴۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے " عشرة اشياء من الميتة ذكية العظم والشعر والصوف والريش والقرن والحافر والبيض و الانفخة واللبن والسن (۴) مردار کمی دس چیزیں پاک اور قابل استفادہ ہیں ہڈی، بال، اون، چرم، سینگھ، سسم، انڈا، مایہ پنیر (مردہ بھیر، بکری) کے وجود میں ایک خاص مواد ہوتا ہے جو پنیر بنانے کے کام آتا ہے) دودھ اور دانت۔

۲۔ محمد بن سنان کے فلسفہ احکام کے بیان کے بارے میں سوالات کے جوابات میں امام رضا ؑ تحریر فرماتے ہیں

(۱) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۷۴ ح ۱۵۱ تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۱۷۴ ح ۳-۲ کافی ج/ ۳ ص ۴۱۰ ح ۴ نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۵۴ ح ۵۰۰۔

(۳) علل الشرائع ص ۴۸۳ ح ۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۵۳ ح ۴۹۷-۴ خصال شیخ صدوق ج/ ۲ ص ۴۳۴ ح ۱۹، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۵۴ ح ۴۹۸۔

و حرم ما اهل لغير الله به ... و لثلا يسوى بين ما تقرب به اليه و بين ما جعل عبادة للشياطين و الاوثان لان في تسمية الله عزوجل الاقرار ربوبيته و توحيدة و ما في الاهلال لغير الله من الشرك به والتقرب به الى غيره...^(۱) ایسا ذبح جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو اسے تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے تاکہ جو چیز خدا تعالیٰ کے تقرب کا باعث بنتی ہے اس میں اور جو چیز شیاطین اور بتوں کی عبادت کا ذریعہ بنتی ہے برابر نہ ہو اس لئے کہ قربانی کرتے ہوئے اسے تعالیٰ کا نام لینا دراصل اسکی ربوبیت اور توحید کا اقرار ہے اور غیر خدا کا نام لینا شرک اور اسے تعالیٰ کے غیر کا تقرب حاصل کرنا ہے۔

احکام: ۲۳، ۲۲، ۱۳، ۱۰، ۴، ۲، ۱) احکام ثانوی ۲؛ احکام کا انعطاف پذیر ہونا ۱۵، ۱۳؛ اضطراری احکام کی تشریح ۱۶؛ احکام ثانوی کی تشریح ۱۶؛ احکام کا توقیفی ہونا ۱۸؛ فلسفہ احکام ۲۵، ۲۳؛ اضطراری احکام کا سرچشمہ ۲۳، ۲۲، ۱۱؛ احکام کی تشریح کا سرچشمہ ۱۸ اسماء اور صفات: رحیم ۹؛ غفور ۹

اضطرار: حالت اضطرار کے احکام ۱۴، ۱۳، ۱۰، ۴، ۲، ۲۳؛ اضطراری حالت میں محرمات سے استفادہ ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۸، ۶، ۲؛ باغی کا اضطرار ۸، ۴؛ متجاوز کا اضطرار ۸، ۴؛ اضطرار کو پیدا کرنے کا حکم ۱۴؛ حالت اضطرار کی شرائط ۱۴؛ حالت اضطرار میں باغی سے مراد کون ہے ۲۱، ۲۰، ۱۹؛ حالت اضطرار میں عادی سے مراد کون ہے ۲۱، ۲۰، ۱۹؛ حالت اضطرار میں حرمت کا معیار ۱۰

اقرار: اسے تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار ۲۵

اسے تعالیٰ: اسے تعالیٰ کی بخشش کے مظاہر ۱۲؛ اسے تعالیٰ کی رحمت کے مظاہر ۱۵، ۱۱

بت: بتوں کے لئے قربانی جراث میں سے ہے ۳؛ بتوں کے لئے قربانی ۳

بت پرستی: بت پرستی سے نبرد آزما ۵

بیمار: بیمار کے احکام ۲۲

خنزیر: خنزیر کے گوشت کی حرمت ۱؛ خنزیر کا گوشت جراث میں سے ہے ۳؛ خنزیر کا گوشت کھانا ۲؛ خنزیر کے گوشت کے حرام ہونے کا فلسفہ ۲۳

(۱) عیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۹۳ ح ۱ باب ۳۳، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۵۳ ح ۴۹۶۔

خون: خون پینے یا استعمال کرنے کی حرمت ۱؛ خون خبائث میں سے ہے ۳؛ خون کا استعمال کرنا ۲؛ خون حرام ہونے کا فلسفہ ۲۳

دین: دین اور تقاضے ۱۳

ذبح: ذبح کرتے ہوئے بسملہ کہنا ۲۵

ذبیحہ (ذبح شدہ جانور): بغیر بسملہ کے ذبیحہ کا حرام ہونا ۱؛ بغیر بسملہ کے ذبیحہ کا خبائث میں سے ہونا ۳؛ ذبیحہ کا بغیر بسملہ کے ہونا ۲، ۲۵؛ حرام ذبیحہ کی حرمت کا فلسفہ ۲۵؛

روایت: ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵

شراب: شراب کی حرمت کا فلسفہ ۲۳

شرک: شرک سے نبرد آزمائی ۵

شکار: تفریحی شکار ۲۰

غذائیں: غذاؤں کے احکام ۱، ۲؛ خبیث خوراکیں ۳

قائدین: قائدین حق کے خلاف قیام ۱۹

قانون: دینی قوانین کی خصوصیات ۱۳

قانون سازی: قانون سازی کی شرائط ۱۶، ۱۳؛ قانون سازی کا سرچشمہ ۱۸

گناہگار افراد: ۸

محرمات: ۱ محرمات ارتکاب کا گناہ ۸؛ بے گناہ شخص کے محرمات ۶

مردار: مردار کے پاک اجزاء ۲۳؛ مردار کے احکام ۲۳؛ مردار کے کھانے کی حرمت ۱؛ مردار کا خبیث ہونا ۳؛ مردار کھانا ۲؛

مردار کے حرام ہونے کا فلسفہ ۲۳

مشرکین: مشرکین کی قربانی ۳

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾

جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کے احکام کو چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں صرف آگ بھر رہے ہیں اور خدا قیامت ان سے بات بھی نہ کرے گا اور نہ انھیں پاکیزہ قرار دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۱۷۴)

۱۔ ان احکام و معارف کو چھپانا جن کو اللہ تعالیٰ نے نازل اور آسمانی کتابوں میں بیان اور ضبط فرمایا ہے گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ ان الذین یکتُمون ما انزل اللہ من الکتاب ... لهم عذاب الیم

۲۔ جن لوگوں نے آسمانی کتابوں کے احکام و معارف پر پردہ اس لیے ڈالا کہ اس طرح وہ دنیا کی متاع حاصل کریں گے تو قیامت کے روز یہ لوگ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ان الذین یکتُمون ما انزل اللہ ... لهم عذاب الیم

۳۔ دین فروشی اور اسکے مقابل متاع دنیا کسب کرنا گناہان کبیرہ میں سے ہے۔ و یشترون به ثمنًا قليلًا اولئك ما ياكلون فی بطونهم الا النار

۳۔ دین فروشی اور آسمانی کتابوں کے احکام و معارف کو چھپانے سے حاصل ہونے والے فوائد سے استفادہ کرنا درحقیقت آگ کھانا اور شکم کو اس سے بھرنا ہے۔ به ثمنًا قليلًا اولئك ما ياكلون فی بطونهم الا النار

۵۔ اشیاء کے ظاہری چہرے اور حقیقت کے علاوہ بھی ایک حقیقت بھی رکھتی ہیں۔ اولئك ما ياكلون فی بطونهم الا النار اس جملہ "اولئك ما ياكلون فی بطونهم

لا النار" میں بیان شدہ آگ ظاہر یہ ہے کہ یہ اس متاع کا دوسرا چہرہ ہے جو دین فروشی کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔

۶۔ دین فروشی اور دینی حقائق پر پردہ ڈالنے کے عوامل میں سے ایک متاع دنیا کا حصول ہے۔ و یشترون بہ ثمنًا قليلًا

۷۔ علمائے دین اور آسمانی کتابوں سے آگاہ انسانوں کی ذمہ داری ہے کہ الہی احکام و معارف کو بیان کریں۔

ان الذین یکتُمون ما انزل اللہ من الکتاب

۸۔ دینی علماء کے لئے یہ خطرہ موجود ہے کہ وہ آسمانی کتابوں کے حقائق اور احکام الہی پر پردہ ڈالنے کے گناہ میں ملوث اور

آلودہ ہو جائیں۔ ان الذین یکتُمون ما انزل اللہ من الکتاب

۹۔ علمائے دین اور آسمانی کتابوں سے آگاہ لوگوں کے لئے دنیا کی طرف لپکنا بہت بڑا خطرہ ہے۔

ان الذین یکتُمون ما انزل اللہ من الکتاب و یشترون بہ ثمنًا قليلًا اولئک... لہم عذاب الیم

۱۰۔ علمائے اہل کتاب تورات و انجیل کے بعض احکام (بعض غذاؤں کا حلال ہونا اور بعض کا حرام ہونا) کو چھپاتے

تھے۔ ان الذین یکتُمون ما انزل اللہ من الکتاب "الذین یکتُمون..." کا مصداق مفسدین کے نزدیک یہود و نصاریٰ کے

علماء ہیں۔

۱۱۔ دین فروشی کے مقابل متاع دنیا کا حصول انتہائی کم قیمت ہے۔ و یشترون بہ ثمنًا قليلًا

"قلیلًا" تو ضیحی صفت ہے اور یہ اس امر کی حکایت کر رہی ہے کہ دین فروشی کے مقابل جو قیمت بھی طے پا جائے بہت

ہی کم ہے۔

۱۲۔ تمام تر دنیاوی فوائد اور منافع سے زیادہ قابل قدر اور با عظمت آسمانی کتابوں کے معارف و حقائق ہیں۔

و یشترون بہ ثمنًا قليلًا

۱۳۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا لطف و عنایت دینی احکام و معارف پر پردہ ڈالنے والوں کے شامل حال نہیں ہوگا اور

اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا۔ ان الذین یکتُمون ما انزل اللہ... لا یكلمهم اللہ یوم القيامة جملہ "ولا یكلمهم اللہ"

غضب الہی اور لطف و عنایت سے اجتناب کے لئے کنایہ ہے۔

۱۴۔ آسمانی کتابوں کے حقائق پر پردہ ڈالنے والوں کو اللہ تعالیٰ گناہوں اور آلودگیوں سے پاک نہیں فرمائے گا۔

ان الذین یکتُمون ما انزل اللہ... لا یزکیہم

۱۵۔ گناہگار قیامت کے دن آتش جہنم کے علاوہ روحی

اور نفسیاتی عذابوں میں بھی مبتلا ہوں گے۔ و لا یکلّمهم اللہ یوم القیامة

۱۶۔ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے شامل حال ہونے اور گناہوں، آلودگیوں سے پاک ہونے کی صورت میں قیامت کے دردناک عذاب سے نجات مل سکتی ہے۔ و لا یکلّمهم اللہ یوم القیامة و لا یزکیہم و لہم عذاب الیم

۱۷۔ آسمانی کتابوں کے حقائق و معارف کو بیان کرنے والوں اور دین دار، ذمہ دار علماء کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے الطاف سے نوازے گا اور ان کے ساتھ کلام فرمائے گا۔ ان الذین یکتّمون ... لا یکلّمهم اللہ یہ مفہوم اس جملہ "ان الذین ... لا یکلّمهم اللہ" سے ماخوذ ہے۔

۱۸۔ دین دار اور ذمہ دار علماء تزکیہ الہی کی نعمت سے بہرہ مند ہوں گے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوگا۔ ان الذین یکتّمون ما انزل اللہ ... لا یکلّمهم اللہ یوم القیامة و لا یزکیہم

۱۹۔ آمدنی کو ناجائز راستوں سے کمانا حرام اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا باعث ہے۔ و یشترّون بہ ثمنًا قليلًا اولئک ... لا یکلّمهم اللہ ... و لہم عذاب الیم

آسمانی کتاب: آسمانی کتابوں کی تعلیمات کی قدر و منزلت ۱۲؛ آسمانی کتابوں پر پردہ ڈالنا ۳؛ آسمانی کتابوں پر پردہ ڈالنے کی سزا ۲؛ آسمانی کتابوں پر پردہ ڈالنے کا گناہ ۸، ۱؛ آسمانی کتابوں پر پردہ ڈالنے والوں کا گناہ ۱۳ احکام:

اللہ تعالیٰ: لطف الہی کے نتائج ۱۶؛ قیامت میں اللہ تعالیٰ کا ہم کلام ہونا ۱۳، ۱۸، ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱۹ انجیل: انجیل کے بعض حصوں پر پردہ ڈالنا ۱۰

اہل جہنم: ۱۵

تورات: تورات کے بعض حصوں پر پردہ ڈالنا ۱۰

حق: حق بیان کرنے والے قیامت میں ۱۷؛ حق بیان کرنے والوں کے فضائل ۱۷؛ حق چھپانے کا گناہ ۸؛ حق چھپانے والوں کا گناہ ۱۳

دنیا طلبی: دنیا طلبی کے نتائج ۶; دنیا طلبی کا خطرہ ۹

دین: دینی تبلیغ ۷; دین پر پردہ ڈالنے والوں کی دنیا طلبی ۲; دین پر پردہ ڈالنے والوں کو عذاب ۲; دین کو چھپانے کے اسباب ۶; دین پر پردہ ڈالنے کی سزا ۲; دین پر پردہ ڈالنے کا گناہ ۸، ۱; دین پر پردہ ڈالنے والوں کا آخرت میں محروم ہونا ۱۳

دین فروش لوگ: دین فروشوں کا آگ کھانا ۳

دین فروشی: دین فروشی کی قیمت ۱۱; دین فروشی کے فوائد سے استفادہ ۳; دین فروشی کے عوامل ۶; دین فروشی کا گناہ ۳
سزا: سزا کے موجبات ۲

عذاب: اہل عذاب ۱۵، ۲; دردناک عذاب ۱۶، ۲; عذاب سے نجات کے اسباب ۱۶; عذاب کے درجات ۱۶، ۲; عذاب کے موجبات ۱۹

علماء: علمائے دین کی تبلیغ ۷; دین دار علماء کا تزکیہ ۱۸; علمائے دین کی دنیا طلبی ۹; دین دار علماء قیامت میں ۱۸، ۱۷; دین دار علماء کے فضائل ۱۸، ۱۷; علمائے دین کی ذمہ داری ۷; علمائے دین کو تنبیہ ۹، ۸

علمائے اہل کتاب: علمائے اہل کتاب اور انجیل ۱۰; علمائے اہل کتاب اور تورات ۱۰; علمائے اہل کتاب اور حقائق پر پردہ ڈالنا ۱۰

کمائی (آدنی): کمائی کے احکام ۱۹; ناجائز کمائی کا حرام ہونا ۱۹; ناجائز کمائی کی سزا ۱۹

گناہ: گناہ سے پاک ہونے کے نتائج ۱۶; گناہوں سے پاک ہونا ۱۳; گناہان کبیرہ ۳، ۱

گناہگار: گناہگاروں کا اخروی عذاب ۱۵; گناہگاروں کو نفسیاتی اور روحی عذاب ۱۵; گناہگار جہنم میں ۱۵

لطف الہی: لطف الہی سے محروم لوگ ۱۳; وہ لوگ لطف الہی جن کے شامل حال ہے ۱۷

محرمات: ۱۹

موجودات: موجودات کی حقیقت ۵; موجودات کا ظاہر ۵

أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَى وَالْعَذَابِ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے عوض اور عذاب کو مغفرت کے عوض خرید کیا ہے آخر یہ آتش جہنم پر کس قدر صبر کریں گے (۱۷۵)

۱۔ دین فروش اور آسمانی کتابوں کے احکام و معارف کو چھپانے والے ضلالت و گمراہی کا شکار اور ہدایت سے دور لوگ ہیں۔ اولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى

۲۔ دین فروش اور آسمانی کتابوں کے حقائق کو چھپانے والے اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے محروم اور آتش جہنم میں مبتلا ہوں گے۔ اولئك الذين اشتروا ... العذاب بالمغفرة

۳۔ آتش جہنم طاقت فرسا اور ناقابل برداشت ہے۔ فما اصبرهم على النار

۳۔ آتش جہنم کو برداشت کرنے کا گمان اور اسکے مقابل لاپرواہ ہونا بہت ہی عجیب اور نامعقول امر ہے۔ فما اصبرهم على النار

۵۔ علمائے اہل کتاب آسمانی کتابوں کے حقائق چھپانے کی وجہ سے گمراہ ہو گئے اور انہوں نے اپنے لئے عذاب الہی کمایا۔ اولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى والعذاب بالمغفرة

۶۔ بے دین اور غیر ذمہ دار علماء اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے محروم ہوں گے اور آتش جہنم میں مبتلا ہوں گے۔

اولئك الذين اشتروا ... العذاب بالمغفرة فما اصبرهم على النار

۷۔ آسمانی کتابیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والے احکام ہدایت بخش اور مغفرت الہی کو جذب کرنے والے

ہیں۔ ان الذين يكتُمون ... اولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى والعذاب بالمغفرة

۸۔ آسمانی کتابوں کے حقائق کو بیان کرنا ہدایت کے

حصول اور مغفرت الہی کا موجب ہے۔ ان الذین یکتُمون ... اولئک الذین اشتروا الضلالة بالهدی والعذاب بالمغفرة مذکورہ مطلب آیت کے مفہوم سے ماخوذ ہے۔

۹۔ گمراہ اور گناہگار افراد قیامت کے طاقت فرسا عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اولئک الذین اشتروا الضلالة بالهدی ... فما اصبرہم علی النار

۱۰۔ "عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل "فما اصبرہم علی النار" فقال ما اصبرہم علی فعل ما یعلمون انه یصیرہم الی النار" (۱) اللہ تعالیٰ کے اس کلام "فما اصبرہم علی النار" کے بارے میں امام صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے کس چیز نے انکو صبر دیا ایسے عمل کی انجام دہی پر جسکے بارے میں جانتے تھے کہ اسکا نتیجہ آتش جہنم ہوگا۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام "فما اصبرہم علی النار" کے بارے میں امام صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے آپ (علیہ السلام) نے فرمایا "ان معناه ما اجراہم علی النار... (۲) یعنی کس چیز نے ان کو جرات دی کہ ایسے اعمال انجام دیں جس کے نتیجے میں وہ لوگ آتش جہنم میں جائیں گے۔

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابیں چھپانے کے نتائج ۵؛ آسمانی کتابوں کے حقائق بیان کرنا ۸؛ آسمانی کتابوں پر پردہ ڈالنے والے ۲؛ آسمانی کتابوں پر پردہ ڈالنے والوں کی گمراہی ۱؛ آسمانی کتابوں کی اہمیت ۷؛ آسمانی کتابوں کا ہدایت کرنا ۷
اللہ تعالیٰ: بخشش الہی ۸، ۲؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش کے لئے زمین ہموار ہونا ۷؛ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ۵
امور: تعجب آور امور ۳

اہل جہنم: ۹، ۶، ۲

بخشش: بخشش کے عوامل ۸؛ بخشش سے محروم لوگ ۶، ۲

جہنم: آتش جہنم ۶، ۳، ۳؛ جہنم کی خصوصیات ۳، ۳

حق: حق پردہ ڈالنے کے نتائج ۵؛ حق چھپانے والوں کی سزا ۲؛ حق چھپانے والوں کا محروم ہونا ۲

دین: دین کی اہمیت ۷؛ دین کا ہدایت کرنا ۷

(۱) کافی ج/ ۲ ص ۲۶۸ ح ۲، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۵۶ ح ۵۰۸۔

(۲) مجمع البیان ج/ ۲ ص ۴۷۰، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۵۶ ح ۵۰۹۔

دین فروش لوگ: دین فروش جہنم میں ۲; دین فروشوں کی سزا ۲; دین فروشوں کی گمراہی ۱; دین فروشوں کا محروم ہونا ۱، ۲
روایت: ۱۰، ۱۱

صبر: آگ پر صبر سے مراد ۱۰، ۱۱

عذاب: اہل عذاب ۵، ۶، ۹; عذاب کے درجات ۹; عذاب کے موجبات ۱۰، ۵، ۶، ۹، ۱۱
عقیدہ: باطل عقیدہ ۳

علماء: بے عمل علماء کو عذاب ۶; بے عمل علماء جہنم میں ۶; بے عمل علماء کا محروم ہونا ۶
علمائے اہل کتاب: علمائے اہل کتاب کو عذاب ۵; علمائے اہل کتاب کی گمراہی ۵

گمراہ لوگ: ۵، ۱ گمراہوں کو اخروی عذاب ۹

گمراہی: گمراہی کے اسباب ۵

گناہگار لوگ: گناہگاروں کو اخروی عذاب ۹

ہدایت: ہدایت کے عوامل ۸; ہدایت سے محروم لوگ ۱

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿١٧٦﴾

یہ عذاب صرف اس لئے ہے کہ اللہ نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور اس میں اختلاف کرنے والے حق سے بہت دور ہو کر جھگڑے کر رہے ہیں (۱۷۶)

۱۔ آسمانی کتابوں (تورات، انجیل، قرآن اور...) کو نازل کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

ذکر بان اللہ نزل الکتاب

"الکتاب" میں "ال" جنس کے لئے ہے پس ساری آسمانی کتابوں کو شامل ہے۔

۲۔ آسمانی کتابوں کے حقائق دنیا دار علماء کے مفادات

سے میل نہیں کھاتے یہ چیز ان کو حقائق پر پردہ ڈالنے پہ آمادہ کرتی ہے۔

ان الذين يكتُمون ... و يشترُونَ ... ذلك بان الله نزل الكتاب بالحق یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ "ذکر" جملہ "یکتُمون..." میں موجود "کتمان" پردہ ڈالنا، چھپانا کی طرف اشارہ ہو بنا بریں ایک طرف حق کے خلاف صف آرائی کی دلیل آسمانی کتابوں کے احکام و معارف کو چھپانے کی دلیل سمجھا گیا ہے (ذکر "الکتمان" بان اللہ نزل الكتاب بالحق) دوسری طرف آیت ۱۷۳ کا جملہ "یشترُونَ بہ ثمنًا قليلًا" معارف کے چھپانے کا محرک اور دلیل دنیاوی مفادات کو قرار دے رہا ہے ان دو دلائل کا نتیجہ یہ ہے کہ آسمانی کتابوں کے حقائق دنیا طلب افراد کے مفادات سے میل نہیں کھاتے اور یہی چیز معارف و حقائق کے چھپانے کا باعث ہے۔

۳۔ آسمانی کتابوں کے مطالب و مفہیم سراسر حق اور ہر طرح کے باطل سے پاک و پاکیزہ ہیں۔ نزل الكتاب بالحق "بالحق" اس طرح کے کلمہ "متلبسًا" سے متعلق ہے اور "الكتاب" کے لئے حال ہے۔

۴۔ آسمانی کتابوں کے مطالب و مفہیم کو چھپانا حق کو چھپانا ہے اور ایسا کرنے والے حق کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔
ذلك بان الله نزل الكتاب بالحق

۵۔ علمائے یہود و نصاریٰ کا حق چھپانا اور حق کے خلاف برسرِ پیکار ہونا۔ ان الذين يكتُمون ... ذلك بان الله نزل الكتاب بالحق

۶۔ حق کے خلاف صف آرائی گمراہی اور اللہ تعالیٰ کے لطف و عنایت اور مغفرت سے محرومیت کا باعث اور آتش دوزخ میں مبتلا ہونے کا سبب ہے۔ لا يكلمهم الله يوم القيامة ... ذلك بان الله نزل الكتاب بالحق
یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "ذکر" ماقبل آیات میں موجود سزاؤں اور عذاب کی طرف اشارہ ہو۔

۷۔ آسمانی کتابوں کے بعض احکام و معارف کو قبول اور بعض کا انکار کرنا حق کی مخالفت اور حق سے دوری اختیار کرنا ہے۔
ان الذين اختلفوا في الكتاب لفی شقاق بعيد جملہ "اختلفوا في الكتاب" میں موجود اختلاف کے بارے میں مفسرین نے مختلف وجوہات بیان کی ہیں جن میں سے ایک مذکورہ مطلب ہے۔ "شقاق" کا معنی عداوت اور دشمنی ہے اسکا مفعول ماقبل جملہ کے قرینہ سے "الحق" ہو سکتا ہے۔

۸۔ بعض آسمانی کتابوں پر ایمان لانا اور بعض کا انکار کرنا حق کی مخالفت اور حق سے دوری ہے۔

ان الذين اختلفوا في الكتاب لفی شقاق بعيد "اختلفوا في الكتاب" کی ایک تفسیر مذکورہ مطلب ہے۔

۹۔ آسمانی کتابوں کے بعض احکام و معارف کو قبول کرنا اور بعض کا انکار کرنا مختلف دینی مذاہب کی ایجاد کا باعث ہے اور دشمنی و نبرد آزمائی کی بنیاد ہے۔ ان الذین اختلفوا فی الكتاب لفی شقاق بعید یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "شقاق" کا معنی بعض کی بعض کے ساتھ دشمنی ہو یعنی شقاق بعضہم بعضاً

۱۰۔ اہل کتاب کا آسمانی کتابوں میں اختلاف (بعض کو ماننا اور بعض کا انکار کرنا اور ان پر پردے ڈالنا) ان کے حق سے فاصلے کا باعث بنا اور وہ ایک دوسرے کی دشمنی و جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ان الذین اختلفوا فی الكتاب لفی شقاق بعید مفسرین کے نزدیک "الذین" کا مصداق اہل کتاب ہیں۔

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں کی تعلیمات میں تبعیض ۷؛ آسمانی کتابوں کے قبول کرنے میں بعضیت ۹، ۸، ۷، ۱۰؛ آسمانی کتابوں کی تعلیمات ۳؛ آسمانی کتابوں کے کچھ حصے کو جھٹلانا ۸، ۷، ۱۰، ۹؛ آسمانی کتابوں کی حقانیت ۳؛ آسمانی کتابوں کو چھپانا ۲، ۳؛ آسمانی کتابوں کو چھپانے والے ۳؛ آسمانی کتابوں کا وحی ہونا ۱

اختلاف: اختلاف کے اسباب ۱۰؛ دینی اختلاف کے اسباب ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخشش ۶؛ افعال الہی ۱

انجیل: انجیل کا وحی ہونا ۱

اہل جہنم: ۶

اہل کتاب: اہل کتاب کی دشمنی کے عوامل ۱۰

بخشش: بخشش سے محرومیت ۶

تورات: تورات کا وحی ہونا ۱

جہنم: آتش جہنم ۶؛ جہنم کی موجبات ۶

حق: حق کے خلاف صف آرائی کے نتائج ۶؛ حق سے برسرِ پیکار لوگ ۵، ۴؛ حق سے برسرِ پیکار لوگ جہنم

میں ۶؛ حق کو چھپانے کے عواہل ۲؛ حق کا چھپانا ۳؛ حق چھپانے والے لوگ ۵؛ حق کے خلاف صف آرا لوگوں کی گمراہی
۶؛ حق سے صف آرا لوگوں کا محروم ہونا ۶
دشمنی: حق سے دشمنی ۸، ۷؛ دشمنی کے عواہل ۹
دنیا طلبی: دنیا طلبی کے نتائج ۲
عذاب: اہل عذاب ۶
علماء: حق کو چھپانے والے اور دنیا طلب علماء ۲
عیسائیت کے علمائے: علمائے عیسائیت کی حق کے خلاف صف آرائی ۵؛ علمائے مسیحیت اور حق کو چھپانا ۵
قرآن کریم: قرآن کریم کا وحی ہونا ۱
گمراہی: گمراہی کے عواہل ۶
لطف الہی: لطف الہی سے محروم ہونا ۶
محرک یا ترغیب: ترغیب کے عواہل ۲
مذہبی فرقے: مذہبی فرقوں کی ایجاد کے عواہل ۹
یہودی علماء: یہودی علماء کی حق کے خلاف صف آرائی ۵؛ علمائے یہود اور حق چھپانا ۵

لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ
وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ
الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾

نیکی یہ نہیں ہے کہ اپنا رخ مشرق اور مغرب کی طرف کر لو بلکہ نیکیاں شخص کا حصہ ہے جو اللہ اور آخرت ملائکہ اور کتاب اور انبیاء پر ایمان لے آئے اور محبت خدا میں قرابتداروں، یتیموں، مسکینوں، غربت زدہ مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلاموں کی آزادی کے لئے مال دے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور جو بھی عہد کرے اسے پورا کرے اور فقر و فاقہ میں اور پریشانیوں اور بیماریوں میں اور میدان جنگ کے حالات میں صبر کرنے والے ہوں تو یہی لوگ اپنے دعوائے ایمان اور احسان میں سچے ہیں اور یہی صاحبان تقویٰ اور پرہیزگار ہیں (۱۷۷)

۱۔ مشرق، مغرب یا کسی بھی جہت یا علاقے کو قبلہ قرار دینا نیکی کا معیار اور نیکی کو متعین کرنے والا نہیں ہے۔
لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب

۲۔ یہود و نصاریٰ نے دین کی بنیادی تعلیمات (اللہ تعالیٰ پر، آخرت پر اور... پر ایمان) کو فراموش کر دیا اور مسلمانوں کے ساتھ قبلہ کے موضوع پر بحث، مباحثہ اور مجادلہ کرنا شروع کر دیا۔ لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب یہ مطلب آیہ مجیدہ کے شان نزول سے ماخوذ ہے۔ مجمع البیان میں منقول ہے "جب قبلہ تبدیل ہوا تو اسکے بارے میں بہت زیادہ بحث و گفتگو ہونے لگی اور یہود و نصاریٰ اس بارے میں بہت زیادہ باتیں کرتے تھے"

۳۔ ایک خاص قبلہ رکھنا اور اسکی طرف رخ کرنا دین اور عبادت کا بنیادی ہدف نہیں ہے۔

لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من آمن به وامن به (عبادات میں) قبلہ رخ ہونا خود اللہ تعالیٰ کے فرامین میں سے ہے لیکن اس سے نیکی کی نفی کرنا (ولكن البر...) اس مفہوم کی طرف اشارہ ہے کہ قبلہ کی طرف رخ کرنا ایک فرعی حکم ہے جبکہ دین کا ہدف اور بنیاد ایمان اور... ہے۔

۳۔ دین کے اصلی اہداف کی طرف متوجہ ہونے اور منحرف بحث و گفتگو سے اجتناب کرنا شریعت کے بنیادی اہداف میں سے ہے۔ لیس البر ان تولوا ... و لكن البر من آمن مشرق، مغرب یا کسی بھی قبلہ کی طرف رخ کرنے سے نیکی کی نفی کرنا "جبکہ یہ خود فرامین الہی میں سے ہے" اس لئے ہے کہ مخاطبین نے حقیقی ہدف (ایمان اور...) کو بھلا دیا اور فرعی مسائل پر بحث، مباحثہ اور جھگڑا شروع کر دیا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ، قیامت، فرشتوں، آسمانی کتابوں اور انبیاء ﷺ پر ایمان اور ضرورت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنا اور غلاموں کی رہائی کے لئے مال خرچ کرنا دین کی بنیادی ترین مسائل میں سے ہیں۔ لیس البر ان تولوا وجوهکم ... و لكن البر من آمن بالله ... و آتی المال علی حبه

۶۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، وفائے عہد، مشکلات میں صبر اور جنگ و پیکار میں استقامت کا مظاہرہ کرنا اہل ایمان کے فرائض اور دین کے بنیادی مسائل میں سے ہے۔ لیس البر ان تولوا وجوهکم ... و لكن البر من ... اقام الصلوٰۃ ... والصابرین فی الباساء والضرا وحين الباس

۷۔ اللہ تعالیٰ، قیامت، فرشتوں، آسمانی کتابوں اور تمام انبیاء ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ و لكن البر من آمن بالله والیوم الآخر والملائکة والکتاب والنبیین

۸۔ ادیان الہی میں بنیادی مسائل مشترک ہیں اور نظام نبوت منظم و منسجم ہے۔ و لكن البر من آمن بالله ... والنبیین و آتی المال

۹۔ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کی مدد کرنا اور انکی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مال خرچ کرنا ضروری ہے۔ و آتی المال علی حبه ذوی القربی "ذوی القربی" کا معنی عزیز و رشتہ دار ہیں یہ جو ان کو یتیموں، مسکینوں اور... کے ساتھ ذکر کیا ہے گویا ان میں سے ضرورت مند مراد ہیں۔

۱۰۔ یتیموں، درماندہ افراد، راستے میں رہ جانے والے اور ان فقیروں کی مدد کرنا ضروری ہے جو کمک کا مطالبہ کرتے ہیں۔ و آتی المال علی حبه ... الیتامی والمساکین

و ابن السبیل والسائلین

۱۱۔ اہل ایمان کی ذمہ داری ہے کہ غلاموں کو آزاد کرنے کیلئے مال خرچ کریں۔ و لكن البر من آمن ... و آتی المال علی حبه ... فی الرقاب "رقبہ" "رقاب" کی جمع ہے جس کا معنی غلام ہیں "فی الرقاب"، "ذوی القربی" پر عطف ہے۔ "فی" کا "رقاب" پر آنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ "آتی المال علی حبه ... فی الرقاب" سے مراد ان کو آزاد کرنے کیلئے مال کا خرچ کرنا ہے نہ کہ خود ان کو ادا کرنا۔

۱۲۔ اسلام میں ذاتی ملکیت معتبر ہے اور ملکیت کی مقدار کا متفاوت ہونا بھی قابل قبول ہے۔
و اتی المال علی حبه ذوی القربی ... والسائلین

۱۳۔ انسان جو دوسروں کے ساتھ عہد و پیمان کرتا ہے ان کی پابندی ضروری ہے۔
والموفون بعہدہم اذا عاہدوا "اذا عاہدوا" اس مطلب کو بیان کر رہا ہے کہ یہاں عہد سے مراد وہ عہد و پیمان ہیں جو انسان ایک دوسرے کے ساتھ باندھتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کا انسانوں کے ساتھ عہد و پیمان۔

۱۴۔ اہل ایمان کو چاہئے فقر و تنگدستی میں جب مبتلا ہوں نیز جب مشکلات و مصیبتیں ان کی طرف رخ کریں تو انتہائی صبر اور استقامت کا مظاہرہ کریں۔ و الصابرین فی البساء والضراء

۱۵۔ مجاہدین کا فریضہ ہے کہ دشمنان دین کے ساتھ جنگ اور نبرد آزمائی کے وقت صبر و استقامت سے کام لیں۔
و الصابرین ... حین الباس

۱۶۔ صبر و استقامت کا دیگر فضیلتوں میں ایک خاص مقام اور ایک خاص اہمیت ہے۔ و الصابرین فی البساء والضراء
حین الباس کلام کا سیاق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ "الصابرین"، "الموفون" کی طرح مرفوع ہو اسکو منصوب لانا اس بات کی دلیل ہے کہ فعل "امدح" (میں تعریف کرتا ہوں) تقدیر میں ہے یعنی جملہ یوں ہے "والصابرون امدح الصابرین" کلام عرب میں اس طرح کی تقدیر اسلئے لائی جاتی ہے کہ متکلم اس مورد کیلئے خاص اہمیت جس کیلئے قائل ہے کہ اس نے فعل "امدح" کو تقدیر میں لیا ہے۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ قیامت، فرشتوں، آسمانی کتابوں اور انبیاء ﷺ پر ایمان لانا نیک انسانوں کی خصوصیات میں سے ہے۔
و لكن البر من آمن بالله ... والنبیین

۱۸۔ مفاہیم کی قدر و قیمت اس وقت متعین ہوتی ہے جب وہ انسانوں میں ظاہر ہو جائیں۔ و لكن البر من آمن

ظاہراً جملہ یوں ہونا چاہیئے تھا "البر الایمان باللہ... نیکی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے" نہ کہ یہ جملہ یوں ہوتا "البر من آمن" نیکی وہ ہے جو خدا پر ایمان رکھتا ہے پس یہاں پر "البر" کا مصداق "من آمن" بیان کرنا اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان اور... اس وقت کمال ہیں یا ان کو اس وقت نیکی کہا جاسکتا ہے جب وہ انسانوں میں ظاہر ہو جائیں ورنہ ایمان وغیرہ کا خالی مفہوم نیکی شمار نہیں ہوتا (المیزان سے اقتباس)

۱۹۔ قرآن کریم کا ہدف انسان سازی ہے نہ فقط اچھے مفاہیم اور پسندیدہ اعمال کا بیان کر دینا۔ و لكن البر من آمن یہ مطلب "ولكن البر من آمن" سے ماخوذ ہے۔

۲۰۔ اپنے عزیزوں، یتیموں، مسکینوں، راستوں میں رہ جانے والوں اور فقیروں کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے مال ادا کرنا نیک انسانوں کی خصوصیات ہیں۔ و لكن البر من... و آتی المال علی حبه ذوی القربی... والسائلین

۲۱۔ اپنے ضرورتمند رشتہ داروں کو دیگر ضرورتمند افراد پر فوقیت دینا انفاق کے آداب میں سے ہے۔

و آتی المال علی حبه ذوی القربی والیتمی والمساکین "ذوی القربی" کو دوسروں پر مقدم کرنا اس بات کو بیان کر رہا ہے کہ اہل ایمان کو چاہیے کہ سب سے پہلے اپنے رشتہ داروں کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کریں پھر دوسروں کے بارے میں اقدام کریں۔

۲۲۔ نیک لوگوں کے اپنے اموال کو ضرورتمندوں کی مدد کیلئے خرچ کرنے کے جذبے کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ و آتی المال علی حبه ذوی القربی "علی حبه" کی ضمیر ممکن ہے "اللہ"، "المال" یا "ایمان المال" کی طرف لوٹتی ہو مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

۲۳۔ نیک لوگ رغبت اور پوری خوشی کے ساتھ اپنے اموال کو ضرورتمندوں کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے خرچ کرتے ہیں۔ و آتی المال علی حبه ذوی القربی یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "حبه" کی ضمیر "ایمان المال" کی طرف لوٹتی ہو جو "آتی المال" سے ماخوذ ہے یعنی مال کو پوری رغبت اور تمایل کے ساتھ ضرورتمندوں پر صرف کرتے ہیں۔

۲۴۔ رغبت اور قلبی خوشی کے ساتھ اتفاق کرنا انفاق (خرچ کرنے) کے آداب میں سے ہے۔ و آتی المال علی حبه ذوی القربی والیتامی

۲۵۔ مال سے انس و محبت نیک لوگوں کو اسکے انفاق اور ضرورتمندوں کی نجات کے لئے خرچ کرنے سے روک دیتی ہے۔ و آتی المال علی حبه ذوی القربی یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "حبه" کی ضمیر

"المال" کی طرف لوٹتی ہو۔

۲۶۔ نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، عہد و پیمان کی پابندی کرنا اور مشکلات اور تنگدستیوں میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا نیک لوگوں کی خصوصیات ہیں۔ و لكن البر ... اقام الصلوة ... والصابرين في الباساء و الضراء

۲۷۔ دشمنان دین کے خلاف جنگ کے دوران میں استقامت اور پائیداری کا مظاہرہ کرنا نیک لوگوں کی خصوصیات میں سے ہے۔ و لكن البرمن ... الصابرين في الباساء والضراء و حين الباس

۲۸۔ دین کے اخلاقی، معاشرتی اور عبادتی فرائض کو انجام دینا، دشمنان دین کے خلاف نبرد آزمائی کی راہ میں استقامت اور مشکلات کو برداشت کرنا ایمان کی سچائی و صداقت کی دلیل ہے۔ اولئك الذين صدقوا

یہ مفہوم اس صورت میں ہے کہ "اولئك" اس جملہ "و آتی المال ... و حين الباس" میں موجود صفات کی طرف اشارہ ہو۔ اور "من آمن ..." کے قرینہ سے "صدقوا" کا متعلق اللہ اور ... پر ایمان ہو۔

۲۹۔ وہ لوگ جو دین کے اعتقادی پہلوؤں پر یقین رکھتے ہیں، ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے لئے اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں اور اپنے عبادتی و معاشرتی فرائض کو انجام دیتے ہیں۔ یہی حقیقی طور پر اہل تقویٰ ہیں۔

و لكن البر من آمن ... و اولئك هم المتقون

۳۰۔ وہ لوگ جو فقر و تنگدستی اور مشکلات میں مبتلا ہونے کے باوجود اپنے ایمان پر ثابت قدم رہتے ہیں حقیقی طور پر اہل تقویٰ ہیں۔ والصابرين في الباساء والضراء ... اولئك هم المتقون

۳۱۔ وہ مجاہدین جو دشمنان دین کے خلاف نبرد آزمائی میں استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں حقیقی طور پر اہل تقویٰ ہیں۔ الصابرين ... حين الباس ... اولئك هم المتقون

۳۲۔ ابرار (نیک لوگ) حقیقی طور پر اہل تقویٰ ہیں۔ اولئك هم المتقون

۳۳۔ اعتقادی، اخلاقی، عبادتی، اقتصادی، معاشرتی اور فوجی حوالے سے اسلام ایک جامع اور ہمہ گیر دین ہے۔ و لكن البر من آمن ... اولئك هم المتقون

۳۳۔ انہ قیل یا رسول اللہ (ص) ما " آتی المال علی حبه " فكلنا نحبه؟ قال رسول اللہ (ص) توتيه حين توتيه ونفسك حين تحذئك بطول العمر والفقر" (۱)

پیامبر اسلام (ص) سے اس آیت "آتی المال علی جبہ" کے بارے میں سوال کیا گیا پس ہم سب ہی مال سے محبت کرتے ہیں؟ آنحضرت (ص) نے ارشاد فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو درآں حالیکہ تیرا نفس (سانس) تجھے لمبی عمر اور فقر سے ڈراتا ہے۔

ابن السبیل (درماندہ راہ): ابن السبیل کی ضرورت پوری کرنا ۱۰، ۲۰

اخلاق: اخلاقی فضیلتیں ۱۶

ادیان: ادیان کا ہم آہنگ ہونا ۸

اسلام: اسلام کے پہلو ۳۳؛ اسلام کا معاشرتی پہلو ۳۳؛ اسلام کا اخلاقی پہلو ۳۳؛ اسلام کا اقتصادی پہلو ۳۳؛ اسلام کا عبادتی پہلو ۳۳؛ اسلام کا عقیدتی پہلو ۳۳؛ اسلام کا دفاعی پہلو ۳۳؛ اسلام کا جامع و ہمہ گیر ہونا ۳۳؛ اسلام کی خصوصیات ۳۳

اقتصاد: اقتصادی تفاوت ۱۲

انبیاء (علیہم السلام): انبیاء ﷺ میں ہم آہنگی ۸

انسان: انسانی حقوق ۱۲

انفاق (خرچ کرنا): انفاق کے آداب ۲۱، ۲۳؛ راہ خدا میں انفاق ۳۳؛ انفاق میں اولویت ۲۱؛ انفاق کی اہمیت ۲۹؛ انفاق میں رضایت ۲۳، ۲۴؛ انفاق کے مصارف ۹، ۱۱، ۲۹؛ انفاق کے موانع ۲۵

ایمان: آخرت پہ ایمان کی اہمیت ۲؛ اللہ تعالیٰ پر ایمان کی اہمیت ۲؛ ایمان کی حفاظت کی اہمیت ۳۰؛ آخرت پہ ایمان ۵، ۷؛ انبیاء ﷺ پر ایمان ۵، ۷، ۱۴؛ قیامت پر ایمان ۱۴؛ آسمانی کتابوں پر ایمان ۵، ۱۴، ۱۵؛ ملائکہ پر ایمان ۵، ۱۴، ۱۵؛ ایمان پر ثابت رہنے والے افراد ۳۰؛ ایمان میں صداقت ۲۸؛ ایمان کے متعلقات ۵، ۷، ۱۴؛ ایمان کی علامتیں ۲۸

بحث و مجادلہ: ناپسندیدہ مجادلہ سے اجتناب ۳

ترغیب: ترغیب کے عوامل ۲۲

تزکیہ: تزکیہ کی اہمیت ۱۹

تکلیف (شرعی ذمہ داری): تکلیف پر عمل ۲۸، ۲۹

جنگ: جنگ میں استقامت ۶

جہاد: دشمنان دین سے جہاد ۲۴، ۳۱؛ جہاد میں صبر ۱۵، ۲۴، ۲۸، ۳۱

خوف: فقر کا خوف ۳۳

دین: ارکان دین ۲، ۵، ۶؛ اہداف دین ۳؛ فلسفہ دین ۳

رشتہ دار: ضرورت مندرشتہ داروں پر انفاق ۲۱؛ رشتہ داروں کی ضروریات پوری کرنا ۹، ۲۰

روایت: ۳۳

زکوٰۃ: زکوٰۃ کی اہمیت ۶؛ زکوٰۃ کی ادائیگی ۲۶

سائلین (درماندہ افراد): سائلین کی ضروریات پوری کرنا ۱۰، ۲۰

سختی: سختیوں کو آسان بنانے کی روش ۱۳؛ سختیوں میں صبر ۶، ۱۳، ۲۶، ۲۸

صبر: صبر کی اہمیت ۱۶

ضرورتمند لوگ: ضرورتمندوں کی ضرورت پوری کرنا ۵، ۹، ۱۰، ۲۲، ۲۳؛ ضرورتمندوں کی حاجات کو پورا کرنے میں رکاوٹیں ۲۵

عبادت: عبادت کا فلسفہ ۳

عقیدہ: دین کا عقیدہ ۲۹

عہد: وفائے عہد ۶، ۲۶

عیسائی: عیسائیوں کی دین سے غفلت ۲؛ عیسائی اور قبلہ ۲؛ عیسائیوں کا بحث مباحثہ کرنا ۲

غلام: غلام کی رہائی ۵، ۱۱

فقر: فقر میں ایمان کی حفاظت ۳۰؛ فقر میں صبر ۱۳

قبلہ: قبلہ کی اہمیت ۳

قدریں: قدروں کا معیار ۱۸

قرآن کریم: قرآن کریم کے اہداف ۱۹; قرآن کا ہدایت کرنا ۱۹

متقین: ۳۲ متقین کی صفات ۲۹، ۳۰، ۳۱

مجاہدین: مجاہدین کی ذمہ داری ۱۵

محبتیں: اللہ تعالیٰ سے محبت کے نتائج ۲۲; مال سے محبت کے نتائج ۲۵

مساکین: مساکین کی ضرورت پوری کرنا ۱۰، ۲۰

معاهدے: معاہدوں کی وفا ۱۳

ملکیت: ذاتی ملکیت ۱۲

مومنین: مومنین کی ذمہ داری ۱۱، ۱۲، ۱۳

نماز: نماز قائم کرنے کی اہمیت ۶; نماز قائم کرنا ۲۶

نیک لوگ: نیک لوگوں کا انفاق ۲۰، ۲۳; نیک لوگوں کا تقویٰ ۳۲; نیک لوگوں کی صفات ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳; نیک لوگوں کے

انفاق کا فلسفہ ۲۲; نیک لوگ اور مال کی محبت ۲۵

نیکی: نیکی کے معیارات ۱

یتیم: یتیموں کی حاجت روائی کرنا ۱۰، ۲۰

یہود: یہودیوں کی دین سے غفلت ۲; یہودیوں کا مجادلہ اور جھگڑا کرنا ۲; یہودی اور قبلہ ۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتَّبِعْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءُ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٨﴾

ایمان والو تمھارے اوپر مقتولین کے بارے میں قصاص لکھ دیا گیا ہے آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ اب اگر کسی کو مقتول کے وارث کی طرف سے معافی مل جائے تو نیکی کا اتباع کرے اور احسان کے ساتھ اس کے حق کو ادا کر دے۔ یہ پروردگار کی طرف سے تمھارے حق میں تخفیف اور رحمت ہے لیکن اب جو شخص زیادتی کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب بھی ہے (۱۷۸)

۱۔ اسلامی معاشرے میں قصاص کا قانون (قاتل کو قتل کرنا) ایک ثابت اور لازم الاجراء قانون ہے۔
یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی

۲۔ قصاص کا قانون کسی خاص فرد یا گروہ سے مخصوص نہیں ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی
"قتلی" "قتیل" کی جمع ہے جس کا معنی ہے مقتولین۔ "القتلی" "کا" "ال" جنس کا ہے جو استغراق کے لئے ہے۔

۳۔ اسلامی معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ قانون قصاص کو جاری کرے * یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی
قصاص کا حق مقتول کے ورثاء کے لئے ہے اور اس کا اجراء فقط قاتل کے بارے میں ہے۔ لیکن یہ جو سب مسلمانوں کو مورد خطاب قرار دیا ہے ہو سکتا ہے اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ سب لوگ اس قانون کے اجراء کی ضمانت کو فراہم کرنے کی کوشش کریں۔

۳۔ قاتل کو چاہیئے قانون قصاص کے سامنے خود کو سر تسلیم کرے۔ یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص
"کتب علیکم" کے حقیقی مخاطب قاتلین ہیں پس یہ قاتل کی ذمہ داری ہے کہ قانون قصاص کے جاری ہونے کے لئے خود کو
آمادہ کرے یعنی قصاص کے اجراء کے لئے تسلیم ہونا لازمی امر ہے۔

۵۔ آزاد انسان کے مقابل آزاد اور غلام کے مقابل غلام کا قصاص ہوتا ہے۔ الحر بالحر والعبد بالعبد

۶۔ عورت کے مقابل عورت کا قصاص ہوتا ہے والانثی بالانثی

۷۔ قانون قصاص میں آزاد غلام کے ساتھ اور عورت مرد کے ساتھ مساوی نہیں ہیں۔

کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی

۸۔ مقتول کے ورثاء قاتل کو قصاص سے معاف کر سکتے ہیں۔ فمن عفی له من اخیه شیء

"من" سے مراد قاتل اور "اخیہ" سے مراد مقتول کا وارث ہے "لہ" اور "اخیہ" کی ضمیر "من" کی طرف لوٹتی ہے یعنی قاتل کی
طرف۔ "شیء" سے مراد قصاص کا حق ہے پس جملہ "فمن عفی..." کا معنی یہ بنتا ہے پس وہ قاتل جسے مقتول کے وارث کی
طرف سے اس کے لئے حق قصاص میں سے کچھ معاف کر دیا گیا ہو۔

۹۔ قصاص قابل معافی حق ہے نہ ایسا حکم جو ساقط نہیں ہو سکتا۔ فمن عفی له من اخیه شیء

۱۰۔ حق قصاص مقتول کے ورثاء میں سے کسی ایک کے معاف کر دینے سے بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ فمن عفی له من
اخیہ شیء "شیء" سے مراد حق قصاص ہے اسکو نکرہ استعمال کرنا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ اگر حق قصاص میں
سے کچھ معاف کر دیا جائے تو قاتل کا قصاص نہیں ہوگا البتہ یہ فرض اس صورت میں ہے کہ مقتول کے وارث متعدد ہوں
اور ان میں سے بعض قاتل کو معاف کر دیں۔

۱۱۔ مقتول کے وارث کیلئے بہتر ہے کہ قاتل کو معاف کر دے اور اپنے حق (قصاص) سے درگزر کرے۔ فمن عفی له
من اخیه شیء مقتول کے وارث کو حق قصاص معاف کرنے کی طرف ترغیب دلانا اس لفظ "اخیہ" کے جملہ اہداف میں
سے ایک ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس لفظ کو مقتول کے وارث کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔

۱۲۔ انتقام پر قدرت و صلاحیت رکھتے ہوئے معاف کرنے کی بہت قدر و قیمت ہے۔ فمن عفی له من اخیه شیء

۱۳۔ اگر قاتل کے قصاص کو معاف کر دیا جائے تو اسکو

چاہیئے کہ مقتول کے ورثاء کو خون بہا ادا کرے۔ فمن عفی له من اخیه شیء ... و اداء الیہ باحسان

۱۳۔ اہل ایمان ایک دوسرے کے ساتھ اخوت و برادری کے رشتہ میں بندھے ہوئے ہیں۔ یا ایہا الذین آمنوا ... فمن عفی له من اخیه شیء

۱۵۔ قتل کی وجہ سے قاتل مسلمانوں کے زمرے سے خارج نہیں ہو جاتا نہ ہی ایمانی اخوت کا رابطہ منقطع ہو جاتا ہے حتیٰ مقتول کے وارثوں سے بھی اس کا رابطہ نہیں لوٹتا۔ یا ایہا الذین آمنوا ... فمن عفی له من اخیه شیء

۱۶۔ قصاص کا معاف کرنا اسلامی اخوت اور ایمانی احساسات کا مظہر ہے۔ فمن عفی له من اخیه شیء

۱۷۔ اسلامی حقوق، اخلاق و احسان کے ساتھ گندھے ہوئے ہیں۔ کتب علیکم القصاص ... فمن عفی له من اخیه شیء فاتباع بالمعروف و اداء الیہ باحسان

۱۸۔ اگر مقتول کے ورثاء حق قصاص معاف کر دیں اور دیت کا مطالبہ کر دیں تو انکو چاہیئے قاتل سے بہتر تعلقات رکھیں۔ فمن عفی له من اخیه شیء فاتباع بالمعروف "اتباع" کا فاعل ممکن ہے مقتول ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ قاتل ہو۔ مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنا پر ہے پس "اتباع بالمعروف" یعنی مقتول کے وارثوں کو چاہیئے قاتل سے اچھا برتاؤ کریں اسکو آزار و اذیت نہ پہنچائیں دیت لینے میں اس پر سختی نہ کریں اور حد سے زیادہ مطالبہ نہ کریں اور...

۱۹۔ قاتل کو چاہیئے نہایت اچھے طریقے اور روش کے ساتھ مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرے۔ فاتباع بالمعروف و اداء الیہ باحسان "اداء" کا فاعل قاتل ہے۔ "الیہ" کی ضمیر "اخیہ" کی طرف لوٹتی ہے کہ جس سے مراد مقتول کا وارث ہے پس جملہ "اداء الیہ..." یعنی قاتل کو چاہیئے کہ مقتول کے وارث کو احسن طریقے کے ساتھ دیت ادا کرے اس طرح کہ دیت دینے میں تاخیر نہ کرے، معینہ مقدار سے کمتر ادا نہ کرے اور مقتول کے ورثاء کی پریشانی کا ذریعہ بھی نہ بنے۔ ۲۰۔ قصاص کی جگہ معافی کی تجویز اور اسکے بدلے دیت کا حکم اسلامی معاشرے کے لئے رحمت کا باعث ہے۔ ذلک تخفیف من ربکم و رحمة

۲۱۔ قانون قصاص کی تخفیف (اسکا دیت میں تبدیل ہونا) اسلامی معاشرے کے امور کی تدبیر کی خاطر ہے۔ ذلک تخفیف من ربکم

اس مطلب میں "رب" کا معنی مربی، مدیر و منتظم کے معنی میں ہے سے حاصل لیا گیا ہے۔

۲۲۔ احکام الہی میں جھکاؤ کا انعطاف پذیر ہونا اور تکالیف میں تخفیف اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پرتو ہے۔ فمن عفی له من اخیه شیء ... ذلک تخفیف من ربکم و رحمة

۲۳۔ جو لوگ قصاص اور دیت کے احکام پر عمل پیرا نہ ہوں گے تو عذاب الہی سے دوچار ہوں گے۔
فمن اعتدى بعد ذلك فله عذاب اليم

"ذک" ممکن ہے قصاص و دیت کے مذکورہ احکام کی طرف اشارہ ہو پس یہ جملہ "فمن اعتدى..." بیان کر رہا ہے کہ اگر کسی نے ان احکام پر عمل نہ کیا اور زمانہ جاہلیت کی طرح عمل کیا تو وہ گناہگار ہے اور عذاب الہی میں مبتلا ہوگا۔

۲۴۔ قاتل کے قصاص کو معاف کرنے اور دیت لینے کے بعد جو لوگ قاتل کو قتل کرنا چاہیں وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ فمن اعتدى بعد ذلك فله عذاب اليم یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "ذک" دیت لینے کی طرف اشارہ ہو اس صورت میں جملہ "فمن اعتدى..." بیان کر رہا ہے کہ مقتول کے ورثاء اگر قاتل کو معاف کر دیں اور دیت کا مطالبہ کریں تو اس کے بعد حق نہیں رکھتے کہ قاتل کو قصاص کے طور پر قتل کریں۔

۲۵۔ جو لوگ احکام الہی سے تجاوز کرتے ہیں دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ فمن اعتدى بعد ذلك فله عذاب اليم

۲۶۔ اگر مقتول کا وارث معاف کرنے یا دیت لینے کے بعد قاتل کو قتل کرے تو اسے بھی قتل کیا جانا چاہیئے۔ *
فمن اعتدى بعد ذلك فله عذاب اليم جملہ "فله عذاب اليم" اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ متجاوز شخص دنیا یا آخرت میں مبتلا ہوگا یا ممکن ہے یہ سزا کا حکم ہو جسے اسلامی معاشرے میں اجراء کیا جانا چاہیئے۔ مذکورہ بالا مطلب دوسرے احتمال کی بنا پر ہے۔

۲۷۔ قاتل کو قصاص سے معاف کر دیا گیا ہو تو وہ کسی اور قتل کرے تو اس صورت میں اسے بالکل معاف نہ کیا جائے بلکہ قتل کر دیا جائے۔ کتب علیکم القصاص ... فمن اعتدى بعد ذلك فله عذاب اليم یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ مافوق جملہ میں "من" سے مراد قاتل ہو نہ کہ مقتول کا وارث۔ بنا بریں "ذک" "عفو" کی طرف اشارہ ہے جسے "فمن عفی له" سے اخذ کیا گیا ہے۔

۲۸۔ احکام و قوانین اپنے بننے اور جاری ہونے سے پہلے کے زمانے یا حالات کو شامل نہیں ہوتے۔

فمن اعتدى بعد ذلك فله عذاب اليم مطلب اس بنا پر ہے کہ "ذک" کا مشار الیہ آیہ قصاص کے نزول اور تبلیغ کا زمانہ ہو۔

۲۹۔ احکام و قوانین الہی سے تجاوز رحمت الہی سے بہرہ مندی کے لئے رکاوٹ ہے۔

ذلك تخفيف من ربكم و رحمة فمن اعتدى بعد ذلك فله عذاب اليم

۳۰۔ حلبی کہتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "فمن عفى له من اخيه شيئا فاتباع بالمعروف و اداء اليه باحسان" کے بارے میں سوال کیا تو امام صادق عليه السلام نے فرمایا "ينبغي للذي له الحق ان لا يعسر اخاه اذا كان قد صالحه على دية و ينبغي للذي عليه الحق ان لا يمتل اخاه اذا قدر على ما يعطيه و يؤدى اليه باحسان قال و سألته عن قول الله عزوجل " فمن اعتدى بعد ذلك فله عذاب اليم " فقال هو الرجل يقبل الدية او يعفو او يصالح ثم يعتدى فيقتل فله عذاب اليم كما قال الله عزوجل ^(۱) جو کوئی خون میں صاحب حق ہیں اور انہوں نے دیت پر توافق کر لیا ہے تو سزاوار ہے دیت لینے میں سختی نہ کرے اور وہ شخص جو دیت ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے سزاوار ہے کہ اس میں کوتاہی نہ کرے اور اس کو نیکی اور اچھے طریقے سے ادا کرے۔ حلبی کہتے ہیں کہ میں نے پھر اس کلام "فمن اعتدى بعد ذلك فله عذاب اليم" کے بارے میں پوچھا تو حضرت عليه السلام نے ارشاد فرمایا اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے دیت قبول کی ہے یا معاف کیا ہے یا مصالحت کی ہے اسکے بعد یہ فرد تجاوز کرے اور قتل کا اقدام کرے تو اسکے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

احکام: ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۳، ۱، ۲۶، ۲۳، ۱۳، ۱۰، ۲۷؛ احکام میں جھکاؤ ۲۲

اخوت و برادری: برادری کی علامتیں ۱۶

اسلامی معاشرہ: اسلامی معاشرے کی تدبیر و انتظام ۲۱؛ اسلامی معاشرے کی ذمہ داری ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے عذاب ۲۵، ۲۳؛ رحمت الہی کے مظاہر ۲۲، ۲۰؛ رحمت الہی کے موانع ۲۹

تجاوز: تجاوز کی سزا ۲۵

تکلیف شرعی: تکلیف شرعی میں تخفیف ۲۲

حدود الہی: حدود الہی سے تجاوز کے نتائج ۲۵، ۲۹

حقوق: حقوق میں احسان و نیکی ۱۷؛ حق قصاص ۹، ۱۱؛ قابل بخشش حق ۸، ۱۱، ۱۰، ۹؛ حقوق کا نظام ۱۷؛ حقوق اسلامی کی

خصوصیات ۱۷

(۱) کافی ج ۷/ ص ۳۵۸ ح ۱، تفسیر بہان ج ۱/ ص ۱۷۶ ح ۲۔

دیت: دیت ادا کرنے کے آداب ۳۰؛ دیت کے احکام ۱۳؛ دیت کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی اہمیت ۲۳؛ قتل کی دیت ادا کرنا ۱۹؛ قتل کی دیت ۱۸، ۱۳

دین: دینی تعلیمات کا نظام ۲۲

روایت: ۳۰

عذاب: دردناک عذاب ۲۳، ۲۵؛ عذاب کے درجات ۲۳، ۲۵؛ عذاب کے موجبات ۲۳، ۲۵، ۳۰؛ قاتل: مقتول کے ورثاء کے ساتھ قاتل کا برتاؤ ۱۹؛ قاتل کو معاف کرنا ۸، ۱۳، ۲۴؛ دیت کے بعد قاتل کو قتل کرنا ۲۳، ۲۶، ۳۰؛ معاف کرنے کے بعد قاتل کو قتل کرنا ۲۳، ۲۶؛ قاتل کی ذمہ داری ۱۳، ۳

قانون: قانون کو ماضی کی طرف لوٹانا ۲۸؛ دینی قوانین کی خصوصیات ۲۲

قتل: قتل کے تکرار کے نتائج ۲۴؛ قتل کے نتائج ۱۵؛ قتل کا جرم ۸، ۱۱؛ معافی کے بعد جرم قتل ۲۶؛ قتل کا جائز ہونا ۲۶؛ معاف کر دینے کے بعد قتل کی سزا ۲۶

قدریں: ۱۱، ۱۲

قصاص: احکام قصاص ۱، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳؛ قصاص کی اہمیت ۲۳؛ قصاص کی اہمیت ۱، ۳؛ قصاص کا دیت میں تبدیل ہونا ۱۳، ۲۱، ۲۰؛ قصاص میں تخفیف ۲۱، ۲۰؛ قصاص میں مختلف انسانوں کا فرق ۷؛ قصاص کا ساقط ہونا ۱۱، ۱۰، ۹؛ قصاص کی شرائط ۵، ۷؛ قصاص سے معافی ۶، ۱۳، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵؛ قصاص کا عمومی ہونا ۲؛ غلام کا قصاص ۵، ۷؛ آزاد کا قصاص ۵، ۷؛ عورت کا قصاص ۶، ۷؛ قاتل کا قصاص ۳، ۲۴؛ مرد کا قصاص ۷؛ قصاص کا حکم قطعی ہونا ۱؛ قصاص جاری کرنے کا ذمہ دار ۳؛ قصاص کا مماثلت ۵، ۶؛ قصاص کے موارد ۲۶؛ قانون قصاص کی خصوصیات ۱، ۲

معافی اور بخشش: معافی کی قدر و قیمت ۱۱، ۱۲؛ قدرت و طاقت کے ہوتے ہوئے معافی ۱۲؛ مقتول: قصاص میں مقتول کے ورثاء کے اختیارات ۸، ۱۱، ۱۰؛ مقتول کے ورثاء کے حقوق ۸؛ مقتول کے ورثاء کا قاتل کے ساتھ برتاؤ ۱۸

مومنین: مومنین کی برادری ۱۵، ۱۳؛ مومنین کے جذبات کی علامتیں ۱۶

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٧٩﴾

صاحبان عقل تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے کہ شاید تم اس طرح متقی بن جاؤ (۱۷۹)

۱۔ قانون قصاص اور اسکا اجراء اسلامی معاشرے کی زندگی کا باعث ہے۔ و لکم فی القصاص حیاة

۲۔ لوگوں کو اقدام قتل سے روکنے کے لئے قصاص اہم اور بنیادی عامل ہے۔ و لکم فی القصاص حیاة ... لعلکم تتقون

۳۔ خالص عقل سے بہرہ مند افراد قانون قصاص کے فلسفہ (معاشرے کی حیات) کو درک کرنے کی توانائی رکھتے ہیں۔

و لکم فی القصاص حیاة یا اولی الالباب قصاص کے قانون اور اس پر عمل کرنے میں زندگی اسلامی معاشرے میں موجود سبھی افراد کے لئے ہے نہ صرف عقل سے بہرہ مند افراد کیلئے لہذا "اولی الالباب" کو مخاطب قرار دینا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ اس حقیقت کا ادراک خالص عقل سے ممکن ہے۔

۴۔ معاشرتی مصلحتیں انفرادی مصلحت پر فوقیت رکھتی ہیں۔ و لکم فی القصاص حیاة یا اولی الالباب

قانون قصاص جس میں فرد کی موت یا نابودی ہے اسے قرآن حکیم معاشرے کے لئے زندگی قرار دے رہا ہے۔ اس سے یہ نکتہ سمجھا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم کی نظر میں معاشرے کی مصلحتیں فرد کی مصلحت پر فوقیت رکھتی ہیں۔

۵۔ حق قصاص سے درگزر اور معاف کرنا اسوقت پسندیدہ امر ہے کہ جب قانون قصاص کی حکمت ختم ہو کے نہ رہ جائے۔ فمن عفی له ... و لکم فی القصاص حیاة یا اولی الالباب قصاص سے معافی اور دیت کے مطالبہ کو پیش کرنے کے بعد یہ ذکر کرنا کہ قصاص میں معاشرے کے لئے بہت بڑی حکمت ہے یعنی معاشرتی زندگی کی اس میں ضمانت دی گئی ہے یہ بات مذکورہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہو سکتی ہے۔

۶۔ اصل قانون، قصاص ہے اور معاف کرنا اسکی ضمنی شق ہے۔ لکم فی القصاص حیاة یا اولی الالباب

۷۔ انسانوں کی دنیاوی زندگی و حیات کی قدر و قیمت تقوی اختیار کرنے میں ہے۔ و لکم فی القصاص حیاة ... لعلکم تتقون

یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "لعلکم ... حیاة" کے لئے بیان غایت ہو یعنی قانون قصاص اس لئے وضع کیا گیا ہے تاکہ معاشرتی زندگی کی ضمانت فراہم کرے۔ جبکہ زندگی خود سے کوئی معنی نہیں رکھتی مگر یہ کہ تقوی کے حصول کی بنیادیں فراہم کی جائیں۔

۸۔ امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں "فرض اللہ ... القصاص حقناً للدماء ..."^(۱)

اللہ تعالیٰ ... نے قصاص کا قانون وضع فرمایا تاکہ خون محفوظ رہیں ...

احکام: فلسفہ احکام ۸

اسلامی معاشرہ: اسلامی معاشرے کی زندگی کے اسباب ۱، ۳

انسان: انسانوں کی زندگی کی قدر و قیمت ۷

اولوالباب (صاحبان عقل):

اولوالباب کے درک کرنے کی صلاحیت ۳

تقوا: تقوا کی اہمیت ۷

جرائم: جرائم روکنے کے اسباب ۲

روایت: ۸

زندگی: دنیاوی زندگی کی قدر و قیمت ۷

فرد: فرد کی مصلحتیں ۳

قتل: قتل کی رکاوٹیں ۲

قدریں: قدروں کا معیار ۷

قصاص: قصاص کے نتائج ۱، ۲؛ قصاص کا اصل ہونا ۶؛ قانون قصاص کی شق ۶؛ قصاص معاف کرنا ۶؛ قانون قصاص کا

فلسفہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۸؛ قصاص معاف کرنے کا دائرہ ۵

مصلحت: اجتماعی مصلحت کی اہمیت ۳

معاشرہ: معاشرتی مصلحتوں کی فوقیت ۳

معاشرتی کنٹرول: معاشرتی کنٹرول کے ذرائع ۲

(۱) نیج البلاغہ حکمت ۲۵۲، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۵۸ ح ۵۲۳۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَٰلِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ

﴿۱۸۰﴾

تمہارے اوپر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت سامنے آجائے تو اگر کوئی مال چھوڑا ہو تو اپنے ماں باپ اور قریب داروں کے لئے وصیت کر دے یہ صاحبان تقویٰ پر ایک طرح کا حق ہے (۱۸۰)

۱۔ موت جب قریب ہو یا اسکے نتائج پیدا ہوں تو وصیت کرنا واجب ہے۔ کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ... الوصیة

۲۔ مالی وصیتوں کے واجب ہونے کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ اموال زیادہ ہوں۔ کتب علیکم ... ان ترک خیراً الوصیة "خیر" سے مراد اموال ہیں بعض مفسرین نے اسکے ساتھ "زیادہ" کا اضافہ کیا ہے کہتے ہیں کہ کم اموال پر "خیر" کا اطلاق نہیں ہوتا حکم اور اسکے موضوع کی مناسبت یعنی والدین اور سب عزیزوں کو وصیت کرنا علاوہ بریں "خیر" کو نکرہ استعمال کرنا بھی اس معنی کی تائید کرتا ہے۔

۳۔ مال و دولت خیر ہے۔ ان ترک خیراً

۳۔ انسان کو چاہئے کہ کچھ اموال اپنے والدین اور قریبی عزیزوں کے لئے وصیت کرے۔ کتب علیکم ... الوصیة للوالدین والاقربین

۵۔ مالی وصیتوں کو عرف عام کے مطابق ہونا چاہئے اتنی زیادہ نہ ہوں کہ لوگ ان کو نامناسب و ناروا تصور کریں۔ الوصیة للوالدین والاقربین بالمعروف معروف کا معنی منکر کے مقابل ہے اور اس سے مراد ایسی چیز ہے جس کو دینی سماج کے لوگ اچھا اور مناسب سمجھیں اور اس کا انکار نہ کریں۔

۶۔ دینی احکام میں عرف عام کے معیارات کی اہمیت۔ الوصیة للوالدین و الاقربین بالمعروف

۷۔ میت کی مالی وصیتیں نافذ ہیں اور انکی قانونی و قضائی اہمیت ہے۔ کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیراً الوصیة

وصیت کرنے پر تاکید اور مابعد والی آیہ مبارکہ میں اسکے تبدیل کرنے کو حرام قرار دینا اس مطلب کو بیان کر رہا ہے کہ میت کی مالی و صیتیں قانونی طور پر معتبر ہیں اور ان پر عمل کرنا واجب ہے۔

۸۔ وصیت ملکیت کے اسباب میں سے ہے۔ ان ترك خيراً الوصية للوالدين والاقربین

۹۔ غیر عادلانہ اور غیر متعارف و صیتیں نہ تو معتبر ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی قانونی حیثیت ہے۔ * الوصية للوالدين والاقربین بالمعروف

۱۰۔ ورثاء کو مال ادا کرنے کے لئے وصیت کرنا جائز اور اس کی قانونی حیثیت ہے۔ الوصية للوالدين والاقربین

۱۱۔ وصیت میں دیگر رشتہ داروں کی نسبت والدین فوقیت رکھتے ہیں اور اولی ہیں۔ الوصية للوالدين والاقربین

۱۲۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کا تقاضا یہ ہے کہ والدین کے لئے اموال میں سے وصیت کی جائے۔

كتب عليكم ... الوصية للوالدين والاقربین بالمعروف حقاً على المتقين

۱۳۔ مالی و صیتوں کو ترک کرنا عدم تقویٰ کی علامت ہے۔ كتب عليكم ... الوصية ... حقاً على المتقين

۱۴۔ انسان بالخصوص ایسے افراد جن کے پاس مال و دولت ہے والدین اور سارے رشتہ داران ان کی ذمہ داری کے

دائرے میں آتے ہیں * الوصية للوالدين والاقربین بالمعروف حقاً على المتقين

۱۵۔ الہی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی بنیاد تقویٰ ہے۔ كتب عليكم ... حقاً على المتقين

۱۶۔ عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر عليه السلام قال سألتہ عن الوصية للوارث فقال تجوز قال ثم تلا هذه الآية

ان ترك خيراً الوصية للوالدين والاقربین^(۱) محمد بن مسلم نے امام باقر علیہ السلام سے وارث کے لئے وصیت کا حکم پوچھا تو

حضرت علیہ السلام نے فرمایا وصیت جائز ہے اور اسکے بعد مافوق آیہ مجیدہ کی تلاوت فرمائی۔

۱۷۔ عروۃ کہتے ہیں "ان علی ابن ابی طالب عليه السلام دخل على مولی لهم فی الموت و له سبعمائة درهم او ستمائة

درهم فقال الا اوصی قال لا انما قال الله "ان ترك خيراً" وليس لك كثير مال فدع مالك لورثتك"^(۲)

امیر المومنین علی علیہ السلام بنی ہاشم ایک مولیٰ (کسی دوسرے قبیلے کا شخص جس نے اپنے آپ کو بنی ہاشم کے ساتھ

ملحق کر رکھا تھا) کی موت کے

(۱) کافی ج/۷ ص ۱۰ ح ۵ تفسیر بہان ج/۱ ص ۱۷۷ ح ۱۔

(۲) الدر المنثور ج/۱ ص ۴۲۲ نور الثقلین ج/۱ ص ۱۵۹ ح ۵۳۱۔

نزدیک اسکے سرہانے تشریف لے گئے اس شخص کے پاس سات سو یا چھ سو درہم تھے تو اس نے آپ ﷺ سے سوال کیا کیا میں وصیت نہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اگر زیادہ مال چھوڑ جاؤ" جبکہ تیرا مال زیادہ نہیں ہے پس اسکو اپنے ورثاء کے لئے چھوڑ جاؤ۔

احکام: ۱، ۲، ۳، ۵، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۶، ۱۷

اولاد: اولاد کی ذمہ داری ۱۳

تقویٰ: تقویٰ کے نتائج ۱۵، ۱۶؛ عدم تقویٰ کی علامتیں ۱۳

ثروت مند افراد: ثروت مند افراد کی ذمہ داری ۱۳

جان کنی کا عالم: جان کنی کی حالت کے نتائج ۱

خیر: خیر کے موارد ۳

دولت و ثروت: دولت و ثروت کے نتائج و اثرات ۲؛ دولت و ثروت کا خیر ہونا ۳

روایت: ۱۶، ۱۷

شرعی ذمہ داری: شرعی ذمہ داری پر عمل کی بنیاد ۱۵

عرف عام: دین اور عرف عام ۶؛ عرف عام اور قوانین ۶؛ عرف عام اور موضوع کی شناخت ۵؛ عرف کے معیارات ۶

عزیز و رشتہ دار: رشتہ داروں کے حقوق ۱۳

ملکیت: ملکیت کے احکام ۸؛ ملکیت کے اسباب ۸

واجبات: ۱

وارث: وارث کی ملکیت ۱۰

والدین: والدین کے حقوق ۱۳

وصیت: وصیت کے نتائج و اثرات ۸؛ وصیت کے طور پر ملکیت دینے کے نتائج ۱۰، ۱۷؛ وصیت کے احکام

۱۵، ۱۶، ۱۰، ۹، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱؛ مالی وصیت کی اہمیت ۴؛ وصیت میں ترجیحات ۱۱؛ مالی وصیت ترک کرنا ۱۳؛ وصیت کے واجب ہونے کی شرائط ۲؛ موصی لہ "جس کیلئے وصیت کی جائے" کی ملکیت ۴؛ مالی وصیت کا دائرہ کار ۵؛ رشتہ داروں کیلئے وصیت ۱۲، ۱۱، ۳؛ والدین کیلئے وصیت ۱۲، ۱۱، ۳؛ وصیت کا معتبر نہ ہونا ۹؛ وصیت کا غیر متعارف ہونا ۹؛ مالی وصیت ۱۵، ۱۲، ۱۰؛ وصیت کا اعتبار ۱۰؛ وصیت کے واجب ہونے کا وقت ۱

فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٨١﴾

اس کے بعد وصیت کو سن کر جو شخص بدلیں کر دے گا اس کا گناہ تبدیل کرنے والے پر ہوگا تم پر نہیں۔ خدا سب کا سننے والا اور سب کے حالات سے باخبر ہے (۱۸۱)

- ۱۔ میت کی وصیت میں تغیر یا تبدیلی کرنا حرام اور گناہ ہے۔ فَمَنْ بَدَّلَهُ ... فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ
- ۲۔ میت کی غیر عرفی یا غیر متعارف وصیتوں میں تغیر و تبدیلی گناہ نہیں ہے * فَمَنْ بَدَّلَهُ ... فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ
- "بدلہ" میں ضمیر مفعول وہ اور عرف کے مطابق وصیت کا ہونا ہے اور اس پر ماقبل آیہ مجیدہ دلالت کر رہی ہے۔
- ۳۔ میت کی وصیتوں میں تبدیلی کرنے کا گناہ صرف تبدیل کرنے والوں پر ہے نہ کہ وصیت کرنے والا یا ان افراد پر جو میت کے اموال سے اس وصیت کے نتیجے میں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ فَمَنْ بَدَّلَهُ ... فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ
- "انما" حصر پر دلالت کرتا ہے اور یہ حصر وصیت کرنے والے نیز ان لوگوں کی نسبت ہے جو وصیت سے اطلاع نہ رکھتے تھے اور اس میں تبدیلی کی وجہ سے میت کے کچھ اموال ان کو نصیب ہو گئے۔
- ۳۔ میت کی وصیتیں فقط احتمال یا گمان سے ثابت نہیں ہوتیں اور بغیر علم کے انکی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔

فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ

میت کی وصیت کو سننا (بعد ما سمعہ) یہ میت کی وصیت کے متعلق علم ہونے کے بارے میں کنایہ ہے یہ قید در حقیقت تو ضیحی ہے اور اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ وصیت کے مضمون کو جانے بغیر وصیت ثابت نہیں ہوتی نہ ہی اس پہ تغیر و تبدیلی کا عنوان صادق آتا ہے۔

۵۔ وصیت اس وقت معتبر ہے جب وصیت کرنے والا اس وصیت کے مطالب کو بیان کرے۔ *فمن بدلہ بعد ما سمعہ یہ مطلب اس بنا پر ماخوذ ہے "بعد ما سمعہ" "سننا" استعمال کیا گیا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ سمیع (سننے والا) اور علیم (جاننے والا) ہے۔ ان اللہ سمیع علیم

۷۔ اللہ تعالیٰ میت کی وصیتوں اور اس کے جانشین اور پسماندگان کے کردار سے آگاہ ہے۔ فمن بدلہ ... فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ ان اللہ سمیع علیم

۸۔ اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے پر ایمان اور توجہ انسان کو میت کی وصیتوں میں تبدیلی سے روکتے ہیں۔ فمن بدلہ ... ان اللہ سمیع علیم وصیت میں تبدیلی کی حرمت اور اسکے گناہ ہونے کے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے علم و آگاہی کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس کی طرف توجہ سے وصیت میں تبدیلی کی فکر بھی نہ کرے۔

۹۔ انسان وصیت کے معاملے میں اگر اپنے فریضہ پر عمل کرے تو اللہ کی بارگاہ میں نہ تو جوابدہ ہوگا نہ ہی اسکا مؤاخذہ کیا جائے گا۔ اگرچہ اسکی وصیتوں پر عمل نہ کیا جائے۔ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ

۱۰۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں: "سألت ابا عبد الله عليه السلام عن رجل اوصى بماله في سبيل الله فقال: اعطه لمن اوصى به له و ان كان يهودياً ان الله تبارك و تعالی يقول: فمن بدلہ بعد ما سمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ" (۱) میں نے امام صادق ؑ سے سوال کیا: کہ ایک شخص نے وصیت کی ہے کہ اس کا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے تو حضرت ؑ نے فرمایا: مال کی جس کسی کو بھی اس نے وصیت کی ہے دے دو وہ شخص یہودی ہی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس کسی نے وصیت میں تبدیلی کی بعد اس کے کہ اس نے اسکو سنا پس یقیناً اسکا گناہ ان لوگوں پر اے جنہوں نے اس میں تبدیلی کی ہے۔

احکام: ۱، ۲، ۳، ۵، ۱۰،

اسماء اور صفات: سمیع ۶، علیم ۶

اللہ تعالیٰ: علم الہی ۸

ایمان: ایمان کے نتائج ۸؛ علم الہی پر ایمان ۸؛ ایمان کے متعلقات ۸
تکلیف (شرعی ذمہ داری): تکلیف پر عمل کے نتائج ۹

روایت: ۱۰

محرمات: ۱۰

نظریہ کائنات (جہان بینی): نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی ۸

وصیت: وصیت پر عمل کے نتائج و اثرات ۹؛ وصیت کے احکام ۵، ۲، ۱، ۱۰؛ وصیت کی جائز تبدیلی ۲؛ وصیت کی تبدیلی ۱۰؛ وصیت کو اپنے لفظوں میں بیان کرنا ۵؛ وصیت تبدیل کرنا حرام ہے ۱؛ وصیت ثابت ہونے کی شرائط ۳؛ وصیت تبدیل کرنے کا گناہ ۳، ۱؛ وصیت تبدیل کرنے کا ذمہ دار ۳؛ مالی وصیت کے مصارف ۱۰؛ وصیت کے معتبر اور قانونی ہونے کے معیارات ۵، ۳؛ وصیت تبدیل کرنے کے موانع ۸؛ وصیت کی وصیت ۷

فَمَنْ خَافَ مِنْ مَوْصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۸۲﴾

پھر اگر کوئی شخص وصیت کرنے والے کی طرف سے طرفداری یا نا انصافی کا خوف رکھتا ہو اور وہ ورثہ میں صلح کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اسے بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (۱۸۲)

۱۔ اگر مالی وصیتیں غیر عادلانہ ہوں اور جن افراد کو فائدہ ملا ہے ان کے مابین اختلافات کا باعث بنیں تو وصیت کرنے والے کو وصیت تبدیل کرنے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ فَمَنْ خَافَ مِنْ مَوْصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ

"جنف" کا معنی ستم اور باطل کی طرف تمایل ہے پس اس اعتبار سے یہاں غیر معروف وصیت مراد ہے جو پس ماندگان کے لئے ظلم و ستم شمار ہوتا ہے۔ "اثم" کا معنی بھی یہی ہے "فصلح بینہم" سے مراد وصیت کرنے والے کو آمادہ کرنا ہے ، اس بات پر کہ اپنی غیر عادلانہ وصیت کو تبدیل کرے تاکہ اس سے پیدا ہونے والا ممکنہ اختلاف اور نزاع ختم ہو جائے۔

۲۔ غیر عادلانہ وصیتوں کو تبدیل کرنا اور وصیت کرنے والے کو اس کی تبدیلی پر آمادہ کرنا جائز ہے۔ فَمَنْ خَافَ مِنْ مَوْصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ یہ بات گزر گئی کہ "جنف" اور "اثم" سے مراد غیر عادلانہ وصیت ہے یہ تقسیم اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ غیر عادلانہ وصیت جان بوجھ کر تحریر کی گئی ہو (کہ اس صورت میں وصیت کرنے والا گنہگار ہے) یا یہ کہ بھول کر ایسا کیا گیا ہو دونوں صورتوں میں وصیت کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ غیر عادلانہ وصیتیں اگر جان بوجھ کر تحریر کی جائیں تو گناہ ہے۔ فمن خاف من موص جنفاً او اثماً
 ۴۔ وصیت کے غیر عادلانہ ہونے کا احتمال اور یہ کہ جن لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچا ہے ان کے مابین اختلاف پیدا ہونے
 کا احتمال ہی کافی ہے کہ وصیت کرنے والے کو اس کی تبدیلی پر آمادہ کیا جائے۔ فمن خاف ... فلا اثم علیہ
 یہ مطلب لفظ "خاف" کے استعمال سے اخذ کیا گیا ہے۔

۵۔ غیر عادلانہ وصیتوں کی تبدیلی کیلئے وصیت کرنے والے کو آمادہ کرنا وصیت کے حرام ہونے کا مصداق نہیں ہے اور نہ
 ہی آمادہ کرنے والا گنہگار ہے۔ فمن بدله ... فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ ... فمن خاف ... فلا اثم علیہ
 ۶۔ میت کی غیر عادلانہ وصیتوں کو بدلنا جائز ہے اور بدلنے والا گنہگار نہیں ہے۔ فمن خاف من موص جنفاً او اثماً
 فاصلح بینہم فلا اثم علیہ اس آیہ مجیدہ کو وصیت کرنیوالے کی قید حیات میں فرض کیا جاسکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ
 اس کو فرد کی موت کے بعد تصور کیا جائے، مذکورہ مطلب دوسرے فرض کی بنیاد پر ہے اور اس سے ماقبل مطالب پہلے
 فرض کی بنیاد پر ہیں۔

۷۔ اللہ تعالیٰ غفور (گناہوں کو بخشنے والا) اور رحیم (مہربان) ہے۔ ان اللہ غفور رحیم

۸۔ عادلانہ وصیتوں کی حفاظت اور ان کو تبدیل کرنے سے محفوظ رکھنے کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ فمن خاف ... فلا اثم
 علیہ ان اللہ غفور رحیم اس جملہ "ان اللہ غفور رحیم" کو اس شخص کے بارے میں سمجھا جاسکتا ہے جو غیر عادلانہ
 وصیت کو تبدیل کرنے کا ذمہ دار ہے، جائز کام میں گناہ سے بخشش کے بارے میں گفتگو اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ
 وصیت کو تبدیل کرنا اتنا برا اور نامناسب عمل ہے یہاں تک کہ غیر عادلانہ وصیت کی تبدیلی بھی۔ اگرچہ میت کا وصی
 اس کو تبدیل کرنے کا مجاز ہو پھر بھی گویا کہ وہ ایک امر خلاف کار تکب ہو ہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا محتاج ہے۔

۹۔ میت کی غیر عادلانہ وصیتوں پر عمل کرنا واجب نہیں ہے۔ فمن خاف من موص جنفاً او اثماً فاصلح
 بینہم فلا اثم علیہ

۱۰۔ میت کی غیر عادلانہ وصیتوں کی تبدیلی یا اصلاح کیلئے میت کا وصی حق ولایت رکھتا ہے۔

فمن خاف من موص جنفاً او اثماً فاصلح بینہم فلا اثم علیہ

۱۱۔ اگر غیر عادلانہ وصیت کو تبدیل یا اسکی اصلاح کر دی جائے تو اللہ تعالیٰ وصیت کرنے والے کا گناہ معاف فرمادے

گا۔ فمن خاف من موص جنفاً او اثماً فاصلح بینہم فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم

اس مطلب میں، "ان اللہ غفور" کو وصیت کرنیوالے کے گناہ کے حوالے سے دیکھا گیا ہے (فمن خاف من موص ...
اثماً)

۱۲۔ مومنین ایک دوسرے کے برے یا منفی اعمال کی اصلاح کے بارے میں ایک دوسرے پر سرپرستی رکھتے ہیں*
فمن خاف من موص جنفاً او اثماً فاصلح بينهم فلا اثم عليه

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام "جنفاً اور اثماً" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے: "فالجنف الميل الى بعض ورثته دون بعض: و الاثم ان يامر بعمارة النيران واتخاذ المسكر فيحل للوصي ان لا يعمل بشيء من ذلك" (۱)
"جنف" سے مراد بعض وارثوں کی طرف تمایل ہے اور "اثم" سے مراد یہ ہے کہ آشکدہ اور شراب بنانے کا حکم دے پس
وصی کیلئے جائز ہے کہ ان پر عمل نہ کرے۔

۱۳۔ "عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قوله: "فمن خاف من موص جنفاً او اثماً" قال: یعنی اذا اعتدى فی الوصية
اذازاد علی الثلث (۲) آیہ مجیدہ "فمن خاف من موص جنفاً او اثماً" کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ
انہوں نے فرمایا یعنی جب وصیت کرنے والا اعتدال کی حد سے خارج ہو اور تیسرے حصے سے زیادہ وصیت کرے۔

احکام: ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۹، ۱۰

اسماء و صفات: رحیم ۴؛ غفور ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخشش ۱۱

روایت: ۱۳، ۱۳

عدل و انصاف: عدل کی اہمیت ۱، ۲، ۵، ۶، ۹، ۱۰

(۱) تفسیر قمی ج/ ۱ ص ۶۵، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۶۱ ح ۵۴۰۔

(۲) علل الشرائع ج/ ۲ ص ۵۶۷، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۶۱ ح ۵۳۹۔

گناہ: گناہ کے موارد ۳

مومنین: مومنین کی اصلاح کرنا ۱۲; مومنین کی سرپرستی ۱۲

وصیت: غیر عادلانہ وصیت کے نتائج و اثرات ۳;

وصیت کے احکام ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۹، ۱۰، ۱۱; وصیت میں وصی کے اختیارات ۱۰; وصیت کی اہمیت

۸; وصیت میں نا انصافی ۱۳; وصیت کو تبدیل کرنا جائز ہے ۱۳، ۱۰، ۶، ۵، ۳، ۲، ۱; وصیت

میں تبدیلی ۱۱، ۸; وصیت کسی تبدیل کسی شرائط ۱۰، ۳، ۱; وصیت پر عمل ۹; غیر عادلانہ وصیت کا گناہ ۱۱، ۳; سالی

وصیت ۱; غیر عادلانہ وصیت ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۹

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾

صاحبان ایمان تمہارے اوپر روزے اسی طرح لکے دیئے گئے ہیں جس طرح تمہارے پہلے والوں پر لکھے گئے تھے شاید تم

اسی طرح متقی بن جاؤ (۱۸۳)

۱۔ مسلمانوں پر روزہ واجب ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام

۲۔ روزہ واہونے کی شرائط میں سے ایک ایمان ہے * یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام

۳۔ دین اسلام سے ماقبل ادیان میں بھی روزہ واجب تھا۔ کما کتب علی الذین من قبلکم

۳۔ اسلام اور ماقبل ادیان میں روزہ اہم ترین احکام اور شرعی فرائض میں سے رہا ہے۔

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم روزہ کے وجوب کے لئے "کتب" کا استعمال، روزہ کی قضا کے

وجوب بارے میں صراحت، وہ روزے جو ناتوانی کے نتیجے میں نہیں رکھے جاسکے ان کے بدل کے طور پر فدیہ ادا کرنا اور

تمام آسمانی ادیان میں روزے کا واجب ہونا یہ سب امور حکایت کرتے ہیں کہ روزہ دین کے ارکان اور اہم ترین احکام

میں سے ہے۔

۵۔ ادیان الہی کے احکام اور قوانین آپس میں مشابہ ہیں۔

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم

۶۔ روزہ انسان کے تقویٰ کے مقام تک پہنچنے اور گناہوں سے بچنے کے لئے روزہ بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

کتب علیکم الصیام ... لعلکم تتقون

۷۔ سب انسانوں کی ذمہ داری ہے کہ تقویٰ حاصل کریں اور گناہوں سے اجتناب کریں۔ لعلکم تتقون

تقویٰ کے حصول کے لئے روزہ کو واجب قرار دینا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تقویٰ کا حصول لازمی و ضروری ہے۔

۸۔ دینی فرائض اور احکام کے فلسفہ کو بیان کرنا قرآنی روشوں میں سے ہے۔ کتب علیکم الصیام ... لعلکم تتقون

۹۔ قانون سازوں کی طرف سے قوانین کے فلسفہ کو بیان کرنا بہتر اور اچھا عمل ہے * کتب علیکم الصیام ... لعلکم

تتقون

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے دیگر احکام کو جاری کرنے کے لئے روزہ پشت پناہ کا کام دیتا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم

الصیام ... لعلکم تتقون

۱۱۔ حفص بن غیاث نخعی کہتے ہیں "سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان شہر رمضان لم یفرص اللہ صیامہ علی

احد من الامم قبلنا فقلت له فقول اللہ عزوجل " یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من

قبلکم" قال انما فرض اللہ صیام شہر رمضان علی الانبیاء علیہ السلام دون الامم ففضل به هذه الامة ... (۱) میں نے

امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ماقبل امتوں پر روزہ واجب نہ تھا تو میں نے عرض کیا کہ یہ جو قرآن حکیم

میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے ایمان والو تم پر روزے اسی طرح فرض کیئے گئے ہیں جس طرح گزشتہ لوگوں پر فرض کیئے

گئے تھے" تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کے روزے فقط ان امتوں کے انبیاء علیہم السلام پر واجب تھے نہ کہ خود ان

امتوں پر پس اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو (باقی امتوں پر) فضیلت عنایت فرمائی۔

احکام: ۱، ۲، فلسفہ احکام کو بیان کرنا ۸

ادیان: ادیان کے احکام ۳؛ ادیان کی ہم آہنگی ۵

انبیاء علیہم السلام: انبیاء علیہم السلام کا روزہ ۱۱

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۶۱ ح ۱۴، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۶۲ ح ۵۴۶۔

انسان: انسانوں کی ذمہ داری ۷

ایمان: ایمان کے نتائج ۲

تقویٰ: تقویٰ کا حصول ۷; تقویٰ کی بنیاد ۶

روایت: ۱۱

روزہ: روزہ کے اثرات و نتائج ۱۰، ۶; روزہ کے احکام ۲، ۱; روزہ کی اہمیت ۳; روزہ ادیان میں ۱۱، ۳، ۳ روزہ واجب ہونے

کی شرائط ۲; روزے کا وجوب ۱

شرعی ذمہ داری: شرعی ذمہ داری پر عمل کی بنیاد ۱۰

عمل: پسندیدہ عمل ۹

قانون: فلسفہ قوانین کو بیان کرنا ۹

قانون ساز لوگ: قانون بنانے والوں کی ذمہ داری ۹

گناہ: گناہ سے اجتناب ۷، ۶

ماہ رمضان: ماہ رمضان کے روزوں کی اہمیت ۱۱

مسلمان: مسلمانوں کی شرعی ذمہ داری ۱

واجبات: ۲، ۱

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ
فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٤﴾

یہ روزے صرف چند دن کے ہیں لیکن اس کے بعد بھی کوئی شخص مریض ہے یا سفر میں ہے تو اتنے ہی دن دوسرے زمانے میں رکھ لے گا اور جو لوگ صرف شدت اور مشقت کی بنا پر روزے نہیں رکھ سکتے ہیں وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں اور اگر اپنی طرف سے زیادہ نیکی کر دیں تو اور بہتر ہے۔ لیکن روزہ رکھنا بہر حال تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم صاحبان علم و خبر ہو (۱۸۴)

۱۔ روزہ رکھنے کے اوقات دن ہیں نہ کہ راتیں۔ کتب علیکم الصیام ... ایاماً "ایاماً"، "الصیام" کے لئے ظرف زمان ہے جسکا ذکر ماقبل آیت میں ہوا ہے۔

۲۔ جن دنوں میں روزہ رکھنا چاہیئے محدود، مشخص اور تقریباً تھوڑے ہیں۔ کتب علیکم الصیام ... ایاماً معدودات (اشیاء کو بیان کرتے ہوئے) "معدود" ممکن

ہے معین اور مشخص کا معنی دیتا ہو اور ممکن ہے تھوڑا یا قلیل کا معنی دیتا ہو دوسرے معنی کی بنیاد پر اس کو جمع "معدودات" استعمال کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ جن دنوں میں روزہ رکھنا چاہیئے وہ نسبتاً کم ہیں۔

۳۔ ماہ مبارک رمضان میں مریض اور مسافر پر روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ فمن كان منكم مريضاً او على سفر فعدة من ايام اخر لفظ "عدة" بتداء ہے اور "کتب علیکم" اور بعد والے جملے کے قرینہ سے اس کی خبر "علیہ" ہے یعنی "فمن كان ... فعلیہ عدة من ايام اخر" یہ جملہ بیان کر رہا ہے کہ مکلف اگر ایام معدودات (ماہ رمضان) میں مریض یا مسافر ہو تو اسکا فریضہ ہے کہ ماہ رمضان کے بعد روزے رکھے یعنی یہ کہ ماہ رمضان میں روزے نہ رکھے۔

۳۔ جو شخص ماہ رمضان میں مسافر یا مریض ہو اس پر ماہ رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہے۔ فمن كان منكم مريضاً او على سفر فعدة من ايام اخر

۵۔ قضا روزوں کی تعداد اتنی ہے کہ جتنے دن مکلف مریض یا مسافر رہا ہے۔ فعدة من ايام اخر

"عدة" کا معنی تعداد ہے اس لفظ کو لانا اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ جن ایام کے روزوں کی قضا کی جائے تو ان کو شمار کیا جائے قضا روزوں کی تعداد گننا اس لئے ضروری ہے کہ ان کو ان روزوں کے مطابق کیا جائے جو مکلف سے رہ گئے ہیں۔

۶۔ ماہ رمضان کے روزوں کی قضا کسی خاص وقت سے مشروط نہیں ہے۔ فعدة من ايام اخر
 "ایاماً معدودات" کے لئے ماہ رمضان کو معین کرنا جیسا کہ بعد والی آیت میں ہے اور "ایام اخر" کو خاص ایام یا مہینوں سے
 معین نہ کرنا اس لئے ہے کہ ماہ رمضان کے روزوں کی قضا کے لئے کوئی خاص وقت متعین نہیں کیا گیا۔
 ۷۔ روزہ واجب نہ ہونے کے لئے سفر کا ارادہ ہی کرنا کافی نہیں ہے۔ فمن كان منكم مریضاً او على سفر
 "على سفر" گویا سفر کا متحقق یا وقوع پذیر ہونا ہے پس اس شخص کو شامل نہیں ہے جو مسافر نہیں ہے اگرچہ اس نے سفر
 کا ارادہ کیا ہوا ہے۔

۸۔ جن افراد کے لئے ماہ رمضان کا روزہ رکھنا مشقت کا باعث ہے یا ان کے لئے طاقت فرسا ہے ان پر روزہ رکھنا واجب
 نہیں ہے۔ و على الذين يطيقونه فدية "اطاقۃ" کسی کام کے انجام دینے پر توانائی رکھنا یا اسکی انجام دہی کیلئے تمام توانائی
 خرچ کرنا ہے۔ دوسرے معنی کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ کسی کام کو محنت و مشقت کے ساتھ انجام دیا جائے۔ ایسا معلوم
 ہوتا ہے کہ "یطيقونه" سے مراد دوسرا معنی ہو۔ بنا بریں "و على الذين يطيقونه فدية" یعنی وہ لوگ جو روزہ رکھنا چاہتے ہیں اگر اپنی
 تمام تر توانائی کو صرف کریں اور محنت و مشقت میں مبتلا ہوں تو روزہ نہ رکھیں بلکہ فدیہ ادا کر دیں۔

۹۔ شرعی فرائض اگر طاقت فرسا ہوں تو انسان پر عمل کرنا لازمی نہیں ہے۔ و على الذين يطيقونه فدية

۱۰۔ شرعی تکالیف کو انسانوں کیلئے وضع کرنے میں اللہ تعالیٰ نے ان تکالیف میں سہولت کو مد نظر رکھا ہے۔
 و على الذين يطيقونه فدية طعام مسکین

۱۱۔ وہ لوگ جو انتہائی مشقت کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے ان پر فدیہ ادا کرنا واجب ہے۔ و على الذين يطيقونه فدية

۱۲۔ جن لوگوں کیلئے روزہ رکھنا طاقت فرسا ہے وہ روزہ نہ رکھیں اور ان کی قضا بھی واجب نہیں ہے۔ و على الذين
 يطيقونه فدية اگر ان لوگوں پر روزہ کی قضا واجب ہوتی تو ان کا ذکر مسافر اور مریض کی طرح ہوتا۔ علاوہ بریں جملہ "على
 الذين..." اس بات میں ظہور رکھتا ہے کہ ان پر فقط فدیہ دینا واجب ہے۔

۱۳۔ جو لوگ انتہائی مشقت کی وجہ سے ماہ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتے ان پر ہر روزے کا فدیہ یا کفارہ ایک وقت کا
 کھانا ہے جو انکو چاہئے مسکین کو ادا کریں۔ و على الذين يطيقونه فدية طعام مسکین

۱۲۔ دین کے احکام و قوانین بنانے میں مسکینوں اور حاجت مندوں کی طرف توجہ کی گئی ہے۔ و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین

۱۵۔ دینی فرائض کو اگر رغبت اور تمایل سے انجام دیا جائے تو اسکے بہت اچھے نتائج نکلتے ہیں۔ فمن تطوع خیراً فھو خیرلہ "تطوع" اطاعت سے لیا گیا ہے اور چونکہ متعدی استعمال ہوا ہے اس میں "اتی" انجام دینا کا معنی بھی پایا جاتا ہے بنا بریں "فمن تطوع خیراً..." یعنی ہر کوئی جو نیک کام کو جذبہ اطاعت سے انجام دے۔

۱۶۔ اگر روزہ رکھنا اور مسکین کو فدیہ دینا تمایل اور رغبت کے ساتھ ہو تو اس کا ثواب کہیں زیادہ ہے۔ کتب علیکم الصیام... و علی الذین یطیقونہ فدیۃ... فمن تطوع خیراً فھو خیر لہ

آیہ مجیدہ کے ماقبل حصوں کی روشنی میں "خیر" کا مورد نظر مصداق روزہ رکھنا اور روزے کے طاقت فرسا ہونے کی صورت میں فدیہ دینا ہے۔

۱۷۔ روزہ رکھنا اگر مشقت کا باعث ہو تو اس کے بدلے فدیہ ادا کرنا اعمال خیر میں سے ہے۔ و علی الذین یطیقونہ فدیۃ... فمن تطوع خیراً

۱۸۔ اہل ایمان کو حاجتمندوں پر انفاق اور انکی حاجت روائی کی طرف ترغیب دلائی گئی ہے۔ فمن تطوع خیراً فھو خیر لہ

۱۹۔ روزہ اعمال خیر میں سے ہے اور روزہ داروں کیلئے اس میں بہت سارے فائدے ہیں۔ و ان تصوموا خیر لکم

۲۰۔ شرعی تکالیف کا انسانوں کیلئے نفع بخش اور مصلحت آمیز ہونا ان کے وضع ہونے کے معیارات میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ و ان تصوموا خیر لکم

۲۱۔ فقط عالم و دانا افراد ہیں جو روزے کے نفع بخش اور بہتر ہونے سے آگاہ ہیں۔ و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون

۲۲۔ روزہ کی عظیم قدر و منزلت سے آگاہی اسکے انجام دینے کی بنیاد بنتی ہے۔ و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون

۲۳۔ امام سجاد ؑ سے روایت ہے کہ آپ ؑ نے فرمایا: فاما صوم السفر والمرض... یفطر فی الحالین جمیعاً فان صام فی السفر اور فی حال المرض فعليه القضاء فان اللہ عزوجل یقول "فمن کان منکم مریضاً او علی سفر فعدة من ايام اخر"

مسافر اور مریض کو چاہیئے کہ سفر و بیماری کے حالت میں اپنے روزے کو افطار کر لین پس اگر انہوں نے حالت سفر یا بیماری کے دوران روزہ رکھا تو ضروری ہے کہ اسکی قضا بجالاتیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تم میں سے جو کوئی مریض یا مسافر ہو تو کچھ ایام بعد میں روزے رکھ لے"۔^(۱)

۲۳۔ "عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل: "و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین" قال: الذین کانوا یطیقون الصوم فاصابہم کبر أو عطاش أو شبه ذلك فعلیہم لکل یوم مدّ" (۲) امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وہ لوگ جن کیلئے روزہ رکھنا مشقت کا باعث ہے ان پر لازم ہے کہ مسکین کو کفارے کے طور پر کھانا کھلائیں" کے بارے میں روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو بڑھاپے، تشنگی یا اس طرح کی کسی چیز میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان کو چاہیئے کہ ہر دن کے مقابل ایک مد طعام مسکین کو ادا کریں۔

۲۵۔ ابوبصیر کہتے ہیں: سالتہ عن رجل مرض من رمضان الی رمضان قابل و لم یصح بینہما و لم یطق الصوم قال: تصدق مکان کل یوم افطر علی مسکین مدّاً من طعام و ان لم یکن حنطۃ فمن تمر و هو قول اللہ: " فدیۃ طعام مسکین " ایسے شخص کی بیماری کے بارے میں جو ایک ماہ رمضان سے اگلے سال کے ماہ رمضان تک طول پکڑ جائے اور وہ شخص روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو میں نے امام باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ ایک روزہ جو نہیں رکھ سکا اسکے مقابل ایک مد طعام فقیر کو صدقہ دے اگر گندم موجود نہ ہو تو کھجور سے صدقہ ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان یہی ہے " فدیۃ طعام مسکین " (۳)

۲۶۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ: "و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین" قال المرأة تخاف علی ولدہا ... (۴) اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی توان نہیں رکھتے ان پر واجب ہے کہ کفارہ کے طور پر مسکین کو کھانا کھلائیں" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے اس سے مراد وہ عورت ہے جو اپنے (جنین یا شیر خوار) بچے کے بارے میں۔

۲۷۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا "حد المرض الذی یجب علی صاحبہ فیہ الافطار ... لقول اللہ عزوجل "فمن کان منکم مریضاً أو علی سفر فعدۃ من ایام آخر" ان یکون العلیل لا یتستطیع ان

(۱) کافی ج/۳ ص ۸۶، نور الثقلین ج/۱ ص ۱۶۴ ح ۵۵۱ (۲) کافی ج/۴ ص ۱۱۶ ح ۵، نور الثقلین ج/۱ ص ۱۶۵ ح ۵۶۲

(۳) تفسیر عیاشی ج/۱ ص ۷۹ ح ۱۷۸، تفسیر بہان ج/۱ ص ۱۸۱ ح ۱۵ (۴) تفسیر عیاشی ج/۱ ص ۷۹ ح ۱۸۰، تفسیر بہان ج/۱ ص ۱۸۲ ح ۱۷

يصوم او يكون ان استطاع الصوم زاد في علة و خاف منه على نفسه ... فان احس ضعفاً فليفطر و ان وجد قوة على الصوم فليصم كان المرض ما كان^(۱) وہ بیمار شخص جس کو روزہ کھول لینا چاہئے اور اللہ تعالیٰ اسکے بارے میں ارشاد فرماتا ہے "فمن كان منكم مريضاً او على سفر فعدة من ايام آخر" اس شخص کی بیماری کا معیار یہ ہے کہ روزہ رکھنے کی توان نہ رکھتا ہو، روزہ رکھنا اس کی بیماری میں اضافے کا موجب ہو اور اسے جان کا خطرہ (ضرر کا احتمال رکھتا ہو) ہو تو پس اگر بیمار انسان کمزوری کا احساس کرے تو اسے روزہ کھول لینا چاہئے اور اگر روزہ رکھنے کی طاقت پیدا کرے تو روزہ رکھنا ضروری ہے بیماری جیسی بھی ہو..."

۲۸۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "يقضى شهر رمضان من كان فيه عيلاً او مسافراً عدة ما اعتل او سافر فيه ان شاء متصلاً و ان شاء مفترقاً قال الله عزوجل " فعدة من ايام اخر ...^(۲) مسافر اور مریض جتنے دن حالت سفریا مریضی میں ہو اتنے دنوں کی قضا کریں یہ قضا چاہے توپے درپے بجائیں یا جدا جدا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کچھ دیگر ایام میں..."

۲۹۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے "ادنى السفر الذى تقصر فيه الصلوة ويفطر فيه الصائم بريدان... وعنه علیہ السلام انه قال من خرج مسافراً في شهر رمضان قبل الزوال قضى ذلك اليوم و ان خرج بعد الزوال تم صومه و لا قضاء عليه...^(۳) سفر کی سب سے کم مقدار وہ ہے جس میں نماز قصر ہو جاتی ہے اور روزہ دار افطار کر سکتا ہے دو بريد (آٹھ فرسخ) ہے... حضرت علیہ السلام سے ہی منقول ہے کہ (آپ علیہ السلام نے فرمایا) جو شخص ماہ رمضان میں زوال سے پہلے سفر کرے تو اس دن کی قضا بجا لائے اور اگر زوال کے بعد سفر کرے تو روزہ پورا کرے اور اس پر قضاء بھی نہیں ہے۔

احکام: ۳، ۲، ۱، ۴، ۵، ۱۱، ۸، ۱۲، ۲۳، ۱۳، ۲۳، ۲۵، ۲۶، ۲۸؛ فلسفہ احکام ۱۳؛ احکام کی مصلحتیں ۲۰؛ احکام کی قانون سازی کے معیارات ۱۰، ۲۰
اجر: کئی گنا اجر ۱۶؛ اجر کے موجبات ۱۶
انسان: انسان کی مصلحتیں ۲۰

(۱) دعائم الاسلام ج ۱ ص ۲۷۸، بحار الانوار ج ۹۳ ص ۳۲۶ ح ۲۳ (۲) دعائم الاسلام ج ۱ ص ۲۷۹، بحار الانوار ج ۹۳ ص ۳۲۸ ح ۲۳۔

(۳) دعائم الاسلام ج ۱ ص ۲۷۷، بحار الانوار ج ۹۳ ص ۳۲۹ ح ۲۴۔

انفاق: انفاق کی تشویق ۱۸

بیمار: بیمار کے احکام ۲۸، ۲۷، ۲۵، ۲۳، ۳

تکلیف شرعی: تکلیف شرعی پر عمل میں رغبت ۱۵؛ تکلیف شرعی کا آسان ہونا ۱۰؛ تکلیف شرعی کی شرائط ۹؛ تکلیف شرعی کی توان ہونا ۹

خیر: خیر کے موارد ۲۱، ۱۹، ۱۷، ۱۵ روایت: ۲۳، ۲۶، ۲۵، ۲۹، ۲۸، ۲۷

روزہ: روزہ کے اثرات و نتائج ۲۱، ۱۹؛ روزہ کے احکام ۳، ۲، ۱، ۷، ۶، ۵، ۳، ۸، ۱۱، ۲۳، ۲۳، ۱۳، ۱۲، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹؛ روزہ کی اہمیت ۲۲؛ ایام روزہ ۲؛ روزے کا اجر ۱۶؛ واجب روزوں کی تعداد ۲؛ روزے میں رغبت ۱۶؛ بیمار کا روزہ ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۳، ۳، ۳، ۵؛ مسافر کا روزہ ۳، ۳، ۵، ۷، ۲۳، ۲۸، ۲۹؛ روزہ کی آمادگی ۲۲؛ روزے کی شرائط ۸، ۳؛ روزے کی قضا کی شرائط ۱۲؛ روزہ میں مشقت ۸؛ روزے کا فدیہ ۲۵، ۲۳، ۱۷، ۱۱، ۲۶؛ روزہ رکھنے کی طاقت ۸؛ روزے کی قضا ۲۳، ۵، ۲۸؛ روزہ رکھنے سے معذور افراد ۸، ۱۲، ۱۱، ۲۳، ۲۷، ۲۸؛ روزے کے فدیہ کی مقدار ۱۳؛ روزہ کے باطل ہونے کے موارد ۲۹؛ روزے کی قضا کا واجب ہونا ۳؛ روزہ کا وقت ۱؛ روزے کی قضا کا وقت ۶

ضرورت مند افراد: حاجتمندوں کی ضرورت کو پورا کرنا ۱۳، ۱۸

علم: علم کے نتائج ۲۲

علماء: علماء کی خصوصیات ۲۱

عورت: حاملہ عورت کا روزہ ۲۶

فدیہ: فدیہ دینے میں ترغیب ۱۶؛ فدیہ کے مصارف ۲۵

فقہی قواعد: مشقت یا عسر و حرج کی نفی کا قاعدہ ۹

قدریں: ۲۲

مسافر: مسافر کے احکام ۲۸، ۲۳، ۳

مساکین: مساکین کو کھانا کھلانا ۱۳؛ مساکین کو کھانا کھلانے کا اجر ۱۶

مومنین: مومنین کی تشویق ۱۸

واجبات: ۱۱، ۳

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِّنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ
وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ
وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٨٥﴾

ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اسمیں ہدایت اور حق و باطل کے
اقتیاز کی واضح نشانیاں موجود ہیں لہذا جو شخص اسمہینہ میں حاضر رہے اس کا فرض ہے کہ روزہ رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو
وہ اتنے ہیدن دوسرے زمانہ میں رکھے۔ خدا تمہارے بارے میں آسانی چاہتا ہے زحمت نہیں چاہتا۔ اور اتنے ہی دن کا
حکم اس لئے ہے کہ تم عدد پورے کر دو اور اس کی دی ہو یہ ہدایت پر اس کی کبریائی کا اقرار کرو اور شاید تم اس طرح اس
کے شکر گزار بندے بن جاؤ (۱۸۵)

۱۔ ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس کو روزے رکھنے کیلئے معین کیا گیا ہے۔ کتب علیکم الصیام... ایاماً معدودات...
شہر رمضان "شہر رمضان" بتدائے محذوف کی خبر ہے وروہ "ہی" ہے جو "ایاماً معدودات" کی طرف لوٹتی ہے۔

۲۔ قرآن کریم ماہ رمضان میں نازل ہوا۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

۳۔ ماہ رمضان میں قرآن حکیم کا نزول اس ماہ کو روزہ رکھنے کیلئے انتخاب کرنے کی دلیل ہے۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ
القرآن روزہ کے احکام بیان کرنے اور اس ماہ کو روزے رکھنے کیلئے متعین کرنے کے بعد ماہ مبارک رمضان میں قرآن
کریم کے نزول کے ساتھ اس مہینے کی تعریف کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ ماہ رمضان کو روزے رکھتے کیلئے

اس

لئے متعین کیا گیا کہ اس میں قرآن نازل ہوا۔

۳۔ روزوں اور قرآن کریم کا آپس میں گہرا اور بہت قریبی ارتباط ہے۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

۵۔ ماہ رمضان ایک با عظمت مہینہ اور ایک خاص تقدس کا حامل ہے۔ کتب علیکم الصیام ... شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

۶۔ قرآن کریم ہدایت کرنے والی اور سب انسانوں کیلئے ایک راہنما کتاب ہے۔ الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس

۷۔ سب انسان قرآن کریم کے مخاطبین ہیں۔ ہدی للناس

۸۔ قرآن کریم کی ہدایات ہر طرح کی کمی اور کجی یا انحراف سے پاک و پاکیزہ ہیں۔ ہدی للناس

"ہدی" یہاں پر مصدر ہے جو اسم فاعل "ہادی" کا معنی دے رہا ہے اسم فاعل کی جگہ مصدر کا استعمال اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن حکیم خالص ہدایت ہے یعنی اسکی رہنمائی میں کسی طرح کی ضلالت، گمراہی، پریشانی، انحراف نہیں پایا جاتا۔

۹۔ قرآن کریم کی ہدایتوں کے مختلف مراحل اور درجات ہیں۔ ہدی للناس وینات من الہدی

"ہدی" کا تکرار دلالت کر رہا ہے کہ قرآن کی ہدایتیں مختلف مراحل اور درجات رکھتی ہیں ان کا پہلا مرحلہ سب انسانوں کیلئے ہے جبکہ یہ بڑی فطری سی بات ہے کہ بالاتر درجات ان لوگوں کیلئے ہیں جو پہلا مرحلہ طے کر چکے ہوں۔

۱۰۔ انسانوں کو خصوصی ہدایت اور ہدایت کے بالاتر مراحل کی طرف ہدایت کرنے کیلئے قرآن حکیم میں بہت زیادہ اور

روشن دلائل موجود ہیں۔ الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس وینات من الہدی "بینۃ" کا معنی واضح، آشکار اور روشن

دلیل ہے اسکی جمع لانا کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ "ینات من الہدی" میں "الہدی" کا معرفہ ہونا اس سے مراد خاص

ہدایتیں ہیں۔

۱۱۔ حق و باطل کے مابین فرق کا میزان حاصل کرنے کیلئے قرآن حکیم میں روشن دلائل اور راہنمائی موجود ہے۔

الذی انزل فیہ القرآن ... ینات من الہدی والفرقان

"فرقان" ایسی چیز کو کہتے ہیں جو حق کو باطل سے، صحیح کو غیر صحیح سے ممتاز کرنے اور پہچاننے کا ذریعہ ہو۔

۱۲۔ مسلمانوں کے ایک ایک فرد پر ماہ رمضان کا روزہ واجب ہے۔ فمن شہد منکم الشہر فلیصمه

۱۳۔ ماہ رمضان کے روزے اس صورت میں واجب ہیں کہ اس ماہ کا حلول (پہلی کا چاند) ثابت ہو جائے اس بارے میں خالی احتمال کافی نہیں ہے۔ فمن شهد منكم الشهر فليصمه "شہد" کا مصدر شہود اور شہادت ہے جس کا معنی ہے حاضر ہونا اور اس کے نتیجے میں دیکھنا اور سمجھنا ہے (مفردات راغب) بنا بریں (فمن شهد منكم الشهر...) یعنی جو کوئی اس مہینے کو پائے، اس سے آگاہ ہو جائے اور یقین حاصل کر لے... اس ماہ کے حلول کے بارے میں احتمال کا کافی نہ ہونا یہ مطلب اس جملے کا مفہوم ہے۔

۱۴۔ روزے کے واجب ہونے کی خاطر کسی شخصی کے لئے ذاتی طور پر رمضان کا یقین اور ثابت ہونا کافی ہے۔ فمن شهد منكم الشهر فليصمه "منكم" مذکورہ مطلب کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

۱۵۔ مریض اور مسافر کے لئے روزہ واجب اور مشروع نہیں ہے۔ و من كان مريضاً او على سفر فعدة من ايام اخر
۱۶۔ جو شخص ماہ رمضان میں مریض یا مسافر رہا ہو اس پر روزوں کی قضا واجب ہے۔ و من كان مريضاً او على سفر فعدة من ايام اخر

۱۷۔ قضا روزوں کی تعداد اتنی ہی ہے کہ جتنے روز مکلف مریض یا مسافر رہا ہے۔ فعدة من ايام اخر

۱۸۔ ماہ رمضان کے روزوں کی قضا کسی خاص وقت یا زمان سے مشروط نہیں ہے۔ فعدة من ايام اخر
اس مطلب کی دلیل گزشتہ آیت کے مطلب کی طرح ہے

۱۹۔ روزہ ایک منظم عبادت ہے تاہم اس عبادت میں جھکاؤ اور نرمی بھی ہے۔ کتب علیکم الصیام ... ایاماً معدودات ... شہر رمضان ... فمن كان مريضاً اور على سفر فعدة من ايام اخر

۲۰۔ روزے کے عدم وجوب میں مسافرت کا ارادہ کافی نہیں ہے۔ و من كان مريضاً او على سفر فعدة من ايام اخر
۲۱۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے بامشقت و طاقت فرسا شرعی تکالیف قرار نہیں دیں۔ یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر

۲۲۔ مریض و مسافر کے لئے روزے کو قرار نہ دینے کی دلیل و حکمت، سختی و مشکل اور مشقت ہے۔ و من كان مريضاً ... یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر جملہ "یرید اللہ..." ممکن ہے جملہ "من

کان... "پر ناظر ہو اور اس کو مریض و مسافر پر روزہ واجب قرار نہ دینے کی دلیل و حکمت شمار کیا جائے البتہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو روزے کے وجوب اور اسکی حکمت کے بیان پر ناظر سمجھا جائے۔ مذکورہ بالا مطلب پہلے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

۲۳۔ روزہ انسانوں کیلئے آسان اور راحت والی زندگی کے حصول اور دنیا و آخرت کی مشکلات سے رہائی کا سبب بنتا ہے* یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "یرید اللہ..." وجوب روزہ پر ناظر ہو بنا برائیں یہ جملہ اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر روزہ فرض کیا تاکہ اس کے نتیجے میں آسان زندگی حاصل کر سکو اور مشکلات میں مبتلا نہ ہو۔

۲۴۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے لطف و مہربانی۔ یرید اللہ بکم السیر و لا یرید بکم العسر ۲۵۔ قضا روزوں کے فرض ہونے کا ہدف یہ ہے کہ پورے سال میں ایک ماہ مکمل طور پر روزے رکھے جائیں۔ فعدة من ایام اخر ... لتکملوا العدة "لتکملوا..." "فعدة من ایام اخر" کی علت ہے "العدة" میں "ال" عہد ذکر کی کا ہے جو "ایاماً معدودات" کی طرف اشارہ ہے جس سے مراد ماہ رمضان ہے بنا برائیں "فعدة من ایام اخر..." لتکملوا العدة" یعنی ماہ رمضان کے روزوں کی قضا حتماً بجا لاؤ تاکہ روزوں کے ایام کی تعداد جو ایک ماہ ہے وہ مکمل ہو جائے۔ ۲۶۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ سال میں ایک ماہ روزے رکھے۔ فعدة من ایام اخر ... و لتکملوا العدة اس مطلب کی دلیل گذشتہ مطلب میں موجود ہے۔

۲۷۔ جو لوگ سارا ماہ رمضان یا ماہ رمضان کے کچھ ایام (بیماری یا سفر کے عذر سے یا کسی اور عذر سے روزہ نہ رکھ سکیں تو واجب ہے کہ اس کی قضا بجا لائیں۔ و لتکملوا العدة جملہ "فعدة من ایام اخر" اگرچہ مریض اور مسافر کے بارے میں بیان ہوا ہے لیکن اسکی علت "لتکملوا العدة" اس معنی کو بیان کر رہی ہے کہ ان دو موارد کے علاوہ بھی روزوں کی قضا واجب ہے اگرچہ کسی عذر کی بنا پر یا بغیر کسی عذر کے اس نے روزے نہ رکھے ہوں۔

۲۸۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنے والا ہے۔ و لتکبروا اللہ علی ما ہداکم "ما ہدی کم" میں "ما" مصدر یہ ہے یعنی "علی ہدایتہ ایاکم"

۲۹۔ روزہ اور اسکے احکام، الہی ہدایتوں میں سے ہیں۔ و لتکبروا اللہ علی ما ہداکم

۳۰۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی بیان کرنا ضروری ہے۔ و لتکبروا اللہ

۳۱۔ روزے کی تشریح کے اہداف میں سے ایک ہدف عظمت الہی کی طرف توجہ اور اس کی بزرگی کو بیان کرنا ہے۔
ولتکبروا الله على ما هداكم "لتکبروا" کا مصدر تکبیر ہے جس کا معنی بزرگ شمار کرنا اور با عظمت جاننا ہے "لتکبروا الله"
روزے کی تشریح کیلئے علت غائی ہے یعنی روزہ چونکہ انسانوں کو عظمت الہی کی طرف متوجہ کرتا ہے اس لئے اس کا حکم
اہل ایمان کیلئے وضع کیا گیا ہے۔

۳۲۔ بارگاہ رب العزت میں شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ و لعلکم تشکرون

۳۳۔ روزہ بارگاہ ایزدی میں شکر ادا کرنے کیلئے زمین کو ہموار کرتا ہے۔ و لعلکم تشکرون

" لعلکم تشکرون " بھی " لتکبروا... " کی طرح روزے کی تشریح کیلئے علت و غرض ہے۔

۳۴۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر ادا کرنا اس لئے ضروری ہے کہ پروردگار نے انسانوں کیلئے مشکل اور بامشقت احکام وضع
نہیں فرمائے۔ یرید الله بكم اليسر و لا يريد بكم العسر ... و لعلکم تشکرون یہ مطلب اس احتمال کی بنا پر ہے کہ
" لعلکم... " جملہ " یرید الله... " کیلئے غرض و غایت ہو۔

۳۵۔ راوی کہتا ہے: "سالت ابا عبد الله عليه السلام عن القرآن و الفرقان ... فقال: القرآن جملة الكتاب و الفرقان
المحكم الواجب العمل به^(۱) میں نے امام صادق ؑ سے قرآن و فرقان کا معنی پوچھا تو آپ ؑ نے فرمایا: "قرآن"
ساری کتاب ہے اور "فرقان" محکم آیات" ہیں جن پر عمل کرنا واجب ہے۔

۳۶۔ امام صادق ؑ سے روایت ہے آپ ؑ نے فرمایا: اذا دخل شهر رمضان فله فيه شرط ، قال الله تعالى : "
فمن شهد منكم الشهر فليصمه " فليس للرجل اذا دخل شهر رمضان ان يخرج الا في حج او عمرة او مال يخاف
تلفه او اخ يخاف هلاكه...^(۲) جب ماہ رمضان آئے تو اللہ تعالیٰ کیلئے اس میں ایک شرط ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فمن
شهد منكم الشهر فليصمه" پس کسی کو بھی نہیں چاہیئے کہ ماہ رمضان میں سفر کرے مگر یہ کہ حج، عمرہ کیلئے یا کسی مال کے تلف
ہو جا کے ڈر سے یا پھر دینی بھائی کی ہلاکت کے خوف سے۔

۳۷۔ فضل بن شاذان امام رضا ؑ سے روایت کرتے

(۱) معانی الاخبار ص ۱۹۰ ج ۱، نور الثقلین ج ۱ ص ۱۶۸ ح ۵۷۶۔

(۲) تہذیب الاحکام ج ۴ ص ۲۱۶ ح ۱، تفسیر بہان ج ۱ ص ۱۸۳ ح ۲۔

ہیں: فان قال : فلم جعل الصوم في شهر رمضان خاصة دون سائر الشهور؟ قيل لان شهر رمضان هو شهر الذي انزل الله فيه القرآن و فيه فرق بين الحق و الباطل كما قال الله عزوجل " شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن هدى للناس و بينات من الهدى و الفرقان" و فيه نبى محمد (ص) و فيه ليلة القدر التي هي خير من الف شهر... (۱) اگر سوال کیا جائے کہ روزے صرف ماہ رمضان میں کیوں واجب ہوئے ہیں نہ کہ باقی مہینوں میں؟ تو جواب میں کہا جائے گا چونکہ ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو نازل فرمایا اور اس مہینہ میں حق کو باطل سے جدا کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کیلئے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت کی نشانیاں ہیں اور فرقان (حق و باطل کے مابین فرق) ہے" اور اس ماہ میں آنحضرت (ص) مقام نبوت پر فائز ہوئے اور اس ماہ میں شب قدر ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

۳۸۔ "بعض اصحابنا رفعه في قول الله عزوجل: "و لتكبروا الله على ما هداكم" قال: "التكبير" التعظيم لله و " الهداية" الولاية (۲) امام معصوم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان، "و لتكبروا الله على ما هداكم" کے بارے میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تکبیر سے مراد اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی بیان کرنا اور "ہدایت" سے مراد ولایت ہے۔ (یعنی ولایت کی نعمت کے سبب اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی بیان کرو)

۳۹۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: التكبير في العيدين واجب، اما في الفطر ففي خمس صلوات يتبدأ به من صلاة المغرب ليلة الفطر الى صلاة العصر من يوم الفطر و هو ان يقال "الله اكبر، الله اكبر، لا اله الا الله و الله اكبر، الله اكبر و لله الحمد، الله اكبر على ما هدانا، والحمد لله على ما ابلانا" لقوله عزوجل "و لتكملوا العدة و لتكبروا الله على ما هداكم" (۳) عید فطر اور عید قربان میں تکبیر واجب ہے لیکن عید فطر کی پنجگانہ نمازوں جن کا آغاز عید فطر کی رات نماز مغرب سے عید فطر کے دن کی نماز عصر تک ہے ان نمازوں میں تکبیر یوں کہے "اللہ اکبر، اللہ اکبر..." یہ تکبیرات اسلئے واجب ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اس لئے کہ ایام کے عدد کو تکمیل کریں اور جس اللہ نے تمہیں ہدایت فرمائی ہے اسکی عظمت و بزرگی کا ذکر کرو"۔

(۱) عیون اخبار الرضا ج/ ۲ ص ۱۱۶ ح/ ۱، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۶۳ ح ۵۵۰۔

(۲) محاسن برقی ج/ ۱ ص ۱۴۲ ح ۳۶، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۷ ح ۵۸۶۔

(۳) خصال ج/ ۲ ص ۶۰۹ ح ۹، بحار الانوار ج/ ۸۸ ص ۱۲۸ ح ۲۷۔

۳۰_ عن بعض اصحابنا رفعه في قول الله تبارك و تعالى " و لتكبروا الله على ما هداكم و لعلكم تشكرون " قال الشكر المعرفة ... " (۱) الله تعالى کے اس کلام " و لتكبروا الله على ما هداكم و لعلكم تشكرون " کے بارے میں امام معصوم علیہ السلام سے منقول ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا شکر سے مراد معرفت ہے۔۔۔

آرام و آسائش: آسائش کے عوامل ۲۳

احکام: (۲۴، ۱، ۱۸، ۲۰، ۱، ۱۲، ۱۳، ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۲۴)

احکام میں نرمی اور لچک ۱۹؛ فلسفہ احکام ۲۲۲، ۳۱،

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی مہربانی ۲۳؛ ہدایت الہی ۲۸، ۲۹

انسان: انسانوں کی ہدایت ۱۰، ۶

باطل: باطل کی تشخیص کے معیارات ۱۱

بزرگی بیان کرنا: اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی بیان کرنے کی

اہمیت ۳۰؛ اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرنا ۳۱، ۳۸، ۳۹؛ اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرنے والے کلمات ۳۹

بیمار: بیمار کے احکام ۱۵، ۱۶، ۱۷

تکلیف شرعی: تکلیف شرعی میں سہولت ۳۳، ۲۱؛ تکلیف شرعی اٹھنے کے اسباب ۲۲

حق: حق کی تشخیص کے معیارات ۱۱

حمد: اللہ تعالیٰ کی حمد ۳۱

روایت: ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰

روزہ: روزے کے اثرات و نتائج ۳۳، ۲۹، ۲۳؛ روزہ کے احکام ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۳، ۱۳، ۱۲، ۱، ۱۸، ۲۰، ۲۴؛ احکام میں نرمی اور چھکاؤ ۱۹؛ قضا روزوں کی تعداد ۱۷؛ بیمار کا روزہ ۱۵، ۱۶، ۲۲، ۱۷؛ مسافر کا روزہ ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۲۰، ۲۲؛ روزہ اور قرآن کریم ۳؛ روزے کے وجوب کی شرائط ۱۳، ۱۳؛ روزے میں تکلیف و پریشانی عسر و صرج ۲۲؛ روزے کا فلسفہ ۳۴، ۳۱؛ روزوں کی قضا کا فلسفہ ۲۵؛ روزے کی قضا ۲۴؛ واجب روزوں کی مدت ۲۶، ۲۵؛ روزے سے معذور افراد ۱۵؛ روزے میں نظم ۱۹؛ روزے کا وجوب ۱۲؛ روزے کی قضا کا وجوب ۱۶؛

روزے کا وقت ۱؛ روزے کی قضا کا وقت ۱۸؛ روزے کی خصوصیات ۱۹

سختی: سختی سے نجات کے اسباب ۲۳

شب قدر: شب قدر کا وقت ۳۷

شکر: شکر الہی کی اہمیت ۳۲، ۳۳؛ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی آمادگی پیدا ہونا ۳۳؛ شکر سے کیا مراد ہے؟ ۳۰

عید فطر: عید فطر کی تکبیر ۳۹

عید قربان: عید قربان کی تکبیر ۳۹

فرقان: فرقان سے مراد ۳۵

فقہی قواعد: عسر و حرج (تکلیف و پریشانی) کی نفی کا قاعدہ ۲۲

قرآن حکیم: قرآن حکیم کی محکم آیات ۳۵؛ قرآن حکیم کی بینات ۱۰، ۱۱؛ قرآنی تعلیمات ۱۰؛ قرآن کریم کا سب انسانوں کے

لئے ہونا ۷؛ قرآن کریم کے مخاطبین ۷؛ قرآن کریم سے مراد ۳۵؛ قرآن کریم کی اہمیت ۶، ۱۱؛ قرآن کریم کی

خصوصیات ۱۱، ۱۰، ۶؛ قرآنی ہدایتوں کی خصوصیت ۸، ۹؛ قرآن حکیم کا ہدایت کرنا ۱۰، ۶

ماہ رمضان: ماہ رمضان کا ثابت ہونا ۱۳، ۱۴؛ ماہ رمضان کے روزے ۳۷، ۱۲؛ ماہ رمضان کی عظمت ۵؛ ماہ رمضان کے

روزوں کا فلسفہ ۳؛ ماہ رمضان میں قرآن کریم کا نزول ۳۷، ۳، ۲؛ ماہ رمضان میں سفر ۳۶؛ ماہ رمضان کی خصوصیات ۱، ۵، ۲

مسافر: مسافر کے احکام ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۲۰

مسلمان: مسلمانوں کی شرعی تکلیف ۲۶؛ مسلمانوں کی ہدایت ۲۸

معرفت: معرفت کی اہمیت ۳۰

واجبات: ۱۲

ولایت: ولایت کی نعمت ۳۸

ہدایت: ہدایت کے عوامل ۶؛ ہدایت کے درجات ۱۰، ۹؛ ہدایت کا منبع ۲۸

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

﴿۱۸۶﴾

اور اے پیغمبر اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں ان سے قریب ہوں۔ پکارنے والے کی آواز سنتا ہوں جب بھی پکارتا ہے لہذا مجھ سے طلب قبولیت کریں اور مجھ ہی پر ایمان و اعتماد رکھیں کہ شاید اس طرح راہ راست پر آجائیں (۱۸۶)

۱۔ مسلمانوں کا پیامبر اسلام (ص) سے سوال کرنا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے نزدیک ہے یا دور۔ و اذا سالک عبادى عنى فانى قريب "فانی قریب" کا جملہ بیان کر رہا ہے کہ سوال اللہ تعالیٰ کے دور یا نزدیک ہونے کی بارے میں ہے۔
۲۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کیا اور کیسی ہیں ان کے بارے میں تحقیق کرنا اور سوال پوچھنا جائز ہے۔ و اذا سالک عبادى عنى فانى قريب

۳۔ اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کے نزدیک ہے۔ فانی قریب

۳۔ اللہ تعالیٰ دعا کرنے والوں کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ اجیب دعوة الداع

۵۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں کے نزدیک ہونا اسکی دلیل پروردگار کی طرف سے دعاؤں کا قبول ہونا ہے۔ فانی قریب اجیب دعوة الداع جملہ "اجیب دعوة الداع" دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں "ممکن ہے اس جملہ "فانی قریب" کی علت و دلیل ہو۔

۶۔ دعا میں خلوص (فقط اللہ تعالیٰ کو پکارنا اور اسی سے دعا کرنا) دعا کی قبولیت کی شرط ہے۔ اجیب دعوة الداع اذا دعان

۷۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کو نصیحت ہے کہ اسکی بارگاہ میں دعا کریں تو وہ قبول فرمائے گا۔ فلیستجیبوا لی
استجابت کا معنی "طلب قبولیت" ہو سکتا ہے پس "فلیستجیبوا لی" یعنی میرے بندے مجھ سے دعائیں طلب کریں تو میں پوری کروں گا۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور اس کی ذات اقدس پر ایمان رکھنا واجب و ضروری ہے۔ فلیستجیبوا الی و لیؤمنوا
بی یہ مطلب اس مناسبت سے ہے کہ "استجابت" کا معنی "اجاب" قبول کرنا "ہو" لہذا "فلیستجیبوا لی" کا یہ معنی ہے "پس میرے بندوں پر واجب ہے کہ میرے فرامین کو قبول کریں اور اطاعت کریں"

۹۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے قرب اور اس کی اپنے بندوں کی درخواستوں کو پورا کرنے کی توان رکھنے پر ایمان ضروری ہے۔ و لیومنوا بی بندوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کے قرب اور اسکی طرف سے ان کی دعاؤں کے قبول کرنے کے بیان کے بعد "و لیومنوا بی" کا ذکر ہو سکتا ہے اس سے مراد یہ ہو کہ یہاں ایمان سے مراد تقرب الہی اور بندوں کی دعاؤں کے پورا ہونے پر ایمان ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے تقرب اور بندوں کی دعاؤں کے پورا کرنے کی قدرت پر ایمان انسان کو اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی اطاعت کی ترغیب دلاتا ہے۔ فانی قریب اجیب دعوة الداع ... فلیستجیوا لی و لیومنوا بی یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "فلیستجیوا" کی "فا" تفریح کے لئے ہو۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس پر ایمان ہدایت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ فلیستجیوا لی و لیومنوا بی لعلہم یرشدون "یرشدون" کا مصدر "رشد" ہے جسکا معنی ہدایت پانا اور حصول ثواب کے راستہ پر پہنچنا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اسکی اطاعت کامل ہو تو ہدایت کا حصول ممکن ہے۔ فلیستجیوا لی و لیومنوا بی لعلہم یرشدون

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور اسکی قبولیت پہ یقین انسان کے لئے ہدایت کے حصول کا سبب ہے۔ فلیستجیوا لی و لیومنوا بی لعلہم یرشدون

۱۴۔ عمل کے نتیجہ بخش ہونے کی امید انسان میں عمل کی ترغیب پیدا کرتی ہے۔ فلیستجیوا لی و لیومنوا بی لعلہم یرشدون جملہ "لعلہم یرشدون" اعمال کے ثمر کی امید کو بیان کر رہا ہے ہو سکتا ہے یہ جملہ اطاعت الہی کی ترغیب کے لئے بیان کیا گیا ہو پس عمل کے نتیجہ کی امید انسان میں عمل کی تحریک پیدا کرتی ہے۔

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے کا مناسب ترین زمانہ ماہ مبارک رمضان ہے۔ شہر رمضان ... و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اس مطلب میں اس آیہ مجیدہ کا ماقبل آیت سے ارتباط ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۱۶۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قوله " فلیستجیوا لی و لیومنوا بی " یعملون انی اقدر علی ان اعطیہم ما یستلون^(۱)

(۱) تفسیر عیاشی ج/۱ ص ۸۳ ح ۱۹۶۔ تفسیر برہان ج/۱ ص ۵۸۱ ح ۴۔

اللہ تعالیٰ کے اس کلام "فلیستجیبوا لی و لیومنوا بی" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے (میرے بندوں) کو جاننا چاہئے کہ جو کچھ وہ طلب کرتے ہیں میں ان کو دینے کی قدرت و توان رکھتا ہوں۔"

اطاعت: اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے اثرات و نتائج ۱۱؛ اطاعت الہی ۸، ۱۲؛ اطاعت الہی کی آمادگی پیدا ہونا ۱۰
اللہ تعالیٰ: افعال الہی ۳؛ اوامر الہی ۸؛ صفات الہی کے بارے میں سوال ۲؛ اللہ تعالیٰ کے قرب کے بارے میں سوال ۱؛
اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۴؛ قدرت الہی ۱۶؛ تقرب الہی ۳؛ قرب الہی کی علامتیں ۵
امیدوار ہونا: امید رکھنے کے نتائج ۱۳

ایمان: اللہ تعالیٰ پر ایمان کے نتائج ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان کے نتائج ۱۰؛ تقرب الہی پر ایمان کے نتائج ۱۰؛ دعا
کی قبولیت پر ایمان ۱۳؛ اللہ تعالیٰ پر ایمان ۸، ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر
ایمان ۹؛ تقرب الہی پر ایمان ۹؛ ایمان اور عمل ۱۲؛ اللہ تعالیٰ پر ایمان کی بنیاد ۱۰؛ ایمان کے متعلقات ۸، ۹، ۱۲، ۱۳
پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) سے سوال کرنا ۱
ترغیب: ترغیب کے عوامل ۱۰، ۱۲

دعا: دعا کے نتائج ۱۳؛ دعا کی قبولیت ۳، ۵، ۹؛ دعا میں اخلاص ۶؛ قبولیت دعا کی درخواست ۴؛ دعا کی اہمیت ۴؛ قبولیت دعا
کی شرائط ۶؛ وقت دعا ۱۵
روایت: ۱۶

سوال: جائز سوال ۲

عمل: عمل کے نتائج کی امید ۱۳

ماہ رمضان: رمضان المبارک میں دعا ۱۵؛ رمضان المبارک
کی خصوصیات ۱۵

مسلمان: مسلمانوں کا سوال پوچھنا ۱

نظریہ کائنات (جہان بینی): نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی ۱۰

واجبات: ۸

ہدایت: حصول ہدایت کے اسباب ۱۱، ۱۲، ۱۳

أَحَلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصَّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصَّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٨٧﴾

تمہارے لئے ماہ رمضان کی رات میں عورتوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارے لئے پردہ پوش ہیں اور تم ان کے لئے۔ خدا کو معلوم ہے کہ تم اپنے ہی نفسے خیانت کرتے تھے تو اس نے تمہارے تو بہ قبول کمر کے تمہیں معاف کر دیا۔ اب تم بہا طمینان مباشرت کرو اور جو خدا نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے اس کی آرزو کرو اور اس وقت تک کھاپی سکتے ہو جب تک فجر کا سیاہ ڈورا سفید ڈورے سے نمایاں نہ ہو جائے۔ اسکے بعد رات کی سیاہی تک روزہ کو پورا کرو اور خبردار مسجدوں میں اعتکاف کے موقع پر عورتوں سے مباشرت نہ کرنا۔ یہ سب مقرر محدود الہی ہیں۔ ان کے قریب بھی نہ جانا۔

اللہ اس طرح اپنی آیتوں کو لوگوں کے لئے واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ شاید و ہمتی اور پرہیزگار بن جائیں (۱۸۷)

۱۔ زمانہ بعثت میں کچھ مدت کے لئے بیویوں سے نزدیکی کرنا حتیٰ ماہ رمضان کی راتوں میں بھی روزہ داروں پر حرام تھا۔

احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم

"رفث" کا معنی نزدیکی ہے۔ نزدیکی کرنے کی ترغیب میں صراحت کئے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ البتہ آیہ مجیدہ میں "مباشرت" سے کنایہ ہے (مفردات راغب سے اقتباس) اسکا "الی" کے ساتھ متعدی ہونا نیز جملہ "فالآن باشروہن" اس کنائی معنی کے لئے قرینہ ہے۔ جملہ "کنتم تختانون" جو انحراف و سرکشی کی حکایت کر رہا ہے نیز جملہ "فالآن باشروہن" کا مفہوم اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ ماہ رمضان کی راتوں میں "نزدیکی کرنا" حرام تھا۔

۲۔ کچھ مدت کے بعد ماہ رمضان کی راتوں میں نزدیکی کرنے کی حرمت کا حکم منسوخ ہو گیا اور یہ عمل حلال قرار دیا گیا۔

احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم ... فالآن باشروہن

۳۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے عفت و پاکیزگی کا لباس ہیں اور ایک دوسرے کے لئے جنسی گناہوں کے اجتناب کا ذریعہ ہیں۔ ہن لباس لکم وانتم لباس لهن

۳۔ میاں بیوی ہمیشہ ایک دوسرے کی ضرورت ہیں۔ ہن لباس لکم و انتم لباس لهن اس جملہ "ہن لباس لکم..." میں بیوی کو شوہر کے لئے اور شوہر کو بیوی کے لئے جو لباس سے تشبیہ دی گئی ہیں شبہات میں وجہ شبہ "ہمیشہ کے لئے ضرورت" بہت واضح اور روشن ہے۔

۵۔ ماہ رمضان کی راتوں میں مباشرت کے حلال ہونے کی حکمتوں میں سے ایک بیوی اور شوہر کی ایک دوسرے کے لئے جنسی ضرورت ہے۔ احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسائکم هن لباس لکم و انتم لباس لهن حلیت کے حکم "احل لکم..." کی دلیل و حکمت کو یہ جملہ "هن لباس لکم..." بیان کر رہا ہے۔

۶۔ دینی احکام و قوانین کی تشریح میں اسلام کی جنسی اور فطری ضروریات کی طرف توجہ۔ احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسائکم

۷۔ صدر اسلام کے بہت سارے مسلمان ماہ رمضان میں نزدیکی کی حرمت کے حکم کی اعتنا نہ کرتے اور نافرمانی کرتے تھے۔ علم اللہ انکم کنتم تختانون أنفسکم یہ واضح ہے کہ اس حکم کی مخالفت سب مسلمان نہ کرتے تھے لیکن اس جملہ "کنتم تختانون..." سے سب کو مخاطب قرار دینا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ خلاف ورزی کرنے والے کم نہ تھے۔

۸۔ جنسی غریزہ بہت طاقتور غریزہ ہے جسے کنٹرول کرنا عام لوگوں کے لئے ایک دشوار امر ہے۔ علم اللہ انکم کنتم تختانون أنفسکم فتاب علیکم

۹۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرنا اور احکام دین کی پرواہ نہ کرنا اپنے آپ سے خیانت ہے۔ کنتم تختانون أنفسکم

۱۰۔ اللہ تعالیٰ انسان کے پوشیدہ اعمال سے آگاہ ہے۔ علم اللہ انکم کنتم تختانون أنفسکم

۱۱۔ ماہ رمضان کی راتوں میں نزدیکی کے حرام ہونے کے حکم کی مسلمانوں کی طرف سے نافرمانی اور پرواہ نہ کرنا اس حکم کے منسوخ ہونے کا باعث بنا۔ احل لکم ... علم اللہ انکم کنتم تختانون أنفسکم فتاب علیکم و عفا عنکم ماہ رمضان کی راتوں میں نزدیکی کے حلال ہونے کے حکم "احل لکم..." کی حکمت و دلیل کو "هن لباس لکم..." کی طرح یہ جملہ "علم اللہ..." بھی بیان کر رہا ہے۔

۱۲۔ حکم الہی (ماہ رمضان کی راتوں میں مباشرت کا حرام ہونا) کی مخالفت کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت لوٹا کر ان کے گناہ کو بخش دیا۔ فتاب علیکم و عفا عنکم

۱۳۔ ماہ رمضان کی راتوں میں نزدیکی کے حلال ہونے کے حکم الہی کی علتوں میں ایک یہ تھی کہ نزدیکی سے پرہیز کرنا بہت دشوار امر ہے۔ علم اللہ انکم کنتم تختانون أنفسکم فتاب علیکم و عفا عنکم یہ جملہ "علم اللہ..." (اللہ جانتا ہے

کہ تم نے اپنے آپ سے خیانت کی ہے) مباشرت کے حکم حرمت کے منسوخ ہونے کی علتوں میں سے ایک ہے جبکہ اللہ تعالیٰ واقعات کے ہونے سے قبل ہی ان کے بارے میں علم رکھتا ہے پس اس جملے "علم اللہ..." سے مراد "معلوم" کا ظاہری طور پر واقع ہونا ہے۔ پس حکم حرمت کے منسوخ ہونے کی علت اور دلیل سرکشی اور خیانت کا وجود میں آنا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا پہلے سے آگاہ ہونا۔

۱۳۔ مباشرت کے حلال ہونے کی حکمتوں میں سے ایک سلسلہ نسل کو آگے بڑھانا اور اسکی طرف اللہ تعالیٰ کا ترغیب دلانا ہے۔ فالآن باشروهن و ابتغوا ما کتب اللہ لکم مفسرین کے نزدیک "ما کتب..." سے مراد اولاد ہے پس جملہ "فالآن..." کا معنی یہ بنتا ہے اپنی بیویوں سے نزدیکی کمرو اور پھر اس کی تلاش و انتظار میں رہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر فرمادیا ہے۔

۱۵۔ ماہ رمضان کی راتوں میں بیویوں سے نزدیکی کرنے کی صورت میں طلوع فجر سے پہلے غسل کرنا چاہیئے*
فالآن باشروهن و ابتغوا ما کتب اللہ لکم ... حتی یتبین لکم الخیط الابيض بعض مفسرین نے "ما کتب اللہ" سے مراد طہارت حاصل کرنا لیا ہے جیسا کہ سورہ مائدہ کی آیت ۶) میں ارشاد ہے "و ان کنتم جنبا فاطهروا ... او لمستم النساء فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيداً طيباً"

۱۶۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ اپنی بیویوں سے نزدیکی کرو اور مباح چیزوں سے استفادہ کرو۔
فالآن باشروهن ... کلاوا و اشربوا جملہ "فالآن باشروهن" سب مفسرین کے نزدیک بیویوں سے مباشرت کے مباح ہونے پر دلالت کرتا ہے نہ کہ وجوب پر۔ البتہ مباح ہونے کے لئے فعل امر (باشروهن...) کا استعمال ممکن ہے اسکی ترغیب پہ دلالت کرتا ہو۔

۱۷۔ تمام امور کی تقدیر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ما کتب اللہ لکم
۱۸۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقدیر کئے ہوئے امور کے واقع ہونے میں انسان اور اس کا انتخاب بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ و ابتغوا ما کتب اللہ لکم

مقدرات الہی کو حاصل کرنے کے لئے انسان کو تگ و دو کا فرمان دینا (و ابتغوا ما کتب اللہ لکم) اس بات کو بیان کر رہا ہے کہ بعض امور جو انسان کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمائے ہیں انسان کے انتخاب اور عمل سے مشروط ہیں یعنی ان امور کے مکمل ہونے یا ظاہر ہونے میں خود انسان بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

۱۹۔ ماہ رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے نزدیکی کرنا رات کی ابتدا سے طلوع فجر تک جائز ہے۔ فالآن باشروهن ... حتی یتبین لکم الخیط الابيض اس مطلب میں "رات کی ابتدا سے طلوع فجر تک" کی قید اس لیے بیان ہوئی ہے کیونکہ "حتی یتبین"، "باشروهن" کے لئے بھی غایت ہے۔

۲۰۔ ماہ رمضان کی راتوں میں طلوع فجر تک کھانا پینا جائز ہے۔ کلاوا و اشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابيض من الخیط الاسود من الفجر

۲۱۔ روزے کا وقت طلوع فجر سے رات تک ہے۔ ثم اتموا الصيام الى الليل

۲۲۔ افق پر جب سیاہ رات کی تاریکی پر سفید خط یا لکیر ظاہر ہو جائے تو وہ فجر کا وقت ہے حتی یتبین لکم الخیط الابيض من الخیط الاسود من الفجر "من الفجر" میں "من"، "الخیط الابيض" کے لئے بیان ہے یعنی سفید لکیر وہی فجر ہے۔

۲۳۔ شب و روز کے مابین طلوع فجر حد فاصل ہے احل لکم ليلة الصيام کلاوا و اشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابيض آیت ۱۸۳ میں روزوں کو دنوں کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے "ایاما معدودات" اور اس آیت میں روزے کے آغاز کو طلوع فجر قرار دیا گیا ہے "حتی یتبین..." پس شریعت کی نظر میں دن کا آغاز طلوع فجر سے ہوتا ہے۔

۲۳۔ کھانا، پینا اور نزدیکی کرنا روزے کو باطل کر دینے والے امور میں سے ہیں۔ فالآن باشروهن ... کلاوا و اشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابيض

۲۵۔ مساجد میں اعتکاف کرنے والوں کو چاہیئے کہ اعتکاف کی راتوں میں نزدیکی سے اجتناب کریں۔ فالآن باشروهن ... ولا تباشروهن و انتم عاکفون فی المساجد جملہ "ولا تباشروهن" گویا کہ "فالآن باشروهن" پر ایک تبصرہ ہے یعنی کہیں یہ گمان نہ ہو کہ ماہ رمضان کی راتوں میں مباشرت کرنا جو جائز ہے تو یہ اعتکاف کی حالت کو بھی شامل ہے۔

۲۶۔ اعتکاف کا مقام مساجد ہیں۔ و انتم عاکفون فی المساجد "فی المساجد" کی قید تو ضیحی اور مقام اعتکاف کو بیان کرنے کیلئے ہے۔ بنا بریں "ولا تباشروهن و انتم..." کا معنی یہ نہیں بنتا کہ اگر مساجد میں اعتکاف کرو تو مباشرت حرام ہے اور اس کے علاوہ حرام نہیں ورنہ اس صورت میں عبارت یوں ہوتی "و انتم فی المساجد عاکفین"۔

۲۷۔ اعتکاف ایک ایسی عبادت ہے جس میں روزہ رکھنا شرط ہے۔ ولا تباشروهن و انتم عاکفون فی المساجد

احکام روزہ کو بیان کرنے کے بعد اعتکاف کے مسئلہ کو پیش کرنا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ اعتکاف کی

عبادت میں روزہ شرط ہے۔

۲۸۔ مساجد کا احترام کرنا لازمی اور ان کے تقدس کا خیال رکھنا ضروری ہے * و لا تباشروهن و انتم عاکفون فی المساجد

۲۹۔ حدود الہی کا خیال رکھنا اور لحاظ کرنا لازمی ہے۔ تلک حدود اللہ فلا تقربوها

۳۰۔ روزہ، اعتکاف اور ان کے احکام اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں جن کو ہرگز نہیں توڑنا چاہیئے۔ تلک حدود اللہ فلا تقربوها

۳۱۔ قصاص اور وصیت کے احکام اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں جن کو ہرگز نہیں توڑنا چاہیئے۔

کتب علیکم القصاص... کتب علیکم... الوصیۃ... تلک حدود اللہ فلا تقربوها

"تلک" کا مشار الیہ روزہ اور اس کے احکام کے علاوہ قصاص، وصیت اور ان کے احکام کو بھی شامل ہو سکتا ہے۔

۳۲۔ اللہ تعالیٰ اپنے احکام کو لوگوں کے لئے بہت واضح اور روشن بیان فرماتا ہے۔ کذلک یبین اللہ آیاتہ للناس

۳۳۔ تمام انسان قرآن کریم کے مخاطب ہیں۔ یبین اللہ آیاتہ للناس

۳۴۔ روزہ، اعتکاف اور ان کے احکام اسی طرح قصاص اور وصیت کے احکام آیات الہی ہیں۔ کذلک یبین اللہ آیاتہ للناس

۳۵۔ تقوا اور پرہیزگاری حاصل کرنا ضروری ہے۔ لعلہم یتقون

۳۶۔ احکام دین پہ عمل کرنا اور حدود الہی کی پابندی کرنا تقویٰ اختیار کرنے کی زمین ہموار کرتے ہیں۔ تلک حدود اللہ فلا تقربوها کذلک یبین اللہ آیاتہ للناس لعلہم یتقون

۳۷۔ عن علی ابن مہزیار قال: کتب ابوالحسن بن الحصین الی ابی جعفر الثانی علیہ السلام معی جعلت فداک قد اختلفت موالوک فی صلاة الفجر فمنہم من یصلی اذا طلع الفجر الاوّل المستطیل فی السماء و منهم من یصلی اذا اعترض فی اسفل الافق واستبان ... فکتب علیہ السلام بخطہ و قراتہ: الفجر یرحمک اللہ هو الخیط الابيض المعترض

لیس هو الابيض صعداً ... فقال کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابيض من الخیط الاسود من الفجر ... (۱) علی

بن مہزیار کہتے ہیں ابوالحسن بن حصین نے میرے توسط سے ایک خط امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں ارسال کیا اور تحریر کیا میں آپ علیہ السلام پے قربان جاؤں آپ علیہ السلام کے شیعہ اور موالی نماز صبح کے وقت میں اختلاف رکھتے ہیں ان میں سے بعض جب آسمان پر پہلی سفیدی (صبح کاذب) جو آسمان پر لکیر سی ہوتی ہے ظاہر ہوتی ہے تو نماز صبح بجالاتے ہیں

اور بعض جب یہ سفیدی افق کے نیچے تک ظاہر ہو جاتی ہے تو نماز ادا کرتے ہیں۔ حضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا اور میں نے اسے پڑھا کہ فجر وہی نور کی سفیدی پٹی ہے جو افق پر عرض میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے نہ کہ افق میں اوپر کی طرف جانے والی سفیدی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "کلوا واشربوا حتی یبتین ... لکم الخیط الابيض من الخیط الاسود من الفجر"

۳۸۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قوله تعالى : " اتموا الصيام الى الليل " قال سقوط الشفق^(۱) اس آیہ مجیدہ " اتموا الصيام الى الليل " کے بارے میں امام صادق ﷺ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا شفق کے زائل ہونے سے رات کا آغاز ہوتا ہے۔

۳۹۔ ابو بصیر کہتے ہیں "سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن اناس صاموا فی شهر رمضان فغشيهم سحب اسود عند مغرب الشمس فظنوا انه الليل فافطروا او افطر بعضهم ثم ان السحاب فصل عن السماء فاذا الشمس لم تغب ؟ قال على الذى افطر قضاء ذلك اليوم ان الله يقول " اتموا الصيام الى الليل " فمن اكل قبل ان يدخل الليل فعليه قضاءه لانه اكل متعمداً"^(۲) میں نے امام صادق ﷺ کچھ افراد کے بارے میں پوچھا جن کا ماہ رمضان میں روزہ تھا۔ سیاہ بادل چھا گئے تو انہوں نے گمان کیا کہ رات ہو گئی ہے اس طرح سب نے یا ان میں سے بعض نے روزہ افطار کر لیا اور جب بادل چھٹ گئے تو وہ لوگ متوجہ ہوئے کہ ابھی تو سورج آسمان پر (چمک رہا) ہے۔ اس پر امام ﷺ نے فرمایا جنہوں نے روزہ افطار کیا تھا اس کی قضا بجا لائیں کیونکہ ارشاد رب العزت ہے "روزے کو رات تک تمام کرو" پس جس کسی نے بھی رات ہونے سے قبل افطار کیا ہے چونکہ اس نے جان بوجھ روزہ توڑا ہے اسلئے اس کی قضا بجا لائے۔

۳۰۔ عن سعد عن بعض اصحابه عنهما علیہ السلام فی رجل تسخر و هو شاك فی الفجر قال لا باس "کلوا واشربوا حتی یبتین لکم الخیط الابيض من الخیط الاسود من الفجر... جناب سعد بعض اصحاب سے اور انہوں نے امام باقر ﷺ اور امام صادق ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے اس وقت سحری کھائی جب اسے طلوع فجر میں شک تھا تو امام ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی حرج نہیں کیونکہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے "کھاؤ پیو یہاں تک کہ فجر کی سفیدی پٹی کالی پٹی سے واضح ہو جائے"...

(۱) بحار الانوار ج ۹۳ ص ۳۱۴ ح ۱۶ (۲) تفسیر عیاشی ج ۱ ص ۸۴ ح ۲۰۲، ۲۰۰ تفسیر بہان ج ۱ ص ۱۸۷ ح ۱۲ (۳) تفسیر عیاشی ج ۱ ص ۸۳ ح ۱۹۸ تفسیر بہان ج ۱ ص ۱۸۷ ح ۱۰

۳۱۔ ابو بصیر کہتے ہیں "سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن رجلین قاما فی شهر رمضان فقال احدهما هذا الفجر و قال الآخر ما اری شیئاً قال لیاکل الذی لم یتیقن الفجر و قد حرم الاکل علی الذی الاکل الذی زعم قد رای ان اللہ یقول "کلوا و اشربوا ..."^(۱) میں نے امام صادق علیہ السلام سے دو افراد کے بارے میں سوال کیا جنہوں نے ماہ رمضان میں طلوع فجر کے بارے میں اختلاف نظر کیا ایک کہتا ہے کہ یہ فجر ہے جبکہ دوسرا کہتا ہے سفیدی صبح سے میں کچھ نہیں دیکھ رہا، آپ علیہ السلام نے فرمایا جس کو فجر کا یقین نہیں کھا سکتا ہے لیکن جس کو یقین ہے اس نے فجر کو دیکھا ہے تو اس پر کھانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "کلوا و اشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابيض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتوا الصیام الی اللیل"

آیات الہی: ۳۳

احکام: ۳۹، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۳، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۵، ۲، ۱، ۳۰، ۳۱؛ احکام بیان کرنا ۳۲؛ احکام کی تشریح ۶؛ احکام کے منسوخ ہونے کے اسباب ۱۱؛ فلسفہ احکام ۱۳، ۵؛ احکام کا نسخ ۲

اعتکاف: اعتکاف کے دوران مباشرت کرنا ۲۵؛ احکام اعتکاف ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۵؛ مسجد میں اعتکاف ۲۵، ۲۶؛ اعتکاف کی اہمیت ۳۰، ۳۳؛ اعتکاف میں روزہ ۲۴؛ اعتکاف کی شرائط ۲۴؛ اعتکاف کی جگہ ۲۵، ۲۶

اللہ تعالیٰ: افعال الہی ۳۲؛ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۱۶؛ رحمت الہی ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۱۰؛ مقدرات الہی کی تکمیل یا ظہور کے اسباب ۱۸

امور: امور کی تقدیر کا سرچشمہ ۱۷

انسان: انسان کا پوشیدہ عمل ۱۰؛ انسان کی تقدیر ۱۸؛ انسان کی ضروریات ۳

تقویٰ: تقویٰ کے حصول کی اہمیت ۳۵؛ تقویٰ کی آمادگی پیدا ہونا ۳۶

تکلیف شرعی: تکلیف شرعی پر عمل کے نتائج ۳۶

تقدیر: تقدیر میں مؤثر عوامل ۱۸ جنابت: غسل جنابت ۱۵

جنسی انحراف: جنسی انحراف کے موانع ۳

جنسی غریزہ: جنسی غریزے کا توازن ۸؛ جنسی غریزے کی طاقت ۸

(۱) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۸۳ ح ۱۹۹، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۷۴ ح ۶۰۳۔

خلقت: نظام خلقت ۱۷

حدود الہی: حدود الہی کو قائم رکھنے کے نتائج ۳۶; حدود الہی کی حفاظت ۲۹، ۳۰، ۳۱; حدود الہی کے موارد ۳۰، ۳۱

خود: خود سے خیانت ۹

دین: دین سے منہ موڑنا ۹

رات: رات کا آغاز ۳۸; شب و روز کی حد ۲۳

روایت: ۳۱، ۳۰، ۳۹، ۳۷

روزہ: روزے کی ابتدا ۲۱; روزے کے احکام ۹، ۱۵، ۲۰، ۱، ۳۱، ۳۰، ۲۳، ۲۱; قبل از غروب روزہ افطار کرنا ۳۹;

روزے کی انتہا ۲۱; روزے کی اہمیت ۳۳، ۳۰; روزے کی قضا ۳۹; روزے کے مبطلات ۲۳; روزے کا وقت ۲۱

زوجہ اور شوہر: شوہر اور زوجہ کا لباس ہونا ۳

شوہر: شوہر کی اہمیت ۳

ضروریات: بیوی اور شوہر ایک دوسرے کی ضرورت ۵، ۳; جنسی ضرورت ۶

عورت: عورت کی اہمیت ۳

غسل: غسل کے احکام ۱۵

فجر: فجر کے طلوع میں شک ۳۱، ۳۰; طلوع فجر ۲۳; طلوع فجر سے مراد ۳۷; طلوع فجر کا وقت ۲۲; طلوع فجر پہ یقین ۳۱

قرآن کریم: قرآن کریم کا عالمی ہونا ۳۳; قرآن کریم کے مخاطبین ۳۳

قصاص: قصاص کے احکام ۳۱; قصاص کی اہمیت ۳۱، ۳۳

قضا و قدر: ۳۳، ۳۱

گناہ: گناہ کی بخشش ۱۲; گناہ کے موانع ۳

ماہ رمضان: ماہ رمضان کی راتوں میں پینا ۲۰; ماہ رمضان کی راتوں میں مباشرت کرنا ۱۹، ۱۳، ۱۱، ۷، ۵، ۲، ۱; ماہ رمضان کی

راتوں میں کھانا ۲۰; ماہ رمضان میں غسل کرنے کا وقت ۱۵

مباح امور:

مباح امور سے استفادہ کرنا ۱۶

محرمات: ۱

مسجد: مسجد کے احترام کی اہمیت ۲۸؛ مسجد کی تقدس ۲۸

مسلمان: مسلمانوں کا گناہ ۱۱؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کا گناہ ۷

معصیت: اللہ تعالیٰ کی معصیت ۹

مقدس مقامات: ۲۸

نزہتی کرنا: نزہتی کرنے کے احکام ۲۵، ۱۹، ۲؛ نزہتی کرنے

کی ترغیب ۱۶، ۱۳؛ نزہتی حلال ہونے کا فلسفہ ۱۳

نسل بڑھانا: نسل بڑھانے کی اہمیت ۱۳

نظریہ کائنات (جہان بینی):

توحیدی نظریہ کائنات ۱۷

نماز: نماز صبح کا وقت ۳۷

وصیت: وصیت کے احکام ۳۱؛ وصیت کی اہمیت ۳۳، ۳۱

وقت کی معرفت: وقت کی معرفت کی اہمیت ۳۸، ۲۳، ۲۲

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتَذَلُّوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

﴿۱۸۸﴾

اور خبردار ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھانا اور نہ حکام کے حوالہ کر دینا کہ رشوت دے کر حرام طریقہ سے

لوگوں کے اموال کو کھا جاؤ جب کہ تم جانتے ہو کہ یہ تمہارا مال نہیں ہے (۱۸۸)

۱۔ مال و ثروت جمع کرنے کے کچھ اسباب ناجائز و باطل ہیں اور کچھ حق اور صحیح ہیں۔ و لا تاكلوا اموالكم بينكم

بالباطل

۲۔ دوسروں کے مال و اسباب کو ناجائز ذرائع سے حاصل کرنا حرام ہے۔ و لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل "بینکم"،

"اموالکم" کے لئے قید ہے یعنی جو اموال تمہارے مابین ہیں اور ہر کوئی کچھ حصے کا مالک ہے۔ پس جملہ "لا تاكلوا..." کا ترجمہ

یوں ہوگا۔ تم میں سے کوئی بھی دوسرے کے مال کو ناجائز طریقے سے ہڑپ نہ کرے۔

۳۔ قاضیوں کو رشوت دینا ناجائز اور حرام ہے۔ و تدلوا بها الى الحکام "تدلوا"، "تاکلوا" پر عطف ہے اسی لئے "لائے ناہیہ" کے ذریعے مجزوم ہے یعنی "ولا تدلوا..." "تدلوا" کا مصدر "ادلای" ہے جس کا معنی ڈول یا بالٹی کو کنویں میں بھیجنا ہے۔ تاہم آیہ مجیدہ میں "وسیلہ بنانے" کے لئے کنایہ ہے یعنی "تدلوا بها..." گویا قاضیوں کو مال نہ دو کہ اس وسیلے سے لوگوں کے اموال کو ہڑپ کر جاؤ۔ البتہ یہاں صرف مال حاصل کرنے کو ہی خصوصیت حاصل نہیں ہے لہذا حرمت رشوت کا عنوان ان تمام موارد کو شامل ہو سکتا ہے جہاں کسی کا کوئی حق ضائع ہوتا ہو اس مطلب کی "بالاٹم" تائید کرتا ہے۔

۳۔ دوسروں کے اموال کو ایٹھنے کے لئے قاضیوں کو رشوت دینا حصول مال کے ناجائز اسباب میں سے ہے۔
و لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بها الى الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس

جملہ "وتدلوا..." عام پر عطف خاص ہے لہذا دوسروں کے اموال کو ناجائز ذرائع سے استعمال کا واضح نمونہ ہے۔ "لائے ناہیہ" کا "تدلوا" پر نہ لانا اس مطلب کی تائید کر رہا ہے۔

۵۔ وہ حکم یا قضاوت جو رشوت لے کر کی گئی ہو گناہ ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ و تدلوا بها الى الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم

۶۔ ان اموال کی ملکیت جو ناجائز راستوں اور ذرائع سے حاصل کیئے گئے ہوں ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔
و لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل باطل طریقے سے حاصل کیئے گئے اموال کا حرام ہونا اس امر کی حکایت کرتا ہے کہ ان اموال کو حاصل کرنے والا ان کا مالک نہیں ہے۔

۷۔ حکمرانوں کی نظر عنایت حاصل کرنا اور ان کے فیصلوں کو راشی کے حق میں کرنے کے لئے رشوت کا حرام و ناجائز ہونا ایک ایسا حکم ہے جو سب کے لئے عیاں ہے۔ تدلوا بها الى الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم و انتم تعلمون "تعلمون" کا مفعول ممکن ہے حکمرانوں کو رشوت دینا ہو نیز دوسروں کے اموال کا استعمال بھی ہو سکتا ہے مذکورہ بالا مطلب پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

۸۔ دوسروں کے اموال کو ہڑپ کرنا حرام و ناجائز ہے یہ حکم سب کے لئے معلوم ہے۔

و لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل ... و انتم تعلمون یہ مطلب اس بنا پر ہے اگر "تعلمون" کا مفعول دوسروں کے اموال کے استعمال کی حرمت ہو اور یہ معنی "لا تاکلوا..." سے ماخوذ ہے۔

۹۔ عمومی اموال اور اسباب کو ہڑپ کرنا حرام ہے۔ لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم
 "اموال الناس" سے مراد ممکن ہے لوگوں کے ذاتی اموال و اسباب ہوں اسی طرح ممکن ہے اس سے مراد عمومی اموال
 ہوں مذکورہ مطلب دوسرے احتمال کی بنا پر ہے۔

۱۰۔ حکمرانوں کو رشوت دے کر انکے فیصلے اور حکم سے عمومی اموال پر قبضہ کرنا حرام ہے۔ و لا تاكلوا اموالکم بینکم
 بالباطل و تدلوا بها الى الحکام لتاكلوا فریقا من اموال الناس

۱۱۔ حکمرانوں اور قاضیوں کے لئے یہ خطرہ موجود ہے کہ وہ رشوت خور ہو جائیں اور لوگوں کے حقوق ضائع کریں۔
 و تدلوا بها الى الحکام لتاكلوا فریقا من اموال الناس بالاثم

۱۲۔ معاشرے کی اقتصادی سلامتی اور لوگوں کے حقوق کے تحفظ میں قاضیوں کا کردار بہت بنیادی ہے۔
 و لا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بها الى الحکام ... و انتم تعلمون

۱۳۔ ابو عبیدہ حذاء کہتے ہیں "سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن قول اللہ عزوجل "ولا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل"
 فقال: كانت قریش تقامر الرجل باهله و ماله فنهاهم اللہ عزوجل عن ذلك" (۱) میں نے اسے تعالیٰ کے اس کلام "ولا
 تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا قریش اپنے خاندان اور
 مال کو سٹے بازی اور قمار کے لئے داؤ پر لگاتے تھے پس اسے تعالیٰ نے انہیں اس عمل سے منع فرمایا۔

۱۵۔ "روی عن ابی جعفر علیہ السلام انه یعنی بالباطل الیمین الکاذبة یقتطع بها الاموال" (۲)

آیہ مجیدہ میں "باطل" سے کیا مراد ہے امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ جھوٹی قسم ہے جس سے مال حاصل کیا جاتا ہے (یعنی
 جھوٹی قسم سے مال حاصل کرنا اکل مال بالباطل ہے)۔

۱۶۔ سماعۃ کہتے ہیں "قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام : الرجل یكون عنده الشی تبلى به و علیہ الدین ایطعمه عیالہ ...
 فقال یقضی بما عنده دینہ و لا یأکل اموال الناس الا و عنده ما یؤدی الیهم حقوقهم ان اللہ یقول لا تأكلوا اموالکم
 بینکم بالباطل" (۳) میں نے امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ایک شخص

(۱) کافی ج/۵ ص ۱۲۲ ح ۱، نور الثقلین ج/۱ ص ۱۷۵ ح ۶۱۱ (۲) مجمع البیان ج/۱ ص ۵۰۶، نور الثقلین ج/۱ ص ۱۷۶ ح ۶۱۵۔

(۳) تفسیر عیاشی ج/۱ ص ۸۵ ح ۲۰۷، نور الثقلین ج/۱ ص ۱۷۶ ح ۶۱۴۔

کے پاس اتنا مال ہے کہ صرف اپنی ضروریات زندگی پوری کرتا ہے جبکہ اس پر قرض بھی ہے تو کیا اس مال سے اپنے اہل و عیال کے اخراجات پورے کمرے؟... حضرت ﷺ نے فرمایا جو کچھ اس کے پاس ہے اس سے قرض ادا کرے اور لوگوں کے اموال کو نہ کھائے مگر یہ کہ اس کے پاس اموال ہوں اور ان سے لوگوں کے حقوق ادا کرے اسے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "لا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل"

۱۷۔ عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قلت له قول الله " و لا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بها الى الحکام فقال ... اما انه لم یعن حکام اهل العدل و لکنه عنی حکام اهل الجور... (۱) ابو بصیر کہتے ہیں میں نے اسے تعالیٰ کے اس کلام "ولا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بها الى الحکام" کے بارے میں امام صادق ﷺ سے سوال کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اس سے عادل حکمران مراد نہیں ہیں بلکہ ظالم حکمران مراد ہیں۔

۱۸۔ حسن بن علی بن فضال کہتے ہیں: "قرأت فی کتاب ابی الاسد الی ابی الحسن الثانی علیہ السلام و قرأته بخطه سألہ ما تفسیر قوله تعالیٰ "و لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بها الى الحکام" قال: فکتب الیہ بخطه الحکام القضاة قال: ثم کتب تحته هو ان یعلم الرجل انه ظالم فیحکم له القاضی فهو غیر معذور فی اخذه ذلك الذی حکم له اذا کان قد علم انه ظالم" (۲) ابو الاسد نے ایک خط امام رضا ﷺ کی خدمت میں تحریر کیا جسے میں نے پڑھا اس نے امام ﷺ سے اسے تعالیٰ کے اس کلام "ولا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بها الى الحکام" کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تھا حضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا حکام سے مراد قاضی ہیں اس کے نیچے امام ﷺ نے تحریر فرمایا اگر فرد کو علم ہو کہ "طرف مقابل" ظالم ہے اور قاضی نے بھی اسی کے حق میں فیصلہ دیا ہے اس صورت میں وہ مال لے لے تو معذور نہیں ہے جبکہ جانتا ہو کہ طرف ظالم ہے۔

احکام: ۱۶، ۱۰، ۹، ۵، ۳، ۲

بیت المال: بیت المال غصب کرنا ۹

تصرفات (استعمالات): حرام تصرفات ۲، ۹

رشوت: رشوت کے نتائج ۵؛ رشوت کے احکام ۱۰، ۳؛ رشوت کا جرم ۴، ۳؛ رشوت کا حرام ہونا ۱۰، ۳؛ رشوت کی حرمت کا واضح ہونا ۷

(۱) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۸۵ ح ۲۰۵، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۷۶ ح ۶۱۲ (۲) تہذیب الاحکام ج/ ۶ ص ۲۱۹ ح ۱۰، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۷۶ ح ۶۱۳۔

رشوت خوری: رشوت خوری کا خطرہ ۱۱

روایت: ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸

عمل: ناپسندیدہ عمل ۳، ۷

عمومی اموال: عمومی اموال میں تصرف ۹، ۱۰

غصب: غصب کا جرم ۸؛ غصب کی حرمت کا واضح ہونا ۸

قائدین: قائدین کو رشوت دینا ۱۰؛ ظالم کو رشوت دینا ۱۷؛ رشوت خوری ۱۱

قاضی: قاضی کو رشوت دینا ۳، ۳؛ ظالم کو رشوت دینا ۱۸؛ قاضی کا رشوت خور ہونا ۱۱؛ قاضی کی اہمیت ۱۲

قرض: قرض کے احکام ۱۶؛ قرض ادا کرنے کی اہمیت ۱۶

قریش: قریش میں سٹے بازی ۱۳

قسم: جھوٹی قسم ۱۵

قضاوت: قضاوت کے احکام ۵؛ رشوت سے قضاوت کرنا ۵؛ بے اعتبار قضاوت ۵؛ قضاوت کا گناہ ۵

قمار یا سٹے بازی: قمار سے ممانعت ۱۳

کمائی: جھوٹ کے ساتھ کمائی ۱۵

مال: جھوٹ کے ذریعے مال حاصل کرنا ۱۵

محرمات: ۲، ۳، ۹، ۱۰

معاشرہ: معاشرے کی اقتصادی سلامتی ۱۲

ملکیت: ملکیت کے احکام ۲، ۳، ۶؛ ملکیت کے اسباب ۲، ۳؛ اسباب ملکیت کی اقسام ۱؛ ملکیت کا باطل ہونا ۳؛ ذاتی

ملکیت ۱۳؛ ملکیت کے معتبر ہونے کا معیار ۶

لوگ: لوگوں کے حقوق کی حفاظت ۱۲؛ لوگوں کے حقوق ضائع ہونے کا خطرہ ۱۱؛ لوگوں کے اموال غصب کرنا ۲

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى
وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٨٩﴾

اے پیغمبر یہ لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو فرمادیجئے کہ یہ لوگوں کے لئے اور حج کے لئے وقت معلوم کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ مکانات میں پچھوڑے کی طرف سے آؤ بلکہ نیکی انکے لئے ہے جو پرہیزگار ہوں اور مکانات میں دروازوں کی طرف سے آئیں اور اسہ ڈرو شاید تم کامیاب ہو جاؤ (۱۸۹)

۱۔ ایک ماہ میں چاند کی مختلف بننے والے صورتوں کے بارے میں لوگوں کا پیامبر اسلام (ص) سے بار بار استفسار کرنا۔ یسئلونک عن الاہلۃ فعل مضارع "یسئلون" سوال کے تکرار پر دلالت کرتا ہے اور جمع کا صیغہ دلالت کرتا ہے کہ سوال کرنے والے افراد زیادہ ہیں۔ "اہلہ" ہلال کی جمع ہے اور اس سے ایک ماہ کے مختلف چاند مراد ہیں۔

۲۔ چاند کی خلقت اور اسکی مختلف صورتوں کو وجود میں لانا وقت کی پیمائش کا میزان اور فطر میلنڈر کی ایجاد ہے۔ قل ہی مواقیت للناس "مقیات" کی جمع "مواقیت" ہے۔ میقات کا معنی زمان ہے یا ایسی جگہ کو کہا جاتا ہے جسے کام کرنے کے لئے معین کیا گیا ہو (لسان العرب)

۳۔ پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داری ہے کہ معارف الہی اور احکام دین کو پیش فرمائیں نہ کہ طبعی "P h y s i c a l" علوم کی تشریح و تفسیر*۔ یسئلونک عن الاہلۃ قل ہی مواقیت للناس والحج

ظاہراً یہ ہے کہ چاند کی مختلف صورتوں کے ظہور کے بارے میں کوئی "P h y s i c a l" طبعی دلائل پیش کیئے جاتے لیکن ان دلائل کو پیش کرنے کی بجائے اسکے فوائد خصوصاً حج کے مسئلہ کو پیش کرنا مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

۳۔ چاند کی مختلف صورتوں میں ظاہر ہونے کے فوائد میں سے موسم کی شناخت اور حج کے وقت کی معرفت ہے۔
قل ہی مواقیت للناس والحج

۵۔ حج خاص وقت اور خاص مہینے کی عبادت ہے۔ قل ہی مواقیت للناس والحج "الحج"، "الناس" پر عطف ہے یعنی "ہی مواقیت للحج"

۶۔ حج بہت ہی قدر و منزلت والی عبادت اور دین کے عملی ارکان میں سے ہے۔ قل ہی مواقیت للناس والحج
حج کے وقت کی شناخت کے لئے چاند کی مختلف صورتوں میں جلوہ نمائی اس فرمان الہی (حج) کی عظمت کی حکایت کر رہا ہے۔

۷۔ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی رسومات میں سے تھا کہ گھروں کے اصلی دروازوں سے داخل ہونے کی بجائے گھروں کے پیچھے سے آتے تھے اور یہ عمل آداب حج میں سے تھے۔ و لیس البربان تأتوا البيوت من ظهورها حج کا ذکر کرنے کے بعد زمانہ جاہلیت کی اس رسم کا ذکر کرنا کہ لوگ گھروں کے اصلی دروازے کی بجائے اسکے عقب سے داخل ہوتے تھے یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ رسم آداب حج میں سے شمار ہوتی تھی۔

۸۔ حاجیوں کا گھروں میں اصلی دروازوں کی بجائے پیچھے سے داخل ہونا زمانہ جاہلیت کے لوگوں میں ایک اچھا عمل تصور کیا جاتا تھا۔ و لیس البربان تأتوا البيوت من ظهورها اس رسم کے نیک اور اچھا ہونے کی نفی کرنا "لیس البر" اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں میں اسے اچھا عمل سمجھا جاتا تھا۔

۹۔ گھروں کے اصلی دروازوں کی بجائے ان کے پیچھے سے داخل ہونا نہ توجج کے آداب میں سے ہے اور نہ ہی حاجیوں کے لئے ایک اچھا عمل۔ و لیس البربان تأتوا البيوت من ظهورها

۱۰۔ زمانہ جاہلیت کی خرافات اور بری رسومات و آداب سے اسلام کی معرکہ آرائی۔ و لیس البربان تأتوا البيوت من ظهورها

۱۱۔ صدر اسلام کے مسلمان زمانہ جاہلیت کی رسم کے مطابق حج کے موقع پر گھروں کے اصلی دروازوں سے داخل نہ ہوتے تھے۔ و لیس البربان تأتوا البيوت من ظهورها یہ جو آیہ مجیدہ میں مسلمانوں کو مورد خطاب قرار دیا گیا ہے ایسا لگتا ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے کچھ مسلمان زمانہ جاہلیت کی اس رسم پر عمل پیرا تھے۔

۱۲۔ زمانہ جاہلیت کی رسم کو ترک کرنا اور گھروں کے اصلی دروازوں سے داخل ہونا اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کو فرمان اور نصیحت ہے۔ لیس البر ... وأتوا البيوت من ابوابها

۱۳۔ نیکی، تقویٰ اختیار کرنے اور گناہوں سے اجتناب کرنے سے ہے۔ و لکن البر من اتقى

۱۴۔ حج کے دوران نیک عمل، تقویٰ اختیار کرنا اور گناہوں سے پرہیز ہے۔ و لکن البر من اتقى

۱۵۔ اچھے مفاہیم کی قدر و قیمت اس وقت ہے جب وہ انسانوں میں ظاہر ہوں۔ و لکن البر من اتقى

صاحب تقویٰ کے لئے "برِ نیکی" کا استعمال۔ جبکہ ظاہریوں کہنا چاہے نیکی، تقوا اپنانا ہے۔ اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ تقویٰ کو اس وقت نیکی کہا جاسکتا ہے جب اس کے نتائج انسانوں میں ظاہر ہوں اور وہ انسانوں میں نظر آئیں (المیزان)

۱۶۔ انسان کی حقیقت اور ماہیت کو بنانے والا انسان کا کردار اور روش ہے۔ و لکن البر من اتقى

۱۷۔ غلط رسومات اور آداب کی نفی کرنے کے بعد صحیح روش کو پیش کرنا قرآن کریم کی تربیتی روشوں میں سے ایک ہے۔
لیس البر ... و لکن البر من اتقى

۱۸۔ کاموں میں صحیح اور منطقی روش کو اخذ کرنا اور اہداف و مقاصد کے حصول میں درست اسباب کا انتخاب کرنا
مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا فرمان اور نصیحت ہے۔ لیس البر ... و اتوا البیوت من ابوابھا

مسلمانوں کو زمانہ جاہلیت کی رسم (مراسم حج میں گھروں کے پیچھے سے داخل ہونا) سے روکنے کے لئے یہ جملہ "و لیس البر ..." کافی تھا پس "و اتوا البیوت ..." ایک کلی حکم کی حکایت کر رہا ہے اس جملے میں اہداف و مقاصد کو گھروں سے تشبیہ دی گئی ہے جبکہ ان مقاصد کے حصول کیلئے روشوں کو گھروں کے دروازوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے دور رہنے کے لئے گناہوں سے پرہیز ضروری ہے۔ و اتقوا اللہ

۲۰۔ مختلف امور کو انجام دینے کے لئے غیر منطقی اور غیر صحیح روشوں کو انتخاب کرنا تقویٰ کے برخلاف ہے۔

لیس البر بان تأتوا البیوت من ظہورها ... و اتوا البیوت من ابوابھا و اتقوا اللہ مقصد تک پہنچنے کے لئے صحیح روش کے انتخاب کا حکم دینے کے بعد تقویٰ کا حکم دینا ان دو میں سے ایک نکتہ کی طرف اشارہ ہے ۱۔ صحیح اور منطقی روش کا انتخاب تقویٰ کے مصادیق میں سے ہے ۲۔ مقاصد کے حصول کے لئے راستوں کے انتخاب میں تقویٰ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ مندرجہ بالا مطلب پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

۲۱۔ انسانوں کی سعادت تقویٰ اختیار کرنے اور

گناہوں سے اجتناب میں ہے۔ و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون

۲۲۔ مختلف امور میں انسانوں کی کامیابی اس صورت میں ہے کہ صحیح راہ و روش کا انتخاب کریں۔ و اتوا البيوت من ابوابها ... لعلکم تفلحون یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "لعلکم تفلحون"، "واتوا البيوت من ابوابها" سے متعلق ہو۔

۲۳۔ جابر بن یزید کہتے ہیں "عن ابی جعفر علیہ السلام فی قوله "لیس البر بان تأتوا البيوت من ظهورها" الآية قال یعنی ان یأتی الامر من وجهها ای الامور کان" (۱) امام باقر (علیہ السلام) نے فرمایا "لیس البر بان تأتوا البيوت من ظهورها" سے مراد یہ ہے کہ انسان جو کام بھی انجام دے اسکے صحیح راستے سے وارد ہو۔

۲۴۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام "لیس البر بان تأتوا البيوت من ظهورها" کے بارے میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے "انه كان المحرمون لا يدخلون بيوتهم من ابوابها و لكنهم كانوا ينقبون في ظهر بيوتهم ای فی مؤخرها نقباً يدخلون و يخرجون منه فنهوا عن التدین بذلك" (۲) (زمانہ جاہلیت) میں مناسک حج کے لئے جو لوگ محرم ہوتے وہ اپنے گھروں کے دروازوں سے داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ گھروں کے پچھلی طرف نقب لگاتے اور وہاں سے رفت و آمد کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس عمل پر پابند رہنے سے منع فرمایا۔

احکام: ۵

اسلام: ارکان اسلام ۶

اصلاح معاشرہ: اصلاح معاشرہ کی روش ۱۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۱۸، ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱۹

انسان: انسان کی حقیقت ۱۶؛ انسان کی تقدیر ۱۶

پیامبر اسلام (ص): پیامبر اسلام (ص) سے سوال ۱؛ پیامبر اسلام (ص) کی ذمہ داری کا دائرہ کار ۳؛ پیامبر اسلام (ص)

اور دین بیان کرنا ۳؛ پیامبر اسلام (ص) اور طبیعاتی علوم ۳

تربیت: تربیتی روش ۱۷

تقدیر: تقدیر میں مؤثر عوامل ۱۶

(۱) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۸۶ ح ۲۱۱، ۲۱۳، تفسیر بہان ج/ ۱ ص ۱۹۰ ح ۷، ۱، ۶۔

(۲) مجمع البیان ج/ ۲ ص ۵۰۸، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۷۸ ح ۲۳۔

تقویٰ: تقویٰ کے نتائج ۲۱؛ تقویٰ کی اہمیت ۱۳، ۱۳؛ عد متقویٰ کے موارد ۲۰

جاہلیت: جاہلیت کی رسومات سے اجتناب ۱۲؛ جاہلیت کی رسومات ۴، ۸، ۱۱، ۲۳؛ جاہلیت کی رسموں سے نبرد آزمائی ۱۰

چاند: چاند کی مختلف صورتوں کے بارے میں سوال ۱؛ چاند کی خلقت کا فلسفہ ۲؛ چاند کی مختلف شکلوں کا فلسفہ ۲؛ چاند کی مختلف صورتوں کے فوائد ۳

حاجی: حاجیوں کا گھروں میں داخل ہونا ۸

حج: احکام حج ۵؛ حج کی عظمت ۶؛ حج میں تقویٰ ۱۳؛ زمانہ جاہلیت میں حج ۴، ۲۳؛ صدر اسلام میں حج ۱۱؛ حج کی شرائط ۵؛ حج میں نیکی ۱۳؛ حج کا وقت ۵، ۳

خرافات: خرافات سے جنگ ۱۰

رسومات: غلط رسومات سے نبرد آزمائی ۱۴

روایت: ۲۳، ۲۳

سعادت: سعادت کے اسباب ۲۱ سعادت:

سعادت کے اسباب ۲۱

عذاب: عذاب کی رکاوٹیں ۱۹

عمل: عمل کے نتائج ۱۶؛ عمل میں منطق کی اہمیت ۱۸؛ عمل میں صحیح روش ۲۳، ۲۲، ۱۸؛ عمل میں غیر صحیح روش ۲۰

قدریں: ۶ قدروں پر عمل ۱۵ قدروں کا معیار ۱۵

کامیابی: کامیابی کے عوامل ۲۲

گناہ: گناہ سے اجتناب کے نتائج ۲۱، ۱۹؛ گناہ سے اجتناب ۱۳، ۱۳

گھر: گھر میں داخل ہونے کے آداب ۴، ۸، ۱۲؛ گھر میں پیچھے سے داخل ہونا ۲۳، ۱۱، ۹

مسلمان: صدر اسلام کے مسلمان اور جاہلیت کی رسمیں ۱۱

میل جول: میل جول کے آداب ۱۲، ۹

نیکی: نیکی کے معیارات ۱۳

وقت کی شناخت: وقت کی شناخت کا وسیلہ ۲، ۳؛ وقت شناسی کی اہمیت ۲

ہدف: ہدف اور وسیلہ ۱۸

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿١٩٠﴾

جو لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں تم بھی ان سے راہ خدا میں جہاد کرو اور زیادتی نہ کرو کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۱۹۰)

۱۔ اگر کفار مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں تو ان سے معرکہ آرائی واجب ہے۔ و قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم

۲۔ دشمنوں سے جہاد اور معرکہ آرائی اس وقت قابل قدر ہے جب "فی سبیل اللہ" ہو۔ و قاتلوا فی سبیل اللہ

۳۔ جہاد کے احکام اور حدود سے تجاوز کرنا حرام ہے۔ قاتلوا فی سبیل اللہ ... و لا تعتدوا

۴۔ دشمنوں کے حقوق کا خیال رکھنا حتی جنگ میں بھی ضروری ہے۔ و قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم و لا تعتدوا

۵۔ جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ برسرِ پیکار نہیں ہیں ان سے معرکہ آرائی، تجاوز اور حدودِ الہی سے نکلنا ہے۔ و قاتلوا ...

الذین یقاتلونکم و لا تعتدوا "الذین یقاتلونکم" کی روشنی میں اعتدا اور تجاوز کا ایک مصداق ان کفار سے نبردِ آزمائی ہے جو مسلمانوں کے ساتھ برسرِ پیکار نہیں ہیں۔

۶۔ مسلمانوں کو نہیں چاہیئے کہ اپنے دشمنوں کے خلاف جنگ کا آغاز کریں* و قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم و لا تعتدوا

۷۔ جو تجاوز کرتے ہیں اللہ کی محبت سے محروم ہیں۔ ان اللہ لا یحب المعتدین

۸۔ مجاہدین اگر جنگ کے دوران حدودِ الہی سے تجاوز

کریں یا دشمنوں کے حقوق کا خیال نہ رکھیں تو محبت الہی سے محروم ہوں گے۔ ان اللہ لا یحب المعتدین
۹۔ دشمنوں سے انتقام لیتے ہوئے بھی عدل و انصاف کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ و قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم
و لا تعتدوا

احکام: ۱، ۳، ۶

انتقام: انتقام میں عدل و انصاف ۹

تجاوز کرنے والے: تجاوز کرنیوالوں کا محروم ہونا ۷

جنگ: جنگ کے آداب ۳؛ غیر محارب افراد سے جنگ ۵؛ جنگ کا آغاز ۶

جہاد: جہاد کے احکام ۱، ۳، ۶؛ جہاد کی اہمیت اور قدر و قیمت ۲؛ احکام جہاد کی خلاف ورزی ۸، ۳؛ کفار سے جہاد ۱؛ فی سبیل

اللہ جہاد ۲؛ دفاعی جہاد ۱؛ جہاد کی شرائط ۱؛ جہاد کا وجوب ۱

حدود الہی: حدود الہی سے تجاوز ۸، ۵

دشمن: دشمنوں سے انتقام ۹؛ جنگ میں دشمنوں کے حقوق ۸، ۳

سبیل اللہ: سبیل اللہ کے موارد ۲

عدل: عدل کی اہمیت ۹

قدریں: قدروں کا معیار ۲

مجاہدین: متجاوز مجاہدین ۸

محبت: محبت الہی سے محروم لوگ ۸، ۷

محرمات: ۳

مسلمان: مسلمانوں کی ذمہ داری ۶

واجبات: ۱

وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُم وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿١٩١﴾

اور ان مشرکین کو جہاد پاؤ قتل کردو اور جس طرح انھوں نے تم کو آوارہ و ظلم دیا ہے تم بھی انھیں نکال باہر کردو اور فتنہ پردازی تو قتل سے بھی بدتر ہے۔ اور ان سے مسجد الحرام کے پاس اس وقت تک جنگ نہ کرنا جب تک وہ تم سے جنگ نہ کریں۔ اس کے بعد جنگ چھیڑ دیں تو تم بھی چپ نہ بیٹھو اور جنگ کرو کہ یہی کافرین کی سزا ہے (۱۹۱)

۱۔ محارب کفار جہاں کہیں بھی نظر آئیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان کو قتل کر دیں۔ و اقتلوہم حیث ثقفتموہم اس جملہ میں ضمیر "ہم"، "الذین یقاتلوکم" کی طرف لوٹتی ہے اسی لئے ان کے لئے کفار محارب کی تعبیر استعمال کی گئی ہے "ثقفتم" کا مصدر "ثقف" ہے جس کا معنی ہے پانا یا دستر سی حاصل کرنا۔

۲۔ محارب کفار کو قتل کرنا لازمی ہے اور یہ امر میدان جنگ تک محدود نہیں ہے۔ و اقتلوہم حیث ثقفتموہم یہ مطلب اس جملہ "حیث ثقفتموہم" ان کو جہاں کہیں بھی پاؤ سے ماخوذ ہے۔

۳۔ صدر اسلام کے مسلمانوں کی ذمہ داری قرار دی گئی کہ مکہ کے مشرکین سے جنگ کریں اور ان کو اس سرزمین سے نکال باہر کریں۔ و اخرجوہم من حیث اخرجوکم مفسرین کی نظر میں "من حیث اخرجوکم" سے مراد سرزمین مکہ ہے اور یہ مسلمانوں کے مجبور ہو کر مکہ ترک کرنے اور حبشہ یا مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

۴۔ مکہ کے مشرکین نے صدر اسلام کے مسلمانوں کو مکہ سے نکال باہر کیا اور ہجرت پر مجبور کیا۔ و اخرجوہم من حیث اخرجوکم

۵۔ دشمنان دین سے اسلامی سرزمینوں کو واپس لینا اور

ان کو وہاں سے نکال باہر کرنا ضروری ہے۔ و اخرجوہم من حیث اخرجوکم

۶۔ جن کفار نے اسلامی سر زمینوں پر قبضہ کر رکھا ہے ان سے جنگ کرنا ضروری ہے۔ و اقاتلوہم ... و اخرجوہم من حیث اخرجوکم

۷۔ فتنہ و فساد برپا کرنا جنگ و خونریزی سے زیادہ بدتر ہے۔ و الفتنۃ اشد من القتل

۸۔ صدر اسلام کے مسلمانوں کے خلاف مشرکین مکہ کی فتنہ پروری۔ اخرجوکم و الفتنۃ اشد من القتل

۹۔ کفار کی فتنہ پروری ان کے خلاف جنگ کا جواز ہے اگرچہ مسلمانوں سے جنگ میں مصروف نہ ہوں۔

و قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ... و الفتنۃ اشد من القتل علمائے علم اصول کی اصطلاح میں یہ جملہ "والفتنۃ اشد

من القتل" اس جملہ "الذین یقاتلونکم" پر حاکم ہے اور اس حکم کے موضوع میں وسعت کا موجب ہے یعنی یہ کہ ما قبل

آیت میں تھا کہ محارب کفار سے جنگ کرو اور جملہ "الفتنۃ..." بیان کر رہا ہے کہ فتنہ پروری جنگ کے مساوی ہے۔

۱۰۔ اسلام میں جنگ و جہاد کے اہداف میں سے ایک فتنہ کو جڑ سے اکھاڑنا ہے۔ و اقاتلوہم حیث ثقتموہم و اخرجوہم

من حیث اخرجوکم و الفتنۃ اشد من القتل

۱۱۔ مسلمانوں کو ان کے دیار و وطن سے نکالنا اور دہر کرنا کفار کی فتنہ پروری کے مصادیق میں سے ایک ہے۔

و اخرجوہم من حیث اخرجوکم و الفتنۃ اشد من القتل

۱۲۔ مسجد الحرام میں اور اسکے گرد و نواح میں جنگ کرنا حرام ہے۔ و لا تقاتلوہم عند المسجد الحرام

۱۳۔ اگر ایسی صورت ہو جائے کہ دشمنان دین مسجد الحرام کے اندر یا اسکے گرد و نواح میں مسلمانوں کے خلاف جنگ

کریں تو ان سے برسر پیکار ہونا اور ان کا قتل کرنا واجب ہے۔ و لا تقاتلوہم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان

قاتلوکم فاقتلوہم

۱۴۔ مقدس مقامات کی حفاظت کرتے ہوئے متجاوز اور تہاجم کرنے والے دشمنوں کے مقابل دفاع سے مسلمان ہرگز

دست بردار نہ ہوں۔ حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوہم

۱۵۔ کفار کی فتنہ پروری مسجد الحرام اور اس کے گرد و نواح میں ان کے قتل یا ان سے جنگ کا جواز فراہم نہیں کرتی۔

والفتنۃ اشد من القتل و لا تقاتلوہم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم یہ جملہ "والفتنۃ..." بیان کر رہا ہے کہ فتنہ پرور کفار

محارب کفار کی طرح ہیں لہذا ان کے خلاف بھی جنگ کرنا ضروری ہے۔ البتہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ "و لا تقاتلوہم

عند المسجد الحرام..." اس قانون سے ایک استثناء ہے یعنی کفار کی فتنہ پروری مسجد الحرام میں جنگ کا جواز فراہم نہیں کرتی

۱۶۔ مسجد الحرام اور اس کے گرد و نواح کا ایک خاص احترام اور تقدس ہے۔ ولا تقتلوهם عند المسجد الحرام

۱۷۔ محارب اور فتنہ پرور کفار کی سزا ان کو قتل کرنا ہے۔ فاقتلوهם كذلك جزاء الكافرين

"الكافرين" میں "ال" عہد کا ہے اور یہ اشارہ ان کفار کی طرف ہے جو مسلمانوں کے خلاف جنگ یا فتنہ پروری میں مصروف عمل ہیں۔

احکام: ۹، ۶، ۲، ۱، ۱۴، ۱۵، ۱۳، ۱۲

فلسفہ احکام ۱۰

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳

اسلامی سرزمینیں: اسلامی سرزمینوں کو آزاد کرانا ۵؛ دشمنوں کو اسلامی سرزمینوں سے نکالنا ۵

اصلاح معاشرہ: اصلاح معاشرہ کے عوامل ۱۰

جہاد: جہاد کے احکام ۱۳، ۹، ۶؛ ابتدائی جہاد ۹؛ کفار سے جہاد ۹؛ قابض کفار سے جہاد ۶؛ مشرکین مکہ سے جہاد ۳؛ جہاد کا فلسفہ

۱۰؛ جہاد کا دائرہ کار ۵، ۶

صرام (مسجد الحرام کی اطراف): صرم کا احترام ۱۶؛ صرم کے احکام ۱۵، ۱۳، ۱۲؛ صرم میں جنگ ۱۵، ۱۳، ۱۲؛ صرم میں

دفاع ۱۳؛ صرم میں قتل ۱۵، ۱۳؛ صرم کا تقدس ۱۶

دفاع: دفاع کے احکام ۱۳

فتنہ و فساد برپا کرنا: فتنہ و فساد برپا کرنے کے نتائج ۷؛ فتنہ و فساد برپا کرنے کا جرم ۷؛ فتنہ و فساد کو جڑ سے اکھاڑنا ۱۰؛ فساد برپا

کرنے کے موارد ۱۱

قتل: جرم قتل ۷؛ قتل کا جائز ہونا ۱۴، ۱۳، ۲، ۱

کفار: کفار کی فتنہ پروری ۱۵، ۱۱، ۹؛ محارب کفار کا قاتل ۱۴، ۲، ۱؛ محارب کفار کی سزا ۱۴؛ محارب کفار کی سزائیں ۱، ۱۴، ۲

محارب: محارب کے احکام ۱۴، ۲، ۱

محاربه: محاربه کا جرم ۱۲، ۱۴، ۱۵

مسجد الحرام: مسجد الحرام کا احترام ۱۶؛ مسجد الحرام میں جنگ ۱۵، ۱۳، ۱۲؛ مسجد الحرام میں قتل ۱۳؛ مسجد الحرام کا

تقدس ۱۶

مسلمان: مسلمانوں کا اخراج ۱۱؛ مسلمانوں کا مکہ سے اخراج ۳؛ مسلمانوں کی ذمہ داری ۱؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی ذمہ

داری ۳؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی ہجرت ۳

مشرکین: مکہ سے مشرکین کا اخراج ۳؛ صدر اسلام کے مشرکین ۸

مشرکین مکہ: مشرکین مکہ کی فتنہ پروری اور فساد انگیزی ۸؛ مشرکین مکہ اور مسلمان ۳

مقدس مقامات: ۱۶ مقدس مقامات کا احترام ۱۳

واجبات: ۱۳

فَإِنْ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۹۲﴾

پھر اگر جنگ سے باز آجائیں تو خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (۱۹۲)

۱۔ جو کفار جنگ اور فتنہ پروری نہیں کرتے ان سے نہ تو جنگ کی جائے اور نہ ہی انہیں قتل کیا جائے۔

فان انتھوا فان الله غفور رحيم ماقبل آیات کے قرینہ سے "انتھوا" کا متعلق جنگ اور فتنہ پروری ہے۔ جملہ "فان الله..."

جواب مقام ہے یعنی تقدیر کلام یوں بنتی ہے "فان انتھوا عن القتال و الفتنة فلا تقتلوهم و لا تقتلوهم ان الله غفور رحيم"

۲۔ اگر کفار جنگ کے خاتمے کا اعلان کریں تو مسلمان کو چاہیئے کہ اسے قبول کریں * فان انتھوا فان الله غفور رحيم

۳۔ الله تعالى غفور (بخشنے والا) اور رحيم (مہربان) ہے۔ فان الله غفور رحيم

۳۔ ایمان سب سے حتی محارب کفار سے بھی قابل قبول ہے۔

فان انتھوا فان الله غفور رحيم یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "انتھوا" کا متعلق کفر اور شرک ہو پس "فان انتھوا..." کا معنی یہ بنتا ہے اگر کفار و مشرکین کفر و شرک سے دست بردار ہو جائیں اور ایمان لے آئیں... بنا بریں جملہ "فان اسہ..." کے دو معنی بنتے ہیں ۱۔ ان سے ایمان کو قبول کرنا ۲۔ ان کی گزشتہ غلطیوں اور خطاؤں کو معاف کرنا۔

۵۔ اگر محارب کفار ایمان لے آئیں تو ان کی گزشتہ خطاؤں (مسلمانوں کا قتل، فتنہ پروری وغیرہ...) پر مؤاخذہ نہیں ہونا چاہیئے۔ فان انتھوا فان الله غفور رحيم

۶۔ وہ کفار جو جنگ کے شعلے بھڑکانے اور فتنہ پروری سے باز آجائیں ان سے جنگ کے خاتمے کا الہی حکم اسہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا ایک پر تو ہے۔ فان انتھوا فان الله غفور رحيم

۷۔ محارب کفار کے ایمان لانے کے بعد ان کے گناہوں کی بخشش رحمت و مغفرت الہی کا ایک پر تو ہے۔
فان انتھوا فان الله غفور رحيم

احکام: ۱، ۲

اسلام: اسلام کے احترام کے آثار ۵

اسماء اور صفات: رحيم ۳؛ غفور ۳

اسہ تعالیٰ: اوامر الہی ۶؛ بخشش الہی کے مظاہر ۶، ۷؛ رحمت الہی کے مظاہر ۶، ۷ اسہ تعالیٰ:

ایمان: ایمان کے آثار ۷؛ ایمان قبول کرنا ۳

جرائم: قبل از اسلام کے جرائم ۵

جنگ کے خاتمے کا اعلان: کفار سے جنگ کا خاتمہ ۱، ۲؛ جنگ کے خاتمے کا اعلان قبول کرنا ۲

جہاد: جہاد کے احکام ۱، ۲؛ کفار سے جہاد ترک کرنا ۱، ۶

خطا: قبل از اسلام کی خطائیں ۵

قتل: ناجائز قتل ۱

کفار: محارب کفار کی بخشش ۷؛ محارب کفار کا ایمان ۷، ۵، ۳؛ محارب کفار کا مؤاخذہ ۵

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنْ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٩٣﴾

اور ان سے اس وقت تک جنگ جاری رکھو جب تکسار ا فتنہ ختم نہ ہو جائے اور دین صرف اللہ کا نہ رہ جائے پھر اگر وہ لوگ باز آجائیں تو ظالمین کے علاوہ کسی پر زیادتی جائز نہیں ہے (۱۹۳)

۱۔ جب تک کفار کی فتنہ پروری ختم نہ ہو ان سے نبرد آزما رہنا مسلمانوں کی اہم ذمہ اری ہے۔ و قاتلوهم حتی لا تكون فتنۃ

۲۔ فتنوں اور فتنہ انگیز افراد سے برسر پیکار رہنا ضروری ہے۔ و قاتلوهم حتی لا تكون فتنۃ

۳۔ اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جب تک زمین کی تمام وسعتوں پر دین الہی کی حاکمیت نہ ہو جائے کفار سے نبرد آزما رہیں۔ و قاتلوهم حتی لا تكون فتنۃ و يكون الدين لله

۳۔ اسلام میں جہاد و معرکہ آرائی کی تشریع کا ہدف فتنوں کو جڑ سے اکھاڑنا اور عالمی سطح پر دین کا پھیلاؤ ہے۔ و قاتلوهم حتی لا تكون فتنۃ و يكون الدين لله

۵۔ اگر کفار فتنہ پروری سے اور اسلام کے پھیلاؤ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے سے باز آجائیں تو ان سے جنگ ترک کرنا ضروری ہے۔ فان انتهوا فلا عدوان الا على الظالمين آیت کے ماقبل حصے کی روشنی میں "انتهوا" کا متعلق فتنہ پروری اور دین الہی کی حاکمیت کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا ہے۔ "فان انتهوا" کا جواب شرط محذوف ہے اور اس کا قائم مقام "فلا عدوان..." ہے یعنی یہ کہ اگر فتنہ پروری سے اور دین الہی کے پھیلاؤ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے سے باز آجائیں تو ان کو قتل نہ کرو کیونکہ تجاوز فقط ظالموں پر جائز ہے۔

۶۔ اگر محارب کفار یا فتنہ پرور لوگ اپنے کفر سے باز آجائیں تو ان سے جنگ نہ کرو۔ فان انتهوا فلا عدوان الا على الظالمين یہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "انتهوا" کا متعلق کفر اختیار کرنا ہو۔

۷۔ محارب کفار، فتنہ پرور لوگ اور دین الہی کی حاکمیت اور پھیلاؤ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے والے لوگ ظالم ہیں۔
فلا عدوان الا علی الظالمین

۸۔ فقط ظالموں (محارب کفار، فتنہ پرور افراد اور دین الہی کی حاکمیت اور پھیلاؤ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے والوں) سے نبرد آزما ہونا چاہیئے۔ فلا عدوان الا علی الظالمین

۹۔ جو لوگ جنگی قوانین کا خیال نہ رکھیں انہیں سزا دینی ضروری ہے * فلا عدوان الا علی الظالمین

۱۰۔ "و قاتلوهم حتی لا تكون فتنة" ای شرك ... و هو المروى عن الصادق ؑ (۱) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "و قاتلوہم حتی لا تكون فتنة" کے بارے میں امام صادق ؑ سے روایت ہے کہ فتنہ سے مراد شرک ہے...

احكام: ۱، ۵، ۶، ۹ فلسفہ احكام ۳

اسلام: اسلام کا عالمی ہونا^۳

اضطراب: اضطراب کے نتائج ۱۵

اللہ تعالیٰ : اوامر الہی ۳

تجاوز کرنے والے: تجاوز کرنے والوں کی سزا ۹

جرائم: جرائم سے نبرد آزمائی ۲

جنگ: قوانین جنگ کی خلاف ورزی کا جرم^۹ قوانین جنگ کی خلاف ورزی کی سزا^۹

جہاد: جہادی احکام ۱، ۵، ۶، ۷؛ جہاد کی اہمیت ۱؛ جہاد کے احکام کی خلاف ورزی ۹؛ کفار سے جہاد کا ترک کرنا ۵، ۶؛ کفار سے

جہاد ۱، ۳؛ جہاد ترک کرنے کی شرائط ۶؛ جہاد کا فلسفہ ۳، ۳؛ جہاد کا دائرہ کار ۳

دین: دین کی حاکمیت ۳; دین کے پھیلاؤ کے عوامل ۴; دین کا پھیلاؤ ۵; دین کی حاکمیت میں رکاوٹیں ڈالنے والے ۸; دین کی حاکمیت میں رکاوٹ ۷

روایت: ۱۰

شُرک: شرک سے نبرد آزمائی ۱۰

ظالمین: ۷ ظالمین سے نبرد آزمائی ۸

فتنہ: فتنہ کے خلاف جنگ ۲

فتنہ و فساد: فتنہ و فساد کو جڑ سے اکھاڑنا ۱، ۳

مجرمین: مجرموں سے معرکہ آزمائی ۲

مسلمان: مسلمانوں کی ذمہ داری ۱

مومنین: مومنین کی ذمہ داری ۳

فساد: فساد کے خلاف معرکہ آزمائی ۲

فساد برپا کرنے والے: فساد یوں کا ظلم ۷؛ اہل فساد سے معرکہ آزمائی ۸، ۲

کفار: کفار کا فساد سے دست بردار ہونا ۵، ۶؛ کفار کا کفر سے ہاٹھ اٹھانا ۶؛ کفار کا فساد برپا کرنا ۱؛ محارب کفار کا ظلم ۷؛ محارب

کفار سے نبرد آزمائی ۸

الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنْ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا

اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿۱۹۴﴾

شہر حرام کا جواب شہر حرام ہے اور حرمت کا بھی قصاص ہے لہذا جو تمزیادی کمرے تم بھی ویسا ہی برتاؤ کرو جیسے زیادتی

اس نے کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ سمجھ لو کہ خدا پرہیزگاروں ہی کے ساتھ ہے (۱۹۴)

۱۔ قابل احترام "حرام" مہینوں میں جنگ کا حرام ہونا۔ الشہر الحرام بالشہر الحرام

حرام مہینوں کی تعبیر اس لئے استعمال کی گئی ہے کہ وہ امور جو دیگر مہینوں میں جائز ہیں ان مہینوں میں حرام ہیں جو دیگر

مہینوں میں جائز ہیں ان امور میں سے ایک جنگ ہے حرام مہینے یہ ہیں: رجب، ذی قعدہ، ذی الحجۃ اور محرم۔

۲۔ حرام مہینوں میں اگر دشمن تجاوز کرے تو جنگ کرنا جائز ہے۔ الشہر الحرام بالشہر الحرام "بالشہر" کی "بائی" مقابلہ یا

عوض کے لئے ہے۔ آیت کے مابعد والے حصے اور ماقبل آیات جو جنگ کے بارے میں تھیں کی روشنی میں اس "مقابلہ"

کا معنی یہ بنتا ہے اگر ان حرام مہینوں کی حرمت کو دشمن توڑ دے تو تم بھی اس وقت اس حرمت کی اعتنا نہ کرو اور دفاع

کے لئے قیام کرو۔

۳۔ زمانہ بعثت کے کفار بھی حرام مہینوں کی حرمت و تقدس اور ان مہینوں میں جنگ کی ممانعت کے قائل تھے۔
الشہر الحرام بالشہر الحرام

۳۔ اسلام اور مسلمانوں کی عظمت و حیثیت کا دفاع ان مہینوں کے احترام کی حفاظت اور ان میں جنگ کے حرام ہونے سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ الشہر الحرام بالشہر الحرام

۵۔ اگر بین الاقوامی سطح پر مسلم قوانین کی دشمنی خلاف ورزی کرے تو ان قوانین کو توڑنا جائز ہے۔

الشہر الحرام بالشہر الحرام والحرمت قصاص حرمت کا مفرد "حرمتہ" ایسے امور (قوانین وغیرہ) کو کہا جاتا ہے جن کا خیال رکھنا ضروری اور ان کو توڑنا یا خلاف ورزی کرنا ممنوع ہے۔ قصاص ایسی سزا ہے جو قتل و جنایت کے مقابل جاری ہوتی ہے۔ پس "والحرمت قصاص" یعنی وہ قوانین جن کا احترام ہونا چاہیئے اور ان کو توڑنا درست نہیں اگر ان کی دشمنی کی طرف سے خلاف ورزی ہو اور اس طرح تمہیں نقصان پہنچے تو تم بھی اس امر کی اعتنا نہ کرو اور دشمن کی بربریت کا جواب دو۔

۶۔ دشمن کے تجاوز کا بالمقابل مقابلہ کرنا اور جواب دینا جائز ہے۔ فمن اعتدى عليك فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليك

۷۔ مجاہدین اسلام کے لئے جنگ کے قانونی و شرعی مسائل کے بارے میں پیدا ہونے والے شبہات کو دور کرنا اور ان کو نفسیاتی اور فکری طور پر تیار کرنا ضروری ہے۔ الشہر الحرام بالشہر الحرام والحرمت قصاص فمن اعتدى عليك فاعتدوا عليه جملة "فمن اعتدى..." کا گزشتہ دو جملوں پر "فای" تفریع کے ذریعے بیان اس طرف اشارہ

ہے کہ ان جملوں میں ایک قانون کلی بیان ہوا ہے وہ یہ کہ مسجد الحرام کے گرد و نواح میں جہاد کے ضروری ہونے "فان قاتلکم" سے ممکن ہے اہل اسلام کے ذہنوں میں کوئی شبہ یا توہم جو پیدا ہو تو وہ دور جانا چاہیئے۔

۸۔ دشمن اگر قوانین کی خلاف ورزی کرے تو اسکے تجاوز کا جواب دینا صحیح ہے لیکن جتنے عمل کا ارتکاب دشمن نے کیا ہے اس سے زیادہ اقدام کرنا جائز نہیں ہے۔ فمن اعتدى عليك فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليك

یہ مطلب آیہ مجیدہ میں موجود لفظ "مثل" سے ماخوذ ہے۔

۹۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ حتی دشمنوں سے جنگ میں بھی عدل و انصاف سے کام لیں۔ فمن اعتدى عليك فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليك

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے دور رہنے کے لئے تقویٰ اختیار کرنا اور گناہوں سے اجتناب ضروری ہے۔ واتقوا اللہ

۱۱۔ اہل ایمان کی ذمہ داری ہے کہ حتی دشمن کے تجاوز کا جواب دیتے وقت تقویٰ کا خیال رکھیں۔ فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم و اتقوا اللہ

۱۳۔ اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کا حامی و ناصر ہے۔ واعلموا ان اللہ مع المتقین

۱۳۔ جنگ میں تقویٰ کا خیال رکھنا اور دشمن کے تجاوز کا جواب دیتے ہوئے عدل و انصاف سے کام لینا اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد اور حمایت کا باعث بنتا ہے۔ واتقوا اللہ و اعلموا ان اللہ مع المتقین

۱۵۔ دین کے اولیٰ اور بنیادی احکام میں ضرورت کے وقت نرمی اور تغیر و تبدیلی کی گنجائش موجود ہے *الشہر الحرام بالشہر الحرام ... فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم

۱۶۔ دشمنوں کے ساتھ جنگ یا ان کے تجاوز کا جواب دیتے ہوئے عدل و انصاف کی حدود سے نکلنے کا خطرہ موجود ہے۔ فاعتدوا علیہ ... واتقوا اللہ اس جملہ "واتقوا اللہ" کے ساتھ تقویٰ کے خیال رکھنے کی طرف تاکید اور دشمن کے تجاوز کا جواب دینا جائز ہے کے ذکر کے بعد "واعلموا..." کو بیان کرنا اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ اس قانون کو جاری کرتے ہوئے عدل و انصاف کی حدود سے نکلنے کا خطرہ موجود ہے لہذا اس بے جا عمل سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ تقویٰ کا خیال رکھا جائے۔

۱۷۔ معاویہ بن عمار کہتے ہیں "سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام ... ما تقول فی رجل قتل فی الحرم اور سرق؟ قال: یقام علیہ الحد فی الحرم صاغراً انه لم یر للحرم حرمة و قد قال اللہ تعالیٰ فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم" فقال هذا هو فی الحرم ... (۱) امام صادق ؑ سے میں نے سوال کیا کہ ایک شخص نے حرم (مکہ) میں کسی کو قتل کیا یا چوری کی تو اس کا حکم کیا ہے؟ امام ؑ نے فرمایا بہت بُری طرح اس پر حرم میں حد جاری کی جائے کیونکہ اس نے حرم کے احترام کا خیال نہیں رکھا اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم" امام ؑ نے فرمایا حرم میں "بالمقابل اقدام" یہی ہے۔

(۱) کافی ج/ ۴ ص ۲۲۸، ح ۴، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۷۸ ح ۶۲۹۔

۱۸۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "والحرمات قصاص" کے بارے میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے "ان قریشاً فخرت بردھا رسول اللہ (ص) عام الحدیبۃ محرماً فی ذی القعدہ عن البلد الحرام فادخلہ اللہ مکة فی العام المقبل فی ذی القعدہ ففضی عمرتہ واقصہ بما حیل بینہ و بینہ یوم الحدیبۃ" ^(۱) قریش اس بات پر فخر کرتے تھے کہ انہوں نے رسول اسلام (ص) کو سال حدیبیہ کے دوران ماہ ذی قعدہ میں حالت احرام میں سرزمین حرام (مکہ) سے منع کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت (ص) کو اگلے سال ماہ ذی قعدہ مکہ میں وارد کیا اور آنحضرت (ص) عمرہ بجالائے۔ اللہ تعالیٰ نے (اس طرح) آنحضرت (ص) کی محرومیت کا قصاص یا تلافی فرمائی۔

احکام: ۱۴، ۸، ۶، ۲، ۱ اضطراری احکام ۱۵؛ احکام اولیہ ۱۵؛ احکام ثانویہ ۱۵؛ احکام میں نرمی اور انعطاف پذیری ۱۵
اسلام: اسلام کی حفاظت کی اہمیت ۳
اضطرار: اضطرار کے نتائج ۱۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت ۱۳؛ امداد الہی کے اسباب ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱۰
بالمقابل اقدام: بالمقابل اقدام میں بے عدالتی ۱۶، ۱۲؛ بالمقابل اقدام میں تقویٰ ۱۱؛ بالمقابل اقدام کا جائز ہونا ۶؛ بالمقابل اقدام میں عدل و انصاف ۱۳؛ بالمقابل اقدام کا دائرہ کار ۸
بین الاقوامی قوانین: بین الاقوامی قوانین کو توڑنے کے نتائج ۵؛ بین الاقوامی قوانین کو توڑنے کی شرائط و حالات ۵
تقویٰ: تقویٰ کے نتائج ۱۳؛ تقویٰ کی اہمیت ۱۱، ۱۰؛ عدم تقویٰ کے موارد ۱۲
جاہلیت: زمانہ جاہلیت کی رسومات ۳

جنگ: جنگ کے احکام ۲، ۱؛ جنگ میں عدم تقویٰ ۱۶؛ جنگ میں بے عدالتی اور بے انصافی ۱۶؛ جنگ میں تقویٰ ۱۳؛ دشمنوں سے جنگ ۹؛ حرام مہینوں میں جنگ کی حرمت ۳، ۳، ۱؛ حرام مہینوں میں جنگ کی شرائط ۲؛ جنگ میں عدل و انصاف ۹

حرام مہینے: حرام مہینوں کا احترام ۳، ۳؛ زمانہ جاہلیت میں حرام مہینے ۳
حرم (مسجد الحرام کے گرد و نواح): حرم کے احکام ۱۴؛ حرم کا احترام ۱۴؛ حرم میں چوری ۱۴؛ حرم میں قتل ۱۴

(۱) بیان شیخ طوسی ج ۲/ ص ۱۵۰، مجمع البیان ج ۲/ ص ۵۱۴۔

دفاع: حرام مہینوں میں دفاع ۲، ۳؛ دفاع کا دائرہ کار ۸

روایت: ۱۷، ۱۸

عدل: عدل کے نتائج ۱۳؛ عدل کی اہمیت ۹

عذاب: عذاب سے بچنے کے عوامل ۱۰

قصاص: احرام شکنی کا قصاص ۱۸

کفار: صدر اسلام کے کفار کا عقیدہ ۳

گناہ: گناہ سے اجتناب ۱۰

متقین: متقین کی حمایت ۱۳

مجاہدین: مجاہدین کی فکری و نفسیاتی آمادگی کی اہمیت ۷؛ مجاہدین کے شبہات کو دور کرنا ۷

محرمات: ۱

مسلمان: مسلمانوں کی ذمہ داری ۹

مومنین: مومنین کی ذمہ داری ۱۱

وَأَنْفَقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۹۵﴾

اور راہ خدا میں خرچ کرو اور اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ نیکبرتاؤ کرو کہ خدا نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ ہے
(۱۹۵)

۱۔ اہل ایمان کی ذمہ داری ہے کہ اسلامی معاشرے کی ضروریات کو پورا کریں اور انفاق کریں: وانفقوا

۲۔ جہادی ضروریات کو پورا کرنا اہل ایمان کے فرائض میں سے ہے۔ قاتلوا فی سبیل اللہ ... و انفقوا فی سبیل اللہ

گزشتہ آیات کی روشنی میں انفاق کے مصارف و موارد میں سے ایک مورد جہادی و دفاعی ضروریات و اخراجات ہیں۔

۳۔ انفاق اور جہادی و دفاعی ضروریات کو پورا کرنا اس وقت قابل قدر ہے اگر "فی سبیل اللہ" ہوں۔ وانفقوا فی سبیل اللہ
 ۴۔ خودکشی یا ایسا طریقہ، روش اختیار کرنا جس سے انسان کی ہلاکت ہوتی ہو حرام ہے۔ و لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ
 ۵۔ جو لوگ انفاق نہیں کرتے یا دفاعی ضروریات کو پورا نہیں کرتے ان کا یہ عمل ان کی اور معاشرے کی نابودی اور
 زوال کا سبب ہے۔ و انفقوا فی سبیل اللہ و لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ

اس جملہ "ولا تلقوا..." کا معنی ممکن ہے اس جملہ "وانفقوا فی سبیل اللہ" یعنی دفاعی اخراجات و ضروریات کا مسئلہ کی
 روشنی میں کیا جائے یا پھر خود جہاد و معرکہ آرائی (قاتلوا فی سبیل اللہ) کے اعتبار سے اس کا معنی کیا جائے البتہ یہ بھی
 ہو سکتا ہے کہ اس کو انفاق کے آداب میں سے شمار کیا جائے۔ مذکورہ بالا مطلب پہلے احتمال کی بنا پر ہے یعنی دفاعی
 ضروریات کو پورا کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

۶۔ جہاد و دفاع کو متحرک کرنا اسلامی معاشرے کی ہلاکت و زوال کا سبب بنتا ہے۔ قاتلوا فی سبیل اللہ ... و لا تلقوا
 بایدیکم الی التھلکۃ اس مطلب میں "لا تلقوا..." کا معنی اس جملہ "قاتلوا فی سبیل اللہ" کی روشنی میں کیا گیا ہے۔
 ۷۔ انفاق اتنی حد میں ہو کہ کہیں انفاق کرنے والا درمانگی و بے چارگی میں مبتلا نہ ہو جائے*

انفقوا فی سبیل اللہ و لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اس مطلب میں جملہ "ولا تلقوا..." انفاق کے آداب و دائرہ کو بیان
 کر رہا ہے۔ یعنی انفاق کرو لیکن اتنا کہ کہیں خود لاچارگی کے شکار نہ ہو جاؤ۔

۸۔ انسان ایک ایسا موجود ہے جو اپنی نجات یا ہلاکت کی راہ خود انتخاب کرتا ہے۔ و لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ
 "بایدیکم" (اپنے ہاتھوں سے) کا استعمال بتاتا ہے کہ انسان اپنی نجات و ہلاکت کے انتخاب میں خود مختار ہے۔

۹۔ راہ خدا میں انفاق کرنا اور دفاعی ضروریات کو پورا کرنا تقویٰ اور خدا ترسی کی علامت ہے۔ واتقوا اللہ ... وانفقوا فی
 سبیل اللہ تقویٰ کا حکم دینے کے بعد انفاق کے مسئلہ کو بیان کرنا اس معنی کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ تقویٰ کے
 مصادیق میں سے ایک راہ خدا میں انفاق کرنا ہے۔

۱۰۔ راہ خدا میں انفاق کرنے اور جہادی و دفاعی ضروریات پورا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت شامل حال ہوتی
 ہے۔ واتقوا اللہ و اعلموا ان اللہ مع المتقین وانفقوا فی سبیل اللہ

۱۱۔ مسلمانوں کو نیک انسان ہونا چاہیئے۔ واحسنوا

۱۲۔ اہل ایمان کو چاہیئے اپنے الہی فرائض و اعمال (جہاد، دفاع، انفاق وغیرہ...) کو نہایت احسن انداز سے انجام دیں۔
قاتلوا فی سبیل اللہ ... وانفقوا فی سبیل اللہ ... واحسنوا

۱۳۔ نیک انسانوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے۔ ان اللہ یحب المحسنین

۱۴۔ الہی فرائض اور اعمال کو احسن انداز سے انجام دینے کے باعث اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔
واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین

۱۵۔ نیک اعمال انجام دینے کے لئے احساسات و جذبات کو اور ابھارنا قرآنی روشوں میں سے ہے۔ ان اللہ یحب المحسنین

۱۶۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لو ان رجلا انفق ما فی یدیه فی سبیل اللہ ما کان احسن و

لا وفق ألیس یقول اللہ تعالیٰ "ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة و احسنوا ان اللہ یحب المحسنین"؟ یعنی المقتصدین" (۱)

اگر کوئی شخص اپنے تمام اموال کو راہ خدا میں خرچ کر دے تو اس نے احسن کام انجام نہیں دیا اور نہ ہی کامیاب ہوگا۔

کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا "و لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة و احسنوا ان اللہ یحب المحسنین"؟ راہ خدا میں خرچ کرو اور اپنے

آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیک کام انجام دو اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور "محسنین" یعنی وہ لوگ جو زندگی

میں میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔

۱۷۔ رسول اللہ (ص) کا ارشاد گرامی ہے "طاعة السلطان واجبة و من ترک طاعة السلطان فقد ترک طاعة اللہ عزوجل

و دخل فی نخیہ ان اللہ عزوجل یقول "ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة" (۲) سلطان عادل کی اطاعت واجب ہے جو کوئی

سلطان کی اطاعت نہ کرے اس نے اللہ کی اطاعت نہ کی اور نہ ہی الہی کی مخالفت کی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "خود کو

اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو"۔

احسان (نیکی کرنا): نیکی کرنے کی اہمیت ۱۲، ۱۱؛ نیکی کرنے کی تشویق ۱۵ احساسات: احساسات بیدار کرنا ۱۵

احکام: ۳ اسلامی معاشرہ: اسلامی معاشرے کی ضروریات کو پورا کرنا ۱

(۱) تفسیر عیاشی ج/ ۱ ص ۸۷ ح ۲۱۷، بحار الانوار ج/ ۹۳ ص ۱۶۸ ح ۱۲۔

(۲) امالی شیخ صدوق ص ۲۷۷ ح ۲۰، نور الثقلین ج/ ۱ ص ۱۸۰ ح ۶۳۸۔

اطاعت: سلطان کی اطاعت ۱۷

اعتدال: اعتدال کی اہمیت ۱۶

اقدار: قدروں کا معیار ۳

اللہ تعالیٰ: نصرت الہی کے لئے آمادگی کا ہونا ۱۰

اللہ کے محبوب بندے: ۱۳

انسان: انسانی اختیار ۸؛ انسانی صفات ۸

انفاق: انفاق کے نتائج ۱۰؛ انفاق ترک کرنے کے نتائج ۵؛ انفاق کے آداب ۱۲؛ انفاق کی اہمیت ۱، ۳؛ انفاق میں میانہ

روی ۱۶؛ راہ خدا میں انفاق ۱۰، ۹، ۳؛ انفاق کا دائرہ ۷

تقویٰ: تقویٰ کی علامتیں ۹

تکلیف شرعی: تکلیف شرعی پر عمل کے آداب ۱۲، ۱۳

جہاد: جہاد ترک کرنے کے نتائج ۶؛ جہاد کے آداب ۱۲) جہاد کے اخراجات کیلئے انفاق نہ کرنا ۵؛ جہاد کا تدارک و تیاری

۱۰، ۹، ۳، ۲

خودکشی: خودکشی حرام ہونا ۳

خوف: خوف خدا کی علامتیں ۹

دفاع: دفاع ترک کرنے کے نتائج ۶؛ دفاع کے آداب ۱۲

روایت: ۱۷، ۱۶

سبیل اللہ (راہ خدا): سبیل اللہ کے موارد ۳

محبت: محبت الہی کے لئے آمادگی و بنیاد ۱۳

محرمات: ۳

مسلمان: مسلمانوں کی ذمہ داری ۱۱

معاشرہ: معاشرے کے انحطاط کا پیش خیمہ ۵؛ معاشرتی انحطاط و زوال کے اسباب ۶

مومنین: مومنین کی شرعی ذمہ داری ۱۲؛ مومنین کی ذمہ داری ۱۲، ۲، ۱

نافرمانی: نافرمانی کے موارد ۱۷

نیک لوگ: نیک انسانوں کا اعتدال ۱۶; نیک لوگوں کا محبوب ہونا ۱۳

ہلاکت: ہلاکت کے اسباب ۵

آبیاری: گائے سے ۴۱/۲، کا وسیلہ ۴۱/۲

نیزر: ک بنی اسرائیل

آتش: ر ک جہنم اور صبر

(آگ بھڑکانے والا): ر ک تشبیہات

آخرت: کی قدر و قیمت ۹۳/۲ پر یقین کی اہمیت ۳/۲، میں مختلف گروہ ۱۳۰/۲۔ پہ ایمان رکھنے والے ۵/۲، کی خصوصیات ۱۰۲/۲۔ پہ یقین ۳/۲۔ نیزر ک آخرت فروش لوگ، آخرت فروشی، حضرت ابراہیم ؑ، ایمان، دنیا، صالحین، قیامت اور مایوسی۔

آخرت فروش لوگوں: کا بے وارث ہونا ۸۶/۲۔ پر عذاب ۸۶/۲۔ کی سزا ۸۶/۲

آخرت فروشی: کا نقصان ۱۰۲/۲۔ کی سزا ۸۶/۲۔ نیزر ک یہود

حضرت آدم ؑ: کی نافرمانی کے آثار ۳۸/۲، وجود کے اثرات و نتائج ۳۳/۲۔ بہشت میں ۳۵/۲۔ اور شجرہ ممنوعہ ۳۵، ۳۶/۲۔ اور ملائکہ ۳۳/۲۔ کی بخشش ۳۴/۲۔ کا بہشت سے نکالا جانا ۳۶، ۳۸/۲۔ اور حضرت حوا ؑ کی شادی ۳۵/۲۔ کی صلاحیتیں ۳۱/۲۔ کا طلب کرنا ۳۴/۲۔ کا زمین پر ٹھہرنا ۳۴/۲۔ کو تعلیم شدہ اسماء ۳۱/۲، ۳۳۔ کو کلمات کا القاء کیا جانا ۳۴/۲۔ کے واقعہ کی اہمیت ۳۳/۲۔ کی ملائکہ پر فضیلت و برتری ۳۱/۲، ۳۲، ۳۳۔ کی نسل کو خوشخبری ۳۸/۲۔ کی پشیمانی ۳۴/۲۔ کی تاریخ خلقت ۳۰/۲۔ کے واقعہ کی تعلیمات ۳۰/۲، ۳۳۔ کو اسماء کی تعلیم ۳۱/۲، ۳۳، ۳۴۔ کو توبہ کی تعلیم ۳۴/۲۔ کی بہشت میں تکلیف شرعی ۳۵/۲۔ کی توبہ ۳۴/۲۔ کی خلافت ۳۰/۲، ۳۳، ۳۴۔ کی خلقت ۳۰/۲، ۳۱، ۳۳۔ کے بہشتی کے کھانے ۳۵/۲۔ اولاد کی دشمنی ۳۶/۲۔ کی بہشت میں رفاہ و آسائش ۳۵/۲۔ کو سجدہ کی آمادگی ۳۳/۲۔ کو ملائکہ کا سجدہ ۳۵، ۳۳/۲۔ کا بہشت میں قیام ۳۶، ۳۵/۲۔ موجودات کو۔ کے سامنے پیش کیا جانا ۳۱/۲۔ کی نافرمانی ۳۶، ۳۴، ۳۸/۲۔ کا علم ۳۱/۲، ۳۲، ۳۳۔ کی نافرمانی کے اسباب ۳۶/۲۔ کے ہبوط (زمین پر آنے) کے اسباب ۳۶/۲۔ کے فضائل ۳۳/۲۔

کئی بہشت کے فضائل ۳۶/۲_ کئی فضیلت کا فلسفہ ۳۱/۲_ کئی توبہ کی قبولیت ۳۷۲_ کا واقعہ ۳۱/۲، ۳۳، ۳۳، ۳۸، ۳۶، ۳۵_ کئی لغزش ۳۶/۲_ کئی بہشت میں محرمات ۳۵/۲_ کا بہشت سے محروم ہونا ۳۶/۲، ۳۸_ کئی نسل کا محروم ہونا ۳۶/۲، ۳۸_ کے درجات ۳۳/۲، ۳۳_ کئی بہشت کا مقام ۳۵/۲، ۳۶_ کئی توبہ کا مقام ۳۷/۲_ کے بہبوط کا مقام ۳۶/۲_ کئی بہشت کی نعمتیں ۳۵/۲_ کئی خلقت کا وقت ۳۶/۲_ کئی خصوصیات ۳۱/۲_ کئی بہشت کی خصوصیات ۲/۳۵_ کا بہبوط ۳۶/۲، ۳۸_ کو تنبیہ ۳۵/۲_ نیزر_ ک ابلیس، انسان، شیطان، کفار اور موجودات آدم کشی: ر_ ک قتل آنکھ: _ کے حجاب ک عوامل ۷/۲_ کے فوائد ۷/۲

آرزو: سلمانوں کے مرتد ہونے کی ۱۰۹/۲_ دنیا کی طرف بازگشت کی ۱۶۷/۲_ باطل ۱۶۷/۲_ پسندیدہ ۱۲۳/۲_ طولانی عمر کی ۹۶/۲_ موت کی ۹۳/۲، ۹۵_ نیزر_ ک عیسائی، مشرکین اور یہود

آزادی بیان: _ کی تاریخ ۶۷/۲

آزمائش: ر_ ک ابتلا اور امتحان

آسائش: _ کے عوامل ۱۸۵/۲

آسمان (یا آسمانوں): سات ۲۹/۲_ کی تخلیق کا آغاز ۱۱۷/۲_ کی خلقت ۱۱۷/۲_ کا آپس میں گڈھ ہونا ۲۹/۲_ کا اعتدال و توازن ۲۹/۲_ کا متعدد ہونا ۲۹/۲، ۳۳، ۱۰۷، ۱۱۷، ۱۱۶_ کا ایک دوسرے سے امتیاز و شناخت ۲۹/۲_ کا حکمران ۱۰۷/۲_ کا خالق ۱۱۷/۲، ۱۱۶_ کی خلقت ۲۲/۲، ۱۶۳، ۳۰_ کی عالمانہ تخلیق ۲۹/۲_ کے غیب ۲/۳۳_ کے فوائد ۲۲/۲، ۱۶۳_ کی موجودات کا مالک ۱۱۶/۲_ کی تخلیق کے مراحل ۲۹/۲_ نیزر_ ک وحی

آسمانی کتابیں: _ سے منہ موڑنے کے اثرات و نتائج ۶۳/۲، ۱۱۳_ کی تعلیم کے نتائج ۱۲۹/۲_ چھپانے کے نتائج ۱۷۵/۲_ کی تعلیمات کی قدر و منزلت ۱۷۳/۲_ سکھانے کی قدر و قیمت ۱۲۹/۲_ سے منہ موڑنا ۱۰۱/۲_ عطا کرنا ۱۳۶/۲_ سے وابستگی ۱۰۱/۲_ کے زندہ رکھنے کی اہمیت ۶۳/۲_ کی پیروی کی اہمیت ۱۲۱/۲_ کی تلاوت کرنے کی اہمیت ۱۲۱/۲_ کی اہمیت ۹۳/۲، ۱۱۳، ۱۵۹_ کے حقائق بیان کرنا ۱۷۵/۲_ کی حفاظت ۶۳/۲_ کی پیروی ۱۲۱/۲_ کی تعلیمات میں تبعیض (بعض پہ عمل کرنا اور بعض پہ عمل نہ کرنا) ۱۷۶/۲_ کی تبلیغ ۱۵۹/۲_ کے قبول کرنے میں تجزی (بعض اجزا کو قبول اور بعض کی نفی کرنا) ۱۰۱/۲، ۱۷۶_ کی تحریف ۳۲/۲_ کی تعلیمات ۳۲/۲، ۴۳، ۷۸، ۹۳، ۱۰۱، ۱۵۹، ۱۷۶_ سیکھنا ۱۵۹/۲_ کا سکھانا ۶۳/۲، ۱۲۹، ۱۵۹_ کی تفسیر ۷۸/۲_ کے بعض حصوں کو جھٹلانا

۱۷۶/۲_کی تلاوت ۳۳/۲_ کا منرہ ہونا ۷۸/۲_ کی حقانیت ۱۷۶، ۳۱/۲_ کے ادراک کی روش ۷۸/۲_ چرہ ڈالنے والوں کا عذاب ۱۶۲/۲_ پہ عمل کرنا ۳۳/۲، ۸۵، ۹۳_ کو چھپانے کے عوامل ۱۶۳/۲_ کو جھٹلانے کا فلسفہ ۳۱/۲_ کے خزل کا فلسفہ ۵۳/۲، ۶۳_ کا ادراک ۷۸/۲_ کا قبول کرنا ۹۳/۲_ چرہ ڈالنا ۱۵۹/۲، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۷۳، ۱۷۶_ کو چھپانے والے ۱۷۶، ۱۷۵/۲_ سے منہ موڑنے کی سزا ۱۱۳/۲_ کو چھپانے کی سزا ۱۷۳/۲_ کو چھپانے والوں کی گمراہی ۱۷۵/۲_ کو چھپانے کا گناہ ۱۶۲/۲، ۱۷۳_ کو چھپانے والوں کا گناہ ۱۷۳/۲_ پہ ایمان والے ۱۲۱/۲_ کے مخاطبین ۱۵۹/۲_ کے ادراک میں رکاوٹ ۱۶۰/۲_ چرہ ڈالنے کے موانع ۱۶۳/۲_ کی نعمت ۵۳/۲_ کا کردار و اہمیت ۵۳/۲، ۶۳، ۱۱۳، ۱۵۹، ۱۷۵_ کا وحی ہونا ۱۷۶/۲_ کا ہدایت ہونا ۱۷۵/۲_ نیز_ ک ایمان، بنی اسرائیل، تورات، قبلہ، قرآن کریم، کفر، پیامبر اسلام (ص)، یہود_ کر (بہرہ): ر_ ک تشبیہات آسیب شناسی: (نقصان اور صدمے وغیرہ کی شناخت) ر_ ک معاشرہ اور دین آگاہی: ر_ ک شناخت اور علم

آل فرعون: اور بنی اسرائیل ۳۹/۲_ کے جرائم ۳۹/۲_ کے شکنجے ۳۹/۲_ نیز_ ک فرعون لشکر آرزوئیں: ر_ ک آرزو امر بہ معروف کرنے والوں: کی ذمہ داری ۳۳/۲_ نیز_ ک امر بہ معروف

الف

آئمہ (علیہم السلام): کی امامت ۱۲۳/۲_ کا علم ۱۲۱/۲_ کے فضائل ۱۲۱/۲_ کی گواہی ۱۳۳/۲_ کے درجات ۱۲۳/۲، ۱۳۳_ نیز_ ک امام علی ؑ اور اہل بیت ؑ ابتلا (امتحان): خوف کے ذریعے ۱۵۵/۲_ جہاد کے ذریعے ۱۵۵/۲_ جانی نقصان کے ذریعے ۱۵۵/۲_ مالی نقصان کے ذریعے ۱۵۵/۲_ پیداوار کی کمی کے ذریعے ۱۵۵/۲_ بھوک کے ذریعے ۱۵۵/۲_ ابرار: ر_ ک نیک لوگ حضرت ابراہیم ؑ: کی اطاعت کے آثار ۱۳۱/۲_ کی کامیابی کے آثار ۱۲۳/۲_ کا امتحان ۱۲۳/۲_ صالحین میں سے ۱۳۰/۲، ۱۳۱_ آخرت میں ۱۳۰/۲، ۱۳۱_ اور کعبہ کی تعمیر ۱۲۴/۲، ۱۲۸_ اور شرک ۱۳۵/۲_ اور ظلم ۱۲۳/۲_ اور کفار مکہ ۱۲۶/۲_ اور عیسائیت ۱۳۵/۲_ اور یہودیت ۱۳۵/۲_ کی قبولیت دعا ۱۲۶/۲_ کا خلوص ۱۲۴/۲، ۱۳۰_ کے اصول دین ۱۳۰/۲، ۱۳۵_ کی پیروی ۱۲۳/۲_ کو نمونہ عمل قرار دینا ۱۲۳/۲_

کی امامت ۱۲۳/۲ کی نسل میں امامت ۱۲۳/۲ کی نسل کا امت ہونا ۱۳۳/۲ کا امتحان وابتلا ۱۲۳/۲ کی اطاعت ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۱/۲ کی نسل کی اطاعت ۱۳۳/۲ کے اہداف ۱۲۶/۲ کا انتخاب ۱۳۰/۲ دین کا انتخاب ۱۳۲/۲ کی بصیرت ۱۲۶/۲ کا اضروی اجر ۱۳۱، ۱۳۳/۲ کے بیٹے ۱۳۲/۲ کے پیروکار ۱۳۲/۲ کے دین کی اتباع ۱۳۰/۲، ۱۳۲، ۱۳۵ کی نسل کا تزکیہ ۱۲۹/۲ دین کی تعلیمات ۱۲۵/۲ کا تقرب ۱۲۴/۲ کی سخت شرعی ذمہ داریاں ۱۲۳/۲ کا منظرہ ہونا ۱۲۳/۲ کی توحید ۱۳۳/۲، ۱۳۵ کی نصیحتیں ۱۳۲/۲ کے دین کی حقانیت ۱۳۲/۲ کا حق پرست ہونا ۱۳۵/۲ کا خلیفہ ہونا ۱۳۵/۲ کا خدمت گزار ہونا ۱۲۵/۲ کی خواہشات ۱۲۳/۲، ۱۲۶، ۱۲۹، ۱۳۲ کی دعا ۱۲۳/۲، ۱۲۶، ۱۲۴، ۱۲۸، ۱۲۹ کی اطاعت کے دلائل ۱۳۱/۲ کی حوصلہ افزائی ۱۲۶/۲ دین ۱۳۵/۲، ۱۳۶، ۱۳۰ کا رشد ۱۲۳/۲ کی شخصیت ۱۳۰/۲ کی صفات ۱۳۵/۲ کی عبادت ۱۳۳/۲، ۱۳۱ کے رجحانات ۱۲۳/۲، ۱۲۳، ۱۳۲ نسل کی عبادت ۱۳۳/۲ دین کا عقلی ہونا ۱۳۰/۲ کے منتخب ہونے کے اسباب ۱۳۱/۲ کی تربیت کے عوامل ۱۳۱/۲ کے رشد کے اسباب ۱۳۱/۲ کے فضائل ۱۲۳/۲ کے امتحان کا فلسفہ ۱۲۳/۲ کے دین کو قبول کرنا ۱۳۲/۲ کا واقعہ ۱۲۳/۲، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۴، ۱۲۸، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۵ کے امتحانی کلمات ۱۲۳/۲ کا مربی (تربیت کرنیوالا) ۱۲۳/۲، ۱۳۱ کی ذمہ داری ۱۲۵/۲، ۱۲۴، ۱۳۱ کے دین سے منہ پھیرنے والے ۱۳۰/۲ کے درجات ۱۲۳/۲، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۱ کی کامیابی ۱۲۳/۲ کی نبوت ۱۲۳/۲ کی نسل ۱۲۳/۲ دین کی خصوصیات ۱۳۲/۲ دین کا ہادی ہونا ۱۳۵/۲ نیزر ک اسلام، اعتکاف، ایمان، توحید، ذکر، رکوع، سجدہ، عقیدہ، پیامبر اسلام (ص)، عیسائی، نماز، حضرت یعقوب ؑ اور یہود۔

ابلیس: کے تکبر کے آثار ۳۳/۲ کی نافرمانی کے آثار ۳۳/۲ ملائکہ میں سے ۳۳/۲ نافرمانی سے پہلے ۳۳/۲ اور حضرت آدم ؑ کو سجدہ ۳۳/۲ کا اختیار ۳۳/۲ کا تکبر ۳۳/۲ کی اطاعت ۳۳/۲ کی نسل یا جنسیت ۳۳/۲ کی نافرمانی ۳۳/۲ کی نافرمانی کے عوامل ۳۳/۲ کے کفر اختیار کرنے کے عوامل ۳۳/۲ کا کفر ۳۳/۲ کی ذمہ داری ۳۳/۲ کے درجات ۳۳/۲ کا ہبوط ۳۶/۲ نیزر ک شیطان

اسلامی معاشرہ: سے استفادہ ۲۰/۲ کی ضروریات کو پورا کرنا ۱۹۵/۲ کی تدبیر امور ۱۴۸/۲ کے خلاف سازش ۹/۲ کی زندگی کے عوامل ۱۴۹/۲ کی ذمہ داری ۱۴۸/۲ احساس برتری: ر ک تکبر

اسلاف: کی پیروی کے نتائج ۱۴۰/۲ کی رسومات کی پیروی ۱۴۰/۲ کا عمل ۱۳۱/۲ نیزر ک تقلید

اہل اطاعت: کا اجر ۵۸/۲

انتظامی صلاحیت: کی روش و انداز ۳/۱ کی شرائط ۱۲۳/۲ میں مہربان ۳/۱

اللہ تعالیٰ کی سنتیں: اللہ تعالیٰ کے امتحان کی سنت ۱۵۵/۲ اللہ تعالیٰ کی مہلت دینے کی سنت ۱۵/۲

اتحاد: کی اہمیت ۶۰/۲ نیز ر۔ ک مشرکین اور یہود

اتمام حجت: کی اہمیت ۲۳/۲ نیز ر۔ ک خدا تعالیٰ

اجر: ر۔ ک پاداش اجار: ر۔ ک علمائے یہود

احتجاج: بے جا۔ ۱۳۹/۲ انبیاء ﷺ کے بارے میں ۱۳۹/۲ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ۱۳۹/۲ پیامبر اسلام (ص)

کے بارے میں ۱۳۹/۲ کی روشن کی تعلیم ۸۰/۲

احترام: ر۔ ک اسلام، اماکن مقدس (مقدس مقامات) حرم، رہبران مسجد، مسجد الحرام

احتضار (جان کنی کا عالم): ر۔ کے آثار ۱۸۰/۲ نیز ر۔ ک حضرت یعقوب ؑ

احساسات: کا توازن ۱۰۹/۲ نیز ر۔ ک انسان، قیامت اور نبرد آزمائی

احسان (نیکی کرنا): ر۔ کے آثار ۱۱۲/۲ کی اہمیت ۱۹۵/۲ کی تشویق ۱۹۵/۲ نیز ر۔ ک حقوق، خویشاوندان (رشتہ

دار) مساکین، والدین، یتیم

احکام: ۲۴/۲، ۸۵، ۸۳، ۸۳، ۷۹، ۶۰، ۴۳، ۲۹، ۸۹، ۱۰۲، ۱۵۸، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۳، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۱۳، ۱۶۰، ۱۶۸، ۱۶۹،

۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۸، ۱۴۳، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۳، ۱۹۵

ر۔ کے منسوخ ہونے کے آثار ۱۰۸/۲ اضطراری ۱۹۳/۲ اولیٰ ۱۹۳/۲ ثانوی ۱۴۳/۲، ۱۹۳، وقتی ۱۰۹/۲ پر

اعتراض ۱۳۲/۲ میں نرمی اور انعطاف پذیری ۱۴۳/۲، ۱۴۸، ۱۸۵، ۱۹۳ کی تبدیلی ۱۰۹/۲ کا بیان کرنا ۱۸۴/۲

کے بیان کرنے کا فلسفہ ۶۳/۲، ۱۸۳ کی تشریح (قانون سازی) ۱۳۲/۲، ۱۸۴، اضطراری کی تشریح ۲/

۱۴۳ ثانویہ کی تشریح ۱۴۳/۲ کا توقیفی ہونا ۱۴۳/۲ منسوخ شدہ کی جانشینی ۱۰۶/۲ کے اطلاقات کی حیثیت ۴۱/۲

کے عموماً کی حیثیت ۴۱/۲ سزاؤں کے کا خیر ہونا ۵۳/۲ کی تبدیلی کی درخواست ۱۰۸/۲ کے منسوخ ہونے کی

درخواست ۱۰۸/۲ کے بیان کرنے کی روش ۱۰۹/۲ کی قبولیت کے لئے آمادگی ۱۰۹/۲ کے منسوخ ہونے کے

اسباب ۱۸۴/۲ کو بھلانا ۱۰۶/۲ فلسفہ ۵۳/۲، ۱۰۶، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۴۳، ۱۴۹، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۹۳، ۱۹۱

کے استعمال کا دائرہ ۱۳۳/۲ کی مصلحتیں ۱۸۳/۲ کی تشریح کے معیارات ۱۸۳/۲ کی حقانیت کے معیارات ۲/۲
۱۳۷ اضطراری۔ کا سرچشمہ ۱۷۳/۲ کی تشریح کا منبع ۱۳۳/۲، ۱۷۳ کی منسوخی کا منبع ۱۳۳/۲ کا منسوخ ہونا ۱۰۶/۲،
۱۰۷، ۱۰۹، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۸۷ کا وحی ہونا ۱۷۰/۲

اختراعات (ایجادات): کا منبع ۱۶۳/۲

اختلاف: دینی۔ کا حل ۱۱۳/۲ کے عوادل ۱۷۶/۲، اضروی۔ کے عوادل ۱۶۶/۲ دینی۔ کے عوادل ۱۷۶/۲، ۸۶، ۱۷۶
معاشرتی۔ کے خلاف محاذ آرائی ۶۰/۲ نیز۔ ک اختلاف ڈالنا، اہل کتاب، خانوادہ (خاندان) یہودی
اختلاف پیدا کرنا: جادو سے ۱۰۲/۲ کی سرزنش ۱۰۲/۲۔ کا گناہ ۱۰۲/۲

اختیار: نیز۔ ک ہمسر، انسان، جبر و اختیار

اخلاص (خلوص): کی اہمیت ۱۱۲/۲، ۱۲۷

نیز۔ ک حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسماعیل ؑ، دعا، عبادت، عمل، مسلمان، ملائکہ
اخلاق: ناپسندیدہ ۹۶/۲ اخلاقی رذائل ۱۰/۲، ۳۳، ۹۰، شیطانی صفات ۳۳/۲ اخلاقی فضیلتیں ۱۷۷/۲ اخوت ر۔ ک
مومنین

ادراک: کی اہمیت ۷۳/۲ قوائے مدرکہ کی اہمیت ۱۷۱/۲ کا سرچشمہ ۷۳/۲ جن لوگوں میں۔ کا فقدان ہے ۳۳/۲ کی
رکاوٹیں ۱۲/۲ صحیح۔ کی علامتیں ۳۳/۲ نیز۔ ک آفرینش (کائنات) انسان، شہداء، ملائکہ، منافقین ادیان: ۶۲/۲
کے منسوخ ہونے کے آثار ۱۰۸/۲ کے احکام ۱۸۳/۲ قرآن کریم میں ۶۲/۲ کے اصول ۱۳۳/۲ کے
پیروکاروں کا اضروی امن و امان ۳۸/۲ سے نسبت ۶۲/۲، ۱۱۲ قیامت میں۔ کے پیروکار ۳۸/۲ کی تاریخ ۱۰۶/۲۔
کی اتباع ۱۳۲/۲ کی تعلیمات ۵۳/۲، ۶۲، ۹۳ کا تکامل ۱۰۶/۲ کا منزعہ ہونا ۳/۲۔ پہ تہمت ۱۱۳/۲ ناسخ کرنے
والے۔ کا قائم مقام ہونا ۱۰۶/۲، ۱۰۷ کی حقانیت ۱۱۳/۲ کی حقیقت ۱۳۲/۲ میں انحراف کا خطرہ ۱۲۰/۲ سے
منہ موڑنے کے اسباب ۱۳۰/۲ کے پیروکاروں کا اضروی سرور ۳۸/۲ کو بھلانا ۱۰۶/۲ کے منسوخ ہونے کا فلسفہ
۱۰۷/۲ کے مشترکات ۶۲/۲ کا سرچشمہ ۱۳۶/۲ کا اہم ترین رکن ۸۳/۲ کا منسوخ ہونا ۱۰۶/۲، ۱۰۷، ۱۰۹ کی
ہم آہنگی ۳/۲، ۶۲، ۱۷۷، ۱۸۳ نیز۔ ک اسلام، انبیاء ؑ، توحید، روزہ، پیامبر اسلام (ص)، مرتد، عیسائیت، یہود و
یہودیت اذکار: کی تحریف سے اجتناب ۵۹/۲ اربعین نشینی (چالیس دن کا چلہ) ر۔ ک چلہ نشینی

ارتداد: کی بخشش ۵۲/۲ کی حقیقت ۱۰۸/۲ کا خطرہ ۱۳۳/۲ کا سبب ۱۳۳/۲ کا ظلم ۹۲/۲ کے اسباب ۲/۱۰۹ کا گناہ ۵۲/۲ نیزر ک آرزو، اہل کتاب، بنی اسرائیل، عیسائی، یہود و یہودیت۔ ارزش گزاری (قدر و قیمت اور اہمیت کا اندازہ لگانا): کے معیارات ۹۰/۲

ارزشہا (اقدار): ۳۱/۲، ۵۱، ۹۳، ۷۳، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۸۳، ۱۷۸، ۱۵۳، ۱۲۹، ۱۸۹ سے جہالت ۱۰۳/۲۔ پہ عمل ۲/۱۸۹ کا معیار ۲/۲۳، ۹۰، ۱۰۹، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۳۸، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۷۱، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۵

ارشاد: ر۔ ک تبلیغ ازدواج: ر۔ ک حضرت آدم ﷺ

اسباط: انبیاء ﷺ ۱۳۶/۲ کی تعلیمات ۱۳۶/۲ کا دین ۱۳۰/۲

نیزر ک ایمان، عیسائی، حضرت یعقوب ﷺ، یہود

استثمار (استحصا): ر۔ ک بنی اسرائیل

استدلال: ر۔ ک احتجاج، برہان / استرجاع: کلمہ ۱۵۶/۲ نیزر ک مصائب

استسقا: ر۔ ک حضرت موسیٰ ﷺ

استغفار: کے آثار ۵۸/۲ کے آداب ۵۸/۲ کی اہمیت ۳۷/۲، ۵۸، ۵۹، کی آمادگی ۳۷/۲ نیزر ک حضرت آدم ﷺ، بنی اسرائیل، ملائکہ

استقامت: ر۔ ک جنگ

استکبار: کے آثار ۳۳/۲ کی سرزنش ۳۳/۲ نیزر ک ابلیس و تکبر

حضرت اسحاق ﷺ: کی اطاعت ۱۳۳/۲، ۱۳۱، کا اضروی اجر ۱۳۳/۲، ۱۳۱ کی توحید ۱۳۳/۲ کا دین ۱۳۰/۲۔ کی شخصیت ۱۳۰/۲ کی عبادت ۱۳۱/۲ نیزر ک ایمان، عیسائی، یہود

اسرار: ر۔ ک راز

اسلام: کے احترام کے آثار ۱۹۲/۲ کی قبولیت کے آثار ۱۱۲/۲ کے پہلو ۱۷۷/۲ ارکان ۸/۲، ۳۳، ۱۳۶، ۱۸۹۔ انجیل میں ۱۵۹/۲۔ تورات میں ۱۵۹/۲ اور دین ابراہیمی ﷺ ۱۳۰/۲ اور مادیات ۱۳۳/۲ اور معنویات ۲/۱۳۳

۱۳۳ میں اعتدال ۱۳۳/۲ سے منہ موڑنا ۱۳۰/۲ کی حفاظت کی اہمیت ۱۹۳/۲ دین کی اہمیت ۶/۱ کا معاشرتی

پہلو ۱۷۷/۲ کا اخلاقی پہلو ۱۷۷/۲ کا اقتصادی پہلو ۱۷۷/۲ کا عبادتی پہلو ۱۷۷/۲ کا عقیدتی پہلو ۱۷۷/۲

کھافوجی اور دفاعی پہلو ۱۷۷/۲ تاریخ صدر ۲/۷۵، ۷۶، ۹۹، ۱۰۳، ۱۱۳، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۳۵، ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۳،
 ۱۳۷، ۱۹۱، ۱۵۹، ۱۵۰ دشمنان کا پراپیگنڈا ۱۵۰/۲ کے خلاف پراپیگنڈا ۱۰۹/۲، ۱۳۷ کی معاشرتی تعلیمات ۳/۲
 کی انفرادی تعلیمات ۳/۲ کے خلاف سازش ۱۳/۲، ۷۶ کی جامعیت ۱۷۷/۲ کا عالمی ہونا ۱۹۳/۲ دشمنان کے
 دلائل ۱۵۰/۲ کی حقانیت ۱۰۹/۲، ۱۱۹ دشمنان ۱۰۵/۲، ۱۱۳، ۱۱۱، ۱۳۷، ۱۳۰ کی دعوت ۹۱/۲ کی پیروی
 کے دلائل ۱۷۰/۲ کی حقانیت کے دلائل ۱۵۹/۲ دین ۱۳۵/۲ قبول کرنے کی آمادگی ۱۳۰/۲ فہم سے عاجز ہونا ۲/۲
 ۸۸ کا تمسخر اڑانے کی سزا ۱۵/۲ پہ ایمان لانے والے ۱۲۱/۲ سے معرکہ آرائی ۱۱۳/۲ کا سرچشمہ ۱۳۵/۲، ۱۳۵
 ۱۳۷ کے پھیلاؤ میں رکاوٹیں ۱۱۱/۲ کے احکام کا منسوخ ہونا ۱۰۶/۲ کی اہمیت ۹۱/۲، ۱۰۶، ۱۲۰ کا وحی ہونا
 ۱۳۵/۲، ۱۷۰ کی خصوصیات ۱۹، ۱۳۳، ۱۷۷ کا ہدایت کرنا ۱۲۰/۲ نیز ک اقرار، اہل کتاب، ایمان، بنی
 اسرائیل، جرائم، حج، خطا، کفر، گرایشہا (رجحانات) پیامبر اسلام (ص)، مسلمان، عیسائی، منافقین، یہود۔
 اسم اعظم: ر۔ ک خدا تعالیٰ

حضرت اسماعیل علیہ السلام: کا خلوص ۱۷۷/۲ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چچا ۱۳۳/۲ اور تعمیر کعبہ ۱۲۷/۲ کی اطاعت
 ۱۳۱، ۱۳۳/۲ کا اضروی اجبر ۱۳۳/۲، ۱۳۱ کی نسل کا تزکیہ ۱۲۹/۲ کا تقرب ۱۲۷/۲ کی توحید ۱۳۳/۲ کی
 خدمت گزاری ۱۲۵/۲ کی خواہشات ۱۲۸/۲، ۱۲۹ کی دعا ۱۲۷/۲، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷ کا دین ۱۳۰/۲ کی شخصیت ۲/۲
 ۱۳۰ کی عبادت ۱۳۱/۲ کے رجحانات ۱۲۸/۲ کا واقعہ ۱۲۵/۲، ۱۲۷، ۱۲۸ کی ذمہ داری ۱۲۵/۲، ۱۲۷ کی
 نسل ۱۲۸/۲، ۱۲۹ نیز ک ایمان، ذکر، پیامبر اسلام (ص)، عیسائی، یہود۔
 اسماء اور صفات: بصیر ۹۶/۲، ۱۱۰ تو اب ۳۷/۲، ۵۳، ۱۲۸، ۱۶۰، حکیم ۳۲/۲، ۱۲۹ ذوالفضل العظیم ۱۰۵/۲
 رحمان ۱/۱، ۳، ۲، ۱۶۳ رؤوف ۱۳۳/۲ رحیم ۱/۱، ۳، ۳۷/۲، ۵۳، ۱۲۸، ۱۳۳، ۱۶۰، ۱۶۳، ۱۷۳، ۱۸۲، ۱۹۲ سمیع
 ۱۲۷/۲، ۱۳۷، ۱۸۱ شا کر ۱۵۸/۲ شدید العذاب ۱۶۵/۲ جلالی صفات ۳۲/۲، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۳۹، ۱۳۰، ۱۳۳، ۱۳۹
 جمالی صفات ۱۱۰/۲، ۱۱۷، ۱۳۰، ۱۶۵ عزیز ۱۲۹/۲ علیم ۲۹/۲، ۳۲، ۱۱۵، ۱۲۷، ۱۳۷، ۱۵۸، ۱۸۱ غفور ۱۳۷/۲
 ۱۸۲، ۱۹۲، قدیر ۲۰/۲، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۳۸ محیط ۱۹/۲ واسع ۱۱۵/۲

اسیر (قیدی): کی آزادی ۸۵/۲ کی آزادی کی اہمیت ۸۵/۲ کے لئے فدیہ ۸۵/۲ نیز ک بنی اسرائیل
 اصحاب سبت: کا مردود و ذلیل ہونا ۶۵/۲ سے عبرت ۶۶/۲ کو عذاب ۶۶/۲ کا انجام ۶۵/۲، ۶۶ کی سزا

۶۶/۲ کا مسخ ہونا ۶۵، ۶۶ نیز۔ ک اہل ایلہ، بنی اسرائیل

اصلاح:۔ کے آثار ۱۶۰/۲ معاشرتی۔ کی روش ۱۸۹/۲ معاشرتی۔ کے اسباب ۱۹۱/۲ نیز۔ ک حق، گناہ

اصلاح طلبی:۔ ر۔ ک منافقین / اصل حلیت: ۱۴۲، ۲۹/۲

اضطراب:۔ کے آثار ۱۹۳، ۱۹۳/۲۔ کے احکام ۱۴۳/۲۔ کی حالت میں محرّات سے استفادہ ۱۴۳/۲ باغی کا۔ ۱۴۳/۲

متجاوز۔ کا ۱۴۳/۲۔ کی حالت پیدا کرنے کا حکم ۱۴۳/۲۔ کی شرائط ۱۴۳/۲۔ میں باغی سے مراد ۱۴۳/۲۔ میں عادی سے

مراد ۱۴۳/۲۔ میں حرمت کا معیار ۱۴۳/۲

اضلال (گمراہ کرنا):۔ ر۔ ک خدا تعالیٰ، رہبران، شیطان و قرآن کریم

اطاعت:۔ اللہ تعالیٰ کی۔ کے آثار ۱۸۶، ۱۳۱، ۳۸/۲۔ پیامبر اسلام (ص) کی۔ کے آثار ۱۳۳/۲۔ اللہ تعالیٰ کی۔ کی اہمیت

۱۲۴/۲۔ انبیاء ﷺ کی۔ ۱۳۳، ۹۱/۲۔ اللہ تعالیٰ کی۔ ۱۱۶، ۹۳/۲۔ ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۵۲، ۱۴۲، ۱۸۶۔ دشمنوں کی۔

۱۶۸/۲۔ مشرک رہبروں کی۔ ۱۶۹، ۱۶۴/۲۔ سلطان کی۔ ۱۹۵/۲۔ شیطان کی۔ ۱۶۸/۲، ۱۴۰۔ پیامبر اسلام (ص) کی

۱۰۳/۲، ۱۳۳۔ ناپسندیدہ۔ ۱۶۸/۲۔ اللہ تعالیٰ کی۔ کی اہمیت ۱۳۳/۲۔ اللہ تعالیٰ کی۔ کی پیش خیمہ ۳۳/۲، ۱۳۱، ۱۸۶

۔ اللہ تعالیٰ کی۔ کی علامتیں ۱۴۲/۲ نیز۔ ک دوستی، صبر

اطعام (کھانا کھانا):۔ کے احکام ۸۳/۲ نیز۔ ک سائلین، مساکین

اطمینان:۔ ر۔ ک سعادت / اعتدال:۔ کی اہمیت ۱۹۵/۲

اعتراف۔ ر۔ ک اقرار: اقرار اسلام کے۔ کے آثار ۱۰۳/۲ ایمان کا۔ ۱۳۴/۲ پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت کا۔ ۴۶/۲

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا۔ ۱۳۴/۲۔ اللہ تعالیٰ کی مالکیت کا۔ ۱۵۶/۲۔ موت کا ۱۵۶/۲ نیز۔ ک بنی اسرائیل، علمائے اہل

کتاب، ملائکہ، یہود

اعتکاف:۔ میں ہمبستری ۱۸۴/۲۔ کے احکام ۱۸۴/۲۔ دین ابراہیمی ﷺ میں ۱۲۵/۲۔ کعبہ میں ۱۲۵/۲ مسجد میں۔ ۲/

۱۸۴۔ کی اہمیت ۱۸۴/۲۔ میں روزہ ۱۸۴/۲۔ کی شرائط ۱۸۴/۲۔ کی جگہ ۱۸۴/۲۔

اعداد: چالیس کا عدد ۵۱/۲ بارہ کا عدد ۶۰/۲ ہزار کا عدد ۹۶/۲

افتا (فتویٰ دینا): بغیر علم کے۔ کی حرمت ۱۶۹/۲۔ کی شرائط ۱۶۹/۲

افترا (جھوٹ باندھنا): اللہ تعالیٰ پر۔ سے اجتناب ۸۰/۲۔ اللہ تعالیٰ پر۔

۸۰، ۱۱۶، ۱۶۹۔ کی تشویق ۱۶۹/۲ اللہ تعالیٰ پر۔ کا منبع ۶۷/۲ نیز۔ ک انبیاء ﷺ، تورات، تہمت، عیسائی، مشرکین، حضرت موسیٰ ﷺ اور یہود

افساد (فساد و تباہی پھیلانا):۔ کے آثار ۲۷/۲، ۱۹۱ جادو کے ذریعے۔ ۱۰۲/۲ زمین پر۔ ۲۷، ۶۰/۲۔ کا جرم ۱۹۱/۲۔ کی حرمت ۶۰/۲ زمین پر۔ کی حرمت ۲۷/۲۔ کو جڑ سے اکھاڑنا ۱۹۱/۲، ۱۹۳۔ کی سزا ۱۱/۲۔ کے موارد ۳۰، ۶۰، ۱۶۰، ۱۹۱۔ سے ممانعت ۶۰/۲ نیز۔ ک انسان، بنی اسرائیل، جنات، فساد، کفار، مشرکین مکہ، منافقین

اقتصاد: اقتصادی توازن کی اہمیت ۶۰/۲ اقتصادی رونق کی اہمیت ۱۲۶/۲ اقتصادی تفاوت ۱۷۷/۲۔ کی تقویت ۱۱۰ نیز۔ ک اسلام، معاشرہ، مکہ، یہودیت

اللہ (لفظ جلالہ):۔ کی خصوصیات ۱/۱

الوہیت:۔ کے معیارات ۵۳/۲

امامت:۔ اور ظلم ۱۲۳/۲ کی اہمیت ۲۵/۲ مقام و درجہ۔ کی اہمیت ۱۲۳/۲ کی خواہش و درخواست ۱۲۳/۲۔ کی شرائط ۱۲۳/۲ میں عصمت ۱۲۳/۲۔ کا درجہ و عظمت ۱۲۳/۲۔ کا سرچشمہ ۱۲۳/۲ نیز۔ ک آئمہ ﷺ، حضرت ابراہیم ﷺ، رہبری

امام علی علیہ السلام:۔ کی راہ ۶/۱۔ کے دشمنوں کا انجام ۱۶۷/۲ / امام مہدی علیہ السلام:۔ ک ایمان امتحان:۔ کا ذریعہ ۳۹، ۱۰۲، ۱۲۳، ۱۳۳، ۱۵۵ تکلیف شرعی کے ذریعے۔ ۱۵۵/۲ مالی نقصان کے ذریعے۔ ۱۵۵/۲ سختی کے ذریعے۔ ۳۹/۲ شہداء کے ذریعے۔ ۱۵۵/۲ پیداوار کی کمی کے ذریعے۔ ۱۵۵/۲ نعمت سے ۳۹/۲۔ کے ذرائع کا مختلف ہونا ۱۵۵/۲۔ کا فلسفہ ۳۹، ۱۲۳۔ نیز۔ ک انسان، بنی اسرائیل، جامعہ دینی (دینی معاشرہ) خدا تعالیٰ، ذکر، سنتہای خدا (الہی سننیں)، مومنین، مسلمان

امتیں: امت وسط ۱۳۳/۲۔ قیامت میں ۱۱۳/۲ عبادت گزار۔ ۱۳۳/۲، ۱۳۱ صاحب ایمان۔ ۶۲/۲۔ کی اطاعت ۱۲۹/۲ بہترین۔ ۶۲/۲۔ کا اجر ۱۳۳/۲، ۱۳۱۔ کی دلیل ۱۳۳/۲۔ کی زندگی ۱۳۳/۲، ۱۳۱۔ کے انحراف کی بنیادیں فراہم ہونا ۵۱، ۹۲۔ کا تشخیص ۱۳۳/۲، ۱۳۱ امت وسط کی گواہی ۱۳۳/۲۔ کی موت ۱۳۳/۲، ۱۳۱، امت وسط کے درجات ۱۳۳/۲۔ کی فضیلت کے معیارات ۱۳۸/۲

امر بہ معروف: کی اہمیت ۸۳/۲۔ کی شرائط ۳۳/۲ نیز۔ ک امر بہ معروف کرنے والے، بنی اسرائیل، معروف

انیت (امن و امان): کی اہمیت ۱۲۶/۲ کی نعمت ۱۲۵/۲

نیز رک ادیان، انسان، کعبہ، مومنین، مکہ، مہتدین (ہدایت یافتہ لوگ) / اموال عمومی: میں تصرف ۱۸۸/۲
امور: تعجب آور ۲۸/۲، ۲۹، ۶۳، ۸۳، ۱۰۵، ۱۴۵، نامعقول ۲۹/۲، ۱۱۸، تدبیر کا سرچشمہ ۱۰۴/۲ تقدیر کا منبع ۲/۲
۱۸۷ // امیدواری (پر امید ہونا): کے آثار ۱۸۶/۲ اضروی اجر کی ۵/۱ رحمت الہی کی ۵/۱ نیز رک عمل،
مسلمان // انانیت: سے اجتناب ۵/۱

انجام: شوم ۲/۶۵، ۶۶، ۱۱۹، ۱۲۶

اولاد: کی دینی تربیت ۱۳۲/۲، ۱۳۳، کی تربیت ۱۲۹/۲ کی تعلیم ۱۲۹/۲ کے لئے دعا ۱۲۹/۲ کے رجحانات
۱۳۳/۲ کی ذمہ داری کا دائرہ ۱۳۳/۲، ۱۳۱ کی ذمہ داری ۱۸۰/۲ فرصت طلبی: رک منافقین

انبیاء ﷺ: کی بعثت کے آثار ۱۲۹/۲ کو جھٹلانے کے آثار ۵۵/۲، ۶۱ کی غیبت کے آثار ۵۱/۲، ۹۲، قتل کے
آثار ۶۱/۲ کی رحلت کے آثار ۱۳۳/۲ کی تعلیمات کے ارکان ۱۲۶/۲ اور لوگوں کا تمسخر اڑانا ۶۷/۲ اور اللہ تعالیٰ
پر جھوٹ باندھنا ۶۷/۲ اور جاہلانہ عمل ۶۷/۲ اور ملائکہ ۹۸/۲ اولو العزم ۵۳/۲، ۸۷ حضرت موسیٰ ﷺ کے مابعد
انبیاء ﷺ ۸۷/۲ کے اہداف ۱۲۹/۲ کی جبریل ﷺ پر فضیلت ۹۸/۲ کی میکائیل ﷺ پر فضیلت ۹۸/۲ کا بشر
ہونا ۱۲۹/۲، ۱۵۱ کی بعثت ۱۲۹/۲، ۹۰ کی بصیرت ۱۲۹/۲ پیامبر ﷺ جس کے لئے حضرت ابراہیم ﷺ نے دعا
کی ۱۲۹/۲ پیامبر ﷺ جس کے لئے حضرت اسماعیل ﷺ نے دعا کی ۱۲۹/۲ ادیان میں پیامبر ﷺ موعود ۱۵۰/۲ کی
تاریخ ۸۷، ۹۱، ۱۰۸ کی تبلیغ ۶۷/۲، ۱۳۳ تاریخ میں تحریف ۱۳۰/۲ پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ۹۰/۲ کا منزہ
ہونا ۶۷/۲ کی حقانیت ۱۱۸/۲ کا خواستگاہ ۱۵۱/۲ سے رشتہ داری ۱۳۱/۲ کا دین ۱۳۰/۲ کا راستہ ۶/۱ کا
روزہ ۱۸۳/۲ کی صفات ۶۷/۲ کی عبودیت ۹۰/۲ کی عصمت ۶۷/۲ کے رجحانات ۱۳۲/۲ کا علم ۸۷/۲ کے
جھٹلانے کے عوادل ۸۷/۲ قتل کے عوادل ۸۷/۲ کے فضائل ۹۸، ۳۰/۲ کے قاتل ۶۱/۲ کا قتل ۸۷/۲،
۹۱، ۹۹ کے دشمنوں کا کفر ۹۸/۲ کو جھٹلانے کی سزا ۵۵/۲ کا انتخاب ۹۰/۲ کو جھٹلانے کا گناہ ۵۵/۲ پر ایمان
لانے والے ۵/۲ کی رحلت ۱۳۳/۲، ۱۳۱ کے دشمنوں کا مشابہ ہونا ۱۱۸/۲ کے درجات ۹۸/۲ کی نبوت کا
سرچشمہ ۹۰/۲ پر منزل وحی ۱۳۳/۲ کی نسل ۱۳۱/۲ کی نعمت ۱۲۹/۲، ۱۵۱ کی تربیتی خصوصیات ۱۳۳/۲ کی

ہم آہنگی ۲/۲

۱۷۷ نیز۔ ک احتجاج (بحث و مجادلہ)، اطاعت، ایمان، بنی اسرائیل، خوشاوندی (رشتہ داری) رسولان ﷺ خداوند انبیائے الہی ﷺ (کفار، کفر، یہود، ہرہی ﷺ)۔

انتقام: پسندیدہ ۵۰/۲ مظلوم کے سامنے ۵۰/۲ میں عدل ۱۹۰/۲

نیز۔ ک انسان، دشمن، ظالمین، قیامت، مشرکین

انجیل:۔ کی اتباع کے آثار ۱۲۱/۲ کی تلاوت کے آثار ۱۲۱/۲ اور قرآن کریم ۳۳/۲ کی بشارتیں ۱۲۱/۲، ۱۳۶۔
کے پیروکار ۱۲۱/۲ کی تصدیق ۱۱۳/۲ کی تعلیمات ۳۳/۲، ۱۳۶، ۱۵۹ کی حقانیت کے دلائل ۳۱/۲ کے بعض
حصول پر پردہ ڈالنا ۱۷۳/۲ کی مخالفت ۱۱۳/۲ کی اہمیت ۱۱۳/۲ کا وحی ہونا ۱۷۶/۲ کا ہدایت کرنا ۱۱۳/۲

نیز۔ ک اسلام، ایمان، تورات، قبلہ، قرآن کریم، پیامبر اسلام (ص)، عیسائی، یہود

انحراف:۔ کا تدریجی ہونا ۱۶۸/۲ کا خطرہ ۱۰۱/۲ کی زمین فراہم ہونا ۱۶۸/۲ کے عوائل ۱۶۸/۲ کے موارد ۱۶۸/۲

۱۰۸، ۱۲۰ کے موانع ۴/۱/ نیز۔ ک ادیان، امتیں، بنی اسرائیل، مسلمان، عیسائی، عیسائیت، یہود، یہودیت

انحراف جنسی:۔ کے موانع ۱۸۷/۲ انحصار طلبی:۔ ک اہل کتاب، عیسائی، یہود

انخطا:۔ کے عوائل ۶۳/۲ نیز۔ ک انسان

انسان: انسانی کمال کے آثار ۳۰/۲ عمل سے آگاہی ۱۳۳/۲، ۱۳۹ کی نیتوں سے آگاہی ۱۳۳/۲ کے اضروی

احساسات ۱۶۷/۲ کا اختیار ۵/۱، ۳۵/۲، ۱۹۵ کا تکوینی اختیار ۵۳/۲ کا ادراک ۳۱/۲ کی قدر و قیمت ۱۰۲/۲

انسانوں کی زندگی کی قدر و قیمت ۱۷۹/۲ کی صلاحیتیں ۳۰/۲، ۳۱ کا زمین پر قیام ۳۶/۲ کا فریب قبول کرنا ۳۶/۲،

۱۶۸ کا فساد و تباہی پھیلانا ۳۰/۲ انسانوں کی اقسام ۷/۱ کا امتحان ۳۹/۲ کی مدد ۶/۱ انسانوں کا امن و امان ۱۲۶/۲

کا اضروی انتقام ۱۶۷/۲ خلقت سے ماقبل ۲۸/۲ قیامت میں ۳۸/۲، ۱۳۸ حضرت آدم ﷺ سے ماقبل ۳۰/۲

انسانوں کو تعلیم دینے کی اہمیت ۱۵۱/۲ کی ملائکہ پر برتری ۳۰/۲ کی موجودات پر فضیلت ۲۹/۲ کی بے صبری ۱۶/۲

۶۱ کی بینائی ۱۷۱/۲ انسانی تاریخ ۳۰/۲ انسانی مصلحتوں کی تکمیل ۳۵/۲، ۶۱ انسانوں کے حقوق پر تجاوز ۶۰/۲ کے

امور کی تدبیر ۱۰۷/۲ کا تزکیہ ۱۵۱/۲ کی تعلیم ۱۵۱/۲ کی شرعی تکالیف ۹۳/۲، ۱۲۵، ۱۵۹ کا تنوع طلب ہونا ۱۶/۲

۶۱ کا اضروی توشہ ۱۱۰/۲ کے عمل کا تحریر ہونا ۱۵۲/۲ کی اضروی حسرت ۱۶۷/۲ انسانوں کا آخرت میں محشور

ہونا ۱۳۸/۲ انسانوں کے حقوق ۲۹، ۲۲، ۱۲۵، ۱۷۷، ۱۶۸۔

کی حقیقت ۱۸۹/۲ انسانی حواس ۱۴۱/۲ کی اضروی زندگی ۲۸/۲ کی دنیاوی زندگی ۲۸/۲ کا خالق ۲۱/۲، ۵۳
 انسانوں کی خدا شناسی ۱۰۶، ۱۰۷/۲ کی خلافت ۳۰، ۳۱/۲ کی خلقت ۳۰، ۳۱/۲ کی خواہشات ۵/۱ کی معنوی
 خواہشات ۱۲۸/۲ کی خون ریزی ۳۰/۲ کے دشمن ۱۶۸، ۱۶۹/۲ کی دشمنی ۳۶/۲ انسانوں کے راز
 ۸، ۹، ۴۲، ۴۴/۲ انسانوں کا رزق ۳/۲، ۲۲، ۱۲۶، ۱۴۲ انسانوں کا رہبر ۱۲۳/۲ کا سرمایہ ۸۶/۲ کی تقدیر ۵۰/۲، ۱۸۴
 ۱۸۹ کی شنوائی ۱۴۱/۲ کی صفات ۱۶۸، ۱۹۵/۲ کی درجہ بندی ۸/۲ کا عجز ۵/۱، ۶، ۲۳/۲، ۱۲۸ کا عمل ۴۳/۲
 ۱۳۰، ۱۱۰، ۸۵ قیامت میں کا عمل ۱۶۴/۲ کا خفیہ عمل ۱۸۴/۲ کی دشمنی کے اسباب ۳۶/۲ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا
 عہد و پیمان ۲۴/۲، ۳۰، ۸۳، ۶۳، ۱۲۵، ۹۳ کا اضروی انجام ۹۵/۲ کا انجام ۲۸/۲، ۳۶، ۳۸، ۱۵۶ کے فضائل ۲/۲
 ۳۰، ۲۹ کی طاقت ۸۸/۲ کا کمال ۳۰، ۳۱، ۵۶ کی خلافت کا فلسفہ ۳۱/۲ کی خلقت کا فلسفہ ۲۱/۲، ۳۰ کے
 رجحانات ۶۱/۲ اللہ تعالیٰ کی انسانوں سے گفتگو ۱۱۸/۲ انسانوں کا گواہ ۱۳۳/۲ کا مالک ۱۵۶/۲ کا آغاز (مبدائی)
 ۱۵۴، ۱۵۶/۲ کی موت ۱۳۳، ۱۳۱ کے انحطاط کے درجات ۴۳/۲ انسانوں کے عمل کا ذمہ دار ۱۱۹/۲ انسانوں
 کی ذمہ داری ۳/۲، ۲۱، ۳۰، ۵۶، ۵۷، ۴۸، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۶۱، ۱۶۸، ۱۸۳ کا مسکن (جائے قیام) ۳۶/۲
 انسانوں کی فکری مشابہت ۱۱۸/۲ کی مصلحتیں ۵۳/۲، ۱۸۳ انسانوں کا معبود ۱۶۳/۲ کا معلم (استاد) ۳۱/۲ کے
 درجات ۳۰/۲ کی تباہی کے معیارات ۱۰۲/۲ کے منافع (فوائد) ۱۲۱/۲، ۱۳۲، ۱۶۳ کے تدبیر امور کا سرچشمہ
 ۵۰/۲ کی زندگی کا منبع ۲۸/۲ کی موت کا منبع ۲۸/۲ کی ضروریات ۵/۱، ۶، ۳۵/۲، ۱۲۴، ۱۸۴ کی معنوی ضروریات
 ۳۸/۲ کی نصرت ۱۰۴/۲ کا سرپرست ۱۰۴/۲ کی خصوصیات ۳۰، ۳۱ کی ہدایت ۶/۱، ۵۳/۲، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۵۱
 ۱۸۵، ۱۸۶ کا یاور و مددگار ۱۰۴/۲ نیزر ک گناہ، ملائکہ

اتفاق (خرچ کرنا): کے آثار ۱۹۵/۲ کے تسلسل کے آثار و اثرات ۳/۲ کے ترک کرنے کے آثار ۱۹۵/۲ کے
 آداب ۱۴۴/۲ کی قدر و قیمت ۱۹۵/۲ میں توازن ۱۵۵، ۱۹۵ اللہ کی راہ میں ۱۴۴/۲، ۱۹۵ میں خرچ
 ۱۴۴/۲ کی اہمیت ۳/۲، ۱۴۴، ۱۹۵ میں تسلسل کی اہمیت ۳/۲ کی تشویق ۱۸۳/۲ میں رضایت ۱۴۴/۲ کی
 آزادی ۳/۲ کا دائرہ ۳/۲، ۱۹۵ کے مصارف ۱۴۴/۲ کے موانع ۱۴۴/۲ // نیزر ک اتفاق کرنے والے،
 خوشاوندان (رشتہ دار) متقین اور نیک لوگ // اتفاق کرنے والوں: کی ہدایت ۵/۲ کی تربیت ۳/۲ (اطاعت):

رک آفرینش، حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسحاق ؑ، حضرت اسماعیل ؑ، اطاعت، تسلیم، ملائکہ، موجودات، مہتدین (ہدایت یافتہ لوگ) حضرت یعقوب ؑ۔

اوصیاء ؑ: کا علم ۸۷/۲ / اولوالالباب (صاحبان عقل): کے ادراک کی قوت ۱۷۹/۲

اہانت: رک پیامبر اسلام (ص)، مقدسات / اہل ایلہ: کا مسخ ہونا ۶۶/۲

اہل بیت ؑ: کی عزت و تکریم ۳۳/۲ کے فضائل ۱/۲، ۳۳/۴، ۳۷/۲ نیز رک آئمہ ؑ

اہل ذمہ: کے احکام ۱۱۳/۲ سے تعلقات کی روش ۸۳/۲

اہل عذاب: رک عذاب

اہل کتاب: کے ساتھ الجھنے سے اجتناب ۱۰۹/۲ کا احتجاج (بحث و مجادلہ) ۱۳۹/۲ کا اختلاف ۱۱۳/۲ کے

دعوے ۱۱۲/۲ کا کتاب خدا سے منہ موڑنا ۱۰۱/۲ کی انحصار طلبی ۱۱۱/۲، ۱۱۲ صدر اسلام میں ۱۰۹/۲ اور

مسلمانوں کا مرتد ہونا ۱۰۹/۲ اور بہشت ۱۱۱/۲، ۱۱۲ اور پیامبر ؑ موعود ۱۳۶/۲ اور مسلمانوں کا قبلہ

۱۳۵، ۱۳۶/۲ اور حق پر مردہ ڈالنا ۱۳۶/۲ اور پیامبر اسلام (ص) ۱۳۶/۲ کی بینش ۱۰۹/۲ کا پراپیگنڈہ ۱۰۹/۲ اور

مسلمان ۱۰۹/۲، ۱۳۹ اور صدر اسلام کے مسلمان ۱۰۹/۲ اور پیامبر اسلام (ص) کی نبوت ۱۳۶/۲ کا پروردگار

۱۳۹/۲ کا تحریف کرنا ۱۰۱/۲ کی توحید ۱۳۹/۲ کی سازش ۱۰۹/۲ کے سازشی لوگ ۱۰۹/۲ اہل کتاب کی

دھمکی ۱۰۹/۲، ۱۳۳ کی سازش سے چشم پوشی ۱۰۹/۲ کا حسد ۱۰۹/۲ کا حق کو قبول نہ کرنا ۱۳۵/۲ کی دشمنی ۱۰۵

۱۰۵ کی بخشش ۱۰۹/۲ کا عقیدہ ۱۱۱/۲ کے رجحانات ۱۰۹/۲ کی دشمنی کے اسباب ۱۷۶/۲ کے ساتھ اللہ تعالیٰ

کا عہد و پیمان ۱۰۱/۲ کا کفر ۱۰۵/۲، ۱۳۷ کی ضد اور ہٹ دھرمی ۱۳۵/۲ سے نبرد آسمانی ۱۰۹/۲ کے ساتھ فرم

رویہ ۱۰۹/۲ کی ذمہ داری ۱۳۵/۲ نیز رک علمائے اہل کتاب، قبلہ، پیامبر اسلام (ص) عیسائی، مشرکین یہود

اہل یقین رک یقین ابڈپالوجی رک جہان بینی

ایمان: کے اضروی آثار ۶۲/۲ کے آثار ۳/۲، ۵، ۲۱، ۲۹، ۱۹۲، ۱۸۳، ۱۸۱، ۱۵۷، ۱۰۳، ۹۳، ۷۷، انبیاء ؑ پر کے

آثار ۱۳۷/۲ انجیل پر کے آثار ۳۱/۲ توحید عبادی پر کے آثار ۱۶۳/۲ تورات پر کے آثار ۳۱/۲ حشر پر کے آثار ۱۲

۱۳۸ اللہ تعالیٰ پر کے آثار ۵/۱، ۶۲/۲، ۱۳۷، ۱۸۶ دین پر کے آثار ۳۳/۲، اللہ تعالیٰ کی رحمت پر کے آثار ۳۷/۲ علم

الہی پر کے آثار ۸۵/۲ قدرت الہی پر کے آثار ۱۶۵/۲، ۱۸۶ قرآن

کریم پر۔ کئے آثار ۲/۲۳، ۳۱، ۳۵، ۳۸، ۱۲۱، ۱۲۳، تقرب الہی پر۔ کئے آثار ۲/۱۸۶ قیامت پر۔ کئے آثار ۲/۶۲،
 ۱۳۸ آسمانی کتابوں پر۔ کئے آثار ۲/۳۱، ۱۳۴ لقاء الہی پر۔ کئے آثار ۲/۳۶ پیامبر اسلام (ص) پر۔ کئے آثار ۲/۲۳، ۱۲۱،
 ۱۲۳، ۱۵۳۔ کا فقط اظہار کرنے کے آثار ۲/۱۴۔ میں اختیار ۲/۸۸ پیامبر اسلام (ص) پر۔ کی اہمیت ۲/۱۰۹۔ میں
 استقامت ۲/۱۳۵۔ کی اہمیت ۲/۲۳، ۶۲، ۱۰۳، ۱۲۳ آخرت پر۔ کی اہمیت ۲/۴، ۱۴۴ اسلام پر۔ کی اہمیت ۲/۹۱
 انجیل پر۔ کی اہمیت ۲/۱۳۶ تورات پر۔ کی اہمیت ۲/۱۳۶ اللہ تعالیٰ پر۔ کی اہمیت ۲/۱۳۶، ۱۴۴ غیبت پر ایمان کی
 اہمیت ۲/۳ قرآن کریم پر۔ کی اہمیت ۲/۹۱، ۱۳۶ آسمانی کتابوں پر۔ کی اہمیت ۲/۱۳۶۔ کی حفاظت کی اہمیت ۲/
 ۱۴۴۔ کے لئے آمادگی پیدا کرنا ۲/۴۸، ۸۰ آخرت پر۔ ۲/۴، ۱۰۲، ۱۴۴، آیات الہی پر ایمان ۲/۱۰۸ دعا کی قبولیت پر
 ۲/۱۸۶ ادیان پر۔ ۲/۴ اسلام پر۔ ۲/۳۳، ۸۸ انبیاء پر۔ ۲/۴، ۹۱، ۶۲، ۹۳، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۴۴، کئے انبیاء ﷺ
 اسباط پر۔ ۲/۱۳۶ اللہ تعالیٰ کی طرف بازگشت پر۔ ۲/۱۵۴ قرآن کریم کے بعض حصے پر۔ ۲/۸۵ حضرت ابراہیم ﷺ کی
 تعلیمات پر۔ ۲/۱۳۶ اسباط کی تعلیمات پر۔ ۲/۱۳۶ حضرت اسحاق کی تعلیمات پر۔ ۲/۱۳۶ حضرت اسماعیل ﷺ کی
 تعلیمات پر۔ ۲/۱۳۶ انبیاء ﷺ کی تعلیمات پر۔ ۲/۳، ۱۳۶، ۱۳۸ حضرت عیسیٰ ﷺ کی تعلیمات پر۔ ۲/۱۳۶ پیامبر اسلام
 (ص) کی تعلیمات پر۔ ۲/۴ حضرت موسیٰ ﷺ کی تعلیمات پر۔ ۲/۱۳۶ حضرت یعقوب ﷺ کی تعلیمات پر۔ ۲/۱۳۶ توحید
 پر۔ ۱/۵، ۲۸/۲، ۱۳۹، اللہ تعالیٰ کی خالقیت پر۔ ۲/۲۱ اللہ تعالیٰ پر۔ ۱/۵، ۶، ۳/۲، ۱۳۶، ۱۲۶، ۶۲، ۸، ۶، ۳، ۱۴۴،
 ۱۸۶، دین پر۔ ۲/۱۰۸، ۵، ۳، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر۔ ۱/۵، ۲۱/۲، ۱۳۱۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر۔ ۱/۵ اللہ تعالیٰ کی صفات
 پر۔ ۱/۵، ۶، علم الہی پر۔ ۲/۲۹، ۱۸۱، ۴۴، غیب پر۔ ۲/۳، ۳، اللہ تعالیٰ کی قدرت پر۔ ۲/۲۹، ۱۰۴، ۱۸۶ قرآن کریم پر۔
 ۲/۲۳، ۳۱، ۳۳، ۱۰۳، ۱۲۱، ۱۳۶، ۱۳۸، تقرب الہی پر۔ ۲/۱۸۶ امام مہدی ﷺ کے قیام پر۔ ۲/۳ قیامت پر۔ ۲/
 ۶، ۸، ۶۲، ۱۲۶، ۱۴۴ آسمانی کتابوں پر۔ ۲/۴، ۹۱، ۹۳، ۱۲۱، ۱۳۶، ۱۴۴، اللہ تعالیٰ کی مالکیست پر۔ ۱/۵، ۱۵۶/۲
 پیامبر اسلام ﷺ پر۔ ۲/۱۳، ۲۳، ۸۸، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۲۱، ملائکہ پر۔ ۲/۱۴۴ اللہ تعالیٰ کی نظارت پر۔ ۲/۱۱۰ تقویٰ کے

بغیر

۱۰۳/۲ بغیر عمل کے ۱۰۲، ۳/۲ عمل صالح کے بغیر ۸۲، ۶۲، ۲۵/۲ اور عمل ۱۸۶/۲ اور ناپسندیدہ عمل ۹۳/۲ قرآن کریم پہ۔ کا اجر ۲۵/۲ پیامبر اسلام (ص) پہ۔ کا اجر ۲۵/۲ میں ۱۳۶/۲ تبییض ۱۳۶/۲ میں ثابت قدم لوگ ۱۴۴/۲۔ کی دعوت ۲۳/۲ قرآن کریم پہ۔ کے دلائل ۹۱/۲ توحید پہ۔ کی آمادگی ۲۲/۲، ۱۶۳، ۱۸۶/۲ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت پہ۔ کی آمادگی ۱۶۳/۲ اللہ تعالیٰ کی رحیمیت پہ۔ کی آمادگی ۱۶۳/۲ قرآن کریم پہ۔ کی آمادگی ۱۲۳/۲ پیامبر اسلام (ص) پہ۔ کی آمادگی ۱۲۲/۲، ۱۲۳۔ کے زائل ہونے کے اسباب ۹۹/۲ کی سختیاں ۱۵۳/۲، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷۔ میں صداقت ۱۳/۲، ۱۴۴۔ کے عوامل ۲۸/۲ قرآن کریم پہ۔ کے اسباب ۳۱/۲، ۱۲۱، پیامبر اسلام (ص) پہ۔ کے اسباب ۱۲۱/۲ قبولیت ۱۹۲/۲۔ کے متعلقات ۵/۱، ۶، ۳/۲، ۵، ۳، ۵، ۸، ۶، ۱۳، ۲۱، ۲۳، ۲۸، ۲۹، ۳۳۱، ۳، ۶۲، ۷۷، ۸۸، ۸۵، ۹۳، ۹۱، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۱۰، ۱۲۱، ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۸۱، ۱۸۶۔ سے محروم لوگ ۱۴/۲۔ کے جھوٹے دعوے دار ۸/۲ اسلام پہ۔ سے ممانعت ۷۵/۲ آسمانی کتابوں پہ۔ سے ممانعت ۱۶۰/۲۔ کی راہ میں رکاوٹیں ۷۵/۲، ۶، ۱۰۳، ۹۹۔ کے موجبات ۱۲۱/۲۔ کی علامتیں ۱۲۱/۲، ۱۳۳، ۱۴۴، آسمانی کتابوں پہ۔ کی علامتیں ۸۵/۲ بے ایمانی کی علامتیں ۸۵/۲، ۱۶۵ نور ۱۴/۲۔

ب

بابل: اہل۔ اور جادو ۱۰۲/۲۔ میں جادو کی تعلیم ۱۰۲/۲ نیز۔ ک ماروت، ملائکہ، ہاروت

باد (ہوا):۔ کا چلنا ۱۶۳/۲

بادل: بارش برسانے والے ۱۶۳/۲۔ کا مسخر کیا جانا ۱۶۳/۲۔ کا سایہ ۵۷/۲۔ کے فوائد ۲۲/۲۔

باران (بارش):۔ کا برسنا ۲۲/۲۔ کے فوائد ۱۶۳، ۲۲/۲۔ کا منبع ۱۶۳، ۲۲/۲ نیز۔ ک تشبیہات

بازگشت بہ خدا (اللہ تعالیٰ کی طرف بازگشت): ۱۵۶، ۵۳، ۳۶، ۲۸/۲۔

باطل:۔ کی تشخیص کے معیارات ۱۸۵/۲ نیز۔ ک حق، باطل معبود

باغی:۔ ک اضطرار

بت پرستی: سے معرکہ آرائی ۱۴۳/۲

بت: بتوں کی قربانی کا خباثت میں سے ہونا ۱۴۳/۲ بتوں کی قربانی ۱۴۳/۲۔

بدائی:۔ ک خدا تعالیٰ

بدعت:۔ کئے آثار ۴۹/۲۔ کی تشویق ۱۶۹/۲۔ کا جرم ۴۹/۲۔ کی حرمت ۴۹/۲۔ کا عذاب ۴۹/۲۔ کئے عوامل ۲/۲

۱۶۹۔ کی اخروی سزا ۸۱/۲۔ کا گناہ ۴۹/۲، ۸۱۔

نیز۔ ک بدعت ایجاد کرنے والے، علمائے یہود، کسب (کمائی)

بدعت ایجاد کرنے والے:

۔ ان کی دنیا طلبی ۴۹/۲ نیز۔ ک بدعت، یہود

برائی:۔ کا ارتکاب کرنے والے ۱۶۹/۲

برائت: مشرک قائدین سے ۱۶۷/۲ شرک عبادی سے ۱۳۸/۲ مشرک پیروکاروں سے ۱۶۶/۲

نیز۔ ک مشرکین

برادر کشی:۔ کے آثار ۸۵/۲۔ کا گناہ ۸۵/۲۔ ک عالم برزخ

برگزیدگان (برگزیدہ لوگ): ۱۳۰/۲۔ قیامت میں ۱۳۰/۲

برہان (دلیل): کی اہمیت ۱۱۱/۲ نیز ر۔ ک عقیدہ، عیسائی، یہود برہان نظم: ۱۶۳/۲
 بسملہ: کام میں۔ کے آثار ۱/۱۔ کی اہمیت ۱/۱۔ کی باء ۱/۱۔ کی سین ۱/۱۔ کی فضیلت ۱/۱۔ کی میم ۱/۱ نیز ر۔ ک
 ذبح، ذبیحہ

بشارت: ر۔ ک خاص موارد بشر ر۔ ک انسان

بخشش:۔ کی التجا ۳۷/۲۔ کے عوائل ۱۷۵، ۱۷۶/۲۔ سے محروم افراد ۱۷۵/۲۔ سے محرومیت ۱۷۶/۲۔ کی نعمت ۱/۲
 ۵۲۔ (خاص موارد اپنے اپنے موضوع میں تلاش کئے جائیں۔ آمیختن حق و باطل (حق و باطل کی آمیزش): ر۔ ک التقاط)
 آمیزش یا گھل مل جانا)

بعثت: ر۔ ک انبیاء ﷺ، پیامبر اسلام (ص)، حضرت موسیٰ ﷺ، یہود بنی ر۔ ک تجاوز

بلد رچین: ر۔ ک بنی اسرائیل

بندگان خدا: ۹۰/۲، ۱۳۰۔ قیامت میں ۱۳۰/۲۔ اللہ تعالیٰ کا۔ کو یاد کرنا ۱۵۲/۲۔ اللہ تعالیٰ کے۔ کو یاد کرنے کے عوائل
 ۱۵۲/۲

بنی اسرائیل:۔ میں آبیاری ۷۱/۲۔ کے تجاوز کے نتائج ۶۱/۲، ۶۵۔ کی رفاہ کے آثار ۶۱/۲۔ کی شہر نشینی کے نتائج
 ۶۱/۲۔ کی نافرمانی کے نتائج ۶۱/۲۔ کی عہد شکنی کے نتائج ۶۳/۲۔ کے قتلوں کے نتائج ۶۱/۲۔ کے کفر کے نتائج
 ۹۳/۲۔ کی گوسالہ پرستی کے نتائج ۹۳/۲۔ کی کامیابی کے نتائج ۵۰/۲۔ کے اسیروں کی آزادی ۸۵/۲۔ کی آگاہی ۳۰/۲
 ۶۵، کی بخشش ۶۳/۲۔ کی آزمائش ۳۹/۲۔ کی کسی کے ذریعے آزمائش۔ کا گرمی سے امتحان ۵۷/۲۔ کے دین کے پہلو
 ۸۳/۲۔ کا بھروسہ ۷۰/۲۔ کا زندہ ہونا ۵۶/۲، ۵۷۔ کے مقتول کا زندہ ہونا ۷۳/۲۔ کو آیات کا مشاہدہ کرنا ۷۳/۲۔ کا
 ارتداد ۵۲/۲، ۹۲۔ کی خواتین کا استحصال یا سوء استفادہ ۳۹/۲۔ کی خواتین کو زندہ رہنے دینا

۳۹/۲۔ کے تمسخر ۶۷/۲۔ کا اسلام سے منہ پھیرنا ۷۵/۲۔ کا تورات سے منہ موڑنا ۶۳/۲۔ کا دین سے منہ پھیرنا ۸۳/۲۔ کو
 تورات عطا کیا جانا ۶۳، ۹۳/۲۔ کا فساد و تباہی پھیلانا ۶۰/۲۔ میں قتل کے بانی کو افشا کرنا ۷۲/۲۔ کا اقرار ۸۳، ۸۵۔ کی
 اقلیت ۸۳/۲۔ کی اکثریت ۸۳/۲۔ کا امتحان ۳۹/۲۔ کی امداد ۵۰/۲۔ میں امر بہ معروف ۸۳/۲۔ انبیا ﷺ نے بنی اسرائیل
 ۶۱، ۸۷، ۹۱، ۹۲۔ کا انحراف ۱۰۸/۲۔ کی بدسلوکی ۸۳/۲۔ کی فضیلت ۳۷/۲، ۱۲۲۔ کو بشارت ۵۸/۲۔

بیابان میں ۵۸، ۵۷/۲۔ بنی اسرائیل دریائے نیل میں ۵۰/۲۔ صحرائے سینا میں ۶۱/۲۔ حضرت موسیٰ ﷺ کی عدم
 موجودگی میں ۹۲، ۵۱/۲۔ حضرت موسیٰ ﷺ کے ہوتے ہوئے ۶۰، ۹۳، ۵۵/۲۔ صدر اسلام کے ۳۲، ۳۰/۲،
 ۸۵، ۶۳، ۶۱۔ کئے گناہگار ۴۳/۲۔ اور اصحاب سبت ۶۵/۲۔ اور انبیاء ﷺ کے راز فاش کرنا ۶۱/۲۔ اور انبیاء ﷺ
 ۱۰۸، ۶۷/۲۔ اور اوامر الہی ۹۳/۲۔ اور حضرت موسیٰ ﷺ کی تصدیق ۵۵/۲۔ اور بیت المقدس پر قبضہ ۵۸/۲۔ اور
 تمورات ۹۳، ۸۵، ۶۳، ۶۳/۲۔ اور والدین کے حقوق ۸۳/۲۔ اور سلویٰ ۵۷/۲، ۶۱۔ اور سبزیوں ۶۱/۲۔ اور مسن
 ۶۱، ۵۷/۲۔ اور پیاز کی خواہش ۶۱/۲۔ اور سبزیوں کی خواہش ۶۱/۲۔ اور مسور کے لئے دعا ۶۱/۲۔ اور گندم کی
 خواہش اور دعا ۶۱/۲۔ اور حضرت موسیٰ ﷺ کی دعا ۶۱/۲۔ اور دین ۶۳/۲۔ اور اللہ تعالیٰ کا دیدار ۵۵/۲۔ اور زکوۃ
 ۸۳/۲۔ اور دریا دو ٹکڑے ہونا ۵۰/۲۔ اور کلام الہی کا سننا ۷۵/۲۔ اور انبیاء ﷺ کا قتل ۶۱/۲۔ اور ایک دوسرے کا
 قتل ۸۵، ۵۳/۲۔ اور قرآن کریم ۳۲، ۳۱/۲۔ اور آسمانی کتابیں ۶۳، ۳۱/۲۔ اور مساکین ۸۳/۲۔ اور مشیت الہی
 ۷۰/۲۔ اور حضرت موسیٰ ﷺ ۷۰، ۶۹، ۶۷، ۶۱/۲۔ اور نماز ۸۳/۲۔ اور یتیم ۸۳/۲۔ کی بہانہ تراشی ۷۳/۲، ۱۰۸،
 ۷۰/۲۔ کی بصیرت ۷۱، ۷۰/۲۔ کی بے صبری ۶۱/۲۔ کے سوالات ۶۸/۲، ۷۰، ۷۱، ۱۰۸۔ کے باطل خیالات ۶۷/۲۔ کی
 تاریخ ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۵، ۶۳، ۶۳، ۶۰، ۶۱، ۵۸، ۵۹، ۵۷، ۵۶، ۵۰، ۵۱، ۵۳، ۵۵، ۳۹، ۳۷، ۳۲، ۳۰/۲۔
 ۷۵، ۸۳، ۸۵، ۹۲، ۱۰۸، ۹۳، ۱۲۲۔ میں در بدری ۸۵/۲۔ کے در بدر افراد ۸۵/۲۔ علمائے کی تبلیغ ۳۳/۲۔ عمل کا تجاوز
 کرنا ۷۱/۲، ۸۵، ۳۲/۲۔ ۵۹۔ کے تحریف کرنے والے ۷۵/۲۔ کا تحریف کا عمل ۳۲/۲، ۵۹۔ کی حیرت ۷۰/۲۔ کی
 آسمانی کتابوں کی تعلیمات ۸۵/۲۔ میں چھٹی ۶۵/۲۔ اللہ تعالیٰ کا۔ پر فضل ۶۳/۲۔ کی شرعی تکلیف ۳۳/۲، ۸۳، ۹۳۔ کا
 تنوع طلب ہونا ۶۱/۲۔ کی توبہ ۵۳/۲۔ کے گوسالہ پرستوں کی توبہ ۵۳/۲۔ کو نصیحت ۶۰/۲۔ کو دھمکی ۷۲/۲، ۷۳۔ کے
 جراثیم ۷۱/۲، ۸۵۔ کی جہالت ۶۱، ۶۷۔ کے چشمے ۶۰/۲۔ کے صرام خور ۹۵/۲۔ کی صرام خوری ۷۵/۲۔ کا
 محسوسات کی طرف رجحان ۵۵/۲۔ کی حکومت ۶۳/۲۔ کی خواہشات ۵۵/۲، ۶۱، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۱۰۸۔ کی خودکشی ۵۳/۲۔
 کی نباتاتی غذائیں ۶۱/۲۔ کی غذائیں ۵۸/۲، ۵۷، ۶۰، ۶۱۔ کو استغفار کا حکم ۵۹/۲۔ کو دعوت ۳۳/۲۔ کے اسلام سے
 منہ موڑنے کے دلائل ۷۵/۲۔ کی گائے کا ذبح ۶۷، ۷۱، ۷۳، ۶۸۔ کی ذلت ۶۱/۲، ۶۵۔ کی حیرت کا دور ہونا ۷۱/۲۔ کی
 گائے کا رنگ ۶۹/۲۔ کے معاشرتی تعلقات ۸۵/۲۔ کا رزق و روزی ۷۵/۲۔ کے اسلام کی بنیاد ۱۲۲/۲۔ کے تجاوز کی بنیاد
 ۶۱/۲۔ کے شکر کی بنیاد ۵۶/۲، ۵۲۔ کی نافرمانی کی بنیاد ۶۱/۲۔ کے کفر کی بنیاد ۶۱/۲۔ کی

ہدایت کی بنیاد ۵۳/۲ کے زیاں کار افراد ۶۵/۲ کی زیاں کاری ۶۳/۲ کی معاشرتی ساخت ۳۰/۲، ۴۴، ۱۲۲۔ پر سایہ ۵۴/۲ کی سرزنش ۳۱/۲، ۶۱، ۸۵۔ کے علمائے کی سرزنش ۳۳/۲ کی سرگردانی ۸۵/۲ کی بخشش کی شرائط ۵۸/۲ کی سعادت کی شرائط ۵۳/۲ کی اکثریت کا شرک ۸۳/۲ کا شک ۶۸/۲ کا شکنجہ ۳۹/۲ کی خواتین کو شکنجہ ۳۹/۲ کا شکوہ ۶۱/۲ میں شنبہ (ہفتہ) ۶۵/۲ کی شہر نشینی ۶۱/۲ پر بجلی کا کڑکنا ۵۴/۲ کی صفات ۶۱/۲، ۸۳، ۱۰۸۔ کی گائے کی صفات ۶۸/۲، ۶۹، ۷۱، ۷۰۔ کا مردود ہونا ۶۵/۲ کا طعام ۵۴/۲ کے قبائل ۶۰/۲ کے ظالم افراد ۵۹/۲ کا ظلم ۶۵/۲ کا دریا سے عبور کرنا ۵۰/۲، ۵۱۔ کو عذاب ۵۵/۲ کو دنیاوی عذاب ۵۵/۲، ۶۵۔ کی نافرمانی ۵۴/۲، ۵۳، ۵۴، ۹۲۔ کا دریا سے عبور کرنا ۵۰/۲، ۵۱۔ کو عذاب ۵۵/۲ کو دنیاوی عذاب ۵۵/۲، ۶۵۔ کی نافرمانی ۵۴/۲، ۶۵، ۷۳، ۸۳، ۹۳۔ کی معافی ۵۲/۲ کا عقیدہ ۳۸/۲، ۶۱، ۷۰، ۱۲۳۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں۔ کا عقیدہ ۶۷/۲ کا تکلیف شرعی پر عمل ۸۵/۲ علمائے کا عمل ۳۳/۲ کی نافرمانی کے اسباب ۹۳/۲ کے مغضوب ہونے کے عوامل ۶۱/۲ کی نجات کے عوامل ۵۰/۲، ۶۳، کا اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان ۳۰/۲۔ اللہ تعالیٰ کا۔ سے عہد و پیمان ۳۰/۲، ۳۱، ۳۲، ۶۳، ۶۴، ۸۳، ۸۴، ۸۵۔ کی عہد شکنی ۶۳/۲، ۶۴، ۸۵، ۸۳۔ کے فاسق لوگ ۵۹/۲ کا فدیہ ۸۵/۲ کے متجاوز افراد کا انجام ۶۱/۲ کا فسق و فجور ۵۹/۲ کے فضائل ۳۷/۲ کے متجاوز افراد کا فقر ۶۱/۲ کے سوالات کا فلسفہ ۷۰/۲ تاریخ کے بیان کا فلسفہ ۷۵/۲ کی بخشش کا فلسفہ ۵۲/۲ کی امتحان میں کامیابی ۵۰/۲ کی توبہ کا قبول ہونا ۳۵/۲ کے انبیاء ﷺ کا قتل ۹۱/۲ کے بیٹوں کا قتل ۳۹/۲ کی قوت و قدرت ۶۳/۲ کی قساوت قلبی ۷۳/۲، ۷۵۔ میں قتل کا واقعہ ۶۱/۲، ۷۲، ۷۳، ۸۵۔ کی گائے کا واقعہ ۶۷/۲، ۷۰، ۷۱، ۷۳۔ قوم ۳۷/۲، ۱۲۲۔ کی آسمانی کتابیں ۳۲/۲، ۳۳، ۶۳۔ میں قاتل کو چھپانا ۷۲/۲ کی زراعت ۷۱/۲ کا کفران ۵۱/۲، ۵۲، ۵۶، ۵۷، ۶۱، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۱۰۸۔ میں پانی کی کمی ۶۰/۲ کا انجام ۵۳/۲، ۵۹۔ کے ظالم افراد کا انجام ۵۹/۲ کے نافرمانوں کا انجام ۵۹/۲ کے گوسالہ پرستوں کا انجام ۵۳/۲ کی گائے ۷۲/۲، ۷۰۔ کے رجحانات ۹۳/۲ کا گناہ ۵۸/۲، ۶۱، ۸۵۔ کے گناہ گار لوگ ۵۹/۲ کی گواہی ۸۳/۲ کے گوسالہ پرست ۵۳/۲ کی گوسالہ پرستی ۵۱/۲، ۵۲، ۵۳، ۷۱، ۹۲، ۹۳۔ کی ضد ۶۳/۲، ۶۳، ۷۳، ۹۳۔ کے متجاوز افراد ۶۱/۲ کا محاصرہ ۵۰/۲ کے محرّمات ۶۵/۲ کے نیک لوگ ۵۸/۲ کا مقتول مرد تھا ۷۳/۲ کے مرتد افراد ۵۳/۲ کا مسخ ہونا ۶۵/۲ کی ذمہ داری ۳۰/۲، ۳۲، ۳۱، ۵۸، ۷۳، ۱۲۲۔ کی مشکلات ۳۵/۲ کی مصلحتیں ۶۱/۲ کا مغضوب ہونا ۶۱/۲ کو شہر نشینی سے منع کیا جانا ۶۱/۲ پر احسان ۵۲/۲ کے کفر کا منبع ۶۱/۲ کی گوسالہ پرستی کا منبع ۹۳/۲ کی عدم رضایت ۶۱/۲ کی نجات ۳۹/۲، ۵۰، ۵۱، ۷۰، ۶۰۔ کا نزاع ۶۲/۲

۷۲ پر سلوی (شہد) کا غزول ۵۷/۲ پر میٹھے گوند (من) کا غزول ۵۷/۲ کی نعمتیں ۳۰، ۳۴، ۳۹، ۵۰، ۵۲، ۵۳، ۵۳، ۵۶، ۵۸، ۱۲۲۔ کا بیت المقدس میں وارد ہونا ۵۸/۲، ۵۹۔ کا وفائے عہد ۸۳/۲۔ کو تنبیہ ۶۰، ۶۵۔ کی ہلاکت ۵۶، ۵۵۔ نیزر۔ ک آل فرعون، ذکر، فرعونی لشکر، قرآن کریم، کوہ طور، مسلمان، حضرت موسیٰ ﷺ، یہود بحث و جدل:

نا پسندیدہ۔ سے اجتناب ۱۷۷/۲ ناپسندیدہ۔ ۱۳۸/۲ نیزر۔ ک دین، قبلہ
 بہانہ تراشی:۔ کے نتائج ۷۳/۲ نیزر۔ ک بنی اسرائیل، ظالمین، مشرکین
 بھوک:۔ ر۔ ک ابتلاء (آزمائش)، مومنین

بہشت:۔ کے مختلف پہلو ۲۵/۲۔ بہشتی پھلوں سے استفادہ ۲۵/۲۔ بہشتی نعمتوں سے استفادہ ۲۵/۲۔ کئے باغات
 ۲۵/۲ کی بشارت ۲۵/۲۔ کا مکانی پہلو ۲۵/۲۔ بہشتی بیویوں کا پاک و طاہر ہونا ۲۵/۲۔ کا زمانی پہلو ۲۵/۲۔ کو جھٹلانا
 ۶۔ کی ہمیشگی ۲۵/۲، ۸۲۔ بہشتی درخت ۲۵/۲۔ میں ہمیشگی کے عوامل ۸۲/۲۔ سے محروم لوگ ۱۱۱/۲۔ کے موجبات
 ۲۵/۲، ۱۱۲، بہشتی پھل ۲۵/۲، بہشتی نعمتیں ۲۵/۲۔ بہشتی نہریں ۲۵/۲۔ کئے پھلوں کی خصوصیات ۲۵/۲۔ کی
 نعمتوں کی خصوصیات ۲۵/۲۔ کئے پھلوں کا ایک جیسا ہونا ۲۵/۲۔ کی نعمتوں کا ایک جیسا ہونا ۲۵/۲۔ نیزر۔ ک اہل
 بہشت، موارد خاص / بہشتیاں (اہل بہشت): ۲۵/۲، ۱۱۲۔ کی ہمیشگی ۲۵/۲۔ کی روزی ۲۵/۲
 بیت المال:۔ غضب کرنا ۱۸۸/۲

بیت المقدس:۔ کا آباد ہونا ۵۸/۲۔ کے دائمی طور پر قبلہ ہونے کے نتائج ۱۵۰/۲۔ حضرت موسیٰ ﷺ کے زمانے میں
 ۵۸/۲۔ میں نماز ادا کرنے کا اجر ۱۳۳/۲۔ کی تاریخ ۵۸/۲۔ پر قبضہ ۵۸/۲۔ میں موجود کھانے پینے کی اشیاء ۵۸/۲۔ کا
 دروازہ ۵۸/۲۔ پر قبضے کا راستہ ۵۸/۲۔ کے قبلہ بننے کا فلسفہ ۱۳۳/۲۔ کا قبلہ بننا ۱۳۲/۲، ۱۳۳، ۱۳۴۔ کا قبلہ بننا اور اسکا
 منسوخ ہونا ۱۳۳/۲۔ میں نماز ۱۳۳/۲۔ نیزر۔ ک بنی اسرائیل، پیامبر اسلام (ص)، مسلمان، ہدایت یافتہ لوگ۔ غیر ملکی
 افراد:۔ ر۔ ک معاشرت (میل جول)

بین الاقوامی قوانین:۔ کو توڑنے کے نتائج و اثرات ۱۹۳/۲۔ کو توڑنے کی شرائط ۱۹۳/۲
 بیمار:۔ کے احکام ۱۷۳/۲، ۱۸۳، ۱۸۵۔ نیزر۔ ک روزہ

بیمار دل افراد: ۱۰/۲

بینش (بصیرت):۔ غلط۔ کی علامتیں ۹۹/۲۔ نیزر۔ ک جہان (نظریہ کائنات)، عقیدہ موارد خاص

پارسا لوگ: ر_ک متقین

پانی: کا پتھر سے پھوٹنا ۶۰/۲_۴۳_کی کمی ۶۰/۲_کا سرچشمہ ۱۶۳/۲_کی کمی سے نجات ۶۰/۲_نیز ر_ک آبیاری، بنی اسرائیل، دریا اور دعا آبادانی: ر_ک بیت المقدس، مسجد اور مکہ
پارسانی: ر_ک تقوا، زہد // پرہیزگاری: ر_ک تقوا پشہ (مچھر) ر_ک مثالیں
پشیمانی: کا بے اثر ہونا ۱۶۶/۲_نیز ر_ک حضرت آدم ﷺ، گناہ، مشرکین
پند (وعظ و نصیحت): ر_ک عبرت // پیماز: ر_ک بنی اسرائیل
پودے: کا الگا ۱۶۳/۲_کے اگنے کا منبع ۶۱/۲_نیز ر_ک خوردنیہا (کھانے پینے والی اشیاء)
پیداوار: ر_ک ابتلا (آزمائش)، امتحان

پتھر: پتھروں کا سقوط ۴۳/۲_بہشت سے نازل ہونے والے ۶۰/۲_۱۲۵_میں شگاف ہونا ۴۳/۲_نیز ر_ک آب (پانی)، جہنم

(پناہ طلب کرنا): اللہ تعالیٰ کی ۴/۱_۶۶/۲_اللہ تعالیٰ کی اہمیت ۶۶/۲_کے موارد ۴/۱_نیز ر_ک ملائکہ، حضرت موسیٰ ﷺ پیامبر اسلام (ص): کا تمسخر اڑانے کے نتائج ۱۰۳/۲_کے اوامر سے منہ موڑنے کے نتائج ۱۲۱/۲_کی اہانت کے نتائج ۱۰۳/۲_کو جھٹلانے کے نتائج ۸۱/۲_سے کلام کرنے کے آداب ۱۰۳/۲_کا تمسخر اڑانے سے اجتناب ۱۰۳/۲_کی اہانت کرنے سے اجتناب ۱۰۳/۲_کے کلام کو نہایت غور سے سننا ۱۰۳/۲_کا تمسخر اڑانا ۲/۱۰۳_کی تعلیمات سے منہ پھیرنا ۱۴۰/۲_کو نمونہ عمل قرار دینا ۱۳۳/۲_کا انذار (ڈرانا) ۶، ۴، ۱۱۹/۲_کی اہانت ۱۰۳/۲_کے اہداف ۱۳۹/۲، ۱۵۱_کی بعثت کی اہمیت ۱۵۱/۲، ۱۵۲_کا ایمان ۱۳۴/۲_کی بعثت کی بشارت ۱۰۱/۲_کو بشارت ۱۳۴/۲، ۱۳۳_کی بشارتیں ۱۱۹/۲_کا بشر ہونا ۱۵۱/۲_بعثت ۹۰/۲، ۱۰۱، ۱۵۲_کے پیروکاروں کا اجر ۲/۸۲_سے سوال ۱۰۸/۲، ۱۰۹، ۱۸۶، ۱۸۹_کے پیروکار ۱۳۳/۲_کی تاریخ ۹۰/۲، ۱۰۳، ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۵۱_کی تبلیغ ۲/۲۵_کی تصدیق ۱۳۰/۲_کی تعلیمات ۱۵۱/۲_کی تعلیم دینا ۱۳۲/۲_پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ۹۰/۲_کو جھٹلانا ۲/۹۹_کی شرعی ذمہ داری ۱۳۹/۲_کی تبلیغی کاوشیں ۱۲۰/۲_کے قتل کی سازش ۸۴/۲_پہ

تہمت ۹۹/۲_ کا حجت ہونا ۱۳۳/۲_ سے حسد ۹۰/۲_ کی حقانیت ۷۶/۲، ۹۹، ۱۱۸، ۱۱۹_ کی حمایت ۱۲۰/۲_ کا مقام ۱۵۱/۲_ کے دشمن ۱۰۲/۲_ کی دعوت ۱۳/۲، ۹۱، ۱۴۰_ کی حقانیت کے دلائل ۹۹/۲، ۱۱۸، ۱۵۰، ۱۵۹_ کی نبوت کے دلائل ۲۳/۲، ۲۳، ۱۱۸_ کو تسلی دینا ۱۱۸/۲_ کو جھٹلانے والوں کی تذلیل ۹۰/۲_ کی رسالت ۱۰۱/۲، ۱۱۹، ۱۵۱_ اللہ تعالیٰ اور_ کے مابین رموز ۱/۲_ کے بہانہ و استدلال کی روش ۹۳/۲_ کے پیروکاروں کی تشخیص کی روش ۱۳۳/۲_ کو جھٹلانے کے اسباب ۱۰۱/۲_ کی تبلیغی سیرت یا روش ۶/۲_ کی عبودیت ۲۳/۲، ۹۰_ کو جھٹلانے والوں کو عذاب ۹۰/۲، ۱۲۳_ کے رجحانات ۱۳۳/۲_ کی رضایت کے اسباب ۱۳۳/۲_ کو جھٹلانے والوں کا انجام ۱۱۹/۲_ کو جھٹلانے والوں کا فسق و فجور ۹۹/۲_ کے فضائل ۷/۱_ کی بعثت کا فلسفہ ۱۵۱/۲_ کی کتاب ۲۳/۲_ کو جھٹلانے والوں کا کفر ۹۰/۲_ کو القا کئے گئے کلمات ۱۲۳/۲_ کا تمسخر اڑانے والوں کی سزا ۱۰۳/۲_ کی گواہی ۱۳۳/۲_ کا دائرہ اختیارات ۱۳۳/۲_ کی تعلیمات کا دائرہ ۱۵۱/۲_ کی رسالت کا دائرہ ۹۱/۲، ۱۰۱_ کی ذمہ داری کا دائرہ ۱۱۹، ۱۸۹_ نسل حضرت ابراہیم ؑ سے ہیں ۱۲۹/۲_ حضرت اسماعیل ؑ کی نسل سے ہیں ۱۲۹/۲_ ادیان میں ۱۵۰/۲_ تورات میں ۳۱/۲، ۴۶، ۷۹، ۸۹، ۱۰۱، ۱۲۱، ۱۳۶، ۱۵۹_ انجیل میں ۱۲۱، ۱۳۶، ۱۵۹_ آسمانی کتابوں میں ۱۳۶/۲_ اور عیسائیوں کا اسلام لانا ۱۲۰/۲_ اور یہودیوں کا اسلام لانا ۱۲۰/۲_ اور دین کا بیان ۱۸۹/۲_ اور تورات ۱۰۱/۲_ اور طبیعاتی علوم ۱۸۹/۲_ اور اہل کتاب کا قبلہ ۱۳۵/۲_ اور عیسائیت ۱۲۰/۲_ اور یہود ۱۰۱/۲_ اور یہودیت ۱۲۰/۲_ نزول وحی کے وقت ۱۳۳/۲_ کی ذمہ داری ۲۵/۲، ۱۱۱، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۳۵، ۱۵۱، ۱۵۵_ کا معجزہ ۹۹/۲_ کا معلم ۸۰/۲، ۹۳_ کے درجات ۲۳/۲، ۹۰، ۱۲۹، ۱۳۳، ۱۳۳_ کے پیروکاروں کی تشخیص کے معیارات ۱۳۳/۲، کی نبوت ۹۰/۲، ۱۲۹، ۱۳۷_ پر جبرائیل ؑ کا نازل ہونا ۱۲۳/۲، ۱۳۳، بعثت_ کی نعمت ۱۵۲/۲ رسالت_ کی نعمت ۱۵۱/۲، ۱۵۲_ کی پریشانی ۱۱۹/۲_ کی بیت المقدس کی طرف نماز ۱۳۲/۲، ۱۳۳_ کی مستحبی نمازیں ۱۱۵/۲_ کے اسلاف ۱۲۹/۲ قلب_ پر وحی ۹۷/۲_ کا ہدایت کرنا ۶/۲، ۱۱۹_ کو متنبہ کرنا ۱۲۰/۲، ۱۳۵_ نیز_ ک احتجاج (بحث و مجادلہ)، اطاعت، اقرار، اہل کتاب، ایمان، علمائے اہل کتاب، علمائے یہود، قبلہ، قریش، کفار، کفر، محمد (ص)، عیسائی، مشرکین، یہود_ پیروی: ر_ ک اطاعت / / پیکار: ر_ ک جنگ و جہاد / / ایمان: ر_ ک عہد

ت

تاریخ:۔ کے علم کے آثار ۲/۳۰، ۳۴ نقل کی شرائط ۲/۱۳۳۔ سے عبرت ۲/۳۰، ۳۳، ۵۰، ۵۱، ۵۳، ۶۶،
 ، تاریخی تبدیلیوں کے عوامل ۲/۵۱، تکرار کے اسباب ۲/۱۱۸۔ کے فوائد ۲/۳۰، ۳۳، ۳۰، ۶۶۔ کا محرک ۲/۵۱،
 ۹۲ تاریخی تبدیلیوں کا منبع ۲/۳۹، ۹۲۔ میں شخصیات کا کردار ۲/۵۱، ۹۲
 تبلیغ:۔ میں انذار (ڈرانا) ۲/۶۔ میں تنوع ۲/۱۳۳۔ کی روش ۲/۶۳، ۱۳۳
 نیز۔ ک اسلام، انبیاء ﷺ، اہل کتاب، بنی اسرائیل، دشمن، دین، قرآن کریم، آسمانی کتابیں، مبلغین، پیامبر اسلام
 (ص) مسلمان، عیسائی، حضرت موسیٰ ﷺ، حضرت یعقوب ﷺ، یہود
 تجارت:۔ ک منافقین // تجاوز:۔ کے نتائج و اثرات ۲/۶۱۔ کی سزا ۲/۱۴۸۔ کے موارد ۲/۸۵ نیز۔ ک انسان،
 بنی اسرائیل، حدود الہی // تحریف:۔ کے نتائج و اثرات ۲/۴۹۔ سے اجتناب ۲/۵۹، اوامر الہی میں ۲/۵۹ کلام
 الہی میں ۲/۴۵۔ کا ظلم ۲/۵۹۔ کے عوامل ۲/۱۶۹۔ کی سزا ۲/۵۹ نیز۔ ک انبیاء ﷺ، اہل کتاب، بنی اسرائیل،
 تورات، علمائے یہود، قرآن کریم، آسمانی کتابیں، عیسائی، عیسائیت، یہود، یہودیت
 تغیرات: معاشرتی۔ کے عوامل ۲/۵۱، ۹۲، کا منبع ۲/۱۰۲ // انواع کا تحول: ۲/۶۵
 تربیت:۔ کی روش ۱/۳، ۲/۱۸۹۔ میں مؤثر عوامل ۲/۲۶، ۳۹، ۱۳۱، دینی۔ میں مؤثر عوامل ۲/۱۳۳۔ میں مہربان ہونا
 ۱/۳ نیز۔ ک حضرت ابراہیم ﷺ، انفاق کرنے والے، فرزند، مومنین، متقین، نماز گزار لوگ۔
 ترجمین:۔ ک بنی اسرائیل
 ترغیب:۔ کے عوامل ۱/۵، ۲/۲۲، ۳۳، ۳۴، ۶۹، ۸۶، ۸۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۳۱، ۱۳۸، ۱۵۰، ۱۶۳، ۱۶۷، ۱۷۶، ۱۷۷،
 ۱۸۶
 تزکیہ:۔ کے نتائج و اثرات ۲/۱۲۹۔ کی اہمیت ۲/۱۲۹، ۱۵۱۔ کی اہمیت ۲/۱۷۷۔ کے عوامل ۱/۵، ۲/۱۳۸۔ نیز۔
 ک حضرت ابراہیم ﷺ، حضرت اسماعیل ﷺ، انسان، تہجد، علمائے عوام
 تسبیح:۔ الہی کے آداب ۲/۳۰، الہی ۲/۳۰ // نیز۔ ک حضرت فاطمہ ﷺ، ملائکہ
 تشبیہات: آگ بھڑکانے والے سے تشبیہ ۲/۱۷۷ تاریکی میں بارش سے تشبیہ ۲/۱۹ تاریکی میں بجلی سے تشبیہ ۲/۱۹ حیوان
 سے تشبیہ ۲/۱۷۷ تاریکی میں بجلی کے کڑکنے سے تشبیہ ۲/۱۹ چٹان سے تشبیہ ۲/۷۳ بہرے سے

تشبیہ ۱۸/۲ اندھے سے تشبیہ ۱۸/۲ بھڑ سے تشبیہ ۱۷۱/۲ گونگے سے تشبیہ ۱۸/۲۔

تشریح:۔ اور تکوین ۱۰۶/۲، ۱۰۷/۲

تصرفات (استعمالات): حرام۔ ۱۸۸/۲ // تعادل اقتصادی (اقتصادی توازن): ر۔ ک اقتصاد

تعبد: کی اہمیت ۱۳۳/۲ نیز ر۔ ک ہدایت یافتہ لوگ

تعدی: ر۔ ک تجاوز، ظلم

تعصب:۔ کے نتائج و اثرات ۱۷۰/۲ نسلی ۱۷۰/۲ قومی ۱۷۰/۲ ناپسندیدہ ۱۷۰/۲ نیز ر۔ ک عیسائی، یہود

تقدیر:۔ میں مؤثر عوامل ۵۰/۲، ۶۵، ۱۸۷، ۱۸۹

تعقل: عدم۔ کے اثرات و نتائج ۱۷۱/۲ کی اہمیت اور قدر و قیمت ۱۷۳/۲، ۷۳/۲ کائنات میں ۱۶۳/۲ موجودات کی

تخلیق میں ۱۶۳/۲ کی زمین فراہم ہونا ۷۳/۲ کائنات میں۔ کا فلسفہ ۱۶۳/۲ عدم۔ کی علامتیں ۱۶۳/۲، ۱۶۵، ۱۷۰

تفاوت اقتصادی: ر۔ ک اقتصاد

تفرق: ر۔ ک اختلاف // تفسیر بالرائے:۔ سے اجتناب ۷۸/۲

تفکر:۔ کے اثرات و نتائج ۵/۱، ۲۲/۲ زندگی میں۔ کے نتائج ۲۸/۲ موت میں۔ کے اثرات ۲۸/۲ اللہ تعالیٰ کی خالقیت

میں ۲۲/۲ عالم طبیعات میں ۲۲/۲

تقرب:۔ کے اسباب ۵/۱، ۱۲۷/۲، ۱۳۹۔ کے موانع ۵۳/۲ نیز ر۔ ک حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل علیہ السلام

تقلید: باطل۔ کے نتائج ۱۶۶/۲ اندھی۔ کے اثرات ۱۷۰/۲ احمقوں کی ۱۷۰/۲ عقلاء کی ۱۷۰/۲ اگر اہوں کی

۱۷۰/۲ ہدایت یافتہ انسانوں کی ۱۷۰/۲ اسلاف کی ۱۷۰/۲ پسندیدہ ۱۷۰/۲ ناپسندیدہ ۱۷۰/۲

تقویٰ:۔ کے نتائج و اثرات ۳۱/۲، ۱۰۳، ۱۸۰، ۱۸۹، ۱۹۳۔ کے حصول کی اہمیت ۱۸۷/۲ کی اہمیت ۲۱/۲، ۶۳،

۱۰۳، ۱۷۹، ۱۸۹، ۱۹۳، کا حصول ۱۸۳/۲ بغیر ایمان کے ۱۰۳/۲ کی آزادی ۳/۲، ۲۱، ۱۸۳، ۱۸۷۔ کی شرائط

۶۳، ۳/۲ کے اسباب ۲/۲

۶۳، ۳۔ عدم تقویٰ کے موارد ۱۸۹/۲، ۱۹۳۔ کے موانع ۱۰۳/۲۔ عدم کی علامتیں ۱۸۰/۲۔ کی علامتیں ۱۹۵، ۳/۲، ۶۶، ۳
نیز۔ ک توفیقات، جنگ، حج، مقابلہ بہ مثل (برابر کا مقابلہ) یہود، نیکان (نیک لوگ)
تکبر۔ کے نتائج ۸۷/۲۔ سے نجات ۳۶/۲۔ کی علامتیں ۳۵/۲۔ نیز۔ ک ابلیس، استکبار، منافقین، یہود
تکبیر (کبریائی بیان کرنا)۔: الہی کی اہمیت ۱۸۵/۲۔ الہی ۱۸۵/۲۔ کے کلمات ۱۸۵/۲۔ نیز۔ ک عید فطر، عید قربان
تکلم۔ کے آداب ۱۰۳/۲

تکلیف شرعی:۔ پر عمل کے نتائج ۵۸/۲، ۱۸۱، ۱۸۷۔ پر عمل کے آداب ۱۹۵/۲۔ میں تخفیف ۱۷۸/۲۔ کی تشویق ۱۵۳/۲۔ پر عمل کی طرف رغبت ۱۸۳/۲۔ کے اجراء کی آمادگی ۵۳/۲۔ پر عمل کی آمادگی ۳۵/۲، ۳۶، ۱۵۰، ۱۸۰، ۱۸۳۔ کا سہل ہونا ۱۸۳/۲، ۱۸۵۔ کی شرائط ۱۸۳/۲۔ پر عمل ۱۷۷/۲۔ کے اٹھنے کے اسباب ۱۸۵/۲۔ کی سختی کے اسباب ۶۸/۲، ۷۱۔ پر عمل کے عوامل ۳۰/۲۔ پر عمل میں قاطعیت ۱۵۰/۲، پر قادر ہونا ۱۸۳/۲۔ پر عمل میں قصور ۱۵۰/۲۔ کا دائرہ ۷۱/۲۔ کا منبع ۷۱/۲۔ نیز۔ ک امتحان

تکوین: ر_ک تشریح // تلاش (کوشش): ر_ک پیامبر اسلام (ص)، عیسائی، یہود
تمایلات (رجحانات): ر_ک رہبران // تمثیل: ر_ک مثالیں // تہ: ر_ک عصیان // تمسخر: ر_ک استہزاء
تنوع طلبی: ر_ک انسان، بنی اسرائیل // تمسخر اڑانا: جائز
۱۵/۲ لوگوں کا ۶۷/۲ کا سبب ۶۷/۲ کی سزا ۱۵/۲

نیزر۔ ک اسلام، انبیاء ﷺ، بنی اسرائیل، دینی سماج، اللہ تعالیٰ، پیامبر اسلام ﷺ، مسلمان، منافقین، یہود
توبہ:- کئے اثرات و نتائج ۳۸/۲، ۱۶۰، ۱۶۲۔ کئے آداب ۵۸، ۳۷/۲۔ کی اہمیت ۵۳، ۳۷/۲۔ کا گناہ کئے ساتھ
تناسب ۵۳/۲ گناہ سے۔ ۵۳/۲۔ کا بے اثر ہونا ۱۶۱/۲۔ موت کئے بعد۔ ۱۶۱/۲۔ توبہ توڑنے والوں کی۔ ۱۶۰/۲۔ میں
وسیلہ ۳۷/۲۔ کی قبولیت کی دعا ۱۲۸/۲۔ کی آمادگی ۳۷/۲۔ قبولیت۔ کی شرائط ۱۶۰/۲۔ کی فرصت ۱۶۱/۲۔ کی قبولیت
۳۷/۲، ۱۲۸، ۱۶۰، ۱۶۳۔ کی کیفیت ۵۳/۲۔ کی رکاوٹیں ۱۶۰/۲۔ نیزر۔ ک حضرت آدم ﷺ، بنی اسرائیل، توفیقات،
حق، خدا تعالیٰ، گناہگار لوگ

توحید: عبادی کے اثرات و نتائج ۱۵۲/۲_ کی اہمیت ۱۳۵/۲ توحید ذاتی کی اہمیت ۲۲/۲_ عبادتی کی اہمیت ۸۳/۲،
۱۳۳، ۱۳۸،

افعالی ۵/۱، ۱۰۲/۲، ۱۳۰، ۱۶۳، ادیان میں ۸۳/۲، دین ابراہیمی ﷺ میں ۱۳۵/۲، ذاتی ۱۳۳/۲، ۱۶۵، ربوبی ۲/۲، ۱۳۹، ۱۳۰، صفاتی ۱۱۶/۲، عبادی ۶/۱، ۸۳/۲، ۱۳۳، ۱۶۳، کے بارے میں نصیحت ۱۳۳/۲، کے دلائل ۱۶۳/۲، عبادی کے دلائل ۱۶۳/۲، افعالی کے لئے زمین ہموار ہونا ۵/۱، عبادی کیلئے زمین فراہم ہونا ۵/۱، کا پھیلنا ۵/۱، افعالی کا پھیلنا ۵/۱، عبادتی کی علامتیں ۱۴۲/۲، نیزر، حضرت اسحاق ﷺ، حضرت اسماعیل ﷺ، اہل کتاب، ایمان، عقیدہ، مومنین، مسلمان، حضرت یعقوب ﷺ۔

تورات: کی پیروی کے نتائج ۱۲۱/۲، کی تلاوت کے نتائج ۱۲۱/۲، پہ عمل کے نتائج ۶۳/۲، کی تبلیغ ۵۳/۲، پہ جھوٹ باندھنا ۴۸/۲، کی تعلیم کی اہمیت ۶۳/۲، پہ عمل کی اہمیت ۶۳/۲، کی بشارتیں ۸۹/۲، ۱۰۱، ۱۲۱، ۱۳۶، میں پیامبر موعود ۱۰۱/۲، کے پیروکار ۱۲۱/۲، میں تحریف ۳۱/۲، ۴۵، ۴۹، کی تصدیق ۸۹/۲، ۹۱، ۹۴، ۱۰۱، ۱۱۳، کی تعلیمات ۳۳/۲، ۴۶، ۱۰۱، ۹۱، ۸۹، ۴۹، ۱۳۶، ۱۵۹، کی بشارتوں کو جھٹلانا ۱۰۲/۲، آسمانی کتابوں میں سے ہے ۶۳/۲، ۹۱، ۹۳، صدر اسلام میں ۸۹/۲، اور انجیل ۱۱۳/۲، اور حق کی تشخیص ۵۳/۲، اور قرآن کریم ۳۳/۲، کی تعلیمات سے جہالت ۴۸/۲، کی حقانیت ۱۰۱/۲، کی حقانیت کے دلائل ۳۱/۲، ۹۱، ۹۴، کے وحی ہونے کے دلائل ۸۹/۲، کے بعض حصے پر عمل ۸۵/۲، پر عمل ۹۳/۲، کے مزل کا فلسفہ ۵۳/۲، کی قبولیت ۹۳/۲، کے بعض حصوں پر پردہ ڈالنا ۱۴۳/۲، سے منہ موڑنے کی سزا ۶۳/۲، سے مخالفت ۱۱۳/۲، کا خزل ۱۰۱/۲، کی نعمت ۵۳/۲، کی اہمیت ۵۳/۲، ۶۳، ۹۳، ۱۱۳، کا وحی ہونا ۱۰۱/۲، ۱۴۶، کا ہدایت کرنا ۱۱۳/۲، نیزر، ک اسلام، ایمان، بنی اسرائیل، دشمنی، ذکر، علمائے اہل کتاب، قبلہ، قرآن کریم، کفر، پیامبر اسلام (ص)، عیسائی، حضرت موسیٰ ﷺ، یہود توشہ: آخرت کا بہترین ۱۱۰/۲

توطنہ (سازش): ر۔ ک اہل کتاب، توطنہ گمران (سازشی لوگ) جامعہ اسلامی (اسلامی معاشرہ)، دشمن، پیامبر اسلام (ص)، منافقین

توفیقات: تقویٰ کی توفیق ۵/۲، خدا شناسی کی توفیق ۵/۱، عبادت کی توفیق ۵/۱، ہدایت کی توفیق ۶/۱، توفیق کی دعا ۵/۱، توبہ کی توفیق کا سلب ہونا ۱۶۰/۲، توفیق کے عوامل ۱۲۸/۲

بے جا توقعات: ۵۵/۲، ۴۵، ۱۰۸، ۴۸، ۱۱۸، کے اثرات و نتائج ۱۰۸/۲، اللہ تعالیٰ سے گفتگو کے جا توقع ۱۱۸/۲، کا منبع ۱۱۸/۲، نیزر، ک مسلمان

تولید مثل: کی اہمیت ۱۸۷/۲

تہجد: کی اہمیت ۵۱/۲ نیز ک تزکیہ

تہمت: جابلانہ ۱۱۳/۲ نیز ک ادیان، خود، حضرت سلیمان ﷺ، مومنین، عیسائی، حضرت موسیٰ ﷺ، یہود

ث

ثروت: کے اثرات و نتائج ۱۸۰/۲ کا خیر ہونا ۱۸۰/۲ نیز ک ثروتمند لوگ

ثروتمند لوگ: کی ذمہ داری ۱۸۰/۲ نیز ک ثروت

ثقافت: کو بنانے والے عوامل ۷۵/۲

ج

جادو: سے استفادہ کے نتائج ۱۰۲/۲ سیکھنے کے نتائج ۱۰۲/۲ میاں بیوی کی جدائی میں کے اثرات ۱۰۲/۲ سے

غلط استفادہ کے نتائج ۱۰۲/۲ کے احکام ۱۰۲/۲ سے استفادہ ۱۰۲/۲ سے ضرر پہنچانا ۱۰۲/۲ کی اقسام ۱۰۲/۲

کی ایجاد ۱۰۲/۲ کی تاریخ ۱۰۲/۲ کی تاثیر ۱۰۲/۲ سیکھنا ۱۰۲/۲ کی تعلیم دینا ۱۰۲/۲ حضرت نوح ﷺ کے بعد

۱۰۲/۲ نقصان دہ ۱۰۲/۲ حضرت سلیمان ﷺ کے زمانے میں ۱۰۲/۲ اور کفر ۱۰۲/۲ فائدہ مند ۱۰۲/۲ مباح

۱۰۲/۲ کا نقصان ۱۰۲/۲ سے غلط استفادہ ۱۰۲/۲ کے پھیلاؤ کے اسباب ۱۰۲/۲ سکھانے کا گناہ ۱۰۲/۲ کا

گناہ ۱۰۲/۲ کی تاثیر کا منبع ۱۰۲/۲ نیز ک اختلاف ڈالنا، فساد پھیلانا، بابل، حضرت سلیمان ﷺ، شیاطین، ماروت،

ہاروت، یہود

جہلاء: ۱۱۳/۲، ۱۱۸ نیز ک حضرت موسیٰ ﷺ

جاہلیت: کی رسومات سے اجتناب ۱۸۹/۲ کی رسومات ۱۸۹/۲، ۱۹۳ کی رسومات سے معرکہ آرائی ۱۸۹/۲

نیز ک حج، حرام مہینے، مسلمان

جبر: اور اختیار ۳۵/۲

حضرت جبرائیل ؑ: کی اطاعت ۹۷/۲ کے دشمن ۹۸، ۹۷/۲ کے دشمنوں کا کفر ۹۸/۲ کے درجات ۹۸/۲ کی اہمیت و کردار ۸۷، ۹۷/۲ نیز ک انبیاء ؑ، دشمنی، پیامبر اسلام، (ص) یہود

جرائم: کے اثرات و نتائج ۶۱/۲ کی سزاؤں سے مناسبت ۸۱/۲ اسلام سے ماقبل ۱۹۲/۲ روکنے کے عوامل ۱۷۹/۲ کے اسباب ۶۱/۲ ظاہر ہونے کی کیفیت ۷۳/۲ سے نبرد آزمائی ۱۹۳/۲ میں معاونت ۸۵/۲ کے موارد ۱۳۰/۲ نیز ک بدعت، جنگ، دین سازی، رشوت، غصب، فساد (تباہی)، قتل، سزائیں، محاربہ (اسلام کے خلاف سرگرمیاں)

جزا: ر ک پاداش، کیفر، مجازات (سزائیں)

جمعہ: کی فضیلت ۳۶/۲

جنابت: غسل ۱۸۷/۲

جنگ: داخلی کے نتائج و اثرات ۸۵/۲ کے آداب ۱۹۰/۲ کے احکام ۱۹۳/۲ میں استقامت ۱۷۷/۲ میں عدم تقویٰ ۱۹۳/۲ جنگی میں بے عدالتی ۱۹۳/۲ میں تقویٰ ۱۹۳/۲ کے قوانین کی خلاف ورزی کا جرم ۱۹۳/۲ دشمنوں سے ۱۹۳/۲ غیر محارب افراد سے ۱۹۰/۲ حرام مہینوں میں کی حرمت ۱۹۳/۲ کی آمادگی ۸۶/۲ حرام مہینوں میں کی شرائط ۱۹۳/۲ کا آغاز ۱۹۰/۲ میں عدل و انصاف ۱۹۳/۲ خانہ جنگی کا گناہ ۸۵/۲ جنگی قوانین کی خلاف ورزی کی سزا ۱۹۳/۲ نیز ک حرم، دشمن، مسجد الحرام (جنگ بندی): کفار سے ۱۹۲/۲ قبول کرنا ۱۹۲/۲

جنات: ک فساد و تباہی پھیلانا ۳۰/۲ کی تاریخ ۳۰/۲ کا مجسم ہونا ۱۰۲/۲ کا مشاہدہ ۱۰۲/۲

جہاد: ترک کے نتائج ۱۹۵/۲ کے آداب ۱۹۵/۲ کے احکام ۱۹۰/۲، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳ کی قدر و قیمت اور اہمیت ۱۵۳/۲، ۱۹۰، ۱۹۳ کی آمادگی سے روکنا ۱۹۵/۲ کے احکام کی خلاف ورزی ۱۹۰/۲، ۱۹۳ کی تیاریاں ۱۹۵/۲ کفار سے کاترک کرنا ۱۹۲/۲، ۱۹۳ ابتدائی ۱۹۱/۲ دشمنان دین سے ۱۷۷/۲ کفار سے ۱۹۰/۲، ۱۹۱، ۱۹۳ قابض کفار سے ۱۹۱/۲ مشرکین مکہ سے ۱۹۱/۲ راہ خدا میں ۱۹۰/۲ دفاعی ۱۹۰/۲ کی سختیاں ۱۵۳/۲ ترک کی شرائط ۱۹۳/۲ کی شرائط ۱۹۰/۲ میں صبر ۱۷۷/۲ کا فلسفہ ۱۹۱/۲، ۱۹۳ کا دائرہ ۱۹۱/۲، ۱۹۳ کا وجوب ۱۹۰/۲ نیز

ک ابتلا (امتحان)

جہان: ر_ک آفریش // جہان بینی (نظریہ کائنات):

توحیدِ ی_۳/۲، ۲۹، ۳۰، ۱۳۳، ۱۳۹، ۱۶۳، ۱۸۴ اور آئیڈیالوجی ۱/۵، ۲/۳، ۲۱، ۲۲، ۳۴، ۳۶، ۹۳، ۸۵، ۷۷،

۱۳۱، ۱۱۰، ۹۳، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۶۳، ۱۸۱، ۱۸۶_ کی اہمیت و کردار ۲/۲۱ نیز ر_ک مومنین، منافقین_

جہالت: _کے نتائج و اثرات ۲/۲۲، ۳۰، ۶۷، ۱۰۳، ۱۱۸، ۱۱۳، ۱۶۵ قدرت الہی سے ۲/۱۶۵_ کے معیارات

۲/۱۱۳_ کے موارد ۲/۱۰۲ نیز ر_ک ارزشہا (اقدار) بنی اسرائیل، تورات، مشرکین، ملانکہ، منافقین، یہود_

جہالت کا مظاہرہ کرنا: _کی سرزنش ۲/۱۰۱ نیز ر_ک علمائے اہل کتاب

جائے سکونت: ر_ک انسان، حقوق، شیاطین، نیازہا (ضروریات)

جھوٹے لوگ: _کی سزا ۲/۱۰

جھگڑا: ر_ک عیسائی، یہود

جھوٹ: _کے اثرات و نتائج ۲/۱۰_ کے عوامل ۲/۱۰ نیز ر_ک ادعا (دعویٰ)، دروغویان (جھوٹے)، سوگند (قسم)

قرآن کریم، کسب، مال، منافقین، حضرت موسیٰ ﷺ، یہود

جہنم: آتش_ ۲/۲۳، ۳۹، ۱۲۶، ۸۱، ۸۰، ۱۶۷، ۱۷۵، ۱۷۶_ کا ایندھن ۲/۲۳_ کو جھٹلانا ۲/۶_ میں ہمیشہ رہنے والے

۲/۸۱، ۱۶۷ آتش_ کا ہمیشہ رہنا ۲/۳۹_ کی ہمیشگی ۲/۳۹، ۸۱_ میں ہمیشہ رہنا ۲/۳۹، ۱۶۷_ کے پتھر ۲/۲۳ آتش_ کا

شعلہ ۲/۲۳_ کا منحوس ہونا ۲/۱۲۶_ میں ہمیشگی کے عوامل ۲/۸۱_ کی فعلیت (بالفعل بھی موجود ہے) ۲/۲۳_ سے

بچاؤ ۲/۸۰_ کی رکاوٹیں ۲/۲۳_ کے موجبات ۲/۲۳، ۸۱، ۱۲۶، ۱۷۶_ کی خصوصیات ۲/۱۷۵_ کا ویل ہونا ۲/۷۹ نیز

ر_ک آیات الہی، اہل جہنم، دین فروش افراد، علمائی، قرآن کریم، کفار، گناہگار لوگ، مشرکین، یہود_

جہنمیان (اہل جہنم): ۲/۲۳، ۳۹، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۶۷، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۶_

ج

چاند: _کے بارے میں سوال ۲/۱۸۹_ کی خلقت کا فلسفہ ۲/۱۸۹_ کا فلسفہ ۲/۱۸۹_ کے فوائد ۲/۱۸۹

چشمہ:

پتھر کا ۶۰/۲ نیزر ک معجزہ

چلہ نشینی: کے اثرات و نتائج ۵۱/۲ نیزر ک حضرت موسیٰ (ع)

ح

حجاج: حاجیوں کے اعمال سے آگاہی ۱۵۸/۲ کا امن و امان ۱۲۵/۲ حاجیوں کا گھر میں داخل ہونا ۱۸۹/۲ جب ر ک
محبت جبل اللہ: ر ک اعتصام

حج: احکام ۱۲۵/۲، ۱۵۸، ۱۸۹۔ کئی اہمیت اور قدر و منزلت ۱۸۹/۲، ۱۲۵۔ کئی تاریخ ۱۲۴/۲ مناسک۔ کئی تعلیم
۱۲۸/۲ میں تقویٰ ۱۸۹/۲ زمانہ جاہلیت میں ۱۸۹/۲ صدر اسلام میں ۱۸۹/۲ قبل از اسلام ۱۲۴/۲۔ کئی شرائط
۱۸۹/۲ مناسک ۱۲۵/۲، ۱۵۸۔ میں نیکی ۱۸۹/۲ کا وقت ۱۸۹/۲ نیزر ک حجاج، صفا و مروہ کی سعی، عمرہ

حدود الہی:۔ یہ عمل کے اثرات و نتائج ۱۸۴/۲ سے تجاوز کے اثرات ۱۴۸/۲ کی حفاظت ۱۸۴/۲ سے تجاوز ۱۹۰/۲
کی قبولیت کی آمادگی ۵۳/۲ کے موارد ۱۸۴/۲ حرام خور لوگ: ر ک بنی اسرائیل

حرام خوری:۔ کے نتائج ۵۹/۲ کا ناپسندیدہ ہونا ۱۶۹/۲ نیزر ک بنی اسرائیل حرج: ر ک روزہ، فقہی قواعد
حرم مسجد الحرام کی اطراف:۔ کا احترام ۱۹۱/۲ کے احکام ۱۹۱/۲، ۱۹۳۔ میں جنگ ۱۹۱/۲ کی حرمت ۱۹۳/۲
میں چوری ۱۹۳/۲ میں دفاع ۱۹۱/۲ میں قتل ۱۹۱/۲، ۱۹۳۔ کا تقدس ۱۹۱/۲ نیزر ک قبلہ

حروف مقطعات: ۱/۲ کا علم ۱/۲ کا فلسفہ ۱/۲

حریص لوگ: ۹۶/۲ حریم شکنی (حرم کی حدود میں داخل ہونے سے منع کرنا): ر ک قصاص
حسد:۔ کے نتائج و اثرات ۹۰/۲، ۱۰۹۔ عقیدہ پہ ۱۰۹/۲ کا فسق ۹۹/۲ کا دائرہ ۱۰۹/۲ نیزر ک اہل کتاب، حاسد

لوگ، عیسائی، یہود

حسرت: اخروی کے عوامل ۱۶۴/۲ نیزر ک انسان، مشرکین

حاسد لوگ: ۹۰/۲

حشر: ر ک انسان، ایمان، قیامت

حق:۔ کے خلاف ستیزہ کاری کے نتائج ۱۴۶/۲۔ پر پردہ ڈالنے کے نتائج ۱۵۹/۲، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۴۵۔ کی تشخیص کا وسیلہ ۵۳/۲۔ پر پردہ ڈالنے سے اجتناب ۳۲/۲، ۳۵، ۱۳۶۔ پر پردہ ڈالنے کے مفاسد کی اصلاح ۱۶۰/۲۔ قیامت میں۔ بیان کرنے والے ۱۴۳/۲۔ پر پردہ ڈالنے والوں کی توبہ ۱۶۰/۲۔ پر پردہ ڈالنے کی حرمت ۳۲/۲۔ کے خلاف ستیزہ کار لوگ ۱۴۶/۲۔ کے خلاف ستیزہ کار لوگ جہنم میں ۱۴۶/۲۔ اور باطل ۵۳/۲۔ کو قبول نہ کرنے کی آمادگی ۱۴۰/۲۔ پر پردہ ڈالنے کی سرزنش ۳۲/۲۔ پر پردہ ڈالنے کا ظلم ۱۳۰/۲۔ پ۔ پر پردہ ڈالنے والوں کو اضروی عذاب ۱۶۲/۲۔ کو جھٹلانے کے عوامل ۱۰۹/۲۔ کے خلاف ستیزہ کاری کے عوامل ۱۰۹/۲۔ پر پردہ ڈالنے کے عوامل ۱۴۶، ۳۲/۲۔ بیان کرنے والوں کے فضائل ۱۴۳/۲۔ پر پردہ ڈالنے والے ۱۵۹/۲، ۱۴۶۔ قیامت میں۔ پر پردہ ڈالنے والے ۱۶۲، ۳۸/۲۔ کو قبول نہ کرنے کی سزا ۴/۲۔ پر پردہ ڈالنے والوں کی سزا ۱۴۵/۲۔ حق کے خلاف ستیزہ کار رہنے والوں کی گمراہی ۱۴۶/۲۔ پر پردہ ڈالنے کا گناہ ۱۴۳، ۱۶۲، ۱۵۹، ۱۳۶/۲۔ پر پردہ ڈالنے والوں کا گناہ ۱۴۳/۲۔ پر پردہ ڈالنے والوں پر لعنت ۱۵۹/۲، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲۔ کے خلاف ستیزہ کار افراد کی محرومیت ۱۴۶/۲۔ پر پردہ ڈالنے والوں کا محروم ہونا ۱۴۵/۲۔ کی تشخیص کے معیارات ۱۸۵/۲۔ پر پردہ ڈالنے کی رکاوٹیں ۱۶۳/۲۔ کو قبول نہ کرنے کی علامتیں ۱۳۴/۲۔

نیز۔ ک اہل کتاب، تورات، دشمنی، علماء، علمائے اہل کتاب، عیسائی علماء، علمائے یہود، کفار، عیسائی، منافقین، یہود

حقائق:۔ سے علم کی قدر و قیمت ۳۱/۲ ناقابل ادراک ۱۵۳/۲۔ کے بیان کرنے میں حیا ۲۶/۲۔ بیان کرنے کی روش ۲۶/۲۔ فہمی کی روش ۱۴۱/۲۔

حقوق:۔ میں نیکی کرنا ۱۴۸/۲ استفادے کا حق ۲۲/۲، ۲۹، ۱۶۸ قابل بخشش حق ۱۴۸/۲ حق قصاص ۱۴۸/۲ رہائش کا حق ۸۳/۲ وطن کا حق ۸۳/۲ حقوق کا نظام ۱۴۸/۲ اسلامی حقوق کی خصوصیات ۱۴۸/۲۔ حکمت:۔ کے نتائج و اثرات ۴۳/۲۔ سیکھنے کی قدر و قیمت ۱۵۱/۲۔ کا مقام و منزلت ۴۳/۲۔ کی تعلیم کی اہمیت ۱۲۹/۲۔ کی تعلیم دینا ۱۲۹/۲، ۱۵۱۔

حکومت: دینی۔ سے دشمنی کی حرمت ۱۰۲/۲۔

حیرت:۔ سے نجات ۴۰/۲۔ نیز۔ ک بنی اسرائیل

حماقت :- کئے اثرات و نتائج ۱۳۲/۲ - کمی علمائیں ۱۳۰/۲، ۱۳۲، نیزر - ک سفیان (احمق لوگ)، علمائے یہود، مؤمنین، منافقین

سفیان (احمق لوگ): ۱۳۰/۲ نیزر - ک قبلہ

سلوی :- ک بنی اسرائیل

حسن سلوک :- ک کفار، مردم (عوام)، والدین

حمد :- الہی کے آداب ۳۰/۲ - باری تعالیٰ ۶، ۲/۱، ۳۰/۲، ۱۲۴، ۱۲۹، ۱۸۵ - باری تعالیٰ کے دلائل ۳، ۳، ۲/۱ - باری تعالیٰ کے لئے آمادگی ۵/۱ نیزر - ک دعا

حضرت حوا ؑ :- کمی نافرمانی کے نتائج ۳۸/۲ - کا بہشت سے نکالا جانا ۳۶/۲، ۳۸، بہشت میں - کمی تکلیف شرعی ۳۵/۲ - اور شجر ممنوعہ ۳۵/۲، ۳۶ - کمی خلقت ۳۵/۲ - کا بہشت میں سکونت اختیار کرنا ۳۵/۲، ۳۶ - کمی نافرمانی ۳۶/۲، ۳۸ - کمی نافرمانی کے عوامل ۳۶/۲ - کے ہبوط کے عوامل ۳۶/۲ - کا واقعہ ۳۵/۲، ۳۶، ۳۸ - کمی لغزش ۳۶/۲ - کے ہبوط کی جگہ ۳۶/۲ - کا ہبوط ۳۶/۲، ۳۸ - کو تنبیہ ۳۵/۲ نیزر - ک حضرت آدم ؑ

حواس :- ک انسان

خ

خاشعین: ۳۶/۲ - کا ایمان ۳۵/۲، ۳۶ - کی خصوصیات ۳۵/۲، ۳۶

خاندان: خاندانی اختلاف ۱۰۲/۲ - خاندانی اختلاف کے اسباب ۱۰۲/۲ - خاندانوں میں اختلاف ڈالنے کا گناہ ۱۰۲/۲ - خانہ خدا (کعبہ): کے قبلہ بننے کے اثرات و نتائج ۱۳۲/۲ - میں امن و امان ۱۲۵/۲ - کے بانی ۱۲۴/۲ - کی بنیاد ۱۲۴/۲، ۱۲۸، ۱۲۹ - کی تاریخ ۱۲۵/۲، ۱۲۴ - کی تطہیر ۱۲۵/۲ - کے خدمت گزار افراد ۱۲۵/۲ - کی زیارت ۱۲۵/۲ - کا طواف ۱۲۵/۲ - کی عظمت ۱۲۵/۲ - کے فضائل ۱۲۴/۲ - کا قبلہ ہونا ۱۳۵/۲ - کا قبلہ بننا ۱۳۲/۲، ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۳۴ - کا تقدس ۱۲۵/۲ - کا قدیمی ہونا ۱۲۵/۲، ۱۲۴ - میں مشرکین کے داخلے پر پابندی ۱۲۵/۲ - کی نعمت ۱۲۵/۲ - کی اہمیت و کردار ۱۲۵/۲ - کمی خصوصیات ۱۲۵/۲ نیزر - ک حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسماعیل ؑ، اعتکاف، ذکر، عبادت،

نماز // خباثت: - سے استفادہ ۱۶۸/۲، ۱۶۹، ۱۷۲

خبر: نقل - میں آگاہی ۱۳۳/۲ - نقل کی شرائط ۱۳۳/۲

خدا تعالیٰ: کی امداد کے اثرات و نتائج ۵/۶، ۱۔ کے نتائج کی معرفت کے نتائج ۵/۱، ۱۳۴/۲۔ کی رحمانیت کے اثرات و نتائج ۱۶۳/۲۔ کی رحمت کے اثرات ۱/۱، ۳، ۶۳/۲، ۱۵۴۔ کی رحیمیت کے اثرات ۱۶۳/۲۔ کے علم کے اثرات و نتائج ۱۵۸/۲۔ کے فضل کے اثرات ۶۳/۲۔ کی قدرت کے اثرات و نتائج ۱۰۶/۲۔ کے فیصلے کے اثرات ۱۱۳/۲۔ کے لطف و کرم کے اثرات ۱۵۴/۲، ۱۴۳۔ کی لعنت کے اثرات و نتائج ۸۸/۲، ۱۶۰۔ کی توصیف و ثنا کے آداب ۱۱۶/۲۔ کی بخشش ۳۴/۲، ۵۸، ۵۲، ۶۳، ۱۵۵، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۸۲۔ کا ابداع (بغیر نمونے کے خلق) کرنا ۱۱۴/۲۔ کا اتمام حجت کرنا ۱۱۹/۲۔ اوامر کی مخالفت سے اجتناب ۱۵۰/۲۔ کا احاطہ ۱۹/۲۔ کا علمی احاطہ ۲۹/۲، ۱۱۵۔ کے مختصات ۲/۱، ۳، ۳، ۵، ۲۱/۲، ۲۳، ۳۰، ۳۱، ۵۲، ۵۴، ۵۸، ۶۱، ۷۰، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۲۴، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵۔ کا اختیار ۲/۱، ۲/۲، ۱۳۲۔ کے اختیارات ۲/۲، ۲۶/۲، ۱۰۶۔ کا اذن ۲/۲، ۹۷، ۱۰۲۔ کا ارادہ ۲/۲، ۲۶، ۱۱۴۔ کے اجر کی اہمیت ۲/۲، ۱۰۳۔ کے مشاہدہ کا محال ہونا ۲/۲، ۵۵۔ کو سبک تصور کرنا ۱/۱، ۷۔ کے اوامر کو سبک شمار کرنا ۱/۱۔ کے نواہی کو سبک تصور کرنا ۱/۱۔ کا تمسخر اڑانا ۲/۲، ۱۵، ۱۴۔ کا اسم اعظم ۱/۱، ۱/۲۔ کی طرف کسی حکم کی نسبت دینا ۲/۲، ۸۰۔ کو نقصان پہنچانا ۲/۲، ۵۴۔ کو گمراہ کرنا ۲/۲، ۲۶۔ کے اوامر سے منہ پھیرنا ۲/۲، ۱۶۶۔ کے افعال ۲/۱، ۱۰، ۱۲، ۲۲، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۶، ۳۲، ۳۸، ۳۱، ۵۰، ۶۱، ۷۳، ۱۰۶، ۱۱۰، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۲۲، ۱۳۸، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۴۶، ۱۸۶، ۱۸۷۔ کی آزمائشیں ۲/۲، ۳۹، ۱۲۳، ۱۵۵۔ کا احسان ۲/۲، ۵۲۔ کی امداد ۱/۱، ۵/۲، ۵۰/۲، ۸۷، ۱۵۳۔ کی رحمت سے فائدہ اٹھانا ۱/۱، ۳/۱ اوامر الہی ۲/۲، ۳۳، ۳۳، ۳۵، ۳۶، ۳۰، ۳۱، ۴۷، ۵۸، ۶۰، ۶۳، ۶۷، ۷۳، ۹۷، ۹۳، ۱۰۳، ۱۰۹، ۱۱۴، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۸۶، ۱۹۲، ۱۹۳۔ کے منزہ ہونے کی اہمیت ۲/۲، ۱۱۶۔ اسم الہی کی اہمیت ۱/۱، ۱۰۶، ۵۱/۲، ۱۰۶۔ کی بشارتیں ۲/۲، ۳۸، ۵۸، ۱۰۹، ۱۱۳، ۱۳۷، ۱۳۳، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷۔ کی بصیرت ۲/۲، ۱۱۰۔ کا بے مثال ہونا ۲/۲، ۱۶۵۔ کی بے نیازی ۲/۲، ۱۱۰، ۱۱۴۔ کی اضروی جزائیں ۱/۱، ۳/۱ الہی جزائیں ۲/۲، ۶۲، ۱۰۳، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۳۳، ۱۳۱، ۱۵۸۔ کی صفات کے بارے میں سوال ۲/۲، ۱۸۶۔ کے تقرب کے بارے میں سوال ۲/۲، ۱۸۶۔ کی رحمت کا حصول ۲/۲، ۱۵۷۔ کے لطف و کرم کا حصول ۲/۲، ۱۵۷۔ افعال الہی کا مستحق ہونا (وجود میں آنا) ۲/۲، ۷۳۔ وعدہ الہی کا مستحق ہونا ۲/۲، ۱۱۰۔ کی تدبیر ۲/۲، ۵۰۔ کی تقدیریں ۲/۲، ۱۱۴۔ کی قدوسی ۲/۲، ۳۰۔ کی ربوبیت کو جھٹلانا ۲/۲، ۶۔ کا کلام کرنا ۲/۲، ۵۵۔ قیامت میں۔ کا کلام کرنا ۲/۲، ۱۴۳۔ کا منزہ ہونا ۲/۲، ۳۲، ۱۱۶، ۱۳۹۔ کے حضور توبہ ۲/۲، ۳۷، ۱۶۰۔

کا توبہ قبول کرنا ۱۶۳/۲ کی طرف توجہ ۱۱۵/۲ کی نصیحتیں ۳/۲، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۵، ۳۷، ۵۷، ۶۰، ۱۰۹، ۱۲۵،
 ۱۵۳، ۱۶۸، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۹ توفیقات الہی ۱۲۸/۲ کی دھمکیاں ۴۲/۲، ۴۳، ۱۲۰، ۱۳۰، ۱۳۳ کی اضروی حاکمیت
 ۳/۱ کی حاکمیت ۳/۱، ۲۲/۲، ۳۹، ۵۰، ۶۱، ۶۵، ۱۰۷، ۱۱۶، ۱۶۳ کی حجتیں ۳۱/۲، ۳۳، ۱۳۳ کا حساب کتاب
 کرنا ۱۳۱/۲، ۳/۱ کا حسن ۱/۱ کا دائمی طور پر حاضر ہونا ۱۱۵/۲ کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا ۱۱۵/۲ کی حکمت ۳۲/۲
 ۱۳۹، کی حمایتیں ۱۹۳/۲ کی خالقیت ۲/۱، ۲۱/۲، ۲۹، ۳۰، ۵۳، ۱۱۷، ۱۶۳ اور اجر کا ضائع ہونا ۱۳۳/۲ اور
 جہالت ۳۲/۲، ۷۶، ۷۷ اور حیا ۲۶/۲ اور نقصان ۵۳/۲ اور شریک ۱۳۹/۲، ۱۳۲ اور غفلت ۱۳۰/۲، ۱۳۳،
 ۱۳۹ اور اولاد ۸۷/۲، ۱۱۶، ۱۱۷ کے دیکھنے کی دعا اور خواہش ۵۵/۲ کی دشمنی ۹۸/۲ کی دعوتیں ۵۱/۲ کے منزہ
 ہونے کے دلائل ۱۱۶/۲، ۱۱۷ کے حاضر ہونے کے دلائل ۱۱۵/۲ کی معرفت کے دلائل ۲۸/۲، ۱۶۳ کی رحمانیت
 کے دلائل ۱۶۳/۲ کی رحیمیت کے دلائل ۱۶۳/۲ کی رزاقیت ۵۷/۲، ۶۰، ۱۷۲ کا رؤوف ہونا ۱۳۳/۲ کی ربوبیت
 ۲/۱، ۳، ۵، ۲۱/۲، ۳۹، ۶۱، ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۳۱، ۱۳۹ کی رحمانیت ۱/۳، ۱، ۲، ۵، ۱۶۳ کی اضروی رحمت
 ۱۶۲/۲ کی خاص رحمت ۱۰۵/۲، ۱۵۷ کی رحمت ۳۷/۲، ۱۰۵، ۱۵۲، ۱۵۹، ۱۸۷ کی عمومی رحمت ۱/۱، ۳، ۱۱ کی
 رحیمیت ۱/۱، ۳، ۵، ۱۶۳ کے مقدرات پہ راضی رہنا ۶۱/۲ کی بزرگی ۱/۱ کا رزق و روزی ۶۰/۲ کی معرفت
 کی روشیں ۲۲/۲ کی بخشش کے لئے زمین فراہم ہونا ۱۷۵/۲ کی نصرت و امداد کے لئے آمادگی ۱۹۳/۲، ۱۹۵ کے
 جھٹلانے کی آمادگی ۱۵۲/۲ کی رحمانیت کے ادراک کی آمادگی ۱۶۳/۲ کی رحیمیت کے ادراک کی آمادگی ۱۶۳/۲ عنایت
 الہی کو جذب کرنے کی آمادگی ۱۵۲/۲ کی سزاؤں کا اصلاحی پہلو ۵۳/۲ کی سرزنشیں ۷۷/۲، ۸۵، ۱۰۰، ۱۰۸ کی
 موجودگی کی وسعت ۱۱۵/۲ کی سلطنت ۱/۱، ۱/۲ کی سنیں ۱۵/۲، ۱۲۶، ۱۵۵ کی آزمائشوں کا آساں ہونا
 ۱۵۵/۲ کسی امر کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دینے کی شرائط ۸۰/۲، ۱۶۹ کی طرف سے ملنے والے اجر کی شرائط ۱۰۳/۲
 رحمت کے فزول کی شرائط ۱۰۵/۲ کے وفائے عہد کی شرائط ۳۰/۲ کا شکر گزار ہونا ۱۵۸/۲ کی سماعت ۱۲۷/۲،
 ۱۳۷ کا درود و صلوات ۱۵۷/۲ کا عدل ۱۳۳/۲، ۱۳۱ کے اضروی عذاب ۱۶۵/۲ کے عذاب ۱۰/۲، ۳۱، ۵۹،
 ۷۹، ۸۱، ۱۶۲، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۹۳ کی عزت ۲۸/۲ کی عنایات ۳/۲، ۵، ۲۲، ۲۹، ۳۲، ۳۰، ۵۳، ۵۷،
 ۶۳، ۸۷، ۹۰، ۹۳، ۹۹، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۵۳، ۱۷۲ کے فضل کا عظیم ہونا ۱۰۵/۲ کی عفو و بخشش ۵۲/۲، ۱۸۷

کا علم ۳۲/۲_ ۴۳، ۸۵، ۹۵، ۱۱۰، ۱۲۲، ۱۳۲، ۱۳۰، ۱۵۸، ۱۸۱_ معدوم کے بارے میں_ کا علم ۳۰/۲_ کا ذاتی علم
 ۳۲/۲_ کا علم غیب ۸/۲، ۹، ۳۳، ۴۲، ۴۴، ۱۳۳، ۱۸۴_ کے مقدرات کے وجود میں آنے کے اسباب ۱۸۴/۲_ کی
 حمایت حاصل کرنے کے عوامل ۱۵۳/۲_ سے دوری کے اسباب ۵۳/۲، ۱۳۹،_ کے غضب سے نجات کے اسباب
 ۶۲/۲_ کی نصرت کے عوامل ۵۰/۲_ کا عہد ۲۴/۲، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۵، ۶۳، ۹۳، ۱۲۳، ۱۲۵_ کا غضب ۶۱/۲، ۹۰_
 کا فضل ۹۰/۲_ کے اوامر کا فلسفہ ۳۳/۲، ۱۳۱_ کے اوامر کا فہم ۹۳/۲_ کی مشیت میں قانون ہونا ۱۰۵/۲_ کے اوامر
 کو قبول کرنا ۱۳۱/۲، ۱۳۲_ کے عہد کو قبول کرنا ۶۳/۲_ کی اضروی قدرت ۱۶۵/۲_ کی قدرت ۵/۱، ۲۰/۲، ۲۳، ۴۲،
 ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۱۴، ۱۳۲، ۱۳۸، ۱۶۵، ۱۸۶_ کا قرب ۱۸۶/۲_ آخرت میں_ کا فیصلہ ۱۱۳/۲_ کی قضاوت ۱۱۳/۲_ کو
 دیکھنے کی خواہش کی سزا ۵۵/۲_ کی اضروی سزائیں ۳/۱_ کی سزائیں ۴/۲، ۱۵، ۵۵، ۴۳، ۹۵، ۱۲۰، ۱۳۹_ کے افعال
 کی کیفیت ۲۶/۲_ کا لطف ۱۵۴/۲_ کی ابدی لعنت ۱۶۲/۲_ کی اضروی لعنت ۱۶۱/۲_ کی لعنت ۸۸/۲، ۸۹، ۱۶۰،
 ۱۶۱_ کی دنیاوی لعنت ۱۶۱/۲_ کی اضروی مالکیت ۵/۳، ۱_ کی مالکیت ۲/۱، ۳، ۱۰۴/۲، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۳۲، ۱۵۶_
 کی بزرگی ۱/۱_ کے علم کا دائرہ ۲۹/۲، ۳۰، ۳۳_ کی قدرت کا دائرہ ۲۰/۲، ۲۹_ کی امداد و نصرت سے محروم ہونا ۱۴/۲_
 کے حضور ۵/۱_ کی ہدایت سے مخالفت ۱۲۰/۲_ کے فضل کے درجات ۱۰۵/۲_ کی مشیت ۲۶/۲، ۶۶، ۷۰، ۹۰،
 ۱۰۵_ کی بخشش کے مظاہر ۱۴۳/۲، ۱۹۲_ کی حکمت کے مظاہر ۱۲۹/۲_ کی حمایت کے مظاہر ۱۵۳/۲_ کے مظاہر
 ۱۱۵/۲_ کی ربوبیت کے مظاہر ۳/۱، ۵/۲، ۲۲، ۱۰۵، ۱۱۲، ۱۲۶، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۵۴_ کی رحمت کے مظاہر
 ۱/۱، ۳، ۳۴/۲، ۱۲۸، ۱۶۰، ۱۶۳، ۱۷۳، ۱۷۸، ۱۹۲_ کی رحیمیت کے مظاہر ۱/۱_ کی عزت کے مظاہر ۱۲۹/۲_
 کے فضل کے مظاہر ۱۰۶/۲_ کی قدرت کے مظاہر ۱۳۸/۲_ کی لعنت کے مظاہر ۱۶۲/۲_ کا ساتھ ہونا ۱۵۳/۲_ کے
 مقدرات ۳۰/۲، ۹۳_ کا مکرم ۹/۲_ کی رحمت کے موانع ۱۶۱/۲، ۱۷۸_ کی رحمت کے موجبات ۱/۱، ۲/۱۶۰_ کے
 غضب کے موجبات ۶۱/۲_ کی مہربانی ۱/۱، ۳، ۵، ۱۳۳/۲، ۱۸۵_ کا اسم ۱/۱_ کی لعنت سے نجات ۲/۱۶۰_ کا
 نجات عطا کرنا ۵۰/۲_ کی قدرت کی علامتیں ۲۹/۲، ۴۳_ کے قرب کی علامتیں ۱۸۶/۲_ کی نصرت ۲/۱۰۴، ۱۲۰_ کی
 نظارت ۲/۹۶، ۱۳۳_ کی نعمتیں ۱/۴، ۲/۳۰، ۳۴، ۳۹، ۵۳، ۵۶، ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲_

کا نقش ۳۱/۲ _ کے نواہی ۳۵/۲، ۳۱، ۶۰، ۱۰۳، ۱۲۰ _ کے فیض کا ذریعہ ۳۳/۲ _ کی وحدانیت ۲۲/۲، ۱۶۳ _ کی قدرت کی وسعت ۱۰۶/۲ _ کے عہد سے وفا کرنا ۸۰/۲، ۸۵، ۹۳ _ کی ولایت و سرپرستی ۱۰۴/۲ _ کی قدرت کی خصوصیات ۱۰۶/۲ _ کی ہدایت کی خصوصیات ۳۹/۲، ۱۲۰ _ کی تشریحی ہدایت ۳۵/۲ _ کی خاص ہدایت ۴/۱ _ کی ہدایت ۶/۱، ۲۶/۲، ۳۸، ۱۲۰، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۸۵ _ کی تنبیہات ۳۵/۲، ۳۶، ۱۰۹، ۱۳۵ _ نیز ک آفرینش (کائنات)، احتجاج (بحث و مجادلہ)، استغاذہ، استمداد (مدد طلب کرنا)، اطاعت، افترا (جھوٹ باندھنا)، امید رکھنا، اقرار، انبیاء ﷺ، انسان، اہل کتاب، ایمان، بنی اسرائیل، تحریف، قرس (خوف)، تسبیح، تسلیم، تفکر، توقعات، جہالت، حدود الہی، خشیت (خوف خدا)، دشمن، ذکر، روابط، شکر، ظالمین، عبادت، عصیان (نافرمانی)، عقیدہ، علائق (رجحانات)، عمل، عہد و پیمان، غفلت، کفار، کفر، گناہگار افراد، مومنین، پیامبر اسلام (ص)، عیسائی، مشرکین، مفتریان خداوند (اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے)، مکر ملائکہ، موجودات، حضرت موسیٰ ﷺ، نیازہا (ضروریات)، یاس، (مایوسی) یہود _

خدعہ: ر _ ک مکر

خرافات: _ سے نبرد آزمائی ۱۸۹/۲

خرد: ر _ ک عقل

خرید و فروخت: نقصان وہ ۱۰۲/۲ نیزر ک قیامت

خسارہ: کے عوامل ۱۶/۲، ۲۴، ۶۳، ۱۲۱ نیزر ک آخرت فروشی، ابتلا (آزمائش)، امتحان، بنی اسرائیل، خدا تعالیٰ، جادو، دنیا طلبی، زیاں کار لوگ، شرک، صلہ رحم، علوم غریبہ، فاسقین، کفار، گمراہی، گناہ، منافقین، ہمسر (شوہر، زوجہ) (یہود)

خشوع و خضوع: کی اہمیت ۵۸/۲ کی آمادگی ۳۶/۲

خشیت: کے اثرات و نتائج ۴۳/۲ الہی ۴۳/۲ نیزر ک طبیعت (فطرت)، قلب

خطا: قبل از اسلام کی خطائیں ۱۹۲/۲ کے موانع ۴۴/۲

خوف: خدا کے نتائج ۳۰/۲، ۱۵۰ عذاب سے کے نتائج ۵/۱، ۹۵/۲ خدا کی اہمیت ۱۵۰/۲ خدا ۳۰/۲، ۳۱

دشمنوں سے ۱۵۰/۲ عذاب اضروی سے ۵/۱، ۹۵/۲ غیر خدا سے ۳۰/۲، ۳۱ فقر سے ۱۴۴/۲ پسندیدہ ۲/۲

۱۵۰، ۳۱ ممنوع ۳۱/۲ ناپسندیدہ ۱۵۰/۲ کے عوامل ۶۲/۲ کے موانع ۶۲/۲، ۱۱۲ خدا کی علامتیں ۱۲۲/۲،

۱۹۵ نیزر ک ابتلا (امتحان) مومنین، محسنین، (نیک لوگ) یہود

خود: کو تہمت سے بری قرار دینا ۶۴/۲ سے خیانت ۱۸۴/۲ سے مکرو فریب کی سرزنش ۱۰۱/۲ پہ ظلم ۵۳/۲، ۵۴،

۹۲ کی تباہی کے اسباب ۱۲۱/۲ سے مکرو فریب ۹/۲

خود سازی: ر ک تزکیہ

خود فروشی: ر ک یہود

خود فریبی: کے اثرات و نتائج ۱۳۰/۲

خود کشی: کا حرام ہونا ۱۹۵/۲ نیزر ک بنی اسرائیل

خوک (خنزیر): کے گوشت کا حرام ہونا ۱۴۳/۲ کے خبائث ۱۴۳/۲ کا کھانا ۱۴۳/۲ کے گوشت کی حرمت کا فلسفہ

۱۴۳/۲

خون: کے کھانے پینے کی حرمت ۱۴۳/۲ کا خبائث میں سے ہونا ۱۴۳/۲ کا پینا ۱۴۳/۲ کی حرمت کا فلسفہ ۱۴۳/۲

خیر و نیکی:۔ کی آمادگی ۱۰۶/۲۔ میں سبقت ۱۳۸/۲۔ کا سرچشمہ ۱۰۵/۲۔ کے موارد ۱۸۰/۲، ۱۸۳
خیر خواہی:۔ ر۔ ک حضرت موسیٰ ﷺ

دار الاسلام: ر۔ ک سرزین ہا (سرزینیں)

دریا: کشتی کی۔ میں حرکت ۱۶۳/۲ دریائے نیل ۵۰/۲۔ کے پانی کا شگافتہ ہونا ۵۰/۲ نیز۔ ک بنی اسرائیل

دزدی (چوری): ر۔ ک حرم

درماندہ راہ:۔ کی ضروریات کو پورا کرنا ۱۷۷/۲

درخت: درختوں کا پھل دینا ۲۲/۲ درختوں کے پھل دینے کا منبع ۲۲/۲ درختوں کا پھل ۲۲/۲ نیز۔ ک بہشت، کافور

دشمن: دشمنوں کی سازشوں سے آگاہی ۱۳۷/۲ دشمنوں سے انتقام ۱۹۰/۲ دشمنوں کے پراپیگنڈے کا جواب ۱۳۵/۲

دشمنوں کا پراپیگنڈا ۱۵۰/۲۔ کی سازش سے چشم پوشی ۱۰۹/۲ جنگ میں۔ کے حقوق ۱۹۰/۲ اللہ تعالیٰ کے۔ ۹۸/۲

دشمنوں کے شر کو دور کرنا ۱۳۷/۲۔ سے معاملے یا تعلق کی روش ۱۰۹/۲۔ سے فرم برتاؤ کی آمادگی ۱۱۰/۲ دشمنوں کا سوء

استفادہ کرنا ۱۰۳/۲۔ کی معافی ۱۰۹/۲ دشمنان خدا کا کفر ۹۸/۲ دشمنوں سے نبرد آزمائی ۱۰۹/۲، ۱۱۰، دشمنوں سے

روابط کے مراحل ۱۰۹/۲۔ کے پراپیگنڈے سے ممانعت ۱۵۰/۲

نیز۔ ک اطاعت، قمر (خوف)، جنگ، جہاد، دشمن شناسی، دشمنی، صبر // دشمن شناسی:۔ کے معیارات ۱۶۹/۲

// دینی معاشرہ:۔ کو پہنچنے والے نقصان کی شناخت ۸۶/۲۔ کا تمسخر اڑانا ۱۳/۲۔ کا امتحان ۱۵۵/۲۔ کی تباہی کے

عوامل ۱۲/۲۔ کے تمسخر اڑانے کی سزا ۱۵/۲ نیز۔ ک منافقین // دادا: ۱۳۳/۲

دربدر کرنا:۔ سے اجتناب ۸۳/۲، ۸۵۔ کرنے کا انجام و سزا ۸۵/۲ نیز۔ ک بنی اسرائیل تبعید گران (دربدر کرنے والے)

دین دار افراد، مومنین، یہود

دربدر کرنے والے لوگ:۔ کی امداد کرنے سے اجتناب ۸۵/۲۔ کی امداد ۸۵/۲۔

دعا:۔ کے نتائج و اثرات ۱۲۸/۲، ۱۶۱، ۱۸۶۔ کے آداب ۶/۱، ۱۲۶/۲، ۱۲۷، ۱۲۹۔ کی قبولیت ۱۸۶/۲

۔ میں خلوص ۱۸۶/۲ قبولیت۔ کی خواہش ۱۲۷/۲، ۱۸۶۔ کی اہمیت ۶/۱، ۱۸۶/۲۔ میں حمد و ثنا ۱۲۹/۲ پانی کی کسی

کی۔

۶۰/۲ ہدایت کے لئے ۶/۱ کی قبولیت کی آمادگی ۱۲۹/۲ قبولیت کی شرائط ۱۸۶/۲ قبولیت دعا کا منبع ۱۲۴/۲ کا وقت ۱۸۶/۲ نیز ک حضرت ابراہیم ؑ ، حضرت اسماعیل ؑ ، ایمان ، بنی اسرائیل ، فرزند (اولاد) ، ماہ رمضان ، حضرت موسیٰ ؑ

دفاع: ترک کرنے کے نتائج ۱۹۵/۲ کے آداب ۱۹۵/۲ کے احکام ۱۹۱/۲ حرام مہینوں میں ۱۹۳/۲ کا دائرہ ۱۹۳/۲ نیز ک جہاد، حرم

دعویٰ کرنا: بغیر دلیل کے ۹۳/۲، ۱۱۱، جھوٹا ۱۱۸/۲ اضروی سعادت کا ۹۵/۲، ۹۹ ظالمانہ ۹۵/۲ کی اہمیت کے معیارات ۱۱/۲ کی قبولیت کے معیارات ۹۳/۲

دنیا: کا بے قیمت ہونا ۹۳/۲ اور آخرت ۹۳/۲ نیز ک آرزو، دنیا طلب افراد، دنیا طلبی

دنیا طلب افراد: ۸۶/۲، ۹۶ کو عذاب ۸۶/۲ کی سزا ۸۶/۲

دنیا طلبی: کے نتائج ۳۱/۲، ۴۹، ۸۶، ۱۰۳، ۱۴۳، ۱۴۶ کا خطرہ ۱۴۳/۲ کا نقصان ۱۰۲/۲ کی سرزنش ۹۶/۲ کے عوامل ۱۰۳/۲ کافسق ۹۹/۲ نیز ک بدعت گزاران (اہل بدعت)، دین، علمائی، علمائے یہود، عہد شکن لوگ، عیسائی، یہود و مستداران خدا (اللہ تعالیٰ کے چاہنے والے): ۱۶۵/۲

دشمنی: حضرت جبرائیل ؑ سے کے اثرات و نتائج ۹۸/۲ تورات سے ۹۴/۲ مشرک رہبروں سے ۱۶۴/۲ کفار سے ۹۸/۲ ملائکہ سے ۹۹/۲ ہادیوں سے ۹۴/۲ حق سے ۱۴۶/۲ کے عوامل ۱۴۶/۲ اضروی کے عوامل ۱۶۶/۲ حضرت جبرائیل ؑ سے کافلسفہ ۹۴/۲ حضرت جبرائیل ؑ سے کانا پسندیدہ ہونا ۹۴/۲ کی علامتیں ۱۳۴/۲ نیز ک حضرت آدم ؑ ، انسان، اہل کتاب، حکومت، خدا تعالیٰ، دشمن، دشمن شناسی، شیاطین، شیطان، ظالمین، علمائے یہود، عیسائی، مشرکین، یہود

دوستی: مشرک رہبروں کے ساتھ کے نتائج ۱۶۴/۲ باطل کی کے نتائج ۱۶۶/۲ مشرک رہبروں کے ساتھ ۱۶۹/۲ ناپسندیدہ ۱۶۴/۲ اور اطاعت ۲/۲ دین: دینی تعلیمات کے نتائج و اثرات ۱۲۱/۲ کی تعلیم دینے کے نتائج ۱۲۹/۲ کے بعض حصے پر عمل کے نتائج ۸۵/۲، ۸۶ پر پردہ ڈالنے کے نتائج ۱۶۱/۲، ۱۶۲ کو پہنچنے والے نقصان کی شناخت ۳۱/۲، ۴۹، ۱۰۹، ۱۱۱، ۱۲۰، ۱۴۰ میں شک سے اجتناب ۱۳۴/۲ پر پردہ ڈالنے سے اجتناب ۱۳۶/۲ سیکھنے کی قدر

و قیمت ۱۵۱/۲ سیکھانے کی اہمیت ۱۲۹/۲ ارکان ۳/۲، ۳، ۱۴۴، ۱۶۶

کے حقائق کا اظہار ۱۶۰/۲ سے منہ موڑنا ۴/۲، ۴۳، ۱۸۷۔ کے اہداف ۱۷۷/۲ کی حفاظت کی اہمیت ۱۲۰/۲ کی پیروی کرنے کی اہمیت ۱۷۰/۲ شناسی کی اہمیت ۱۷۱/۲ سے شبہات دور کرنے کی اہمیت ۷۸/۲ قبول کرنے کی اہمیت ۱۳۷/۲ کی حفاظت ۷۸/۲، ۱۳۵۔ کی اتباع کرنا ۱۷۰/۲ کی تبلیغ ۱۳۳/۲، ۱۵۹، ۱۷۳۔ میں تبعیض ۸۵/۲۔ کے بارے میں لوگوں کے تخیلات ۷۹/۲ کی تعلیمات ۸۳/۲ کی تعلیم دینا ۱۲۹/۲، ۱۵۱۔ کا مقام ۷۴/۲۔ کی حاکمیت ۱۹۳/۲ کی حقانیت کے دلائل ۱۵۹/۲ کو چھپانے والوں کی دنیا طلبی ۱۷۳/۲ چنا ہوا ۱۳۲/۲۔ حق ۱۳۵/۲۔ حنیف ۱۳۵/۲ عالمانہ ۱۳۵/۲ اور تقاضے ۱۷۳/۲۔ چھپانے کی سرزنش ۱۳۶/۲۔ کے بارے میں ساز باز کا ظلم ۱۳۵/۲۔ کو چھپانے کا ظلم ۱۳۰/۲۔ کو چھپانے والوں کا اخروی عذاب ۱۶۲/۲۔ کو چھپانے والوں کا عذاب ۱۷۳/۲۔ کے بعض حصے پر عمل ۸۵/۲، ۸۶۔ پر عمل ۵/۲۔ سے منہ موڑنے کے عوادل ۱۷۰/۲۔ یہ قائم رہنے کے عوادل ۱۷۲/۲۔ پر پردہ ڈالنے کے عوادل ۳۲/۲، ۱۶۳، ۱۷۳۔ کے پھیلاؤ کے عوادل ۱۹۳/۲ فلسفہ ۲۱/۲، ۳۵، ۵۳، ۶۳، ۱۳۸، ۱۳۲، ۱۷۷۔ فہم ۱۱۸/۲۔ قبول کرنا ۱۳۲/۲، ۱۳۳، ۱۷۱۔ برگزیدہ دین قبول کرنا ۱۳۲/۲۔ پر پردہ ڈالنا ۳۲/۲، ۱۳۰، ۱۶۱۔ کی نافرمانی کی سزا ۱۱۹/۲۔ چھپانے کی سزا ۱۷۳/۲ کی مخالفت کی سزا ۱۳۹/۲۔ کو جھٹلانے والوں کی سزا ۲۳/۲۔ کا پھیلاؤ ۱۹۳/۲۔ چھپانے کا گناہ ۱۷۳/۲ کی حاکمیت میں روڑے اٹکانا ۱۹۳/۲۔ فروعات میں مجادلہ ۱۳۸/۲۔ فہم سے محروم لوگ ۲۰/۲، ۱۷۱۔ کو چھپانے والوں کی اخروی محرومیت ۱۶۲/۲، ۱۷۳۔ حقائق کی تشخیص کے معیارات ۱۱۱/۲۔ کی حقانیت کے معیارات ۱۳۵/۲، ۱۳۷۔ مقبول کے معیارات ۱۲۰/۲ کی حاکمیت میں روڑے ۱۹۳/۲۔ کی تشریح کا منبع ۱۲۸/۲۔ کا سرچشمہ ۱۳۸/۲، ۱۳۷۔ کی اتباع میں رکاوٹیں ۱۷۰/۲۔ میں شک کے موانع ۱۳۷/۲ کی فہم میں رکاوٹیں ۷/۲۔ کا نزول ۱۳۶/۲ کی حقانیت کی علامتیں ۱۳۵/۲ کی تعلیمات کو پھیلانا ۳/۲۔ کا نظام تعلیمات ۱۰۶/۲، ۱۰۷، ۱۳۳، ۱۷۸۔ میں جبر و اکراہ کی نفی ۱۳۳/۲۔ کا کردار اور اہمیت ۳۷/۲، ۱۱۳، ۱۷۵۔ کا وحی ہونا ۱۵۹/۲۔ کا ہدایت کرنا ۱۷۰/۲، ۱۷۵۔

نیز ر۔ ک ادیان، اسباط، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، انبیاء علیہ السلام، ایمان، بنی اسرائیل، سر تسلیم خم ہونا، جہاد، دیندار لوگ، دینداری، دین سازان (دین گھڑنے والے)، دین سازی، دین فروش لوگ، دین فروشی، صابنین، عرف عام، عقل، عقیدہ، علمائی، کفار، پیامبر اسلام (ص)، عیسائی، عیسائیت، منافقین، نیازہا (ضروریات) حضرت یعقوب علیہ السلام، یہود، یہودیت۔ // دین و مذہب: ر۔ ک دین اور رسومات

دیندار لوگ: کی در بدری سے اجتناب ۸۵/۲ کے قتل سے اجتناب ۸۵/۲ کی ذمہ داری ۸۵/۲ کو تنبیہ ۸۵/۲

دینداری: میں ثابت قدم رہنا ۶۳/۲، ۹۳ کی شرائط ۸۰/۲ دین گھڑنے والے: ۷۹/۲

دین سازی: کا جرم ۷۹/۲ کا حرام ہونا ۷۹/۲ کا گناہ ۷۹/۲ نیزر ک علمائے یہود، کسب

دین فروش افراد: کا آگ کھانا ۱۷۳/۲ جہنم میں ۱۷۵/۲ قیامت میں ۳۸/۲ کی سزا ۱۷۵/۲ کی گمراہی ۱۷۵/۲ کی

محرومیت ۱۷۵/۲

دین فروشی: کے نتائج و اثرات ۳۱/۲ سے اجتناب ۳۵/۲ کی قیمت ۳۱/۲، ۱۷۳ کی قیمت کا ناچیز ہونا ۹۰/۲

کے منافع سے کھانا ۱۷۳/۲ سے اجتناب کے عوائل ۳۱/۲ کے عوائل ۱۷۳/۲ کا گناہ ۱۷۳/۲

دیت: ادا کرنے کے آداب ۱۷۸/۲ کے احکام ۱۷۸/۲ کے احکام پہ قائم رہنے کی اہمیت ۱۷۸/۲ قتل کی ادا کرنا

۱۷۸/۲ قتل کی ۱۷۸/۲ نیزر ک قاتل، قصاص

ذ

ذبح: میں بسملہ ۱۷۳/۲ نیزر ک ذبیحہ

ذبیحہ: بسملہ کے بغیر کی حرمت ۱۷۳/۲، بسملہ کے بغیر کا خباثت میں سے ہونا ۱۷۳/۲ بسملہ کے بغیر ۱۷۳/۲ حرام

کی حرمت کا فلسفہ ۱۷۳/۲

ذلت: دنیاوی ۱۱۳/۲ کے اسباب ۶۱/۲، ۶۵ دنیاوی کے اسباب ۸۵/۲، ۱۱۳ سے نجات کے عوائل و

اسباب ۶۲/۲ نیزر ک بنی اسرائیل، ذکر، قرآن کریم، عصیان گران (نافرمان لوگ)، پیامبر اسلام (ص)، مسجد، یہود

ذکر: تاریخ کے نتائج ۶۶/۲ الہی کے اثرات و نتائج ۱۵۲/۲ قیامت کے نتائج ۱۲۳/۲ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے

کے نتائج ۱۲۲/۲ الہی سے ممانعت کے نتائج ۱۱۳/۲ الہی سے منہ موڑنا ۱۱۵/۲، تاریخ کے کی اہمیت ۵۱، ۵۳/۲

الہی کی اہمیت ۲۱/۲، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۵۲ نعمت کی اہمیت ۳۰/۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحان کا ۱۲۳/۲

قیامت کی ہولناکیوں کا ۱۲۳/۲ پسندیدہ عمل کے بانیوں کا ۱۲۴/۲ کعبہ کے بنانے کا ۱۲۴/۲ تاریخ کا ۵۰/۲،

۵۵، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۷۳، ۹۳، ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۲۷، تورات کا ۶۳/۲ حاکمیت الہی کا ۱۰۷/۲ تاریخی واقعات کا

۳۳/۲، اللہ تعالیٰ کی خالقیت کا ۵۳/۲ اللہ تعالیٰ کا ۳۰/۲، ۳۷، ۱۲۲، ۱۵۲، ۱۵۸، مسجد میں

۱۱۳/۲، حضرت ابراہیم ؑ کی دعا کا ۱۲۶/۲، ۱۲۷/۲ حضرت اسماعیل ؑ کی دعا کا ذکر ۱۲۷/۲ عہد خدا کا ۸۳/۲ قدرت الہی کا ۱۰۷/۲ معجزے کا ۶۳/۲ کوہ طور کے معجزہ کا ۹۳/۲ بنی اسرائیل کی نجات کا ۳۹/۲ نعمت کا ۲۲/۲، ۳۰، ۳۷، ۱۲۲، ۱۲۵۔ الہی میں رکاوٹیں ڈالنے والوں کی ذلت ۱۱۳/۲۔ الہی کی آمادگی ۱۵۳/۲۔ الہی ترک کرنے کے عوادل ۱۱۳/۲۔ نعمت کا فلسفہ ۱۲۲، ۳۷/۲۔ الہی سے ممانعت کا گناہ ۱۱۳/۲۔ الہی کی جگہ ۱۱۳/۲۔ الہی سے ممانعت ۱۱۳/۲۔ الہی کی رکاوٹیں ۱۱۳/۲

ذمہ داری:۔ کا عمومی ہونا ۲۱/۲، ۹۹

ر

راز:۔ کا افشا کرنا ۷۲/۲

راعنا:۔ ک دشنام (گالی دینا)

راہ معتدل (اعتدال کی راہ): ۱۰۸/۲

رشتہ دار:۔ سے نیکی اور حسن سلوک ۸۳/۲ ضرورت مند کے لئے خرچ کرنا ۱۷۷/۲۔ کی ضروریات کو پورا کرنا ۱۷۷/۲۔

کے حقوق ۱۸۰/۲ نیز ر ک خویشاوندی (رشتہ داری)، وصیت

رزق کی راشن بندی:۔ کی اہمیت ۶۰/۲

رشتہ داری: انبیاء ؑ کے ساتھ ۱۳۱/۲، ۱۳۳ نیز ر ک تعصب، قیامت

خیال پردازی (خیال بانی):۔ ر ک یہود

رحمانات یا محبتیں: اللہ تعالیٰ کی محبت کے اثرات و نتائج ۱۷۷/۲ مشرک رہبروں سے محبت کے اثرات ۱۶۷/۲ مال سے محبت کے اثرات و نتائج ۱۷۷/۲ اللہ تعالیٰ کی محبت ۱۶۵/۲ طاقتور رہبروں سے محبت ۱۶۵/۲ غیر خدا کی محبت ۱۶۵/۲ باطل معبودوں سے محبت ۱۶۵/۲ نسل سے محبت ۱۲۸/۲ اللہ تعالیٰ سے محبت کے عوادل ۱۶۵/۲ باطل معبودوں سے محبت کے عوادل ۱۶۵/۲

رجعت:۔ کا امکان ۵۶/۲، ۷۳

رحمت:۔ سے فائدہ اٹھانا ۳/۱۔ کی بشارت ۱۵۵/۲۔ کا حصول ۱۵۴/۲۔ سے محروم لوگ ۸۸/۲، ۸۹، ۱۵۹، ۱۶۲۔
سے محروم ہونا ۸۸/۲، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۲۔ جن لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے ۳۴/۲، ۶۳، ۱۰۵، ۱۵۵، ۱۵۷، ۱۶۰۔
کے موجبات ۱۶۰/۲ نیز۔ ک گناہگار لوگ، یاس (مایوسی)

رذائل:۔ ک اخلاق، یہود

رزق و روزی:۔ سے استفادہ ۶۰/۲، ۱۴۲ پاکیزہ۔ سے استفادہ ۵۷/۲ حلال۔ سے استفادہ ۵۷/۲ پاکیزہ۔ ۱۴۲/۲ حلال۔
کمانا ۱۵۵/۲۔ کا منبع ۲۲/۲، ۵۷، ۶۰، ۱۴۲۔ نیز۔ ک انسان، بنی اسرائیل، اہل بہشت
رہبان:۔ ک عیسائی علماء

رہبران (قائدین): دینی۔ کی غیبت کے نتائج ۵۱/۲، ۹۲ دینی۔ کے قتل کے نتائج ۶۱/۲ دینی۔ کا احترام ۱۰۳/۲۔
کا گمراہ کرنا ۱۶۶/۲ ظالم۔ کو رشوت دینا ۱۸۸/۲۔ کا رشوت خور ہونا ۱۸۸/۲ بت پرست۔ ۱۲۳/۲ قیامت میں۔ ۱۶۶/۲
دینی اور لوگوں کے رجحانات ۱۲۰/۲۔ گمراہ۔ قیامت میں ۱۶۶/۲ دینی۔ کے قتل کی آمادگی ۶۱/۲ دینی۔ کا ساز باز کرنا
۱۳۵/۲ دینی۔ کی پسندیدہ گوشہ نشینی ۵۱/۲ دینی۔ کا قتل ۹۹/۲۔ حق کے خلاف قیام ۱۴۳/۲ دینی۔ کی ذمہ داری ۶۰/۲،
۱۲۶، ۱۵۵ دینی۔ کو تنبیہ ۱۲۰/۲ نیز۔ ک رہبری (قیادت)، علائق، (رجحانات)، مشرکین، منافقین
ریاست طلبی:۔ ک علمائے یہود

رستگاران (سعادت مند انسان): ۱۵۵/۲

رسومات: معاشرتی۔ کے نتائج و اثرات ۱۷۰/۲ غلط۔ سے نبرد آزمائی ۱۸۹/۲ نیز۔ ک جاہلیت، نیاکان (اسلاف)

رشد:۔ کے عوامل ۱۹/۲، ۲۶، ۳۰، ۳۹، ۱۲۳، ۱۳۱

رشوت:۔ کے اثرات و نتائج ۱۸۸/۲۔ کے احکام ۱۸۸/۲۔ کا جرم ۱۸۸/۲۔ کا حرام ہونا ۱۸۸/۲۔ خوری کا خطرہ
۱۸۸/۲۔ کی حرمت کا واضح ہونا ۱۸۸/۲ نیز۔ ک رہبران (قائدین)، قاضی، قضاوت

رفاقت:۔ ک دوستی

رفاہ و آسائش:۔ کی اہمیت ۱۲۶/۲

نیز۔ ک حضرت آدم ﷺ، بنی اسرائیل، کفار، مومنین، مکہ معظمہ

رکوع:۔ کی اہمیت ۱۲۵/۲ دین ابراہیمی ﷺ میں۔ ۱۲۵/۲۔ کی جگہ ۱۲۵/۲ نیز۔ ک نماز

رنگھا (مختلف رنگ): پیلا رنگ ۶۹/۲

روابط: اللہ تعالیٰ سے رابطے کے اثرات و نتائج ۱۱۰/۲ نیز ک قیامت

روایت: ۱/۱، ۱/۲، ۵/۲، ۶/۲، ۹/۲، ۱۳/۲، ۱۵/۲، ۲۱/۲، ۲۳/۲، ۲۵/۲، ۲۶/۲، ۲۸/۲، ۳۰/۲، ۳۱/۲، ۳۳/۲، ۳۳/۲، ۳۵/۲، ۳۶/۲، ۳۷/۲، ۳۹/۲، ۴۱/۲، ۴۳/۲، ۴۵/۲، ۴۷/۲، ۴۹/۲، ۵۱/۲، ۵۳/۲، ۵۵/۲، ۵۷/۲، ۵۹/۲، ۶۱/۲، ۶۳/۲، ۶۵/۲، ۶۷/۲، ۶۹/۲، ۷۱/۲، ۷۳/۲، ۷۵/۲، ۷۷/۲، ۷۹/۲، ۸۱/۲، ۸۳/۲، ۸۵/۲، ۸۷/۲، ۸۹/۲، ۹۱/۲، ۹۳/۲، ۹۵/۲، ۹۷/۲، ۹۹/۲، ۱۰۱/۲، ۱۰۳/۲، ۱۰۵/۲، ۱۰۷/۲، ۱۰۹/۲، ۱۱۱/۲، ۱۱۳/۲، ۱۱۵/۲، ۱۱۷/۲، ۱۱۹/۲، ۱۲۱/۲، ۱۲۳/۲، ۱۲۵/۲، ۱۲۷/۲، ۱۲۹/۲، ۱۳۱/۲، ۱۳۳/۲، ۱۳۵/۲، ۱۳۷/۲، ۱۳۹/۲، ۱۴۱/۲، ۱۴۳/۲، ۱۴۵/۲، ۱۴۷/۲، ۱۴۹/۲، ۱۵۱/۲، ۱۵۳/۲، ۱۵۵/۲، ۱۵۷/۲، ۱۵۹/۲، ۱۶۱/۲، ۱۶۳/۲، ۱۶۵/۲، ۱۶۷/۲، ۱۶۹/۲، ۱۷۱/۲، ۱۷۳/۲، ۱۷۵/۲، ۱۷۷/۲، ۱۷۹/۲، ۱۸۱/۲، ۱۸۳/۲، ۱۸۵/۲، ۱۸۷/۲، ۱۸۹/۲، ۱۹۱/۲، ۱۹۳/۲، ۱۹۵/۲، ۱۹۷/۲، ۱۹۹/۲

روح القدس: سے مراد ۸۴/۲ کی اہمیت ۸۴/۲ نیز ک حضرت عیسیٰ ﷺ
روز (دن): ر ک شب

روزہ: کے اثرات و نتائج ۱۸۳/۲، ۱۸۴/۲، ۱۸۵/۲ کی ابتدا ۱۸۴/۲ کے احکام ۱۸۳/۲، ۱۸۴/۲، ۱۸۵/۲، ۱۸۶/۲ کی اہمیت
اور قدر و منزلت ۱۸۳/۲ کی تعداد ۱۸۵/۲ میں ترغیب ۱۸۳/۲ بیمار کا ۱۸۳/۲ غروب سے پہلے افطار کرنا
۱۸۴/۲ کی انتہا ۱۸۴/۲ کے احکام میں نرمی ہونا ۱۸۵/۲ کی اہمیت ۳۵/۲، ۱۸۳/۲، ۱۸۴/۲ کے ایام ۱۸۳/۲
کا اجر ۱۸۳/۲ واجب کی تعداد ۱۸۳/۲ قضا کی تعداد ۱۸۵/۲ میں ترغیب ۱۸۳/۲ بیمار کا ۱۸۳/۲، ۱۸۴/۲، ۱۸۵/۲ ادیان میں
۱۸۳/۲ مسافر کا ۱۸۳/۲ اور قرآن کریم ۱۸۵/۲ کی آمادگی ۱۸۳/۲ کی شرائط ۱۸۳/۲ قضا کی شرائط ۱۸۳/۲
کے وجوب کی شرائط ۱۸۳/۲، ۱۸۴/۲، ۱۸۵/۲ میں عسر و حرج ۱۸۳/۲، ۱۸۴/۲، ۱۸۵/۲ کا فدیہ ۱۸۳/۲ کا فلسفہ ۱۸۵/۲ قضا کا فلسفہ
۱۸۵/۲ کی قدرت رکھنا ۱۸۳/۲ کی قضا ۱۸۳/۲، ۱۸۴/۲، ۱۸۵/۲ کے مبطلات ۱۸۴/۲ واجب کی مدت ۱۸۵/۲ سے
معذور افراد ۱۸۳/۲، ۱۸۴/۲، ۱۸۵/۲ کے فدیہ کی مقدار ۱۸۳/۲ کے بطلان کے موارد ۱۸۳/۲ میں نظم ۱۸۵/۲ کا وجوب
۱۸۳/۲ کی قضا واجب ہونا ۱۸۳/۲، ۱۸۴/۲، ۱۸۵/۲ کا وقت ۱۸۳/۲، ۱۸۴/۲، ۱۸۵/۲ کی قضا کا وقت ۱۸۳/۲، ۱۸۴/۲، ۱۸۵/۲ کی
خصوصیات ۱۸۵/۲ نیز ک استمداد (مدد طلب کرنا)، اعتکاف، انبیاء ﷺ، زن (عورت)، ماہ رمضان

زراعت: کا وسیلہ ۷۱/۲ نیزر۔ ک بنی اسرائیل

زکوٰۃ: کے اثرات و نتائج ۳۸/۲، ۱۱۰۔ کے احکام ۳۳/۲۔ کی اہمیت ۳۳/۲، ۱۱۰، ۱۷۷۔ کی ادائیگی ۸۳/۲، ۱۱۰،

۱۷۷۔ کے تارکین ۸۳/۲۔ فطرہ ۳۳/۲۔ کا وجوب ۳۳/۲ نیزر۔ ک بنی اسرائیل

زمین: کی خلقت کا آغاز ۱۱۷/۲۔ کی تخلیق (بغیر کسی نمونے کے ہوتے ہوئے) ۱۱۷/۲۔ کا زندہ کرنا ۱۶۳/۲۔ کے

وسائل سے استفادہ کرنا ۱۶۸/۲۔ سے استفادہ کرنا ۲۲/۲، ۶۱، ۱۶۸۔ کا نقطہ آغاز ۳۰/۲۔ کا بستر ہونا ۲۲/۲۔ کی تاریخ

۳۰، ۲۲/۲۔ کا حکمران ۱۰۷/۲۔ کا خالق ۱۱۷/۲، ۱۶۳۔ کی خلقت ۲۲/۲، ۱۶۳۔ مردہ ۱۶۳/۲۔ پر سکونت ۲۲/۲۔ کے

وسائل سے استفادہ کی شرائط ۱۶۸/۲۔ کی زندگی کے عوامل ۱۶۳/۲۔ کا غیب سے ہونا ۳۳/۲۔ کے فوائد ۲۲/۲، ۳۶۔ کا

پھیلاؤ ۳۰/۲۔ کی موجودات کا مالک ۱۱۶/۲۔ کی زندگی کا معیار ۱۶۳/۲۔ کی زندگی کا سرچشمہ ۱۶۳/۲ نیزر۔ ک افساد (فساد

پھیلانا)، زندگی، شیاطین

زندگی: نئے سرے سے۔ ملنا ۷۳/۲۔ برزخی۔ کی حقانیت ۱۵۳/۲۔ اخروی ۲۸/۲۔ دنیوی ۳۶/۲۔ کے اسباب ۱۹/۲۔ کا

سرچشمہ ۲۸/۲، ۷۳ نیزر۔ ک امتیں، انسان، تفکر، جامعہ (معاشرہ)، زمین، شہداء، دنیاوی۔ کی قدر و قیمت ۱۷۹/۲

دنیاوی۔ کا حرص و لالچ ۹۶/۲۔ زمین پر ۳۶/۲ نیزر۔ ک مشرکین، یہود

زہد: ناپسندیدہ ۱۶۸/۲، ۱۷۲

زیارت: ر۔ ک کعبہ

زیاں کار انسان: ۲۷/۲، ۶۵، ۱۲۱ نیزر۔ ک بنی اسرائیل

زبائی: کا منبع ۲/۱ نیزر۔ ک آفریش (کائنات) // زینت: بہترین ۱۳۸/۲

سائیلین: کو کھانا کھلانا ۸۳/۲۔ کی ضروریات پورا کرنا ۱۷۷/۲

سازش (سازباز): ر۔ ک دین، رہبران (قائدین)

سبزی جات: ر۔ ک بنی اسرائیل

سبیل اللہ: کی قدر و منزلت ۱۵۳/۲۔ کے موارد ۱۹۰/۲، ۱۹۵

سپاسگزاری: ر_ک شکر // ستائش: ر_ک حمد // ستم: ر_ک ظلم // ستمگران: ر_ک ظالمین // ستمگری: ر_ک ظلم
// سجدہ: کی اہمیت ۱۲۵/۲_ کی حقیقت ۳۳/۲_ دین ابراہیمی ﷺ میں ۱۲۵/۲_ کی جگہ ۱۱۳/۲، ۱۲۵_ نیز ر_ک
حضرت آدم ﷺ، ابلیس، ملائکہ

سختی: _ سے سامنا کرنے کے آداب ۱۵۶/۲_ میں صبر کی اہمیت ۱۵۵/۲_ میں صبر کا اجر ۱۵۵/۲_ برداشت کرنا
۱۵۳/۲_ کو آسان بنانے کی روش ۳۵/۲، ۱۵۳، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۷، ۱۵۷_ سے نجات
کے عوامل ۱۸۵/۲_ نیز ر_ک امتحان، تکلیف شرعی

سرزمینہا (سرزمینیں): اسلامی_ کو آزاد کرنا ۱۹۱/۲_ سرزمین بیت المقدس ۵۸/۲_ سرزمین سراندیب ۳۶/۲_ سرزمین سری
لنکا ۳۶/۲_ سرزمین کوفہ ۳۳/۲

سرگردانی: ر_ک بنی اسرائیل، منافقین

سازشی لوگ: _ سے برد آزمائی ۱۱۰/۲

سوال: _ کے نتائج ۱۷۱/۲_ بے جا_ کے نتائج ۱۰۸/۲_ بے جا_ ۶۸/۲، ۷۱، ۱۰۹، ۱۰۸_ جائز_ ۱۸۶/۲

نیز ر_ک خدا تعالیٰ، ماہ (چاند)، پیامبر اسلام (ص) مسلمان

سرزنش: _ کے عوامل ۱۳۶/۲

توجیہ کرنا: ر_ک علمائے یہود

سر تسلیم خم ہونا: خدا تعالیٰ کے حضور_ کے نتائج ۱۱۲/۲، ۱۳۱، ۱۳۶، ۱۳۷_ غیر خدا کے سامنے_ ہونے سے اجتناب

۱۳۳/۲_ خداوند متعال کے حضور_ کی اہمیت ۱۱۲/۲، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۴۱، ۱۴۳، دین کے

حضور_ کی اہمیت ۱۳۳/۲، غیر خدا کے حضور_ ۱۳۶/۲_ قضائے الہی کے حضور_ ۱۵۷، ۱۵۶/۲_ اللہ تعالیٰ کے حضور

کے دلائل_ ۱۳۱/۲_ خدا تعالیٰ کے حضور_ کی آمادگی ۱۳۱/۲_ خداوند متعال کے حضور_ کے درجات و مراتب ۱۲۸/۲

مقام_ ۱۲۸/۲_ مقام_ تک پہنچنا ۱۲۹/۲

سیکھنا: حرام_ ۱۰۲/۲_ نیز ر_ک ملائکہ

سکھانا:۔ کے آداب ۱۰۲/۲ کی آمادگی ۳۱/۲

سرور:۔ کے عوائل ۶۹/۲ نیز۔ ک ادیان، مہتدین (ہدایت یافتہ انسان) سری لانکا:۔ ک سرزمینہا

سعادت مند انسان: ۱۵۷/۲

صفا و مروہ کی سعی: ۱۵۸/۲ صدر اسلام میں ۱۵۸/۲ کا عبادت ہونا ۱۵۸/۲ کا فلسفہ ۱۵۸/۲

سعادت مندی:۔ کے عوائل ۵/۲، ۱۸۹ نیز۔ ک رستگاران (سعادت مند انسان)، متقین اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ: ۱۱۹/۲،

۱۵۱۔ کے دشمن ۹۸/۲ نیز۔ ک انبیاء ﷺ

سزا: سزاؤں کے قوانین جاری کرنے کے نتائج ۵۳/۲۔ کا گناہ سے تناسب ۱۵/۲ سزاؤں کے احکام کا خیر ہونا ۵۳/۲۔ کا

شخصی ہونا ۱۳۳/۲ اخروی۔ کے عوائل ۱۱۳/۲ دنیاوی۔ ۱۱۳/۲ سزاؤں کے قوانین کا فلسفہ ۵۳/۲ سزاؤں کے موجبات

۳۸، ۲۳، ۱۵/۲ نظام ۱۴۳، ۱۳۹، ۱۲۰، ۱۱۳، ۷۳، ۵۵، ۵۳، ۳۹، ۷/۲

سزائیں: سزاؤں کا انفرادی ہونا ۳۸/۲، ۱۳۳، ۱۳۱۔ کا نظام ۸۱/۲، ۱۳۳، ۱۳۱۔ کی خصوصیات ۳۸/۲

نیز۔ ک جرائم، کیفر (سزا) یہودیت

حضرت سلیمان ﷺ:۔ کا منہزہ ہونا ۱۰۲/۲۔ پہ جادوگری کی تہمت ۱۰۲/۲۔ کی حکومت ۱۰۲/۲۔ کے دشمن ۱۰۲/۲۔

اور جادو ۱۰۲/۲۔ اور کفر ۱۰۲/۲۔ کا واقعہ ۱۰۲/۲۔ کی نبوت ۱۰۲/۲ نیز۔ ک جادو، شیاطین، یہود

سیاست خارجہ: ۱۰۳/۲

ش

شاکرین:۔ کے درجات ۵۲/۲، ۵۶

شب (رات):۔ شب و روز میں تفاوت ۱۶۳/۲۔ کا آغاز ۱۸۷/۲۔ و روز کی گردش ۱۶۳/۲۔ و روز کی حد ۱۸۷/۲

نیز۔ ک شب قدر، ماہ رمضان

شب قدر:۔ کا وقت ۱۸۵/۲

شبہات:۔ کے جوابات دینے کی اہمیت ۱۳۹/۲ شبہ شناسی کی اہمیت ۱۳۲/۲۔ کا جواب ۱۳۲/۲۔ کا جواب دینے کی

روش ۸۰/۲ معاد میں شبہ کے زوال کے عوائل ۲۹/۲۔ کے عوائل ۳۲/۲، ۱۰۹، ۱۳۷ نیز۔ ک مجاہدین، نسخ

شبہ افکنی (شبہ ڈالنا):۔ ک علمائے یہود، عیسائی، یہود۔

شبہ زدائی (شبہ دور کرنا): ر_ک دین
شخم زنی (ہل چلانا): گائے کے ساتھ ۷۱/۲

شرک: کے اثرات و نتائج ۱۶۳/۲، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۷۰ _ سے اجتناب ۲۲/۲ _ عبادی سے اجتناب ۸۳/۲ _ کی تشویق
۱۶۹/۲ _ کو رو کرنا ۲۲/۲، ۱۳۲ _ کی آمادگی ۱۱۸/۲، ۱۷۰ _ کا نقصان ۵۳/۲ _ عملی ۹/۲ _ عبادی کا عجیب ہونا ۸۳/۲ _ کا
ظلم ۵۳/۲، ۱۶۵ _ عبادی کا ظلم ۵۱/۲، ۹۲ _ کے عوائل ۲۲/۲، ۱۶۳، ۱۶۵، ۱۶۹ _ سے نبرد آزما ۱۷۳/۲، ۱۹۳ _
کے موارد ۱۶۶/۲ نیز ر_ک حضرت ابراہیم ؑ، بنی اسرائیل، تبری (برائت، عیسائیت، یہودیت _

شریعت: ر_ک دین، حضرت عیسیٰ ؑ، حضرت موسیٰ ؑ

شعائر اللہ: ۱۵۸/۲

شکار: تفریح کے لئے ۱۷۳/۲ نیز ر_ک شنبہ (ہفتہ)

شادی (خوشی): ر_ک سرور

شکر: الہی کے اثرات و نتائج ۱۷۲/۲ _ خدا کی اہمیت ۵۲/۲، ۱۵۲، ۱۷۲، ۱۸۵ _ نعمت کی اہمیت ۵۷/۲ _ کی روح
پیدا کرنا ۱۵۳/۲ _ کی آمادگی ۵۶/۲ _ خدا کی آمادگی ۱۸۵/۲ _ نعمت ۱۵۲/۲، ۱۷۲ _ بخشش کی نعمت کا ۵۲/۲ _ سے مراد
۱۸۵/۲ _ کے موانع ۵۲/۲ نیز ر_ک بنی اسرائیل

شکنجہ: ر_ک آل فرعون، بنی اسرائیل، فرعونیان (الشکر فرعون)

شناخت: کا وسیلہ ۷/۲، ۱۷۱ _ کی اہمیت ۱۸۵/۲ میں گمان ۷۸/۲ _ کے موانع ۷/۲، ۷۳

شوہر: کا کمردار و اہمیت ۱۸۷/۲ زوجہ و _ کے مابین اختلاف ڈالنے کی حرمت ۱۰۲/۲ زوجہ و _ کی جدائی کا نقصان

۱۰۲/۲ زوجہ و _ کا ایک دوسرے کے لئے لباس ہونا ۱۸۷/۲

نیز ر_ک بہشت، جادو، سوگند (قسم)، نیازبا (ضروریات)

شاگردان: _ میں احساس ذمہ داری پیدا کرنا ۱۰۲/۲ نیز ر_ک علوم غریبہ (نا آشنا علوم)

شجرہ ممنوعہ:۔ سے استفادہ کے نتائج ۳۶/۲۔ سے اجتناب ۳۵/۲۔ سے استفادہ ۳۵/۲۔ سے مراد کیا ہے؟ ۳۵/۲۔ کی خصوصیات ۳۵/۲ نیز ر۔ ک حضرت آدم ﷺ، حضرت حوا ؑ۔

شراب:۔ کی حرمت کا فلسفہ ۱۴۳/۲

شہادت:۔ ر۔ ک گواہی

شہر نشینی:۔ ر۔ ک بنی اسرائیل

شہداء:۔ کی زندگی کا ادراک ۱۵۳/۲۔ کی زندگی ۱۵۳/۲۔ کے درجات ۱۵۳/۲ نیز ر۔ ک امتحان

شیاطین:۔ کا مجسم ہونا ۱۰۲/۲۔ کی تعلیمات ۱۰۲/۲۔ کا جادو ۱۰۲/۲۔ کی دشمنی ۱۰۲/۲۔ کا مشاہدہ ۱۰۲/۲۔ زمین میں

۳۶/۲۔ اور جادو ۱۰۲/۲۔ اور حضرت سلیمان ؑ ۱۰۲/۲۔ کا کفر ۱۰۲/۲۔ کا مسکن (رہائش) ۳۶/۲ نیز ر۔ ک

منافقین، یہود

شیطان:۔ کے ورغلانے اور فریب و مکاری کے اثرات و نتائج ۳۶/۲۔ کا بہشت سے نکالا جانا ۳۶/۲، ۳۸۔ کا گمراہ کرنا

۱۶۹/۲۔ کا ورغلانا ۳۶/۲، ۱۶۸، ۱۶۹۔ کے پیروکار ۱۶۹/۲۔ کی ترغیبات ۱۶۹/۲۔ کے مختلف راستے ۱۶۸/۲۔ کے

دشمن ۳۶/۲۔ کی دشمنی ۱۶۸/۲، ۱۶۹۔ کے ورغلانے کی روش ۱۶۸/۲۔ کے تسلط کی زمین ہموار ہونا ۱۶۸/۲۔ کا تسلط

۳۶/۲۔ حضرت آدم ؑ کی بہشت میں ۳۶/۲۔ کی صفات ۱۶۸/۲۔ کے چیلے ۱۶۹/۲۔ کے قدم ۱۶۸/۲۔ کا کردار و

اہمیت ۳۶/۲، ۱۶۹۔ کا بہبوط ۳۶/۲، ۳۸ نیز ر۔ ک ابلیس، اطاعت، شیاطین

شیطنیت:۔ ر۔ ک منافقین

ص

صابین:۔ کے ایمان کے نتائج و اثرات ۶۲/۲ مومن۔ کا اجر ۶۲/۲۔ کا دین ۶۲/۲۔ کے دین کا رسمی ہونا ۶۲/۲۔ کی

ذمہ داری ۶۲/۲

صابرین:۔ کی ادا ۱۵۳/۲۔ کو بشارت ۱۵۵/۲، ۱۵۴۔ کی حمایت ۱۵۳/۲۔ کا عقیدہ ۱۵۶/۲۔ سے مراد ۱۵۵/۲۔ کی

خصوصیات ۱۵۶/۲۔ کی ہدایت ۱۵۴/۲

صاعقہ (کڑکتی بجلی):۔ رک عذاب

صالحین:۔ ۱۳۰/۲۔ آخرت میں ۱۳۰/۲، ۱۳۱۔ قیامت میں ۶۲/۲،

۱۳۰۔ کے فضائل ۳۰/۲۔ کے درجات ۱۳۰/۲، ۱۳۱۔

صبر:۔ کئے اثرات و نتائج ۳۵/۲، ۱۵۳، ۱۵۵۔ کی اہمیت ۳۵/۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵۔ دشمنوں کی اذیت پر ۱۱۰/۲

اطاعت میں۔ ۱۵۵/۲۔ کے عوائل ۱۱۰/۲۔ آتش پر۔ سے مراد ۱۵۵/۲

نیز۔ ک استمداد (مدد طلب کرنا)، جہاد، سختی، صابریں، فقر، مومنین، مصائب

صبغة اللہ:۔ سے مراد ۱۳۸/۲

صحرائے سینا:۔ ک بنی اسرائیل

صداقت:۔ ک ایمان، مومنین، یہود

صحت:۔ ک تغذیہ (کھنا اور کھلانا)

صراط مستقیم:۔ سے مراد ۶/۱، ۷۔ کی خصوصیات ۷/۱ نیز۔ ک ہدایت

صلہ رحم:۔ کی اہمیت ۲۷/۲ قطع رحم کا نقصان ۲۷/۲

ض

ضروریات زندگی:۔ کو پورا کرنے کا منبع ۲۲/۲ نیز۔ ک زندگی

ضد، ہت دھرمی:۔ سے پرہیز کے اثرات ۱۱۸/۲۔ کے اثرات و نتائج ۷۳/۲، ۱۱۸ نیز۔ ک اہل کتاب، بنی اسرائیل،

علمائے یہود، عیسائی، مشرکین، یہود

ط

طغیان (سرکشی):۔ ک منافقین

طغیان گران (سرکش لوگ):۔ سرکشوں کو مہلت ۱۵/۲

طلاق:۔ ک سوگند (قسم)

طواف:۔ دین ابراہیمی ﷺ میں ۱۲۵/۲۔ کرنے والوں کے درجات ۱۲۵/۲ نیز۔ ک کعبہ، نماز

طہارت:۔ ک بہشت، عبادت

طببات (پاکیزہ اشیاء): سے اجتناب ۱۶۹/۲ سے استفادہ ۵۷/۲، ۱۷۲ کو حرام قرار دینا ۱۷۲/۲

ظ

ظالمین: ۳۵/۲، ۵۱، ۹۲، ۹۵، ۱۳۵، ۱۶۵، ۱۹۳ سے انتقام ۵۰/۲ کی بہانہ تراشی ۱۵۰/۲ کی دشمنی ۱۵۰/۲ کی
قیادت ۱۲۳/۲ ظالم ترین لوگ ۱۱۳/۲، ۱۳۰ اور قدرت الہی ۱۶۵/۲ کو اضروی عذاب ۱۶۵/۲ کے بارے میں اللہ
تعالیٰ کا علم ۹۵/۲ کی غفلت ۱۶۵/۲ کی سزا ۹۵/۲ سے نبرد آزمائی ۱۹۳/۲ نیزر ک بنی اسرائیل
ضروریات: کے اثرات و نتائج ۱۶۸/۲ معنوی کو پورا کرنا ۱۲۸/۲ پوری کرنے کا سرچشمہ ۱۲۶/۲ خدائی امداد کی
ضرورت ۵/۱ غذا، خوراک کی ضرورت ۳۵/۲ دین کی ضرورت ۳۵/۲ رہائش کی ضروریات ۳۵/۲ ہدایت کی ضرورت ۶/۱
۳۸، ۳۵/۲ زوجہ و شوہر کو ایک دوسرے کی ضرورت ۳۵/۲، ۱۸۷ جنسی ضرورت ۱۸۷/۲
ظلم: کے اثرات و نتائج ۹۵/۲، ۶۱ کی سزا ۹۵/۲ کے درجات ۱۳۰/۲ کے موارد ۳۵/۲، ۵۱، ۵۳،
۵۹، ۹۲، ۱۱۳، ۱۳۰، ۱۳۵، نیزر ک بنی اسرائیل، ظالمین
ظلمت (تاریکی): کے درجات ۱۷/۲ کے موارد ۱۸/۲
ظن: ر ک شناخت، عقیدہ، لقاء اللہ

ع

عابدین: ۱۳۳/۲، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۴۱ کے درجات ۱۲۵/۲ نیزر ک امتہا (امتیں)
عقلاء: ر ک تقلید // عالم برزخ: کی حقانیت ۱۵۳/۲
عبادت: کے اثرات و نتائج ۲۱/۲ کے آداب ۵/۱ میں اختیار ۵/۱ میں خلوص ۵/۱ کی قدر و منزلت ۱۲۵/۲،
۱۲۷ سے منہ موڑنا ۱۱۵/۲ کی اہمیت ۲۱/۲، ۱۱۵ کی آمادگی پیدا ہونا ۱۲۶/۲ کے آداب بیان کرنا ۱۲۸/۲ کی
کیفیت بیان کرنا ۱۲۸/۲ کی نصیحت ۱۳۳/۲ میں حضور قلب ۵/۱ الہی کے دلائل ۵/۱، ۱۶۳ کی آمادگی ۵/۱،
۲۲/۲ کی قبولیت کی شرائط ۱۲۷/۲ الہی ۵/۱، ۲۱/۲، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۵۲ کعبہ میں
۱۲۵/۲ غیر خدا کی ۵۳، ۵۱/۲ اور پاکیزگی ۱۲۵/۲ اور طہارت ۱۲۵/۲ تحرک کرنے کے عوامل ۱۱۳/۲ کے
عوامل ۵/۱ کا فلسفہ ۲۱/۲، ۱۷۷ کی جگہ ۱۱۳/۲، ۱۱۵، ۱۵۸ کا منبع ۲۱/۲ میں اکراہ و جبر کی نفی ۱۳۳/۲

۔ میں جگہ کی اہمیت و کمردار ۱۲۵/۲۔ کا وجوب ۸۳/۲ نیزر۔ ک آفرینش (کائنات)، حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسحاق، ؑ حضرت اسماعیل ؑ، توفیقات، مومنین، موجودات، حضرت موسیٰ ؑ، حضرت یعقوب ؑ۔ عبادت گاہ: ۱۲۵/۲۔ کی تطہیر کی اہمیت ۱۲۵/۲۔ کی خدمت کرنا ۱۲۵/۲

عوام:۔ کا تمسخر اڑانا ۶۷/۲۔ کے حقوق کی حفاظت ۱۸۸/۲۔ کی پناہ ۱۲۵/۲۔ کا تزکیہ ۱۲۹/۲۔ کے حقوق ضائع ہونے کا خطرہ ۱۸۸/۲۔ سے حسن سلوک ۸۳/۲۔ کی کمزوری سے سوء استفادہ ۷۶/۲۔ کی گراہی کے اسباب ۱۶۶/۲۔ کی لعنت ۱۶۱/۲۔ مشرک ۱۶۵/۲۔ نیزر۔ ک انبیاء ؑ، دین، رہبران (قائدین)، ظالمین، علمائے یہود، غصب، قبلہ عورت:۔ کی شرعی ذمہ داری ۳۵/۲۔ حاملہ۔ کا روزہ ۱۸۳/۲۔ کی ذمہ داری ۳۵/۲۔ کی اہمیت و کمردار ۱۸۷/۲۔ نیزر۔ ک بنی اسرائیل، قصاص

عفو و بخشش:۔ کی اہمیت ۱۷۸/۲۔ طاقت کم ہوتے ہوئے ۱۷۸/۲۔ نیزر۔ ک اہل کتاب، بنی اسرائیل، خدا تعالیٰ، دشمن، قاتلاً، قصاص، گناہ // آزاد:۔ ک قصاص لالچ:۔ ک زندگی، مشرکین، یہود

عبرت:۔ کے عوادل ۳۰/۲، ۳۳، ۵۰، ۵۱، ۵۳، ۶۶، ۱۲۱۔ نیزر۔ ک اصحاب سبت، تاریخ، قرآن کریم، متقین۔ عبودیت:۔ کے اثرات و نتائج ۱۷۲/۲۔ کی قدر و منزلت ۲۳/۲۔ کا اظہار ۶/۱۔ کی روش ۱۲۸/۲۔ کی آبادی ۲۱/۲۔ کی علامتیں ۱/۱، ۱۷۲/۲۔ نیزر۔ ک انبیاء ؑ، پیامبر اسلام (ص)، مسلمین عتق (آزاد کرنا):۔ ک بردہ (غلام)

عدالت (عدل و انصاف):۔ کے اثرات و نتائج ۱۹۳/۲۔ کی اہمیت ۱۲۳/۲، ۱۸۲، ۱۹۰، ۱۹۳۔ نیزر۔ ک انتقام، اجر، جنگ، خدا تعالیٰ، رہبری (قیادت)، مقابلہ بہ مثل (برابر کا مقابلہ) // عدس (مسور):۔ ک بنی اسرائیل

عذاب:۔ کسی اقسام ۱۰/۲۔ اہل ۷/۲، ۱۰، ۱۱، ۲۳، ۳۹، ۷۹، ۸۱، ۹۰، ۹۶، ۱۰۳، ۱۲۰، ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۶۷، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۶۔ میں تاخیر ۱۶۲/۲۔ دوسروں کے۔ کو برداشت کرنا ۱۲۳/۲۔ میں تخفیف ۱۶۲/۲۔ میں ہمیشگی ۱۶۲/۲۔ بجلی کڑکنے کا ۵۵/۲، ۵۶۔ آسمانی ۵۹/۲۔ اخروی ۱۶۲/۲۔ عظیم ۷/۲۔ بلا بیان ۲۳/۲۔ دردناک ۱۰/۲، ۱۱، ۱۰۳، ۱۷۳، ۱۷۸۔ دنیاوی ۵۵/۲، ۵۹۔ ذلت آمیز ۹۰/۲، شدید ۸۵/۲، ۸۶، ۱۶۵۔ سے بچنے کے عوادل ۳۱/۲، ۱۹۳۔

سے نجات کے عوامل ۱۷۳/۲_ اضروی_ سے نجات کے عوامل ۳۸/۲_ کے درجات ۴، ۱۰، ۱۱، ۸۵، ۸۶، ۱۰۳،
 ۱۶۲، ۱۶۵، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۸_ اضروی_ کے درجات ۸۵/۲، ۱۱۳_ کے موانع ۱۸۹/۲_ کے موجبات ۱۱/۲، ۲۳، ۳۱،
 ۵۹، ۷۹، ۸۱، ۹۰، ۱۰۳، ۱۶۲، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۸_ اضروی_ کے موجبات ۸۵/۲، ۸۶، ۱۱۳، دنیاوی_ کے موجبات
 ۶۶، ۶۵/۲_ سے نجات ۸۶/۲، ۱۲۰، اضروی_ سے نجات ۳۸/۲، ۱۲۳، ۱۶۶_ نیز_ ک ترس (خوف)، خدا تعالیٰ،
 قیامت

عرف عام:۔ اور دین ۱۸۰/۲_ اور قوانین ۱۸۰/۲_ اور موضوع کی شناخت ۱۸۰/۲_ عرفی معیارات ۱۸۰/۲_
 عزت:۔ ک خدا تعالیٰ، مومنین

عصمت: گناہ سے ۱۲۳/۲_ نیز_ ک انبیاء ﷺ، امامت

عصیان گمران (نافرمان لوگ): ۵۹/۲، ۹۳_ کے لئے حتمی عذاب ۳۸/۲_ کی تذلیل ۶۵/۲_ کو رد کیا جانا ۶۵/۲_ کو
 دنیاوی عذاب ۶۵/۲_ قیامت میں ۳۸/۲_ کا انجام ۶۶/۲_ کو دنیاوی سزا ۶۶/۲_ کا مسخ ہونا ۶۶/۲_ نیز_ ک بنی
 اسرائیل

عطف قانون بہ ماسبق (قانون کو ماضی کی طرف لوٹانا):۔ ک قانون

عقل:۔ کی قدر و منزلت ۱۷۰/۲_ کی اتباع کی اہمیت ۱۷۰/۲_ کا کردار و اہمیت ۱۷۰/۲_ اور دین کی ہم آہنگی ۱۷۰/۲_
 عقیدہ: باطل_ کے اثرات و نتائج ۸۰/۲_ باطل_ سے اجتناب ۶۳/۲_ کی قدر و منزلت ۹۰/۲_ میں برہان و دلیل کی
 اہمیت ۱۱۱/۲_ میں برہان ۱۱۱/۲_ آزادی_ کی تاریخ ۶۷/۲_ کا مجسم ہونا ۲۵/۲_ دینی_ میں تخیلات ۱۱۱/۲_ عقیدتی بنیاد
 کی تقویت ۱۱۰/۲_ میں گمان ۷۸/۲_ باطل_ ۳۸/۲، ۷۷، ۹۳، ۹۶، ۱۱۱، ۱۲۳، ۱۳۳، ۱۳۱، ۱۶۵، ۱۷۵_ توحید پہ_ ۱۳۳/۲_
 دین پہ_ ۱۷۷/۲_ دین ابراہیمی ﷺ پہ_ ۱۳۰/۲_ ربوبیت الہی پہ_ ۷۶/۲_ قیامت پہ_ ۷۶/۲_ باطل_ کے ساتھ نبرد آزمائی
 ۸۰/۲_ دینی_ کا مرجع ۱۱۳/۲_ کے مظاہر ۹۱/۲، ۹۳، ۹۳_ کی تصحیح کے معیارات ۹۳/۲_ دینی_ میں مناظرہ ۱۱۱/۲_
 علم:۔ کے اثرات و نتائج ۷۳/۲، ۱۲۰، ۱۳۷، ۱۳۵، ۱۸۳_ کی اہمیت ۳۱/۲_ نقصان دہ_ کا سیکھنا ۱۰۲/۲_ کا مقام و
 رتبہ ۷۳/۲_ پسندیدہ_ ۳۰/۲_ کا سرچشمہ ۳۲/۲_ نیز_ ک علوم غریبہ (نا آشنا علوم):

علماء: علمائے دین کی تبلیغ ۱۴۳/۲ دین دار علماء کا تزکیہ ۱۴۳/۲ علمائے دین کی دنیا طلبی ۱۴۳/۲ بے عمل۔ کی سرزنش ۳۳/۲ بے عمل۔ کو عذاب ۱۴۵/۲ بے عمل۔ ۳۳/۲ بے عمل۔ جہنم میں ۱۴۵/۲ تحریف کرنے والے۔ ۴۵/۲ دنیا طلب۔ اور حق کو چھپانے والے ۱۴۶/۲ علمائے دین اور انحراف ۱۰۱/۲ علمائے دین اور حق پر پردہ ڈالنا ۳۲/۲، ۱۰۱، ۱۳۶ دین دار علمائے قیامت میں ۱۴۳/۲ علمائے دین کی سرزنش کے عوادل ۱۱۳/۲ دین دار۔ کے فضائل ۱۴۳/۲ علمائے دین کی اخروی سزا ۱۱۳/۲ بے عمل۔ کا محروم ہونا ۱۴۵/۲ کی ذمہ داری ۳۳/۲ علمائے دین کی ذمہ داری ۱۵۹/۲، ۱۴۳، کا کردار و اہمیت ۴۵/۲ فاسد۔ کی اہمیت و کردار ۴۹/۲۔ کی خصوصیات ۱۰۳/۲، ۱۸۳ علمائے دین کو تنبیہ ۱۰۱/۲، ۱۳۶، ۱۴۳ نیز۔ ر۔ ک علمائے اہل کتاب، عیسائی علمائی، علمائے یہود

علمائے اہل کتاب:۔ کا اقرار ۱۰۱/۲۔ کا تجاہل عارفانہ ۱۰۱/۲۔ کو دھمکی ۱۳۰/۲۔ کا عذاب ۱۴۵/۲۔ اور انجیل ۱۴۳/۲۔ اور تورات ۱۰۱/۲، ۱۴۳۔ اور حق چھپانا ۱۳۰/۲، ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۴۳۔ اور پیامبر اسلام (ص) ۱۰۱/۲ کا علم ۱۳۳/۲۔ کی گراہی ۱۴۵/۲ نیز۔ ک قبلہ

عیسائی علماء: ۱۱۳/۲۔ کی حق کے خلاف معرکہ آرائی ۱۴۶/۲۔ اور حق چھپانا ۱۵۹/۲، ۱۴۶۔ کا علم ۱۳۳/۲۔ پر لعنت ۱۵۹/۲ نیز۔ ک قبلہ

علمائے یہود: ۱۱۳/۲۔ کی آگاہی ۴۵/۲۔ کا بدعتیں ایجاد کرنا ۴۹/۲، ۸۰۔ کی بصیرت ۴۶/۲، ۴۹۔ کا عمل تحریف ۴۵/۲، ۴۹۔ کا توجیہات گھڑنا ۴۶/۲۔ کا حق کے خلاف قیام ۱۴۶/۲۔ کا حق قبول نہ کرنا ۴۶/۲۔ کی دشمنی ۴۸/۲۔ کی دنیا طلبی ۴۹/۲۔ کی دین سازی ۴۹/۲۔ کی جاہ طلبی ۴۹/۲۔ کی توجیہات گھڑنے کی آمادگی ۴۶/۲۔ کا سوء استفادہ ۴۶/۲۔ کا شبہ پیدا کرنا ۴۹/۲۔ اور اسلام ۴۵/۲۔ اور حماقت ۴۶/۲۔ اور قرآن کریم ۴۵/۲۔ اور حق کا چھپانا ۴۶/۲، ۱۵۹، ۱۴۶۔ اور پیامبر اسلام (ص) ۱۰۱، ۴۹، ۴۶/۲۔ اور عوام ۴۵/۲۔ اور مسلمان ۴۶/۲۔ اور یہود ۴۶/۲۔ کا علم ۱۳۳/۲۔ کی ضد و ہٹ دھرمی ۴۶/۲۔ پر لعنت ۱۵۹/۲۔ کی نسل پرستی ۴۶/۲۔ کا کردار و اہمیت ۴۵/۲، ۴۹۔ نیز۔ ک قبلہ، مسلمان // علوم غریبہ (نا آشنا علوم):۔ کا نقصان ۱۰۲/۲۔ سے سوء استفادہ کرنا ۱۰۲/۲۔ کے سیکھنے والوں کو تنبیہ ۱۰۲/۲ // علیت:۔ کا نظام ۴۳/۲

عمرہ:۔ کے احکام ۱۵۸/۲۔ کی اہمیت ۱۲۵/۲۔ کے مناسک ۱۵۸/۲

عمل:۔ کے اخروی اثرات و نتائج ۱۶۴/۲۔ ناپسندیدہ۔ کے اخروی نتائج ۱۶۴/۲۔ کے نتائج ۵۰/۲، ۹۵

۱۳۳، ۱۳۹، ۱۳۱، ۱۸۹ ناپسندیدہ۔ کے نتائج ۱۶۷/۲ پسندیدہ۔ کے آداب ۱۲۷/۲ جاہلانہ۔ سے اجتناب ۶۷/۲ ناپسندیدہ۔
 سے اجتناب ۶۳/۲ میں خلوص ۵/۱ کی قدر و قیمت ۱۵۳/۲۔ کے نتائج سے پر امید ہونا ۱۸۶/۲ دوسروں کے۔ سے
 فائدہ اٹھانا ۱۳۱/۲ پسندیدہ۔ کی اہمیت ۱۲۷/۲، ۱۳۸۔ میں منطق کی اہمیت ۱۸۹/۲۔ کی اضروی جزا ۱۳۸/۲۔ کی جزا
 ۱۳۳/۲، ۱۳۱ پسندیدہ۔ کی جزا ۱۳۸/۲، ۱۵۸۔ کا حساب کتاب ۱۳۳/۲۔ کی قبولیت کی دعا ۱۲۷/۲ ناپسندیدہ۔ کی دعوت
 ۱۶۹/۲۔ میں صحیح روش ۱۸۹/۲۔ میں غیر درست روش ۱۸۹/۲۔ پسندیدہ کی آمادگی ۱۳۸/۲ اوامر الہی پر۔ ۲۱/۲، ۵۸، ۹۳
 بغیر ایمان کے۔ ۳/۲، پسندیدہ۔ ۵۱/۲، ۵۳، ۶۰، ۶۷، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۳۳، ۱۵۸، ۱۷۰، ۱۸۳ رضا کارانہ طور پر
 پسندیدہ۔ انجام دینا ۱۵۸/۲ جاہلانہ۔ ۶۷/۲ شیطانی۔ ۱۶۹/۲ ناپسندیدہ۔ ۲۷/۲، ۸۰، ۱۰۱، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۲
 ۱۸۸، میں دوام کے عوامل ۱۵۳/۲ ناپسندیدہ۔ کی سزا ۷۳/۲۔ کی قبولیت کے لئے دعا کی کیفیت ۱۲۷/۲۔ کے گواہ
 ۱۳۳/۲۔ کی جزا کا وقت ۱۳۸/۲

عمل صالح۔ کے اضروی اثرات و نتائج ۶۲/۲۔ ترک کرنے کے نتائج ۶۲/۲، ۶۵ کے اثرات و نتائج ۲۵/۲، ۶۲، ۸۲
 کی اہمیت ۶۲/۲، ۱۱۰۔ کی بقا ۱۱۰/۲ بہترین۔ ۱۱۰/۲۔ کی جزا ۲۵/۲، ۱۱۰، ۱۳۱۔ کا مجسم ہونا ۲۵/۲۔ کی آمادگی
 ۱۱۰/۲، بغیر ایمان کے۔ ۲۵/۲، ۶۲، ۸۲۔ کے معیارات ۱۰۳/۲۔ کے موارد ۸۳/۲ نیز۔ ک قیامت۔
 عمو (چچا): ۱۳۳/۲ // عواطف (احساسات): کو تحریک دینا ۱۹۵/۲۔ اور عقیدہ ۱۶۵/۲ نیز۔ ک مومنین
 عوامل طبیعی (فطری عوامل): عمل کے ۲۲/۲، ۵۰، ۶۱۔ کی اہمیت و کردار ۲۲/۲، ۷۳

عہد: وفائے۔ کے اثرات و نتائج ۳۰/۲ وفائے کی اہمیت ۲۷/۲، ۳۰، ۶۳، ۱۰۰ وفائے کی آمادگی ۳۰/۲۔ اللہ تعالیٰ
 کے ساتھ ۲۷/۲ وفائے ۳۰/۲، ۳۵، ۱۷۷ نیز۔ ک انسان، اہل کتاب، بنی اسرائیل، خدا تعالیٰ، ذکر، عہد شکن لوگ،
 عہد شکنی، یہود

عہد جدید: ر۔ ک انجیل // عہد شکن لوگ: ۸۳/۲

عہد شکنوں کی دنیا طلبی ۸۶/۲۔ کی محرومیت ۸۶/۲ نیز۔ ک قرآن کریم

عہد شکنی:۔ کے نتائج ۲۷/۲ اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ کے نتائج و اثرات ۶۳/۲۔ کی سرزنش ۲۷/۲۔ کے عوامل ۱۰۰/۲۔ اللہ
 تعالیٰ کے ساتھ ۹۹/۲، ۱۰۰۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ ک فلسفہ ۸۶/۲ اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ کی سزا ۸۵/۲، ۸۶۔ ک گناہ ۶۳/۲۔
 سے نبرد آزمائی ۱۰۰/۲۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ کے موانع

۸۵/۲_ کاناپسندیدہ ہونا ۲۴/۲ نیز_ ک بنی اسرائیل، عہد شکن لوگ، یہود

عہد عتیق: _ ک تورات // عید فطر: _ کی تکبیر ۱۸۵/۲ // عمل کا مجسم ہونا: _ ک عمل // عید قربان: _ کی تکبیر ۱۸۵/۲
// حضرت عیسیٰ ﷺ: _ کی روح القدس کے ذریعے تائید ۸۴/۲_ کو جھٹلانا ۸۴/۲_ کی نبوت کے دلائل ۸۴/۲_ کی
شریعت ۸۴/۲_ حضرت مریم ﷺ کے بیٹے ۸۴/۲_ کا واقعہ ۸۴/۲_ کی والدہ گرامی ۸۴/۲_ کا معجزہ ۸۴/۲_ کی تخلیق کی
خصوصیات ۸۴/۲_ کی خصوصیات ۸۴/۲ نیز_ ک ایمان، یہود

عیسائی: عیسائیوں کے اسلام لانے کے اثرات و نتائج ۱۱۲/۲_ کے ایمان کے نتائج و اثرات ۶۲/۲_ کی پیروی کے
نتائج ۱۳۵/۲_ کے حسد کے نتائج ۱۰۹/۲_ کی دشمنی کے نتائج ۱۳۴/۲_ کی آرزوئیں ۱۰۹/۲_ کی آنحضرت (ص) سے
آگاہی ۱۳۶/۲_ کے دعوے ۱۱۱/۲، ۱۱۳_ کا اسلام ۱۲۰/۲، سے منہ موڑنا ۱۳۵/۲_ کی افترا پروازیاں ۱۱۶/۲_ کا
عقیدتی انحراف ۱۱۳/۲_ کی انحصار طلبی ۱۱۱/۲_ کا ایمان ۱۳۶/۲_ کا بے منطق ہونا ۱۱۱/۲_ ۱۲۰ مؤمن_ کا اجر
۶۲/۲_ کی اتباع ۱۳۵/۲_ کی تبلیغ ۱۰۹/۲_ کا اسلام کے خلاف پراپیگنڈا ۱۳۴/۲_ کا عمل تحریف ۱۳۶/۲، ۱۳۰،
۱۳۵_ کا تعصب ۱۲۰/۲_ کی سعی و کوشش ۱۳۵/۲_ مسلمانوں کے خلاف_ کی کوشش ۱۳۵/۲_ کی یہودیوں پر تہمت
۱۱۳/۲_ کی رضایت حاصل کرنا ۱۲۰/۲_ صدر اسلام کے_ کا حسد ۱۰۹/۲_ کا حق قبول نہ کرنا ۱۳۵/۲_ کی خدا شناسی
۱۱۶/۲_ صدر اسلام کے_ کی خدا شناسی ۱۱۸/۲_ کی خواہشات ۱۱۸/۲_ سے دلیل طلب کرنا ۱۱۱/۲_ کی دشمنی
۱۳۵، ۱۳۴/۲_ کے شر کو دور کرنا ۱۳۴/۲_ کی دنیا طلبی ۳۱/۲_ کا دین ۶۲/۲_ کا شبہ پیدا کرنا ۱۰۹/۲_ کی آنحضرت
(ص) سے رضایت کی شرائط ۱۲۰/۲_ کی ہدایت کی شرائط ۱۳۴/۲_ کا ظلم ۱۳۰/۲_ کا عقیدہ ۱۱۱/۲، ۱۱۳، ۱۱۶، ۱۳۵،
۱۳۰، صدر اسلام کے_ کا عقیدہ ۱۱۸/۲_ کے رجحانات ۱۰۹/۲_ کی دین سے غفلت ۱۴۴/۲_ کا قبلہ ۱۳۵/۲، ۱۳۴_ کی
آسمانی کتاب ۱۲۱/۲_ کا کفر ۱۰۵/۲، ۱۳۴_ کی اخروی سزا ۱۱۳/۲_ کی ضد و ہٹ دھرمی ۱۳۵/۲_ کی ذمہ داری ۳۱/۲
، ۶۲، ۱۳۰ حق قبول نہ کرنے والے_ ۱۳۳/۲_ قیامت میں ۱۱۳/۲_ صدر اسلام کے_ ۱۲۰/۲، ۱۳۵، ۱۳۳، ۱۵۹،
_ مؤمن ۱۲۱/۲_ اسلام پر ایمان لانے والے_ ۱۲۱/۲ قرآن کریم پہ ایمان لانے والے_ اور حضرت

ابراہیم ﷺ ۱۳۰/۲_ اور مسلمانوں کا مرتد ہونا ۱۰۹/۲_ اور اسباط ۱۳۰/۲_ اور حضرت اسحاق ﷺ ۱۳۰/۲_ اور
اسلام ۱۰۹/۲، ۱۲۰_ اور حضرت اسماعیل ﷺ ۱۳۰/۲_ اور انجیل ۳۱/۲_ اور بہشت ۱۱۹/۲_ اور مسجد کو گرانا
۱۱۳/۲_ اور تورات ۳۱/۲_ اور حقانیت پیامبر اکرم (ص) ۱۱۸/۲_ اور دین حضرت ابراہیم ﷺ ۱۳۰/۲_ اور دین

اسباط ۱۳۰/۲_ اور دین حضرت اسحاق ؑ ۱۳۰/۲_ اور دین حضرت اسماعیل ؑ ۱۳۰/۲_ اور دین حضرت یعقوب ؑ ۱۳۰/۲_ اور قبلہ ۱۴۴/۲_ اور یہودیوں کا قبلہ ۱۳۵/۲ اور قرآن کریم ۳۱/۲، ۱۰۹_ اور حق چھپانا ۳۲/۲_ ۱۳۰_ اور مومنین ۱۳۵/۲_ اور آنحضرت (ص) ۱۳۵/۲_ اور مسلمان ۱۰۵/۲، ۱۰۹، ۱۱۱_ اور صدر اسلام کے مسلمان ۱۳۴/۲_ اور ہدایت ۱۳۵/۲_ اور حضرت یعقوب ؑ ۱۳۰/۲_ اور یہودیت ۱۱۳/۲_ اور ہدایت قبول نہ کرنا ۱۲۰/۲_ کا جھگڑنا ۱۴۴/۲_ سے معاہدہ ۱۲۰/۲_ کی عدم رضایت ۱۰۵/۲_ کی ہوا و ہوس ۱۲۰/۲، ۱۳۵

نیز ر_ک عیسائی علمائے، قبلہ، پیامبر اسلام (ص)، مسلمان، یہود عیسائیت: _کی پیروی کے نتائج و اثرات ۱۲۰/۲_ کی تعلیمات گڈڈ کرنا ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۵/۲_ کا انحراف ۱۲۰/۲_ کا بطلان ۱۱۳/۲_ کی پیروی ۱۲۰/۲، ۱۳۵_ کی تحریف ۱۲۰/۲، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۵_ کی تصدیق ۱۱۳/۲_ کی حقانیت ۱۱۳/۲_ رسمی ہونا ۶۲/۲_ کی کمزوری ۱۲۰/۲_ کی پیروی کی سزا ۱۲۰/۲_ اور شرک ۱۳۵/۲_ اور ہدایت ۱۳۵/۲_ کا سرچشمہ ۱۲۰/۲_ نیز ر_ک حضرت ابراہیم ؑ، عیسائی علماء، پیامبر اسلام (ص)، مشرکین، یہود

غ

غریزہ جنسی: _کا توازن ۱۸۴/۲_ کی طاقت ۱۸۴/۲ // غسل: _کے احکام ۱۸۴/۲_ نیز ر_ک جنابت، ماہ رمضان غصب: _کا جرم ۱۸۸/۲_ کی حرمت کا واضح ہونا ۱۸۸/۲_ نیز ر_ک بیت المال غفلت: _اللہ تعالیٰ سے _کے نتائج ۱۵۲/۲_ سے اجتناب ۱۵۲/۲_ کو دور کرنے کی آمادگی ۱۵۳/۲_ اللہ تعالیٰ سے _کی سرزنش ۱۱۳/۲_ قدرت الہی سے ۱۶۵/۲_ نیز ر_ک خدا تعالیٰ، ظالمین، عیسائی، یہود غلطی: _سے مراد ۸۱/۲ // خلافت: ر_ک حضرت آدم ؑ، انسان، ملائکہ // خلقت: ر_ک موارد خاص خلیفہ الہی: ۳۰/۲، ۳۳ // غلام: _کی آزادی ۱۴۴/۲_ نیز ر_ک قصاص // غم: _کے اسباب ۶۲/۲_ کے موانع ۶۲/۲، ۱۱۲_ نیز ر_ک قیامت، مومنین، محسنین (نیک لوگ)، مشرکین_ غیب: _کے موارد ۳/۲_ نیز ر_ک آفرینش (کائنات)، مومنین

ف

فاسقین: ۲۴/۲_ کا زیاں کار ہونا ۲۴/۲_ کا دنیاوی عذاب ۵۹/۲_ کی گمراہی کے عوائل ۲۶/۲_ اور قرآن کریم ۹۹/۲_ اور قرآنی مثالیں ۲۶/۲_ کا کفر ۹۹/۲_ نیز ک بنی اسرائیل، فسق حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا): کی تسبیحات ۱۵۲/۲_ فتنہ: سے نبرد آزمائی ۱۹۳/۲_ فجر: ۱۸۴/۲_ طلوع_ میں شک ۱۸۴/۲_ طلوع_ سے مراد ۱۸۴/۲_ طلوع_ کا وقت ۱۸۴/۲_ طلوع_ پہ یقین ۱۸۴/۲_ فدیہ: میں رغبت ۱۸۳/۲_ کے مصارف ۱۸۳/۲_ نیز ک اسیر، بنی اسرائیل، روزہ، قیامت فرد: کی مصلحتیں ۱۴۹/۲_ فرعون: کی خونریزی ۳۹/۲_ نیز ک آل فرعون، فرعونیان (لشکر فرعون) فرقان: سے مراد ۱۸۵/۲_ نیز حضرت موسیٰ ﷺ فساد: کے عوائل ۱۱/۲_ سے نبرد آزمائی ۱۹۳/۲_ نیز ک جامعہ (معاشرہ)، جامعہ دینی (دینی معاشرہ) قسم: زوجہ کو طلاق دینے کی ۱۶۸/۲_ جھوٹی ۱۸۸/۲_ قیادت: کی اہمیت ۲۵/۲، ۱۲۳_ کا ایمان ۱۲۳/۲_ اور ظلم ۱۲۳/۲_ کی شرائط ۱۲۳/۲_ کا عدل ۱۲۳/۲_ نیز ک امامت، ظالمین، گروہی اجتماعی (معاشرتی گروپ) قضاوت: کے احکام ۱۸۸/۲_ رشوت کے ساتھ ۱۸۸/۲_ کا بے اعتبار ہونا ۱۸۸/۲_ کا گناہ ۱۸۸/۲_ نیز ک خدا تعالیٰ، قیامت

فسق:۔ کئے اثرات و نتائج ۲/۲۶، ۹۹، ۱۰۳۔ کی سزا ۲/۵۹۔ کئے موارد ۲/۲۴، ۹۹۔ کی علامتیں ۲/۹۹ نیز۔ ک بنی اسرائیل، (نسلی تعصب) تبعیض نادی، حسد، دنیا طلبی، فاسقین، قرآن کریم، پیامبر اسلام (ص)، مفسدین، ہوس پرستی، یہود،

فضل الہی:۔ جن افراد کے شامل حال ہوتا ہے ۲/۶۳

(فطرت):۔ کی خدا شناسی ۲/۴۳۔ کی خشیت (خوف) ۲/۴۳۔ کا شعور ۲/۴۳۔ میں تغیرات کا سرچشمہ ۲/۴۳ نیز۔ ک تفکر

طغیان (سرکشی):۔ ک منافقین

طغیان گران (سرکش لوگ):۔ سرکشوں کو مہلت ۲/۱۵

طلاق:۔ ک سوگند (قسم)

فقر:۔ کی حالت میں ایمان کی حفاظت ۲/۱۴۴۔ کی حالت میں صبر ۲/۱۴۴۔ کئے عوامل ۲/۶۱ نیز۔ ک بنی اسرائیل، ترس (خوف)

فکر:۔ اور عمل کا تناسب ۲/۱۵۳ صحیح۔ کئے معیارات ۲/۶۳

ق

قاتل:۔ کی امداد سے پرہیز ۲/۸۵۔ کی ماہیت افشا کرنا ۲/۴۲۔ کی امداد ۲/۸۵ مقتول کئے ورثاء سے۔ کا رویہ ۲/۱۴۸۔ کی بخشش ۲/۱۴۸ دیت لینے کئے بعد۔ کو قتل کرنا ۲/۱۴۸۔ کو بخشنے کئے بعد قتل کرنا ۲/۱۴۸۔ کی ماہیت ظاہر کرنے کی کیفیت ۲/۴۰، ۴۳۔ کی ذمہ داری ۲/۱۴۸ نیز۔ ک قصاص

قاضی:۔ کو رشوت دینا ۲/۱۸۸ ظالم۔ کو رشوت دینا ۲/۱۸۸۔ کی رشوت خواری ۲/۱۸۸۔ کا کردار ۲/۱۸۸

قانون: غیر مذہبی قوانین کی پیروی ۲/۱۲۰، ۱۳۵، قوانین کے فلسفے کو بیان کرنا ۲/۱۸۳۔ کو ماضی کی طرف لوٹانا ۲/۱۳۳،

۱۸۴۔ عالمانہ قوانین ۲/۱۳۵ واجب الاتباع قوانین کئے معیارات ۲/۱۳۵ نسخ قوانین کا منبع ۲/۱۳۳ وضع قوانین کا منبع

۲/۱۳۳ بشری قوانین کی خصوصیات ۲/۱۳۴ دینی قوانین کی خصوصیات ۲/۱۴۳، ۱۴۸

نیز۔ ک عرف عام، قانون گزاران (قانون بانے والے) قانون گزاری (قانون سازی)، بین الاقوامی قوانین، سزا

قانون وضع کرنیوالے: کی ذمہ داری ۲/۱۸۳

قانونگذاری (قانون سازی) - کی شرائط ۱۴۳/۲ - کا سرچشمہ ۱۴۳/۲

قبلہ :- کئے بدلنے کے اثرات ۱۳۳/۲، ۱۵۰۔ کئے احکام ۱۳۳/۲، ۱۳۹، ۱۵۰۔ کئے بدلنے پر اعتراضات ۱۳۲/۲۔ کا بدلنا اور اہل کتاب ۱۳۳/۲، ۱۳۶۔ کئے بدلنے کی اہمیت ۱۵۰/۲، ۱۵۲۔ کی اہمیت ۱۴۴/۲۔ کئے تبدیل ہونے کی بشارت ۱۳۳/۲۔ کا تبدیل کرنا ۱۳۲/۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۵۲، ۱۵۳۔ کا تبدیل ہونا ۱۵۰/۲۔ انجیل میں۔ کا تبدیل ہونا ۱۳۳/۲، ۱۳۶۔ تورات میں۔ کا تبدیل ہونا ۱۳۳/۲، ۱۳۶۔ آسمانی کتابوں میں۔ کا تبدیل ہونا ۱۳۳/۲۔ کی سمت ۱۳۳/۲، ۱۳۹، ۱۵۰۔ کئے تبدیل ہونے کا حق ہونا ۱۳۳/۲، ۱۳۶، ۱۳۷۔ مسلمانوں کے۔ کی حقانیت ۱۳۶/۲۔ دشمن اور تبدیلی ۱۳۲/۲۔ تبدیلی قبلہ کے بارے میں گفتگو ۱۳۸/۲۔ احمق لوگ اور تبدیلی ۱۳۲/۲۔ تبدیلی کا عالمانہ ہونا ۱۳۵/۲۔ علمائے اہل کتاب اور تبدیلی ۱۳۳/۲۔ عیسائیت کے علماء اور تبدیلی ۱۳۳/۲۔ علمائے یہود اور تبدیلی ۱۳۳/۲۔ تبدیلی کے عوامل ۱۳۳/۲۔ تبدیلی کا فلسفہ ۱۳۳/۲، ۱۳۴۔ امتوں کا ۱۳۸/۲۔ مسلمانوں کا۔ اول ۱۳۲/۲۔ اہل حرم کا ۱۵۰/۲۔ اہل کتاب کا ۱۳۵/۲۔ پیامبر اسلام (ص) کا ۱۵۰/۲۔ اہل مسجد الحرام کا ۱۵۰/۲۔ اہل مکہ کا ۱۵۰/۲۔ مکہ سے دور رہنے والوں کا ۱۵۰/۲۔ مسلمانوں کا ۱۳۳/۲، ۱۳۹، ۱۴۰۔ کئے بارے بحث و مجادلہ ۱۳۸/۲۔ پیامبر اسلام (ص) اور تبدیلی ۱۳۳/۲۔ مسلمان اور تبدیلی ۱۳۳/۲۔ عیسائی اور تبدیلی ۱۳۳/۲، ۱۳۷۔ کا معیار ۱۳۲/۲۔ کئے تعین کا منبع ۱۳۳/۲، ۱۳۸، ۱۳۹۔ تبدیلی کا منبع ۱۳۳/۲، ۱۳۵، ۱۳۸۔ ہدایت یافتہ افراد اور تبدیلی ۱۳۳/۲۔ تبدیلی کی نعمت ۱۵۱/۲، ۱۵۲۔ تبدیلی کا وحی ہونا ۱۳۵/۲۔ یہود اور تبدیلی ۱۳۳/۲، ۱۳۷۔ نیز۔ ک بیت المقدس، کعبہ، مسجد الحرام، عیسائی، نماز، یہود قتل :- کئے تکرار کے اثرات ۱۴۸/۲۔ کئے نتائج ۱۴۸/۲۔ سے پرہیز ۸۳/۲، ۸۵۔ کا جرم ۱۴۸/۲، ۱۹۱۔ معاف کرنے کے بعد جرم ۱۴۸/۲۔ جائز ۱۴۸/۲، ۱۹۱۔ ناجائز ۱۹۲/۲۔ فحش شدہ گائے کے ساتھ۔ کا انکشاف ۶۸/۲، ۶۹، ۷۰، ۷۳۔ کی سزا ۸۵/۲۔ کا گناہ ۳۰/۲۔ معاف کرنے کے بعد کی سزا ۱۴۸/۲۔ میں اعانت ۸۵/۲۔ کے موانع ۱۴۹/۲۔

نیز رک انبیاء ﷺ، بنی اسرائیل، حرم، دین دار لوگ، دیت، رہبران (قائدین)، کفار، مومنین، پیامبر اسلام (ص)، مرتد، مسجد الحرام، یہود

قدرت :- کئے اثرات و نتائج ۱۶۵/۲ باطل کی اتباع ۱۶۶/۲ بدنی ۶۳/۲ غیر خدا کی ۱۶۵/۲_ قلب ۶۳/۲_ کا منبع ۱۶۵/۲ نیز ک انسان، اولو الالباب، بنی اسرائیل، تکلیف شرعی، خدا تعالیٰ، روزہ، عفو (بخشش)، غریزہ جنسی، باطل معبود، ملائکہ

قرآن کریم:۔ سے منہ موڑنے کے نتائج ۱۲۱/۲۔ کو جھٹلانے کے اثرات و نتائج ۴/۲۔ کی آیات کے نسخ ہونے کے نتائج ۱۰۸/۲۔ کی محکم آیات ۱۸۵/۲۔ کا استحکام ۲/۲۔ سیکھنے کی اہمیت ۱۵۱/۲۔ کی قدر و منزلت ۸۹/۲۔ کا گمراہ کرنا ۲۴/۲۔ کی مثالوں کا گمراہ کرنا ۲۶/۲۔ کا معجزہ ۲۳/۲۔ کو جھٹلانے والوں کو ڈرانا ۶/۲۔ کے اہداف ۱۱۴، ۳/۲۔ کی پیروی کی اہمیت ۱۴۰/۲۔ کی بشارت ۹۴/۲۔ کی بینات (واضح دلیلیں) ۱۸۵، ۹۹/۲۔ کی پیشین گوئی ۲۳/۲، ۹۱، ۹۶، ۱۰۰، ۱۱۳، ۱۳۲، ۱۳۵۔ کی تاریخ ۲۳، ۲/۲۔ کی اتباع ۱۴۰، ۱۲۲، ۳۴، ۳۰/۲۔ کے خلاف پراپیگنڈا ۱۰۹/۲۔ کا مقابلے کی دعوت دینا (للا کرنا) ۲۳/۲۔ میں تحریف کرنے والے ۴۵/۲۔ کی معنوی تحریف ۴۵/۲۔ کی ترتیب و تدوین ۲/۲۔ کا تردید ناپذیر ہونا ۲۳، ۲/۲۔ کی تشبیہات ۱۸/۲، ۱۹، ۴۳، ۱۳۶۔ کی تصدیق ۱۳۰/۲۔ کی تعلیمات ۱۸۵، ۹۹/۲۔ کی تعلیم دینا ۱۵۱/۲۔ کو جھٹلانا ۹۹/۲۔ کی تلاوت ۳/۲۔ ترتیل کے ساتھ۔ کی تلاوت ۱۲۱/۲۔ کی تلاوت کرنے والے ۱۲۱/۲۔ کا منظر ہونا ۲۳، ۲/۲۔ کی تنظیم ۲۳/۲۔ کی ناسخ آیات کا قائم مقام ہونا ۱۰۶/۲۔ کا عالمی ہونا (۱۸۵/۲)، ۱۸۴۔ پر پردہ ڈالنے کی حرمت ۳۲/۲۔ کی حقانیت ۲۳، ۲/۲، ۹۱۔ کی مثالوں کی حقانیت ۲۶/۲۔ کو جھٹلانے والوں کے دلوں پر مہر لگنا ۴/۲۔ کو جھٹلانے والوں کا کذب ۲۳/۲۔ کی دعوت دینا ۹۱/۲۔ کے استحکام کے دلائل ۲/۲۔ کی اتباع کے دلائل ۱۴۰/۲۔ کی حقانیت کے دلائل ۲۳، ۲/۲، ۹۱، ۹۹۔ کے وحی ہونے کے دلائل ۲۳/۲۔ کو جھٹلانے والوں کی ذلت و خواری ۹۰/۲۔ کا رحمت ہونا ۱/۱۔ کی روش بیان ۱۵۳/۲۔ کا سورہ سورہ ہونا ۲۳/۲۔ کا آغاز ۱/۱۔ میں شک ۲۳/۲۔ قرآنی قصوں سے عبرت ۱۲۱/۲۔ کو جھٹلانے والوں کا عذاب ۹۰/۲، ۱۲۳، کی عظمت ۲/۲، ۸۹۔ پہ عمل ۱۲۱/۲۔ سے منہ موڑنے کے عوائل ۱۴۰/۲۔ کو جھٹلانے والوں کا فسق ۹۹/۲۔ کی فضیلت ۶/۱۔ قرآنی قصوں کا فلسفہ ۴۳/۲۔ قرآنی مثالوں کا فلسفہ ۲۶/۲۔ مثالوں کے فوائد ۲۶/۲۔ کا فہم ۱۲۱/۲۔ کی مثالوں کا ادراک ۲۶/۲۔ آسمانی کتابوں میں سے ۲۳/۲، انجیل میں ۱۲۱، ۳۳/۲۔ تورات میں ۱۲۱، ۸۹، ۳۳/۲۔ آسمانی کتابوں میں ۳۲/۲۔ اور انجیل ۲/۳۱۔ اور بنی اسرائیل ۳۴، ۳۰/۲۔ اور تورات ۳۱/۲، ۸۹، ۹۴۔ اور عہد شکن لوگ ۲۴/۲۔ اور آسمانی کتابیں ۳۱/۲۔ اور متقین ۲/۲۔ اور مخالفین ۱۴۰/۲۔ اور مفسدین ۲۴/۲۔ اور منافقین ۱۹/۲۔ کے کافر ۳۸/۲۔ کی کتابت ۲/۲۔ کی حقانیت کو چھپانا ۳۲/۲۔ کو جھٹلانے والوں کا بہرہ پن ۴/۲۔ کو جھٹلانے والوں کا کفر ۶/۲۔ کا کمال ۲/۲۔ کو جھٹلانے والوں کا اندھا پن ۴/۲۔ کے فزول کی کیفیت ۹۴/۲۔ کی گواہی ۹۴، ۹۱/۲۔ پہ ایمان لانے والے ۱۲۱/۲۔ کے مشابہات ۱/۲۔ قرآنی مثالیں ۱۴/۲، ۲۶، ۱۴۱۔ کے مخاطبین ۳۰/۲، ۳۴، ۱۲۲، ۱۶۸، ۱۸۵، ۱۸۴۔

سے مراد ۱۸۵/۲ قرآنی سورتوں کا معجزہ ۲۳/۲ کا معجزہ ۲۳/۲، کو جھٹلانے والے ۲۳/۲ کو جھٹلانے والے جہنم میں ۲۳/۲ کے وحی ہونے کی تکذیب کرنے والے ۲۳/۲ پر اعتراض کرنے کا منبع ۲۶/۲ کا سرچشمہ ۱/۱، ۳۱/۲ قرآنی مثالوں کا منبع ۲۶/۲ کی پیروی میں رکاوٹیں ۱۴۰/۲ کا نزول ۲۳/۲، ۹۴ آیات کا نسخ ۱۰۶/۲ میں نسخ ۱۰۶/۲، ۱۰۹، ۱۴۰، کا کردار و اہمیت ۲/۲، ۳، ۱۹، ۲۳، ۲۳، ۳۱، ۹۴، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۸۵ کا وحی ہونا ۲۳/۲، ۴۵، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۱۴۰، ۱۴۶ قرآنی مثالوں کا وحی ہونا ۲۶/۲ کی خصوصیات ۱/۱، ۲/۲، ۶، ۱۹، ۲۳، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۱۸۵ کو جھٹلانے والوں کی خصوصیات ۲/۲، ۶ کی ہدایت کی خصوصیات ۲/۲، ۱۸۵ کا ہدایت کرنا ۲/۲، ۳، ۶، ۹۴، ۱۲۰، ۱۴۴، ۱۸۵ قرآنی مثالوں کا ہدایت کرنا ۲۶/۲ کی مثل بنانا ۲۳/۲، ۲۳، ۲۶ نیز ک ادیان، ایمان، بنی اسرائیل، تورات، روزہ، علمائے یہود، فاسقین، کافر، کفر، مومنین، ماہ رمضان، عیسائی، منافقین، منخرقین، یہود

قربانی: ر ک بت

قرض: کے احکام ۱۸۸/۲ ادا کرنے کی اہمیت ۱۸۸/۲

قریش: اور پیامبر اسلام (ص) ۱۱۳/۲ میں قمار ۱۸۸/۲

قساوت: ر ک قلب

قصاص: کے اثرات ۱۴۹/۲ کے احکام ۱۴۸/۲، ۱۸۴ قانون کا اصل ہونا ۱۴۹/۲ پہ عمل پیرا ہونے کی اہمیت ۱۴۸/۲ کی اہمیت ۱۴۸/۲، ۱۸۴ کا دیت میں تبدیل ہونا ۱۴۸/۲ قانون کی تشریح ۱۴۹/۲ میں تخفیف ۱۴۸/۲ میں مذکر مؤنث کا تفاوت ۱۴۸/۲ کا ساقط ہونا ۱۴۸/۲ کی شرائط ۱۴۸/۲ سے معافی ۱۴۸/۲، ۱۴۹ کا عمومی ہونا ۱۴۸/۲ کا فلسفہ ۱۴۹/۲ غلام کا ۱۴۸/۲ آزاد کا ۱۴۸/۲ کی حد توڑنا ۱۹۳/۲ عورت کا ۱۴۸/۲ قاتل کا ۱۴۸/۲ مرد کا ۱۴۸/۲ حکم کا حتمی ہونا ۱۴۸/۲ کے اجراء کا ذمہ دار ۱۴۸/۲ معاف کرنے کا دائرہ ۱۴۹/۲ میں مماثلت ۱۴۸/۲ کے موارد ۱۴۸/۲ قانون کی خصوصیات ۱۴۸/۲ نیز ر ک حقوق، مقتول

قضا و قدر: ۱۱۴/۲، ۱۸۴

قلب: بیماری کے اثرات ۱۰/۲، ۱۱، ۱۲، ۱۳ کے حجاب کے اثرات و نتائج ۸۸/۲ پر مہر کے نتائج ۴/۲ قساوت کے اثرات ۴۳/۲، ۴۵ کی خشیت (خوف) ۴۳/۲ بیماری کے بڑھنے کے اسباب و عوامل ۱۱/۲، ۱۰، بیماری کے عوامل ۱۰/۲ پر پردے کے عوامل ۸۸/۲ قساوت کے عوامل ۴۳/۲ کے فوائد ۴/۲ قساوت کے

درجات ۴۳/۲ بیماری۔ کمی علامتیں ۱۱/۲ قساوت۔ کمی علامتیں ۴۳/۲۔ سلیم کی علامتیں ۴۳/۲۔ کمی اہمیت و کردار ۴۳/۲

تقار:۔ سے نہی ۱۸۸/۲ نیز۔ ک قریش

فقہی قواعد: عسر و حرج کی نفی کا قاعدہ و قانون ۱۸۳/۲، ۱۸۵

قیامت:۔ کو جھٹلانے کے نتائج ۶۲/۲۔ کمے بارے میں بحث و مباحثہ ۴۶/۲۔ میں احساسات ۱۶۴/۲۔ میں اعداد ۳۸/۲، ۱۲۳۔ میں انتقام ۱۶۴/۲۔ میں صزن و اندوہ ۱۱۲/۲۔ کمی ہولناکیاں ۳۸/۲، ۱۱۲، ۱۲۳۔ کا برپا ہونا ۳/۱، ۱۳۸/۲۔ میں اجر ۳/۱۔ میں عمل کا مجسم ہونا ۱۱۰/۲، ۱۶۴۔ کا حکمران ۳/۱۔ میں حساب کتاب ۳/۱۔ میں حشر نشر ۴۳/۲۔ میں رشتہ داری ۱۳۳/۲، ۱۳۱۔ میں شفاعت ۳۸/۲، ۱۲۳۔ میں حقائق کا ظاہر ہونا ۱۱۳/۲، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷۔ میں عمل صالح کا ظاہر ہونا ۱۱۰/۲۔ کے عذاب ۸۵/۲ کی عظمت ۱۲۳/۲۔ میں صزن و اندوہ کے اسباب ۱۶۴/۲۔ میں حسرت کے عوامل ۱۶۴/۲۔ میں فدیہ ۳۸/۲، ۱۲۳۔ میں قاضی ۱۱۳/۲۔ میں قضاوت ۱۱۳/۲۔ میں اسباب کا منقطع ہونا ۱۶۶/۲۔ میں روابط کا منقطع ہونا ۱۶۶/۲۔ میں رجحانات کا منقطع ہونا ۱۶۶/۲۔ میں سزا ۳/۱۔ میں مؤاخذہ ۴۶/۲۔ یہ ایمان لانے والے ۹۵/۲۔ کا مالک ۳/۱، ۵۔ میں معاملہ ۱۲۳/۲۔ میں بچاؤ ۱۲۳/۲۔ میں صزن و اندوہ سے نجات ۱۱۲/۲۔ میں خوف سے نجات ۱۱۲/۲۔ میں سزاؤں کا نظام ۳۸/۲۔ کمی خصوصیات ۳/۱، ۳۸/۲، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۲۳، ۱۳۸، ۱۶۴۔ نیز۔ ک آخرت، ادیان، امتیں، انسان، ایمان، برگزیدہ انسان، بندگان خدا، حق، دین فروش لوگ، ذکر، رہبران (قائدین) صالحین، عصیان گمران (نافرمان لوگ) عقیدہ، علمائے کفار، کفر، مؤمنین، مخلصین، عیسائی، مشرکین، مہتدین (ہدایت یافتہ لوگ)، نماز، یہود

ک

کائنات:۔ کی خلقت کا آغاز ۱۱۴/۲۔ آیات الہی میں سے ہے ۱۱۵/۲۔ کے حقائق کا ادراک ۱۵۳/۲۔ کا مطیع و خاضع ہونا ۱۱۶/۲۔ کا انتظام ۲/۱، ۵، ۳۔ کے عوامل کی تدبیر امور ۲/۱۔ کا تکامل ۲/۱۔ کا حاکم ۶۵/۲، ۱۱۶، ۱۰۴۔ کا تحرک ۲/۱۔ کے حقائق ۱۵۳/۲۔ کا خالق ۱۶۳/۲۔ کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ ۱۱۶/۲۔ کا حسن ۲/۱۔ کا شعور ۱۱۶/۲۔ کی عبادت ۱۱۶/۲۔ کے مختلف عوامل ۱/۳، ۲، ۱۳۱۔ کا غیب ۳/۲، ۳۳۔ کا مالک ۲/۱، ۱۱۶، ۱۱۵۔

کے عوالم کا منتظم ۱۳۱/۲ _ کے تغیرات کا سرچشمہ ۵۵/۲، ۱۶۳ _ نظام ۲۲/۲، ۱۶۳، ۱۸۴ _ کا بامد ف ہونا ۲۲/۲،
 ۱۶۳ _ کے اجزاء کی ہم آہنگی ۱۶۳/۲ _ نیز _ ک تعقل اور مطالعہ
 کام: _ کے آداب ۱/۱ _ میں بسملہ ۱/۱ _ میں بسملہ کا فلسفہ ۱/۱ نیز _ ک بسملہ، شنبہ (ہفتہ)
 کان: _ کے حجاب کے عوالم ۴/۲ _ کے فوائد ۴/۲
 گوشت: _ ک خوک (خنزیر)

کفار: ۶/۲، ۸، ۱۹، ۳۳، ۹۸، ۹۰، ۹۹، ۱۰۳، ۱۰۵ _ محارب _ کی بخشش ۱۹۲/۲ _ کا فساد پھیلانے سے درست بردار ہونا
 ۱۹۳/۲ _ کا کفر سے دست بردار ہونا ۱۹۳/۲ _ کا فساد پھیلانا ۱۹۱/۲، ۱۹۳ _ کے دنیاوی وسائل ۱۲۶/۲ _ کوڈرانا ۶/۲
 محارب _ کا ایمان ۱۹۲/۲ بدترین ۳۱/۲ _ کی مثال ۱۴۱/۲ _ کے لئے عذاب کا حتمی ہونا ۳۸/۲ _ کے ساتھ اچھا
 برتاؤ ۹۳/۲ _ کی رفاہ و آسائش ۱۲۶/۲ _ سے نبرد آزما کی روش ۱۱۳/۲ _ کا زیاں کار ہونا ۱۲۱/۲ _ محارب _ کا ظلم
 ۱۹۳/۲ _ کا عجز ۲۶/۲، ۱۴۱ _ کا اضروی عذاب ۲۳/۲، ۱۲۳، ۱۶۲ _ کا برزخی عذاب ۱۶۲/۲ _ کا عذاب ۴/۲، ۱۰۳
 صدر اسلام کے _ کا عقیدہ ۲۹۳/۲ _ کا انجام ۲۳/۲، ۱۱۹ _ محارب _ کا قتل ۱۹۱/۲ _ اللہ تعالیٰ کی قدرت و تسلط میں ۱۹/۲
 _ جہنم میں _ ۲۳/۲، ۳۹، ۱۱۹، ۱۲۶ _ قیامت میں ۳۸/۲، ۱۶۲ _ مکہ میں ۱۲۶/۲ حضرت آدم ؑ کے زمانے میں
 ۳۳/۲ صدر اسلام کے ۶/۲، ۱۱۳ _ صدر اسلام کے _ اور مسلمان ۱۱۳/۲ _ اور حق بینی ۱۴۱/۲ _ اور حق کی سماعت
 ۱۴۱/۲ _ اور حق گوئی ۱۴۱/۲ _ اور انبیاء ؑ کی دعوت ۱۴۱/۲ _ اور پیامبر اسلام (ص) کی دعوت ۱۴۱/۲ _ اور فہم
 دین ۱۴۱/۲ _ اور قرآنی مثالیں ۲۶/۲ _ اور مسلمان ۱۰۵/۲ _ کا ہدایت قبول نہ کرنا ۶/۲ _

کا بہرہ پن ۱۵۱/۲_ کا اندھا پن ۱۵۱/۲_ کی سزا ۱۲۶/۲ محارب_ کی سزا ۱۹۱/۲ قیامت میں_ کا بتلا ہونا ۱۲۳/۲_ کا گونگا پن ۱۵۱/۲_ پر لعنت ۱۶۱/۲، ۱۶۲ حق قبول نہ کرنے والے_ پر لعنت ۸۹/۲ محارب_ کا مؤاخذہ ۱۹۲/۲ محارب_ کے سات معرکہ آرائی ۱۹۳/۲ محارب_ کی سزائیں ۱۹۱/۲_ کی اضروی محرومیت ۱۶۲/۲_ کی نعمت سے محرومیت ۱۲۶/۲_ کا مغضوب ہونا ۹۰/۲_ کی نارضاقتی ۱۰۵/۲_ کی نافہمی ۱۵۱/۲_ کی نعمتیں ۱۲۶/۲_ کی خصوصیات ۱۵۱/۲_ نیز_ ک آتش بس (جنگ بندی)، جہاد، دشمنی، مسجد

کفار مکہ: _ کا محروم ہونا ۱۲۶/۲ نیز_ ک حضرت ابراہیم ؑ

کافور: _ کا درخت ۳۵/۲

کتاب: _ کی تاریخ ۷۹/۲

کتابت: صدر اسلام میں_ ۷۹/۲ نیز_ ک قرآن کریم

کمانا: _ کے احکام ۱۵۳/۲ ناجائز کمائی کا حرام ہونا ۱۵۳/۲_ بدعت کے ذریعے ۷۹/۲_ جھوٹ کے ساتھ ۱۸۸/۲

دینبنا کر ۷۹/۲_ محرمات کے ذریعے ۷۹/۲ کمائی کا بے قیمت ہونا ۷۹/۲ حرام_ ۷۹/۲ ناجائز کمائی کی سزا ۱۵۳/۲

کشتی: _ کا دریا میں چلنا ۱۶۳/۲ جہاز رانی کے فوائد ۱۶۳/۲

کفر: _ سے پرہیز کے اثرات ۱۲۳/۲_ کے نتائج ۶/۲، ۲۳، ۸۸، ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۶۱ آیات الہی سے_ کے نتائج ۱۶۱/۲

انبیاء ؑ کے کفر کے نتائج ۱۳۷/۲ تورات سے_ کے نتائج ۹۰/۲ اللہ تعالیٰ کے_ کے نتائج ۶۲/۲ قرآن کریم کے_

کے نتائج ۳۱/۲، ۶۵، ۸۹، ۱۲۱، ۹۰، ۱۳۷ پیامبر اسلام (ص) کے_ کے نتائج ۸۹/۲، ۱۲۱، ۹۰ قرآن کریم سے_ کا

اجتناب ۳۱/۲ کی اقسام ۱۵۲/۲ کا بے منطق ہونا ۲۸/۲، ۲۹ قرآن کریم سے۔ کے پرہیز کے دلائل ۹۰/۲۔ کی آمادگی ۶۱/۲، ۹۰، ۱۰۲، ۱۰۸۔ سے پرہیز کے عوائل ۱۵۳/۲۔ کے عوائل ۳۳/۲ آیات الہی کے۔ کے عوائل ۹۹/۲ قرآن کریم کے۔ کے عوائل ۹۹/۲ قرآن کریم کے۔ کا فلسفہ ۳۱/۲، آیات الہی کا ۶۱/۲ اسلام کا ۱۳۴/۲ انبیاء ﷺ کا۔ ۹۳/۲، ۱۰۰، ۱۳۶۔ قرآن کریم کے بعض حصے کا ۸۵/۲ تورات کا ۹۰/۲، اللہ تعالیٰ کا ۶/۲، ۲۸، ۲۹ قرآن کریم کا۔ ۳۱/۲، ۳۵، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۹، ۱۰۰، ۱۳۴، ۱۴۱ قیامت کا ۸۹/۲، ۱۰۰ آسمانی کتابوں کا ۳۱/۲، ۸۵، ۹۳، ۱۰۰۔ حضرت موسیٰ ﷺ کا ۵۵/۲ حضرت محمد (ص) ۸۹/۲، ۱۰۰ پیامبر اسلام کے۔ کی سزا ۸۱/۲، ۱۰۳ اللہ تعالیٰ کے۔ کی سزا ۱۲۶/۲ قیامت کے۔ کی سزا ۱۲۶/۲۔ کے درجات ۶/۲۔ کا مفہوم ۶/۲۔ کے موارد ۱۰۲/۲، ۱۶۱۔ کی رکاوٹیں ۲۱/۲، ۳۵۔ کے موجبات ۸۵/۲، ۹۸، ۱۰۳۔

کفران:۔ نعمت کے نتائج ۵۴/۲، ۱۵۲۔ نعمت سے پرہیز ۱۵۲/۲۔ نعمت ۵۱/۲، ۵۶، ۵۷، ۶۱، ۱۵۲ نیز۔ ک بنی اسرائیل

کمال:۔ کا منبع ۲/۱ نیز۔ ک انسان، قرآن کریم

کور (اندھا):۔ ر۔ ک تشبیہات کوری (اندھاپن):۔ ر۔ ک قرآن کریم، کفار، منافقین

کامیابی:۔ کے طریقہ کا بیان ۱۵۵/۲۔ کے عوائل کا بیان ۱۵۵/۲۔ کے عوائل ۳۵/۲، ۱۵۳، ۱۸۹ نیز۔ ک حضرت ابراہیم ﷺ، بنی اسرائیل، مومنین

کمر دار:۔ کی بنیادیں ۵/۱، ۲۱/۲، ۶۲، ۶۳، ۹۱، ۹۳، ۱۳۸۔ کے صحیح رکھنے کے معیارات ۶۳/۲، ۹۳ پسندیدہ۔ کے معیارات ۱۰۲/۲ ناپسندیدہ۔ کے معیارات ۱۰۲/۲

کھائی جانے والی اشیاء یا غذائیں:۔ صرام۔ سے اجتناب ۵۴/۲۔ کے احکام ۱۴۲/۲، ۱۴۳ پاکیزہ۔ ۱۶۸/۲ خبیث۔ ۲

۱۴۲/۲، ۱۴۳ سے استفادہ کی شرائط ۱۶۸/۲ نیز۔ ک بنی اسرائیل، بیت المقدس، خون، خوک (خنزیر)، مردار

کھلانا اور کھلانا:۔ کے آداب ۱۴۲/۲ میں صحت و سلامتی۔ کی اہمیت ۱۶۸/۲، ۱۴۲ نیز۔ ک نیاز ہا (ضروریات)

کوفہ:۔ ر۔ ک سرزمین ہا (سرزمینیں) کوہ صفا: ۳۶/۲، ۱۵۸

کوہ طور:۔ کا اوپر جانا ۶۳/۲، ۶۳، ۹۳۔ کے اوپر جانا کا فلسفہ ۹۳/۲۔ اور بنی اسرائیل ۹۳/۲ نیز۔ ک ذکر، معجزہ

گناہگار لوگ: ۶۱/۲، ۹۵، ۱۴۳۔ کی توبہ ۱۶۳/۲۔ کی سعادت کی شرائط ۵۳/۲۔ کا ظلم ۹۵/۲۔ کا اخروی عذاب ۸۱/۲، ۸۵، ۱۱۳، ۱۴۳۔ کا دنیاوی عذاب ۵۹/۲۔ کا روحانی عذاب ۱۴۳/۲۔ کا عذاب ۹۶/۲۔ کا انجام ۶۶/۲۔ کی دنیاوی سزا ۵۵/۲، ۶۶، ۸۵، ۱۱۳۔ کی سزا ۸۱/۲، ۴۳، ۹۶۔ جہنم میں ۱۴۳/۲۔ اور رحمت الہی ۶۳/۲۔ اور طولانی عمر ۹۶/۲۔ اور فضل الہی ۶۳/۲۔ پر لعنت ۱۶۰/۲۔ کا محروم ہونا ۱۶۱/۲۔ کی ذمہ داری ۵۳/۲۔ کی نجات ۹۶/۲۔ کو تنبیہ ۵۵/۲، ۵۹، ۴۳، ۸۵، ۱۱۳۔ نیز۔ ک مجرمین

گندم: ر۔ ک بنی اسرائیل

گواہی:۔ کئے احکام ۱۳۰/۲۔ کی اہمیت ۱۳۰/۲۔ کو چھپانا ۱۳۰/۲۔ کا واجب ہونا ۱۳۰/۲۔ نیز۔ ک آئمہ علیہم السلام، امت وسط، بنی اسرائیل، قرآن کریم، پیامبر اسلام (ص)، مسلمان گوسالہ پرست لوگ: ر۔ ک بنی اسرائیل گوسالہ پرستی:۔ کا بے منطق ہونا ۹۲/۲۔ نیز۔ ک بنی اسرائیل، یہود سامری کا گوسالہ:۔ کو جلانا ۹۳/۲

گوسفند (بھیڑ): ر۔ ک تشبیہات

گناہ:۔ سے مراد ۸۱/۲۔ کے موارد ۸۱/۲۔ نیز۔ ک گناہ، ناپسندیدہ عمل گفتگو:۔ کے آداب ۸۳/۲۔ بے جا ۱۳۸/۲۔ پسندیدہ ۸۳/۲۔ جاہلانہ ۱۱۳/۲۔ نیز۔ ک قبلہ

سر اندیب: ر۔ ک سرزمین ہا (سرزمینیں)

گوشہ نشینی: پسندیدہ ۵۱/۲۔ نیز۔ ک رہبران (قائدین)

عسرو صرج: ر۔ ک روزہ، فقہی قواعد

اشاری (۵)

ل

لالی (گونگاپن): ر_ک تشبیہات، کفار، منافقین

طف الہی: _کا حصول ۱۵۷/۲_ سے محروم لوگ ۱۷۳/۲_ سے محروم ہونا ۱۷۶/۲_ جن افراد کے شامل حال ہوتا ہے

۱۷۳، ۱۵۷/۲

لعنت: _کے اثرات و نتائج ۱۵۹/۲، ۱۶۱_ کے احکام

۱۶۰/۲ جن پر ہوتی ہے انکا ایمان ۸۸/۲ جائز ۸۹/۲ جن پر ہو ۸۸/۲، ۸۹، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲۔ کے موجبات
 ۱۵۹/۲، ۱۶۱ نیزر ک حق، خدا تعالیٰ، عیسائی علماء، علمائے یہود، کفار، گناہگار لوگ، مردم (عوام)، ملائکہ، یہود
 لشکر فرعون:۔ کے جرائم ۳۹/۲ کے شکنجے ۳۹/۲ کی ہلاکت کے عوامل ۵۰/۲ کا غرق ہونا ۵۰/۲ اور بنی اسرائیل
 ۵۰، ۳۹/۲ اور بنی اسرائیل کی خواتین ۳۹/۲ کے قتل ۳۹/۲ کے اجتماعی قتل ۳۹/۲ کی ہلاکت ۵۰/۲
 نیزر ک آل فرعون

لغزش:۔ کے عوامل ۶۷/۲ کے موانع ۷۷/۲ نیزر ک حضرت آدم ﷺ، حضرت حوا ﷺ
 لقاء اللہ:۔ کا حتمی ہونا ۳۶/۲ کا گمان ۳۶/۲ نیزر ک ایمان

م

نزدیکی کرنا:۔ کے احکام ۱۸۷/۲ کی طرف ترغیب ۱۸۷/۲ کے حلال ہونے کا فلسفہ ۱۸۷/۲ نیزر ک اعتکاف
 اور ماہ رمضان

آیات الاحکام:۔ ر ک احکام
 آیات الہی: ۱۸۷، ۷۳، ۳۹/۲ کے جھٹلانے کے نتائج ۶۱/۲ کا آفاقی ہونا ۱۶۳/۲ کو پیش کرنا ۷۳/۲ سے
 استفادہ ۱۱۸/۲، کا بیان کرنا ۷۳/۲ کے مابین تفاوت ۱۰۶/۲ کی تلاوت ۱۲۹/۲، ۱۵۱ کو پیش کرنے کا فلسفہ ۷۳/۲
 ۷۳ کو جھٹلانے والوں کی سزا ۳۹/۲ کو جھٹلانے والے ۶۱/۲ کو جھٹلانے والے جہنم میں ۳۹/۲ نیزر ک ایمان
 اور کفر

معاشرتی طبقات: ۷/۱، ۸/۲، ۱۵۵، ۱۶۶ نیزر ک یہود

مذہبی فرقے:۔ کے پیدا ہونے کے اسباب ۱۷۶/۲

معاشرتی کنٹرول:۔ کا وسیلہ ۱۹۷/۲

معاشرتی گروپس:۔ اور دینی قیادت ۱۲۰/۲

مواخذہ:۔ ر ک قیامت، کفار، یہود

مضبوطی سے تھامنا:۔ جبل اللہ کو ۶/۱

مومنین: کی در بدری کے اثرات ۸۶/۲ کے قتل کے نتائج ۸۶/۲ کے امن و امان کی قدر و قیمت ۱۲۶/۲ کی رفاہ و آسائش کی قدر و قیمت ۱۲۶/۲ کی اصلاح ۱۸۲/۲ کے قلوب میں محبت القاء کرنا ۱۲۶/۲ کا امتحان ۱۵۵/۲ کی اخوت و برادری ۱۴۸/۲ کو بشارت ۱۵۶، ۹۴، ۲۵/۲ کا اجر ۸۲، ۶۲، ۲۵/۲ صابر کا اجر ۱۵۵/۲ کی تحقیر ۱۳/۲ کی تربیت ۲۶/۲ کا خوف ۱۵۵/۲ کی زینت ۱۳۸/۲ کی تشویق ۱۸۳/۲ کی تطہیر ۱۳۸/۲ کی تکلیف شرعی ۱۵۳/۲، ۱۹۵ کی توحید عبادتی ۱۳۸/۲ کو نصیحت ۱۵۳/۲ کے خلاف سازش ۹/۲ پہ حماقت کی تہمت ۱۳/۲ کا نظریہ کائنات ۱۵۶/۲ کی در بدری کا حرام ہونا ۸۳/۲ کے قتل کا حرام ہونا ۸۳/۲ کا رشد ۲۶/۲ کا جانی نقصان ۱۵۵/۲ کا مالی نقصان ۱۵۵/۲ کی اضروی سعادت ۱۵۴، ۹۴/۲ کی دنیاوی سعادت ۱۵۴، ۹۴/۲ کا و طیرہ، روش ۱۵۶/۲ صدر اسلام کے کی صداقت ۱۳/۲ کی عبادت ۱۳۸/۲ کی عزت ۱۵/۲ کے رجحانات ۱۶۵/۲ کے صبر کے عوامل ۱۵۶/۲ کا انجام ۱۱۹/۲ کی بھوک ۱۵۵/۲ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے ۵/۲ غیب پر ایمان لانے والے ۵/۲ قیامت میں ۶۲/۲ صابر ۱۵۵/۲، ۱۵۶، ۱۵۴ اور غم و اندوہ ۶۲/۲ اور خوف ۶۲/۲، عمل کرنے والے ۲۵/۲ غیر صابر ۱۵۵/۲ اور قرآنی مثالیں ۲۶/۲ اور موت ۹۵/۲ اور منافقین ۱۲/۲ کا محبوب ۱۶۵/۲ سے مراد ۱۰۳/۲ کی معاشرتی ذمہ داری ۸۳/۲ کی ذمہ داری ۳/۲، ۶۳، ۸۳، ۸۵، ۱۰۳، ۱۵۰، ۱۴۴، ۱۹۳، ۱۹۳، ۱۹۵، کی مشکلات ۱۵۳/۲، ۱۵۵، ۱۵۶ کے درجات ۱/۱، ۱۵/۲، ۸۳، ۱۴۲ صابر کے درجات ۱۵۴/۲ کے ساتھ مکرو فریب ۹/۲ صابر کی کامیابی ۱۵۴/۲ کے احساسات کی علامتیں ۱۴۸/۲ کی سرپرستی ۱۸۲/۲ کی خصوصیات ۳۶/۲ صابر کی خصوصیات ۱۵۴، ۱۵۶/۲ کی ہدایت ۵/۲، ۹۴ صابر کی ہدایت ۱۵۴/۲ کو تنبیہ ۱۰۳/۲ کی ہوشیاری ۱۲/۲ نیزر ک عیسائی، منافقین، یہود

مومنین مکہ: کے فضائل ۱۲۶/۲

ساروت: بابل میں ۱۰۲/۲ اور جادو سیکھنا ۱۰۲/۲ اور جادو کی تعلیم دینا ۱۰۲/۲ کا معلم (استاد) ۱۰۲/۲ کی تنبیہات ۱۰۲/۲ نیزر ک یہود

مال: جھوٹ سے حاصل کرنا ۱۸۸/۲ گناہ میں صرف کرنا ۱۶۴/۲ نیزر ک علائق (رجحانات)، نیک لوگ مالکیت: کے احکام ۱۸۸، ۱۸۰/۲ کے اسباب ۱۸۸، ۱۸۰/۲ کے اسباب کی اقسام ۱۸۸/۲ کا بطلان ۱۸۸/۲ ذاتی ۱۸۸، ۱۴۴/۲ کے معتبر ہونے کا معیار ۱۸۸/۲ نیزر ک اقرار، خدا تعالیٰ

ماہ رمضان: کی راتوں میں پینا ۱۸۴/۲ کی راتوں میں مباشرت کرنا ۱۸۴/۲ کی پہلی کا ثابت ہونا ۱۸۵/۲ کے روزہ کی اہمیت ۱۸۳/۲ کی راتوں میں کھانا ۱۸۴/۲ میں دعا ۱۸۶/۲ کا روزہ ۱۸۵/۲ کی عظمت ۱۸۵/۲ کے روزوں کا فلسفہ ۱۸۵/۲ میں سفر ۱۸۵/۲ میں قرآن کریم کا نزول ۱۸۵/۲ میں غسل کا وقت ۱۸۴/۲ کی خصوصیات ۱۸۵/۲

۱۸۶،

مبلغین: بے عمل کی سرزنش ۳۳/۲ کی ذمہ داری ۳۳/۲، ۱۳۲، ۱۵۱ نیز ک تبلیغ متجاوزین: ۶۱/۲ کی سزا ۱۹۳/۲ کا محروم ہونا ۱۹۰/۲ نیز ک اضطرار، بنی اسرائیل، یہود متعبد انسان: کی تشخیص کی روش ۱۳۳/۲

متقین: ۴/۲، ۸، ۷۷ کا انفاق کرنا ۳/۲ کا ایمان ۳/۲، ۳ کی تربیت ۲/۲ کی حمایت ۱۹۳/۲ کی سعادت مندی ۵/۲ کی قیادت ۱۲۵/۲ کی صفات ۳/۲، ۳، ۱۷۷ کا عبرت پکڑنا ۶۶/۲ کا موعظہ ۶۶/۲ کی خصوصیات ۵/۲ کی ہدایت ۲/۲، ۵ نیز ک قرآن کریم

مثالیں: چھڑکی مثال ۲۶/۲ حیوان کی مثال ۱۷۱/۲ نیز ک تشبیہات، قرآن کریم، کفار، مومنین مجاہدین: کو متوجہ کرنے کی اہمیت ۱۹۳/۲ کے شبہات کو دور کرنا ۱۹۳/۲ متجاوز ۱۹۰/۲ کی ذمہ داری ۱۷۷/۲ مجرمین: ۱۱، ۱۲، ۱۱۳/۲ سے معرکہ آرائی ۱۹۳/۲ نیز ک گناہ گاران (گناہ گار لوگ) محارب: کے احکام ۱۹۱/۲ نیز ک جنگ

محاربہ: کا جرم ۱۹۱/۲

محبت: الہی کی آمادگی ۱۹۵/۲ کے عوامل ۱۶۵/۲ الہی سے محروم لوگ ۱۹۰/۲ کے درجات ۱۶۵/۲ نیز ک مومنین

محبوبان خدا: ۱۹۵/۲

محرمات: ۲۴/۲، ۳۲، ۶۰، ۷۹، ۸۳، ۸۵، ۱۰۲، ۱۶۹، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۸۱، ۱۸۴، ۱۸۸، ۱۹۰، ۱۹۳، ۱۹۵

سے اجتناب کے اثرات و نتائج ۳۸/۲ سے اجتناب ۳۵/۲ سے استفادہ ۵۷/۲، ۱۶۸ کو حلال قرار دینا ۱۶۹/۲ کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے حتمی عذاب ۳۸/۲ کا ارتکاب کرنے والوں کا گناہ ۱۷۳/۲ بے گناہ شخص کے ۱۷۳/۲ کے درجات ۷۹/۲ نیز ک حضرت آدم ﷺ، اضطرار، بنی اسرائیل، کسب (کمائی کرنا)، یہود

مخالفین:۔ سے منطقی برتاؤ ۱۴۰/۲۔ سے برتاؤ کی روش ۱۴۰/۲ نیز۔ ک قرآن کریم
مخلصین:۔ قیامت میں ۱۳۰/۲

مرتد:۔ کا ادیان میں قتل ۵۳/۲ نیز۔ ک بنی اسرائیل

مرد:۔ کی شرعی ذمہ داری ۳۵/۲۔ کی ذمہ داری ۳۵/۲

مردار:۔ کئے پاک اجزا ۱۴۳/۲۔ کئے احکام ۱۴۳/۲۔ کئے کھانے کی حرمت ۱۴۳/۲۔ کئے خباثت ۱۴۳/۲۔ کا کھانا
۱۴۳/۲۔ کی حرمت کا فلسفہ ۱۴۳/۲

مردے: دنیا میں۔ کا زندہ ہونا ۵۶/۲، ۴۳۔ کا زندہ ہونا ۲۹/۲، ۴۳۔ کے زندہ ہونے کے اسباب ۴۳/۲۔ کا آسانی سے زندہ
ہونا ۴۳/۲ نیز۔ ک معجزہ

متحرک مخلوقات:۔ کی انواع و اقسام ۱۶۳/۲۔ کے وجود کا منبع ۱۶۳/۲

مکر و فریب:۔ کے عوامل ۱۰/۲، اللہ تعالیٰ سے ۹/۲ نیز۔ ک خود، مومنین، منافقین

حیوان:۔ ر۔ ک تشبیہات، مثالیں

محسوسات کی طرف رجحان:۔ ر۔ ک بنی اسرائیل

معاشرہ:۔ کو پہنچنے والے نقصان کی شناخت ۱۶۶/۲۔ کئے قائدین کا امتحان ۱۲۳/۲۔ کی قیادت کی اہمیت ۱۲۳/۲

معاشرتی ضروریات کو پورا کرنا ۱۱۰/۲ معاشرتی مصلحتوں کی فوقیت اور تقدم ۱۴۹/۲ معاشروں کے حقوق ۸۳/۲

معاشروں کی زندگی ۱۳۳/۲، ۱۳۱۔ کے زوال کی زمین آمادہ ہونا ۱۹۵/۲ معاشرتی اقتصاد کی سلامتی ۱۸۸/۲ معاشروں کا

تشخص ۱۳۳/۲، ۱۳۱۔ کی قیادت کی شرائط ۱۲۳/۲۔ کے زوال کے اسباب ۱۹۵/۲۔ میں فساد و تباہی کے عوامل

۱۱/۲ معاشروں کی موت ۱۳۳/۲، ۱۳۱۔ کے قائدین کی ذمہ داری ۱۵۵/۲۔ کی وحدت ۸۳/۲

موت:۔ کے اثرات و نتائج ۹۳/۲ کفر کے ساتھ۔ کے نتائج ۱۶۱/۲، ۱۶۲ بغیر توبہ کے۔ کے نتائج ۱۶۲/۲۔ کا حتمی ہونا

۱۳۳/۲، ۱۳۱۔ کی حقیقت ۹۳/۲۔ سے فرار کا فلسفہ ۹۵/۲۔ کا فلسفہ ۲۸/۲ کفر کے ساتھ ۱۶۲/۲ نیز۔ ک آرزو، اقرار

، امتہا (امتیں)، انبیاء ﷺ، انسان، تفکر، توبہ، جامعہ (معاشرہ)، یہود

حضرت مریم ﷺ:۔ کا بیٹا ۸۷/۲

مسافر:۔ کے احکام ۱۸۳/۲، ۱۸۵ نیز۔ ک روزہ

مساکین:۔ سے نیکی ۸۳/۲۔ کو کھانا کھلانا ۱۸۳/۲۔ کو کھانا کھلانے کا اجر ۱۸۳/۲۔ کے حقوق کو ضائع کرنا ۸۳/۲۔ کی ضروریات پورا کرنا ۱۷۷/۲۔ نیز۔ ک بنی اسرائیل: مستحبات: ۱۱۵/۲

مسجد:۔ گمرانے کے نتائج ۱۱۳/۲۔ سے روکنے کے نتائج ۱۱۳/۲۔ کا احترام ۱۱۳/۲۔ کے احکام ۱۱۳/۲۔ احترام۔ کی اہمیت ۱۸۷/۲۔ کا گرایا جانا ۱۱۳/۲۔ کو گمرانے والوں کی ذلت ۱۱۳/۲۔ کی طرف جانے سے روکنے والوں کی تذلیل ۱۱۳/۲۔ کو بالکل بند کرنے کی سرزنش ۱۱۳/۲۔ کو گمرائے جانے کا ظلم ۱۱۳/۲۔ کی طرف جانے سے روکنے والوں کا انجام ۱۱۳/۲۔ کو گمرائے جانے کا فلسفہ ۱۱۳/۲۔ سے روکنے کا فلسفہ ۱۱۳/۲۔ کا تقدس ۱۱۳/۲، ۱۸۷۔ سے روکنے والوں کی اخروی سزا ۱۱۳/۲۔ سے روکنے والوں کی سزا ۱۱۳/۲۔ کو گمرانے کا گناہ ۱۱۳/۲۔ سے روکنے کا گناہ ۱۱۳/۲۔ سے روکنے والے ۱۱۳/۲۔ متروک ۱۱۳/۲۔ کی جگہ ۱۱۳/۲۔ کے آباد ہونے کا معیار ۱۱۳/۲۔ کے ویران ہونے کا معیار ۱۱۳/۲۔ سے رکاوٹ ۱۱۳/۲، ۱۱۵۔ کا کردار و اہمیت ۱۱۳/۲۔ میں کفار کا داخل ہونا ۱۱۳/۲۔ نیز۔ ک اعتکاف، ذکر، عیسائی، یہود

مسجد الحرام:۔ کے قبلہ بننے کے اثرات و نتائج ۱۵۰/۲۔ کا احترام ۱۹۱/۲۔ میں جنگ ۱۹۱/۲۔ کے قبلہ ہونے کی حقانیت ۱۳۹/۲، ۵۔ کے قبلہ بننے کا فلسفہ ۱۳۹/۲، ۱۵۰، کا قبلہ ہونا ۱۳۳/۲، ۱۳۵، ۱۳۹، ۱۵۰، کا قبلہ بننا ۱۳۳/۲، ۱۳۳، ۱۳۹، ۱۵۰، ۱۵۱۔ میں قتل ۱۹۱/۲۔ کا تقدس ۱۹۱/۲۔ کے قبلہ بننے کی مخالفت ۱۳۹/۲۔ سے ممانعت ۱۱۳/۲۔ مسخ ہونا:۔ کا امکان ۶۵/۲۔ بندریں ۶۵/۲۔ نیز۔ ک اصحاب سبت، اہل ایلہ، بنی اسرائیل، عصیانگران (نافرمان لوگ)

مسلمین:۔ صدر اسلام کے۔ کی آگاہی ۷۵/۲۔ کا مکہ سے نکالا جانا ۱۹۱/۲۔ کا خلوص ۱۳۹/۲۔ کا تمسخر اڑانا ۱۳/۲۔ کا توازن ۱۳۳/۲۔ کو نمونہ عمل قرار دینا ۱۳۳/۲۔ کا نمونہ عمل ۱۳۳/۲۔ کا امتحان ۱۳۳/۲۔ صدر اسلام کے۔ کو امداد ۱۰۹/۲۔ صدر اسلام کے۔ کی امید ۷۵/۲۔ کی برقرمی ۱۳۳/۲۔ کو بشارت ۱۱۳/۲، ۱۰۹۔ کا سوال ۱۸۶/۲۔ کا پروردگار ۱۳۹/۲۔ کی تبلیغ ۱۳۶/۲۔ حقیقی۔ کا انتخاب ۱۳۳/۲۔ کے جذبوں کو کمزور کرنا ۱۱۱/۲۔ کی شرعی

ذمہ داری ۱۸۳/۲، ۱۸۵۔ کی توحید عبادتی ۱۳۹/۲۔ کی توحید ۱۳۹/۲۔ کے خلاف سازش ۱۳/۲ صدر اسلام کے مسلمانوں کی توقعات ۴۵/۲۔ کا حجت (دلیل) ہونا ۱۳۳/۲۔ کی حمایت ۱۳۴/۲ صدر اسلام کے۔ کی خواہشات ۱۰۸/۲، ۱۰۹۔ کے دشمن ۱۰۵/۲، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۰، ۱۵۰۔ میں انحراف کی زمین آمادہ ہونا ۱۰۸/۲۔ میں سوال کرنے کی آمادگی ۱۰۸/۲۔ میں نافرمانی کی زمین ہموار ہونا ۱۳۹/۲۔ کی سرزنش ۱۰۸/۲۔ کی عبودیت ۱۳۹/۲۔ کی نافرمانی ۱۸۴/۲ صدر اسلام کے۔ کی نافرمانی ۱۸۴/۲۔ کا عقیدہ ۱۳۹/۲۔ کے توازن کے عوامل ۱۳۳/۲۔ کے انحراف کے عوامل ۱۳۵/۲۔ کی برتری کے عوامل ۱۳۳/۲۔ کی تقویت کے عوامل ۱۱۰/۲۔ کے فضائل ۱۳۳/۲۔ کا گواہ ۱۳۳/۲۔ کی گواہی ۱۳۳/۲۔ کے ساتھ معرکہ آرائی ۱۱۳/۲۔ کی ذمہ داری ۶۲/۲۔ ۱۱۵، ۱۳۶، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۴۲، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵۔ صدر اسلام کے۔ کی ذمہ داری ۱۱۰/۲، ۱۹۱۔ صدر اسلام کے۔ ۱۰۹/۲، ۱۴۲۔ صدر اسلام کے۔ اور بنی اسرائیل ۴۵/۲ صدر اسلام کے مسلمان اور شرعی ذمہ داری ۱۵۸/۲ صدر اسلام کے۔ اور زمانہ جاہلیت کی رسومات ۱۸۹/۲۔ اور بہشت ۱۱۱/۲۔ اور علمائے یہود ۴۶/۲۔ اور بیت المقدس کا قبلہ بننا ۱۳۳/۲۔ اور عیسائی ۱۳۶/۲۔ اور صدر اسلام کے منافقین ۱۱/۲۔ اور یہود ۴۵/۲، ۱۳۶۔ کے درجات ۱۳۳/۲۔ پر خیر کا خزل ۱۰۵/۲۔ کی نعمتیں ۱۵۰/۲ صدر اسلام کے۔ کی ہجرت ۱۹۱/۲۔ کی ہدایت ۱۵۰/۲، ۱۸۵۔ نیز۔ ک آرزو، اہل کتاب، علمائے یہود، قبلہ، کفار، عیسائی، مشرکین مکہ، یہود مشرق:۔ کا مالک ۱۱۵/۲، ۱۳۲۔

مشرکین: ۸۳/۲۔ کی اخروی آرزو ۱۶۴/۲۔ پیروکار۔ کا آگاہ ہونا ۱۶۶/۲۔ کا اہل کتاب کے ساتھ اتحاد ۱۰۵/۲۔ کو مکہ سے نکالنا ۱۹۱/۲۔ کے دعوے ۱۱۸/۲۔ کی افترا پردازیاں ۱۱۶/۲۔ پیروکار۔ کا انتقام ۱۶۴/۲۔ کا اخروی غم و اندوہ ۱۶۴/۲۔ پیروکار۔ کا غم و اندوہ ۱۶۴/۲۔ کے بہانے ۱۱۸/۲۔ کی اخروی پشیمانی ۱۶۴/۲۔ مشرک قائدین سے برائت ۱۶۶/۲۔ کی جہالت ۱۱۳/۲، ۱۱۸۔ کا زندگی کے بارے میں لالچ ۹۶/۲۔ کا طولانی عمر کے بارے میں لالچ ۹۶/۲۔ کی اخروی حسرت ۱۶۴/۲۔ پیروکار۔ کی حسرت ۱۶۴/۲ صدر اسلام کے۔ کی خدا شناسی ۱۱۸/۲۔ کی خواہشات ۹۶/۲، ۱۱۸۔ کی دشمنی ۱۰۵/۲۔ مشرک قائدین ۱۶۶/۲۔ مشرک قائدین جہنم میں ۱۶۴/۲۔ مشرک قائدین قیامت میں ۱۶۶/۲۔ کی صفات ۹۶/۲۔ کا اخروی عذاب ۱۶۵/۲، ۱۶۶، ۱۶۴۔ مشرک قائدین کو عذاب ۱۶۴/۲۔ پیروکار۔ کو عذاب ۱۶۶/۲، ۱۶۴۔ کا عقیدہ ۱۱۶/۲، ۱۶۵۔ صدر اسلام کے۔ کا عقیدہ ۱۱۸/۲۔ کے رجحانات ۱۶۵/۲ کی قربانی ۱۴۳/۲۔ کا کفر ۱۰۵/۲۔ کی اخروی سزا ۱۱۳/۲۔ مشرک قائدین کی گمراہی ۱۶۶/۲۔ کی ہٹ دھرمی ۱۱۸/۲۔ پیروکار۔ ۱۶۶/۲۔ پیروکار۔ جہنم میں

۱۶۷/۲ پیروکار۔ قیامت میں ۱۶۶/۲، ۱۶۷/۲۔ قیامت میں ۱۱۳/۲ صدر اسلام کے۔ ۱۶۰/۲، ۱۹۱۔ اور پیامبر اسلام (ص) کی حقانیت ۱۱۸/۲۔ اور آنحضرت (ص) کی دعوت ۱۴۰/۲۔ اور دنیاوی زندگی ۹۶/۲۔ اور قدرت الہی ۱۶۵/۲۔ اور آنحضرت (ص) ۱۱۸/۲۔ اور عیسائیت ۱۱۳/۲۔ اور باطل معبود ۱۶۵/۲۔ اور یہودیت ۱۱۳/۲ مکہ میں۔ کے داخلے پر پابندی یا رکاوٹ ۱۲۵/۲۔ کا عذاب کا سامنا کرنا ۱۶۵/۲، ۱۶۶۔ کی عدم رضایت ۱۰۵/۲۔ کی جہالت کی علامتیں ۱۱۸/۲ نیز۔ ک اطاعت، تبری (برائت)، علائق (رحمانات) مشرکین مکہ

مشرکین مکہ:۔ ک فساد پھیلانا ۱۹۱/۲۔ اور مسلمان ۱۹۱/۲ نیز۔ ک جہاد مشکلات:۔ کے بیان کرنے کی اہمیت ۱۵۵/۲ نیز۔ ک بنی اسرائیل، سختی، مومنین، منافقین، ہدایت، یہود مدینہ مصائب:۔ کا سامنا کرنے کے آداب ۱۵۶/۲۔ کے وقت کلمہ استرجاع کہنا ۱۵۶/۲۔ کو آسان بنانے کا طریقہ ۱۶۵/۲۔ پر صبر ۱۵۷/۲ مصیبت سے مراد ۱۵۶/۲

مدد طلب کرنا: اللہ تعالیٰ سے۔ ۱/۵، ۶ روزہ سے۔ ۱۵۳/۲، ۳۵/۲۔ نماز سے ۱۵۳/۲، ۳۵/۲۔ اللہ تعالیٰ سے۔ کی اہمیت ۶۷/۲

مصلحت: اجتماعی یا نوعی۔ کی اہمیت ۱۴۹/۲

مطالعہ: کائنات کے۔ کے اثرات و نتائج ۲۲/۲

مظلوم:۔ ک انتقام

معاد:۔ ک تشبیہات، قیامت

معاشرت (میل جول):۔ کے آداب ۸۳/۲، ۱۸۹، غیروں سے۔ ۱۰۹/۲

معاهدے:۔ سے وفا کرنا ۱۷۷/۲ نیز۔ ک عہد، عیسائی، یہود

معبد:۔ ک عبادت گاہ

باطل معبود:۔ کی قدرت و طاقت ۱۶۵/۲ نیز۔ ک علائق (رحمانات)، مشرکین

معبود راستین (معبود حقیقی):۔ کی خالقیت ۲۱/۲، ۵۳

معبودیت:۔ کے معیارات ۲۱/۲، ۵۳

معجزہ:۔ کی خواہش ۱۱۸/۲ مردوں کے زندہ کرنے کا۔ ۷۳/۲ پتھر کے چشمے کا معجزہ ۶۰/۲ کوہ طور کا۔

۶۳/۶۳_ کا منبع ۹۹/۲ نیز_ ک ذکر، قرآن کریم، انبیاء ﷺ میں سے ہر ایک معروف: کو منکر سمجھنا ۱۳/۲ نیز_ ک آمران بہ معروف، امر بہ معروف و منکر معلم (استاد): اولین_ ۳۱/۲_ کی ذمہ داری ۱۰۲/۲ نیز_ ک انسان، ماروت، پیامبر اسلام (ص)، ملائکہ، ہاروت معنویات: ر_ ک اسلام مغرب: کا مالک ۱۱۵/۲، ۱۳۲_ اللہ تعالیٰ کے مغضوب افراد ۴/۱، ۶۱/۲، ۶۲، ۹۰، مفسد: ر_ ک حق، گناہ

(اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے): مقریان بہ خدا ۱۶۹/۲

مفسدین: ۱۲/۲_ کا ظلم ۱۹۳/۲_ ک فسق و فجور ۲۴/۲_ کے ساتھ نبرد آزمائی ۱۹۳/۲ نیز_ ک: قرآن کریم مقابلہ بہ مثل (برابر کا مقابلہ کرنا): میں بے انصافی ۱۹۳/۲_ میں تقویٰ ۱۹۳/۲ کا جواز ۱۹۳/۲_ میں عدل و انصاف ۱۹۳/۲_ کی حدود ۱۹۳/۲

مقام ابراہیم ﷺ: کی اہمیت ۱۲۵/۲_ کی فضیلت ۱۲۵/۲ نیز_ ک: نماز مقامات: کا مالک ۱۳۲/۲

اماکن مقدس (مقدس مقامات): ۱۲۵/۲، ۱۵۸، ۱۸۷، ۱۹۱_ کا احترام ۱۹۱/۲ نیز_ ک بیت المقدس، کعبہ، مسجد، مسجد الحرام، مقام ابراہیم ﷺ، مکہ معنوی درجات: کی دعا ۱۲۳/۲

مقتول: ک ورثاء کے قصاص میں اختیارات ۱۴۸/۲_ ک ورثاء کے حقوق ۱۴۸/۲_ ک ورثاء کا قاتل کے ساتھ سلوک ۱۴۸/۲ نیز_ ک بنی اسرائیل، قاتل مقدرات: ر_ ک خدا تعالیٰ

مقدسات: کی اہانت سے اجتناب ۱۰۳/۲

مقربین: ۵۱/۲، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۳۳

مکہ معظمہ: کا آباد ہونا ۱۲۶/۲_ کے احکام ۱۲۶/۲_ کا امن و امان ۱۲۶/۲_ کی تاریخ ۱۲۶/۲ اہل_ کی رفاہ و آسائش ۱۲۶/۲_ کی اقتصادی رونق ۱۲۶/۲ شہر ۱۲۶/۲_ کے فضائل ۳۰/۲، ۱۲۵_ میں پھل ۱۲۶/۲ اہل_ کی نعمتیں ۱۲۶/۲

نیزر ک قبلہ، کفار، کفار مکہ، مومنین مکہ، مشرکین، مشرکین مکہ۔

ملائکہ: کی نا آگاہی کے نتائج ۳۰/۲ کا خلوص ۳۰/۲ کا ادراک ۳۰/۲ کے دعوے ۳۱/۲ کا استغاثہ (پناہ طلب کرنا) ۳۰/۲ کی صلاحیتیں ۳۰/۳ کی استغفار ۳۰/۲ کا اقرار ۳۲/۲ کی اطاعت ۹۷/۲ کی بصیرت ۳۰/۲ کی پیش گوئی ۳۰/۲ کی تاریخ خلقت ۳۰/۲ کا مجسم ہونا ۱۰۲/۲ کا تسبیح بجالانا ۳۰/۲ سے سیکھنا ۱۰۲/۲ کو اسماء کی تعلیم ۳۳/۲ کی تعلیم ۱۰۲/۲ کا تکبر ۳۱/۲، کو تنبیہ ۳۲/۲ کی نا آگاہی ۳۰/۲، ۳۲ کے دشمن ۹۸/۲ کا مشاہدہ ۱۰۲/۲ کا راز ۳۳/۲ کا عاجز ہونا ۳۲/۲ کے سامنے موجودات کو پیش کرنا ۳۱/۲، ۳۲ کا علم غیب ۳۰/۲ کا علم ۳۰/۲، ۳۳ کی قوت و قدرت ۳۳/۲ کے دشمنوں کا کفر ۹۸/۲ اللہ تعالیٰ کی کے ساتھ گفتگو ۳۰/۲ کی لعنت ۱۶۱/۲ کا دائرہ علم ۳۲، ۳۰/۲ کا دائرہ عمل ۹۷/۲ کا استاد ۳۳/۲ کے درجات ۹۸/۲ وحی کے ظہور کی جگہ ۱۳۳/۲ بابل کے ۱۰۲/۲ اعمال لکھنے والے ۱۵۲/۲ اور انسان ۱۶۱/۲ اور خلافت انسان ۳۰/۲، ۳۳ اور خلقت انسان ۳۰/۲، ۳۲ اور انسانی عمل ۱۶۱/۲ اور حقائق کو چھپانا ۳۳/۲ کے علم کا سرچشمہ ۳۲/۲ کا کردار و اہمیت ۱۵۲/۲ کیلئے و اسطہ فیض ۳۳/۲ نیزر ک حضرت آدم ﷺ، ابلیس، انسان، انبیاء ﷺ، ایمان، حضرت جبرائیل ﷺ، حضرت میکائیل ﷺ

من: ر ک بنی اسرائیل // مناجات: ر ک حضرت موسیٰ ﷺ // مناظرہ: کا جواز ۱۱۱/۲ دینی عقائد میں ۱۱۱/۲ منافقین: ۱۷، ۸/۲ کے فساد پھیلانے کے اثرات و نتائج ۱۱/۲ کی بیماری قلب کے نتائج ۱۱/۲ کی جہالت کے نتائج ۱۶/۲ کے دعوے ۱۲، ۱۱/۲ کی بیماری قلب کا بڑھنا ۱۰/۲ کی حیرانی و سرگردانی کا بڑھنا ۱۵/۲ کی سرکشی کا بڑھنا ۱۵/۲ کا تمسخر ۱۵، ۱۵/۲ کے تمسخر ۱۳/۲ کا اسلام لانا ۱۰۳/۲ کا اصلاح قبول نہ کرنا ۱۱/۲ پہ اعتراض ۱۱/۲ کا ایمان سے دست بردار ہونا ۱۳/۲ کا فساد پھیلانا ۱۱/۲، ۱۲ کا ایمان ۸/۲ کی قلبی بیماری ۱۰/۲، ۱۱، ۱۲، ۱۳ کے باطل خیالات ۱۳/۲ کی تجارت ۱۶/۲ کی تحقیر ۱۵/۲ کی تنظیم ۱۳/۲ کا اسلام ظاہر کرنا ۹/۲، ۱۳، ۱۶، ۱۷ کا تکبر ۱۳/۲ کے قائدین کی سازش ۱۳/۲ کی سازش ۹/۲، ۱۳، ۱۶ کے جرائم ۱۱/۲، ۱۲، ۱۳ کا نظریہ کا تنا ۹/۲ کی جہالت ۱۲/۲، ۱۳، ۱۶، ۲۰، حق کے بارے میں کی عدم سماعت ۱۸/۲، ۱۹ کی حق ناپذیری ۲۰/۲ کا جھوٹ بولنا ۸/۲، ۱۰ کو ایمان کی دعوت ۱۳/۲ کے قائدین ۱۳/۲ کا نقصان ۱۶/۲ کی حیرانی و سرگردانی ۱۵/۲ کی حماقت ۱۳/۱ کے ادراک کا سلب ہونا ۲۰/۲ کا برا ادراک ۱۸/۲ کے قائدین کی شرارت ۱۳/۲

کی شکست ۱۶/۲، ۱۹، ۲۰۔ کے شیاطین ۱۳/۲۔ کے قائدین کی شیطنت ۱۳/۲۔ کی صفات ۱۲، ۱۳، ۹/۲۔ کی سرکشی ۱۵/۲۔ کا عاجز ہونا ۱۸/۲، ۲۰، کو عذاب ۱۰/۲۔ کا ناپسندیدہ عمل ۱۱/۲۔ کی گراہی کے عوامل ۱۶/۲۔ کا مشکلات سے فرار کرنا ۲۰/۲۔ کا انجام ۱۹/۲۔ کی فرصت طلبی ۲۰/۲۔ کے کاہن ۱۳/۲۔ کا بہرہ پن ۱۸/۲۔ کا کفر ۱۳، ۱۹، ۱۶/۲۔ کا اندھا پن ۱۸/۲۔ کے تمسخروں کی سزا ۱۵/۲۔ کی سزا ۱۵/۲۔ کی گراہی ۱۵/۲، ۱۶، ۱۷، ۱۸۔ کا گونگا پن ۱۸/۲۔ کا محروم ہونا ۱۴/۲، ۲۰۔ کا مکرو فریب ۹/۲۔ کے پیروکار ۱۳/۲۔ دینی معاشرے میں ۱۹/۲۔ ظلمت و تاریکی میں ۱۴/۲، ۱۸۔ صدر اسلام کے ۱۱/۲، ۱۳، ۱۶۔ اور اسلام ۱۹/۲، ۲۰۔ اور اصلاح طلبی ۱۱/۲، ۱۲۔ اور دینی تعلیمات ۲۰/۲۔ اور حق بینی ۱۸/۲۔ اور حق گوئی ۱۸/۲۔ اور روشن خیالی ۱۳/۲۔ اور علم الہی ۹/۲۔ اور قرآن کریم ۱۹/۲۔ اور مومنین ۹/۲، ۱۳، ۱۳۔ کی سودجویی ۱۴/۲۔ کو مہلت ۱۵/۲، ۱۴، ۲۰۔ کا نصیحت قبول نہ کرنا ۱۱/۲۔ کا نفاق ۱۳/۲۔ کے قائدین کی پریشانی ۱۳/۲۔ کی خصوصیات ۱۰/۲، ۱۱، ۲۰۔ کا ہدایت بیچنا ۱۶/۲۔ کی ہدایت ۱۶/۲، ۱۴۔ کا ہدایت قبول نہ کرنا ۱۸/۲۔ کی ہلاکت ۱۹/۲۔ کے مقابل ہوشیار رہنا ۱۲/۲۔ نیز۔ ک قرآن کریم، مکہ معظمہ، مسلمین

منخرین:۔ اور قرآن ۹۹/۲۔ نیز۔ ک گراہان (گراہ لوگ)

منکر:۔ کو معروف سمجھنا ۱۳/۲۔ نیز۔ ک معروف، نہی از منکر

موجودات:۔ کا مطیع ہونا ۱۱۶/۲، ۱۱۷۔ کی حقیقت ۱۴۳/۲۔ کا خالق ۲/۱۔ کی خدا شناسی ۱۱۶/۲۔ کی تخلیق ۲۹/۲، ۱۱۷، ۱۶۳۔ کا راز ۳۰/۲۔ کا شعور ۱۱۶/۲۔ کا ظاہر ۱۴۳/۲۔ کی عبادت و بندگی ۱۱۶/۲۔ کا فلسفہ خلقت ۳۰/۲۔ کی کیفیت خلقت ۱۱۷/۲۔ کا مالک ۱۱۶/۲۔ حضرت آدم ﷺ سے پہلے ۳۰/۲۔ کے نام ۳۳/۲۔ کے نام کا کردار و اہمیت ۳۱/۲۔ نیز۔ ک حضرت آدم ﷺ، آسمان، انسان، تعقل، زمین اور ملائکہ

موحدان (توحید پرست انسان): ۱۳۳/۲۔ کی آرزو ۵/۱، ۶۔ کی خواہشات ۶/۱، ۷۔ کی ذمہ داری ۱۳۳/۲

حضرت موسیٰ ﷺ:۔ کی بعثت کے نتائج ۳۹/۲۔ کے زمانے میں آزادی ۶۷/۲۔ کی دعا کی قبولیت ۶۰/۲، ۶۱، ۷۰۔ کا پانی طلب کرنا ۶۰/۲۔ کا استعاذہ (پناہ طلب کرنا) ۶۷/۲۔ کو تورات عطا کیا جانا ۸۷/۲۔ کے اوامر ۵۳/۲۔ کے اہداف ۶۱/۲۔ کا قبل از وقت محسوس کرنا ۶۷/۲۔ کی شریعت کی تبلیغ ۸۷/۲۔ کی تبلیغ ۵۳/۲، ۶۷۔ کی شریعت کی تعلیمات ۵۳/۲۔ کی تکذیب (جھٹلانا) ۵۵/۲۔ کی تورات ۵۳/۲۔ پر تمسخر کی تہمت ۶۷/۲۔ پر تہمت ۷۱/۲۔ پر جھوٹ کی تہمت ۶۷/۲۔

۲ کی چلہ نشینی ۵۱/۲ کی خیر خواہی ۵۳/۲ کی دعا ۶۰/۲ کو دعوت ۵۱/۲ کی نبوت کے دلائل ۹۲/۲ کی سرزنشیں ۶۱/۲ کی شریعت ۵۳/۲ کی عبادت ۵۱/۲ کا عصا ۶۰/۲ کے اوامر کی نافرمانی ۹۳/۲ کے اوامر کی اطاعت ۹۳/۲ بنی اسرائیل سے کا غائب ہونا ۵۱/۲ کا فرقان ۵۳/۲ کا واقعہ ۵۱/۲، ۵۳، ۵۵، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۸، ۶۹، ۷۱، ۷۳، ۹۲، ۱۰۸ کی کتاب ۵۳/۲، ۸۷، ۸۸، ۹۲ سے گفتگو ۵۵/۲ کی رسالت کا دائرہ ۹۲/۲ کی مدت عبادت ۵۱/۲ کی مدت مناجات ۵۱/۲ کی ذمہ داری ۵۳/۲، ۶۷ کا معجزہ ۵۷/۲، ۶۰، ۹۲ کے درجات ۵۱/۲ کی مناجات ۵۱/۲ اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ ۶۷/۲ اور بنی اسرائیل ۶۱/۲، ۶۸ اور عقیدہ کی تصحیح کرنا ۶۷/۲ اور جہلاء ۶۷/۲ کا میقات ۵۱/۲ کی نبوت ۵۳/۲، ۸۷، ۱۰۸ کی نسل ۹۲/۲ کی خصوصیات ۹۲/۲ نیز ک انبیاء ﷺ، ایمان، بنی اسرائیل، کفر، یہود

موضوع کی شناخت: ر_ک عرف

موعظہ (وعظ و نصیحت):۔ کی شرائط ۵۳/۲۔ کے عوائل ۶۶/۲۔ قبول نہ کرنے کے عوائل ۱۱/۲۔ میں مہربانی کا رویہ ۵۳/۲ نیز۔ ک متقین

مہربان ہونا: کی اہمیت ۳/۱ نیز ر_ک تربیت، خدا تعالیٰ، مدیریت (انتظامی صلاحیت)، موعظہ (وعظ و نصیحت)

میثاق: ر_ک عہد

مِیقات: ر_ک حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت میکائیل علیہ السلام :- کے دشمن ۹۸/۲ - کے دشمنوں کا کفر ۹۸/۲ - کے درجات ۹۸/۲ نیز - ک انبیاء علیہم السلام
میمون (بندر) :- ک مسخ

میوہ (پھل): ر_ک بہشت، درخت، مکہ معظمہ

ن

نافرمانی:۔ کئے نتائج ۳۳/۲، ۳۶، ۳۸، ۵۷، ۶۵، ۷۳۔ سے اجتناب کی زمین ہموار ہونا ۶۶/۲۔ کی آماجگی ۵۹/۲۔ کا ظلم ۵۹/۲ اور امر الہی کی ۹۳/۲ تورات کی ۹۳/۲ اللہ تعالیٰ کی ۳۳/۲، ۳۵، ۳۶، ۵۷، ۵۹، ۶۵، ۸۳، ۱۳۹، ۱۸۷۔ کے موارد ۱۹۵/۲ // ناسخ:۔ سے مراد ۱۰۶/۲ نیز۔ ک نسخ

نبرد آزمائی: کی روش ۱۰۹/۲ کی شرائط ۱۱۰/۲ میں احساسات کا توازن ۱۰۹/۲ کے مراحل ۱۰۹/۲

نبوت: کی قدر و منزلت ۹۰/۲ عطا کیا جانا ۹۰/۲ کی رحمت ۱۰۵/۲ کا درجہ ۱۲۳/۲

نیز ر ک انبیاء ﷺ اہل کتاب، یہود

ناامیدی: آخرت سے کے نتائج ۹۶/۲ سے پرہیز ۶۳/۲ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ۶۳/۲

نیک لوگ: کا توازن و اعتدال ۱۹۵/۲ کا اجر ۵۸/۲ کی محبوبیت ۱۹۵/۲ اور غم و اندوہ ۱۱۲/۲ اور خوف ۱۱۲/۲ کے درجات ۵۸/۲

نجات: اخروی کے عوامل ۱۳۳/۲، ۱۳۱

نابغہ روزگار شخصیات: کا معاشرتی کردار و اہمیت ۷۵/۲

نذر: گناہ کے لینے ۱۶۸/۲

نادپرستان (نسل پرست لوگ): ۷۶/۲، ۹۱، ۹۳ نادپرستی (نسل پرستی): ر ک علمائے یہود، یہود

ناسخ: پہ اعتراض ۱۳۲/۲ پہ شبہات کا رد ۱۰۴/۲ کا منبع ۱۰۶/۲، ۱۰۹ نیز ر ک احکام، ادیان، بیت المقدس، قرآن کریم، قانون، ناسخ

نسل: الح کی قدر و منزلت ۱۲۹/۲ مومن کی قدر و منزلت ۱۲۹/۲ نیز ر ک علائق (رححانات)

نصرت: الہی سے محروم ہونا ۱۲۰/۲ نیز ر ک انسان، خدا تعالیٰ

نظام جزائی (سزاؤں کا نظام): ر ک مجازات (سزائیں)

نعمت: اخروی نعمتوں کی اہمیت و عظمت ۹۳/۲ سے استفادہ ۲۲/۲، ۲۹، ۵۴، ۱۴۲ اخروی نعمتوں کا حصول

۱۰۲/۲ کی تکمیل ۱۵۱/۲ دنیاوی نعمتوں کا خالق ۲۹/۲ کی تخلیق ۲۹/۲ کی خواہش و دعا ۵/۱ کی تکمیل کی زمین ہموار

ہونا ۱۵۰/۲ کی تکمیل کے عوامل ۱۵۱/۲ کی خلقت کا فلسفہ ۲۹/۲، ۱۴۲ سے استفادہ کا دائرہ ۶۰/۲ اخروی نعمتوں

سے محروم لوگ ۸۶/۲، ۱۰۲ سے محروم ہونا ۱۲۶/۲ اخروی نعمتوں سے محروم ہونا ۱۰۲/۲ کے درجات و مراحل

۱۵۱/۲ جن لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے ۷/۲، ۶/۲ کا سرچشمہ ۲۲/۲، ۲۹، ۳۰، ۳۰، ۳۴، ۱۲۲ اخروی نعمتیں ۸۶/۲

اخروی نعمتوں کا وافر ہونا ۱۰۲/۲

نسل پرستی: کے نتائج ۹۱/۲ کا فسق و فجور ۹۹/۲

نفسیات: تربیتی ۲/۲۶، ۱۷۱

نفاق:۔ کے عوامل ۲/۱۰ کی طرف رجحان رکھنے والے ۲/۱۷ کی رکاوٹیں ۲/۲۱ نیز۔ ک منافقین
نماز:۔ کے اثرات و نتائج ۲/۳۵، ۳۸، ۱۱۰، ۱۵۳، ۱۵۵۔ کے تسلسل کے اثرات ۲/۳۔ باجماعت کے اثرات
۲/۳۸۔ باجماعت کے آداب ۲/۳۳۔ کے احکام ۲/۳۳، ۱۳۳۔ باجماعت کے احکام ۲/۳۳ ارکان ۲/۳۳۔ قائم
کمرنے کی اہمیت ۲/۳۳، ۱۱۰، ۱۷۷۔ کے تسلسل کی اہمیت ۲/۳۔ کی اہمیت ۲/۳۵، ۱۳۳، ۱۵۳، ۱۵۳۔ با
جماعت کی اہمیت ۲/۳۳۔ قائم کرنا ۲/۳۶، ۸۳، ۱۱۰، ۱۷۷۔ ترک کرنے والے ۲/۸۳۔ ترک کرنیوالے قیامت
میں ۲/۳۸۔ میں رکوع ۲/۳۳۔ قائم کرنے کی سختی و مشکل ۲/۳۵۔ میں قبلہ ۲/۱۳۳۔ مستحبی نمازوں میں قبلہ ۲/۱۱۵۔ کی
جگہ ۲/۱۲۵۔ دین ابراہیمی ﷺ میں ۲/۱۲۵ کعبہ میں ۲/۱۲۵ مقام ابراہیم پر ۲/۱۲۵۔ طواف کی ۲/۱۲۵۔ کا وجوب
۲/۳۳۔ صبح کا وقت ۲/۱۸۷۔ قائم کرنے والوں کی ہدایت ۲/۵۔ باجماعت میں ہم آہنگی ۲/۳۳
نیز۔ ک استمداد (مدد طلب کرنا)، بنی اسرائیل، بیت المقدس، پیامبر اسلام (ص)، نماز گزار لوگ۔
نماز گزار لوگ:۔ کی تربیت ۲/۳۔ کے درجات ۲/۱۲۵
نہی از منکر:۔ کی شرائط ۲/۳۳
نیز۔ ک منکر

نیازمندان (ضرورت مند لوگ):۔ کی ضروریات پوری کرنا ۲/۱۷۷، ۱۸۳۔ کی ضروریات پوری کرنے میں رکاوٹیں
۲/۱۷۷

نیت:۔ کے نتائج و اثرات ۲/۱۰۳۔ کی اہمیت ۲/۱۰۲
نیک لوگ:۔ کا انفاق کرنا ۲/۱۷۷۔ کا تقویٰ ۲/۱۷۷۔ کی صفات ۲/۱۷۷۔ کا فلسفہ انفاق ۲/۱۷۷۔ اور مال کی محبت
۲/۱۷۷ نیز۔ ک نیکی
نیکی:۔ کی دعوت ۲/۳۳، ۸۳۔ کے معیارات ۲/۱۷۷، ۱۸۹ نیز۔ ک حج، نیکان (نیک لوگ)

و

والد:۔ کے رجحانات کے نتائج ۲/۱۳۳ نیز۔ ک والدین

واقعات:۔ کا سرچشمہ ۱۰۲/۲

واجبات: ۲/۳۳، ۸۳، ۱۳۰، ۱۸۰، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۹۰، ۱۹۱

وارث:۔ کی ملکیت ۱۸۰/۲

والدین:۔ سے نیکی ۸۳/۲ سے نیکی کی اہمیت ۸۳/۲ کے حقوق ضائع کرنا ۸۳/۲ کے حقوق ۸۳/۲، ۱۸۰۔ سے حسن سلوک ۸۳/۲ کی ذمہ داری ۱۳۲/۲، ۱۳۳ نیز۔ ک بنی اسرائیل، وصیت

وسائل: دنیاوی۔ کی اہمیت ۱۰۳/۲ سے استفادہ ۱۶۸/۲ دنیاوی۔ ۱۲۶/۲ کا صرام کرنا ۱۶۸/۲۔ کے ایجاد و پیدائش کے اسباب ۲۲/۲ دنیاوی۔ کا سرچشمہ ۳/۲ نیز۔ ک: کفار

وحی:۔ کے ظہور کی جگہ ۱۳۳/۲۔ کا کردار و اہمیت ۱۳۵/۲۔ اور آسمان ۱۳۳/۲۔ اور لوگوں کا غور سے سننا ۴۵/۲

نیز۔ ک انبیاء ﷺ، پیامبر اسلام (ص)، ملائکہ، یہود

وصیت:۔ پہ عمل کے نتائج و اثرات ۱۸۱/۲۔ کے نتائج ۱۸۰/۲ میں ملکیت دینے کے نتائج ۱۸۰/۲ غیر عادلانہ۔ کے

اثرات و نتائج ۱۸۰/۲۔ کے احکام ۱۸۰/۲، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۴۔ میں وصی کے اختیارات ۱۸۲/۲۔ مالی۔ کی قدر و

قیمت ۱۸۰/۲۔ میں ترجیحات ۱۸۰/۲۔ کی اہمیت ۱۸۲/۲، ۱۸۴ بہترین۔ ۱۳۲/۲۔ میں نا انصافی ۱۸۲/۲ مالی۔ ترک کرنا

۱۸۰/۲۔ میں جائز تبدیلی ۱۸۱/۲، ۱۸۲۔ میں تبدیلی ۱۸۱/۲، ۱۸۲۔ کو زبان سے ادا کرنا ۱۸۱/۲۔ میں تبدیلی کی حرمت

۱۸۱/۲۔ کے اثبات کی شرائط ۱۸۱/۲۔ کی تبدیلی کی شرائط ۱۸۲/۲۔ کے وجوب کی شرائط ۱۸۰/۲۔ پر عمل ۱۸۲/۲

۔ میں تبدیلی کا گناہ ۱۸۱/۲۔ غیر عادلانہ۔ کا گناہ ۱۸۲/۲ موصی لہ (جسکے لئے وصیت کی گئی ہے) کی ملکیت ۱۸۰/۲ مالی۔ کا

دائرہ ۱۸۰/۲۔ میں تبدیلی کا ذمہ دار ۱۸۱/۲ مالی۔ کے مصارف ۱۸۱/۲۔ کے معتبر ہونے کے معیارات ۱۸۱/۲۔ میں

تبدیلی کی رکاوٹیں ۱۸۱/۲ رشتہ داروں کے لئے ۱۸۰/۲ والدین کے لئے ۱۸۰/۲۔ کا معتبر نہ ہونا ۱۸۰/۲ غیر معمولی۔

۱۸۰/۲۰ مالی۔ ۱۸۰/۲، ۱۸۲ معتبر۔ ۱۸۰/۲ میت کی۔ ۱۸۱/۲ غیر عادلانہ۔ ۱۸۲/۲۔ کے وجوب کا وقت ۱۸۰/۲

وطن:۔ ک حقوق

وطیرہ، نعرہ: جاہلانہ۔ ۱۴۰/۲ نیز۔ ک مومنین

شفاعت:۔ ک قیامت

شک: ر_ک بنی اسرائیل، دین، فجر، قرآن کریم

وقت شناسی: ر_ک وسیلہ ۱۸۹/۲_ کی اہمیت ۱۸۸/۲، ۱۸۹

ولایت (سرپرستی): اللہ تعالیٰ کی_ سے محروم ہونا ۱۲۰/۲_ کی نعمت ۱۸۵/۲ نیز ر_ک خدا تعالیٰ، مؤمنین

ویل: ر_ک جہنم

۵

ہاروت: ر_ک استاد ۱۰۲/۲_ بابل میں ۱۰۲/۲_ اور جادو سیکھنا ۱۰۲/۲_ اور جادو سکھانا ۱۰۲/۲_ کی تنبیہات ۱۰۲/۲

نیز ر_ک یہود

ہجرت: ر_ک مسلمین

ہدایت: ر_ک میں اختیار ۵۳/۲_ میں نمونہ عمل ۴/۱_ میں انذار (ڈرانا) ۱۱۹، ۲۵/۲_ کی اہمیت ۱۳۲/۲، ۶/۱_ کی ۱۵۱_ کی

زمین ہموار ہونا ۱۵۰/۲_ میں بشارت ۱۱۹/۲_ راہ_ کی مشکلات کا بیان ۱۵۵/۲_ کا حصول ۱۵۴/۲_ میں تشویق ۲۵/۲_

پر ثابت قدم رہنے والے ۴/۱_ پر ثابت قدم رہنا ۴/۱_ کی خواہش کرنا ۴، ۶/۱_ کا طریقہ ۶/۲، ۲۵، ۲۶، ۱۱۹_ کی آمادگی

۳/۲، ۲۶، ۳۴، ۱۳۲، ۱۴۰، ۱۸۶_ شرائط ۱۵۴/۲_ کے عوائل ۶/۱، ۶/۲، ۵۳، ۱۲۲، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۲،

۱۳۳، ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۸۵_ سے محروم افراد ۱۴۵/۲_ کے درجات ۴، ۶/۱، ۱۵۰/۲، ۱۸۵_ خاص_ جن کے شامل حال

ہوتی ہے ۴/۱، ۱۵۰/۲_ کا سرچشمہ ۲۶/۲، ۴۰، ۱۳۲، ۱۸۵_ کی رکاوٹیں ۱۴۰/۲_ کی نعمت ۴/۱ ایمان کی_ ۶/۲ صراط

مستقیم کی طرف_ ۴، ۶/۱، ۱۳۲/۲_ خاص_ ۱۵۰/۲

نیز ر_ک انسان، اتفاق کرنے والے، بنی اسرائیل، خدا تعالیٰ، دعا، صابریں، قرآن کریم، مؤمنین، متقین، مسلمین،

عیسائی، عیسائیت، منافقین، نماز، ضروریات، یہود، یہودیت_

ہدایتگران (ہدایت کرنے والے): ر_ک دشمنی

ہدف: ر_ک اور وسیلہ ۱۸۹/۲

ہلاکت: ر_ک کے عوائل ۶۳/۲_ کی زمین ہموار ہونا ۱۹۵/۲ نیز ر_ک بنی اسرائیل، فرعون لشکر، منافقین

ہلال: ر_ک چاند

ہفتہ: ر_ک چھٹی ۶۵/۲_ کے دن کام کرنے کی حرمت ۶۵/۲ کے دن مچھلی کا شکار ۶۵/۲ نیز ر_ک بنی اسرائیل

ہدایت یافتہ لوگ: ۱/۴، ۵/۲، ۱۵۷- کا اضروی امن و امان ۲/۳۸- کی اطاعت ۲/۱۳۳- کا تعبد (روح بندگی) ۲/۱۳۳-
 کی گمراہی کا خطرہ ۱/۴- کا جذبہ ۲/۱۳۳- کا اضروی سرور ۲/۳۸- کی صفات ۲/۵، ۱۳۳- قیامت میں ۲/۳۸- اور میت
 المقدس کا قبلہ بننا ۲/۱۳۳- کی خصوصیات ۱/۴ نیز- ک تقلید

ہم نشینی: ناپسندیدہ ۲/۲۴

ہوا پرستی (نفس پرستی): - کے نتائج ۲/۸۷، ۱۲۰- سے اجتناب ۲/۱۳۵- کا فسق و فجور ۲/۹۹ نیز- ک عیسائی، یہود
 // ہوشیاری: - ک مومنین، منافقین

ی

یتیم: - پہ نیکی ۲/۸۳- کی ضروریات پوری کرنا ۲/۱۷۷- کے حقوق ضائع کرنا ۲/۸۳ نیز- ک بنی اسرائیل
 حضرت یعقوب ؑ: - کی جان کنی کا عالم ۲/۱۳۳- کے اسباط ۲/۱۳۶- کی اطاعت ۲/۱۳۳، ۱۳۱- کا اضروی اجر
 ۲/۱۳۳، ۱۳۱- کے بیٹے ۲/۱۳۲، ۱۳۳- کی تبلیغ ۲/۱۳۲- کے بیٹوں کی توحید ۲/۱۳۳- کی توحید ۲/۱۳۳- کی نصیحتیں
 ۲/۱۳۲، ۱۳۳- کی خواہشات ۲/۱۳۲- کی نصیحتوں کے دلائل ۲/۱۳۲- کے بیٹوں کا دین ۲/۱۳۳- کا دین ۲/۱۳۲،
 ۱۳۰- کی شخصیت ۲/۱۳۰- کی عبادت ۲/۱۳۱- کے رجحانات ۲/۱۳۲- کا واقعہ ۲/۱۳۲، ۱۳۳- کی نسل ۲/۱۳۶- کی
 پریشانی ۲/۱۳۳- اور حضرت ابراہیم ؑ کا دین ۲/۱۳۲- اور یہودیت ۲/۱۳۳- نیز- ک حضرت اسماعیل ؑ،
 ایمان، عیسائی، یہود

یقین: - کی اہمیت ۲/۱۶۹ اہل- کی صفات ۲/۱۱۸ اہل- کی خصوصیات ۲/۱۱۸ نیز- ک آخرت، فخر
 یہود: یہودیوں کے اسلام لانے کے نتائج ۲/۱۰۳، ۱۲۲- کے ایمان کے نتائج ۲/۶۲- کی پیروی کے اثرات و نتائج
 ۲/۱۳۵- کے تقویٰ کے نتائج ۲/۱۰۳- کے تکبر کے نتائج ۲/۸۷- کے حسد کے اثرات ۲/۹۰، ۱۰۹- کی دشمنی کے
 نتائج و اثرات ۲/۱۳۷- کے فسق و فجور کے نتائج ۲/۹۹- کے کفر کے نتائج ۲/۸۸- کی نسل پرستی کے نتائج ۲/۹۱- کی
 نفس پرستی کے نتائج ۲/۸۷- کی مایوسی کے نتائج ۲/۹۶- کی آخرت فروشی ۲/۱۰۲- کی آرزوئیں ۲/۸۹، ۹۶، ۱۰۹- کی
 آگاہی ۲/۸۹، ۱۰۲- پیامبر اسلام (ص) سے- کی آگاہی ۲/۸۹، ۱۳۶- اور عیسائیوں کا اتحاد ۲/۱۳۵، ۱۳۰- کے احکام
 ۲/۸۵- کا عیسائیوں سے اختلاف ۲/۱۱۳، ۱۳۵، ۱۳۰، کے دعوے ۲/۸۸، ۹۳، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۳۳- کے تمسخر
 ۲/۱۰۳ کا اسلام لانا ۲/۱۲۰-

کا کمزور اظہار اسلام ۸۸/۲_ کا اللہ تعالیٰ پر اعتراض ۹۰/۲_ کا منہ موڑنا ۱۳۵/۲_ کا اسلام سے منہ موڑنا ۷۵/۲_ کی افترا
 پر دازیاں ۸۰/۲، ۱۱۶_ یہودی عوام کا اقرار ۷۶/۲_ صدر اسلام کے_ کا اقرار ۸۸/۲_ کی توقعات ۸۹/۲_ کا عقیدتی انحراف
 ۱۱۳/۲_ کی انحصار طلبی ۱۱۱/۲_ کی آخرت فروشی کا جذبہ محرکہ ۸۶/۲_ کو در بدر کرنے کا جذبہ محرکہ ۸۶/۲_ کے قتل کا
 جذبہ محرکہ ۸۶/۲_ کی اہانتیں ۱۰۳/۲_ یہودی اقلیت کا ایمان ۸۸/۲_ کا ایمان ۸۸/۲_ کا تورات پہ ایمان ۸۵/۲،
 _ کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ۹۳/۲_ کا قیامت پر ایمان ۹۳/۲_ کے دعوؤں کا باطل ہونا ۹۶/۲_ کی بہانہ تراشیاں ۹۱/۲_ یہودی
 عوام کا ان پڑھ ہونا ۷۸/۲_ کا بے منطق ہونا ۱۱۱/۲، ۱۲۰، ۱۱۱/۲_ یہودی عوام کی بصیرت ۷۹/۲_ کی بصیرت ۸۸، ۸۷/۲،
 ۱۰۲_ مومن_ کا اجر ۶۲/۲_ کی کامیابی ۸۹/۲_ کی تاریخ ۱۰۰/۲_ کی پیروی ۱۳۵/۲_ کی شیاطین کی پیروی کرنا ۱۰۲/۲_
 کی ماروت کی اتباع کرنا ۱۰۲/۲_ کی ہاروت کی اتباع کرنا ۱۰۲/۲_ کا پراپیگنڈا ۱۰۹/۲_ کا اسلام کے خلاف پراپیگنڈہ
 ۱۳۷/۲_ کا تحریف کرنا ۷۵/۲، ۱۳۶، ۱۳۰، ۱۳۵_ کا موت سے خوف ۹۶/۲_ کا تعصب ۱۲۰/۲_ کا تکبر ۸۰/۲، ۸۷،
 ۹۳_ صدر اسلام کے_ کا تکبر ۸۷/۲_ کی شرعی ذمہ داری ۹۱/۲_ کی سعی و کوشش ۱۳۵/۲، ۱۳۵_ کی سازش ۷۶/۲_ کی
 تہمتیں ۹۹/۲_ کی عیسائیوں پر تہمت ۱۱۳/۲_ کی جادوگری ۱۰۲/۲_ کے جرائم ۸۶/۲، ۸۷، ۹۱_ کی رضایت کا حصول
 ۱۲۰/۲_ صدر اسلام کے_ کی مخفی مینٹگیں ۷۶/۲_ یہودی عوام کی جہالت ۷۸/۲_ کی جہالت ۱۰۲/۲_ کی لالچ ۹۶/۲_ کا
 حسد ۹۰/۹_ صدر اسلام کے_ کا حسد ۱۰۹/۲_ کا حق قبول نہ کرنا ۱۳۵/۲_ کے دلوں پر مہریں لگنا ۸۸/۲_ کی ناقص
 خدا شناسی ۷۷/۲_ کی خدا شناسی ۱۱۶/۲_ صدر اسلام کے_ کی خدا شناسی ۱۱۸/۲_ کی خواہشات ۹۶/۲، ۱۱۸_ کی
 خود فروشی ۹۰/۲، ۱۰۲_ عوام کی خیال بافیاں ۷۸/۲_ سے دلیل طلب کرنا ۱۱۱/۲_ کا جھوٹا پن ۱۳۳/۲_ کی دشمنی
 ۱۳۵، ۱۳۷/۲_ کی جبرائیل ﷺ سے دشمنی ۹۷/۲، ۹۸_ کی اللہ تعالیٰ سے دشمنی ۹۷/۲_ کی حضرت سلیمان علیہ السلام سے
 دشمنی ۱۰۲/۲_ میں گالی دینا ۱۰۳/۲_ کو دعوت دینا ۹۱/۲_ کے شر کو دور کرنا ۱۳۷/۲_ کے اسلام سے منہ موڑنے کے
 دلائل ۷۵/۲_ کی سچائی کے دلائل ۹۳/۲_ کے کفر کے دلائل ۹۱/۲، ۹۲_ کے قرآن سے کفر کے دلائل ۹۱/۲_ کی
 دنیا طلبی ۳۱/۲، ۸۶، ۹۶، ۱۰۲_ صدر اسلام کے_ کی دنیا طلبی ۱۰۳/۲_ کا دین ۶۲/۲_ کی دنیاوی ذلت ۸۵/۲_ کی ذلت
 ۹۰/۲_ کے رذائل ۸۷/۲_ کی معرکہ آرائی کا انداز ۱۰۲/۲_ کی گمراہی کے اسباب ۷۹/۲_ کی دنیاوی زندگی ۹۶/۲_ کا
 زیاں کار ہونا ۱۰۲/۲_ کی سرزنش ۷۷/۲، ۱۰۰_ کا شبہات پیدا کرنا ۱۰۹/۲_ پیامبر اسلام (ص) سے_ کی رضایت کی
 شرائط ۱۲۰/۲_ کی ہدایت کی شرائط ۱۳۷/۲_ کی صفات ۸۰/۲، ۸۶، ۸۷، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۵، ۹۶_ کے ادراک کی

کمزوری ۸۸/۲_ کے معاشرتی طبقات ۴۸/۲_ کا ظلم ۹۲/۲، ۹۵، ۱۳۰_ کا اضروی عذاب ۸۰/۲، ۸۱، ۸۵، ۹۶_ کا
 دنیاوی عذاب ۸۵/۲_ کا عذاب ۸۰/۲، ۹۰_ کا کفر کو عذاب ۱۰۳/۲_ کی اکثریت کا عقیدہ ۱۰۰/۲_ کا باطل عقیدہ ۸۰/۲
 یہودی عوام کا عقیدہ ۸۰/۲، ۸۰_ کا عقیدہ ۴۶/۲، ۴۷، ۸۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۶، ۹۷، ۱۰۰، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۶، ۱۳۳،
 ۱۳۵، ۱۳۱_ کا جہنم پہ عقیدہ ۸۰/۲_ کا قیامت پہ عقیدہ ۴۶/۲، ۸۰_ کا قرآن کریم پہ عقیدہ ۹۱/۲_ کا اضروی سزا پہ
 عقیدہ ۸۰/۲_ صدر اسلام کے_ کا عقیدہ ۱۱۸/۲_ کے رجحانات ۱۰۹/۲_ کا ناپسندیدہ عمل ۹۳/۲، ۹۵_ کے اسلاف کا
 عمل ۱۳۱/۲_ کا عمل ۹۶/۲_ کی دشمنی کے عوامل ۹۷/۲_ کی ذلت کے عوامل ۸۵/۲_ کی نافرمانی کے عوامل ۸۷/۲_
 کے کفر کے عوامل ۹۱/۲، ۹۹_ کی محرومیت کے عوامل ۸۸/۲_ کے عذر کے عوامل ۸۸/۲_ کی نجات کے عوامل
 ۶۲/۲_ کی مایوسی کے عوامل ۹۵/۲_ یہودی عوام ۸۷/۲_ یہودی عوام اور پیامبر موعود (ص) ۷۶/۲_ یہودی عوام اور
 تورات ۸۷/۲_ یہودی عوام اور اضروی عذاب ۸۰/۲_ یہودی عوام اور آسمانی کتابیں ۷۸/۲_ یہودی اور پیامبر اسلام (ص)
 ۷۶/۲_ اللہ تعالیٰ کا_ سے عہد ۸۰/۲_ کی اکثریت کی عہد شکنی ۱۰۰/۲_ کا انبیاء ﷺ سے عہد ۱۰۰/۲_ کا اللہ تعالیٰ سے عہد
 ۱۰۰/۲_ کی دین سے غفلت ۱۷۷/۲_ کا موت سے فرار ۹۵/۲_ صدر اسلام کے_ کا فسق و فجور ۱۰۳/۲_ کی فطرت ۸۸/۲
 تاریخ_ بیان کرنے کا فلسفہ ۷۵/۲_ کا قبلہ ۱۳۵/۲، ۱۳۷_ کے قتل ۸۷/۲، ۹۱_ کی قساوت قلبی ۷۵/۲_ کا قلب ۸۸/۲
 کی آسمانی کتاب ۱۲۱/۲، کی اکثریت کا کفر ۱۰۰/۲_ کا کفر ۸۸/۲، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۱۰۰، ۱۰۵، ۱۳۷_ کی اضروی
 سزا ۸۵/۲، ۱۱۳_ بدعت ایجاد کرنے والے_ کی سزا ۷۹/۲_ کی دربدری کی سزا ۸۵/۲_ کی دنیاوی سزا ۸۵/۲_ کے قتل کی
 سزا ۸۵/۲_ عہد شکن_ کی سزا ۸۵/۲_ کا کفر_ کی سزا ۸۱/۲_ گناہگار_ کی سزا ۸۱/۲_ کا گناہگار ہونا ۹۵/۲_ کی بچھڑے کی پوجا
 کرنا ۹۲/۲، ۹۳_ کی ہٹ دھرمی ۱۳۵/۲_ پر لعنت ۸۸/۲، ۸۹_ کا مواخذہ ۱۳۳/۲_ متجاوز ۶۵/۲_ کے محرمات ۸۵/۲
 _ کا آخرت سے محروم ہونا ۹۵/۲_ کا محروم ہونا ۸۹/۲، ۱۰۲_ کی انبیاء ﷺ سے مخالفت ۸۷/۲_ کی حضرت موسیٰ ﷺ
 سے مخالفت ۹۲/۲_ کی ذمہ داری ۳۱/۲، ۶۲، ۱۳۰_ کا جھگڑنا ۱۷۷/۲_ کے ساتھ معاہدہ ۱۲۰/۲_ کے پاس عذر نہ ہونا
 ۸۸/۲_ کا مغضوب ہونا ۹۰/۲_ کے ایمان کا معیار ۹۱/۲_ میں حقانیت کا معیار ۸۷/۲_ کے کفر کا منبع ۹۰/۲_ کے
 اسلام لانے میں رکاوٹیں ۸۸، ۸۰/۲_ کی عدم رضایت ۱۰۵/۲_ کی نجات ۹۶/۲_ کی نسل پرستی ۹۱/۲، ۹۳_ کے
 دعووں کے باطل ہونے کی علامتیں ۹۵/۲_ کی صرص و لالچ کی علامتیں ۹۶/۲_ کے کفر کی علامتیں ۱۰۰/۲_ کے
 اسلاف ۹۱/۲، ۱۳۳_ اور عیسائیوں کی ہم آہنگی ۱۱۱/۲_ کی نفس پرستی ۸۷/۲، ۱۲۰، ۱۳۵_ صدر اسلام کے_ کی

نفس پرستی ۸۷/۲۔ کے اسلام لانے سے مایوسی ۷۶/۲، ۸۰۔ کی اضروی سعادت سے مایوسی ۹۵/۲ جادوگر ۱۰۲/۲۔ کا حق قبول نہ کرنا ۸۸/۲، ۱۳۳۔ قیامت میں ۸۵/۲، ۱۱۳۔ حضرت سلیمان ؑ کے زمانے میں ۱۰۲/۲ صدر اسلام کے ۷۸/۲، ۹۱، ۸۸، ۱۰۳، ۹۹، ۱۲۰، ۱۳۵، ۱۳۳، ۱۵۹۔ صدر اسلام کے۔ اور اسلام ۷۶/۲، ۹۱، صدر اسلام کے۔ اور پیامبر موعود (ص) ۷۶/۲ صدر اسلام کے۔ اور حق پر پردہ ڈالنا ۷۶/۲ صدر اسلام کے۔ اور پیامبر گرامی قدر اسلام (ص) ۷۶/۲ قبل از اسلام کے۔ ۸۹/۲ کافر ۹۰/۲ گناہگار ۹۶/۲ قرآن کریم پر ایمان لانے والے ۱۲۱/۲ پیامبر اسلام (ص) پر ایمان لانے والے ۱۲۱/۲ صدر اسلام کے مؤمن ۸۵/۲ پیامبر اسلام (ص) کو جھٹلانے والے ۹۰/۲ اور موت کی آرزو ۹۳/۲ اور حضرت ابراہیم ؑ ۱۳۰/۲ اور ادیان ۹۳/۲ اور مسلمانوں کا مرتد ہونا ۱۰۹/۲ اور اسباط ۱۳۰/۲ اور حضرت اسحاق ؑ ۱۳۰/۲ اور اسلام ۸۸/۲، ۹۱، ۱۲۰، ۱۰۹۔ اور حضرت اسماعیل ؑ ۱۳۰/۲ اور انبیاء ؑ ۹۱/۲ اور بنی اسرائیل کے انبیاء ؑ ۹۱/۲ اور غیر بنی اسرائیل کے انبیاء ؑ ۹۱/۲۔ اور انجیل ۳۱/۲ اور آنحضرت (ص) کی بعثت ۸۹/۲ اور بہشت ۹۳/۲، ۹۶، ۱۱۱۔ اور مسجد کا گرانا ۱۱۳/۲۔ اور جادو سیکھنا ۱۰۲/۲ اور انبیاء ؑ کو جھٹلانا ۸۷/۲ اور تورات ۳۱/۲، ۹۰۔ اور حضرت جبرائیل ؑ ۹۷/۲۔ اور قومی مفادات کا تحفظ ۷۶/۲ اور آنحضرت (ص) کی حقانیت ۱۱۸/۲ اور حضرت ابراہیم ؑ کا دین ۱۳۰/۲ اور اسباط کا دین ۱۳۰/۲ اور حضرت اسحاق ؑ کا دین ۱۳۰/۲ اور حضرت اسماعیل ؑ کا دین ۱۳۰/۲ اور حضرت یعقوب ؑ کا دین ۱۳۰/۲ اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۷۶/۲ اور حضرت سلیمان ۱۰۲/۲ اور علم الہی ۷۷/۲ اور اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۷۶/۲، ۷۷۔ اور طولانی عمر ۹۶/۲ اور عہد الہی ۱۰۰/۲ اور حضرت عیسیٰ ؑ ۸۷/۲ اور قبلہ ۱۳۳/۲، ۱۳۵، ۱۷۷۔ اور عیسائیوں کا قبلہ ۱۳۵/۲ اور انبیاء ؑ کا قتل ۸۷/۲، ۹۱، ۹۳۔ اور قرآن حکیم ۳۱/۲، ۷۵، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۱۰۹۔ اور آسمانی کتابیں ۹۳/۲ اور حق کو چھپانا ۷۶/۲، ۱۳۰۔ اور پیامبر اسلام (ص) ۸۷/۲، ۸۸، ۸۹، ۹۹، ۱۰۲، ۱۳۵۔ اور موت ۹۵/۲ اور مسلمان ۱۰۵/۲، ۱۰۹، ۱۱۱، ۱۳۵۔ اور صدر اسلام کے مسلمان ۱۳۷/۲ (ص)۔ اور عیسائیت ۱۱۳/۲ اور اقوام ۹۳/۲ اور آنحضرت (ص) کی نبوت ۸۹/۲، ۹۰، اور خزول قرآن ۸۹/۲ اور اضروی نعمتیں ۱۹۳/۲ اور وحی ۹۷/۲ اور ہدایت ۱۳۵/۲ اور حضرت یعقوب ؑ ۱۳۰/۲۔ کا ہدایت قبول نہ کرنا ۱۲۰/۲ نیز۔ ک علمائے یہود، قبلہ، پیامبر اسلام (ص)، مسلمین، عیسائی، مدینہ کے یہودی، یہودیت مدینہ کے یہودی:۔ کی مشکلات ۸۹/۲

یہودیت:۔ کی پیروی کے نتائج ۱۲۰/۲، ۱۳۵۔ میں آمیزش ۱۳۵/۲، ۱۳۶، ۱۳۵، کا انحراف ۱۲۰/۲۔ کا باطل ہونا
۱۱۳/۲ کا معاشرتی پہلو ۸۳/۲۔ کا اقتصادی پہلو ۸۳/۲ کا عبادتی پہلو ۸۳/۲۔ کا عقیدتی پہلو ۸۳/۲۔ کی پیروی ۱۲۰/۲،
۱۳۵، کی تحریف ۱۲۰/۲، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۵۔ کی تصدیق ۱۱۳/۲۔ کی تعلیمات ۸۳/۲۔ کی حقانیت ۱۱۳/۲۔ کا رسمی ہونا
۶۲/۲۔ کی کمزوری ۱۲۰/۲۔ کی پیروی کی سزا ۱۲۰/۲۔ میں مرتد ہونے کی سزا ۵۳/۲۔ کا منبع ۱۲۰/۲۔ اور شرک ۱۳۵/۲۔
اور ہدایت ۱۳۵/۲ نیز۔ ک حضرت ابراہیم ؑ، پیامبر اسلام (ص)، عیسائی، مشرکین، حضرت یعقوب ؑ، یہود

فہرست

الف: مؤلف	۵
ب: تفسیر راہنما	۶
تفسیر ترتیبی موضوعی:	۶
تفسیر ماثور عقلی:	۷
چند اہم نکات:	۷
مقدمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم	۹
احساس ذمہ داری:	۱۰
کام کی روش	۱۲
عبا اور چادر:	۱۳
قید خانے سے باہر:	۱۳
دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم کا شعبہ ثقافت و معارف قرآن:	۱۵
ہدف اور مقصد:	۱۶
۱۔ تفسیر ترتیبی موضوعی:	۱۶
۲۔ قرآن حکیم کی موضوعاتی لغت کی تیاری (کلید قرآن):	۱۷
۳۔ قرآن کریم کے معارف سے متعلق معلومات کا منبع:	۱۷
۳۔ قرآن پاک کی موضوعاتی تفسیر:	۱۷
سورہ حمد	۱۹
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۱﴾	۱۹
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ﴿۲﴾	۲۲
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳﴾	۲۳

٢٥ مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ ﴿٤﴾
 ٢٦ إِنَّكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾
 ٣١ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿٦﴾
 ٣٣ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿٧﴾

سوره بقره

الم ﴿١﴾
 ٣٨ ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٢﴾
 ٣٠

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ^(٣)
 ٣١
 ٣٥ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿٤﴾
 ٣٤ أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾
 ٣٩ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾
 ٥١ خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٧﴾
 ٥٣ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾
 ٥٣ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾
 ٥٦ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾
 ٥٨ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿١١﴾
 ٦٠ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِن لَّا يَشْعُرُونَ ﴿١٢﴾
 ٦١ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِن لَّا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾
 ٦٣ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنُوا وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ﴿١٤﴾
 ٦٥ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٥﴾
 ٦٤ أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهَدًى فَمَا رَجَحَتِ بَيَّارُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾
 ٦٩ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْفَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾
 ٤١ صُمُّ بُكْمٌ عُمَى فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾
 ٤٢ أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَنُقُرٌّ يُجْعَلُونَ أَصَابِعُهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾
 يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
 ﴿٢٠﴾
 ٤٣ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾
 ٤٥ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾
 ٤٨ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّن دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾
 ٨٢ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿٢٤﴾
 ٨٥ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُفِعُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رَّرَقَا قَالُوا هَذَا الَّذِي رَزَقْنَا مِن قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا
 وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٥﴾
 ٨٨

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَهُ فَمَا قُوَّهَا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا
 يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾ ٩٢
 الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٢٧﴾ ٩٦
 كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمُوتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ مِمَّنِّيكُمْ ثُمَّ خَرَّبَكُمْ ثُمَّ يُغِيْبُكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٨﴾ ٩٩
 هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٩﴾ ١٠١
 وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ ١٠٣
 وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣١﴾ ١١١
 قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٣٢﴾ ١١٣
 قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٣٣﴾ ١١٦
 وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٣٤﴾ ١١٩
 وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٣٥﴾ ١٢٣
 فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ ﴿٣٦﴾ ١٢٤
 فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٣٧﴾ ١٣٢
 قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبَعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٨﴾ ١٣٥
 وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٩﴾ ١٣٨
 يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَانْهَبُوا ﴿٤٠﴾ ١٣٩
 وَآمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلُ كَافِرٍ بِهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونَ ﴿٤١﴾ ١٣٢
 وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤٢﴾ ١٣٤
 وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿٤٣﴾ ١٣٩
 أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٤٤﴾ ١٥١
 وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ﴿٤٥﴾ ١٥٣
 الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿٤٦﴾ ١٥٤
 يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَيُّ فَضْلَتِي عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٤٧﴾ ١٥٨
 وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٨﴾ ١٦٠
 وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٤٩﴾ ١٦٣
 وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمْ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿٥٠﴾ ١٦٤
 وَإِذْ وَاْعَدْنَا مُوسَى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿٥١﴾ ١٤٠
 ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٢﴾ ١٤٣
 وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿٥٣﴾ ١٤٦
 وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ
 التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٥٤﴾ ١٤٨
 وَإِذْ قُلْنَا يَا مُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ بِكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذْنَاكُمُ الصَّاعِقَةَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿٥٥﴾ ١٨٣

١٨٦ ﴿٥٦﴾ تَمْ بَعْنَانَكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ
 ١٨٤ ﴿٥٧﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَى كُلُّوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ
 ١٩١ ﴿٥٨﴾ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَيَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ
 ١٩٥ ﴿٥٩﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ
 ١٩٨ ﴿٦٠﴾ وَإِذِ اسْتَسْقَى مُوسَى لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ
 ٢٠٣ ﴿٦١﴾ وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِثُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصِلَهَا قَالَ أَلَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَّا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ
 ٢١١ ﴿٦٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِينَ مَنَ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
 ٢١٥ ﴿٦٣﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَادْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
 ٢١٨ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ
 ٢٢١ ﴿٦٥﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ
 ٢٢٣ ﴿٦٦﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ
 ٢٢٦ ﴿٦٧﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُؤًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ
 ٢٣١ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضَ وَلَا بِكْرَ عَوَّانٌ بَيْنَ ذَلِكَ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ
 ٢٣٣ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْهَا قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْهَا تَسُرُّ النََّاظِرِينَ
 ٢٣٣ ﴿٧٠﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ
 ٢٣٤ ﴿٧١﴾ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولَ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا قَالُوا الْآنَ جِئْتُ بِالْحَقِّ فَذَبْحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ
 ٢٣١ ﴿٧٢﴾ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ
 ٢٣٢ ﴿٧٣﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ
 ٢٣٦ ﴿٧٤﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَقَّقُ فِيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ
 ٢٥٠ ﴿٧٥﴾ أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ
 ٢٥٣ ﴿٧٦﴾ إِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بِغَضِبِهِمْ إِلَى بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ
 ٢٥٤ ﴿٧٧﴾ أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ
 ٢٥٩ ﴿٧٨﴾ وَمِنْهُمْ أُمِّيُونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِي وَإِنَّ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ
 ٢٦٢ ﴿٧٩﴾ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُشَرُّوهُ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ
 ٢٦٦ ﴿٨٠﴾ وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً قُلْ أَتُحَدِّثُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ تُخْلَفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ
 ٢٦٩ ﴿٨١﴾ بَلَى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَخَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
 ٢٨١ ﴿٨٢﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٨٣﴾ ٢٤٢

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَضْتُمْ وَأَنْتُمْ تَسْهَوْنَ ﴿٨٤﴾ ٢٤٩

ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَنَوْمٌ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٨٥﴾ ٢٨١

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَخَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُبْصِرُونَ ﴿٨٦﴾ ٢٨٨

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿٨٧﴾ ٢٩٠

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ ٢٩٣

لَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٨٩﴾ ٢٩٤

يَسْمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَعِيًّا أَنْ يُنْزِلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَآؤُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٩٠﴾ ٣٠١

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٩١﴾ ٣٠٥

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿٩٢﴾ ٣١٠

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْمِعُوا قَوْلًا وَصَيِّرُوا وُجُوهَكُمْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ قُلْ يَسْمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٩٣﴾ ٣١٣

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٩٤﴾ ٣١٨

وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمْتُمْ إِلَيْهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٩٥﴾ ٣٢١

وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاتِهِ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرَ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُرْضِيهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ ٣٢٣

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٩٧﴾ ٣٢٤

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ﴿٩٨﴾ ٣٣٠

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ﴿٩٩﴾ ٣٣٢

أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَّبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٠﴾ ٣٣٥

وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾ ٣٣٤

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٢﴾ ٣٣١

وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٣﴾ ٣٥٣

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلَهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٤﴾ ٣٦١

- ۳۶۵﴿١٠٧﴾.....لَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ
- ۳۶۶﴿١٠٨﴾.....أَمْ تَرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَتَّبِدَلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ
- ۳۶۷﴿١٠٩﴾.....وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْتَدُوا وَاصْطَفُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
- ۳۶۸﴿١١٠﴾.....وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ يَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ
- ۳۶۹﴿١١١﴾.....وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَى تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
- ۳۷۰﴿١١٢﴾.....بَلَى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
- ۳۷۱﴿١١٣﴾.....وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَخْتَكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ
- ۳۷۲﴿١١٤﴾.....وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ
- ۳۷۳﴿١١٥﴾.....وَاللَّهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُولُوْا فَنَّمْ وَجْهُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ
- ۳۷۴﴿١١٦﴾.....وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ لَّهُ قَانِتُونَ
- ۳۷۵﴿١١٧﴾.....بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ
- ۳۷۶﴿١١٨﴾.....وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ
- ۳۷۷﴿١١٩﴾.....إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ
- ۳۷۸﴿١٢٠﴾.....وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى وَلَئِنَّ آتِيتَهُمْ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ
- ۳۷۹﴿١٢١﴾.....الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ
- ۳۸۰﴿١٢٢﴾.....يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ
- ۳۸۱﴿١٢٣﴾.....وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ
- ۳۸۲﴿١٢٤﴾.....وَإِذْ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ
- ۳۸۳﴿١٢٥﴾.....وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ
- ۳۸۴﴿١٢٦﴾.....وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ
- ۳۸۵﴿١٢٧﴾.....وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
- ۳۸۶﴿١٢٨﴾.....رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
- ۳۸۷﴿١٢٩﴾.....رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
- ۳۸۸﴿١٣٠﴾.....وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ
- ۳۸۹﴿١٣١﴾.....إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِربِّ الْعَالَمِينَ
- ۳۹۰﴿١٣٢﴾.....وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمْ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَإِلَهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٣﴾ ٣٥٨

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٤﴾ ٣٦٣

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٣٥﴾ ٣٦٦

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٦﴾ ٣٦٩

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾ ٣٧٣

صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿١٣٨﴾ ٣٧٦

قُلْ أَتُحِبُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿١٣٩﴾ ٣٧٨

أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى قُلْ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمْ اللَّهُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٠﴾ ٣٨٠

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤١﴾ ٣٨٣

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَهُمْ عَن قِبَلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٤٢﴾ ٣٨٤

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ عَمَّا يَتَّبِعُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرُؤُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٤٣﴾ ٣٩٠

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ (١٤٣) ٣٩٤

وَلَكِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتِهِمْ وَمَا بَغْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَغْضٍ وَلَكِنْ أَتَيْتَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٥﴾ ٥٠٢

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤٦﴾ ٥٠٦

أَلْحَقْ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَ مِنَ الْمُفْتَرِينَ ﴿١٤٧﴾ ٥٠٩

وَلِكُلِّ وَجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيُهَا فَاسْتَطَبُّوا خَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمْ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ ٥١١

وَمَنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهُ لِلْحَقِّ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾ ٥١٣

وَمَنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلَا يَمِ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾ ٥١٦

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيَكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿١٥١﴾ ٥٢٠

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾ ٥٢٣

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾ ٥٢٦

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَمْوَاتٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿١٥٤﴾ ٥٢٨

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ ٥٣١

الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ ﴿١٥٦﴾ ٥٣٥

أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ ٥٣٧

إِنَّ الصَّافِيَ وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ ٥٣٩
 إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ ٥٣٣
 إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُّوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾ ٥٣٤
 إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْنَا لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾ ٥٣٩
 خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿١٦٢﴾ ٥٥١
 وَلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾ ٥٥٣
 إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاجْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَخْيَا بِهِ الْأَرْضَ
 بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَّاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٦٤﴾ ٥٥٦
 وَمَنْ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّوهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ
 شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ ٥٦١
 إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ ٥٦٥
 وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّأُوا مِنَّا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ ٥٦٨
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿١٦٨﴾ ٥٤٢
 إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٦٩﴾ ٥٤٥
 وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٧٠﴾ ٥٤٨
 وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءَ وَنِدَاءَ صُمُّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٧١﴾ ٥٨٢
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿١٧٢﴾ ٥٨٥
 إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٧٣﴾ ٥٨٨
 إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتُرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ
 عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾ ٥٩٣
 أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالََةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ٥٩٨
 ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿١٧٦﴾ ٦٠٠
 لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ
 وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ
 الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ ٦٠٣
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأَنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ
 بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنْ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٨﴾ ٦١٢
 وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٧٩﴾ ٦١٨
 كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٠﴾ ٦٢٠
 فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٨١﴾ ٦٢٣
 فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٨٢﴾ ٦٢٥
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ ٦٢٨

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٢﴾ ٦٣١

شَهْرَ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٨٥﴾ ٦٣٤

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ ٦٣٥

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٨٧﴾ ٦٣٨

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٨﴾ ٦٥٦

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأَتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٨٩﴾ ٦٦١

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿١٩٠﴾ ٦٦٦

وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ تَقْعُتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يُقَاتِلَوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿١٩١﴾ ٦٦٨

فَإِنْ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٩٢﴾ ٦٤١

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنْ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٩٣﴾ ٦٤٣

الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتِ قِصَاصٌ فَمَنْ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٩٤﴾ ٦٤٥

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٩٥﴾ ٦٤٩

٦٨٣ اشاري^(١)

٦٨٣ آ

٦٨٦ الف

٤٠٠ ب

٤٠٥ اشاري^(٢)

٤٠٥ پ

٤٠٤ ت

٤١١ ث

ج	۴۱۱
چ	۴۱۳
ح	۴۱۳
خ	۴۱۶
اشاری (۳)	۴۲۳
د	۴۲۳
ذ	۴۲۶
ر	۴۲۷
ز	۴۳۰
س	۴۳۰
ش	۴۳۲
ص	۴۳۳
ض	۴۳۵
ط	۴۳۵
ظ	۴۳۶
ع	۴۳۶
غ	۴۳۲
اشاری (۴)	۴۳۳
ف	۴۳۳
ق	۴۳۳

٤٣٨	ک
٤٥٢	گ
٤٥٣	اشاری (٥)
٤٥٣	ل
٤٥٥	م
٤٦٥	ن
٤٦٤	و
٤٦٩	ه
٤٤٠	ي